سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

(بدھ10، جمعرات11، جمعتہ
المبارک12، سوموار15، منگل،16، بدھ17۔جون2015)
(یوم الاربعاء22، یوم الخمیس23، یوم الجمع24، یوم الاثنین27، یوم الثلاثہ28، یوم الاربعاء29۔شعبان
المعظم1436ھ)

سولھویں اسمبلی: پندرہواں اجلاس

جلد15(حصہ اوّل): شمارہ جات : 1تا6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پندرہواں اجلاس

بدھ،10۔جون2015

جلد 15:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	----------	1
2۔	سالانہ بجٹ بابت سال16-2015 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	----------	1
3۔	ضمنی بجٹ بابت سال15-2014 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ	----------	1
4۔	ایجنڈا	----------	3
5۔	ایوان کے عہدے دار	----------	5

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
6۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	11
7۔	نعت رسول مقبول ﷺ	12
8۔	چیئرمینوں کا پینل	13
	حلف	
9۔	نومنتخب ممبر اسمبلی کا حلف	13
	تعزیت	
10۔	معزز ممبر چودھری شمشاد احمد خان، معزز ممبر محترمہ سلطانہ شاہین کے بیٹے، وزیر جنگلات ملک آصف بھا کے بھائی، ڈسکہ بار کے وکلاء کی وفات اور برما کے شہید مسلمانوں ودیگر کے لئے دعائے مغفرت	14
	سوالات (محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)	
11۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	16
12۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	45
13۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	62
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
14۔	مسودہ قانون خواتین پر تشدد سے تحفظ پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر وبیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	69
15۔	مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جینڈر مین سٹریمنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	69
16۔	مسودہ قانون (ترمیم) غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان 2015 اور مسودہ قانون یونیورسٹی آف اوکاڑہ 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	70

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
17۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015اور مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروباری لائسنس ہولڈرز پنجاب2015 کے بارے میں	
	مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	72
	پوائنٹ آف آرڈر	
18۔	راولپنڈی میں پولیس کے ہاتھوں دو بچوں کی ہلاکت ----------	73
19۔	نابینا افراد کے حقوق کے حوالے سے تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن لینے کا مطالبہ ----------	76
	تحاریک التوائے کار	
20۔	گجرات ڈنگہ کنجاہ مٹوانوالی روڈ سیکروالی کے مقام پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے حادثات میں اضافہ (۔۔۔جاری) ----------	81
21۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	84
	قرارداد	
22۔	سابق وزیر، معزز ممبر چودھری شمشاد احمد خان (مرحوم) اور ان کے بیٹے کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار ----------	85
23۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	87
	قرارداد	
24۔	میانمار (برما) کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی شدید مذمت اور اس انسانی مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے کا مطالبہ ----------	89
	سرکاری کارروائی	
	آرڈیننس (جو پیش ہوا)	
25۔	آرڈیننس (ترمیم) تعلیم القرآن و سیرت انسٹیٹیوٹ پنجاب2015 ----------	91
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
26۔	مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی2015 ----------	91

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27۔	مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی2015 ----------	101
28۔	قواعد کی معطلی کی تحریک ----------	117
	قرارداد	
29۔	بنگلہ دیش بنانے کے اعتراف کے حوالے سے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے بیان کو شرمناک اور افسوسناک قرار دینا ----------	119
	جمعرات،11۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 2	
30۔	ایجنڈا ----------	125
31۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	127
32۔	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	128
	سوالات (محکمہ ہائر ایجوکیشن)	
33۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	129
34۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	172
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
35۔	مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	177
36۔	مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب2015 اور مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	178
37۔	مسودہ قانون (ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹس پنجاب2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	178

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤ نوٹسز	
38۔	سرگودھا: موضع آہلی روانہ تھانہ کوٹ مومن میں ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات(۔۔۔جاری)	181
39۔	بہاولپور: تھانہ بغداد الجدید میں گرفتار ملزمان سے متعلقہ تفصیلات(۔۔۔جاری)	183
40۔	گوجرانوالہ: ممبر اسمبلی کے بیٹےاور دوست کے قتل سے متعلقہ تفصیلات	184
41۔	راولپنڈی:پولیس کی فائرنگ سے دوسگے بھائیوں کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات	187
	تحاریک التوائے کار	
42۔	ملک میں گردوں اور جگر کی بیماریوں میں مسلسل اضافہ(۔۔۔جاری)	193
43۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	204
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون(جوزیر غور لائے گئے)	
44۔	مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015	205
45۔	کورم کی نشاندہی	206
46۔	مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015(۔۔۔جاری)	207
47۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	210
48۔	مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015	211
49۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	213
	قرارداد	
50۔	ماڑی گورچانی(راجن پور)کو صحت افزاء مقام کادرجہ دینےاور اس کی ترقی کے لئے ترقیاتی ادارہ قائم کرنے کا مطالبہ	214
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
51۔	مسودہ قانون(ترمیم)ممانعت کم عمری کی شادی2015 کے بارے میں رپورٹ کاایوان میں پیش کیاجانا	215

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعۃ المبارک،12۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 3	
52۔	ایجنڈا	221
53۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	223
54۔	نعت رسول مقبول ﷺ	224
	سرکاری کارروائی	
55۔	سالانہ بجٹ بابت سال16-2015 پر وزیر خزانہ کی تقریر	225
56۔	سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال16-2015 کا ایوان میں پیش کیا جانا	250
57۔	ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال15-2014 کا ایوان میں پیش کیا جانا	250
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
58۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب2015	251
59۔	مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب2015	251
	قواعد اور ترامیم کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	
60۔	قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب2012 کی دفعہ (3)5 کے تحت دوسرے شیڈول میں ترمیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ (2)76 کے تحت وضع کردہ قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا	251
	سوموار،15۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 4	
61۔	ایجنڈا	255
62۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	257
63۔	نعت رسول مقبول ﷺ	258

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
64۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث	258
	منگل،16۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 5	
65۔	ایجنڈا	327
66۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	329
67۔	نعت رسول مقبول ﷺ	330
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
68۔	سالانہ بجٹ بابت سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	331
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
69۔	حکومت پنجاب کے حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	337
70۔	سالانہ بجٹ بابت سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	337
	بدھ،17۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 6	
71۔	ایجنڈا	397
72۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	399
73۔	نعت رسول مقبول ﷺ	400

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
74۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	401
75۔	کورم کی نشاندہی	430
76۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	431
	تعزیت	
77۔	معزز ممبر اسمبلی جناب غضنفر عباس چھینہ کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت	452
78۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	453
	تحاریک استحقاق	
79۔	پولیس کا معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ	462
80۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	464
81۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(60)/2015/1243. Dated: 8th June, 2015. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby summon Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, 10th June 2015 at 2:00 p.m in Provincial Assembly Chambers Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال 16-2015 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby appoint Friday, 12th June 2015 for the presentation of Annual Budget Statement for the financial year 2015-16 before Provincial Assembly of the Punjab at 2:00 pm."

ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

"In exercise of the powers conferred under rule 147 read with rule 134 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab, hereby appoint Friday, 12th June, 2015 for the presentation of Supplementary Budget Statement for the financial year 2014-15 before Provincial Assembly of the Punjab at 2:00 pm."

Dated Lahore, the 7th June, 2015

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ10۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے)آرڈیننس کا پیش کیا جانا

1۔ آرڈیننس (ترمیم) تعلیم القرآن وسیرت انسٹیٹیوٹ پنجاب2015

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) تعلیم القرآن وسیرت انسٹیٹیوٹ2015ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی2015(مسودہ قانون نمبر21بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی2015، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی2015منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی2015(مسودہ قانون نمبر20بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی2015، جیساکہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی2015منظور کیا جائے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	چودھری یٰسین سوہل، ایم پی اے	پی پی۔156
2۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان، ایم پی اے	پی پی۔87
3۔	جناب محمد سبطین خان، ایم پی اے	پی پی۔46
4۔	محترمہ شمیلہ اسلم، ایم پی اے	ڈبلیو۔312

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت وانسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحول، داخلہ *
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر کانکنی ومعدنیات / توانائی *
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ وشہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات وتعمیرات *

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013، 29۔مئی 2015 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (10تا26۔جون2015) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	وزیر جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	راناثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور
7۔	محترمہ حمیدہ وحیدالدین	:	وزیر ترقی خواتین
8۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن *، امور نوجواناں * کھیلیں *، آثار قدیمہ اور سیاحت *
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
13۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر اوقاف اور مذہبی امور
14۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
15۔	جناب آصف سعید منہیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
16۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر سماجی بہبود اور بیت المال
17۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
18۔	چودھری محمد شفیق	:	وزیر صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
19۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی
20۔	ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا	:	وزیر خزانہ
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-II)10/2013 مورخہ 29۔ مئی 2015 راناثناء اللہ خان کو قانون و پارلیمانی امور کا چارج تفویض کیا گیا۔

7

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	چودھری سرفراز افضل	:	امور نوجواناں، کھیل، آثار قدیمہ وسیاحت
2۔	راجہ محمد اویس خان	:	زکوٰۃ وعشر
3۔	جناب نذر حسین	:	قانون وپارلیمانی امور
4۔	صاحبزادہ غلام نظام الدین سیالوی	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
5۔	حاجی محمد الیاس انصاری	:	سماجی بہبود وبیت المال
6۔	جناب محمد ثقلین انور سپرا	:	اوقاف ومذہبی امور
7۔	محترمہ راشدہ یعقوب	:	ترقی خواتین
8۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	ریونیو
9۔	جناب عمران خالد بٹ	:	صنعت، کامرس وتجارت
10۔	جناب محمد نواز چوہان	:	ٹرانسپورٹ
11۔	جناب اکمل سیف چٹھہ	:	تحفظ ماحول
12۔	چودھری محمد اسداللہ	:	خوراک
13۔	نوابزادہ حیدر مہدی	:	مینجمنٹ اور پروفیشنل ڈویلپمنٹ
14۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان	:	اشتمال املاک، پی ڈی ایم اے
15۔	خواجہ عمران نذیر	:	صحت
16۔	جناب رمضان صدیق بھٹی	:	لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ
17۔	چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)	:	ایس اینڈ جی اے ڈی
18۔	جناب سجاد حیدر گجر	:	ہاؤسنگ، شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر2013/18-4:PA مورخہ 12۔دسمبر2013 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

19۔	رانا محمد ارشد	: اطلاعات وثقافت
20۔	میاں محمد منیر	: آبکاری و محصولات
21۔	رانا اعجاز احمد نون	: زراعت
22۔	محترمہ نغمہ مشتاق	: بہبود آبادی
23۔	جناب احمد خان بلوچ	: پبلک پراسیکیوشن
24۔	جناب عامر حیات ہراج	: کان کنی و معدنیات
25۔	رانا بابر حسین	: خزانہ
26۔	میاں نوید علی	: محنت وانسانی وسائل
27۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا	: مواصلات و تعمیرات
28۔	جناب محمود قادر خان	: چیف منسٹر انسپکشن ٹیم
29۔	سردار عاطف حسین خان مزاری	: خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم
30۔	ملک احمد کریم قصور لنگڑیال	: منصوبہ بندی و ترقیات
31۔	سردار عامر طلال گوپانگ	: سپیشل ایجوکیشن
32۔	مہر اعجاز احمد اچلانہ	: داخلہ
33۔	چودھری خالد محمود ججہ	: آبپاشی
34۔	میاں فدا حسین	:جنگلات، جنگلی حیات وماہی پروری
35۔	چودھری زاہد اکرم	: کالونیز
36۔	محترمہ شاہین اشفاق	: کوآپریٹو
37۔	محترمہ مہوش سلطانہ	: ہائر ایجوکیشن
38۔	محترمہ جولئس رُوفن جُولیس	: سکولز ایجوکیشن
39۔	جناب طارق مسیح گل	: انسانی حقوق واقلیتی امور

- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر5902/18-4:PA مورخہ 8۔دسمبر2014 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

جناب نوید رسول مرزا

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی : رائے ممتاز حسین بابر

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ) : جناب عنایت اللہ لک

سپیشل سیکرٹری : حافظ محمد شفیق عادل

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

بدھ،10۔جون2015

(یوم الاربعاء،22۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں شام4بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١ الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى ۝٢ وَالَّذِي قَدَّرَ
فَهَدَى ۝٣ وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى ۝٤ فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى ۝٥
سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى ۝٦ إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ
وَمَا يَخْفَى ۝٧ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى ۝٨ فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَى ۝٩

سورۃ الأعلی 1تا9

(اے پیغمبر)اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کرو(1)جس نے(انسان کو)بنایا پھر(اس کے اعضاء کو)درست کیا(2)اور جس نے(اس کا)اندازہ ٹھہرایا(پھر اُس کو)رستہ بتایا(3)اور جس نے چارہ اگایا(4)پھر اس کو سیاہ رنگ کا کوڑا کر دیا(5)ہم تمہیں پڑھادیں گے کہ تم فراموش نہ کرو گے(6)مگر جو اللہ چاہے۔وہ کھلی بات کو بھی جانتا ہے اور چھپی کو بھی(7)ہم تم کو آسان طریقے کی توفیق دیں گے(8)سو جہاں تک نصیحت(کے)نافع(ہونے کی امید)ہو نصیحت کرتے رہو(9)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میں کہ بے وقعت و بے مایہ ہوں
تیری محفل میں چلا آیا ہوں
چند پل یوں تیری قربت میں کٹے
جیسے اِک عمر گزار آیا ہوں
جب بھی میں ارضِ مدینہ پہ چلا
دِل ہی دِل میں بہت اِترایا ہوں
یہ کہیں خامۂ ایماں ہی نہ ہو
میں مدینے سے پلٹ آیا ہوں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب عارف محمود گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: Please have your seat.

جناب عارف محمود گل: جناب سپیکر! وزیر جنگلات ملک آصف بھا کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے ہیں اُن کے لئے فاتحہ خوانی کی درخواست ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ذرا تشریف رکھیں اور ابھی مجھے بولنے دیں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	چودھری یٰسین سوہل، ایم پی اے	پی پی۔156
2۔	لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان، ایم پی اے	پی پی۔87
3۔	جناب محمد سبطین خان، ایم پی اے	پی پی۔46
4۔	محترمہ شمیلہ اسلم، ایم پی اے	ڈبلیو۔312

شکریہ

حلف

نو منتخب ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ محترمہ فائزہ مشتاق صاحبہ حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں اُن سے گزارش کروں گا کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست کے سامنے کھڑی ہو جائیں، حلف اٹھائیں اور اس کے بعد حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کریں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب ممبر محترمہ فائزہ مشتاق نے حلف اُٹھایا
اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کو مبارک ہو،آپ کے والد صاحب، عزیز واقارب اور دوست احباب کو بھی مبارک ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ فائزہ مشتاق:جناب سپیکر!آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر:جی، محترمہ!آپ بات کریں۔

محترمہ فائزہ مشتاق:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!میں اس فورم سے اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور جناب حمزہ شہباز شریف کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے آج ایک true worker کی عزت کو بحال کیا ہے اور میرے والد دیوان مشتاق صاحب کی قربانیوں کا خیال کرتے ہوئے آج مجھے اس اہم مقام پر فائز کیا ہے اور میں اپنی colleagues کا بہت شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ ان کا روّیہ بہت اچھا ہے۔بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ تحسین فواد:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

تعزیت

معزز ممبر چودھری شمشاد احمد خان، معزز ممبر محترمہ سلطانہ شاہین کے بیٹے، وزیر جنگلات ملک آصف بھا کے بھائی، ڈسکہ بار کے وکلاء کی وفات اور برما کے شہید مسلمانوں و دیگر کے لئے دعائے مغفرت

محترمہ تحسین فواد:جناب سپیکر!ہماری ساتھی محترمہ سلطانہ شاہین صاحبہ ایم پی اے کے نوجوان بیٹے شیخ نعمان جن کی عمر 32 سال تھی وفات پا گئے ہیں،ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے اور کامونکی سے چودھری شمشاد احمد خان صاحب اور ان کے بیٹے جو قتل ہوئے ہیں،ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!میرا تعلق ڈسکہ سے ہے اور بنیادی طور پر میں بھی ایک وکیل ہوں اور ڈسکہ بار میں پولیس نے بار کے منتخب صدر اور ایک وکیل کو دن دہاڑے گولیاں مار کے شہید کر دیا ہے جس کی میں شدید مذمت کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ مرحومین کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! چودھری شمشاد احمد خان صاحب جو ہمارے معزز ایوان کے ممبر تھے اور ان کے والد صاحب سے لے کر ان کی contribution تھی، ان کے اور ان کے بیٹے کے قتل کا انتہائی دردناک واقعہ ہے جس کی ہم مذمت کرتے ہیں لہذا ان کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے۔

جناب عارف محمود گل: جناب سپیکر! وزیر جنگلات ملک آصف صاحب کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے ہیں، ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شہدا کے لئے جیسے ڈسکہ بار کے وکلاء ہیں یا ہمارے بھائی چودھری شمشاد احمد خان کے لئے دوسرا بزنس suspend کر کے ایک ریفرنس یہاں پر تھوڑی دیر کے لئے ہو جائے جس میں معزز ممبران اسمبلی اپنا اظہار خیال کر لیں۔ شکریہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! چودھری شمشاد احمد خان کے ساتھ ہونے والے واقعہ کی ہم سب پُرزور مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس حوالے سے قرارداد آ رہی ہے جس پر آپ بے شک بات کریں۔ میاں صاحب کی طرف سے بھی، رانا ثناء اللہ کی طرف سے بھی متفقہ ہے جس پر بعد میں بات کریں گے۔

میاں محمد اسلام اسلم: جناب سپیکر! میرا حلقہ پی پی۔287 لیاقت پور ضلع رحیم یار خان ہے جہاں پر تین سگے بھائیوں کو آوارہ کتوں نے ہلاک کیا تو ان کے لئے دعا کی بھی درخواست ہے اور آوارہ پھرنے والے کتوں کے لئے ہمیں کوئی نہ کوئی بل پاس کرنا چاہئے تاکہ ہم ان سے نجات پا سکیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ جو تھوک کے بھاؤ وارداتیں ہوئی ہیں جس میں قیمتی انسانی جانیں ضائع ہوئی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! پہلے دعا کر لی جائے پھر آپ کی بات سنتے ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! برما کے شہید مسلمانوں کے لئے بھی دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس بارے میں بھی قرارداد آ رہی ہے اور آپ کی بات سنی جائے گی۔ قاری صاحب! چودھری شمشاد احمد خان اور ان کے صاحبزادے، سلطانہ شاہین صاحبہ کے بیٹے، وزیر جنگلات کے بھائی، ڈسکہ بار کے وکلاء اور برما کے شہید مسلمانوں و دیگر کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر مرحومین کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

سوالات

(محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جواب دیئے جائیں گے۔پہلا سوال میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ہے۔سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر2146، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب حکومت کے زیر استعمال ہیلی کاپٹرز و دیگر تفصیلات

*2146: **میاں محمد اسلم اقبال:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب حکومت کے زیر استعمال ہیلی کاپٹر کتنے میں خریدا گیا؟

(ب) سال2012-13 میں اس پر اخراجات کتنے آئے؟

(ج) اس کو کون کون افراد استعمال کر سکتے ہیں؟

(د) اس پر ماہانہ کتنا خرچ آتا ہے؟

(ہ) جولائی، اگست2013 میں کن افراد نے استعمال کیا نیز اخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) پنجاب حکومت کے زیر استعمال ہیلی کاپٹر مالی سال04-2003 میں 206 ملین روپے میں خریدا گیا۔

(ب) مالی سال13-2012 میں ہیلی کاپٹر پر پٹرول، مرمت اور لینڈنگ پارکنگ کی مد میں 3,70,74,345/- روپے خرچ ہوئے۔

(ج) حکومت پنجاب کے زیر استعمال MI-17 سرکاری ہیلی کاپٹر کا استعمال وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات کے تحت کسی بھی مفاد عامہ کے کام میں کیا جا سکتا ہے جیسا کہ قدرتی آفات یا ہنگامی

حالات مثلاً سیلاب، بم دھماکے یا امن وامان کی صورتحال کے جائزے کے لئے اعلیٰ سرکاری افسران مثلاً چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری یا آئی جی صاحب بھی یہ ہیلی کاپٹر استعمال کر سکتے ہیں۔

(د) مالی سال13-2012 کے مطابق پنجاب حکومت کے زیر استعمال ہیلی کاپٹر کا اوسطاً ماہانہ خرچ 30,89,529/- روپے ہے۔

(ہ) جولائی، اگست2013 میں جن افراد نے ہیلی کاپٹر استعمال کیا، ان کی فہرست (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز جولائی، اگست2013 میں ہیلی کاپٹر پر پٹرول، مرمت اور لینڈنگ پارکنگ کی مد میں 15,00,202/- روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز(ہ) جولائی، اگست2013 میں کن افراد نے ہیلی کاپٹر استعمال کیا نیز اخراجات کی تفصیل بیان کریں۔ گزارش ہے کہ ان افراد کے نام اس معزز ایوان میں پڑھ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ ہیلی کاپٹر استعمال کرنے والوں کی جو فہرست آپ نے دی ہے ان کے نام پڑھ دیئے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ویسے تو جو فہرست ہے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں پڑھ بھی دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرا حکم اپنی جگہ پر، ضمنی سوال انہوں نے کیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں، میں تو آپ کے حکم کا پابند ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی، آپ نام پڑھ کر انہیں سنا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ 03-08-2013 کو چائنیز وفد اور اگر انہیں سارے چینی وفد کے نام چاہئیں تو یہ mover جو ہیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے سوال کے اندر رہے اور میں نے جو سوال پوچھا ہے صرف اس کا جواب دیا جائے۔ میں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ کن افراد نے استعمال کیا، میں نے افراد کا پوچھا ہے تو مہربانی کر کے ان افراد کے نام ایوان میں پڑھ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نام تو میں بتا رہا ہوں کہ چینی وفد جو ہے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ چینی وفد کے نام پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔اس میں میاں صاحب! آپ نے جو پوچھا ہے وہ انہوں نے بتا بھی دیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ چینی وفد تھا جو ہمارے ملک پاکستان کے مہمان ہیں اور ہمسایہ دوست ملک سے جن کا تعلق ہے۔اگر ان کو ہمارے دوست چین جس نے پاکستان میں جو انرجی اور باقی سیکٹروں میں کام شروع کیا ہوا ہے سے کوئی problem ہے تو وہ ایک علیحدہ بات ہے۔ میں بتا رہا ہوں کہ چینی وفد نے 13-08-03 کو اس ہیلی کاپٹر کو استعمال کیا اور انہوں نے پبلک ویلفیئر میں کیا، پنجاب کے عوام کی ویلفیئر کے لئے استعمال کیا۔یہ چینی وفد نے استعمال کیا ہے یہ کسی کے ذاتی استعمال کا کام نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے particularly صرف یہ پوچھا ہے کہ کن افراد نے استعمال کیا کیونکہ انہوں نے جو detail date-wise دی ہے ان افراد کے نام بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر انہیں ان سارے چینی وفد کے نام جو ہمارے معزز مہمان ہیں جو delegation میں شامل تھے اُن سب کے نام چاہئے تو میں Question Hour کے فوری بعد سارے نام ان کو detail کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں اگر ان کی کوئی پڑھنے کی اور سننے کی problem ہے تو مجھے پڑھنے میں کوئی problem نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اخراجات کی تفصیل تو انہوں نے دے دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر !گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ دلیل کے ساتھ بات کریں اگر دائیں بائیں کی بات کریں گے تو ان سے زیادہ باتیں ہمیں آتی ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا جو میں نے سوال پوچھا ہے ان کو نہیں آتا انہوں نے کہہ دیا مجھے نہیں پتا۔آگے جو 2013-08-05 کے وزٹ کے اُن تمام افراد کے نام بتائے جائیں جنہوں نے اس ہیلی کاپٹر کے اندر سفر کیا ہے۔یہ وزیر اعلیٰ کا ہیلی کاپٹر ہے، ٹھیک ہے لیکن اُس کے اندر جن افراد نے سفر کیا ہے مجھے اُن کے نام چاہئیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: وہاں ہیلی کاپٹر کے لئے ٹکٹ تو بُک نہیں ہوتے جو اُن کے ساتھ مہمان ہوتے ہیں اُن کو ساتھ لے جاتے ہوں گے۔جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 03-08-13 کو چائنیز وفد نے اس ہیلی کاپٹر میں سفر کیا، 05-08-13 کو لاہور، ملتان، راجن پور کا وزیر اعلیٰ پنجاب نے سفر کیا اور 05-08-13 کو راجن پور، فاضل پور، جام پور اور ملتان میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کے ساتھ اُن کے سٹاف نے سفر کیا اور اسی طرح 07-08-13 کو ملتان راجن پور flood hit area کو پنجاب کی عوام۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری! یہ آپ نے ایوان کی میز پر رکھے ہوئے ہیں یہ تو ان کے پاس ہیں وہ جو کچھ پوچھ رہے ہیں اُس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر ان کو صرف چائنیز کے نام چاہئیں تو میں Question Hour کے بعد ان کو provide کر دیتا ہوں اور اگر ان کو پوری detail چاہئے تو پھر سوال کو pending کر دیں میں ان کو اگلے اجلاس میں یا اگر آپ کل مجھے ٹائم دے دیں گے تو میں کل ان کو ساری detail دے دوں گا۔اس میں کوئی ایسے ملک دشمن عناصر تو نہیں تھے جنہوں نے سفر کیا ہمارے ایک ہمسایہ ملک کے delegation کے ممبران تھے جنہوں نے سفر کیا۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے اگر سفر کیا تو اُن کے ساتھ اُن کا سٹاف اور وہ لوگ جو پنجاب کی ویلفیئر کے لئے اُن دُکھی عوام کے مسائل کو نمٹانے کے لئے flood hitted area میں یا آفات زدہ علاقوں میں یا لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔اس میں کوئی بھی ہیلی کاپٹر کے ناجائز

استعمال کی ان کے پاس اگر کوئی specific information ہے تو ratify کریں ہم اس کو clarify کریں گے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری! آپ personal نہ ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں personal نہیں ہو رہا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری پتا نہیں کیا باتیں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ چائنیز کے نام بھی ذرا مشکل ہوتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے صرف وہ نام چاہئیں جنہوں نے اس ہیلی کاپٹر کے اندر سفر کیا ہے میں نے ان سے یہ نہیں پوچھا کہ چائنا کے ساتھ دوستی، فلاں کے ساتھ دوستی [*********]

جناب سپیکر: آپ ایسی بات نہ کریں اس کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں point of objection پر ایک بات کہوں گا کہ معزز ممبر جو اس سوال کا mover ہے ان کو کم از کم اتنی بات ضرور سمجھا دی جائے کہ:

He should address to the Chair and not to me. I am not servant of that very member. I have only obeyed the directions given by the Speaker.

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! مہربانی وہ آپ کو نہیں کہہ رہے وہ مجھے کہہ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ acting وغیرہ کسی اور کے لئے ہو گی میرے لئے تو نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: یہ misunderstanding ہو گئی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں چیئر کو address کر رہا ہوں میں ان سے جو پوچھ رہا ہوں مجھے صرف وہ جواب دیا جائے مجھے دائیں بائیں کی باتیں نہ سنائی جائیں اگر انہوں نے دائیں بائیں کی باتیں سننی ہیں تو آگے ایجنڈا آرہا ہے اُس پر بہت کچھ سنا دوں گا ان کی تسلی کر دوں گا اور مجھے ان سے زیادہ انگلش آتی ہے، ان سے زیادہ بہتر بول سکتا ہوں لیکن مجھے اس کا جواب دیا جائے جو میں نے پوچھا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: انہوں نے delegation کی بات کر دی ہے آپ بھی اس بات کو چھوڑ دیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ لسٹ منگوالیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تفصیل منگوالیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں اسلم اقبال صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پہلے اس کا جواب تو دیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ منگوا کر آپ کو بتادیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ پہلے میری عرض سن لیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! نہیں، یہ اڑنے والی کوئی بات نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کی اجازت تو دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اجازت تو دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ اگلے سوال پر آجائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایوان میں اگر بات نہیں کرنی تو دو دو گھنٹے تسی سانوں ایتھے سُکنے پائی رکھدے او دو دو گھنٹے اجلاس شروع نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں قانون اور قاعدہ سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں؟ آپ مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں بتائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو دو سال سوالوں کے جوابات نہیں آتے اور اس سوال کا جواب بھی ان کے پاس نہیں ہے تو پھر یہ سیٹ پر کیوں مراعات لے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں، انہوں نے آپ کو بتا دیا ہے چائنا کا delegation تھا تو delegation کے تمام ممبران کے نام تو ان کے پاس نہیں ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ان کی seriousness نہیں ہے۔ جب سوال لکھا کچھ ہے اور جواب اُس کا کچھ اور آرہا ہے تو کیا ڈیپارٹمنٹ ان کے تابع نہیں ہے یا ان کی بات نہیں سنتے یا یہ تیاری نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: جو آپ کے متعلقہ تھا اُس کا جواب انہوں نے دے دیا ہے کہ وزیر اعلیٰ اور delegation نے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اگر آپ بھی اُن کے ساتھ مل گئے ہیں تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے یہی پوچھا کن افراد نے استعمال کیا، استعمال تو وزیر اعلیٰ صاحب نے کیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! نہیں۔ وزیر اعلیٰ کے علاوہ جنہوں نے سفر کیا اُن کے نام لکھے جائیں؟

جناب سپیکر: آپ نے علاوہ نہیں لکھا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ہیلی کاپٹر نہیں رہا یہ ٹانگے کی سواری بن گئی ہے جس کا دل کرتا ہے وہ لے کر اُڑ جاتا ہے۔ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ہیلی کاپٹر نہیں رہا یہ ٹانگہ بن گیا ہے، چنگ چی بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ جو مرضی کہہ لیں آپ کہہ سکتے ہیں آپ کو روکا تو نہیں جا سکتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ اُن کی جان چھڑوانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کو ہیلی کاپٹر اگر ٹانگہ لگتا ہے تو پھر آپ کی مرضی ہے بڑا افسوس ہے۔ اب اگلے سوال پر آجائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے انہیں تو کرنے دیں اب ہم دوسرے سوال پر آگئے ہیں آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے جو چیز پوچھی ہے اس کا جواب مجھے کب تک مل جائے گا؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ کب اس کا جواب دیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگلے اجلاس میں دے دیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیوں اگلے اجلاس میں، کل کیوں نہیں، اگلا اجلاس کون سا ہونا ہے؟

جناب سپیکر: کل دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! next week میں رکھ لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے کل جواب دیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ سے کل Question Hour کے بعد پوچھ لیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کو clear کر لیں کل اس سوال کا جواب detail میں ایوان میں پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: اب آپ اگلے سوال پر آئیں سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ اُن کو میں نے floor دیا ہوا ہے آپ کچھ خیال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 2153 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: جی او آر۔1 میں سرکاری رہائش گاہوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2153: میاں محمد اسلم اقبال: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جی او آر۔1 لاہور میں کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں؟

(ب) یہ کن افراد کے لئے ہیں، ان کا گریڈ بتایا جائے؟

(ج) ان میں کتنی منسٹرز کے پاس ہیں اور کتنی بیوروکریٹس کے پاس ہیں؟

(د) قانونی طور پر ایک آفیسر کو کتنی رہائش گاہیں ملتی ہیں؟

(ہ) قانونی طور پر ایک منسٹر کو کتنی رہائش گاہیں ملتی ہیں؟

(و) اس وقت کتنے سرکاری آفیسرز ناجائز طور پر سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں اور حکومت نے اس بارے میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) جی او آر۔I۔(GOR-I) میں کل 171 سرکاری رہائش گاہیں ہیں۔

(ب) جی او آر۔I لاہور میں واقع سرکاری رہائش گاہیں درج ذیل افراد (آفیسرز) کو الاٹ کی جاتی ہیں۔

1۔ ایڈیشنل چیف سیکرٹری، پنجاب
2۔ چیئرمین، پنجاب پبلک سروس کمیشن۔
3۔ چیئرمین، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ۔
4۔ چیئرمین، وزیراعلیٰ انسپکشن ٹیم۔
5۔ انتظامی سیکرٹریز، گورنمنٹ آف پنجاب۔
6۔ ممبرز بورڈ آف ریونیو پنجاب۔
7۔ سپیشل سیکرٹری، گورنمنٹ آف پنجاب (BS-20)

(ج) جی او آر۔I کی سرکاری رہائش گاہوں میں گیارہ رہائش گاہیں صوبائی منسٹرز کے لئے مختص ہیں اور 117 رہائش گاہیں بیوروکریٹس کو الاٹ ہیں۔ دیگر 43 رہائش گاہوں میں سے 25 رہائش گاہیں لاہور ہائی کورٹ لاہور کی صوابدید پر ہیں۔ 9 رہائش گاہیں سپیکر، ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی اور انتظامی افسران کے لئے مخصوص ہیں۔ 9 رہائش گاہوں میں دیگر دفاتر قائم ہیں۔

(د) قانونی طور پر ایک آفیسر کو ایک وقت میں صرف ایک ہی رہائش گاہ الاٹ کی جاتی ہے۔

(ہ) قانونی طور پر ایک منسٹر کو ایک وقت میں صرف ایک سرکاری رہائش گاہ ملتی ہے۔

(و) اس حد تک درست ہے کہ جو افسران لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو چکے ہیں وہ پالیسی کے مطابق لاہور میں سرکاری گھر دو سال تک رکھ سکتے ہیں۔ تاہم ریٹائرڈ افسران صرف آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش اپنے پاس رکھ سکتے ہیں۔ جو سرکاری افسران پالیسی کے مطابق دی گئی مہلت سے زائد عرصہ سے سرکاری رہائش گاہ پر قابض ہیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پہلے یہ جواب کا جز(ج) پڑھ دیں پھر اس کے بعد میں جناب سے ضمنی سوال کے بارے میں request کروں گا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب کا جز(ج) پڑھ دیں جو آپ نے لکھا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ج) جی اور آر۔1 کی سرکاری رہائش گاہوں میں 11 رہائش گاہیں صوبائی منسٹرز کے لئے مختص ہیں اور 117 رہائش گاہیں بیوروکریٹس کو الاٹ ہیں۔ دیگر 43 رہائش گاہوں میں سے 25 رہائش گاہیں لاہور ہائی کورٹ لاہور کی صوابدید پر ہیں۔ 9 رہائش گاہیں سپیکر، ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی اور انتظامی افسران کے لئے مخصوص ہیں۔ 9 رہائش گاہوں میں دیگر دفاتر قائم ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ گیارہ رہائش گاہیں صوبائی منسٹرز کے لئے مختص ہیں ان گیارہ میں سے کتنی رہائش گاہیں منسٹرز کو دی جا چکی ہیں، کیا گیارہ کی گیارہ ان کو دی گئی ہیں یا 11 میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے؟ اس سوال کا دوسرا جز ہے کہ 9 رہائش گاہوں میں دیگر دفاتر قائم ہیں، ان دفاتر کی detail بھی بتا دی جائے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو گیارہ رہائش گاہیں صوبائی منسٹرز کے لئے مختص ہیں ان میں سے دس رہائش گاہیں منسٹرز صاحبان کے پاس ہیں اور ایک رہائش وہ repair and maintenance کے لئے خالی ہے اس میں کام ہو رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کا دوسرا ضمنی سوال تھا کہ 9 رہائش گاہوں میں دیگر دفاتر قائم ہیں اس کی تفصیل بتائی جائے؟ اس میں 1۔ کلب سے لے کر 8۔ کلب تک وزیر اعلیٰ کے دفاتر قائم ہیں جس میں وزیر اعلیٰ شکایت سیل، وزیر اعلیٰ کا سٹاف، وزیر اعلیٰ کے سپیشل سیکرٹری جو financial assistance اور غرباء کے فری علاج معالجہ کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے وزیر اعلیٰ کا سٹاف جو تمام انتظامی اور دیگر معاملات کو دیکھتا ہے ان کے دفاتر ہیں۔ میں نے بتا دیا کہ 1۔ کلب سے لے کر 8۔ کلب تک دفاتر ہیں اس کے علاوہ ایک دفتر میں repair کا کام ہو رہا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو 9 رہائش گاہیں ہیں یہ ان کے نمبر بولیں، ہاؤس نمبر بولیں اور بتائیں کہ اس ایوان میں کون سا دفتر قائم ہے ان کی ساری تفصیل بتائیں۔ یہ مجھے نہ بتائیں کہ 8۔کلب ہے، 7۔کلب، 6۔کلب اور 3۔کلب ہے ان تمام کلب کا مجھے پتا ہے۔ میں اِن سے پوچھ رہا ہوں کہ 9 رہائش گاہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں آپ سے ملتمس ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بات کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہیں بھی اس حوالے سے تھوڑا بتائیں کہ جب کوئی معزز ممبر بول رہا ہو تو درمیان میں نہیں بولتے اور ان کی training کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے آپ سے عرض یہ کی ہے کہ یہ 9 رہائش گاہوں کے particularly نمبر دے دیں اور بتائیں کہ ان رہائش گاہوں کے اندر کیا کیا رکھا ہے بلکہ میرا خیال ہے کہ ان کی جگہ پر سیکرٹری صاحب ہی جواب دے دیں تو وہ زیادہ بہتر ہو گا؟ شکریہ (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! فرمائیے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹریوں کی یہ صورتحال ہے۔ جواب اِن کو آتے نہیں ہیں اور گاڑیاں لے کر لگے پھرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کو کس نے کہا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہیں شوق ہے اسمبلی کے ممبر بننے کا، یہ جواب بھی تو دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے آپ نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اسمبلی میں ممبر کا حق ہے، یہ مجھے جواب دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! وہ بتا رہے ہیں، آپ سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! وہ کیا بتا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: اُن کو جواب دینے دیں۔ وہ آپ کی بات کا جواب دے رہے ہیں لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کر دیا ہے۔ اگر ہم نے کھڑے ہو کر میڈیا پر تشہیر کے لئے بات کرنی ہے تو میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اخلاقیات اور اسمبلی کے etiquettes کو ہم اپنے پاؤں تلے نہ روندیں۔ میں نے اس کا پہلے جواب دے دیا ہے کہ وہ9رہائش گاہیں ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!یہ پورے ایوان کی insult کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں،آپ انہیں بات کرنے دیں یہ آپ کا طریقہ اچھا نہیں ہے، بڑی مہربانی۔ عارف عباسی صاحب!آپ تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں،ان کی بات سنیں۔جی،فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے بتا رہا ہوں کہ میں نے 9 گھروں کی تفصیل with the numbers بتائی ہے۔

جناب سپیکر:وہ9دفاتر کا پوچھ رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں نے ان رہائش گاہوں کے بارے میں عرض کر دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ ہاؤس نمبر بولتے جائیں میں لکھتا جاتا ہوں کہ وہاں پر کون سا دفتر بنا ہے۔یہ بسم اللہ کریں اور ایک نمبر بولیں۔

جناب سپیکر:جی،پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ لکھ لیں۔سب سے پہلے 1 کلب روڈ ہے وہ اوورسیز پاکستانی کمیشن والوں کے پاس ہے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میری بات سنیں۔یہ آپ کے ممبران اسمبلی کھٹمل بھرے کمروں اور تین تین ہزار روپے کے کمروں میں رہ رہے ہیں جن کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے اور ان بیوروکریسی کو آٹھ آٹھ کنال کی کوٹھیوں کے اندر بڑے بڑے دفتر بنا کر accommodate کیا ہوا ہے۔جنہوں نے legislation کرنی ہے یہ کہاں چلے جائیں،ان کو کالا باغ بھیج دیں انہوں نے کیا جرم کیا ہوا ہے، یہ اپنے ایوان کو detail بتائیں؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس سے آگے نمبر 3۔ کلب ہے وہاں وزیراعلیٰ صاحب کا ڈپٹی سیکرٹری اور دیگر معاون سٹاف بیٹھتے ہیں۔ 5۔ کلب پر وزیراعلیٰ کا سٹاف ہے جو وزیراعلیٰ کے انتظامی معاملات کو دیکھتے ہیں اور اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔ 7۔ کلب بھی وزیراعلیٰ کے آفس کا حصہ ہے۔ اسی طرح 8۔ کلب بھی وزیراعلیٰ آفس کا حصہ ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: وہ تو پہلے ہی وزیراعلیٰ کا دفتر declare ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اب آپ ان کا جواب تو سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ میرا پورا جواب سن لیں۔ ان میں ایک گھر 22 ایکمن روڈ پر ہے جہاں سول ڈیفنس اور اس کی اکیڈمی سے متعلقہ دفتر بنا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک دفتر میں نیوی وار کالج بنا ہوا ہے۔ This is the total detail of the 9 houses

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایسے نہیں، یہ پورے 9 دفاتر کا بتائیں۔ اچھا میرا اگلا ضمنی سوال جز(د) سے متعلقہ ہے۔ یہ پہلے سوال پڑھیں اور اس کا جواب پڑھیں اس کے بعد میں اس کا ضمنی سوال کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو جز(د) پڑھ کر سنا دیں۔ یہ تو میں بھی پڑھ سکتا ہوں اور آپ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جی، آپ نے اس میں کیا پوچھنا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اس سوال کا جواب پڑھیں پھر میں انہیں بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: جن کے آگے سوال ہیں ان کا کیا ہو گا؟ چلیں! جی، پڑھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(د) کا جواب ہے کہ قانونی طور پر ایک آفیسر کو ایک وقت میں صرف ایک ہی رہائش گاہ الاٹ کی جاتی ہے لیکن میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ حکومت کی جو الاٹمنٹ پالیسی ہے اس کے مطابق آرٹیکل نمبر 33 اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ جو آفیسرز administrative post پر جائیں گے مثال

کے طور پر کوئی آفیسر ڈی پی او یا ڈی سی او بن کر جاتا ہے یا ڈسٹرکٹ سیشن جج بن کر چلا جاتا ہے تو وہ خاص مدت تک "جی او آر" والی رہائش retain کر سکے گا کیونکہ اس کے پاس وہاں designated house بھی ہوتا ہے۔H-33 ہماری الاٹمنٹ پالیسی ہے اور یہ اس کو اجازت دیتی ہے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بات تو سنیں آگے کیا کہتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر H-33 پالیسی ان کو پڑھنی ہو تو میں آپ کی وساطت سے دے دیتا ہوں یا پڑھ دیتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی وہ پڑھ لیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سوال کا جز (و) ہے کہ اس وقت کتنے سرکاری افسران ناجائز طور پر سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں اور حکومت نے اس بارے میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ میں ان کا جواب میں پڑھ دیتا ہوں کیونکہ انہیں پڑھنے میں کچھ مشکل آئے گی۔ اس کا جواب یوں ہے، اس حد تک درست ہے کہ جو افسران لاہور سے باہر ٹرانسفر ہو چکے ہیں وہ پالیسی کے مطابق لاہور میں سرکاری گھر دو سال تک رکھ سکتے ہیں۔ تاہم ریٹائرڈ افسران صرف آٹھ ماہ تک سرکاری رہائش اپنے پاس رکھ سکتے ہیں جو سرکاری افسران پالیسی کے مطابق دی گئی مدت سے زائد عرصہ سے سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تو میرا ضمنی سوال ہے کہ جو افسران قابض ہیں ان کے نام ایوان میں پڑھے جائیں اور انہوں نے ان کے خلاف کیا اقدامات اٹھائے ہیں اس کی تفصیل سے بھی اس ایوان کو update کیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، پڑھ دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جن سرکاری افسران کی مدت occupation ختم ہو چکی ہے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر بھی رکھ دی گئی ہے اور آپ کے حکم کے مطابق میں عرض کر رہا ہوں کہ club-9 میں مسٹر سیف اللہ چٹھہ، سابقا سیکرٹری کانکنی و معدنیات کے پاس ہے، اسی طرح 1-B, College Road کیپٹن (ریٹائرڈ) طارق مسعود Ex-OSD ایس اینڈ جی اے ڈی کے پاس ہے، اسی طرح 12-Golf Line کیپٹن (ریٹائرڈ) خرم آغا Ex-DCO ملتان، 8-Club Line میں مسٹر محمد علی گردیزی سابقا کمشنر ملتان،

16-Golf line میں مسٹر خسرو پرویز سابقا کمشنر لاہور،4-Golf Line میں مسٹر خالد پرویز سابقا چیئرمین سی ایم آئی ٹی2-Link Club Road مسٹر رضوان اللہ بیگEx-OSDایس اینڈ جی اے ڈی،1-Patiala House مسٹر آفتاب احمد مانیکا سابقا ممبر بورڈ آف ریونیو،4-Link Club Road مسٹر رب نوازEx-OSDایس اینڈ جی اے ڈی،4-A Danepur Road مسٹر ساجد سلیم ہوتیانہ چیف سیکرٹری سندھ،4-Club Road مسٹر عامر اشرف خواجہ سابقا ممبر پی اینڈ ڈی کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر! جن لوگوں کا سرکاری رہائش گاہوں پر غیر قانونی قبضہ ہے اس کی بابت ان کو خالی کروانے کے لئے ڈیپارٹمنٹ کی باقاعدہ الاٹمنٹ پالیسی میں طریق کار اور قانون وضح کیا گیا ہے اور اس کے لئے کارروائی شروع کر رکھی ہے۔ ہم نے سب سے پہلے ان کو باقاعدہ نوٹس دیئے، ان سے پینل رینٹ وصول کیا جارہا ہے، execution کے لئے کیس move ہو چکے ہیں اور ہم بہت جلد ان سے خالی کروالیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو آگے remarks لکھے ہیں۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ صرف گیارہ گھر ہیں جن پر غیر قانونی قبضہ ختم کروانے اور گھر خالی کروانے کے لئے ہم تمام legal remedies adopt کر چکے ہیں۔ ہم نوٹس دے چکے ہیں اور مجسٹریٹ کو آرڈر دے چکے ہیں۔ انہوں نے vacation کے لئے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور ہم نے پینل رینٹ کے لئے بھی اپنا کام شروع کر دیا ہے۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ سرکاری رہائش گاہیں ہیں، یہاں پر بجلی، پانی اور سوئی گیس کا بل بھی آتے ہوں گے تو یہ فرمادیں کہ جب سے ان کی extensions ختم ہو چکی ہیں، میں دوبارہ repeat کر دیتا ہوں کہ ان گھروں کے جو یوٹیلٹی بلز آرہے ہیں تو اس مد میں یہ بلز کون ادا کر رہا ہے؟ پچھلے تین تین سالوں سے قبضہ گروپ نے جو سرکاری رہائش گاہوں پر قبضے کئے ہوئے ہیں وہ یہ ان سے کب چھڑائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صوبہ سے جس دن کوئی افسر تبدیل ہوتا ہے اور جونہی اس کا legal right ختم ہوتا ہے تو اس دن سے وہ تمام یوٹیلٹی بلز رہائش پذیر لوگ ادا کرتے ہیں اور گورنمنٹ پنجاب اس مد میں ایک پیسا بھی ادا نہیں کر رہی۔ میں یہ بات بڑی ذمہ داری کے ساتھ on the floor of the House کر رہا ہوں اور اگر ان کو مزید detail چاہئے تو میں ان کو فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس بات کو چھوڑیں جو انہوں نے پوچھا ہے وہ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یوٹیلٹی بلز وہ اپنی جیب سے ادا کر رہے ہیں اور حکومت پنجاب ایک پیسا بھی یوٹیلٹی بلز کی مد میں ادا نہیں کر رہی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! لاہور کے اندر آٹھ کنال کے گھر کا کتنا کرایہ ہے اگر انہوں نے پچھلے دو تین سال سے قبضے کئے ہوئے ہیں تو ان کا کرایہ کون دے گا، مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں اور یہ simple بات ہے کہ لاہور میں آٹھ اور دس کنال کے گھر کا کرایہ کتنا ہے، دو تین مرلے کے گھر کا کرایہ پندرہ سے بیس ہزار روپے ہے تو مجھے پہلے یہ بتائیں کہ آٹھ کنال کے گھر کا کرایہ کون ادا کرے گا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! قانون میں ایک طریق کار دیا ہوا ہے۔ ہم سب ملک پاکستان میں رہتے ہوئے آئین پاکستان کے تحت اپنا سارا کام چلا رہے ہیں۔ قانون کے مطابق ہی ہماری ایک الاٹمنٹ پالیسی وضع کی گئی ہے اس الاٹمنٹ پالیسی میں illegal قابض کا جو ejection کا طریقہ ہے، ہم نے وہی civilized معاشرے کا طریق کار اپناتے ہوئے کام شروع کیا ہوا ہے۔ میں پھر دوبارہ بات کر رہا ہوں کہ یوٹیلٹی بلز کی مد میں پنجاب گورنمنٹ ایک روپیہ کسی کو ادا نہیں کرتی؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مکان کا کرایہ کتنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ گھر ان کو قانون کے مطابق الاٹ ہوئے ہیں اور ہم قانون کے مطابق ان سے گھر خالی کرائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!سوال نمبر2985ہے،جواب پڑھاہوا تصور کیا جائے۔(معزز ممبر نے جناب ظہیر الدین خان علیزئی کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر:جی،جواب پڑھاہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قواعد وضوابط سے ہٹ کر سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کی تفصیلات

*2985:جناب ظہیر الدین خان علیزئی:کیاوزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سول سیکرٹریٹ پنجاب،صوبائی اسمبلی پنجاب اور ہائی کورٹ کے ملازمین کے علاوہ کون کون سے سرکاری اداروں کے ملازمین کو گزشتہ پانچ سالوں کے دوران قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئیں،ان کے نام،عہدہ،محکمہ اور جس اتھارٹی نے قواعد سے ہٹ کر سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کیں،ان کے نام وعہدہ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا ملازمین جو قواعد کے مطابق سرکاری رہائش گاہ الاٹ کروانے کا حق نہیں رکھتے،ان کی الاٹمنٹس کینسل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ قواعد کی خلاف ورزیوں کے باعث جو ملازمین عرصہ پندرہ سے 24سال سے انتظار کر رہے ہیں،جن کی کوئی سفارش نہ ہے اور میرٹ پر ہیں ان کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے،اگر ہاں تو کب تک؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):

(الف) قواعد وضوابط میں نرمی کا اختیار صرف وزیر اعلیٰ صاحب کو ہے۔اسی اختیار کی بنیاد پر سول سیکرٹریٹ،صوبائی اسمبلی پنجاب اور لاہور ہائی کورٹ کے علاوہ سرکاری اداروں کے جن ملازمین کو سرکاری گھر الاٹ کئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونکہ مذکورہ تمام الاٹمنٹس وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کی ہیں لہٰذا یہ الاٹمنٹس کینسل نہیں کی جاسکتی ہیں۔

(ج) اس ضمن میں جواب جز(ب) میں عرض کر دیا گیا ہے۔ البتہ وسائل کی عدم دستیابی اور ملازمین کی کثیر تعداد کی وجہ سے سب کو سرکاری رہائش گاہ الاٹ کرنا ممکن نہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ 45 minutes تو اسی پر رہ گئے ہیں۔ This is not good.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں جز(الف) میں چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ This is not good.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کیا میں جواب نہیں لے سکتا؟

جناب سپیکر: دیکھیں کہ کتنے سوالات رہتے ہیں۔ اب آپ کا آگے سوال ہو گا تو دیکھیں گے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کتنے سوالوں کا میرے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ آپ on his behalf کی reason دے دیں کہ میں جواب کیوں نہیں لے سکتا؟

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: نہیں۔ مہربانی تو بعد میں آئے گی۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے آگے بھی تو چلنے دیں آپ کیا کر رہے ہیں، آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کا انہوں نے جو جواب دیا ہے، جس میں اتنی صاف ستھری detail لکھ کر دی ہوئی ہے، پارلیمانی سیکرٹری صاحب مجھے اس میں سے پانچ کالم پڑھ کر سنا دیں، میں تو اس کو الٹی کا جواب نہیں پڑھ سکتا۔

جناب سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں، میں جواب لے کر دوں گا۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال ہی پوچھ رہا ہوں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب صرف کالم نمبر سات ہی پڑھ کر سنا دیں۔ ہر سوال کے جواب میں انہوں نے اس کی eligibility لکھی ہوئی ہے بلکہ رجسٹریشن نمبر اور اس کی تاریخ بھی لکھی ہوئی ہے۔ اس وقت گھروں کی الاٹمنٹ کی بات ہو رہی ہے، صوبہ پنجاب کے جتنے بھی سرکاری ملازمین ہیں یہ ان سب کا basic issue ہے اور وہ ملازمین ہر طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مجھے جو یہاں پر لسٹ دی گئی ہے اس میں سے کوئی ایک بھی ایسا شخص نہیں ہے جو eligible ہو ہر ایک کے آگے لکھا ہوا ہے کہ belong to the ineligible department hence not registered اور یہ پچھلے پانچ سالوں سے different لوگوں کو جو

گھر الاٹ کئے گئے ہیں جو کہ eligible ہی نہیں تھے، جو لوگ eligible تھے ان کے حقوق کدھر گئے؟ میرے پاس جو لسٹ ہے اس میں ایسے تقریباً166 لوگ شامل ہیں،ان کے eligible ہونے کی بات تو بعد کی ہے ان کے تو محکمے ہی eligible نہیں تھے جس کے وہ ملازم ہیں۔اس سے پہلے میرے معزز پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتا رہے تھے کہ گھر الاٹمنٹ کرنے اور گھر واپس لینے کے سلسلے میں پورا ایک قانون ہے،ان کا یہ قانون اب کدھر چلا گیا،اس قانون کی وہ شق مجھے پڑھ کر سنا دیں جس کے تحت انہوں نے ان کو allow کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر:آپ کو ان کی بات سمجھ میں آ گئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! جی، سمجھ آ گئی ہے۔

جناب سپیکر:اچھا پھر ان کی بات کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں یہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کوئی ایک بھی گھر پالیسی سے ہٹ کر الاٹ نہیں کیا گیا اور اگر الاٹ کئے گئے ہیں تو وہ صرف اور صرف آئینی اور قانونی اختیارات کے تحت الاٹ کئے گئے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر! یہ جو 166 گھر ineligible department کے لوگوں کو الاٹ کئے گئے ہیں ان کے بارے میں بتا دیں۔ میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو law انہوں نے بتایا تھا اس law کی کون سی شق کے تحت ان لوگوں کو یہ گھر الاٹ کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! اخلاقی بات تو یہ ہوتی ہے تقریر کی بجائے آپ اپنا ضمنی سوال کریں اور پھر جب اس کا جواب آئے تو پوری بردباری اور وضع داری کے ساتھ اس کو سن لیا جائے۔ Mature آدمی اس وقت ہی ہوتا ہے جب بندہ کسی کی بات سنے تاہم maturity آنے میں کچھ وقت لگتا ہے maturity خریدی نہیں جاتی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:ان کو اپنی بات کرنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں کوئی غیر پارلیمانی زبان استعمال نہیں کر رہا، میرا جواب اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: میں ان سے پوچھتا ہوں اور جواب بھی لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں غیر پارلیمانی یا غیر اخلاقی زبان استعمال نہیں کر رہا، میں کوئی ایسی کوتاہی، غفلت، غلطی الحمد للہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

جناب سپیکر: جس بات کی انہوں نے نشاندہی کی ہے اس کا جواب دیں کہ ineligible لوگوں کو مکان کیسے الاٹ ہوئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اچھی بات وہ ہوتی ہے، اچھا مقرر وہ ہوتا ہے جو تقریر کرنے کی بجائے، میڈیا کی زینت بننے کی بجائے اپنا مدعا بیان کرے اور اپنا ضمنی سوال کرے۔ (قطع کلامیاں)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پہلے میرے سوال کا جواب تو دیں، یہ اب بہانے بنا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ان کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے سوال کو بڑا highlight کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف تین سوالات پر ہی پورے ایوان کا وقت ضائع کر دیا جائے، باقی ایوان کا بھی اتنا ہی right ہے جتنا کہ ان چند لوگوں کا right ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ میرا جواب دینے کی بجائے تقریر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! لمبی تقریر کا جواب بھی پھر لمبا ہی ہوگا۔ ان کو مطمئن کرنا ہمارے فرض میں شامل ہے لیکن ان کا مزاج ایسا ہے کہ۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ اپنی عمر کا لحاظ ہی کر لیں اور ان سے کہیں کہ یہ تیاری کر کے آیا کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تقریر کر رہے ہیں ان سے کہیں کہ یہ سوال کا جواب دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!ہم ان کا لیکچر سننے کے لئے یہاں نہیں آئے۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر:اذان سنیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!اگر اجازت ہو تو ضمنی سوال کروں۔

جناب سپیکر:احسن صاحب ضمنی سوال کر رہے تھے پہلے ان کو کر لینے دیں،احسن صاحب!آپ میری بات سنیں یہ اسمبلی ہے یہ آپ کا معزز ایوان ہے اس لئے یہاں احتیاط سے گفتگو ہونی چاہئے،احتیاط سے دوسرے کی بات کو سننا چاہئے،بردباری سے آپ کو کام لینا چاہئے،اس طرح سے بات کرتے ہوئے بندہ اچھا نہیں لگتا،دونوں طرف سے ایسی بات نہیں آنی چاہئے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینے کی بجائے بہانے کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔.Don't try to joke each other۔آپ بھی آرام سے بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!kindlyوہ میری بات کا جواب دے دیں،میں نے ان سے سوال کیا ہے کہ کس lawکے تحت انہوں نے یہ گھرالاٹ کئے؟

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں نے simpleسوال پوچھا ہے کہ کس lawکے تحت انہوں نے یہ گھرالاٹ کئے ہیں۔

جناب سپیکر:پارلیمانی سیکرٹری صاحب!ان کو جواب دیں کہ کس lawکے تحت انہوں نے یہ گھرالاٹ کئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! ineligible departmentکو گھرالاٹ کرنا یا eligible departmentکو out of turnگھر الاٹ کرنا یہ Chief Executive of the Provinceکا اختیار ہے اور یہ اختیار اس کو Rules of Businessنے قانوناً مہیا کیا ہے۔پنجاب کی جو تاریخ ہے اس میں تمام Chief Executives

نے اپنے اس جائز اختیار کو استعمال کرتے ہوئےhardship basisپر اور اس کے علاوہ انتظامی معاملات کو بہتر انداز میں چلانے کے لئے گھر الاٹ کئے ہیں۔اگر کسی آفیسر کا کرایہ کا گھر دور ہے یا صوبے میں کوئی معاملات ایسے ہوتے ہیں جیسے قدرتی آفات فلڈ،زلزلہ آ جاتے ہیں تو ان کو گھر دینے کے لئے۔۔۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!میں ان سے کوئیdirectionلینے کے لئے نہیں آیا۔

جناب سپیکر: ان کی بات سنیں،ان کو جواب دینے دیں،ایسے نہ کیا کریں،بڑی مہربانی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!یہ تو ہمیںdirectionدے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت بہت شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔Please have your seat.

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!میری بات سن کر اب یہ کہانی نہ سنائیں۔

جناب سپیکر: جو سوال آپ نے کیا ہے پہلے اس کا جواب نہ لیں؟(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چیف ایگزیکٹو نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے۔

جناب سپیکر: جی،ان کا اختیار ہے بس بات ختم ہوئی،کوئی اور ضمنی سوال؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میری گزارش ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اسی سوال کے جز(ب)کا جواب پڑھ دیں،یہ صرف ایک لائن کا جواب ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات اچھی نہیں ہے۔آپ بار بار کہہ رہے ہیں کہ جواب پڑھ دیں۔آپ نہیں پڑھ سکتے؟ آپ ضمنی سوال کریں میں ان سے جواب پوچھتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہاں پر لکھا ہوا ہے چونکہ تمام الاٹمنٹس وزیر اعلیٰ نے اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کی ہیں لہٰذا یہ الاٹمنٹس کینسل نہیں کی جا سکتیں۔میں پوچھ رہا ہوں کہ یہاں پر کون سے میرٹ کی بات ہوتی ہے،یہ لوگ کسcriterionپر اترتے ہیں،ان کی سفارش کون کرتا ہے اور یہ الاٹمنٹس کینسل کیوں نہیں کی جا سکتیں؟ ہم یہاں پر حکومتی بنچوں کی طرف سے میرٹ کے اتنے زیادہ نعرے سنتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیاcriterionہے اور اسے ختم کیوں نہیں کیا جا سکتا؟

جناب سپیکر:ان کے پاس جو criterion موجود ہے وہ انہوں نے بتا دیا ہے۔چیف ایگزیکٹو کو powers ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!جن ملازمین کو بیس بیس چھبیس چھبیس سال سے سرکاری مکان نہیں مل رہا ہے ان کے لئے کیاcriterionہے؟

جناب سپیکر:کسی کی نشاندہی کریں تو میں ان سے پوچھوں لیکن ایسے ٹھیک نہیں ہے۔Not allowed

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میرا سوال یہ ہے کہ کیا سپریم کورٹ آف پاکستان نے صوابدیدی اختیار ختم کر دیا ہے؟

جناب سپیکر:جی،بتا دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! معزز ممبر نے کیا سوال کیا ہے؟

جناب سپیکر:جب کوئی معزز ممبر ضمنی سوال کر رہا ہو تو اس وقت غور سے سنا کریں۔انہوں نے جو بات کی اب آپ اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ چیف ایگزیکٹو کے پاس جو ایک آئینی اور قانونی اختیار ہے اس کو استعمال کرتے ہوئے hardship basis پر۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف:اس میں آئین کہاں سے آ گیا؟

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!میں نے سوال کیا تھا کہ آیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے صوابدیدی اختیار ختم کر دیا ہے؟ہاں یا ناں میں جواب دیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے جو سپریم کورٹ کی بات کی ہے اگر ان کے پاس سپریم کورٹ کی کا کوئی ایسا فیصلہ ہے تو لے آئیں ہم اس کے مطابق بل لے کر آئیں گے اور یہ ہماری ذمہ داری ہے اور ہم وہ اختیار

ختم کر دیں گے۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ کوئی بھی گھر کسی غیر مستحق شخص کو الاٹ نہیں کیا گیا اور میں یہ بات اسمبلی floor پر بڑے دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ بیماری، بڑھاپا اور جن لوگوں کے family problems ہوتے ہیں، ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب انہیں بڑی باریک بینی سے دیکھ کر اپنی سفارشات وزیر اعلیٰ کے آگے رکھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جو عدالت کا حکم ہے وہ لازم ہے اس کو violate نہیں کرنا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب ان کی hardship کو مدنظر رکھتے ہوئے گھر الاٹ کرتے ہیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! سپریم کورٹ کے سابق چیف جسٹس چودھری افتخار نے یہ صوابدیدی اختیار ختم کر دیا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک آخری بات عرض کرتا چلوں کہ جن بے چاروں کو نہیں پتا ان کو پتا لگ جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اختلاف: پارلیمانی سیکرٹری یہ الفاظ واپس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!

I am on Point of Clarification

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: Have your seat. No, Point of Order, No, Point of Order, No Point of Order, have your seat, please have your seat.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں نے یہ الفاظ استعمال کئے تھے تو آپ نے انہیں کارروائی سے حذف کرا دیا تھا۔

معزز ممبران حزب اختلاف: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرائے جائیں۔

MR SPEAKER: Please have your seats. Have your seats.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: انہوں نے غلط الفاظ استعمال کئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کیا طریقہ ہے؟ آپ ضمنی سوال کریں۔ آپ کی مہربانی۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر! ہمیں بھی allow کریں کہ ہم بھی جواب دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جوابدہ ہیں آپ نہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کسی competent بندے کو پارلیمانی سیکرٹری بنائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ کیا طریق کار ہے؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا دکھانا چاہتے ہیں؟ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ میں نے ان کی بات نہیں مانی اور بات ختم کر دی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کا یہ کیا طریقہ ہے اور مجھے بتائیں کہ آپ کا یہ کیا طریقہ ہے، آپ کی nation آپ کو دیکھ رہی ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ ضمنی سوال کریں میں ان سے جواب لیتا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں نے ضمنی سوال کئے ہیں لیکن انہوں نے جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Have your seat, have your seat.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے گھر hardship پر وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر قواعد نرم کر کے الاٹ ہوئے اور کتنے گھر میرٹ پر الاٹ ہوئے؟

جناب سپیکر: آپ ان سے بات نہ کریں بلکہ مجھ سے بات کریں۔ میں نے ان سے جواب لینا ہے۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کتنے گھر وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی اختیارات کے تحت قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے الاٹ ہوئے اور کتنے گھر میرٹ پر الاٹ ہوئے؟

جناب سپیکر: اس کے لئے fresh question دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی آپ fresh question لائیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے۔ اس میں یہ موجود ہے لہٰذا یہ اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ تو چھپانے والی بات ہے۔آپ بتادیں کہ میرٹ پر کتنے گھر الاٹ ہوئے ہیں، میرے خیال میں تو میرٹ پر ایک فیصد بھی نہیں ہوئے؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسے نہ کیا کریں۔آپ کی بڑی مہربانی۔عباسی صاحب ایسے ٹھیک نہیں ہے۔

No, they will not

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہر سوال کے جواب میں اور ہر الاٹمنٹ کے بارے میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ آئینی اور قانونی طریقے سے الاٹ کیا گیا ہے۔میری گزارش ہے کہ آئین اور قانون میں بڑا فرق ہے لہٰذا پارلیمانی سیکرٹری صاحب آئین اور قانون کی تشریح کر دیں۔

جناب سپیکر: Executive powers ہیں۔آپ بتائیں کہ کیا کریں؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں نے آپ کے توسط سے صرف اتنی گزارش کی ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہر بات پر کہتے ہیں کہ یہ آئین اور قانون کے تحت الاٹ کیا گیا ہے۔آئین اور قانون میں بڑا فرق ہے لہٰذا یہ آئین اور قانون کی علیحدہ علیحدہ تشریح کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ کو آئین پاکستان اور قانون کا پتا ہی ہے، آپ کیا کرتے ہیں، میں ان سے کیا سوال پوچھوں؟آپ کی مہربانی۔اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! سوال نمبر 3054 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ و دیگر تفصیلات

*3054: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2002 سے اب تک لاہور کی مختلف سرکاری رہائشی کالونیوں میں سرکاری گھروں میں کن کن ملازمین کو آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئی ہیں، ان ملازمین کا رجسٹریشن نمبر، تاریخ الاٹمنٹ، اسٹیٹ آفس میں سنیارٹی کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں کس مجاز اتھارٹی نے الاٹ کی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

(الف) دوران مرمت سول سیکرٹریٹ واسٹیٹ آفس کی دوسری جگہ منتقلی کے باعث اسٹیٹ آفس کا سال 2007 تک کا ریکارڈ ضائع ہو چکا ہے۔ البتہ بوقت ضرورت متعلقہ ریکارڈ دوبارہ مرتب کیا جاتا ہے۔ سال 2008 کے بعد کی معلومات تتمہ (الف) ایوان کی میز پر دی گئی ہیں۔

(ب) ان ملازمین کو وزیر اعلیٰ صاحب اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آؤٹ آف ٹرن سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے لیکن اس کا جو حشر ہونے والا ہے وہ بھی مجھے پتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! ضمنی سوال کا جو حشر ہونے والا ہے وہ بھی مجھے پتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ 2007 تک کا ریکارڈ ضائع ہو گیا ہے لیکن ساتھ ہی مجھے ایک کاغذ دے دیا گیا ہے جس میں detail دے دی گئی لہٰذا میرا پہلا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ اگر ریکارڈ ضائع ہو گیا ہے تو پھر یہ detail کہاں سے آ گئی اور جو ریکارڈ ضائع ہوا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ نے کہا کہ
منڈا صاحب کھڑے ہو کر جواب دیں)

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ سوچ لیں کہ اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آج جواب آ جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری عامر سلطان چیمہ نے کہا کہ
منڈا صاحب کھڑے ہو کر جواب دیں)

جناب سپیکر:ان کوinterruptنہ کیا کریںThis is not good

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میرے پاس جواب تو بڑا خوبصورت ہے۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے بات کریں ان سے نہ کریں۔آپ ان کی بات سنیں ہی نا بلکہ میری بات سنیں۔ وہ پوچھ رہے ہیں کہ جب ریکارڈ ضائع ہو گیا ہے تو بقول ان کے اس کا جواب کہاں سے آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑا سا یاد دلانے کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ سوال پچھلے اجلاس میں بھی پیش ہوا تھا۔دفتر shiftکرنے کے دوران کچھ ریکارڈmisplaceاور ضائع ہو گیا تھا۔اس حوالے سے آپ نے directionدی تھی کہ اس ریکارڈ کو دوبارہ تیار کیا جائے۔آپ کی یہ directionریکارڈ پر موجود ہے۔یہ ریکارڈ ایک جگہ پرavailableنہیں تھا بلکہ دو تین جگہوں پر موجود تھا۔ہم نے آپ کے حکم کے مطابق تمام ریکارڈ اور تفصیل اکٹھی کر کے اسمبلی کےfloorپر پہنچا دی ہے،چونکہ کچھ ریکارڈ دفتر کی منتقلی کے دوران خراب ہوا تھا اور ہم نے اس کو دوبارہ تیار کر لیا ہے۔جب اس کا کوئی ذمہ دار ہی نہیں تو پھر ہم نے کارروائی کس کے خلاف کرنی ہے؟بہت بہت شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک:جناب سپیکر!میں صرف یہ چاہتی تھی کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب خود اعتراف کر لیں کہ یہ سوال پہلے آ چکا ہے،اس کاexactیہی microscopicجواب پہلے بھی دیا گیا تھا اور اس کو پڑھنے کے لئے خوردبین کی ضرورت ہے۔یہی جواب مجھے پہلے بھی دیا گیا اور تب بھی میں نے یہی کہا تھا کہ اس کو پڑھنے کے لئے جو محدب عدسہ چاہئے وہ بھی ساتھ دیں لیکن نہیں دیا گیا۔آج پھر اسی جواب کی فوٹو سٹیٹ نکال کر مجھے دے دی گئی ہے۔مجھے حیرت ہے کہ جب ایک سوال take up ہو چکا تھا تو وہ دوبارہ ایجنڈے پر کیسے آگیا ہے؟

جناب سپیکر:محترمہ!یہ سوالpendingہوا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی(چودھری علی اصغر منڈا،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! یہ سوال آپ کے حکم کے مطابقpendingہوا تھا اور اس وقت ساریinformation available نہیں تھی۔اب ہم نے 2002سے لے کر 2014تک کی مکمل تفصیل اسمبلی کےfloorپر دے دی

ہے۔یہ جواب صاف پڑھا جارہاہے اور اگر معزز ممبر سے تفصیل نہیں پڑھی جارہی تو میں ان کو پڑھ کر سُنا دیتاہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ تفصیل اتنی باریک print ہوئی ہے کہ اسے نظر کی عینک کے ساتھ بھی پڑھنا مشکل ہوگا۔ میں نے نظر کی عینک تو نہیں لگائی ہوئی لیکن یہ عینک لگا کر بھی پڑھنا مشکل ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر کسی کی نظر اتنی زیادہ کمزور ہے تو پھر اس میں ہمارا قصور نہیں ہے۔ ہم نے عینک بھی مہیا کرنی ہے تو آپ ruling دے دیں کہ جن معزز ممبران کی eyesight weak ہے ان کو عینک مہیا کی جائے تو ہم آپ کے حکم کی انشاء اللہ تعالیٰ تعمیل کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ واقعی پڑھا نہیں جارہا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں جز(ب) کے حوالے سے ضمنی سوال کرتی ہوں۔یہاں جواب میں بتایا گیاہے کہ "ان ملازمین کو وزیر اعلیٰ صاحب اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے out of turn سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔"سال 2008 کے بعد جو مکان الاٹ ہوئے ہیں ان میں سے 90 فیصد وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنا صوابدیدی اختیار استعمال کرتے ہوئے الاٹ کئے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری مجھے صرف یہ بتادیں کہ جو ملازمین merit پر آتے ہیں، جو queue میں ہیں اور جن کی باری ہے ان کا کیا قصور ہے؟ جب اپنے پسندیدہ لوگوں کو out of turn گھر الاٹ کر دیئے جاتے ہیں تو جو لوگ queue میں ہیں اور جن کا حق بنتا ہے ان کا کیا قصور ہے، وہ لوگ کہاں جائیں اور کس سے اپنا حق لیں، مزید یہ کہ مجھے متعلقہ rules and law بتادیں کہ جس کے تحت یہ out of turn allotment ہوتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اگر ضمنی سوال لمبا ہوگا تو اس کا جواب بھی لمبا ہی دیا جائے گا۔ میں پہلے یہ عرض کروں گا کہ معزز ممبر کو جو printed جواب مہیا کیا ہے اگر وہ پڑھا نہیں جارہا تو میں انہیں صاف کاپی مہیا کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے جو ضمنی سوال پوچھا ہے آپ اس کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صاف کاپی سے مراد یہ ہے کہ ہم اس کو فوٹو کاپی کے ذریعے enlarge کروا کر دے دیتے ہیں تاکہ کمزور نظر والے لوگ بھی اس کو پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ جلدی سے ان کے ضمنی سوال کا جواب دے دیں کیونکہ وقفہ سوالات ختم ہونے والا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Rules of Business کے مطابق صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو Section 23 کے مطابق صوابدیدی اختیار حاصل ہے اور اگر معزز ممبر کو Rules of Business کی کاپی چاہئے تو میں وہ بھی مہیا کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: سول سیکرٹریٹ میں خزانہ کتب سے متعلقہ تفصیلات

*3591: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سول سیکرٹریٹ لاہور میں دنیا کا دوسرا بڑا نایاب کتب کا خزانہ جو تقریباً 11 لاکھ کتابوں پر مشتمل ہے موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ برٹش میوزیم لائبریری کے بعد کتب کے اس خزانے کا کوئی پُرسان حال نہ ہے؟

(ج) حکومت تاریخ کے اس عظیم خزانہ کتب کو وقت کے بے رحم ہاتھوں سے بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ آرکائیوز، ایس اینڈ جی اے ڈی1924 میں قائم ہوا جو برصغیر کا سب سے بڑا اور پرانا آرکائیوز ہے اور انڈیا آفس لائبریری لندن کے بعد دوسرا بڑا ذخیرہ دستاویزات ہے۔ پنجاب میں آرکائیوز کے لئے کوئی جدید مخصوص عمارت نہیں بنائی گئی اس لئے تاریخی دستاویزات کے مجموعے کو سول سیکرٹریٹ میں مختلف پرانی عمارتوں میں رکھا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

i. مقبرہ انارکلی کی عمارت میں1640 سے1900 تک کی دستاویزات ہیں۔ جن میں فارسی ریکارڈ بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ ایک میوزیم بھی بنایا گیا ہے جس میں کچھ نوادرات بھی رکھے گئے ہیں۔
ii. ایس اینڈ جی اے ڈی بلاک میں1901 سے1947 تک کا ریکارڈ موجود ہے۔
iii. سنٹرل ریکارڈ آفس میں1948 سے1995 کا ریکارڈ رکھا گیا ہے۔09-2008 میں مرمت کے دوران اس ریکارڈ کو سول سیکرٹریٹ کے (ایچ)بلاک میں منتقل کر دیا گیا ہے۔
iv. نیو ریکارڈ آفس انسپکٹر جنرل آف پولیس کی پرانی بلڈنگ میں موجود ہے۔یہاں1996 سے لے کر2000 تک کا ریکارڈ رکھا گیا ہے۔
v. سیکرٹریٹ لائبریری پنجاب کی قدیم لائبریری ہے جس کا قیام1914 میں عمل میں لایا گیا۔اس میں70,000 کتابیں ہیں۔ سب سے قدیم کتاب 1616 کی ہے۔ عمارت کی خستہ حالت کے سبب اس لائبریری کو سول سیکرٹریٹ کے قریب کوآپریٹو یونین کی عمارت کو کرائے پر لے کر منتقل کیا گیا ہے۔

آرکائیوز ونگ، ایس اینڈ جی اے ڈی، سیکرٹری آرکائیوز اینڈ لائبریریز کی سربراہی میں درج ذیل امور سرانجام دیتا ہے:۔

i. تاریخی دستاویزات کی حفاظت و بحالی۔
ii. تحقیق کے کام میں آسانی پیدا کرنا اور انتظامی اور تحقیقی استعمال کے لئے تاریخی دستاویزات تک رسائی میں سہولت لانا۔
iii. حوالہ جاتی مقاصد کے لئے حکومتی ریکارڈ کو اکٹھا کر کے محفوظ کرنا۔
iv. مقبرہ انارکلی میں قائم تاریخی میوزیم کی دیکھ بھال۔
v. آرکائیوز اینڈ لائبریریز ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ منسلکہ پبلک لائبریریوں کا قیام اور ترقی۔
vi. محکمہ ہذا کی زیر نگرانی مجلس زبان دفتری کے ذریعے پنجاب میں اردو زبان کی ترویج و ترقی۔

حکومت پنجاب کے متعدد محکموں کا اے کیٹیگری کا ریکارڈ 1947 تا1990 چیف سیکرٹری بلاک میں قائم سنٹرل ریکارڈ آفس میں رکھا گیا تھا۔09-2008 میں اسے ختم کر کے میٹنگ ہال بنا دیا گیا۔ بعد ازاں اسے 09-2008 میں سیکرٹریٹ کے (ایچ)بلاک میں بحفاظت منتقل کر دیا گیا۔آرکائیوز کی اپنی عمارت تیار ہونے پر اسے وہاں منتقل کر دیا جائے گا۔

(ب) سیکرٹریٹ لائبریری کا قیام سول سیکرٹریٹ کے اندر ہی 1914 میں عمل میں آیا جسے ماضی میں سیکرٹریٹ پریس کے طور پر استعمال کیا گیا۔ سکھ دور حکومت میں اسے بطور اصطبل استعمال کیا گیا اسی نسبت سے یہ "اولڈ سٹیبل بلاک "یعنی پرانا اصطبل بلاک کہلاتا ہے۔اس کی300الماریوں میں70,000 سے زائد کتب ہیں۔ سیکرٹریٹ لائبریری میں تین دوسری لائبریریوں کے ذخائر بھی موجود ہیں جن میں چیف سیکرٹری لائبریری،آرکائیوز لائبریری اور بورڈ آف ریونیو کی لائبریری شامل ہے۔لائبریری کی بلڈنگ خستہ حالت ہو جانے کے باعث بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے اسے "خطرناک "قرار دے دیا۔2013 میں اس کی ایک دیوار کو بھی نقصان پہنچا۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے بلڈنگ خالی کرنے کی تنبیہ کر دی تاکہ انسانی جانوں اور اثاثے کو محفوظ رکھا جا سکے۔منسلکہ۔1 ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔اس مقصد کے لئے سول سیکرٹریٹ کے قریب کورٹ سٹریٹ میں کوآپریٹو یونین کی ایک عمارت کرائے پر لے کر کتب کو وہاں بحفاظت منتقل کر دیا گیا۔

(ج) سابق چیف سیکرٹری پنجاب کی ہدایات پر آرکائیوز ونگ نے2009 میں "اسٹیٹ آف دی آرٹ "بلڈنگ کے قیام کی سکیم تیار کی تھی تاکہ اس میں ریکارڈ اور تاریخی دستاویزات رکھی جا سکیں۔ مذکورہ بلڈنگ کے قیام کی جگہ سیکرٹریٹ کے احاطے میں موجود لائبریری کے مقام کو چنا گیا۔ چیف آرکیٹیکٹ پنجاب نے اس مقصد کے لئے ایک ڈیزائن تیار کیا اور بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے187.542 ملین روپے کا ایک تخمینہ تیار کیا۔ پی اینڈ ڈی محکمے سے دو مرتبہ درخواست کی گئی کہ وہ اس سکیم کو اے ڈی پی13-2012 اور14-2013 میں شامل کرے اور ساتھ ہی تعمیراتی مقصد کے لئے100.000 روپے بطور ٹوکن منی (عطیاتی رقم) تجویز کرے۔

تاہم ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب کی زیر صدارت کئی اجلاس منعقد ہوئے جس میں مذکورہ بلڈنگ کے قیام کے منصوبے پر سنجیدہ سوچ و بچار کی گئی تاکہ اس میں تاریخی دستاویزات اور لائبریری کی کتب کو رکھا جا سکے۔ اس سلسلے میں ممبر کالونیز بورڈ آف ریونیو پنجاب اور سیٹلمنٹ کمشنر نے96۔اے،اپر مال،لاہور،جمخانہ کلب کے سامنے گیارہ کنال اور سات مرلہ پر مشتمل ایک پلاٹ کی نشاندہی کی جس کا خسرہ نمبر2057 ہے۔ میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر اس جگہ کی قیمت کا تعین کرے گا تاکہ اسے آرکائیوز ونگ کی مذکورہ

بلڈنگ کے قیام کے لئے آرکائیوز اینڈ لائبریریز ڈیپارٹمنٹ کے حوالے کیا جاسکے۔ یہ پلاٹ ایل ڈی اے کی ملکیت تھا لہٰذا ڈی جی، ایل ڈی اے سے بھی رائے لی گئی انہوں نے مطلع کیا کہ اس پلاٹ کا کیس عدالت میں زیر سماعت ہے لہٰذا ابھی وہ کوئی رائے نہیں دے سکتے۔

اس کے علاوہ آرکائیوز ونگ نے 2009 میں "ذخیرہ دستاویزات کی مرمت و بحالی" کے عنوان سے ایک نظر ثانی شدہ سکیم بھی منظور کروائی۔ منسلکہ۔II ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اس سکیم کی مجموعی لاگت 67.000 ملین روپے تھی جس میں سے 2.00 ملین روپے مختلف آلات و مشینری وغیرہ کی خریداری پر صرف ہو چکے ہیں۔ مذکورہ سکیم کی تکمیل کے سلسلے میں مزید خریداری اور عملے کی بھرتی کے اخراجات کے سلسلے میں پی اینڈ ڈی سے باقی فنڈ مانگا گیا لیکن تاحال یہ فنڈ نہیں ملا۔ منسلکہ۔III ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

اس ضمن میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ پاکستان میں پنجاب کے علاوہ باقی صوبوں اور وفاقی حکومت کے پاس تاریخی دستاویزات کو محفوظ کرنے کے لئے مخصوص جدید عمارتیں موجود ہیں جبکہ پنجاب آرکائیوز ابھی تک ایسی جدید عمارت سے محروم ہے اس لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کو دسمبر 2013 میں ایک سمری بھجوا کر گزارش کی گئی کہ سیکرٹریٹ لائبریری بلڈنگ کی جگہ پر اسی طرز کی ایک عمارت بنادی جائے۔ سمری کے ساتھ بلڈنگ کا ڈیزائن اور تخمینہ بھی لف کیا گیا علاوہ ازیں "بحالی دستاویزات" کی منظور شدہ سکیم کے حوالے سے مشینری کی خریداری اور عملے کی بھرتی کے سلسلے میں بھی اسی سمری میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو فنڈ جاری کرنے کی التجا کی گئی ہے۔ اس سمری میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے چیف سیکرٹری پنجاب کو ہدایت کی ہے کہ وہ سیکرٹری آرکائیوز اینڈ لائبریریز اور سیکرٹری پی اینڈ ڈی کے ساتھ مل کر مجوزہ سکیم کے نفاذ کے لئے وسائل و طریق کار تلاش کر کے انہیں برائے احکامات سمری ارسال کی جائے۔

اس حوالے سے چیف سیکرٹری پنجاب کے آفس چیمبر میں مورخہ 23۔اکتوبر کو ایک اجلاس ہوا جس میں سیکرٹری آرکائیوز و لائبریریز، سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور چیف انجینئر پنجاب (نارتھ زون) نے شرکت کی۔ منسلکہ۔IV ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ:

(الف) محکمہ ہذا ایک ہفتے کے اندر چیف آرکیٹیکٹ پنجاب، کے دفتر سے منظور شدہ ڈیزائن پر پی سی۔I تیار کرائے گا۔

(ب) ایس اینڈ جی اے ڈی فنڈز کے حصول کے لئے کیس پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائے گا جو ایس اینڈ جی اے ڈی سیکٹر کی مکرر تعین (reallocation) سے ہو گا۔

اجلاس کے فیصلے کی روشنی میں پنجاب آرکائیوز کی بلڈنگ کی تعمیر کے حوالے سے پی سی۔I تیار کر کے سیکرٹری آئی اینڈ سی، ایس اینڈ جی اے ڈی کو مزید کارروائی کے لئے بھجوا دیا گیا ہے۔ اگر نئی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے فنڈ جاری کر دیئے جائیں تو ان تاریخی دستاویزات کے خزانے کو آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بہتر طور پر محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

سال2011-12 کے دوران پبلک سروس کمیشن کی جانب سے کی گئی تقرریوں کی تفصیلات

*2470:ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب پبلک سروس کمیشن نے گزشتہ سال12۔2011 میں کن کن اداروں کے لئے کتنی اسامیوں کو مشتہر کیا، انٹرویو کئے اور ازاں بعد تقرری کی سفارش کی؟

(ب) محکمہ سے اسامیوں کی ڈیمانڈ آنے کے کتنے عرصہ کے دوران تمام درخواست دہندگان کی درخواستوں کو زیر غور لا کر تقرری کی سفارشات تیار کر لی جاتی ہیں؟

(ج) کمیشن نے سفارش اور بوٹی مافیا کے سدباب کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس کا جواب انڈکس (اے) میں تصدیق شدہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اس کا جواب انڈکس (ب) میں تصدیق شدہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے امتحانی سسٹم میں بوٹی مافیا کا کوئی وجود نہیں۔ امتحان سے پہلے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کی طرف سے تمام امتحانی مراکز پر دفعہ 144 نافذ ہوتی ہے۔ ہر امتحانی سنٹر پر پولیس کی بھی تعیناتی ہوتی ہے اور کوئی بھی غیر مجاز شخص امتحانی سنٹر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ تمام امتحانی مراکز میں کمیشن کا سپروائزری سٹاف تعینات ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ کمیشن کے ممبران صاحبان، سکیورٹی آفیسر اور ایڈمنسٹریشن تندہی سے امتحانی سنٹر میں چیکنگ کرتے ہیں۔

لاہور: محکمہ انٹی کرپشن میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3171: **محترمہ فائزہ احمد ملک**: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن کون کون سے اضلاع آتے ہیں؟

(ب) ہر ضلع میں انٹی کرپشن کے کتنے تھانہ جات ہیں؟

(ج) اس ریجن کے سال12۔2011اور13۔2012 کے اخراجات کی تفصیل مدوار بتائیں؟

(د) ان سالوں کے دوران لاہور ریجن میں کام کرنے والے محکمہ انٹی کرپشن کے کس کس ملازم کے خلاف انٹی کرپشن کا مقدمہ درج ہوا ہے، اس کا نام، عہدہ اور گریڈ نیز ان کے خلاف جو ایکشن لیا گیا ہے، اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن لاہور ریجن میں مندرجہ ذیل اضلاع آتے ہیں:

(1) لاہور (2) شیخوپورہ

(3) ننکانہ صاحب (4) قصور

(ب) ہر ضلع میں انٹی کرپشن کا ایک تھانہ ہے مگر ضلع لاہور میں ریجنل ہیڈ کوارٹر ہونے کی وجہ سے دو تھانے ہیں۔

(ج) مالی سال12-2011 کے دوران-/3,73,95,365روپے خرچ ہوئے۔ مدوار تفصیل فلیگ(اے)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ مالی سال 13-2012 کے دوران -/4,41,24,740روپے خرچ ہوئے۔ مدوار تفصیل فلیگ (بی)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران مقدمہ نمبر2012/56 تھانہ انٹی کرپشن ریجن لاہور بر خلاف محمد شہزاد کانسٹیبل / پراسس سرور5-BS بابت گمشدگی فائل مقدمہ درج ہوا۔ تفتیش مکمل ہونے کے بعد چالان عدالت میں بھجوایا گیا ہے جو کہ انٹی کرپشن عدالت میں زیر سماعت ہے۔

مزید یہ کہ سال12-2011 اور سال13-2012 کے دوران صابر حسین سینئر کلرک /9-BS سابقا کیشئر ٹیکر کے خلاف بجٹ میں خُورد بُرد وغیرہ کرنے پر اکیس مقدمات درج کئے گئے جن میں سے چھ مقدمات میں مقبول احمد، سابقا اسسٹنٹ ڈائریکٹر /DDO(17-BS)

بھی ملوث تھا، جن کی تفتیش انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں ہو رہی ہے۔ تفصیل فلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ اسامیوں پر بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*4878: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 13۔2012 اور 14۔2013 میں کس کس سرکاری محکمہ نے کس کس اسامی کی کتنی اسامیوں کے لئے، پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requests بھجوائیں اور پنجاب پبلک سروس کمیشن نے پراسس مکمل کر کے کس کس محکمہ کی کتنی اسامیاں recommend کر کے واپس متعلقہ محکموں کو بھجوائیں؟

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن میں چیئرمین اور ممبرز کس کس قانون کے تحت اور کس کوالیفکیشن کے مطابق اور کتنی مدت کے لئے لگائے جاتے ہیں اور کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن میں اس وقت کون چیئرمین ہے اور کون کون ممبرز ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال 13-2012 اور 14-2013 میں جن محکموں نے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اپنی ڈیمانڈ بھجوائی ان کی تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین اور ممبرز کا تقرر پی پی ایس سی آرڈیننس 1978 کے تحت گورنر پنجاب کرتے ہیں۔ گورنر پنجاب ایک ممبر کو چیئرمین نامزد کرتے ہیں۔ چیئرمین اور ممبرز کی مدت ملازمت تین سال ہوتی ہے۔

(i) کوالیفکیشن:

گریڈ 21۔22 کے وہ افسران جو پاکستان کی سروس میں رہ چکے ہوں ان کی تعداد کل تعداد کے نصف سے کم نہیں ہونی چاہئے۔ حاضر سروس گورنمنٹ ملازم ممبر نامزد نہیں کیا جائے گا۔

(ii) درج ذیل شعبوں سے کم از کم ایک ممبر نامزد کیا جائے گا:۔

- اعلیٰ عدلیہ کے ریٹائرڈ جج
- ریٹائرڈ میجر جنرل یا مساوی رینک کا مسلح افواج کا افسر
- پبلک یا پرائیویٹ سیکٹر سے ایسی خواتین جو صوبائی حکومت کے قوانین کے مطابق تعلیمی اور تجربہ کی بنیاد پر پورا اترتی ہیں۔

- ایسے ریٹائرڈ پیشہ وارانہ افراد جو گریڈ20 یا اس سے زیادہ گریڈ کے ہوں اور ایجوکیشن، میڈیسن یا ڈینٹسٹری، فارنزک، ماحولیات، انفارمیشن ٹیکنالوجی، قانون یا کسی اور پیشہ وارانہ شعبے میں کم از کم پندرہ سالہ تجربہ رکھتے ہوں۔

(ج) پنجاب پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین اور ممبرز کی لسٹ (Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: محکمہ انٹی کرپشن میں زیرالتواء انکوائریوں سے متعلقہ تفصیلات

*5388: **میاں طارق محمود:** کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ریجنل آفس گوجرانوالہ محکمہ انٹی کرپشن میں اس وقت تقریباً ڈپٹی ڈائریکٹر کی تین، اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی گیارہ اور دیگر سٹاف کی مجموعی طور پر 35 سیٹیں خالی ہونے کی وجہ سے اس ریجنل میں 500 انکوائریاں التواء کا شکار ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریجنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن گوجرانوالہ بھی علالت کی وجہ سے دفتر نہیں آتے اور گھر میں بیٹھ کر دفتری امور سرانجام دیتے ہیں جس سے سائلین کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا؟

(ج) کیا حکومت اس دفتر کے یہ تمام مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس وقت انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں ڈپٹی ڈائریکٹرز کی پانچ اسامیاں اور اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کی 13 اسامیاں خالی ہیں جبکہ دیگر سٹاف کی 31 اسامیاں خالی ہیں۔ ان اسامیوں کا خالی ہونا انکوائریز کے زیرالتواء ہونے پر اثرانداز نہیں ہوتا۔ انکوائریز تفتیشی افسران کے سپرد کر دی جاتی ہیں جو وقتاً فوقتاً ان کی تکمیل کرتے رہتے ہیں۔ ہاں البتہ ڈپٹی ڈائریکٹر تفتیش اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر تفتیش کی اسامیاں خالی ہونے سے موجودہ تفتیشی افسران پر کام کا زیادہ بوجھ پڑ جاتا ہے۔

(ب) ریجنل ڈائریکٹر انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ گوجرانوالہ ڈاکٹر سہیل انور چودھری محکمانہ کورس بمقام MPDD لاہور میں کر رہے تھے جو 6۔فروری 2015 تک جاری رہا۔ ڈائریکٹر مہروں کے کھسکنے کے باعث نومبر کے آخری دو ہفتے میڈیکل رخصت پر رہے۔ دریں اثنا محکمہ

سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن حکومت پنجاب نے ڈائریکٹر کو دسمبر کے پہلے ہفتے میں شروع ہونے والے پروموشن کورس میں شرکت کرنے کی ہدایت کی۔ڈائریکٹر نے کورس میں شرکت کی جو چھ فروری تک جاری رہا اس دوران دفتری فائلیں اور دفتری امور روزانہ شام کو باقاعدگی سے ملاحظہ کرتے رہے اور بروز ہفتہ اور اتوار گوجرانوالہ میں دفتری فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ سائلین کو بھی سنتے رہے۔

(ج) حکومت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ عوام کے مسائل فوری حل کرے۔اسے اچھے عملے کی کمی کا سامنا رہا ہے۔تاہم عملے کی کمی کو پورا کرنے کے لئے اقدام کئے جائیں گے۔

محکمہ انٹی کرپشن کی افرادی قوت اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5425: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن کی کل افرادی قوت بشمول ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین کتنی ہے اور اس محکمہ کے لئے سال 14۔2013 کے بجٹ میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) محکمہ نے صوبہ بھر میں سال 14۔2013 دو سالوں میں کل کتنے چالان مکمل کر کے عدالتوں میں بھیجے،ان کی ڈویژن وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن کی کل افرادی قوت بشمول ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین کی کل تعداد 1713 ہے جس کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ کہ سال 14-2013 کے لئے بجٹ میں محکمہ کو-/56,07,27,000 روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) محکمہ نے صوبہ بھر میں سال 14۔2013 دو سالوں میں کل 2342 چالان مکمل کر کے عدالتوں میں بھیجے ان کی ڈویژن وار تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع لاہور: سال 13-2012 میں انٹی کرپشن کیسز کی تفصیلات

*5584: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں سال 14۔2013 کے دوران کرپشن کی وجہ سے کتنے سرکاری افسران و اہلکاران کو گرفتار کیا گیا؟

(ب) انٹی کرپشن نے جن سرکاری افسران واہلکاران کو گرفتار کیاان کے خلاف کس کس نوعیت کے مقدمات کن کن تھانوں میں درج کئے گئے تھے؟

(ج) ان میں سے کتنے افسران واہلکاران کے خلاف کارروائی کی گئی اور کرپشن کی کتنی رقم واپس سرکاری خزانہ میں جمع کروائی گئی؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع لاہور میں سال14۔2013 کے دوران کرپشن کی وجہ سے 85 سرکاری افسران و اہلکاران کو گرفتار کیا گیا۔

(ب) انٹی کرپشن نے گرفتار کئے گئے سرکاری افسران واہلکاران کے خلاف تھانہ انٹی کرپشن لاہور، تھانہ انٹی کرپشن ہیڈ کوارٹر لاہور اور تھانہ انٹی کرپشن DACE HQ میں زیر دفعہ 161/471/468/420ت پ47(2) 5 PCA کے تحت مقدمات کااندراج کیا گیا۔

(ج) تمام گرفتار کئے گئے سرکاری افسران واہلکاران کے خلاف حسب ضابطہ قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی گئی اور ان سے کرپشن کی رقم مبلغ -/22,25,140روپے برآمد کر کے ڈبل لاک ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس لاہور میں جمع کروائی گئی۔

پی پی ایس سی کی موجودگی میں این ٹی ایس کے امتحانات کا جواز

*5848: جناب امجد علی جاوید: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ آئین کے تحت صوبہ میں سرکاری ملازمتوں کے لئے امتحان اور مختلف ٹیسٹ لینا پنجاب پبلک سروس کمیشن کی ذمہ داری ہے؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ گزشتہ سال سے ملازمتوں کے لئے کوالیفائی کرنے کے لئے امتحان اور ٹیسٹ لینے کی ذمہ داری ایک پرائیویٹ تنظیم این ٹی ایس کے حوالے کر دی گئی ہے کیا یہ پبلک سروس کمیشن کے اغراض ومقاصد سے انحراف نہ ہے؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ یہ ادارہ امیدواروں سے پبلک سروس کمیشن کی نسبت زیادہ فیس وصول کررہاہے؟

(د) کیاحکومت اس صورتحال کی اصلاح اور پنجاب پبلک سروس کمیشن سے اس کے مینڈیٹ کے مطابق کام لینے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تواس کی وجوہات کیاہیں اگر ہاں توکب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ آئین کے آرٹیکل 242 کے تحت صوبے میں سرکاری ملازمتوں کے لئے امتحان اور مختلف ٹیسٹ لینا پنجاب پبلک سروس کمیشن کی ذمہ داری ہے۔ تاہم پنجاب سول سرونٹس اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشن آف سروس رولز 1974 اور پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کے تحت کمیشن صرف BS-16 & above اور نچلے درجے کی کچھ ملازمتوں پر بھرتی کے لئے امتحان لینے کا مجاز ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مختلف سرکاری ملازمتوں کے لئے امتحانات اور ٹیسٹوں کا اختیار پرائیویٹ تنظیم این ٹی ایس کو دیا جارہا ہے۔ تاہم بھرتی پالیسی 2004 کے پیرا نمبر (vi)13 کے تحت متعلقہ سلیکشن کمیٹیوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ پی ایس۔15 اور اس سے نیچے کی ملازمتوں پر بھرتی کے لئے ٹیسٹ اور انٹرویو کا انعقاد کریں۔ اس سلسلہ میں کچھ محکمے وزیر اعلیٰ کی منظوری سے این ٹی ایس کی خدمات سے استفادہ کرتے ہیں تاکہ میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کی جاسکے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ ادارہ اس کام کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کی نسبت دگنی فیس وصول کر رہا ہے۔ حال ہی میں پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اسسٹنٹ اور سٹینو گرافر کی پوسٹ کے لئے 400 روپے فیس وصول کی ہے جبکہ این ٹی ایس نے ایجوکیٹر کی پوسٹ کے لئے 450 روپے فیس وصول کی ہے۔

(د) حکومت پہلے ہی پنجاب پبلک سروس کمیشن سے اس کے مینڈیٹ کے مطابق کام لے رہی ہے تاہم بہتری کی گنجائش ہر وقت موجود رہتی ہے۔

بینوولینٹ فنڈ سے ملنے والی گرانٹس میں اضافے کا مسئلہ

*5857: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مختلف گریڈ کے سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے بینوولینٹ فنڈ کی کٹوتی تنخواہ کے تین فیصد کے حساب سے کی جاتی ہے جس کی رقم تنخواہ میں اضافہ کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو ان سروس وفات کی صورت میں دی جانے والی ماہانہ امداد، بچوں کے لئے وظیفہ اور تجہیز و تکفین گرانٹس کے لئے رقم فکس ہے اور اس میں مدت ملازمت یا مہنگائی کے ساتھ اضافہ نہیں ہوتا؟

(ج) اوپر دی گئی تمام مدات کی رقم کس سال میں طے کی گئی تھی اس میں آخری مرتبہ کب اضافہ کیا گیا تھا؟

(د) کیا بڑھتی ہوئی مہنگائی کے تناسب سے حکومت ان میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ مختلف سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے بینوولینٹ فنڈ کی کٹوتی تنخواہ کے تین فیصد کے حساب سے کی جاتی ہے جس کی رقم تنخواہ میں اضافے کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ سرکاری ملازمین کو ان کی وفات کی صورت میں دی جانے والی ماہانہ امداد بچوں کے لئے سکالرشپ اور تجہیز و تکفین کے لئے رقم فکس ہے جو کہ دو درجہ بندیوں گزیٹڈ اور نان گزیٹڈ کے حساب سے دی جاتی ہیں اور ان میں بورڈ کے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے وقتاً فوقتاً اضافہ کیا جاتا ہے۔

(ج) اوپر دی گئی تمام مدات کی رقم بورڈ کی تشکیل کے ساتھ ہی طے کی گئی تھی اور آخری مرتبہ 02-01-01 اور بعد ازاں سال 2011 اور 2014 میں اضافہ کیا گیا تھا۔

(د) حکومت بورڈ کی آمدنی کے وسائل کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔ اگر آمدنی کے وسائل کے مطابق اضافہ ممکن ہوا تو محکمہ خزانہ کی مشاورت سے اضافہ کرنے پر غور کیا جائے گا۔

ضلع ساہیوال: مختلف نوعیت کی گرانٹس سے متعلقہ موصول ہونے والی درخواستوں کی تفصیلات

*5903: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 12-2011 اور 14-2013 کے دوران ضلع ساہیوال سے کتنی درخواستیں سکالرشپ، شادی گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ اور ماہانہ امداد کی وصول ہوئیں، درخواست دہندگان کے نام و پتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو کر چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟

(ج) کتنی درخواستیں کس کس دفتر میں کس کس بناء پر pending ہیں اور یہ درخواستیں کب سے pending ہیں؟

(د) کتنی درخواستیں فنڈز کی کمی کی وجہ سے pending ہیں اور اگر ایسا ہے تو فنڈز کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال 13-2012 اور 14-2013 کے دوران ضلع ساہیوال سے جو درخواستیں سکالرشپ، شادی گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ اور ماہانہ امداد کی وصول ہوئیں۔ ان کی تفصیل یوں ہے۔

نام گرانٹس	سال	جو درخواستیں دفتر بہبود فنڈ لاہور موصول ہوئیں	جو درخواستیں دفتر بہبود ڈی سی او ساہیوال کو موصول ہوئیں	کل تعداد درخواستیں
وظیفہ گرانٹس	2011-12	1248	681	1929
	2013-14	2088	1210	3298
کفن دفن گرانٹس	2011-12	60	234	294
	2013-14	87	153	240
شادی گرانٹس	2011-12	181	233	414
	2013-14	214	234	448
ماہانہ گرانٹس	2011-12	36	123	159
	2013-14	48	148	196

نوٹ: درخواست دہندگان کے نام و پتا جات کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام گرانٹ	سال	درخواستیں جن کے چیک جاری ہوئے (بہبود فنڈ لاہور)	درخواستیں جن کے چیک جاری ہوئے (DCO ساہیوال)
تعلیمی وظیفہ	2011-12	1010	681
	2013-14	1780	305 درخواستوں کی پڑتال کی گئی ہے جو کہ مکمل / درست ہیں جن کی منظوری ڈسٹرکٹ بہبود فنڈ بورڈ

				ساہیوال سے حاصل کی جائے گی اور بعد ازاں ان کے چیکس جاری کر دیئے جائیں گے۔
تجہیز وتکفین	2011-12	56	234	
	2013-14	71	153	
شادی	2011-12	177	233	
	2013-14	212	234	
ماہانہ	2011-12	34	101	
	2013-14	42	106	

نوٹ: ماہانہ امداد کے چیک جاری نہ کئے جاتے ہیں ان کی ادائیگی بذریعہ بنک آف پنجاب ہو رہی ہے۔

(ج) جو درخواستیں جس جس دفتر میں جس بناء پر pending ہیں، یہ درخواستیں کب سے pending ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

نام گرانٹس	سال	ووہر خواستیں جو زیرالتواء ہیں (بہبود فنڈ لاہور)	ووہر خواستیں جو زیرالتواء ہیں (DCO ساہیوال)	زیرالتواء ہونے کی وجہ (بہبود فنڈ لاہور)	زیرالتواء ہونے کی وجہ (DCO ساہیوال)
وظیفہ گرانٹس	2011-12	238	NIL	اعتراضات کے متعلق درخواست گزار کو بذریعہ لیٹر آگاہ کر دیا گیا ہے۔ جیسے ہی ان اعتراضات کے جوابات موصول ہوں گے ان کو بھی چیکس جاری کر دیئے جائیں گے۔	ان تمام کیسز کی جانچ پرتال کی گئی جو بہبود فنڈ Rules کے مطابق نامکمل پائے گئے لہذا تمام کیسز متعلقہ محکموں کو برائے تکمیل بھجوا دیئے گئے ہیں کیسز بعد تکمیل واپس دفتر ہذا میں موصول ہوں گے تو ان کی منظوری ڈسٹرکٹ بہبود فنڈ بورڈ ساہیوال سے حاصل کر کے چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔
	2013-14	308	305		
تجہیز و تکفین گرانٹ	2011-12	NIL	NIL		
	2013-14	NIL	NIL		
شادی گرانٹ	2011-12	04	233	اعتراضات کے متعلق درخواست گزار کو بذریعہ لیٹر آگاہ کر دیا گیا ہے۔ جیسے ہی ان اعتراضات کے جوابات موصول ہوں گے ان کو	ان تمام کیسز کی جانچ پرتال کی گئی جو بہبود فنڈ Rules کے مطابق نامکمل پائے گئے لہذا تمام کیسز متعلقہ محکموں
	2013-14	02	234		
ماہانہ امداد	2011-12	02	22		
	2013-14	06	42		

بھی چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

کو برائے تکمیل بھجوا دیئے گئے ہیں کمپلیٹ بعد تکمیل واپس دفتر ہذا میں موصول ہوں گے تو ان کی منظوری ڈسٹرکٹ بہبود فنڈ بورڈ ساہیوال سے حاصل کر کے چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

(د) دفتر پنجاب بہبود فنڈ میں فنڈز کی کمی کی وجہ سے کوئی درخواست pending نہیں ہے۔البتہ جن درخواستوں پر اعتراضات لگے ہیں ان کے اعتراض موصول ہونے پر ان سب کو چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن سے متعلقہ تفصیلات

*5905:جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے ریٹائرڈ ملازمین کو کون کون سے اضلاع میں رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے سکیمیں بنائی ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(ب) پنجاب کے کون کون سے اضلاع میں رہائش گاہوں کے لئے اراضی خریدی گئی ہے، ضلع وار تفصیل بتائی جائے،نیز پرائیویٹ پارٹنر شپ پالیسی کے تحت محکمہ کو کن کن کمپنیوں نے اراضی فراہم کرنے کے لئے رابطہ کیا،ان کے نام اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) کیایہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے تحت ریٹائرڈ ملازمین کو حکومت رہائش گاہیں فوری فراہم نہیں کر سکتی کیاان کی جتنی رقم کی کٹوتی کی گئی وہ واپس کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو اس پر کتنے فیصد منافع دیا جائے گا، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے تحت لاہور، فیصل آباد، ملتان، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور راولپنڈی میں ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں فراہم کرنے کے لئے سکیمیں بنائی گئی ہیں اور مستقبل میں خانیوال، سیالکوٹ، ساہیوال میں ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں/پلاٹس فراہم کرنے کے لئے سکیموں کی تعمیر کا عمل جاری ہو چکا ہے۔

(ب) پنجاب کے اضلاع لاہور 894 کنال ایک مرلہ، ملتان 323 کنال، ڈیرہ غازی خان میں دو کنال چار مرلے کل 1219 کنال پانچ مرلے اراضی خریدی گئی ہے۔ پنجاب کے اضلاع لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، بہاول پور، ڈیرہ غازی خان میں بذریعہ پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ پالیسی، ملکیتی صوبائی حکومت، حصول اراضیات زیر ایکٹ 1894 اور خرید کر کے حاصل کی گئیں۔اس طرح پی جی ایس ایچ ایف کے پاس کل رقبہ 14078 کنال چودہ مرلے موجود ہے جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع ملتان میں ہاؤسنگ سکیم کے لئے پرائیویٹ مالکان نے زیر پالیسی پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ کے تحت شراکت کی دعوت پر مثبت جواب دیا تھا۔چنانچہ اکتیس مالکان اراضی نے 1666 کنال اراضی بحق پی جی ایس ایچ ایف حوالہ کی ہے جس کی بنیاد پر کچھ رقبہ اس کے ملحقہ 169 کنال 13 مرلے زیر ایکوزیشن ایکٹ سال 1894 اور ہمراہ 323 کنال خرید کردہ اراضی کل 2160 کنال رقبہ پر مشتمل ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی۔ پنجاب کے تمام اضلاع میں مزید اراضی کے حصول کے لئے پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ پالیسی کے تحت محکمہ نے مورخہ 13-09-25 کو اخبار میں اشتہار دیا تھا جس کے جواب میں کسی بھی کمپنی / مالک اراضی نے پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کو اراضی فراہم کرنے کے لئے رابطہ نہ کیا ہے۔ اضلاع لاہور اور گوجرانوالہ میں پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ پالیسی پر اراضیات حاصل کرنے کے لئے مالکان اراضی سے متعدد بار روابط کئے گئے ہیں لیکن مالکان اراضی کی طرف سے تاحال مثبت جواب میسر نہ آیا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ اس سکیم کے تحت حکومت ریٹائرڈ ملازمین کو رہائش گاہیں / پلاٹس (بروئے ایکٹ ترمیم شدہ) فراہم نہیں کر سکتی۔ اس سکیم کے تحت پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن نے 9 اضلاع میں زمین حاصل کر رکھی ہے۔لاہور، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں سکیمیں مکمل کی جا چکی ہیں۔لاہور میں 1342 ریٹائرڈ ملازمین کو مکان جبکہ فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں 4323 ریٹائرڈ ملازمین کو سنیارٹی بمطابق تاریخ ریٹائرمنٹ رہائشی پلاٹ الاٹ کئے جا چکے ہیں۔ 2۔اپریل 2015 کو ڈیرہ غازی خان میں 1112 پلاٹ جبکہ 4۔ جون 2015 کو راولپنڈی میں 2788 پلاٹ مستحقین ریٹائرڈ ملازمین کو الاٹ کر دیئے جائیں گے۔

قانون کے مطابق کوئی بھی ممبر اپنی ممبر شپ کو منسوخ کر کے جمع شدہ رقم واپس لے سکتا ہے۔ منافع کی شرح پی جی ایس ایچ ایف کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے مالی سال05-2004 اور06-2005کے لئے ایک فیصد،07-2006کے لئے10فیصد،08-2007، 09-2008 اور10-2009 کے لئے صفر فیصد طے کی گئی تھی جبکہ منافع کی بابت 18۔اپریل2012 کو پنجاب اسمبلی نے پی جی ایس ایچ ایف ایکٹ 2004 میں بذریعہ ترمیمی ایکٹXXXVII of 2012 ترمیم کر کے جمع شدہ رقم پر منافع ختم کر دیا ہے۔

سرکاری ملازمین کو بہبود فنڈز سے ملنے والی مراعات سے متعلقہ تفصیلات

*6008: باؤاختر علی: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازم کی دوران ملازمت وفات پر اس کی بیوہ یا فیملی ممبر کو حکومت بہبود فنڈ سے ماہانہ امداد جاری کرتی ہے، گریڈ وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ امداد جو آخری بار2002 میں بڑھائی گئی تھی حالیہ مہنگائی کی وجہ سے ناکافی ہے، کیا حکومت اسے بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس امداد میں گریڈ کے لحاظ سے کافی فرق ہے کیا حکومت اس فرق کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) یہ درست ہے کہ سرکاری ملازم کی دوران ملازمت وفات پر اس کی بیوہ یا فیملی ممبر کو بہبود فنڈ سے ماہانہ امداد جاری کی جاتی ہے۔ گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:

BS	Amount Rs. (Per Month)
1 to 10	Rs. 1300/-
11 to 16 (non-gazetted)	Rs. 1700/-
16 & 17	Rs. 3500/-
18 & 19	Rs. 6000/-
20 & Above	Rs. 8000/-

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ امداد جو آخری بار2002 میں بڑھائی گئی تھی اور حکومت بہبود فنڈ کے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس امداد میں اضافہ پر غور کرے گی۔

(ج) اس امداد کی گریڈ وار تفصیل جواب (الف) میں دی گئی ہے۔ چونکہ بہبود فنڈ کی کٹوتی بنیادی تنخواہ کا تین فیصد ہے اور ہر گریڈ کی بنیادی تنخواہ مختلف ہے اسی لئے ماہانہ امداد کی رقم بھی گریڈ کے حساب سے مختلف مختص کی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

معذور افراد کے کوٹا سے متعلقہ تفصیلات

412: محترمہ کنول نعمان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کے لئے معذور افراد کے لئے کوٹا مختص ہے، مختص شدہ کوٹا کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) معذور کوٹا پر بھرتی کے لئے کیا معیار اور طریق کار ہے؟

(ج) یکم جنوری2012 سے آج تک ایس اینڈ جی اے ڈی میں معذور کوٹا پر کتنے افراد کو کس کس عہدہ، گریڈ اور پوسٹ پر بھرتی کیا گیا، ان کے نام، تعلیمی قابلیت، عہدہ و گریڈ اور پتا جات کی فہرست ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے ابتدائی طور پر نوٹیفکیشن نمبر-R-III 1/3978 مورخہ 28-12-1983 کے تحت تمام سرکاری ملازمتوں میں معذور افراد کے لئے ایک فیصد کوٹا مختص کیا تھا۔ جسے بعد ازاں نوٹیفکیشن 1999۔01۔28 کے تحت بڑھا کر دو فیصد کر دیا گیا تھا جو کہ اب نوٹیفکیشن نمبر SPR-IV(S&GAD)7-1/2012 مورخہ 11-03-2015 کے تحت بڑھا کر تین فیصد کر دیا گیا ہے۔ ضمیمہ (الف، ب وج) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) معذور افراد کے لئے بھرتی کا وہی طریق کار اور معیار ہے جو عام طور پر باقی لوگوں کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ سوائے اس کے کہ معذور افراد کو بھرتی کے لئے عمر میں دس سال کی اضافی رعایت دی جاتی ہے۔ ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) یکم جنوری2012 سے اب تک مندرجہ ذیل لوگوں کو معذور کوٹا پر بھرتی کیا گیا۔ جس میں ایک عدد پی ایم ایس آفیسر گریڈ17 جو کہ ماسٹر ڈگری ہولڈر ہے۔ تین عدد اسسٹنٹ

بی ایس۔14 جن میں ایک عدد گریجویٹ اور دو عدد ماسٹر ڈگری ہولڈرز ہیں۔ چار عدد جونیئر کلرک بی ایس۔7 جن میں دو عدد انٹر میڈیٹ اور دو عدد گریجویٹ ڈگری ہولڈرز اور ایک عدد نائب قاصد گریڈ بی ایس 1 غیر تعلیم یافتہ شامل ہیں۔ مطلوبہ لسٹ ضمیمہ (ر) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ ریجن میں کرپشن کیسز سے متعلقہ تفصیلات

484: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال13-2012 میں کرپشن کے کتنے مقدمات درج کئے گئے؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں کتنے مقدمات کا چالان عدالتوں میں پیش کیا جا چکا ہے، کتنے مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہو چکے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں سال13-2012 میں کرپشن کے 744 مقدمات درج کئے گئے۔ سال2012 میں 419 مقدمات درج ہوئے جبکہ سال2013 میں 325 مقدمات درج کئے گئے۔

(ب) مذکورہ عرصہ میں 277 مقدمات کے چالان انٹی کرپشن گوجرانوالہ کی عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ سال2012 کا ایک مقدمہ اور سال2013 کے 65 مقدمات ابھی زیر تفتیش ہیں جبکہ سال2012 کے 418 مقدمات اور سال2013 کے مقدمات پر فیصلہ جات کئے جا چکے ہیں۔

ضلع گجرات میں مختلف گرانٹس کی درخواستوں سے متعلقہ تفصیلات

485: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال13-2012 اور14-2013 کے دوران ضلع گجرات سے کتنی درخواستیں سکالرشپ، شادی گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ اور ماہانہ امداد کی وصول ہوئیں؟

(ب) کتنی درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں؟

(ج) کتنی درخواستیں کس کس دفتر میں کس کس بناء پر pending ہیں، یہ درخواستیں کب سے pending ہیں؟

(د) کتنی درخواستیں فنڈز کی کمی کی وجہ سے pending ہیں، فنڈز کی فراہمی کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) مالی سال13-2012اور14-2013 کے دوران ضلع گجرات سے جو درخواستیں سکالرشپ، شادی گرانٹ، ڈیتھ گرانٹ اور ماہانہ امداد کی وصول ہوئیں ان کی تفصیل یوں ہے:

گرانٹ	سال	درخواستیں موصول ہوئیں (گزٹیڈ)	درخواستیں موصول ہوئیں (نان گزٹیڈ)
سکالرشپ	2012	597	1012
	2013	546	1141
	2014	817	1235
شادی گرانٹ	2012	92	334
	2013	89	351
	2014	112	292
کفن ودفن	2012	26	298
	2013	07	315
	2014	00	210
ماہانہ امداد	2012	15	95
	2013	12	104
	2014	27	71

(ب) جن درخواستوں پر فیصلہ ہو چکا ہے اور چیک تقسیم ہو چکے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

گرانٹ	سال	چیکس جاری ہوئے (گزٹیڈ)	چیک جاری ہوئے (نان گزٹیڈ)
سکالرشپ	2012	486	903
	2013	468	993
	2014	712	1118
شادی گرانٹ	2012	91	328
	2013	89	349
	2014	111	291
کفن ودفن	2012	26	298
	2013	01	314
	2014	00	206

ماہانہ امداد	2012	14	93
	2013	11	104
	2014	23	71

(ج) جو درخواستیں جس جس دفتر میں جس جس بناء پر pending ہیں اور یہ درخواستیں جب سے pending ہیں تفصیل درج ذیل ہے:

تاہم اعتراضات کے متعلق درخواست گزار کو بذریعہ لیٹر آگاہ کر دیا گیا ہے۔ جیسے ہی ان اعتراضات کے جوابات موصول ہوں گے ان کو بھی چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔

گرانٹ	سال	دفتر صوبائی بہبود فنڈ	دفتر ڈی سی اوز
سکالرشپ	2012	111	کوئی درخواست pending نہ ہے۔
	2013	78	
	2014	105	
شادی گرانٹ	2012	01	35 کیسز اعتراضات کی وجہ سے زیر التواء ہیں، اعتراضات موصول ہونے پر انہیں بھی جلد ہی چیک جاری کر دیئے جائیں گے۔
	2013	00	
	2014	01	
کفن ودفن	2012	00	کوئی درخواست pending نہ ہے
	2013	01	
	2014	00	
ماہانہ امداد	2012	01	کوئی درخواست pending نہ ہے۔
	2013	01	
	2014	04	

(د) دفتر پنجاب بہبود فنڈ میں فنڈز کی کمی کی وجہ سے کوئی درخواست pending نہیں ہے۔ البتہ جن درخواستوں پر اعتراضات لگے ہیں ان پر اعتراض دور ہونے پر ان سب کو چیکس جاری کر دیئے جائیں گے۔

گوجرانوالہ ریجن میں انٹی کرپشن کے درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

487: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کتنے تھانہ جات کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان تھانوں میں یکم جنوری 2013 سے آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے؟

(ج) کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا؟

(د) اس وقت ان تھانوں کے کتنے ملزمان مفرور ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ انٹی کرپشن گوجرانوالہ ریجن میں کل سات تھانہ جات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. تھانہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن گوجرانوالہ ضلع کونسل ہال کچہری روڈ گوجرانوالہ
2. تھانہ انٹی کرپشن ہیڈکوارٹر گوجرانوالہ ریجن ضلع کونسل ہال کچہری روڈ گوجرانوالہ
3. تھانہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن حافظ آباد پرانا سول ہسپتال علی پور روڈ حافظ آباد
4. تھانہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن سیالکوٹ برقلعہ سیالکوٹ
5. تھانہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن نارووال مین ظفروال روڈ نارووال
6. تھانہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن گجرات ریسٹ ہاؤس محکمہ بلڈنگ نزد 15 آفس جی ٹی روڈ گجرات
7. تھانہ سرکل آفیسر انٹی کرپشن منڈی بہاؤالدین کمیٹی باغ منڈی بہاؤالدین۔

(ب) ان تھانوں میں یکم جنوری2013 سے آج تک 733 مقدمات درج ہوئے جن کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:

1. سال2013 میں325 مقدمات درج ہوئے۔
2. سال2014 میں306 مقدمات درج ہوئے۔
3. جبکہ رواں سال2015 میں اب تک102 مقدمات درج ہوئے ہیں۔

(ج) یکم جنوری2013 سے آج تک 931 افراد کو گرفتار کیا گیا۔

(د) اس وقت ان تھانوں میں 46 ملزمان مفرور ہیں۔

چوبرجی کوارٹرز گارڈن اسٹیٹ میں الاٹمنٹ کی مدت ختم ہونے سے متعلقہ تفصیلات

631: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور (بی) بلاک میں یکم نومبر 2014 سے اب تک کون کون سے سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کی مدت بعد از ریٹائرمنٹ ختم ہو چکی ہے، مدت ختم ہونے کے بعد کون کون سے سرکاری گھروں کو کتنے کتنے عرصہ کے لئے گریس پیریڈ کے ساتھ مزید ایکسٹینشن دی گئی اور یہ اضافی مدت کب ختم ہو گی، ان الاٹیوں کے نام، عہدہ مع پتا مکمل تفصیل دی جائے؟

(ب) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور (بی) بلاک میں کتنے گھروں کو گریس پیریڈ اور اضافی مدت ختم ہونے کے بعد ان سے گھر خالی کروالئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور (بی) بلاک میں یکم نومبر 2014 سے اب تک کچھ الاٹیوں کو آٹھ ماہ اضافی مدت ختم ہونے کے بعد بھی مزید ایک سال تک تمام رولز relax کر کے extension دے دی گئی ہے یہ مزید مدت کس قانون اور پالیسی کے تحت دی گئی ہے، ان الاٹیوں کے نام و پتا مع قانون و پالیسی کی تفصیل بنائی جائے؟

(د) کیا حکومت B-52 چوبرجی کوارٹرز گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے موجودہ رہائشی کو رولز relax کر کے مزید ایکسٹینشن دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) اگر جز (د) کا جواب نہ میں ہے تو حکومت اصل حقدار کو اس کا حق دلانے کے لئے مذکورہ رہائش کب تک خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں، ایوان کو تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور (بی) بلاک میں یکم نومبر 2014 سے اب تک کسی بھی سرکاری گھر کی الاٹمنٹ کی مدت بعد از ریٹائرمنٹ ختم ہوئی اور نہ ہی مذکورہ بلاک میں کسی بھی سرکاری گھر کی بابت ریٹائرمنٹ کے بعد گریس پیریڈ کے ساتھ مزید ایکسٹینشن دی گئی۔

(ب) اس ضمن میں جواب اوپر جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) یکم نومبر 2014 سے اب تک بی بلاک چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کے کسی بھی الاٹی کو آٹھ ماہ کی اضافی مدت ختم ہونے کے بعد مزید ایک سال کی ایکسٹینشن نہیں دی گئی اور ایسا کوئی بھی الاٹی موجود نہ ہے۔

(د) سرکاری رہائش گاہ نمبر 52 (بی)، چوبرجی گارڈن اسٹیٹ ملتان روڈ لاہور کا قانونی رہائشی ملک آصف علی سینئر ڈرائیور مورخہ 16-12-2014 کو سرکاری ملازمت سے ریٹائرڈ ہو گیا ہے۔ سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ پالیسی 1997 (ترمیم شدہ 2011) کی شق نمبر 33(b) کے تحت وہ ریٹائرمنٹ کی تاریخ سے دو ماہ تک سرکاری رہائش گاہ رکھ سکتا ہے۔ اس کے بعد شق نمبر 33(c) کے مطابق مطلوبہ کوائف کی فراہمی کے بعد مجاز اتھارٹی مزید چھ ماہ گھر رکھنے کی اجازت دے سکتی ہے۔ متعلقہ پیراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے:

Para- 33(b) In case of dismissal, removal resignation, retirement from service, or transfer:	For a maximum period of two months
33(C) If further retention of the residence is required, in the event of retirement of an allottee.	Permission may be granted to retain the accommodation on payment of normal rent up to 6-months at the direction of the Government provided that the retired allottee submits a Surety Bond on Stamp Paper worth Rs.100/- undertaking that he/ she shall vacate the official residence after expiry of the permissible extension. This Surety Bond will be signed by two other allottees of the Government residences as "Guarantors". In case of violation, the allotment of the "Guarantors" shall be cancelled as a penalty without any notice.

موجودہ کیس میں چونکہ ملک آصف علی الاٹی کی درخواست مورخہ 24-02-2015 کے جواب میں کوائف مہیا کرنے کے متعلق 2۔اپریل کو چٹھی بھیج دی گئی ہے لہٰذا کاغذات آنے اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کی صورت میں الاٹی مورخہ 15۔اگست2015 تک رہائش گاہ نمبر52(بی)، چوبرجی گارڈن اسٹیٹ لاہور کا قبضہ رکھ سکتا ہے۔

(ہ) تفصیلات جواب پیرا(د) ہذا میں بیان کر دی گئی ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میرا ایک بہت ہی اہم اور ضروری سوال take up نہیں ہو سکا۔۔۔

جناب سپیکر: اب میں کیا کروں؟ اب تو وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔تشریف رکھیں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔ میرا خیال ہے کہ معزز ممبر نماز پڑھنے کے لئے چلے گئے ہیں۔ جب وہ تشریف لائیں گے تو پھر یہ رپورٹیں پیش کر لیں گے۔

محترمہ مدیحہ رانا صاحبہ مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر وبیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون خواتین پر تشدد سے تحفظ پنجاب2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر وبیت المال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ مدیحہ رانا: جناب سپیکر! میں

The Punjab Protection of Women Against Violence Bill 2015(Bill No.31 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سوشل ویلفیئر وبیت المال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ مجلس قائمہ برائے جینڈر مین سٹریمنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جینڈر مین سٹریمنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں

The Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015 (Bill No.30 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے جینڈر مین سٹریمنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب چودھری محمد اکرم صاحب مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) غازی یونیورسٹی ڈیرہ غازی خان 2015 اور مسودہ قانون یونیورسٹی آف اوکاڑہ 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد اکرام: جناب سپیکر! میں

1. The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015 (Bill No.24 of 2015) and
2. The University of Okara Bill 2015 (Bill No.25 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔جی، میاں محمود الرشید صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ نے وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کا ایک انتہائی اہم اور ضروری سوال take up نہیں ہو سکا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس سوال کی باری نہیں آئی۔آپ اس کو چھوڑ دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی نے بنگلہ دیش ڈھاکہ میں ہرزہ سرائی کی ہے اور جس طرح سے اُس نے پاکستان کو توڑنے کی سازش کا اعتراف کیا ہے وہ پوری دنیا کے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان کے 20 کروڑ عوام پچھلی دو تین راتوں سے سو نہیں سکے اور ہر محب وطن پاکستانی پریشان ہے۔نریندر مودی کا اصل چہرہ کھل کر سامنے آگیا ہے۔میاں محمد اسلم اقبال اور میں نے

اس بارے میں ایک قرارداد جمع کروائی ہے۔ ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں کہ اس قرارداد کو out of turn take up کیا جائے اور اس کی یہاں پر متفقہ طور پر مذمت کی جائے۔اس نے دوبارہ اپنے ان ناپاک عزائم کو دُہرایا ہے جس نے تمام پاکستانیوں کو ایک کرب اور اذیت میں مبتلا کر دیا ہے۔ دو تین دن بعد مرکزی حکومت کا اس پر مؤقف سامنے آیا ہے۔ آج پوری قوم شدید اشتعال، غم اور غصے میں ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ نریندر مودی کو منہ توڑ جواب دینا چاہئے، بھارتی سفیر کو طلب کر کے اس سے جواب لینا چاہئے اور سفارتی سطح پر بھارت کے ساتھ اپنے تعلقات ختم کرنے چاہئیں۔ ہمیں اس موقع پر کسی قسم کی کوئی کمزوری نہیں دکھانی چاہئے تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ہماری اس قرارداد کو out of turn لیں اور اس قرارداد کو یہاں پر pass on کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ اس طرح کی قراردادوں کو لینے کے لئے راستہ بنایا کریں اور ہمیں بات کرنے کا موقع دیا کریں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں آپ کو ضرور ٹائم دوں گا۔ میں آپ کو کیوں نہیں ٹائم دوں گا؟ ہر کام کو کرنے کا طریق کار بھی ہوتا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں طے ہوا تھا کہ ہماری قرارداد کو out of turn لیا جائے گا۔ اُس وقت سیکرٹری صاحب موجود تھے اور آپ بھی موجود تھے اور یہ بات طے ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ آپ آدھی بات سُنتے ہیں اور آدھی بات سُنتے ہی نہیں ہیں۔ وہاں پر جو باتیں ہوئی ہیں اُن کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ لاء منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب تشریف لا رہے ہیں۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف مسیحی لوگوں سے بہت پیار کرتے ہیں اور وہ ہر سال غریب اور مستحق لوگوں کے لئے Christmas Grant دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تو میں کیا کروں؟ آپ جا کر اُن سے ملیں۔ مسیحی برادران ہمارے بھائی ہیں لیکن یہ بات کرنے کے لئے یہ proper forum نہیں ہے یا وزیر قانون صاحب آتے ہیں تو آپ پھر بات کر لینا۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب آصف محمود صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ دلانا چاہ رہا ہوں کہ 6۔جون کو راولپنڈی کے اندر پنجاب پولیس کے اہلکاروں نے دو سگے بھائیوں کو دن دہاڑے قتل کر دیا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس کا اُن سے جواب لیں گے۔ جی، چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب! آپ اپنی رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015 اور مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروباری لائسنس ہولڈرز پنجاب 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: جناب سپیکر! میں ایوان میں دو رپورٹیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

1. The Provincial Motor Vehicles (2nd amendment) Bill, 2015 (Bill No. 28 of 2015).
2. The Punjab Motor Vehicles Transaction Licensees Bill, 2015 (Bill No. 29 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبکاری و محصولات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔ جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں دو باتیں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آج ہم اجلاس کے لئے یہاں اسمبلی آ رہے تھے تو نابینا افراد نے کم و بیش اسمبلی کے تمام دروازوں کے آگے دھرنے دیئے ہوئے تھے اور تمام معزز ممبران اس بات کے گواہ بھی ہیں۔ میں آپ کے توسط سے حکومت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اُن کے ساتھ بات چیت کر کے اس کا کوئی proper راستہ نکالا جائے اور اُن کی کوئی حق رسی کی جائے۔

جناب سپیکر! میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پریس گیلری کے افراد اور ہم سب بھی اس بات پر انتہائی تشویش رکھتے ہیں کہ "بول چینل" میں کوئی چار ہزار کے قریب ملازم ہیں اور وہ مسلسل احتجاج کر رہے ہیں کہ حکومت اُن کو ناجائز طور پر ہراساں کر رہی ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا

ہوں کہ "Exact Scandal" اپنی جگہ ایک حقیقت ہے اُس کے اوپر حکومت کارروائی کر رہی ہے لیکن "بول چینل" کے اندر اتنے سارے ملازمین ہیں تو ان کے معاملے کو علیحدہ طریقے سے deal کر کے اس کو sort out کیا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس چینل کو دوسرے چینلز کی طرح ملک کے اندر کام کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔

پوائنٹ آف آرڈر

راولپنڈی میں پولیس کے ہاتھوں دو بچوں کی ہلاکت

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ راولپنڈی میں جو دو یتیم بچے پولیس اہلکاروں نے قتل کر دیئے تھے۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! میں نے خود آپ سے گزارش کی ہے کہ اس کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے ہم گورنمنٹ سے اس کا جواب لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! تین چار دن گزرنے کے باوجود کسی ذمہ دار پولیس افسر کو ابھی تک معطل نہیں کیا گیا۔ تھانیدار، ڈی ایس پی، اے ایس پی اور نہ ہی ایس پی کو معطل کیا گیا ہے۔ میں اُن یتیم بچوں کے گھر کی حالت دیکھ کر آیا ہوں۔ وہ تین یتیم بہنوں کے دو بھائی تھے۔ کوئی حکومتی ممبر یا انتظامیہ کا کوئی افسر اُن کے گھر ابھی تک اُن کی دادرسی کرنے نہیں آیا، اُلٹا اُنہیں دھمکایا اور ڈرایا جا رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے اُن کی کسی قسم کی اخلاقی یا قانونی امداد نہیں کی جا رہی۔ وہاں پر جو کچھ ہو رہا ہے اس پر میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے دھرنا دوں گا۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ تھانیدار، ڈی ایس پی اور اے ایس پی کو فوراً معطل کر دیا جاتا۔ دن دہاڑے دو یتیم جوان بچے قتل کر دیئے گئے اور کسی کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگی۔ یہ کون سی good governance اور کون سا لاء اینڈ آرڈر ہے؟ اگر کل تک اس مسئلہ کا حل نہ ہوا تو کم از کم میں وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے دھرنا دوں گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اتنا ظلم کیا جائے کہ جتنا خود برداشت کر سکیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! ہم آپ کے کہنے کے بغیر ہی اس کا notice لے رہے ہیں اور ہم کل اس توجہ دلاؤ نوٹس کا حکومت سے جواب لے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ واقعہ انتہائی دردناک اور انتہائی افسوسناک تھا۔ وزیر اعلیٰ نے اُس واقعہ پر فوری طور پر action لیا

اور direction جاری کی جس پر ایف آئی آر درج کر دی گئی ہے۔ وہ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، اسلحہ کی recovery ہو چکی ہے اور اُن کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ ہمیں اس واقعہ پر دُکھ ہے اور ہمارے ایم پی ایز/ایم این ایز وہاں پر گئے بھی ہیں۔ اُن بچوں کے ورثاء کے دُکھ درد میں ہم سب برابر کے شریک ہیں کیونکہ وہ افسوسناک واقعہ ہے۔ ملزمان کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے اور انشاء اللہ عدالت اُن کو سزا دے گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پولیس کے سینئر افسر اپنی اپنی جگہ پر کام کر رہے ہیں اور اُن کے خلاف کوئی action نہیں ہوا۔ ہم کل وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے اس واقعہ کے خلاف بالکل دھرنا دیں گے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے جو توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروایا ہے اگر آپ اس کا جواب آج لے لیتے۔ میں آپ سے ایک چھوٹی سی گزارش کرتا ہوں کہ کل رات کو بھی کینٹ بازار کے اندر پولیس کے اہلکاروں نے دو نوجوانوں کو موٹر سائیکل پر روک کر اُن پر شدید تشدد کیا اور وہ زخمی حالت میں رات کو ہسپتال میں پڑے ہوئے تھے۔ میں تو ایک سال سے آپ کی توجہ راولپنڈی کی پولیس اور اُس کی performance کی طرف دلا رہا ہوں۔ پولیس والے راولپنڈی میں مختلف شاہراہوں کے اوپر رات کو ناکے لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور جو شریف آدمی انہیں نظر آتا ہے اُس کو پکڑ کر ہراساں کرتے ہیں۔ راولپنڈی میں تین چار محافظ ہیں جن کو دیکھ کر لوگوں کو تحفظ کا احساس ہونا چاہئے لیکن راولپنڈی کے شہری اُن سے دہشت زدہ ہیں۔ میں آپ سے request کروں گا کہ کل اگر منسٹر صاحب بھی یہاں پر موجود ہوں گے تو میں ان اہلکاروں کے نام بھی ان کے سامنے رکھوں گا کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ پچھلے دو تین ماہ سے مسلسل یہ exercise چل رہی ہے۔ یہ جو واقعہ ہوا ہے کہ دو سگے یتیم بھائی قتل ہوئے ہیں۔ ان کے گھر کے حالات اس ایوان میں بیٹھے بیشتر ممبران نے دیکھے ہوں گے کہ ان پر کتنی بڑی قیامت گزری ہے۔ اگر ایک واقعہ ہو جاتا ہے تو کم از کم اس کے بعد اتنی courage ہونی چاہئے کہ آئندہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے حکومت کوئی measures لے لے۔ ایسے لوگ تھانوں کے اندر بیٹھے ہوتے ہیں اور شریف لوگوں کو یہ دن دہاڑے مار رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اب ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ تسلسل کے ساتھ دیکھ رہے ہیں کہ ہم پہلے ہی دہشتگردی کے ایک عذاب میں مبتلا ہیں اور اب ایک دوسرا عذاب پنجاب کے عوام پر پولیس گردی

کا آن پڑا ہے۔ پچھلے چند ماہ کے اندر مسلسل اس طرح کے واقعات میں بےپناہ اضافہ ہو گیا ہے کہ دہشتگردی کے خاتمے کے لئے ہم پولیس سے توقع کرتے تھے کہ وہ دہشتگردوں کو پکڑے گی اور دہشتگردی کے واقعات کم ہوں گے لیکن پنجاب کے عوام کو دہشتگردی کے ساتھ پولیس گردی کا بھی سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔ پچھلے چند دنوں کے اندر پولیس کی طرف سے اس طرح کا heinous crime ہوا ہے، ڈسکہ میں جو واقعہ ہوا اس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ ایک ایس ایچ او نے تھانے کے اندر بیٹھ کر وکلاء نمائندوں کو گولیوں سے بھون دیا۔ میرے علامہ اقبال ٹاؤن میں ایک حافظ قرآن بچہ معراج شریف کی رات مسجد سے نکلتا ہے تو اس کو گولی مار دی جاتی ہے، راولپنڈی میں دو بھائیوں کو گولی مار دی گئی اور کل پھر دوبارہ راولپنڈی میں یہ واقعہ ہو گیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی سنجیدگی کے ساتھ حکومت کو اس معاملہ کو take up کرنا چاہئے حکومت لاء اینڈ آرڈر کو maintain کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ لوگ اپنے جان و مال کو بالکل محفوظ تصور نہیں کر رہے۔ یہ روز کا معمول ہے اور پورے پنجاب کے عوام میں یہ ایک سوالیہ نشان ان کے ذہن میں ہے کہ good governance کی بات کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں کس طرح کے واقعات کا آج سامنا ہے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ وہ سوال نہیں آیا، وقت نہیں ملا ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیز کے حوالے سے عرض ہے کہ جون آ گیا ہے۔ پنجاب بھر میں جہاں جہاں اپوزیشن کے ممبران ہیں ان کی تذلیل کی جا رہی ہے، توہین کی جا رہی ہے ان کا استحقاق مجروح کیا جا رہا ہے اور شکست خوردہ عناصر جو ہم سے ہارے ہوئے ہیں ان کو ڈی سی اوز کروڑوں روپے کی سکیمیں دے رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ گلی گلی جا کر 30۔جون سے پہلے وہ فنڈز استعمال کرنے کے لئے جگہ جگہ فیتے کاٹ رہے ہیں۔ وہ گلیاں بنا رہے ہیں، ٹیوب ویل لگا رہے ہیں اور سیوریج ڈال رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے منتخب نمائندوں جن کا تعلق حزب اختلاف سے ہے یہ ان کی توہین ہے۔ اگر سندھ کے اندر اور خیبر پختونخوا میں دیکھیں تو سندھ میں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ اور خیبر پختونخوا میں پاکستان تحریک انصاف کی گورنمنٹ بغیر کسی تخصیص کے بلدیاتی اداروں کی آمد تک اور ان کے وجود میں آنے تک منتخب نمائندوں کو ان کے جمہوری حقوق دے رہی ہے اور ڈویلپمنٹ کے فنڈز دے رہی ہے تو پنجاب کے ساتھ جو good governance کے سب سے بڑے دعویدار ہیں تو یہ سوتیلا سلوک کیوں ہے اور یہ توہین آمیز سلوک کیوں ہے؟

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم شیم" کی نعرے بازی کی گئی)

جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم کسی صورت یہ برداشت نہیں کریں گے کہ ہمارے ساتھ یہ تذلیل والا سلوک دوبارہ ہو۔ میرا خیال ہے کہ تمام اپوزیشن کی پارٹیاں بھی اس پر بات کریں گی کہ ہم زیادہ دیر یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے ساتھ پچھلے دو سال سے جوdiscriminatoryاور سوتیلا سلوک روا رکھا گیا ہے۔ڈی سی اوز ہمارے مخالفین جو ہم سے ہارے ہوئے لوگوں کو بلا بلا کر ان سے سکیمیں لے رہے ہیں اور گھر گھر جا کر بتا رہے ہیں کہ ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ یہ سلسلہ فوری طور پر بند ہونا چاہئے اگر بند نہیں ہو گا تو تمام اپوزیشن کی پارٹیاں وزیر اعلیٰ کے دفتر کا گھیراؤ کریں گی، وہاں پر بیٹھیں گی اور اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک وزیر اعلیٰ اس بات کا اعلان نہیں کرتے کہ ہم یہ سوتیلا سلوک ختم کرتے ہیں۔

نابینا افراد کے حقوق کے حوالے سے تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن لینے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔ تحاریک التوائے کار کے لئے جو وقت مخصوص ہے اس کو ختم کر دیں کیونکہ فائدہ تو ہوتا نہیں اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ اگلا بزنس take up کر لیا جائے اور اگر مناسب سمجھیں تو نابینا افراد کے لئے ہم نے تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے اسے out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: میں نے ملک ندیم کامران صاحب کو بھیجا تھا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!نابینا افراد کے حقوق کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار ہم نے جمع کرائی ہوئی ہے اور تمام اپوزیشن کے دوستوں کی طرف سے استدعا ہے کہ یہ انتہائی اہم ہے اس تحریک التوائے کار کو out of turn take up کر لیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے بھی ایک طریق کار ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!طریق کار کے مطابق تو یہ چھ ماہ میں بھی نہیں آئے گی۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی کہا ہے کہ پورا لاہور بند ہوا پڑا ہے اور کلمہ چوک میں نابینا افراد نے میٹرو بس کو روکا ہوا ہے اور اسمبلی کے سارے دروازے بند ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے اور یہ افراد اس بات کے مستحق ہیں کہ ہم اسمبلی کے اندر ان کی بات کریں۔ اگر

حکومت میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہے کہ وہ چند سو نابینا افراد کے مسائل کو حل کر سکے۔انہیں ہر دفعہ لالی پاپ دے کر تذلیل کی جاتی ہے اور گھر بھیج دیا جاتا ہے۔یہ تحریک التوائے کار جمع ہوئی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!اس کا نمبر بتائیں۔ میرے پاس تو یہ نمبر نہیں ہے۔ ملک ندیم کامران صاحب!آپ وہاں گئے تھے وہ بتادیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!آپ نے مجھے اور خلیل طاہر سندھو صاحب کو حکم دیا تھا کہ ہم وہاں پر جائیں اور بات کریں۔ ہم ان کے پانچ نمائندوں کو اسمبلی کے اندر لے کر آئے، تقریباً پچھلے سوا گھنٹے سے میں، راناثناء اللہ اور خلیل طاہر سندھو صاحب ان کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کر رہے ہیں، وہاں پر سوشل ویلفیئر اور دوسرا محکمہ بھی بیٹھا ہے، سیکرٹری صاحب اور ڈی جی صاحب بھی وہاں پر موجود ہیں۔ سوا گھنٹے سے زیادہ وقت ہو گیا ہے کہ ان کے ساتھ بات چیت چل رہی ہے۔ میں افسوس سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ میاں محمود الرشید صاحب مجھ سے سینئر ہوں گے یا میرے جتنے ہی ہوں گے میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ ایک ایسا issue جس کو اچھے طریقے اور سلیقے سے حل کیا جا سکتا ہے اس پر ہم سیاست کیوں چمکانا شروع کر دیتے ہیں؟ابھی انہوں نے ایک بات کی ہے کہ یہ lollypop دے دیتے ہیں تو ہم lollypop نہیں دے رہے بلکہ وہاں بیٹھ کر اُن کی بات سن رہے ہیں اور ان کا جو جائز مطالبہ ہے اُس کو redress کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہتا ہوں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کہنا کہ نابینا افراد کے حقوق کی بات کرنا سیاست چمکانا ہے تو اس ایوان کی توہین ہے اور یہ قابل شرم بات ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے بات ہی اس طرح کی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!جس طرح انہوں نے بات کی ہے اس سے ان کا mind set واضح ہوتا ہے کہ یہ محکوم طبقوں کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!یہ نابینا افراد پچھلے چھ ماہ سے سڑکوں پر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ کبھی اُن پر لاٹھیاں برساتے ہیں اور کبھی اُن سے مذاکرات کا ڈھونگ رچا کر انہیں گھروں کو جانے پر مجبور کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ اس بات کو چھوڑیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی compromise نہیں ہے۔ یہ اس معاشرے کے مستحق ترین افراد ہیں۔ یہ حکومت good governance کی بات کرتی ہے جبکہ پچھلے چند دنوں سے روزانہ چلچلاتی دھوپ میں 46 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت پر وہ سڑکوں پر بیٹھے ہیں۔ ہمیں یہ بات کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے کہ اپوزیشن سیاست چمکاتی ہے۔ (شیم شیم)

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ۔۔۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ عوام کے حقوق کی بات ہے۔ ہم ان معذور افراد کے حقوق لے کر رہیں گے اور اس کے بغیر نہیں بیٹھیں گے۔ نابینا افراد کا مسئلہ کوئی لاکھوں افراد کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ چند سو افراد کا مسئلہ ہے۔ کیا حکومت اندھی، گونگی یا بہری ہے کہ انہیں یہ نابینا افراد نظر ہی نہیں آتے۔ روزانہ میڈیا پر ہر جگہ بات ہو رہی ہے۔ ہم اس بات پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں جہاں معذور افراد کے حق کی بات نہ ہو بلکہ یہاں بیٹھ کر یہ کہنا کہ ہم سیاست چمکا رہے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: بڑا افسوس ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی آپ نے جو روّیہ دیکھا ہے یہ کسی معاملے کو سلجھانے والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ اچھی بات نہیں ہے۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ وہ بات کر رہے ہیں جس سے معاملات کو مزید بگاڑا جائے۔ اُن کے ساتھ ابھی تک بات جاری ہے۔ نابینا افراد کے نمائندگان کمیٹی رُوم (اے) میں تشریف فرما ہیں جن کے ساتھ بات چیت جاری ہے اور ابھی تک ٹھوس نتیجہ نہیں نکلا۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کرتے رہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ طریقہ کوئی مناسب نہیں ہے بلکہ ہم اِن کو offer کرتے ہیں کہ اس بات چیت میں یہ بھی شامل ہو جائیں، ساتھ بیٹھیں، اُن کی بات سنیں اور اگر ہم پنجاب حکومت کوئی ناجائز کر رہے ہیں تو ہمیں نشاندہی کریں۔ جو مطالبہ وہ بتا رہے ہیں اس پر ایک working ہو رہی ہے۔ راناثناء اللہ صاحب نے ابھی سوا گھنٹہ اُن کے ساتھ بات چیت کی ہے، میں وہاں سے ابھی آیا ہوں جبکہ خلیل طاہر سندھو صاحب ابھی بھی وہاں پر تشریف فرما ہیں، اسی طرح سیکرٹری سوشل ویلفیئر، ڈی جی سوشل ویلفیئر اور سارا محکمہ وہاں پر موجود ہے۔ اُن سے ابھی تک بات ہو رہی ہے تو انشاء اللہ ہم کسی نتیجے پر پہنچ جائیں گے لیکن یہ روّیہ جو اپوزیشن نے اختیار کیا ہے اور lollypop کی جو بات کی ہے اُس پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ lollypop کی بات نہ کریں۔ یہ مسئلہ انشاء اللہ حل ہو جائے گا لیکن اس طرح نہیں ہو گا جس طرح یہ لوگوں کو اکسا کر بات کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 161/15 میاں نصیر صاحب اور جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے، اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں ایک stay matter ہے۔ استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر لیں انشاء اللہ جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 196/15 ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا کیا کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار بھی پڑھی جا چکی ہے لیکن جواب موصول نہیں ہوا۔ استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 199/15 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! مجھے تحاریک التوائے کار کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ ہم اتنی مشکل سے current issue پر تحاریک التوائے کار بنا کر جمع کراتے ہیں اور کئی اجلاس گزر جاتے ہیں وہ pending پر چل رہی ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جب اجلاس آتا ہے تو جو معاملہ urgent nature کا ہوتا ہے اس کو تو ضرور سنیں گے۔ یہ نہیں کہ سال چھ ماہ پہلے کی بات اس میں ڈال دیں تو اس کو ہم کیسے کریں گے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جواب ہی موصول نہیں ہوتا اور تحاریک التوائے کار pending ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/199 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار بھی پڑھی جا چکی ہے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کیا سب ہی pending کروا رہے ہیں؟ اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/216 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار بھی پڑھی جا چکی ہے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک لئے pending کر دیا جائے۔ انشاء اللہ جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/235 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔ راجہ اشفاق سرور صاحب اور ملک محمد اقبال چنڑ صاحب! اپوزیشن کے ممبران کہیں باہر چلے گئے ہیں لہٰذا آپ ذرا ہمت کر کے اُن کو منا کر لائیں اور اچھے طریقے سے اُن کو سمجھائیں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 235 ہے۔ کیا تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

گجرات ڈنگہ کنجاہ منٹوانوالی روڈ سیکروالی کے مقام پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے سے حادثات میں اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے۔اس ضمن میں عرض ہے کہ گاؤں سیکروالی کنجاہ ڈنگہ روڈ کے کلومیٹر نمبر16 میں واقع ہے۔کنجاہ ڈنگہ روڈ جس کی لمبائی18.23 کلومیٹر ہے یہ سال87-1986 میں تعمیر ہوئی اور اس کی چوڑائی10 فٹ تھی۔ ضلعی حکومتیں بننے کے بعد یہ 2001 میں ضلعی حکومت گجرات کی نگرانی میں چلی گئی۔ سال04-2003 کے دوران اس سڑک کی کشادگی و بحالی10 فٹ سے20 فٹ کی گئی۔ سال 2011 تک اس سڑک کی دیکھ بھال اور مرمت ضلعی حکومت گجرات کے ذمے رہی۔ سال2011 میں اس سڑک کو provincializedکر دیا گیا۔ گاؤں سیکروالی کے اندر ڈرینج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے سڑک خراب ہو چکی ہے۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے سڑک کی rehabilitationکی سکیم ADP 16-2015 میں تجویز کر دی ہے اور انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ اسی بجٹ میں شامل کر کے اس کی درست طور پر rehabilitationکی جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!ذرا خیال کیجئے کیونکہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میں بحث نہیں کرتا بلکہ میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔اگر یہ ADP میں شامل کرتے ہیں تو بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی اور اِن کی بھی مہربانی۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر236 بھی آپ کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار بھی پڑھی جا چکی ہے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next weekتک کے لئے pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب next weekتک آنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب next weekمیں انشاء اللہ دے دوں گا۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بسم اللہ کریں اور آپ کو welcome کہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ اپوزیشن کے معزز ممبران نے نابینا افراد کے مسئلے پر آج کی کارروائی کا بائیکاٹ کیا ہے تو میں یہ چاہوں گا کہ اس معزز ایوان اور پریس میں بیٹھے صاحبان کو بھی تھوڑا سا اس بارے میں brief کر دیا جائے تاکہ اصل صورتحال واضح ہو کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ دسمبر کے مہینے میں نابینا افراد نے یہاں پر آ کر agitation کیا، سڑکیں بلاک کیں اور کافی ہنگامہ آرائی کی جس کے نتیجے میں نابینا افراد جتنے بھی موجود تھے اُن تمام کو 180/H ماڈل ٹاؤن بلایا گیا وہاں پر اس بات کا خیال کرتے ہوئے کہ یہ ہمارے معاشرے کے محروم ترین اور معذوری کی جو severe شکل ہے اس کے شکار ہیں اس لئے ہماری زیادہ توجہ اور ہمدردی کے مستحق ہیں۔ وہاں پر اِن کو پوری طرح سے accommodate کیا گیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی direction پر وہاں دو تین باتیں طے ہوئیں۔ پہلے نمبر پر یہ کہ جتنے بھی نابینا افراد اُس دن وہاں پر موجود تھے اور اُس کے بعد بھی جو نابینا افراد enlist ہوں گے اُن تمام کو فوری طور پر daily wages کے طور پر نوکری دی جائے گی یعنی ان کو آٹھ دس ہزار روپے مہینے کا ملتا رہے گا جس سے وہ اپنے گھر والوں پر بوجھ نہیں ہوں گے۔ دوسرے نمبر پر یہ کہ meantime درجہ چہارم اور دوسری ملازمتوں پر ban تھا جو ہٹا لیا جائے گا، نابینا افراد کا کوٹا دو سے تین فیصد کر دیا جائے گا اور اُس حساب سے اِن تمام افراد کو regular ملازمتوں پر adjust کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے جو daily wages والی بات کی ہے تو ہمارے ساتھ یہ وعدہ پورا نہیں ہو گا۔ ان نابینا افراد کو باقاعدہ یہاں پر ایک ہاسٹل میں انتظام کر کے رکھا گیا، تمام متعلقہ ڈی سی او صاحبان سے بات کر کے باقاعدہ چیف منسٹر ڈائریکٹو دے کر اِن کو وہاں پر بھیجا گیا کہ اِن کو daily wages پر adjust کیا جائے۔ اس کے بعد ban اٹھایا گیا، ملازمتوں کو advertise کیا گیا اور پنجاب میں ٹوٹل جو ملازمتیں advertise ہوئی ہیں اُن میں 2900 کے قریب ملازمتیں ایسی ہیں جو معذور افراد کے کوٹا کی ہیں جبکہ نابینا افراد جن کا ہم ذکر کر رہے ہیں اِن کی تعداد rough calculation کے مطابق پورے پنجاب میں 900 کے قریب ہے۔ اب ان لوگوں نے apply کیا اور apply کرنے کے بعد وہ process ابھی چل رہا تھا کہ جون آ گیا۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جون میں تمام فنڈز وغیرہ lapse کر جاتے ہیں جس کی وجہ سے جو process مئی میں complete ہونا تھا وہ مئی میں نہیں ہو

سکااور جولائی میں چلا گیا جبکہ ایک دو محکموں نے مکمل کیا۔ ان کے نمائندگان کو آج ملک ندیم کامران صاحب اور خلیل طاہر سندھو صاحب لے کر آئے تھے تو میں نے خود اُن کے ساتھ بیٹھ کر بات کی ہے۔ وہ نمائندگان یہ کہہ رہے ہیں کہ مثال کے طور پر اگر 30 سیٹیں ہیں تو اُن میں سے 10 نابینا افراد کو دے دیں اور باقی وہ معذور جن کو کم سنائی دیتا ہے وہ بھی معذور ہے اور کسی کو تھوڑی سی physical disability ہے وہ بھی معذور ہے تو اُن کو دے دیں۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ترجیحی سلوک ہونا چاہئے کیونکہ ہماری معذوری زیادہ severe ہے۔ میں نے اُن کے ساتھ بیٹھ کر اُن کی یہ بات تسلیم کی ہے کہ ہم اس سلسلے میں تمام محکموں کو directions دیں گے کہ آپ کو اوّلین ترجیح دیتے ہوئے adjust کیا جائے اور آپ کی جو 900 کے round about تعداد ہے آپ کو پہلے ملازمتیں دی جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی معذوری کے حساب سے جتنا آدمی کمزور ہوتا ہے اتنا ہی اس کا confidence level کم ہوتا ہے۔ اب وہ یہ بات کر رہے تھے کہ آپ ہمیں یہاں پر تو یہ بات کر رہے ہیں لیکن جب وہاں پر ہم سے انٹرویو لیتے ہیں تو پھر وہ ہمیں adjust نہیں کرتے اور اب بھی ہمارے ساتھ وہ ایسا نہیں کریں گے۔ ہم نے سیکرٹری سوشل ویلفیئر کو ابھی بھی کمیٹی روم (اے) میں ان کے ساتھ بٹھایا ہے کہ آپ ان کے ساتھ ایک ایسا طریق کار طے کریں کہ ان کو confidence ہو اور ان کی حق تلفی ہونی بھی نہیں چاہئے لیکن آپ ان کے ساتھ ساتھ ان کے مسئلے کو resolve بھی کریں۔ باقی انہوں نے جو کہا کہ جو daily wages پر تھے اور ان میں سے کچھ لوگوں کو تنخواہ نہیں ملی۔ وہ ہو سکتا ہے کہ جون کے مہینے میں جب فنڈز lapse کر جائیں تو daily wages کو تنخواہ ملنے کے معاملات میں disruption آتی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ ہم یہ معلوم کر لیتے ہیں اور آپ بھی ہمیں بتا دیں کہ جہاں جہاں پر تنخواہ نہیں ملی انہیں تنخواہ دی جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے کہا کہ کچھ لوگوں کو فارغ کر دیا گیا ہے اور جب کچھ لوگوں کا ان سے data مانگا تو ان کے پاس ان کا data نہیں تھا لیکن یہ بھی ان سے وعدہ کیا کہ وہ جتنے لوگ ہیں آپ ان کا data ہمیں دے دیں اور ہم خود پتا کروا کے، اگر کسی کو نکالا ہے تو اس کو واپس کرتے ہیں اور جب تک ان 2900 سیٹوں کے against ریگولر ملازمتوں پر آپ کو absorb نہیں کیا جاتا تو اس وقت تک آپ کو daily wages سے فارغ نہیں کیا جائے گا تاکہ جو پیسے آپ کو مل رہے ہیں وہ آپ کو ملتے رہیں اور آپ اپنا گزارا کرتے رہیں۔ اب معاملہ یہ ہے کہ ہم لوگ ان کو سمجھاتے ہیں، ان کو اعتماد دیتے ہیں اور پیار سے ان کے ساتھ بات کرتے ہیں کہ آپ یقین کریں کہ ایسا ہو گا لیکن کچھ لوگ ادھر ادھر سے کہتے ہیں

کہ نہ، نہ یہ بات نہ مانو۔آپ اس سڑک پر بیٹھے ہیں تو اس سڑک پر ٹریفک کم رکتی ہے آپ جا کر مال روڈ کے اوپر لیٹ جائیں، آپ جا کر میٹرو بس کے روٹ کے اوپر لیٹ جائیں۔اب یہ لوگ جو یہ حرکتیں کر رہے ہیں اور میں ان لوگوں کا by name ذکر نہیں کرنا چاہتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک ایسا محروم طبقہ جو اپنے حقوق کے لئے پریشان ہے اور حکومت ہر قیمت پر ان کے معاملات کو حل کرنا چاہتی ہے، ایسے لوگوں کی شرارتیں انہیں دنیا میں نہ آخرت میں ان کے لئے کوئی بھلائی کا سبب بنیں گی۔آپ آگے ہوں اور آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں، ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، discussion کریں اور ابھی کمیٹی روم (اے) میں وہ بیٹھے ہیں تو آپ بھی ساتھ بیٹھیں اور جہاں کہیں آپ سمجھتے ہیں کہ ہم سے کوئی کوتاہی ہو رہی ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی یہ direction ہے کہ جو بھی ہو آپ ان افراد کو جو معذور ہیں، جو special person ہیں، جو ہماری ہمدردی کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، ہم نے ہر قیمت پر ان کو adjust کرنا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کی اس بارے میں بالکل واضح پالیسی ہے، میں نے ان نابینا افراد سے وہاں بھی یہ request کی ہے اور اب اس floor of the House پر بھی میں یہ request کروں گا کہ وہ ادھر ادھر کی باتوں میں نہ آئیں۔ ہم بالکل نیک نیتی سے ان کے مسائل کو حل کرنا چاہتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسئلہ بھی ہر قیمت پر حل ہو گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے چودھری شمشاد احمد خان اور ان کے صاحبزادے کی ناگہانی وفات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے چودھری شمشاد احمد خان اور ان کے صاحبزادے کی ناگہانی وفات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی پنجاب اسمبلی بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے چودھری شمشاد احمد خان اور ان کے صاحبزادے کی ناگہانی وفات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

سابق وزیر، معزز ممبر چودھری شمشاد احمد خان (مرحوم) اور ان کے بیٹے کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان چودھری شمشاد احمد خان (مرحوم) ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔100 سابق وزیر برائے ٹرانسپورٹ و ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور ان کے صاحبزادے کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم چار مرتبہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب منتخب ہوئے، مرحوم کی وفات سے یہ ایوان ایک نہایت شریف النفس انسان اور ایک منجھے ہوئے سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے۔ مرحوم بذریعہ سیاست ایک عرصہ سے عوامی خدمت میں مصروف عمل تھے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت

الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"(آمین)

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان چودھری شمشاد احمد خان (مرحوم) ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔100 سابق وزیر برائے ٹرانسپورٹ وایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور ان کے صاحبزادے کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم چار مرتبہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب منتخب ہوئے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان ایک نہایت شریف النفس انسان اور ایک منجھے ہوئے سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے۔ مرحوم بذریعہ سیاست ایک عرصہ سے عوامی خدمت میں مصروف عمل تھے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"(آمین)

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان چودھری شمشاد احمد خان (مرحوم) ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔100 سابق وزیر برائے ٹرانسپورٹ وایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور ان کے صاحبزادے کی ناگہانی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لواحقین سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم چار مرتبہ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب منتخب ہوئے۔ مرحوم کی وفات سے یہ ایوان ایک نہایت شریف النفس انسان اور ایک منجھے ہوئے سیاستدان سے محروم ہو گیا ہے۔ مرحوم بذریعہ سیاست ایک عرصہ سے عوامی خدمت میں مصروف عمل تھے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"(آمین)

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون راناثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر مراد راس، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب محمد سبطین خان، الحاج محمد الیاس چنیوٹی اور قاضی احمد سعید ایم پی ایز میانمار کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میانمار (برما) کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میانمار (برما) کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! جس ممبر کی طرف سے پہلے قرارداد آتی ہے اس کا استحقاق ہونا چاہئے کہ وہ اسے ایوان میں پیش کرے۔ اگر میں نے یا اپوزیشن کے کسی ممبر نے یہ قرارداد پہلے جمع کروائی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون کو اخلاقی طور پر چاہئے تھا کہ وہ offer کریں کہ جو محرک ہیں جنہوں نے سب سے پہلے یہ قرارداد جمع کروائی ہے، وہ ساتھ آئیں اور joint کر لیں لیکن یہ impression دینا کہ یہ حکومت کی طرف سے ہی آئی ہے اور سب کی طرف سے متفقہ اور مشترکہ ہے، یہ کوئی مناسب انداز نہیں ہے۔ یہ قرارداد سب سے پہلے اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی، ہم نے جمع کروائی تھی اور اگر حکومتی ممبران یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑی ضروری ہے یہ تو ہمیں پیش کرنی چاہئے تھی اور یہ joint ہونی چاہئے تھی۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ joint ہی ہے ناں اور joint ہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جس طرح سے یہ معاملہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں discuss ہوا تھا۔ یہ قرارداد بالکل اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے متفقہ ہے، دونوں طرف سے ہے اور نہ صرف یہ قرارداد بلکہ ایک اور قرارداد کے متعلق وہاں پر بات ہوئی تھی کہ وزیراعظم ہندوستان نریندر مودی نے بنگلہ دیش میں جو بات کی ہے جو کہ انتہائی قابل مذمت ہے تو اس کے متعلق بھی ایک قرارداد متفقہ طور پر یعنی اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کی طرف سے پیش کرنے کی بات ہوئی تھی۔ وہاں پر ایک طرف کا یہ نکتہ نظر تھا کہ یہ قرارداد جو ہے کیونکہ جو ظلم وہاں میانمار (برما) میں مسلمانوں پر ہو رہا ہے، یہ بیان بڑی سے بڑی مذمت کا متقاضی ہے اس لئے اس قرارداد کو آج پہلے پیش کیا جائے اور دوسری قرارداد بعد میں آج یا کل پیش کر دی جائے تاکہ دونوں کی اہمیت ایک دوسرے سے کم نہ ہو تو میری understanding وہاں پر یہ تھی کہ شاید جو قرارداد انڈیا کے حوالے سے میں نے پڑھی بھی تھی جو یقیناً میاں محمود الرشید صاحب نے تحریر کی ہے اور میں نے اُسے دیکھا ہے اُس میں کوئی objectionable چیز نہیں تھی بلکہ میں نے سیکرٹری صاحب سے کہا تھا کہ میاں صاحب نے بڑا درست لکھا ہے تو اس میں دو تین چیزوں کا میں نے ان کو کہا ہے اس میں add کر لیں تو میرا یہ خیال تھا کہ شاید اپوزیشن لیڈر اُس قرارداد کو پیش کرنے میں زیادہ دلچسپی رکھتے ہوں گے لیکن یہ قرارداد متفقہ طور پر ہے اور حکومتی اور اپوزیشن بنچوں کی طرف سے ہے اس لئے میں request کروں گا قائد حزب اختلاف یہ قرارداد پیش کریں۔

جناب سپیکر: دونوں صاحبان کی مہربانی۔ جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے میانمار (برما) کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"
>
> (تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، میاں محمود الرشید صاحب!آپ یہ قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

میانمار(برما) کے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی شدید مذمت اور اس انسانی مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر اٹھانے کا مطالبہ

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان میانمار کے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے ظلم اور بربریت کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور بنگلہ دیش کی سرحد کے قریب میانمار کے مغربی علاقوں میں بسنے والے لاکھوں مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی گئی ہے ان کا قتل عام کر کے اجتماعی قبروں میں دفنایا جارہا ہے۔ خواتین اور معصوم بچوں کو بھی انتہائی اذیت ناک ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے اس کے باوجود اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، Amnesty international سمیت عالمی ادارے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے اس انسانیت سوز سلوک پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس انسانی مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر فوری طور پر اُٹھانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان میانمار کے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے ظلم اور بربریت کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور بنگلہ دیش کی سرحد کے قریب میانمار کے مغربی علاقوں میں بسنے والے لاکھوں مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی گئی ہے ان کا قتل عام کر کے اجتماعی قبروں میں دفنایا جارہا ہے۔ خواتین اور معصوم بچوں کو بھی انتہائی اذیت ناک ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے اس کے باوجود اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، Amnesty international سمیت عالمی ادارے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے اس انسانیت سوز سلوک پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس انسانی مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر فوری طور پر اُٹھانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان میانمار کے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے ظلم اور بربریت کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور بنگلہ دیش کی سرحد کے قریب میانمار کے مغربی علاقوں میں بسنے والے لاکھوں مسلمانوں پر زندگی تنگ کر دی گئی ہے ان کا قتل عام کر کے اجتماعی قبروں میں دفنایا جارہا ہے خواتین اور معصوم بچوں کو بھی انتہائی اذیت ناک ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔اس کے باوجود اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، Amnesty international سمیت عالمی ادارے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے اس انسانیت سوز سلوک پر خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس انسانی مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر فوری طور پر اُٹھانے کے لئے ضروری اقدامات کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس قرارداد کا کیا کرنا ہے؟

جناب سپیکر: کون سی قرارداد؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر: جو انڈیا کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: اس قرارداد کو کل کر لیتے ہیں یا آج ہی کرنی ہے؟ legislation کے بعد کر لیتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

آرڈیننس

(جو پیش ہوا)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔اب laying of ordinance اور consideration of Bill ہے۔

The Punjab Institute of Quran and Seerat Studies (Amendment) Ordinance 2015. Minister for Law!

آرڈیننس (ترمیم) تعلیم القرآن وسیرت انسٹیٹیوٹ پنجاب2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I lay the Punjab Institute of Quran and Seerat Studies (Amendment) Ordinance 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Institute of Quran and Seerat Studies (Amendment) Ordinance 2015 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rules 91/6 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Religious Affairs and Auqaf with the direction to submit its report within two months.

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: First reading starts. Now, Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Law!

مسودہ قانون جھنگ یونیورسٹی2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the University of Jhang Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Jhang Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan

Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar.

Who is to move it? May be taken as withdrawn.

Now, second amendment is from: Mian Mehmood-ur- Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Sardar Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth. Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar.

Any mover may move it. May be taken as withdrawn.

Now, the motion moved and the question is:

"That the University of Jhang Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(At this time, Mr Deputy Speaker assumed the Chair.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the University of Jhang Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Jhang Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Jhang Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the University of Sahiwal Bill, 2015. First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون ساہیوال یونیورسٹی2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Sahiwal Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

There are two amendments in this motion. The first amendment is from: Ch Moonis Elahi, Sardar Vickas Hasan Mokal, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Baasima Chaudhary and Mrs Khadija Umar. Any mover may move it.

Since no one wants to move it, the same is taken as withdrawn.

The second amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Mrs Raheela Anwar, Mrs Naheed Naeem, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mr Khurram Shahzad, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Ms Shunila Ruth, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Mian Khurram Jahangir Wattoo, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik and Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

MS SHUNILA RUTH: Mr Speaker! I move:

> "That the University of Sahiwal Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the

following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA"

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:-

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA"

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I oppose.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،انہوں نےopposeکیا ہے۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ایک اچھااقدام ہےاور ہم اس کی مخالفت اس طرح سے نہیں کررہے کہ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن میں سمجھتی ہوں کہ Education is the key to development.اوراس کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس پر اچھے طریقے سے تمامstakeholder, educationalist, researcherاورexpertsکوon boardلینا چاہئے اسی لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس کوSelect Committeeکے پاس جانا چاہئے تاکہ اس میں جتنے زیادہ مشورے ہوں گے اور جتنے زیادہ لوگ اس پر اپناpoint of viewدیں گے تو اس سے زیادہ بہتر بل ہو سکے گا۔ میں نے اسBillکو تھوڑا سا پڑھا ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس میں بہت سےflawsہیں، مجھے اس میں ageپر اعتراض ہے کیونکہ اسBillکے تحت وائس چانسلر 65کیageتکapplyکر سکتا ہے۔یعنی جب وہapplyکرے گا تو اس کی عمر65سال تک ہونی چاہئے جبکہ میرا خیال ہے،اگر میں غلط ہوں تو مجھے درست کر دیجئے گا گورنمنٹ کی60 retirement age 62 orہے تو وہ65سال کی عمر میںapplyکرے گااور پھر اس کے بعد اس کو چار سال کے لئے وائس چانسلر رکھا جائے گا یعنی وہ69سال کی عمر میں ریٹائرڈ ہو گا لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ اس چیز کو دیکھنے کی ضرورت ہے اس لئے ضروری ہے کہ اسBillکوSelect Committeeکے پاس بھیجا جائے تاکہ اس طرح کی چیزوں کو دیکھا جائے۔ میں نے اس میں دوسری چیز یہ دیکھی ہے کہ پرو چانسلر منسٹر ہو گا یعنی وزیر تعلیم ہو گا اور وہ حکومتی بندہ ہو گا۔ اس کےunderایک وائس چانسلر ہو گا۔ آپ نے اس میں Search Committeeکا ذکر کیا توSearch Committeeکے پاس کوئیpowerنہیں ہے absolutely it is powerlessاورall the powers lie with governmentاور گورنمنٹ کی اپنی صوابدید ہے۔ ہم نے پچھلے سیشن کےQuestion Hourمیں دیکھا کہ گورنمنٹ جس کو چاہئے irrespectiveکہ وہ میرٹ پر اترتا ہے یا نہیں اترتا اس کو وہاں پر تعینات کر دیں گے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے معیار بھیeffectہو گا اور اس میں اچھے طریقے سے کام بھی نہیں ہو سکے گا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس بل کوSelect Committeeکے حوالے کریں تاکہ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتوں کو دیکھا جائے،ان کوcorrectکیا جائےاور ایک اچھا مثبت بل لے کر آیا جائے۔

جناب سپیکر!میں نے اس Bill میں ایک چیز یہ دیکھی کہ اس کو بہت زیادہ politicized کیا گیا ہے اس میں گورنمنٹ بہت زیادہ involve ہو رہی ہے تو یہ بھی politicize ہو جائے گا اور باقی دوسرے اداروں کی طرح اس میں میرٹ پر لوگ نہیں آ سکیں گے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پروچانسلر کو میرٹ پر آنا چاہئے اور ایک منسٹر کو اس کا ہیڈ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کو میرٹ پر لے کر آئیں اور جو بندہ qualify کرتا ہے اس کو لے کر آئیں تو اس سے یہ بھی ایک فائدہ ہو گا کہ یہ politicize نہیں ہو گا۔یہ واقعی ایجوکیشن کی بہتری اور ترقی اور عوام کی بہتری کے لئے اس کو استعمال کیا جائے گا۔اس کے علاوہ اس میں Search Committee کو اور powers دینی چاہئے۔یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ سرچ کمیٹی تین آدمیوں کے نام لے کر آئے گی اور Search Committee کے پاس اتنی power نہیں ہے کہ تین آدمیوں سے select کر لے۔یہ پھر گورنمنٹ کے پاس جائے گا اور میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنی صوابدید کے مطابق ان تینوں آدمیوں میں سے ایک شخص کو select کریں گے۔میرا خیال ہے کہ اس میں میرٹ کا بہت کم عمل دخل ہے۔and I think here we need to look into this once again. اس میں دوسری چیز syndicate ہے یعنی پروچانسلر کو syndicate کا بھی chairperson لگا دیا ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ again۔یہاں بھی گورنمنٹ interference کرتی ہوئی نظر آ رہی ہے اس لئے میں یہ پرزور سفارش کرتی ہوں کہ اس بل کو ایک بار پھر Select Committee کے سپرد کیا جائے تاکہ اس میں مزید اس طرح کی جو چھوٹی چھوٹی خامیاں ہیں ان کو درست کیا جائے تاکہ ایک اچھا مثبت مضبوط بل آئے جو politicize نہ ہو سکے جس میں میرٹ کا دھیان رکھا جائے۔Age کے حوالے سے،It is very blatant for me. یعنی گورنمنٹ کی retirement age تو 60 یا 62 سال ہے تو یہاں پر آپ 65 کیسے کر رہے ہیں؟ہم دیکھتے ہیں کہ اس میں آپ نوجوانوں کو بھی موقع نہیں دے رہے۔so I strongly recommend کہ اس کو آپ Select Committee کے پاس بھیج دیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!آپ نے بات کرنی ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ۔جناب سپیکر!میری بہن نے بہت اہم نکات کی یہاں پر ذکر کیا۔اس وقت ہمارے پاس یونیورسٹیوں کے Bill ہی Bill آ رہے ہیں اور ہم ان کو پاس بھی کر رہے ہیں۔اب دیکھنا یہ ہے اس کا مقصد تعلیم کا فروغ ہے یا کوئی سیاسی mileage حاصل کرنا ہے یا تعلیم کو business بنانا ہے۔ہم یونیورسٹیاں تو بنا رہے ہیں،ہمارے پاس اس level کے اساتذہ موجود ہیں

کہ ہم صحیح معنوں میں تعلیم میں بہتری کی گنجائش پیدا کریں۔ ہم یونیورسٹیاں بہت بنا رہے ہیں ان کا infrastructure بھی کھڑا کر لیتے ہیں لیکن بات وہی ہے جیسے میری بہن نے ذکر کیا کہ اس میں سیاسی مقاصد زیادہ نظر آتے ہیں، اس کے علاوہ اس میں سیاسی interference بہت زیادہ ہے، گورنمنٹ کی involvement بہت زیادہ ہے۔ بہت اچھی بات ہے گورنمنٹ یونیورسٹیاں بنا رہی ہے اس میں اس کا نام بھی ہونا چاہئے لیکن آج تک ہماری تعلیم کا سلیبس improve نہیں کر سکا۔ جب بھی آپ ہائر ایجوکیشن کی طرف جاتے ہیں پہلے آپ کو اپنی basic تعلیم یعنی پرائمری ایجوکیشن کو بھی دیکھنا چاہئے، پرائمری ایجوکیشن کے سلسلے میں ابھی ہم بہت پیچھے ہیں، ابھی تو ہم ان کی missing facilities پوری نہیں کر پا رہے۔ جب تک آپ کا پرائمری یونٹ آپ کا drop out control نہیں ہو گا تو شاید یہ یونیورسٹیاں آپ کو اتنا benefit نہ دے سکیں۔ ایک چیز جو میں یونیورسٹیوں میں missing دیکھ رہی ہوں اور بحیثیت ملک و قوم ہم اس میں بہت پیچھے ہیں کیونکہ ہمارے پاس ریسرچ سنٹرز نہیں ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ہمارے پاس اس وقت سائنس دان بن کر نہیں آ رہے ہم Jack of all trades تو ہیں مگر master of None ہیں۔ ہم سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تھوڑا تھوڑا علم سب کے بارے میں حاصل کر لیتے ہیں لیکن کسی بھی ایک سبجیکٹ میں، کسی بھی ایک چیز میں آپ masters پیدا نہیں کر رہے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارا اس وقت جو ایجوکیشن سسٹم ہے اس میں improvement لانا ہے۔ اگر یونیورسٹیوں کے بنانے سے ہی improvement یا تعلیم کو فروغ ملتا ہے تو پھر بل کو پاس کریں لیکن اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کیونکہ اس پر لاکھوں، اربوں روپے لگا کر اگر آپ وہ نتائج حاصل نہیں کر سکتے تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ آپ کی ایک cream اعلیٰ تعلیم حاصل کرتی ہے لیکن ملک سے باہر جا کر settle ہو جاتی ہے اور پھر اس کے بعد واپس نہیں آتی اور جو اس ملک میں رہ جاتی ہے ان کو اس ملک میں ملٹی نیشنل کمپنیاں hire کر لیتی ہیں اور ان کا فائدہ وہ اٹھا لیتی ہیں۔ وہ لوگ جو آپ کی یونیورسٹیوں میں پہنچ ہی نہیں پاتے وہ آپ کے ملک کو کچھ نہیں دے پاتے، آپ کو اپنی تعلیم کا معیار بہتر کرنا ہو گا اور ان یونیورسٹیوں سے وہ کھیپ نکالنی ہے جو اس ملک کو فائدہ دے سکے۔ یہاں پر ریسرچ سنٹرز بنانے کی ضرورت ہے، depoliticize کرنے کی ضرورت ہے اور تعلیم کا مقصد برائے تعلیم ہونا چاہئے نہ کہ کاروبار۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر! میری معزز بہنوں نے جو بات کی ہے انہوں نے جن دفعات کے بارے میں بات کی ہے جیسے Search Committee کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں انہوں نے ان sections میں amendment move کی ہوں گی، جب اس کے اوپر بات ہو گی تو یہ اپنا argument پیش کریں اور اگر ایوان اس کو carry کرے گا تو اس کے مطابق insertion ہو جائے گی۔ان ترامیم میں تو انہوں نے صرف یہ چاہا ہے کہ یہ جو دس معزز ایم پی ایز صاحبان ہیں ان کی ایک کمیٹی بنا کر دوبارہ سے بل ان کے پاس بھیج دیا جائے جبکہ ایک سٹینڈنگ کمیٹی جس میں اسی ایوان کے معزز ممبران موجود تھے،انہوں نے اس پر اپنے اجلاس منعقد کئے اور پورے غور و خوض کے بعد انہوں نے اس Bill کو recommend کیا ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ایک اور کمیٹی کی اس میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 30th June 2015:

1. Mian Muhammad Aslam Iqbal, MPA
2. Sardar Vickas Hasan Mokal, MPA
3. Ch Aamar Sultan Cheema, MPA
4. Dr Salah-ud-Din Khan, MPA
5. Mr Ahmad Shah Khagga, MPA
6. Mrs Khadija Umar, MPA
7. Dr Nausheen Hamid, MPA
8. Mrs Saadia Sohail Rana, MPA
9. Malik Taimoor Masood, MPA
10. Mr Amir Hayat Hiraj, MPA"

(The motion was lost.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

'That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

CLAUSE 31

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 39

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 39 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 39 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 40

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 40 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 40 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 41

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 41 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 41 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 42

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 42 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 42 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 43

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 43 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 43 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 44

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 44 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 44 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr Speaker! I move:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the University of Sahiwal Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: قواعد کی معطلی کی ایک تحریک آئی ہے جس میں وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید، میاں محمد اسلم اقبال اور قاضی احمد سعید ایم پی ایز بھارتی وزیر اعظم کے حالیہ بیان کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115 و دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارتی وزیر اعظم کے حالیہ بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115 و دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارتی وزیر اعظم کے حالیہ بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ115 و دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بھارتی وزیر اعظم کے حالیہ بیان کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے آج صبح ساڑھے دس بجے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جو قرارداد جمع کرائی تھی اس میں جو wording لکھی ہوئی ہے وہ آپ کے پاس موجود ہو گی لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ سیکرٹری اسمبلی لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس قرارداد پر ایک دفعہ نظر مار لیں۔اس میں کوئی ایسی بات نہیں صرف لفظوں کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ اسے پیش کر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہمارے پاس نہیں پہنچی لیکن ابھی سپیکر صاحب نے ایک فیصلہ کیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیوں نہیں پہنچی؟ میں نے ساڑھے دس بجے جمع کرائی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آج آپ میری بات مانیں گے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو پڑھ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری عرض سنیں اگر لاء منسٹر صاحب کو اس میں ایک لفظ پر بھی کوئی اعتراض ہو گا تو میں اسے withdraw کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے پڑھ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بھارتی وزیر اعظم۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو قرارداد ہمارے پاس ہے آپ وہی پڑھ رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے جو قرارداد آپ کے پاس جمع کرائی ہے وہ پڑھ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ ہمارے پاس نہیں، آپ اس کو ہی پڑھ دیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری ایک استدعا ہے کہ آپ یہ لاء منسٹر صاحب کو دکھا لیں۔ اگر ان کو کوئی اعتراض ہو تو میں نہیں پڑھوں گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں محمد اسلم اقبال نے قرارداد کی کاپی سیکرٹری اسمبلی کو دی اور سیکرٹری اسمبلی نے یہ کاپی وزیر قانون و پارلیمانی امور کو دکھائی)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قرارداد

بنگلہ دیش بنانے کے اعتراف کے حوالے سے بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے بیان کو شرمناک اور افسوسناک قرار دینا

میاں محمد اسلم اقبال: بہت شکریہ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی جانب سے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں بھارتی کردار کے اعتراف کو عالمی برادری کے لئے چیلنج قرار دیتے ہوئے سمجھتا ہے کہ کیا اقوام عالم دوسرے ممالک کی خود مختاری اور اقتدار اعلیٰ کے عزت و احترام کے لئے اسے جائز سمجھتی ہے ؟ بھارت اپنے طرز عمل اور اقدامات کے حوالے سے دہشتگردی، تخریب کاری اور سازشوں پر یقین رکھتا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے اپنے ہمسایہ ممالک کو غیر مستحکم کرنے اور انتشار پیدا کرنے کے لئے کسی حد تک بھی جا سکتا ہے لہٰذا بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے اعترافات جہاں ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں وہاں ہماری وفاقی حکومت کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ بھارت کے مکروہ چہرہ اور بھیانک کردار کو عالمی سطح پر بے نقاب کرے اور اس کی تخریب کارانہ سرگرمیوں سے دنیا کو آگاہ کرے اور بتائے کہ پاکستان پر دہشتگردی کا الزام لگانے والی بھارتی قیادت دراصل خود دہشتگردی کو ابھارنے اور پھیلانے میں کردار ادا کر رہی ہے لہٰذا اس کے کردار کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔ یہ ایوان بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے اس طرز عمل کو شرمناک اور افسوسناک قرار دیتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھارت کے جارہانہ طرز عمل کے خلاف قومی لائحہ عمل کے تعین کے لئے فوری طور پر قومی قیادت کو اعتماد میں لے کر ایک مؤثر لائحہ عمل کا اعلان کرے۔" شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کی جانب سے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں بھارتی کردار کے اعتراف کو عالمی برادری

کے لئے چیلنج قرار دیتے ہوئے سمجھتا ہے کہ کیا اقوام عالم دوسرے ممالک کی خود مختاری اور اقتدار اعلیٰ کے عزت و احترام کے لئے اسے جائز سمجھتی ہے ؟ بھارت اپنے طرز عمل اور اقدامات کے حوالے سے دہشتگردی، تخریب کاری اور سازشوں پر یقین رکھتا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے اپنے ہمسایہ ممالک کو غیر مستحکم کرنے اور انتشار پیدا کرنے کے لئے کسی حد تک بھی جا سکتا ہے لہٰذا بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے اعترافات جہاں ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں وہاں ہماری وفاقی حکومت کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ بھارت کے مکروہ چہرہ اور بھیانک کردار کو عالمی سطح پر بے نقاب کرے اور اس کی تخریب کارانہ سرگرمیوں سے دنیا کو آگاہ کرے اور بتائے کہ پاکستان پر دہشتگردی کا الزام لگانے والی بھارتی قیادت در اصل خود دہشتگردی کو ابھارنے اور پھیلانے میں کردار ادا کر رہی ہے لہٰذا اس کے کردار کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔یہ ایوان بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے اس طرز عمل کو شرمناک اور افسوسناک قرار دیتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھارت کے جارہانہ طرز عمل کے خلاف قومی لائحہ عمل کے تعین کے لئے فوری طور پر قومی قیادت کو اعتماد میں لے کر ایک مؤثر لائحہ عمل کا اعلان کرے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کی جانب سے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں بھارتی کردار کے اعتراف کو عالمی برادری کے لئے چیلنج قرار دیتے ہوئے سمجھتا ہے کہ کیا اقوام عالم دوسرے ممالک کی خود مختاری اور اقتدار اعلیٰ کے عزت و احترام کے لئے اسے جائز سمجھتی ہے ؟ بھارت اپنے طرز عمل اور اقدامات کے حوالے سے دہشتگردی، تخریب کاری اور سازشوں پر یقین رکھتا ہے اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے اپنے ہمسایہ ممالک کو غیر مستحکم کرنے اور انتشار پیدا کرنے کے لئے کسی بھی حد تک بھی جا سکتا ہے لہٰذا بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی کے اعترافات جہاں ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں وہاں ہماری وفاقی حکومت کی ذمہ داری بھی ہے کہ وہ

بھارت کے مکروہ چہرہ اور بھیانک کردار کو عالمی سطح پر بے نقاب کرے اور اس کی تخریب کارانہ سرگرمیوں سے دنیا کو آگاہ کرے اور بتائے کہ پاکستان پر دہشتگردی کا الزام لگانے والی بھارتی قیادت دراصل خود دہشتگردی کو ابھارنے اور پھیلانے میں کردار ادا کر رہی ہے لہٰذا اس کے کردار کا نوٹس لیا جانا چاہئے۔ یہ ایوان بھارتی وزیراعظم نریندر مودی کے اس طرز عمل کو شرمناک اور افسوسناک قرار دیتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھارت کے جارہانہ طرز عمل کے خلاف قومی لائحہ عمل کے تعین کے لئے فوری طور پر قومی قیادت کو اعتماد میں لے کر ایک مؤثر لائحہ عمل کا اعلان کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(اذان مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ! آپ نے جھنگ یونیورسٹی کے حوالے سے بات کرنی ہے لیکن نماز مغرب کا ٹائم ہو گیا ہے اس لئے اگر آپ کل تسلی سے بات کر لیں تو میں کل آپ کو ٹائم دے دوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر! میں ابھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا ٹائم مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ جی، محترمہ! آپ بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): جناب سپیکر! میں آپ کی بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میرا شہر جھنگ ایک قدیم شہر ہے اور تاریخی اعتبار سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے لیکن بد قسمتی سے یہ وڈیرہ شاہی اور فرقہ واریت کی وجہ سے پسماندہ سے پسماندہ تر ہوتا چلا گیا۔ جھنگ میں یونیورسٹی کا قیام نوجوان نسل کا ایک خواب تھا جسے اب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پورا کر دیا ہے۔ جھنگ میں یونیورسٹی نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے طلباء وطالبات کو میلوں کا سفر طے کر کے دُور دراز شہروں میں تعلیم کے حصول کے لئے جانا پڑتا تھا۔ بہت سے طلباء وسائل نہ ہونے کی وجہ سے اپنی تعلیم ادھوری چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی مہربانی سے یہ خواب اس وقت حقیقت

میں تبدیل ہو گیا جب 3۔اپریل 2015 کو اس اسمبلی میں یونیورسٹی آف جھنگ کا بل پیش کیا گیا۔اس کے بعد یہ بل مجلس قائمہ برائے تعلیم نے منظور کیا اور آج الحمد للہ بروز بدھ مورخہ 10۔جون 2015 کو پنجاب اسمبلی نے بھی اسے پاس کر دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس یونیورسٹی کے قیام سے جھنگ میں ترقی اور روزگار کے بہت زیادہ مواقع مہیا ہوں گے۔انشاء اللہ تعالیٰ جھنگ میں خوشحالی کا ایک نیا باب کھلے گا۔جھنگ کے لوگوں کو اس جھنگ یونیورسٹی کا تحفہ دینے پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا جھنگ کی عوام اور اپنی طرف سے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔جھنگ کی آنے والی نسلیں اس تحفہ کو ہمیشہ یاد رکھیں گی۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کو بہت مبارک ہو۔ملک ندیم کامران صاحب!آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران):جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں سمجھتا ہوں کہ آج ایک تاریخی دن ہے۔دو ایسے اضلاع کہ جن میں عرصہ دراز سے یونیورسٹی قائم نہیں ہوئی تھی آج ان کے لئے اس مقدس ایوان نے یونیورسٹی کے قیام کے لئے بل منظور کیا ہے۔حکومت پنجاب کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور ہم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔میں خصوصی طور پر ساہیوال کے ممبران قومی و صوبائی اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ سب اس مہم میں اکٹھے ہوئے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمیں اس تحفہ سے نوازا ہے۔یہ یونیورسٹی یقیناً اس علاقے کے لئے ایک اچھا شگون ثابت ہو گی۔ضلع ساہیوال ہر آنے والے دن میں ترقی حاصل کر رہا ہے اور یہ یونیورسٹی اس کی مزید ترقی میں ایک کلیدی کردار ادا کرے گی۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ کو بھی بہت زیادہ مبارک ہو۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 11۔جون 2015 صبح 10-00 تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعرات،11۔جون2015
(یوم الخمیس،23۔شعبان المعظم1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد15:شمارہ 2

125

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،11۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹسز

سرکاری کارروائی

(مورخہ 15-06-10 کی فہرست کارروائی سے باقی ماندہ کارروائی،اگر کوئی ہو)

مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر31بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب2015کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد انضباط کار،صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ95(3) کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے سماجی بہبود وبیت المال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون تشدد کے خلاف تحفظ خواتین پنجاب2015منظور کیا جائے۔

126

2۔ **مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015**(مسودہ قانون نمبر29بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ234کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ95(3)کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015 منظور کیا جائے۔

3۔ **مسودہ قانون (دوسری ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں2015**(مسودہ قانون نمبر28بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2015کو فوری طور پر زیر غور لانے کی غرض سے قواعد انضباط کار، صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ234کے تحت متذکرہ قواعد کے قاعدہ95(3)کی مقتضیات کو معطل کیا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے آبکاری و محصولات نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015منظور کیا جائے۔

127

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

جمعرات،11۔جون2015

(یوم الخمیس،23۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر12 بج کر10 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد خالد عثمان علوی الازہری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ
الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ
رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

سورۃ النِّسَاء آیات 69 تا 70

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے بڑا فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے(69) یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ جاننے والا کافی ہے(70)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یا مصطفیٰ خیر الوریٰ تیرے جیہا کوئی نئیں
کیہنوں کہواں تیرے جیہا تیرے جیہا کوئی نئیں
گود وچ لے کے سرکار نوں سوہنے مٹھن منٹھار نوں
آکھے حلیمہ سعدیہ تیرے جیہا کوئی نئیں
اقصیٰ دے وچ آقا میرے پڑھ کے نماز پچھے تیرے
نبیاں نے وی ایہو کیہا تیرے جیہا کوئی نئیں

سوالات

(محکمہ ہائرایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائرایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوراُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کل ایک سوال pending کیا گیا تھا اور آج اس کا جواب آنا تھا تو مہربانی کر کے وہ جواب لے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!کون سا سوال تھا اور وہ کس محکمہ سے متعلق ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!یہ سوال نمبر2146، محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے متعلق تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو آنے دیں پھر اُن سے جواب لیتے ہیں۔میرے خیال میں ابھی وہ تشریف نہیں لائے اور اگر انہوں نے commitment کی ہے تو ان سے اس سوال کا جواب لیتے ہیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔میں ایک بڑی اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!میں وزیر اعظم پاکستان، میاں محمد نواز شریف صاحب کو خواتین کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔پاکستان مسلم لیگ(ن) کو گلگت بلتستان کے انتخابات میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔

جناب سپیکر!میں دوسری گزارش یہ کروں گی کہ اسی خوشی کے موقع پر ایم پی ایز کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں جس کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اس پر غور ہو رہا ہے۔ بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ پہلا سوال جناب **محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ) کا ہے۔ ملک صاحب! سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 3275 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

کالج لائبریرین کا سروس سٹرکچر و دیگر تفصیلات

*3275: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ ہائر ایجوکیشن حکومت پنجاب کی طرف سے کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر کے جاری کردہ نوٹیفکیشن میں کالج لائبریرین کی ٹیچنگ پوسٹ کو نان ٹیچنگ پوسٹ کیوں قرار دیا گیا ہے حالانکہ کالج لائبریرین کی پوسٹ کو حکومت پنجاب محکمہ فنانس 1972 اور پھر 1977 کے pay revision rules اور بعد ازاں 1979 میں کالج لائبریرین کو ٹیچنگ الاؤنس دینے کے نوٹیفکیشن جاری کر چکے ہیں؟

(ب) حالیہ سروس سٹرکچر میں صرف اور صرف 415 منظور شدہ اسامیاں دکھائی گئی ہیں جبکہ اس وقت پنجاب میں مرد و خواتین کالجز کی تعداد 536 ہو چکی ہے اور حکومت پنجاب کی طرف سے مقرر کردہ criterion کے مطابق ہر کالج میں کالج لائبریرین کی پوسٹ بے حد ضروری ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج لائبریرین کے سروس رولز میں ردوبدل کے سلسلہ میں محکمہ ہائر ایجوکیشن نے تاحال case ریگولیشن ونگ میں نہیں بھیجا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج لائبریرین کی اسامیاں 1997 سے تاحال خالی پڑی ہیں، جس کی وجہ سے کالجز میں معیار تعلیم انتہائی متاثر ہو رہا ہے لہذا سروس رولز میں تبدیلی کر کے کالج لائبریرین کی بھرتی بذریعہ PPSC سے فوری کروائی جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) عرصہ دراز پہلے کالجز میں کالج لائبریرینز کو ٹیچنگ سٹاف کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ٹیچنگ سرگرمیوں میں شامل کیا جاتا تھا، جس کی وجہ سے لائبریریز کی دیکھ بھال اور ریکارڈ مینجمنٹ بری طرح متاثر ہوئی۔

- عصر حاضر میں لائبریری سائنس ایک ترقی یافتہ شعبہ ہے جس میں اب پی ایچ ڈی تک تعلیم حاصل کی جارہی ہے۔مزید برآں مستقبل قریب میں موجودہ لائبریریز کو ڈیجیٹل لائبریری میں تبدیل کرنے کا پائلٹ پراجیکٹ شروع ہونے والا ہے جس سے لائبریری سائنس کی مزید اہمیت بڑھ جائے گی اور محکمہ کو تجربہ کار اور جدید تقاضوں کے مطابق کام کرنے کے لئے لائبریری سائنس میں ماہر افراد کی ضرورت ہو گی، اب وہ وقت نہیں رہا جب ایک ہی فرد تمام کام کو سرانجام دیتا تھا۔لائبریری سائنس کی موجودہ دور کی جدت اور ضروریات کی وجہ سے اس کو ایک الگ شعبہ (کیڈر) میں تبدیل کرنا اشد ضروری تھا۔
- مزید برآں کالج لائبریرینز کا اپنا مطالبہ بھی علیٰحدہ سروس سٹرکچر کا تھا، جس کو ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر SO(C-VI)9-6/2011 مورخہ 23-09-2013 منظور کرتے ہوئے لائبریرینز کا مندرجہ ذیل Tier-4 سروس سٹرکچر بنا دیا ہے۔

1. Librarian (BS-17)
2. Senior Librarian (BS-18)
3. Deputy Chief Librarian (BS-19)
4. Chief Librarian (BS-20)

لہذا لائبریرینز کا الگ سے کیڈر بننے اور دور حاضر کے تقاضوں کی وجہ سے ان کو نان ٹیچنگ پوسٹ قرار دیا گیا ہے جس سے یہ شعبہ بڑی سرعت سے ترقی کی منازل طے کرے گا۔ کاپی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

- مزید برآں محکمہ خزانہ (فنانس) نے اس ضمن میں کوئی ایسا نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا ہے جس میں لائبریرینز کو ٹیچنگ الاؤنس دینے کی بات کی گئی ہو۔

(ب) نوٹیفکیشن نمبر SO(C-VI)9-6/2011 مورخہ 23-09-2013 میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 415 ہی تھی جس میں ہر کالج کی تعلیمی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے لائبریرینز کی سیٹ کو تقسیم کیا گیا ہے اور یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ نوٹیفکیشن 2013 میں کیا گیا تھا اور مزید نئے کالجز بننے کی وجہ سے نوٹیفکیشن میں موجود اسامیوں کی تعداد کم معلوم ہو رہی ہے۔اس سلسلے میں مزید وضاحت کرنا بھی مطلوب ہے کہ SNE کی پوسٹ محکمہ خزانہ کی طرف سے ابتدائی تین سالوں میں عارضی طور پر create کی

جاتی ہے۔ نئی پوسٹ کیڈر کا حصہ تبھی بنتی ہے جب وہ مستقل طور پر محکمہ خزانہ کی طرف سے create کی جاتی ہے۔اب نئے کالجز کے قیام کے ساتھ ہی لائبریرین کی پوسٹ SNE میں شامل کی جاتی ہے۔ اس طرح کوئی بھی کالج لائبریرینز کی سیٹ کے بغیر نہیں بنتا۔ کاپی (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے لائبریرین کے سروس رولز میں ردبدل کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے۔ محکمہ کی گوناگوں مصروفیات ہونے کے باوجود لائبریرین کے سروس سٹرکچر پر کام کیا جاتا رہا اور لائبریرینز کی فلاح و بہبود کے لئے محکمہ ہائر ایجوکیشن نے لائبریرین کا دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے بذریعہ نوٹیفکیشن نمبرSOR-III (S&GAD)1-20/96(P) مورخہ 29۔اکتوبر2014 سروس رولز میں ردوبدل کر دیا ہے جس سے تاریخ میں پہلی بار لائبریرینز کو4-tier سروس سٹرکچر دینے کی وجہ سے اب ان کی بی پی ایس۔20 تک ترقی کے درخشاں امکانات ہیں۔ کاپی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سروس رولز میں تبدیلی کا پراسیس ایک لمبے عرصے سے چل رہا تھا جس کی وجہ سے خالی اسامیوں پر تقرری نہ ہو سکی، تاہم بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر-1(S&GAD)SOR-III (P)96/20 مورخہ 29۔اکتوبر2014 سروس رولز میں ردوبدل کر دیا ہے اور عنقریب پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لائبریرینز کی تقرری عمل میں لائی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ "مستقبل قریب میں موجودہ لائبریریوں کو ڈیجیٹل لائبریریوں میں تبدیل کرنے کا پائلٹ پراجیکٹ شروع ہونے والا ہے۔" مجھے بتایا جائے کہ اب تک کتنی ڈیجیٹل لائبریریاں establish ہو گئی ہیں اور باقی کالجوں میں کب تک ڈیجیٹل لائبریریاں establish ہو جائیں گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! کالجوں کی لائبریریوں کو ڈیجیٹل لائبریریوں میں convert کرنے کا منصوبہ ہے اور یہ آہستہ آہستہ phase by phase مکمل ہو گا۔اس بجٹ میں انشاءاللہ تعالیٰ اس کے لئے رقم بھی allocate

کی جا رہی ہے۔ہر کالج میں لائبریری موجود ہے جس کے لئے لائبریرین کا علیحدہ سےService Structureبنایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کیا آپ نے ابھی تک کوئی ڈیجیٹل لائبریریestablish کی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ابھی تک نہیں کی لیکن مستقبل قریب میں انشاء اللہ کرنے کا پروگرام ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ سوال دوسری دفعہ آ رہا ہے، یہ سوال پہلے بھی آیا تھا اورpending ہو گیا تھا۔اصل میں یہfour-tier structure کا معاملہ ہے جس کے لئے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے23۔ستمبر2013میں notification جاری ہوا اور اس کے سروس رولز31۔اکتوبر2014کو بنے تھے لیکن دو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود ان پر کوئی عملدرآمد نہیں ہو سکا۔میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب تک اسfour-tier structure پر عملدرآمد ہو جائے گا؟اسی سے متعلق اگلا سوال یہ ہے کہfour-tier structure کے مطابق 415۔اسامیاں ہیں۔جواب کی تفصیل کے ساتھ 30۔ستمبر2013کا نوٹیفکیشن لگایا گیا ہے جو کہ بالکل پڑھا نہیں جا رہا۔آپ اس نوٹیفکیشن کا دوسرا اور تیسرا صفحہ ملاحظہ فرمالیں۔اسے کون پڑھے گا؟جب ہمیں پڑھا جانے والا اور نوٹیفکیشنvisible ہی نہیں دیا گیا تو پھر یہ اس پر عملدرآمد کیسے کریں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بتایا ہے کہLibrarians کی خواہش کے مطابق 31۔اکتوبر2014کو ان کے سروس رولز تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔یہ جواب میں لکھا ہوا ہے آپ اسے پڑھ لیں۔البتہ جواب کے ساتھ جوprinted تفصیل لف ہے وہ بالکل پڑھی نہیں جا رہی۔پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ اپنے محکمہ والوں کو ہدایت کریں کہ اس طرح کیprinted چیزیں جو کہ پڑھی نہ جا سکیں ایوان میں پیش نہ کیا کریں اور آپ اس چیز کو خصوصی طور پر نوٹ کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! بہتر ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 467منظور شدہ اسامیاں ہیں اور پورے پنجاب میں 176خواتین اور مردLibrarians موجود ہیں۔اس طرح 291اسامیوں کیdeficiency ہے تو یہ اس کو کب تک پورا کر لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ان کی سنیارٹی لسٹ بن رہی ہے جس میں male side کے گریڈ سترہ اور اٹھارہ finalize ہو چکے ہیں اور اسی طرح گریڈ سترہ کی خواتین کی سنیارٹی لسٹ within a week finalize ہو جائے گی۔ جب ان کی سنیارٹی لسٹ final ہو جائے گی تو پھر clear deficiency بھی سامنے آ جائے گی کہ کس گریڈ میں کتنی اسامیاں خالی ہیں اور ان سب اسامیوں کی بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! یہ آپ کا آخری ضمنی سوال ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ کا حکم آ گیا ہے اس لئے آخری سوال کر لیتا ہوں ویسے ضمنی سوال تو زیادہ بنتے ہیں۔ آپ دو باتیں clear کروا دیں۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ "عنقریب پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے لائبریرین کی تقرری عمل میں لائی جائے گی۔" میں چاہتا ہوں کہ یہ عنقریب کی بجائے مجھے کوئی time frame یا تاریخ دے دیں کہ کب تک یہ بھرتیاں کر لی جائیں گی؟ 1997 کے بعد آج تک کسی لائبریرین کی بھرتی نہیں ہوئی اور پنجاب میں 660 کے قریب کالجز establish ہیں جبکہ ہائر سیکنڈری سکول اس کے علاوہ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! اس بات پر محکمہ کو credit دیں کہ Librarians کی خواہش کے مطابق ان کے سروس رولز تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کسی لائبریرین کے لئے محنت نہیں کر رہا بلکہ پنجاب کے وہ طالب علم جنہوں نے Library Sciences کا مضمون پڑھنا ہوتا ہے متاثر ہو رہے ہیں کیونکہ 660 کالجوں میں صرف 176 لائبریرین موجود ہیں۔ اٹھارہ سال ہو گئے ہیں لیکن ان خالی اسامیوں پر تقرری نہیں کی گئی۔ مجھے کوئی تاریخ دے دیں کہ یہ کب تک پنجاب پبلک سروس کمیشن کو ان لائبریرین کی بھرتی کے لئے requisition بھیج دیں گے؟ مجھے اس حوالے سے کوئی specific date دے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہوں گی کہ لائبریرین کا سروس سٹرکچر اور Library Sciences Subject دونوں الگ الگ ہیں۔ لائبریرین کی الگ بھرتی ہو گی اور کالجوں میں Library Sciences

Subject لیکچرار پڑھائیں گے اور اس کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیج دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز ممبر specific date پوچھ رہے ہیں کہ کب تک یہ بھرتیاں ہو جائیں گی، کیا یہ بھرتیاں ایک دو مہینے میں ہو جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے پنجاب پبلک سروس کمیشن کے انٹرویوز چل رہے ہیں اور امید ہے کہ اگلے Academic Year تک یہ بھرتیاں مکمل کر لی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محکمہ کی طرف سے جواب میں "عنقریب" لکھا گیا ہے اور ملک صاحب اس کی وضاحت مانگ رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے بھرتیوں کے لئے اشتہار آ گیا ہے، ان کے تحریری امتحانات بھی ہو گئے ہیں اور اب انٹرویوز چل رہے ہیں۔ انشاء اللہ یہ جلد مکمل ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کی بھرتی کا process مکمل کیا جا رہا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ہم سب انشاء اللہ پر قائم ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ کیا جولائی یا اگست تک یہ بھرتیاں مکمل کر لی جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ان کا تحریری امتحان ہو چکا ہے اور اب انٹرویوز ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے کہا ہے کہ ان کے انٹرویوز ہو رہے ہیں اور جلد ہی یہ بھرتیاں مکمل کر لی جائیں گے۔ اگلا سوال ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کا ہے۔ ڈاکٹر صاحبہ! اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! سوال نمبر 2780 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی ہیلے کالج کی کرکٹ گراؤنڈ کو قابل استعمال بنانے کی تفصیلات

*2708:ڈاکٹر فرزانہ نذیر:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے میٹروبس سروسز کے لئے پنجاب یونیورسٹی ہیلے کالج کی کرکٹ گراؤنڈ استعمال کی؟

(ب) اس گراؤنڈ کو یونیورسٹی اور کالج کے طالب علموں کے لئے دوبارہ قابل استعمال بنانے کے لئے ابھی کتنا وقت درکار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت نے میٹروبس سروس کے لئے پنجاب یونیورسٹی ہیلے کالج کی کرکٹ گراؤنڈ استعمال کی۔

(ب) ڈی سی او صاحب لاہور کے احکامات کے تحت مورخہ 21۔اپریل 2014 سے یونیورسٹی گراؤنڈز کی بحالی کا کام شروع کر دیا گیا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ کرکٹ گراؤنڈ کی ٹرف پچ اور سیمنٹ پچ کا کام کیا گیا ہے۔
2۔ ڈسکس تھرو۔ ہیمر تھرو۔ شاٹ پٹ کے لئے سیمنٹ رنگ 7x7 اور 8x8 بلاکس بنائے گئے ہیں۔
3۔ خواتین سپورٹس کمپلیکس کی چاردیواری کے اوپر حفاظتی خاردار تار کا کام کیا گیا ہے۔

کرکٹ گراؤنڈ کے بقیہ کاموں اور مکمل بحالی کے لئے کمشنر صاحب اور ایل ڈی اے حکام کو خط لکھے گئے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔امید کی جاتی ہے کہ گراؤنڈ جلد ہی مکمل طور پر بحال ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ سوال 2013 میں دیا گیا تھا اور میں نے خود بھی اس گراؤنڈ کا visit کیا تھا۔ یہ واحد گراؤنڈ ہے کہ جس میں طالب علم لڑکیاں اور لڑکے net practice کرتے ہیں اور ایک physical activity generate ہوتی ہے لیکن یہ گراؤنڈ کئی سالوں سے ویسے ہی پڑی ہوئی ہے۔آپ خود بھی visit کر لیں یہ اتنا بڑا کام نہیں ہے۔پنجاب یونیورسٹی ایک بڑی اور worldwide یونیورسٹی ہے اور اس میں interuniversity's matches بھی ہوتے رہتے ہیں۔اس گراؤنڈ کی بحالی کو delay کرنے کی وجہ سے وہ matches بھی نہیں ہو رہے۔اب یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے کہ "گراؤنڈ کی مکمل بحالی کے لئے کمشنر صاحب اور ایل ڈی اے حکام کو خط لکھے گئے ہیں۔" مجھے exact

time چاہئے کہ وہground کتنے دنوں یا مہینوں میں مکمل طور پر تیار ہو گی ؟تاکہ ہم international matches کے لئے اپنے athletes and cricketers تیار کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب کے حوالہ سے تھوڑا سا update کرنا چاہوں گی۔ اس ground کی بحالی کا خاصا کام مکمل ہو چکا ہے۔ کچھ کام ایل ڈی اے نے مکمل کرایا ہے اور باقی کام پنجاب یونیورسٹی نے خود سے مکمل کرا لیا ہے۔ اب صرف اس ground کی division کا جنگلہ pending رہ گیا ہے اور پھر پنجاب یونیورسٹی کو یہ ground, handover کرنا ہے۔ دو دن پہلے عبداللہ سُنبل، کمشنر لاہور سے میری بات ہوئی وہ ہمارے محکمہ ہائر ایجوکیشن کے سیکرٹری بھی رہ چکے ہیں جس وجہ سے وہ اس issue کو جانتے بھی ہیں تو انہوں نے یہی بتایا ہے کہ ہم اس ground کی division کے جنگلہ کو جلد از جلد مکمل کرا کر پنجاب یونیورسٹی کے handover کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! اس کام کو complete کروائیں۔ ڈاکٹر صاحبہ! یہ کام ہو جائے گا۔ جی، اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3328 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولپور: خواتین یونیورسٹی کا قیام و دیگر تفصیلات

*3328: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں خواتین یونیورسٹی فی الحال گورنمنٹ صادق ڈگری کالج برائے خواتین ریاض کالونی بہاولپور میں قائم کی گئی ہے، اس جگہ سے ملحق اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا عباسیہ کیمپس ہے اب اسلامیہ یونیورسٹی کا اپنا کیمپس حاصل پور روڈ پر وافر رقبہ پر موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عباسیہ کیمپس جو کہ شہر کے اندر واقع ہے، دونوں کیمپسز میں آنے جانے کے لئے طلباء وانتظامیہ کے لئے بسوں کا پورا بیڑا ہے جس پر گراں قدر رقم خرچ ہو رہی ہے، اگر عباسیہ کیمپس میں دفاتر و شعبہ جات کو حاصل پور روڈ پر بغداد الجدید کیمپس میں

منتقل کر دیا جائے اور عباسیہ کیمپس میں خواتین یونیورسٹی بنا دی جائے تو دو یونیورسٹیز کے ٹرانسپورٹ کی مد میں اخراجات میں گراں قدر کمی ہو جائے گی جو تعلیمی ضروریات پر خرچ ہو سکے گی، کیا محکمہ تعلیم اس مثبت تجویز پر غور کرنے کے لئے تیار ہے؟

(ج) پنجاب یونیورسٹی اور اسلامیہ یونیورسٹی میں جن مختلف شعبہ جات میں تعلیم دی جارہی ہے اس میں سالانہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے ہر شعبہ کے حوالہ سے دونوں یونیورسٹیز کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل فراہم کریں؟

(د) پرائیویٹ یونیورسٹیز میں فیس کو regulate کرنے کا کیا طریق کار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی کے طلباء و انتظامیہ دونوں کیمپسز میں آنے جانے کے لئے یونیورسٹی کی بسوں میں سفر کرتے ہیں لیکن عباسیہ کیمپس کی حاصل پور روڈ بغداد الجدید کیمپس میں منتقلی کی صورت میں بھی بسوں کی آمد و رفت میں کوئی کمی واقع نہ ہو گی۔ کیونکہ بغداد الجدید کیمپس شہر سے باہر تقریباً 8 کلو میٹر دور ہے اس صورت میں طلباء وانتظامیہ یونیورسٹی بسوں میں سفر کریں گے کیونکہ بغداد الجدید کیمپس میں رسائی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہے اس لئے ٹرانسپورٹ کی مد میں اخراجات میں کمی واقع نہ ہو گی۔ بغداد الجدید میں جاری پروگرامز کے لئے پہلے ہی جگہ نہ کافی ہے۔

(ج) اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

اسلامیہ یونیورسٹی میں شعبہ جات کے مطابق سالانہ فیسوں کی تفصیل (Flag-I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پنجاب یونیورسٹی میں مختلف شعبہ جات میں وصول کی جانے والی سالانہ فیس کی تفصیل (Flag-II) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پرائیویٹ یونیورسٹیز میں مالی معاملات کے تعین کے لئے فنانس اور پلاننگ کمیٹی قائم کی جاتی ہے جس میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر، ڈین، ٹریژرر اور رجسٹرار کے علاوہ بورڈ آف

گورنرز،اکیڈمک کونسل پنجاب گورنمنٹ کے فنانس اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے شامل ہوتے ہیں۔

یونیورسٹی میں فیس کے تعین کا معاملہ پہلے فنانس اور پلاننگ کمیٹی کے زیر بحث لایا جاتا ہے اور اس کی آمادگی اور منظوری کے بعد اسے بورڈ آف گورنرز میں پیش کیا جاتا ہے۔ بورڈ آف گورنرز کی منظوری کے بعد اسے نافذ کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ محکمہ نے جز(ب) کے اندر جواب دیا ہے تو اس کی ساری تفصیل کو چھوڑتے ہوئے، بغداد الجدید کیمپس میں رسائی کا کوئی اور ذریعہ نہ ہے۔ میں نے اس سوال میں یہ issue raise کیا تھا کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے تین چار campuses ہیں اُن میں طلباء کی آمدورفت کے لئے بسوں کا ایک پورا محکمہ ہے اُس پر اخراجات ہیں اور off hours کے اندر تو وہ بسیں بالکل خالی ہوتی ہیں۔ دو دو، چار چار طلباء بس کے اندر بیٹھے ہوتے ہیں اور بس آ اور جا رہی ہوتی ہے اور اس حوالہ سے اس پر بڑا خرچہ ہوتا ہے۔ میں نے یہ suggest کیا تھا کہ وزیر اعلیٰ نے وہاں پر خواتین یونیورسٹی کا اعلان کیا تھا تو اُس کی ہم تحسین کرتے ہیں کہ وہاں پر صادق ڈگری کالج کو اپ گریڈ کر کے یونیورسٹی کے اندر تبدیل کر دیا۔ شہر کے درمیان عباسیہ کیمپس ہے اُس کے ساتھ ہاسٹل بھی ہے اور وہ کافی وسیع جگہ ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی والوں نے اُس کے اندر اپنے دفاتر بنائے ہوئے ہیں اور ایک آدھا ڈیپارٹمنٹ ہے۔ بغداد الجدید کیمپس کی 650/600 ایکڑ کی بڑی وسیع جگہ ہے تو شہر کے اندر جو عباسیہ کیمپس ہے اُس کو خواتین یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا جائے اور اسلامیہ یونیورسٹی کے سارے دفاتر اور ڈیپارٹمنٹ بغداد الجدید کیمپس میں shift ہو جائیں جہاں ہاسٹلز بھی موجود ہیں اور ابھی وہاں پر بہت ساری جگہ خالی ہے جہاں پر فصلیں کاشت ہو رہی ہیں۔ اس سے exchequer بھی کافی بچتا ہے اور یہاں پر شہر کے اندر بچیوں کے آنے جانے کے لئے بہت آسانی ہو گی۔ محکمہ نے اس حوالہ سے اس کے اوپر تو کوئی differ نہیں کیا لیکن انہوں نے صرف یہ justify کیا ہے کہ وہاں پر رسائی کا کوئی اور ذریعہ نہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے محکمہ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بغداد الجدید کیمپس بہاولپور حاصل پور روڈ پر واقع ہے، یہاں تک بہت اچھی double road ہے اور یہاں دن رات ٹریفک چلتی ہے۔ اس روڈ پر چکوک کے لئے موٹر سائیکل رکشے چلتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ویگنیں اور بڑی بسیں جو حاصل پور، چشتیاں اور بہاولنگر جاتی ہیں وہ بھی بغداد الجدید کیمپس روڈ پر سے گزرتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ محکمہ نے یہ جو کہا ہے کہ وہاں بغداد الجدید کیمپس تک رسائی نہیں ہے تو یہ جواب غلط ہے۔ میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو بات کی ہے کہ عباسیہ کیمپس میں خواتین یونیورسٹی بنادی جائے تو اس بارے میں محکمہ کا کیاversion ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر!جیسے ڈاکٹر صاحب نے بھی واضح کیا ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا ایک کیمپس شہر کے باہر ہے لیکن ظاہر ہے کہ طلباء کو pick and drop دینے کے لئے تو بسوں نے in any case چلنا ہی ہے۔ وہاں پر گرلز ڈگری کالج کو خواتین یونیورسٹی میںconvert کیا گیا تھا۔ڈاکٹر صاحب اپنی تجویز مجھے ذرا دوبارہ بتادیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!محترمہ پارلیمانی سیکرٹری چونکہ وہاں سےbelong نہیں کرتیں اس لئے وہ میری اس بات کو نہیں سمجھ سکتیں۔ میں یہsuggest کروں گا کہ اگر محترمہ پارلیمانی سیکرٹری میری اس تجویز کوaccept کریں محکمہ میرے ساتھ بیٹھ جائے تو ہم اس پر بات کر لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!آپ پھر محکمہ کے ساتھ بیٹھ کر اس کے اوپر بات کر لیں۔ محترمہ! آپQuestion Hour کے بعد ڈاکٹر صاحب کو بُلالیں اور اُن کے ساتھ سیکرٹری صاحبہ کو بٹھا کر بات کرادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب!میرے خیال میں آپ ساری بات اُدھر ہی کر لیجئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ج)اور جز(د) کے حوالہ سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ نے ایک بہت بڑا پلندا دے دیا ہے اور ہمیں اسی وقت ملا ہے۔ میں نے یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ گورنمنٹ سیکٹر کے اندر جوuniversities بنی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کاfee structure ایک ہونا چاہئے اور بالخصوص جنوبی پنجاب کے اندر جوuniversities ہیں جو محروم علاقہ ہے اور ہم اُسی

کا واویلا کرتے رہتے ہیں۔ ہماری پچھلی اسمبلی نے اُسی کے لئے متفقہ قرارداد پاس کی تھی کہ جنوبی پنجاب کا صوبہ بنایا جائے اور بہاول پور صوبہ کو بحال کیا جائے تو وہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہو گئی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات اس سوال سے کہاں relate کرتی ہے؟ آپ point of order پر یہ بات کر لیجئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! Bio-Chemistry Department کے تینوں semester کی فیس پنجاب یونیورسٹی میں کم ہے اور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں آٹھ آٹھ، دس دس ہزار روپیہ زائد ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر پرائیویٹ یونیورسٹی میں fee structure میں فرق ہو تو ٹھیک ہے جس کو وہ وارہ کھاتی ہے وہ اُس میں داخلہ لے لیتا ہے لیکن کیا محکمہ پورے پنجاب میں گورنمنٹ سیکٹر کی تمام یونیورسٹیوں میں fee structure ایک سطح پر کرنے کی کوئی تجویز رکھتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ اس سوال کے جواب میں بھی بتایا گیا ہے کہ یونیورسٹی کے Vice Chancellor, Dean Trade and Registrar کے علاوہ Board of Governors, Academic Council Punjab گورنمنٹ کے ایجوکیشن اور فنانس نمائندے شامل ہوتے ہیں اور Syndicates میں ہمارے معزز ممبران پنجاب اسمبلی بھی شامل ہوتے ہیں جو فیس کا تعین کرتے ہیں۔ اس میں جو regulation and control کی بات ہے وہ ہائر ایجوکیشن کمیشن میں ڈاکٹر نظام صاحب سے ابھی کل میری بات ہوئی ہے کہ government and private universities کے regulations کے حوالہ سے ہم باقاعدہ کوئی Bill لائیں یا اُس کے بارے میں کوئی کام کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے صرف اتنی یقین دہانی مانگی ہے کہ گورنمنٹ سیکٹر کی یونیورسٹیوں میں ایک fee structure بنانے کے لئے کیا حکومت غور کرنے کے لئے تیار ہے؟ ہاں یا ناں میں جواب دے دیں، بات ختم ہو جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی یہ بہت اچھی تجویز ہے اور ہم اس پر بالکل غور کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ ڈاکٹر صاحب کو ساتھ بٹھائیں اور اس حوالہ سے ان سے مشورہ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر!ہم ڈاکٹر صاحب سے suggestions لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اگلا سوال نمبر3313 محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذااس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر3316 بھی محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذااس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ) کا ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!سوال نمبر3551 ہے ،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال:کالجز اور سٹاف سے متعلقہ تفصیلات

*3551:**جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں واقع کالجز برائے بوائز و گرلز کی کل تعداد کتنی ہے تفصیل کالج وار فراہم کریں؟

(ب) ان کالجز میں ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ وار بتائیں؟

(ج) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک،اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) ضلع ساہیوال میں (بوائز و گرلز) ڈگری کالجز کی تعداد چھ ہے۔

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال۔
2۔ گورنمنٹ امامیہ ڈگری کالج ساہیوال۔
3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی۔
4۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ساہیوال۔
5۔ گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین چیچہ وطنی۔
6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہڑپہ۔

(ب)

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال۔

لیکچرار(BS-17)	07
اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	20
ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	27
پروفیسر(BS-20)	07

2۔ گورنمنٹ امامیہ ڈگری کالج ساہیوال۔

لیکچرار(BS-17)	01
اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	03
ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	03
پروفیسر(BS-20)	--

3۔ گورنمنٹ ڈگری کالج چیچہ وطنی۔

لیکچرار(BS-17)	03
اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	04
ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	--
پروفیسر(BS-20)	--

4۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ساہیوال۔

لیکچرار(BS-17)	04
اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	20
ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	07
پروفیسر(BS-20)	02

5۔ گورنمنٹ کریسنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چیچہ وطنی۔

لیکچرار(BS-17)	03
اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	11
ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	--
پروفیسر(BS-20)	--

6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہڑپہ۔

لیکچرار(BS-17)	06
اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	02
ایسوسی ایٹ پروفیسر(BS-19)	--
پروفیسر(BS-20)	--

(ج) ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کی ہدایات کے مطابق خالی سیٹوں پر سی ٹی آئی تعینات کر دیئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(ب) میں ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں کی تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ گورنمنٹ کالج ساہیوال میں پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کی 61۔اسامیاں خالی ہیں۔ اسی طرح گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین میں 33 اسامیاں اسسٹنٹ پروفیسرز اور ایسوسی ایٹ پروفیسرز کی خالی ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ یہ وضاحت کر دیں کہ یہاں پر کتنے پروفیسرز پڑھا رہے ہیں اور باقی جو اسامیاں خالی ہیں وہ کب تک مکمل کر دیں گے کیونکہ CITs تو کوئی حل نہیں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کیا اس کی detail آپ کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اِن کالجوں کی خالی سیٹوں پر temporary arrangement جیسے CTIs کو گورنمنٹ تعینات کرتی ہے وہ موجود ہیں لیکن جیسے میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ posts پنجاب پبلک سروس کمیشن سے advertise ہو کر اب procedure انٹرویو تک پہنچ گیا ہے and we are hoping کہ انہی تین مہینے میں وہ مکمل کر کے اگلے academic session میں یہ shortage پوری ہو جائے گی اور وہاں پر seats fill ہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے گزارش کچھ اور کی تھی کہ اِس وقت کالج میں کتنے اساتذہ پڑھا رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کے پاس کوئی detail ہے کہ اس وقت کتنے اساتذہ پڑھا رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! یہ detail میرے پاس نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ابھی یہ detailاُن کے پاس نہیں ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ دیکھیں کہ گورنمنٹ کالج ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے جہاں پر 61 پروفیسر،ایسوسی ایٹ پروفیسر اور لیکچرار کم ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ CTIsکا فرما رہی ہیں لیکن وہ تو temporaryہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب!آپ نے شاید اُن کی بات نہیں سنی۔انہوں نے یہ کہا ہے کہ posts advertiseہو چکی ہیں،پبلک سروس کمیشن کے ذریعے written testبھی ہو چکا ہے اور اب ان کے انٹرویو ہو رہے ہیں۔اس کے بعد اگر کوئی problemہو تو پھر آپ اس ایوان میں آکر بتائیے گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!جیسے آپ نے پہلے بھی انہیں کہا ہے کہ یہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں تو وہ ہمیں بتادیں گی۔یہ مجھے بتادیں کہ کب تک fillہو جائیں گی یا پھر اس سیشن کے بعد بتادیں اور اس حوالے سے پہلے بھی سوال ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!آپ اس کی کوئی dateبتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):جناب سپیکر!گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال میں ٹوٹل سٹاف190 ہے جس میں سے 61 سیٹیں خالی ہیں۔اس کمی کو CTIsکے ذریعے پورا کیا جارہا ہے۔پبلک سروس کمیشن کا scheduleیہ ہے کہ وہ subject wiseانٹرویو کر رہے ہیں جن میں سے دو subjectsکے انٹرویو ہو چکے ہیں، باقی وہ کر رہے ہیں اور we are hopingکہ اسی academic yearمیں وہ سیٹیں fillہو جائیں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،پبلک سروس کمیشن والے proceedکر رہے ہیں اور ان کا اپنا ایک طریق کار ہوتا ہے۔مجھے امید ہے کہ یہ جلد ہی سیٹیں fillہو جائیں گی۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آپ کی تسلی ہے تو میری بھی تسلی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میری تسلی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب!اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔ میرے خیال میں آپ اس کے جواب سے satisfyہوں گے۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پچھلے سوال سے آپ کے حکم پر satisfy ہو گیا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں، اس سے بھی ہو جائیں۔ اپنا سوال نمبر بولیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3552 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ساہیوال: کالجز کو فراہم کی جانے والی گرانٹ سے متعلقہ تفصیلات

*3552: **جناب محمد ارشد ملک** (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ساہیوال بوائز و گرلز کالجز کی 2010 سے آج تک کس کس کالج کی بلڈنگ تعمیر کی گئی، تفصیل مع تخمینہ بتائی جائے؟

(ب) کس کس کالج کی عمارت خستہ حال اور کس کی عمارت طلباء کی تعداد سے کم ہے؟

(ج) کیا حکومت ان کالجز کی عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) ضلع ساہیوال میں 2010 سے لے کر اب تک دو کالجز بنانے کی منظوری دی گئی ان کالجوں کی عمارتوں کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کالج کا نام	تخمینہ لاگت
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین فرید ٹاؤن ساہیوال	87.226 ملین روپے
2	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین L-9/120 کمیر	95.142 ملین روپے

(یہ منصوبہ حال ہی میں ڈسٹرکٹ پیکج میں منظور ہوا ہے)

(ب) ضلع ساہیوال میں کسی بھی کالج عمارت خستہ حال نہ ہے تاہم درج ذیل پانچ کالجوں کی عمارتیں طلباء کی تعداد سے کم ہیں:

1۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ساہیوال
2۔ گورنمنٹ امامیہ کالج ساہیوال
3۔ گورنمنٹ کالج چیچہ وطنی
4۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین ساہیوال
5۔ گورنمنٹ کریسنٹ کالج برائے خواتین چیچہ وطنی۔

(ج) اگلے مالی سال15۔2014کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں block allocation کو شامل کیا جارہاہے جس کے تحت صوبہ بھر کے کالجوں میں موجود ناکافی سہولیات کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی جس میں ضلع ساہیوال کے کالجز کو بھی شامل کیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(الف) میں پوچھا گیا تھا کہ 2010 سے آج تک کس کس کالج کی بلڈنگ تعمیر کی گئی جس کا جواب دو کالجوں کا آیا ہے لیکن میرے ریکارڈ کے مطابق وہاں پر تین کالج بن رہے ہیں تو کیا یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کے علم میں ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے کہا ہے کہ دو کالج بن رہے ہیں جبکہ یہ کہتے ہیں کہ تین کالج بن رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! مجھے اِن دو کالجوں کے بارے میں ہی بتایا گیا ہے۔If you allow تو میں پوچھ کر بتا سکتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ بتائیں کہ کون سا کالج ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج کمیر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! یہ ابھی approve ہوا ہے اور یہ جواب اس سے پہلے جمع ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کب approve ہوا ہے؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کی boundary wall بن رہی ہے اور بلڈنگ بھی تعمیر ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ یہاں پر آکر پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کا امتحان لیتے ہیں؟

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں امتحان نہیں لیتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب 3۔مارچ کو آیا ہے تو یہ 3۔مارچ کے بعد ہی start ہوا ہو گا۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! نہیں۔ یہ 3۔مارچ سے بہت پہلے شروع ہوا ہے اور دسمبر کے مہینے میں شروع ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اس کو check کروائیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ اپنا ریکارڈ درست کر لیں کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، 120/9L کمیر ہے اس کی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے اور وہ آخری مراحل میں ہے۔ مجھے ان سے ایک favour required ہے کہ یہ کب تک وہاں پر کلاسز شروع کرا دیں گے؟ یہ ان کا بڑا مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر بلڈنگ مکمل ہو گئی ہے تو کیا اس سال کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! آئندہ شروع ہونے والے academic year میں کلاسز شروع ہو جائیں گی کیونکہ کالج کے مکمل ہونے کے لئے کم از کم تین سال درکار ہوتے ہیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! الحمد للہ یہ کالج مکمل ہے صرف کلاسز شروع ہونی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ہم انشاء اللہ کمیر کالج میں کلاسز شروع کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر کالج بن چکا ہے تو کلاسز شروع کرا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! بالکل کرا دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب ہائر ایجوکیشن کا وقفہ سوالات تھا تو اس وقت میں نے عرض کیا تھا کہ کالجز میں مضامین کی تعداد بڑھائی جائے تو محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے یقین دہانی کرائی تھی کہ ڈیپارٹمنٹ اس کو consider کرے گا۔ کیا ڈیپارٹمنٹ نے اس کو

consider کیا ہے، اگر کیا ہے تو اس میں کیا break through ہے اور اگر نہیں کیا تو کیا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس میں آپ نے کیا پالیسی بنائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! ایک criterion کے مطابق subject introduce کرایا جاتا ہے۔ میرے پاس وہ criterion موجود ہے میں ان سے share کر لوں گی۔ ہم نے جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی posts advertise کرنی تھیں تو اس سے پہلے ہم نے ہر کالج سے detail لی تھی کہ جس کے مطابق ہم seats بڑھا سکتے تھے پھر ہم نے وہ تعداد پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجی تاکہ وہ ان posts پر بھرتیاں کر سکے۔ اگر ان کا کوئی specific issue ہے تو ان کو محکمہ سے detail لے کر انہیں provide کر دوں گی۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! محترمہ میرا سوال نہیں سمجھ پائیں۔ ان کے ڈیپارٹمنٹ نے ایک framework بنایا ہوا ہے کہ مثال کے طور پر 17 maximum seats ہوں گی تو 17 میں یا 22 میں total subjects کی تعداد limited ہے۔ اس میں پرنسپل نے بھی آنا ہے اور پھر students کی تعداد زیادہ ہو مثلاً English کے دو teachers ہوں گے، اردو کا لازمی ہو گا اور اسلامیات کا ہو گا۔ اسی طرح پھر جو sciences subjects ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Social Sciences کے subjects کی تعداد بہت کم ہے۔ کالجز میں Social Sciences کے subjects کی تعداد کو بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ محکمہ کی سوچ یہ ہے کہ وہاں students کی تعداد ہی نہیں ہے۔ بھئی! تعداد تب ہو گی جب آپ subjects رکھیں گے۔ اگر ایک subject ہے ہی نہیں تو اس سے تعداد آپ کیسے determine کر سکتے ہیں؟ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ Social Sciences کے subjects کی تعداد maximum رکھی جائے جیسے Sociology, Geography, Psychology, Journalism یا Economics ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! نہیں۔ معذرت میں اگلے سوال پر آ چکا ہوں۔ میں نے ملک صاحب کو بھی ٹائم نہیں دیا ہے۔ میاں صاحب! سوال نمبر بولیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3799 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئی ٹی ملازمین کو ریگولر کرنے سے متعلقہ تفصیلات

*3799: میاں طاہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں Capacity Building Project کے تحت 2010 سے کام کرنے والے آئی ٹی ملازمین کو ریگولر کرنا چاہتی ہے جن کو 2004 کی پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے، ان ملازمین کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) حکومت ان اسامیوں پر کام کرنے والوں کو کب تک مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) جیسا کہ سوال سے عیاں ہے متعلقہ ملازمین ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ترقیاتی پراجیکٹ میں منظور شدہ اسامیوں پر بھرتی ہوئے ہیں لہذا ان کو ملازمت پر ریگولر کیا جانا ممکن نہ ہے تاہم ان ملازمین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کیونکہ یہ ملازمین ترقیاتی سکیم کے تحت بھرتی کئے گئے ہیں لہذا ان کو مستقل کرنا فی الحال ممکن نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ آئی ٹی کے شعبہ میں محکمہ ہائر ایجوکیشن اور سکول ایجوکیشن میں حکومت کافی افراد بھرتی کر چکی ہے اور مزید بھی بھرتی کر رہی ہے۔ اگر حکومت Project Capacity Building میں کام کرنے والے آئی ٹی ملازمین جو کہ تجربہ بھی رکھتے ہیں، اُن کو اگر ان اسامیوں پر adjust کر لیں تو اس میں کیا حرج ہے چونکہ انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ یہ لوگ بھرتی نہیں کئے جا سکتے یہ ممکن نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!انہوں نے جو سوال پوچھا ہے یہ تمام جو بھرتیاں کی گئی تھیں یہ project base بھرتیاں تھیں، یہ پراجیکٹ 2015 میں مکمل ہو جائے گا، یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہوتی ہے وہ project base بھرتیاں کرتا ہے اور جب ان کا پراجیکٹ ختم ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھرتیاں بھی ختم ہو جاتی ہیں لیکن وہاں پر جب jobs announce ہوتی ہیں تو ان کے پاس یہ option ہوتا ہے کہ وہ open competition میں جا کر ان jobs کے لئے apply کریں تو they can be selected there. جب کوئی بھرتی کی option advertise ہوتی ہے۔

میاں طاہر:جناب سپیکر! میری صرف اتنی سی گزارش تھی کہ حکومت کروڑوں روپے لوگوں کو ٹریننگ دینے پر خرچ کرتی ہے، کسی بھی محکمہ میں بھرتی کرنے کے بعد پہلا issue ان کو ٹریننگ کروانا ہوتا ہے۔ جب چھ سال کوئی ٹیچر ٹریننگ کرتا ہے اور وہ فیلڈ میں پڑھاتا ہے تو پھر کیوں حکومت ان لوگوں کو ریگولر نہیں کرتی، میرا صرف ضمنی سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو ریگولر کرنے میں کیا حرج ہے جو کہ already تجربہ کار ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ یہ بھرتیاں project base تھیں، یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی ہے جس کے تحت ہر ڈیپارٹمنٹ میں لوگ بھرتی کئے جاتے ہیں اور یہ project base بھرتی ہوتی ہے۔ جب jobs advertise ہوتی ہیں یا باقاعدہ جب کوئی نوکری ہوتی ہے تو advertisement آتی ہے اس پر لوگ apply کرتے ہیں اس پر open competition ہوتا ہے اس کے بعد بھرتی کئے جاتے ہیں۔ یہ سب لوگ اس میں apply کر سکتے ہیں اور اس میں کسی بھی job کے لئے جا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! ایسی کوئی پالیسی ہونی چاہئے کہ آپ اس میں کوئی ٹائم مقرر کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! یہ project base بھرتیاں تو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے کی ہوئی ہیں یہ ان کی پالیسی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! اس بات کو اس دن take up کریں گے جس دن فنانس سے متعلقہ سوالات ہوں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4073 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع لاہور: سرکاری و غیر سرکاری کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*4073: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کون کون سے سرکاری و پرائیویٹ کالجز کہاں کہاں واقع ہیں ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) پرائیویٹ کالجز کس کس یونیورسٹی سے الحاق شدہ ہیں ان میں کتنے ہائر ایجوکیشن سے رجسٹرڈ ہیں اور کتنے بغیر رجسٹریشن کے چل رہے ہیں؟

(ج) کیا ان پرائیویٹ کالجز کو جن اداروں سے یہ الحاق شدہ ہیں یا رجسٹرڈ ہیں کی چیکنگ کا اختیار ہے؟

(د) ان کالجز میں زیر تعلیم طلباء وطالبات کی تعداد محکمہ ہائر ایجوکیشن لاہور کے پاس ہے اگر ہاں تو ان کی تفصیل کالج وار فراہم کی جائے؟

(ہ) ان کالجز کو کون کون سی تعلیم کس کس کلاس تک دینے کا اختیار ہے اور کس کس مضامین میں یہ تعلیم دے سکتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) ضلع لاہور میں سرکاری کالجز کی تعداد 52 ہے اور پرائیویٹ رجسٹرڈ کالجز کی تعداد 120 ہے لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پرائیویٹ کالجز کو رجسٹرڈ کرنے کا اختیار رکھتا ہے رجسٹرڈ کالجز مختلف یونیورسٹیز سے الحاق شدہ ہیں جو کالجز بغیر رجسٹریشن کے چل رہے ہیں وہ محض اکیڈمیز ہیں چونکہ رجسٹریشن کے بغیر ان کا بورڈ یا یونیورسٹی سے الحاق نہیں ہو سکتا۔

(ج) دفتر ہذا میں پرائیویٹ کالجز کی رجسٹریشن کے لئے قائم رجسٹریشن کمیٹی ممبران ان کالجز کی انسپکشن /چیکنگ کرنے کے بعد اپنی سفارشات مجاز اتھارٹی ڈی پی آئی کالجز پنجاب لاہور کو

بھجوادیتی ہے پرائیویٹ کالجز کی رجسٹریشن کا حتمی اختیار(DPI(Colleges پنجاب لاہور کو ہے رجسٹریشن ہو جانے کے بعد کسی قسم کی شکایت موصول ہونے پر ان اداروں کی انسپکشن کر کے سفارشات متعلقہ اتھارٹی کو بھجوادی جاتی ہیں۔

(د) ان رجسٹرڈ کالجز میں طلباء وطالبات کی تعداد محکمہ ہائرایجوکیشن کے پاس ہے تاہم ان کی کالجز وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ان رجسٹرڈ کالجز کو مندرجہ بالا مضامین پڑھانے کی اجازت دی جاتی ہے۔F.A/FSc /I.Com,ICs B.A B.Sc B.Com BCS, M.A & MBA

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!اس سوال کے جز(ب) کا میں جواب پڑھتی ہوں اس کے بعد میں ضمنی سوال کرتی ہوں۔ ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ پرائیویٹ کالجز کو رجسٹرڈ کرنے کا اختیار رکھتا ہے رجسٹرڈ کالجز مختلف یونیورسٹیز سے الحاق شدہ ہیں جو کالجز بغیر رجسٹریشن کے چل رہے ہیں وہ محض اکیڈمیز ہیں چونکہ رجسٹریشن کے بغیر ان کا بورڈ یا یونیورسٹی سے الحاق نہیں ہو سکتا۔ میری پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ گزارش ہے کہ کیا یہ جو بڑی بڑی اکیڈمیز like KIPS,STARS ہیں ان کی کروڑوں روپے monthly income ہے۔ان کے check and balance کے لئے کوئی mechanism ہے کہ کس طرح سے ان کو check کیا جاتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائرایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر!ان کی checking کا جو criterion ہے وہ basically جو بھی کوئی ادارہ کھولتا ہے ہم اس کو روکتے نہیں ہیں، وہ initially ادارہ کھول سکتا ہے اور within three months انہوں نے اس ادارے کی رجسٹریشن کروانی ہوتی ہے جو کہ کالجز کے لئے criterion ہے، اس میں پھر ڈی پی آئی کے پاس کوئی شکایت آتی ہے تو اس کے بعد اس کو check کیا جاتا ہے اور ان کی verification اور registration کا process ہوتا ہے لیکن یہ ایک serious issue ہے۔ I agree with you. جو ہمارے پرائیویٹ کالجز irregular چل رہے ہیں ان کے لئے بھی، دراصل ہمارا ہائرایجوکیشن کمیشن ابھی بنا ہے اور recently اس کا inauguration ہوا ہے۔ ہائرایجوکیشن کے ڈاکٹر نظام صاحب سے میری بات ہوئی ہے تو اس بارے میں regulation کے حوالے سے پرائیویٹ کالجز کے لئے باقاعدہ legislation کی ضرورت

ہے جس پر ہم نےwith the help of Higher Education Commissionاس کی regulationپر ہم انشاءاللہ کام کر رہے ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میری اس میں مزید گزارش اکیڈمیز کے حوالے سے تھی کہ اکیڈمیز کو ہم check نہیں کر سکتے اس کے لئے میں نے پوچھا تھا کہ یہ جو اکیڈمیز ہیں جو کہ ایک مافیا بن چکا ہے اور ان کو ٹیسٹ کے دائرہ کار میں بھی شامل نہیں کیا جا رہا جیسا کہ آپ نے اس کو admit بھی کیا ہے لیکن مجھے اس کا clear جواب چاہئے کہ میں غیر رجسٹرڈ سکولز یا کالجز کی بات نہیں کر رہی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! اکیڈمیز کے check and balance کا کیا criterion ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! بدقسمتی سے اکیڈمیوں کا ہمارے پاس کوئی strong criterion موجود نہیں ہے۔ But we have just started working on this. کہ جتنے بھی یہ private institutions mushrooms کی طرح اُبھرے ہیں ان کو ہم check کریں ان کی regulation پر ہم نے اب کام شروع کیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جواب غیر تسلی بخش ہے لیکن میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ یہ جو غیر رجسٹرڈ کالجز یا یونیورسٹیاں ہیں ان کی مجھے لسٹ نہیں دی گئی۔ یہ مجھے kindly بتا دیں کہ کتنے ایسے سکول، کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں جو ابھی تک رجسٹرڈ نہیں ہوئی ہیں، ان کے پاس اس کی کوئی لسٹ موجود ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! آپ کے پاس غیر رجسٹرڈ کالجز کی تفصیل ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! آپ نے رجسٹرڈ کالجز کی تفصیل مانگی تھی وہ آپ کو دے دی گئی ہے۔ غیر رجسٹرڈ کالجز کی تفصیل آپ کو provide کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ! جتنے بھی غیر رجسٹرڈ کالجز ہیں ان کی لسٹ محترمہ کو provide کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! provide کر دی جائے گی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ پرائیویٹ کالجز کس کس یونیورسٹی سے الحاق شدہ ہیں ان میں کتنے ہائر ایجوکیشن سے رجسٹرڈ ہیں اور کتنے بغیر رجسٹریشن کے چل رہے ہیں، میرا complete question یہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ان کے پاس اس وقت اس کی تفصیل نہیں ہے۔ وہ بعد میں اس کی تفصیل آپ کو provide کر دیں گی۔ شکریہ

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سندھو صاحب!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! جز(ج) کے بارے میں میرا اور بھی ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ سندھو صاحب کو موقع دے دیں۔ ایک منٹ ان کو بات کرنے دیں، کوئی issue نہیں ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے صرف یہ کہنا تھا کہ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے بڑی valid بات کی ہے کہ یہ جو رجسٹرڈ ادارے ہیں یہ ایک بہت serious issue ہے اور محترمہ un registered اداروں کی بات کر رہی ہیں جبکہ میں رجسٹرڈ اداروں کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو رجسٹرڈ ادارے ہیں وہ up to the mark یا جو standard رکھے گئے ہیں ان کو ہائر ایجوکیشن کمیشن maintain نہیں کر رہا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ اس ایوان کو ensure کروائیں کہ کتنے عرصے میں ان کو check and balance کا سسٹم وضع کریں گے اور ایوان کو یہ بتائیں گے کہ اب ہم نے یہ ensure کر لیا ہے کہ تمام رجسٹرڈ ادارے rules and regulation کی in latter and spirit پابندی کر رہے ہیں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے جیسا کہ پہلے بھی بتایا ہے کہ ہمارے پاس check and balance کا criterion موجود ہے لیکن وہ بہت اچھا نہیں ہے وہ پرانا ہے جس کے لئے ہم نئی legislation یا اس پر کام کر رہے ہیں اور ظاہر ہے جو existing criterion ہے اس کے تحت رجسٹرڈ کالجز کو check بھی کیا جاتا ہے اور جن کی registration cancel کی گئی ہے ان کی لسٹ میرے پاس بھی موجود ہے کیونکہ وہ up to the standard کام نہیں کر رہے تھے۔ But still I agree with my colleagues ظاہر ہے کہ اس پر مزید ابھی کام

کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ جوmushroom کی طرح ہمارے پرائیویٹ ادارے اُبھرے ہیں ان کو control and regulation کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس پر ہمارا محکمہ کام کر رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بالکل سکول ایجوکیشن میں بھی یہی problem ہے۔ جی، سندھو صاحب!

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ دو یا تین مہینے کا ٹائم فریم دے دیں اور اس سوال کے حوالے سے ایوان کو آگر بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! اس سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب نے بھی بات کی تھی کہ پرائیویٹ سکولز کے حوالے سے بھی یہی مسئلہ ہے اور کالجز کے حوالے سے بھی یہی مسئلہ ہے۔ محترمہ! بہر حال seriously اس پر کوئی کام کرنے کی ضرورت ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس پر ہماری چیئرمین ہائر ایجوکیشن کمیشن بھی بات ہوئی ہے وہ ہمارے ساتھ regulation کے معاملے میں he will in contact...

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ان پر کنٹرول کرنا بہت ضروری ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری ایک عرض سن لیں کہ سکول اور کالجز کے حوالے سے جو بھی کیا جائے اس کی ایوان میں discussion ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! بالکل ایوان میں discussion کروائیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا nephew گورنمنٹ کالج لاہور میں میرٹ پر گیا اور آج دو سال کے بعد وہ وہاں سے گریجویشن کر رہا ہے۔ میرے خیال میں ان دو سالوں میں وہ ٹوٹل ایک ہفتہ یا دس دن کالج میں گیا ہے۔ اس کی پوری پڑھائی اکیڈمیز میں ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ کالج لاہور جس کا اتنا میرٹ اور نام ہے۔ اس سٹوڈنٹ کا نام top three boys میں آیا ہے student of the year میں because it was great اس نے صرف وہاں پر نسپل کے سامنے جا کر سچ بولا کہ یہاں تو

میں نے پڑھائی کوئی کی ہی نہیں ہے، میں نے تو شام کو جاکر ساری پڑھائی اکیڈمی سے کی ہے۔یہ آپ کے گورنمنٹ کالج آف لاہور کی حالت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:ڈاکٹر صاحب!میں آپ کی بات سے agree کرتا ہوں۔سکولز ایجوکیشن کے حوالے سے بھی یہاں پر بات ہوتی رہی ہے اور محترمہ پارلیمانی سیکرٹری بھی admit کر رہی ہیں کہ اس پر seriously کچھ کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!اس پر کچھ کرنا پڑے گا لیکن ہونا کچھ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، بالکل کرنا چاہئے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میں نے بھی عرض کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ نبیلہ حاکم علی صاحبہ!میرے خیال میں اس کے بعد آپ آرام سے بیٹھی رہیں۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:جناب سپیکر!یہ میں نے آپ کے کہنے پر ان کو ٹائم دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں، محترمہ!میں آخری ضمنی سوال آپ سے پوچھ لوں گا۔آپ ایسی بھی بات نہ کریں کیونکہ میرے خیال میں زیادہ سوالات خواتین کے ہی ہیں۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ بدقسمتی سے میرے سوال kill ہو جاتے ہیں کیونکہ چھ مہینے پہلے میں نے سوال دیا تھا۔اس "پڑھا لکھا پنجاب" میں میری واحد constituency PP-263 ہے.جہاں ایک بھی بوائز اور گرلز کالج نہیں ہے۔تیسرا بجٹ آ چکا ہے جبکہ وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم کو بارہا میں بتا چکا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:سردار صاحب!ویسے اس میں قصور ہم سب کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میری عرض سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:مجھے کہنا نہیں چاہئے مگر آپ کا خاندان اس حلقے سے پتا نہیں کتنی دفعہ elect ہو چکا ہے؟

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!ہمارا خاندان اس حلقے سے elect نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب سپیکر! یہ ہم سب کا قصور ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس حلقے سے ہم کبھی elect نہیں ہوئے۔ بد قسمتی سمجھیں کہ وہاں سے دوسری مرتبہ پاکستان پیپلز پارٹی جیت رہی ہے اور اُن لوگوں کا قصور یہی ہے کہ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں۔ آپ سروے کروالیں کہ پچھلے دو tenure میں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: No cross talk.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پچھلے دو tenure سے کیا بلکہ 36 سال سے PML(N) کی گورنمنٹ ہے اور اس حلقے کی بد قسمتی دیکھیں کہ جہاں پورے حلقے میں ایک بوائز اور ایک گرلز ڈگری کالج موجود نہ ہو وہاں آپ "پڑھا لکھا پنجاب" کی بات کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب تو بات سنتے نہیں ہیں لیکن میری معزز بہن یا متعلقہ سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوں تو وہاں سروے کروالیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! کل ہماری راناثناء اللہ صاحب اور سپیکر صاحب کی موجودگی میں میٹنگ ہوئی تھی۔ بہر حال آپ کا بالکل valid point ہے لہٰذا کل چیف منسٹر صاحب یہاں تشریف لے آئیں گے تو آپ اُن سے ملیں اور یہ بات کریں۔ مجھے امید ہے کہ وہ آپ کی بات سے agree کریں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب سے ملوانے کا آپ کیوں کہتے ہیں؟ ہم یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں اور گورنمنٹ کی نااہلیت یہاں بتانا چاہتے ہیں کہ "پڑھا لکھا" پنجاب کا نعرہ لگانے والے ایسی بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! شکریہ۔ محترمہ! آپ کا یہ last ضمنی سوال ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:جناب سپیکر!جز(ج)میں پوچھا گیا تھا کہ"کیا یہ پرائیویٹ کالجز جن اداروں سے الحاق شدہ ہیں یا رجسٹرڈ ہیں، کی checking کا اختیار ہے"؟اس پر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ رجسٹریشن کا criterion کیا ہے، پرائیویٹ سکول اگر کسی نے رجسٹرڈ کروانا ہے تو اُس کا criterion اور کالج کا criterion کیا ہے، kindly پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ مجھے رجسٹریشن کا criterion بتادیں؟(شوروغل)

جناب سپیکر:آرڈرپلیز۔پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو سوال سننے دیں کیونکہ انہوں نے پھر جواب بھی دینا ہے۔محترمہ!کیاآپ نے سوال سن لیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!بالکل۔اس criterion کی کاپی میرے پاس موجود ہے جو میں انہیں دے دیتی ہوں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:جناب سپیکر!یہ مجھے زبانی بتادیں کہ اگر پرائمری کا پرائیویٹ سکول رجسٹرڈ کروانا ہو تو اُس کا کیاcriterion ہے، students کی strength کتنی ہونی چاہئے اور اس کا کیا procedure adopt کرنا پڑتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!سکولوں کا نہیں جبکہ کالجوں کا criterion میرے پاس موجود ہے جو میں اِن کو دے دیتی ہوں۔

جناب سپیکر:محترمہ نبیلہ حاکم علی صاحبہ!آپ سکول کی بات کر رہی ہیں اور وہ ہائر ایجوکیشن سے ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:چلیں،یونیورسٹی کا ہی بتادیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کی مہربانی۔آپ کالج اور یونیورسٹیوں کا پوچھ سکتی ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان:جناب سپیکر!مجھے تھوڑا سا brief کر دیں۔

جناب سپیکر:محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔اِن کے متعلقہ سوال ہی نہیں ہے تو ہم کیا کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر!میرے پاس رجسٹریشن کا criterion ہے جو میں اِن کے لئے پڑھ دیتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HIGHER EDUCATION (Ms Mehwish Sultana): Mr Speaker! Covering letter from the District Education Officer: Original challan form of the registration, inspection fee deposited in any branch of National Bank of Pakistan under the head of given account No. 02818 Education others. Rs. 12000 for new registration/ additional subjects and Rs. 2000 for extension and registration for a period of two years. Rs. 20000 for registration of B. Ed and M. Ed Account No. 006484-5 National Bank of Pakistan....

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اُن کو کاپی دے دیں وہ پڑھ لیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ):جناب سپیکر! میں اُن کو کاپی دے دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری گزارش سنیں۔ یہ ان کے محکمہ سے متعلقہ سوال نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بھی انہوں نے detail پڑھی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!اس کی strength ہی بتادیں۔ میں نے چھوٹی سی بات کی ہے کہ کتنی strength ہو تو کالج رجسٹرڈ ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ!وہ پھر بھی آپ کو بتا رہی ہیں اور اس کی detail کی کاپی بھی دے رہی ہیں لہٰذا آپ اس کو پڑھ لیں۔Let's proceed further now اگلا سوال محترمہ ظلِ ہما صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ظلِ ہما: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4473 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی: یو ای ٹی ٹیکسلا میں درجہ چہارم کی بھرتیوں سے متعلقہ تفصیلات

*4473: محترمہ ظل ہما: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2010 سے آج تک یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں درجہ چہارم کی کس کس اسامی پر کون کون سے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بتائیں؟

(ب) کیا یہ بھرتیاں حکومت کی پالیسی / قاعدہ کے مطابق ہوئی ہیں؟
(ج) کیا مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا؟
(د) کیا ان کی بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) یکم جنوری 2010 سے آج تک یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا اور راولپنڈی میں بھرتی کئے گئے درجہ چہارم کے ملازمین کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
(ب) جی ہاں! یہ بھرتیاں یونیورسٹی کی پالیسی / قاعدہ کے مطابق ہوئی ہیں۔
(ج) جی ہاں! مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا۔
(د) جی ہاں! ان کی بھرتی کے لئے ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ ظلِ ہما: جناب سپیکر! جز (ج) کا انہوں نے مجھے جواب دیا ہے کہ اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ سے یہ سوال ہے کہ کن کن اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا اور کتنے لوگ اخبار کے اشتہار کے reference سے اِن کے پاس آئے تھے نیز کتنے دن تک اشتہار دیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! تمام نیشنل نیوز پیپرز میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اگر ان اشتہارات کی کاپی اُن کو چاہئے تو میں provide کر دوں گی۔ (شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, Order please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میرے پاس exact numbers نہیں ہیں کہ کتنے لوگ انٹرویو کے لئے آئے تھے لیکن جو لوگ فائنل select ہوئے تھے اُن کی لسٹ میرے پاس موجود ہے جو میں انہیں دے سکتی ہوں۔

محترمہ ظلِ ہما: جناب سپیکر! ٹھیک ہے میں اِن سے یہ لسٹ لے لوں گی۔ دوسرا انہوں نے جز (د) میں مجھے جواب دیا ہے کہ ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی آیا وہ یونیورسٹی کے اندر ہی سے تشکیل دی گئی تھی یا باہر کے لوگوں پر مشتمل کمیٹی بنائی گئی تھی، ممبران کمیٹی کے نام اور تعداد بھی بتائی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وہ ریکروٹمنٹ کمیٹی کے بارے میں پوچھ رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! کمیٹی کو وائس چانسلر head کرتے ہیں اور یونیورسٹی کے لوگوں پر ہی مشتمل کمیٹی بنائی جاتی ہے جس میں سنڈیکیٹ کے ممبران بھی شامل ہوتے ہیں۔ اگر اِن کو exact list چاہئے تو وہ بھی میں انہیں provide کر دوں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! کوئی اور ضمنی سوال؟

محترمہ ظلِ ہما: جناب سپیکر! میرا مزید کوئی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سردار علی رضا خان دریشک صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے کتنے سوال کئے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ایک ہی کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 4569 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار علی رضا خان دریشک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع راجن پور میں پوسٹ گریجویٹ کالج میں تعلیمی سسٹم سے متعلقہ تفصیلات

*4569: سردار علی رضا خان دریشک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راجن پور میں پوسٹ گریجویٹ کالج میں تاحال صرف ایم اے اردو، انگلش اور اکنامکس کی کلاسز جاری ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایم اے کی کلاسز کا امتحان سمسٹر سسٹم کی بجائے اینول سسٹم کے تحت لیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج میں ابھی تک بی ایس چار سالہ پروگرام کی کلاسز کا اجراء نہیں کیا گیا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج میں ایم ایس سی کے مزید مضامین متعارف کرانے، امتحانات کا سمسٹر سسٹم انعقاد کرانے اور بی ایس چار سالہ پروگرام کے اجراء کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں! یہ درست ہے۔

(د) ایم ایس سی کے مزید مضامین اور بی ایس چار سالہ پروگرام کے انعقاد کے لئے مذکورہ کالج میں مطلوبہ سہولیات میسر نہیں ان سہولیات کے میسر ہونے پر محکمہ ایم ایس سی اور بی ایس چار سالہ کے اجراء کا جائزہ لے گا۔ مزید برآں ایم اے /ایم ایس سی کا امتحان تمام یونیورسٹیز میں annual سسٹم کے تحت لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں محکمہ نے admit کیا ہے کہ ضلع راجن پور میں پوسٹ گریجویٹ کالج میں تاحال صرف ایم اے اُردو، انگلش اور اکنامکس کی کلاسز جاری ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ الحمد للہ پنجاب کے بہت سارے اضلاع کے اندر اب یونیورسٹیاں بن رہی ہیں۔ میرا آپ کے توسط سے ضمنی سوال یہ ہے کہ آئندہ جو مالی سال 16-2015 شروع ہوگا اس میں کیا محکمہ راجن پور میں کوئی یونیورسٹی بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! ابھی ان کی غازی یونیورسٹی under process ہے اور اس کے علاوہ فی الحال کوئی زیر غور نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے جواب کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! دوبارہ بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! غازی یونیورسٹی ابھی recently بنی ہے لیکن اس کے علاوہ نئی یونیورسٹی کا میرے علم میں نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!یہ یونیورسٹی ڈی جی خان میں بنی ہے۔ ابھی اوکاڑہ اور جھنگ یونیورسٹی کا Bill موجود ہے why not in Rajanpur لہٰذا اس کے لئے بھی working کرنی چاہئے ؟اس مالی سال میں اگر یونیورسٹی نہیں دے سکتے تو اگلے مالی سال میں اس کی commitment کر لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب!وہ criterion کے مطابق ہی چلیں گے ناں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!یہ وہ راجن پور ہے جہاں سے میاں محمد شہباز شریف نے الیکشن بھی لڑا تھا۔

جناب سپیکر: جی،اُن کو جواب دینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر!فی الحال اس coming year میں راجن پور یونیورسٹی زیر غور نہیں ہے لیکن وہاں پر جب اس کی ضرورت محسوس ہو گی تو اس پر اقدامات کئے جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ فرح منظور نے موبائل سے اپنی تصویر بنانے کی کوشش کی)

MR SPEAKER: No photography, no selfie please.

جی،اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!سوال نمبر 4820 ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب!میری بات سنیں۔ پہلے آپ نے دو سوال کر لئے ہیں تو بتائیں کہ اب کیا کریں گے کیونکہ rules اجازت نہیں دیتے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!آپ بااختیار ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔اس کی rules اجازت نہیں دیتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!آپ پورے بااختیار ہیں اس لئے آپ سے رحم کی اپیل کرتا ہوں کہ آپ اجازت دے دیں کیونکہ بہت چھوٹا سا سوال ہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ایجوکیشن کے سوالات بہت اہم ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب!rules permit نہیں کرتے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے حلقہ کا بڑا اہم مسئلہ ہے اور آپ بااختیار ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرا خیال ہے کہ میں نے آپ کو پہلے اس بات پر پوچھا تھا اور آپ نے کہا کہ جی، میں نے پہلے ایک سوال کیا ہے۔ آپ کا جو سوال آ رہا تھا اس کو دیکھتے ہوئے میں یہ کہہ رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تو محروم علاقے کی نمائندگی کی بات کی تھی اور اس میں ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ شاہ صاحب! دیکھیں، ہم سب نے حلف اٹھایا ہے کہ rules کی violation نہیں کریں گے اور اب آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں۔ آپ اس میں پورے بااختیار ہیں۔ میں بھی rules پڑھا ہوا ہوں اور آپ اس میں بااختیار ہیں۔ میں نے ایک ہی ضمنی سوال کرنا ہے کوئی لمبی بات نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بات یہ ہے کہ معذرت کے ساتھ۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگلی درخواست میں یہ کرتا ہوں کہ اگر آپ اس کی اجازت نہیں دیتے تو اس سوال کو pending کر دیں تو next time آ جائے گا۔

جناب سپیکر: چلیں جی، آپ کی یہ بات مان لیتے ہیں اور اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال میاں طاہر صاحب کا ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 4822 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں بوائز کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*4822: میاں طاہر: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر میں کتنے بوائز کالجز ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ہر کالج کی عمارت کتنے کمروں اور بلاک پر مشتمل ہے؟

(ج) ہر کالج میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کالج وار بتائیں؟

(د) ہر کالج کی missing facilities کی تفصیلات نیز ان کو پورا کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):

(الف) فیصل آباد شہر میں کل 9 بوائز کالجز ہیں جن میں سے 7 کالجز جنرل ایجوکیشن اور 2 کامرس کالج ہیں یہ کالجز شہر کے مختلف علاقوں میں قائم ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	کالج کا نام	ایڈریس	حلقہ
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس فیصل آباد	ریلوے روڈ سمن آباد	NA-84, PP-70
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد	ریلوے روڈ سمن آباد	NA-84, PP-70
3	گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد	عبداللہ چوک جڑانوالہ روڈ	NA-83, PP-67
4	گورنمنٹ کالج آف کامرس عبداللہ پور فیصل آباد	عبداللہ چوک جڑانوالہ روڈ	NA-83, PP-67
5	گورنمنٹ اسلامیہ بوائز کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد	لاری اڈا فیصل آباد	NA-28,PP-66
6	گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد فیصل آباد	ٹینکی چوک ستیانہ روڈ	NA-82, PP-65
7	گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد	ٹینکی چوک ستیانہ روڈ	NA-83, PP-68
8	گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی فیصل آباد	ڈی گراؤنڈ فیصل آباد	NA-83, PP-68
9	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جھنگ روڈ فیصل آباد	جھنگ روڈ فیصل آباد	NA-83, PP-67

(ب)

نمبر شمار	کالج کا نام	کمروں کی تعداد	بلاک
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس فیصل آباد	28	05
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد	44	01
3	گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد	28	02
4	گورنمنٹ کالج آف کامرس عبداللہ پور فیصل آباد	27	01
5	گورنمنٹ اسلامیہ بوائز کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد	29	01
6	گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد فیصل آباد	07	01
7	گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد	12	کوئی نہیں
8	گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی فیصل آباد	10	کوئی نہیں
9	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جھنگ روڈ فیصل آباد	07	کوئی نہیں

(ج)

نمبر شمار	کالج کا نام	طلباء کی تعداد
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس فیصل آباد	2140
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد	4779
3	گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد	2027
4	گورنمنٹ کالج آف کامرس عبداللہ پور فیصل آباد	1285
5	گورنمنٹ اسلامیہ بوائز کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد	2042
6	گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد فیصل آباد	219

7	گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد	465
8	گورنمنٹ کالج آف کامرس پیپلز کالونی فیصل آباد	875
9	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جھنگ روڈ فیصل آباد	65

(د) فیصل آباد شہر کے کالجوں میں missing facilities کی فراہمی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مندرجہ ذیل کالجز میں موجودہ سال کی ADP کے تحت missing facilities فراہم کی جارہی ہیں۔

نمبر شمار	کالج کا نام	مسنگ فسیلٹیز
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد	34 کمرے اور 04 لیبارٹریز تعمیر کی جارہی ہیں
2	گورنمنٹ اسلامیہ بوائز کالج سرگودھا روڈ فیصل آباد	سائنس بلاک اور ملٹی پرپز ہال تعمیر ہو رہا ہے۔
3	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جھنگ روڈ فیصل آباد	10 کمرے تعمیر کئے جارہے ہیں

مندرجہ ذیل کالج کی missing facilities کو تجویز کردہ بجٹ برائے سال 16۔2015 میں شامل کیا گیا ہے۔

1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج آف سائنس فیصل آباد	اندرونی سڑک کی مرمت

مندرجہ ذیل کالجز کی missing facilities کی تجاویز ایک مشترکہ سمری میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوادی گئی ہے۔

1	گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ فیصل آباد	پرنسپل کی رہائش
2	گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد	ایڈمن بلاک
3	گورنمنٹ ملت ڈگری کالج غلام محمد آباد فیصل آباد	6 اضافی کلاس روم، کمپیوٹر لیب، واش روم اور کنٹین وغیرہ

مندرجہ ذیل کالجوں کی missing facilities کا جائزہ لیا جارہا ہے اور ضروری قانونی کارروائی کے بعد ان کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے گا۔

1	گورنمنٹ کالج آف کامرس عبداللہ پور فیصل آباد
2	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس جھنگ روڈ فیصل آباد

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ سوال میں نے پچھلے سال بھی کیا تھا تو on the floor of the House کھڑے ہو کر یقین دلایا گیا تھا کہ missing facilities جن جن کالجوں میں ہوں گی ان کی ایک رپورٹ بنا کر اس ایوان میں پیش کی جائے گی۔ آج مجھے جو یہ جواب دیا گیا ہے تو اس میں صرف کمروں کی تفصیل بتائی گئی ہے اور اس چیز کا جواب نہیں دیا گیا جو میں نے پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر!آپ کے توسط سے میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کا پچھلا سوال جو ہے اسے یہ repeat کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! پچھلے سوال کا جواب آپ کے پاس ہے جو انہوں نے دیا تھا، مجھے اس سوال کا نمبر بتادیں میں اسے تلاش کروالوں گا؟

میاں طاہر: جناب سپیکر!سوال آپ نے pending کر دیا تھا اس لئے میرے پاس جواب تو نہیں ہے کیونکہ میرے حلقے کے کچھ کالجوں میں missing facilities ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کی نشاندہی کر دیں۔ ہم ان کو کہتے ہیں کہ وہ آپ کے grievances کو redress کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر!یہاں پر اگر ان کے جواب کو consider کیا جائے تو اس میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ پرنسپل کی رہائش گاہ کے لئے گورنمنٹ ڈگری کالج ستیانہ روڈ اور گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد میں ایڈمن بلاک کے لئے، ان کو missing facilities میں لکھا گیا ہے جبکہ یہ چیزیں missing facilities میں نہیں آتیں۔ Missing facilities میں چار دیواری، گیٹ، واش رومز بلاک اور کلاس رومز آتے ہیں۔ یہ ایڈمن بلاک یا پرنسپل کی رہائش گاہیں missing facilities میں نہیں آتیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ):جناب سپیکر!موجودہ سال کی ADP کی جتنی missing facilities تھیں وہ ان کو بتادی گئی ہیں اور ایک دفعہ پہلے بھی on the floor of the House میں نے یہ بات کی تھی کہ ہمارے پاس missing facilities کی جتنی detail تھی وہ ہم نے سمری چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو نومبر 2014 میں بھجوائی جس کا بدقسمتی سے ابھی تک ہمارے پاس جواب نہیں آیا but میری سیکرٹری implementation سے بات ہوئی ہے and I asked him کہ اس کا either way reply کر دیں تاکہ جو جو ہماری missing facilities ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے ہم مزید plan کر سکیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین اور گورنمنٹ میونسپل ڈگری کالج فیصل آباد میں واش رومز کی بہت زیادہ قلت ہے۔ پچھلے سال بھی میں نے یہ چیز اپنے سوال میں mention کی تھی اور اس دفعہ بھی کر رہا ہوں، انہوں نے on the floor of the House کھڑے ہو کر یقین دلایا تھا کہ اس کو consider کیا جائے گا اور اس کو next ADP میں رکھا جائے گا لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں اسے دیکھتا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اب پھر دوبارہ وہی چیزیں سامنے آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں انہیں کہتا ہوں۔ جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! اس کو دوبارہ بھی consider کرتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بتایا تھا کہ جو سمری گئی ہے اس میں missing facilities میں یہ سب چیزیں شامل کی گئی تھیں اور ہم صرف duplication کی وجہ سے دوبارہ نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر وہ کسی وجہ سے رہ گیا ہے تو اس کو اس میں شامل کروائیں اور اس کی یقین دہانی کروائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! جو سمری بھجوائی گئی ہے اس میں یہ سب چیزیں شامل ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے انہیں آپ نے زبردستی بٹھا دیا ہے اور خود ضمنی سوال کرنا شروع ہو گئے ہیں this is not good

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ان کی اجازت سے کر رہا ہوں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! انہیں ضمنی سوال کرنے دیں۔ ان کے بعد میں کروں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری submission آپ سے یہ ہے کہ جب ایک منسٹر ذمہ داری کے ساتھ چیئر کو اس بات کی assurance دیتے ہیں کہ کل صبح اس پر ہم رپورٹ پیش کر دیں گے یا اس کام پر ہم عملدرآمد کر کے آئیں گے۔ جب وہ نہیں کر کے آتے تو اس کے بعد ان کو پوچھنے کا حق یا استحقاق

کس کے پاس ہے یا یہ وزیر صاحب نے جو assurance دی ہے یا ابھی پارلیمانی سیکرٹری for that matter دے رہی ہیں یا جیسے بزنس ہاؤس کی کمیٹی کے متعلق اور کمیٹی نمبر 6 کی اور جو employees کے matter ہیں، اس پر منسٹر categorically کہہ کر گئے لیکن آج تک کوئی رپورٹ ہاؤس میں نہیں آئی اور کوئی پُرسان حال نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال ہے کیا regarding this question?

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! Assurance دی گئی ہے تو وہ کیسے پوری ہو گی؟

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔ میاں صاحب! جو انہوں نے کہا ہے آپ اس بات سے satisfied ہیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! میں ان کی بات سے بالکل disagree کرتا ہوں کیونکہ جو محترمہ نے on the floor of the House کھڑے ہو کر فرمایا ہے کہ ہم اس کو ADP میں ڈال دیں گے۔ ADP میں تو اب فہرستیں بن کر آ چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جن کی آپ نے نشاندہی کی ہے وہ ان کی بات کر رہے ہیں وہ ضرور ڈلوائیں گے۔ سیکرٹری ہائر ایجوکیشن بھی تشریف رکھتے ہیں تو یقیناً وہ بھی نوٹ کریں گے اور آپ کی بات اور آپ کا جو grievance ہے اس کو redress کریں گے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! پچھلے سال یہاں پر کھڑے ہو کر یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آپ سے ایک علیحدہ میٹنگ کی جائے گی لیکن اس وعدے کو بھی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا گیا۔ آج تک کسی بندے نے بلا کر یہ نہیں پوچھا کہ آپ کے کون کون سے کالجوں میں کس کس چیز کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ جو آپ نے نشاندہی کی ہے۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ افسران کی فوج ظفر موج ٹھنڈی گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتی ہے، ایسے دفاتر کا چکر لگاتے ہیں اور واپس آ جاتے ہیں۔ ان کو کیا پتا کہ حلقوں میں کیا کیا کام ہونے والے ہیں؟ یہ متعلقہ ممبران کو on board کریں تو کم از کم ہمیں یہاں پر کھڑے ہو کر ایسی تقریریں نہ کرنی پڑیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ موش سلطانہ): جناب سپیکر! میں نے ان کو پہلے یہ بتایا تھا کہ ADP میں جو سکیم شامل ہے وہ یہاں پر لکھ دی گئی ہیں اور جو سکیمیں یہاں پر mention کی گئی

ہیں یہ ADP میں شامل ہیں اور میں نے دوسری بات یہ کی تھی کہ ایک missing facilities کی الگ سے سمری وزیر اعلیٰ ہاؤس میں بھیجی گئی تھی جس کا بد قسمتی سے جواب نہیں آیا جس کے بارے میں میری سیکرٹری implementation سے کل بات ہوئی کہ اس کا آپ ہمیں either way reply کر دیں تاکہ ہم اس کو accordingly mange کر لیں۔ ہماری جو missing facilities ہیں تو اس کا ہمیں کوئی positive یا negative جو بھی جواب آتا ہے تو انشاء اللہ ہم ان کے جو issues ہیں وہ دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: یہ آپ مجھے بھی بتائیں گے کہ میں نے اس میں شامل کر لیا ہے۔ آپ کی مہربانی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! یہ عجیب قسم کا مذاق کر رہے ہیں۔ پچھلے سال بھی یہ کہا گیا کہ سمری بھجوا دی گئی ہے، سمری منظور ہو گئی ہے، missing facilities کو دور کر دیا جائے گا اور آج بھی کھڑے ہو کر وہی باتیں کی جا رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، don't worry

میاں طاہر: جناب سپیکر! آپ یہ آج commit کروا دیں کہ یہ اس سال کے ADP میں پی پی۔69 کے کالجوں کو شامل کیا جائے گا تو میں پھر بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا کام کروائیں گے جس طرح بھی ہوا اور آپ ایسے نہ کریں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! اس پر آپ ان سے commitment کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کا کام بالکل کروائیں اور ضرور کروائیں۔ مہربانی۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی بھی ضمنی سوال ہے کیونکہ آپ کے تین سوال ہو چکے ہیں۔ بہت شکریہ۔ وقفہ سوالات ہی ختم ہو گیا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ Question Hour is over now.

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

لاہور: پنجاب یونیورسٹی میں غیر قانونی رہائش پذیر طلباء کے خلاف کارروائی ودیگر تفصیلات

*3313: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال2013 کے دوران پنجاب یونیورسٹی کے ہاسٹل میں غیر قانونی رہائش پذیر طلباء سے قانونی کارروائی کرکے خالی کرالیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہاسٹل خالی کروانے کے دوران متعدد طلباء نے مزاحمت بھی کی جس کے نتیجے میں متعدد سرکاری اہلکارز خمی بھی ہوئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعدد طلباء نے توڑ پھوڑ کی جس کے نتیجے میں یونیورسٹی کو شدید نقصان پہنچا جس پر متعدد طلباء کے خلاف مقدمات بھی درج ہوئے، درج مقدمات کے ضمن میں کتنے طلباء کو گرفتاراور کتنے طلباء کو سزائیں ہوئیں، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) درست ہے کہ سال2013 میں پنجاب یونیورسٹی کے ہاسٹل غیر قانونی رہائش پذیر طلباء سے خالی کرائے گئے۔

(ب) درست ہے کہ ہاسٹل خالی کروانے کے دوران متعدد طلباء نے مزاحمت بھی کی جس کے نتیجے میں متعدد سرکاری اہلکارز خمی بھی ہوئے۔

(ج) درست ہے کہ طلباء نے توڑ پھوڑ کی جس کے ضمن میں ان کے خلاف مقدمات درج ہوئے ایف آئی آرز کی کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

لاہور: بہاؤالدین زکریایونیورسٹی کے سب کیمپس کاآغاز ودیگر تفصیلات

*3316: محترمہ نگہت شیخ: کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بہاؤالدین زکریایونیورسٹی سب کیمپس لاہور کب شروع ہوا نیز اس کے شروع کرنے کے لئے حکومت سے کب اور کس قانون کے تحت اجازت لی گئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ یونیورسٹی کا کیمپس قانونی تقاضوں کو پورا کئے بغیر شروع کیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں نئی کلاسز کا اجراء بھی ہو چکا تھا مگر بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر اسے ختم کر دیا گیا آخر کیوں، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

(د) متذکرہ یونیورسٹی میں داخلہ لینے والے طلباء و طالبات کے مستقبل کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں نیز انہیں کن کن دوسری یونیورسٹی میں accommodate کیا گیا ہے اگر نہیں تو کیوں، اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان، لاہور کیمپس کی منظوری مورخہ 2013۔03۔13 کو بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ایکٹ 1975 کے سیکشن 5(I) اور 5(III) کے تحت دی گئی۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مابعد حکومتی منظوری مورخہ 2013۔03۔13، متذکرہ یونیورسٹی کے لاہور کیمپس میں قانونی تقاضے پورے کئے بغیر کلاسز کا اجراء کر دیا گیا جبکہ حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن 2013۔03۔13 یونیورسٹی کو مندرجہ ذیل شرائط پر لاہور کیمپس کھولنے کی مشروط اجازت دی تھی۔

1۔ سنڈیکیٹ کی منظوری

2۔ ہائر ایجوکیشن اسلام آباد سے NOC

یونیورسٹی مندرجہ بالا دونوں شرائط کو پورا کرنے میں ناکام رہی۔ بعد ازاں بغیر قانونی تقاضے پورے کئے کلاسز کے اجراء کرنے پر حکومت پنجاب نے مذکورہ معاملے پر ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دی جس کی سفارشات ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے وزیر تعلیم پنجاب کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوا دی ہیں۔

(ج) متذکرہ یونیورسٹی نے لاہور کیمپس میں کلاسز کا اجراء کیا تھا تاہم سنڈیکیٹ کے اجلاس 5,6۔ ستمبر 2013 میں مندرجہ بالا شرائط کے پورا نہ ہونے کی بنیاد پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ سنڈیکیٹ کی ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی جائے گی جو کہ کیمپس کے قیام بارے قانونی پہلوؤں کی جانچ پڑتال کرے گی اس ذیلی کمیٹی کی حتمی رپورٹ کی منظوری بذریعہ سنڈیکیٹ ہونے تک مذکورہ لاہور کیمپس کو کام کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

یونیورسٹی کے اس اقدام کو جناب سول جج درجہ اول لاہور نے معطل کرتے ہوئے حکم امتناعی دے دیا ہے جس کے خلاف یونیورسٹی نے مذکورہ عدالت میں اپیل دائر کر دی ہے اور معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ لاہور کیمپس کا معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے اور لاہور کیمپس سول جج لاہور کی طرف سے دیئے گئے حکم امتناعی آرڈر کی وجہ سے کام کر رہا ہے تاہم ہائرایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب نے بذریعہ اشتہار طلباء کے مفاد میں یہ مطلع کیا ہے کہ لاہور کیمپس کو مزید کام کرنے سے روک دیا گیا ہے تاکہ طلباء اور والدین کا قیمتی وقت اور مال ضائع نہ ہو۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

منڈی بہاؤالدین: گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج ملکوال سے متعلقہ تفصیلات

*5447: جناب شفقت محمود: کیا وزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کی کتنی اسامیاں منظور شدہ ہیں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(ب) کالج میں طالبات کی تعداد کتنی ہے اور کیا ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں طالبات کی تعداد اور مضامین کے مطابق ہیں؟

(ج) کیا کالج کی عمارت میں موجود طالبات کی تعداد کے مطابق کمروں کی تعداد ہے؟

(د) کیا مذکورہ کالج میں طالبات کے لئے ہال موجود ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 25 ہے 11 اسامیوں پر ریگولر لیکچرار کام کر رہی ہیں اور 14 اسامیاں خالی ہیں ان پر ضرورت کے مطابق (CTIs) بھرتی کئے ہوئے ہیں۔

(ب) کالج کی ٹوٹل طالبات کی تعداد 1173 ہے اور ٹیچرز کی منظور شدہ اسامیاں طالبات کی تعداد اور مضامین کے مطابق ہیں۔

(ج) کالج کی عمارت میں کل کلاس رومز کی تعداد بارہ ہے اور لیبارٹریز کی تعداد آٹھ ہے کمروں کی تعداد طالبات کی تعداد کے مطابق ہے لیکن مستقبل میں طالبات کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے مزید کمروں کی ضرورت ہو گی۔

(د) مذکورہ کالج میں طالبات کے لئے ہال موجود نہیں ہے لیکن additional facilities کے بلڈنگ کمپوننٹ کے تحت ہائر اتھارٹیز کو multipurpose ہال کی تعمیر کے لئے لیٹر لکھا ہوا ہے۔

پرائیویٹ شعبہ میں یونیورسٹیوں سے متعلقہ تفصیلات

*5790: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ شعبہ میں قائم ہونے والی یونیورسٹیوں کو ان کے چارٹر کے مطابق دیگر شہروں میں سب کیمپس کھولنے کی اجازت ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں دیگر پرائیویٹ کالجز کو الحاق نامہ جاری کرنے کا اختیار رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ یونیورسٹیاں دیگر شہروں میں سب کیمپس کھول رہی ہیں اور الحاق نامے جاری کر رہی ہیں، کیا ایسا حکومت کی اجازت سے ہو رہا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ پرائیویٹ شعبہ میں قائم ہونے والی یونیورسٹیز چارٹر کے مطابق اپنے قیام کے دس سال بعد دیگر شہروں میں سب کیمپس کھولنے کی مجاز ہیں۔

(ب) نجی شعبہ میں قائم ہونے والی یونیورسٹیز اپنے ایکٹ / چارٹر کے مطابق دیگر اداروں کا الحاق کر سکتی ہیں۔

(ج) حکومت کی اجازت کے بغیر قائم ہونے والے سب کیمپس یا الحاق کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے نجی شعبہ میں قائم ہونے والی تمام یونیورسٹیز کے لئے سب کیمپس قائم کرنے سے پہلے گورنر کی اجازت لینا ضروری ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں واقع سرکاری کالجز سے متعلقہ تفصیلات

*5794: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے بوائز اور گرلز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) مذکورہ کس کس کالج میں بوائے سکاؤٹ اور گرلز گائیڈ کی تربیت دی جارہی ہے؟

(ج) مذکورہ کالجز میں بوائے سکاؤٹ اور گرلز گائیڈ کی تربیت کے لئے کتنے اساتذہ کام کر رہے ہیں، ان کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ کالجز میں بوائے سکاؤٹ اور گرلز گائیڈ کی کمپنی موجود ہے کیا ان کے کیمپ باقاعدہ منعقد ہوتے ہیں کیا ان کا ریکارڈ موجود ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مندرجہ ذیل 14 کالجز واقع ہیں:

1۔ گورنمنٹ میونسپل پوسٹ گریجویٹ کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ
2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج گوجرہ
3۔ گورنمنٹ پی ایس ٹی پوسٹ گریجویٹ کالج کمالیہ
4۔ گورنمنٹ فرید بخش کالج 333 گ ب
5۔ گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ
6۔ گورنمنٹ ڈگری کالج موروثی پور
7۔ گورنمنٹ کامرس کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ
8۔ گورنمنٹ کامرس کالج گوجرہ
9۔ گورنمنٹ کامرس کالج کمالیہ
10۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹوبہ ٹیک سنگھ
11۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرہ
12۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین کمالیہ
13۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین پیر محل
14۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ

(ب) مندرجہ ذیل کالجز میں بوائے سکاؤٹ اور گرلز گائیڈ کی تربیت دی جاتی ہے۔

1۔ گورنمنٹ میونسپل پوسٹ گریجویٹ کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ
2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج گوجرہ
3۔ گورنمنٹ پی ایس ٹی پوسٹ گریجویٹ کالج کمالیہ
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج موروثی پور
5۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹوبہ ٹیک سنگھ
6۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرہ

(ج)

1۔ گورنمنٹ میونسپل پوسٹ گریجویٹ کالج ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2 اساتذہ
2۔ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج گوجرہ میں 2 اساتذہ
3۔ گورنمنٹ پی ایس ٹی پوسٹ گریجویٹ کالج کمالیہ میں 2 اساتذہ
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج موروثی پور میں 1 استاد
5۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2 اساتذہ
6۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین گوجرہ میں 2 اساتذہ کام کر رہے ہیں۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) طلباء و طالبات پر مشتمل سوسائٹی موجود ہے اور ان کے اجلاس منعقد ہوتے رہتے ہیں کالجز کے پاس ان کا باقاعدہ ریکارڈ موجود ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں ذرا رپورٹ پیش کر لوں۔Please report پیش کر لینے دیں۔جناب ذوالفقار علی خان مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن سے متعلق ایک انتہائی اہم بات کرنی ہے ورنہ پھر وہ چلے جائیں گے۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، دیکھتے ہیں۔جی، رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ذوالفقار علی خان: جناب سپیکر! میں

The Stamp (Amendment) Bill 2015 (Bill No 27 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، ریلیف واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب جناب احمد خان بلوچ قائمہ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب2015اور مسودہ قانون(ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں2015کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن(جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! میں

The Punjab Mass Transit Authority Bill 2015 (Bill No. 22 of 2015) and the Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 23 of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: جی، رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں بات کر رہا ہوں کچھ خیال کریں مہربانی کریں۔ جناب شہزاد منشی صاحب مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون(ترمیم) میٹرنٹی بینیفٹس پنجاب2015کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! میں

The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 (Bill No 26. of 2015)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت وانسانی وسائل کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کل کے سوال کے بارے میں بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، مراد راس صاحب کی بات سننے دیں آپ کے کل کے سوال کا پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب لے کر آرہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہیلی کاپٹر پر آرہے ہیں۔

جناب سپیکر: میری ابھی منڈا صاحب سے ٹیلیفون پر بات ہوئی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ میں آرہا ہوں۔ بقول اُن کے وہ کہہ رہے ہیں میں آرہا ہوں۔ اس کو pending کرتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کس سوال کو pending کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا جواب آنا ہے اس کا ذرا انتظار کر کے پھر بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ یہ بتادیں کہ آج کے اجلاس میں آئے گا یا اگلے اجلاس میں آئے گا۔

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کے بعد۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ایک بہت ضروری پوائنٹ پر بات کروں گا یہ پہلے بھی ایوان کے اندر discuses ہو چکا ہے۔ ہمارے پنجاب کے اندر ایم فل اور پی ایچ ڈی ٹیچرز کی پروموشن کے لئے ان کے service structure کے لئے ابھی تک کوئی پالیسی نہیں بنائی گئی۔ پورے پنجاب کے اندر 300 ٹیچرز ہیں ان کی پوری لسٹ میرے پاس ہے جو کہ پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں کے اندر پڑھا رہے ہیں ان کا گریڈ 9 سے 14 اور 16 ہے اس سے آگے ان کو گریڈ نہیں ملتا۔ ایم فل اور پی ایچ ڈی ٹیچرز جو کہ پرائمری، مڈل اور ہائی سکول کے اندر پڑھا رہے ہیں انہیں 9,14 اور 16 سکیل پر رکھا جا رہا ہے ان کی تعداد صرف 300 ہے۔ جو بی اے پاس کرتا ہے اُسے سیدھا 16 سکیل میں لگا دیا جاتا ہے اس پر پالیسی بنی ہوئی ہے اور ان کے لئے کوئی پالیسی نہیں ہے جنہوں نے ایم فل اور پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے ان کو ابھی تک سکیل 9,14 اور 16 میں رکھا جاتا ہے حالانکہ جو یونیورسٹی میں پڑھانے جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہتر ہے، آپ اس کا سوال دے دیں۔ تاکہ اُس کا جواب لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں اس پر آپ کو کچھ بتا دوں تاکہ۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی! آپ اس پر سوال دیں تاکہ میں اُن سے پوچھوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یونیورسٹی کے اندر جو پروفیسر پڑھا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی! توجہ دلاؤ نوٹس آنے دیں بہت ضروری توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں 300 بندے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کریں اس کا سوال دیں میں اُن سے جواب لوں گا۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب کا ایک سوال تھا جس کا جواب آج کے لئے pending کیا گیا تھا اُس کو next session تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ اس کو کمیٹی میں بھیج دیں اس پر discuss کروالیں۔

جناب سپیکر: کون سی کمیٹی کس طرح بھیجوں؟ میرے پاس اس کے متعلق کوئی چیز ہے آپ لکھ کر کچھ دیتے میں اُس کا نوٹس لیتا۔

(اذانِ ظہر)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دو چار دس نہیں پورے نوے ارب روپے کی ڈکیتی پاکستانی قوم کے ساتھ ہونے چلی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ نیپرا نے 3 روپے گھریلو صارفین اور 4 روپے صنعتی صارفین کے ٹیرف کے اندر کمی کی منظوری دی ہے لائن لاسز اور فرنس آئل کی قیمت میں کمی یہ دو تین تک reason کی بنیاد پر لیکن آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کے دباؤ پر نیا سرچارج نافذ کر کے یہ جو کمی کا فیصلہ ہوا ہے جس میں پبلک کو relief دیا گیا تھا۔ یہ سرچارج 90۔ارب روپے کی ڈکیتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں اور ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ واک آؤٹ نہ کریں اچھی بات نہیں لگے گی۔

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No, Point of order now. Let me proceed further.

توجہ دلاؤ نوٹسز

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ) کا ہے وہ پڑھ چکے ہیں اُس کا جواب کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب! آپ نے دینا تھا۔

سرگودھا: موضع آہلی روانہ تھانہ کوٹ مومن میں ڈکیتی کی واردات سے متعلقہ تفصیلات

(۔۔۔جاری)

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں مختصر بتانا چاہتا ہوں کہ پچھلی بار جب یہ توجہ دلاؤ نوٹس ایوان میں پیش ہوا تو سندھو صاحب کی اس پر تھوڑی observation تھی کہ ابھی تک انوسٹی گیشن ٹھیک نہیں ہو رہی ہے تو اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جائے میری متعلقہ ڈی پی او سے بات ہوئی تھی اُس نے انوسٹی گیشن کی ہے اسی ڈکیتی میں کوئی 58 فراد گرفتار ہو چکے ہیں اور ابھی تک انوسٹی گیشن جاری ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی یہ سامان جو لوٹا گیا ہے اور اس میں جو آٹھ دس لوگ ملوث ہیں وہ بھی پکڑے جائیں گے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی کریں اس پر آپ نے کافی بات کر لی ہے مجھے آگے بڑھنے دیں میرے پاس آگے ضروری کارروائی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔ یہ سوال گندم اور جواب چنا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آٹھ لوگوں نے ڈکیتی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے 58 لوگ پکڑے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ڈکیتی کے کون سے ملزم پکڑے گئے ہیں ان کے نام بتا دیں؟ بات یہ ہے کہ یہ ایک ڈکیتی ہو یا ہزاروں ڈکیتیاں ہوں میرا تو سارا حلقہ ہی لٹ گیا ہے اور وہاں اشتہاری دندنا رہے ہیں۔ آپ پنجاب کے کسی بھی اشتہاری کا نام لیں تو وہ میرے حلقے میں ہے۔ ہمارے سابقا ایم پی اے کی بیٹی کے

گھر ڈکیتی ہوئی اور اس کے بعد بھی سرگودھا میں مختلف ڈکیتیاں ہوئی ہیں جن کے پرچے درج نہیں ہوئے۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معاشرے میں کچھ بہتری آئے اور یہ ایوان اس کا کوئی action لے۔ ڈی پی او صاحب گیلری میں آ گئے ہیں میں ڈی پی او صاحب کے workاور conduct کے متعلق شدید تحفظات رکھتا ہوں لیکن میں آگے اس لئے بات نہیں کروں گا کہ یہ اِدھر آئے ہوئے ہیں ورنہ میں بات کرنا جانتا ہوں۔ میں اس توجہ دلاؤ نوٹس کے ذریعے وزیر اعلیٰ کی بھی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ لٹ گیا ہے، سرگودھا ڈسٹرکٹ لٹ گیا ہے اور پولیس نے ڈکیتوں کا روپ دھار لیا ہے۔ خدارا policing or no policing does not make any difference یہ بات ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ میں نے آئی جی صاحب کو بھی کہا تھا کہ خدا کے واسطے یہ آپ کا جو ڈاکٹر ہے Corrupt but effectiveاس کو ختم کر دیں۔Corrupt but effective جو ہے وہ squeeze کرتا ہے، لوگوں کو نچوڑتا ہے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری گزارش تو سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی ہے، آپ کا سارا کچھ نوٹ ہو گیا ہے، جو کچھ آپ نے کہا ہے اس کا نوٹس آ گیا ہے، مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری بات نہیں سنی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات سن لی گئی ہے اور وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں بھی آپ کی بات آ گئی ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! دیکھیں، نوٹس میں کیسے آ گئی ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحبان بیٹھے سن رہے ہیں اور ہوم سیکرٹری بھی سن رہے ہیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے بتایا جائے کہ کب تک یہ ملزمان پکڑے جائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب! ان کو بتا دیں کہ آپ کی طرف سے کوشش جاری ہے۔ سندھو صاحب! آپ بیٹھیں ان سے پوچھتے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! سندھو صاحب کا جو concern ہے میں نے اس کو نوٹ کر لیا ہے اور مجھے پتا ہے کہ یہ ان کا concern ہے۔ میں نے

ڈی پی او کو بتادیا ہے وہ دن رات کوشش کر رہا ہے اور ان کی ٹیم بھی پوری کوشش کر رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ لوگ جلدی پکڑے جائیں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب! یہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 808 آپ کا ہے جس کو پڑھ دیا تھا۔ جی، منسٹر صاحب! اس کا جواب دیں۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال کیا تھا اور اس کا جواب کیا آیا ہے؟

جناب سپیکر: سندھو صاحب! انہوں نے آپ کی ساری بات سن لی ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟ مہربانی کریں۔ انہوں نے اس کا نوٹس لے لیا ہے۔

چودھری طاہر احمد سندھو (ایڈووکیٹ): اس توجہ دلاؤ نوٹس کو پھر pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ No pending وہ خود اس کا نوٹس لیں گے۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 808 کا جواب آنے لگا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

بہاولپور: تھانہ بغداد الجدید میں گرفتار ملزمان سے متعلقہ تفصیلات

(۔۔۔جاری)

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میری معزز ممبر سے بات ہو گئی ہے ان کے جو observations تھے ان پر ہم نے ایس پی بہاولپور انوسٹی گیشن تعینات کر دیا تھا اور ان کی رپورٹ آ گئی ہے۔ اس نے کہا ہے کہ اس میں definitely ایس ایچ او ملوث تھا جو favouritism کر رہا تھا جس کو ہم نے نکال دیا ہے۔ میری ڈاکٹر صاحب سے بات ہو گئی تھی وہ satisfied ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ڈی پی او صاحب نے بھی بڑی تفصیل سے مجھ سے بات کی ہے اور کرنل صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس کو seriously لیا ہے۔ اس وقت ایس ایچ او suspend ہو کر لائن میں ہے اور کیس streamline ہو رہا ہے۔ میں کرنل صاحب اور ڈی پی او صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 817 جناب محمد سبطین خان کا ہے۔

گوجرانوالہ۔ ممبر اسمبلی کے بیٹےاور دوست کے قتل سے متعلقہ تفصیلات

817:جناب محمد سبطین خان:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ "ایکسپریس "نیوز چینل مورخہ 31-05-2015 کی خبر کے مطابق تھانہ صدر تحصیل کامونکی کی حدود میں نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ممبر پنجاب اسمبلی چودھری شمشاد احمد خان،ان کابیٹااور قریبی دوست جاں بحق ہوگئے؟

(ب) کیااس واقعہ کا مقدمہ درج کرلیا گیا ہے اب تک کی تفتیش اور ملزمان کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!ایک بڑاافسوسناک واقعہ ہے ہماری اسمبلی کے معزز ممبر چودھری شمشاد احمد خان،ان کے بیٹےاور ان کے دوست کو شہید کردیا گیا۔ اس کی جوinitial detailہےاس کو میں یہاں پڑھ دیتاہوں۔عرض ہے کہ:

ایف آئی آر نمبر332/15 مورخہ 31-05-15:بجرم302/324/109/427/148/139 ت پ ATA 821/7 تھانہ صدر کامونکی ضلع گوجرانوالہ میں درج ہے۔توجہ دلاؤنوٹس کے جواب میں عرض ہے کہ:

(الف) متذکرہ مقدمہ اس طرح ہے کہ مدعی مقدمہ نے درخواست دی ہے کہ میں کامونکی کارہائشی ہوں زمیندارا کرتاہوں اور محکمہ فوڈ میں انسپکٹر ہوں۔شام تقریباً ساڑھے چھ بجے میرا پھوپھی زاد بھائی چودھری شمشاد احمد خان،ایم پی اے کامونکی،اس کابیٹاشہباز احمد خان،اس کا بھتیجا علی وکیل خان ولد اشفاق احمد خان قوم راجپوت۔چودھری شمشاد احمد خان کادوست شیخ محمود احمد ولد شیخ محمد اسماعیل محلہ سلامت پورہ کامونکی اور ان کا ملازم عامر ولد رانا اختر سکنہ کامونکی بسواری نمبر100/14 -LEC برنگ سفید لینڈ کروزر جبکہ محمد اشفاق ولد محمد اقبال ناصر، محمود خان ولد لیاقت علی،ریاست علی ولد محمد رمضان قوم راجپوت سکنہ کامونکی بسواری گاڑی نمبرLEF-100/14 لینڈ کروزر برنگ سفید میں بیٹھ کر چودھری شمشاد احمد خان کے فارم ہاؤس راجہ بھلہ کی رہائش گاہ جی ٹی روڈ کامونکی سے آرہے تھے۔جب ہم کالج روڈ پر خان پٹرولیم سیم نالہ پر پہنچے تو سامنے سے ایک کار برنگ سیاہ کھڑی تھی۔گزرنے کا راستہ نہ ہونے کی وجہ سے ہماری گاڑیاں وہاں رک گئیں۔چودھری شمشاد احمد خان کی گاڑی میری گاڑی کے

آ گے تھی۔ میری گاڑی کے شیشے کھلے ہوئے تھے۔ سیاہ گاڑی میں اچانک چار کس نامعلوم اشخاص مسلح کلاشنکوف اترے۔ ان میں سے ایک کا قد لمبا اور تین درمیانے قد کے تھے جنہوں نے آکر چودھری شمشاد احمد خان کی لینڈ کروزر پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ چودھری شمشاد احمد خان صاحب جو اپنے ڈرائیور کے ساتھ آگے بیٹھے تھے اور ان کا بیٹا پیچھے بیٹھا تھا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو لوگوں کا وہاں پر رش ہو گیا اور دیکھا گیا کہ ڈرائیور کے پیٹ پر گولیاں لگی تھیں، چودھری شمشاد احمد خان صاحب کے منہ اور سینے پر گولی لگی تھی جبکہ ان کے بیٹے کی پسلی اور سامنے chest پر گولیاں لگی تھیں۔ انہوں نے اس گاڑی میں شہادت پائی۔ وہ لوگ جنہوں نے فائرنگ کی وہ گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روپوش ہو گئے۔ جب یہ واقعہ ہوا تو وہاں کے جو متعلقہ افسران تھے وہ فوراً اس جائے وقوعہ پر پہنچے اور فوراً انوسٹی گیشن شروع کر دی۔ اس میں ایک موقع یہ بھی آیا کہ TTP طالبان نے بھی کہا کہ ہم نے یہ کیا ہے۔ یہ دہشت گردی کا واقعہ ہے لیکن یہاں ایک چیز صاف ظاہر ہوتی ہے کہ یہ دہشت گردی کا واقعہ نہیں ہے اور پولیس تقریباً 99 فیصد کیس تک پہنچ چکی ہے۔ جو لوگ اس میں ملوث ہیں، جن لوگوں نے facilitate بنایا ہے اور جن لوگوں نے یہ murder plan بنایا ہے تو میں premature ہوں گا اگر اس وقت یہ ایوان کو بتاؤں۔ ہم نے اس کیس میں کافی لوگ پکڑ لئے ہیں اور جنہوں نے اعتراف بھی کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پولیس کی بڑی efficiency ہے کہ ایک دم لوگوں کو پکڑ لیا گیا ہے۔ کچھ لوگ باہر روپوش ہو گئے ہیں اور جو planner تھے وہ ساری فیملی ساتھ ٹکٹ کرا کر پہلے سے دبئی چلے گئے ہیں تو میں ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو ملزمان اس میں ملوث ہیں جنہوں نے فائر کیا ہے اور یہ واردات کی ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد پکڑے جائیں گے اور ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے گی۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میں منسٹر صاحب کے جواب سے کافی حد تک مطمئن ہوں۔ دہشت گردی کہیں بھی ہو اور terrorist activities کہیں بھی ہوں وہ قابل مذمت ہیں لیکن ہمارے ایم پی اے چودھری شمشاد احمد خان (مرحوم) اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور ان کے درجات بلند ہوں۔ ان کے ساتھ ان کا معصوم بیٹا جس بے دردی کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔

and he was representing his area. اس کا مطلب ہے کہ وہ 50 یا 60 ہزار ووٹ لے کر آئے in a way ایک لحاظ سے ان سب کی سبکی ہوئی ہے یا ایک قسم کی شہادت ہوئی۔ ہم دعا گو ہیں اور ہم نے گورنمنٹ پر point scoring کے point of view سے توجہ دلاؤ نوٹس قطعاً نہیں دیا کیونکہ وہ ہمارے معزز ممبر اور سینئر پارلیمنٹیرین تھے۔ ہمارے اس طرف کے دوستوں کو جتنا افسوس ہوا ہے شاید ہمیں ان سے زیادہ ہوا ہو تو اسی لئے جب منسٹر صاحب تقریر کر رہے تھے تو دو تین لوگوں نے clapping کی تو میرا ان کے ساتھ اتفاق نہیں تھا۔ ہمیں اس جواب پر claps نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں انتظار کرنا چاہئے کہ جو ان کے facilitators تھے جنہوں نے ان کی مدد کی وہ سارے پکڑے جائیں اور ہمیں وہ نظر آئے کہ ان کو انصاف کے کٹہرے میں لایا گیا ہے اور ان کو سزا ملی ہے تاکہ آج کے بعد اس طرح کے واقعات سے avoid کیا جائے۔ میری یہ گزارش تھی اور جو بچہ علی زخمی ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا کرے۔

جناب سپیکر: جی، اب وہ ٹھیک ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو سیاستدان پاکستان میں murder ہو جاتے ہیں پھر کچھ عرصے کے بعد وہ وقوعہ ایک کہانی بن جاتی ہے۔ میں اس ایوان کی موجودگی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending رکھیں۔ اس میں جو سب سے بڑی خرابی نظر آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بندے جنہوں نے plan کیا وہ ملک سے باہر چلے گئے۔ ان کو ملک کے اندر لانے میں کئی سال بیت جائیں گے۔ اس کیس کو بالکل اس طرح نہ رکھا جائے، میری وزیر داخلہ سے گزارش ہے کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کریں جب تک ان تمام لوگوں کو قانون کے مطابق سزا نہ مل جائے۔ وہ لوگ جو ملک سے باہر چلے گئے ہیں انہیں ہر حال میں پاکستان میں لایا جانا چاہئے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہاں عنایت میراں صاحب question branch میں تھے ان کے ملزم قتل کر کے باہر چلے گئے اور یہ کتنا پرانا واقعہ ہے آج تک کسی کو سزا نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ضرور ہے کہ اگر آپ ایوان کی رائے لینا چاہتے ہیں تو ضرور لیں لیکن اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending رکھیں جب تک یہ کیس کسی فیصلے تک نہیں پہنچتا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! انہوں نے بات کی ہے کہ اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جائے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! جی، میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 822 سردار شہاب الدین خان صاحب کا ہے۔

راولپنڈی: پولیس کی فائرنگ سے دو سگے بھائیوں کی ہلاکت سے متعلقہ تفصیلات

822: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 2015-06-06 کی خبر کے مطابق راولپنڈی تھانہ نیوٹاؤن کے علاقے میں پولیس کی فائرنگ سے دو سگے بھائی جاں بحق جبکہ ایک شدید زخمی ہو گیا ہے؟

(ب) کیا اس واقعہ کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، اب تک تفتیش اور ملزمان کی گرفتاری میں کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ یہ واقعہ راولپنڈی میں ہوا ہے اور بڑا افسوسناک واقعہ ہے۔ دو بھائی پولیس کے ہاتھوں شہید ہوئے ہیں، یہ تھانہ نیوٹاؤن کے علاقے میں پولیس کی فائرنگ سے دو سگے بھائی جاں بحق ہوئے تاہم اس کے علاوہ کوئی زخمی نہیں ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق شرافت بٹ والد محمد یعقوب سکنہ محمدی کالونی صادق آباد راولپنڈی نے مورخہ 2015-06-06 کو مقامی پولیس کو اطلاع دی کہ وہ کام سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا رہا تھا کہ جب وہ 6th road پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی پہنچا تو اس کے حقیقی بھائی ذیشان اور شکیل بٹ بھی اسلام آباد سے آ گئے۔ جونہی ہم گھر جانے کے لئے روانہ ہوئے تو پیچھے سے دو موٹر سائیکلوں پر سوار پولیس ملازموں نے میرے بھائیوں پر فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں میرے دونوں بھائی مضروب ہو گئے جن کو ہولی فیملی ہسپتال لے جا رہے تھے تو شکیل راستے میں ہی دم توڑ گیا تاہم ذیشان بھی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوت ہو گیا۔ اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 384 مورخہ 2015-06-06 بجرم 34/324/302 ت پ تھانہ نیوٹاؤن میں درج ہو چکا ہے۔ تین کس ملزمان محمد شریف اے ایس آئی، کانسٹیبل ظہیر احمد اور کانسٹیبل زبیر الطاف کو گرفتار کر چکے ہیں جبکہ

کانسٹیبل عمیر جس نے فائر کیا تھا اس کی گرفتاری بقایا ہے۔ ایس ایس پی آپریشن راولپنڈی اور ایس پی راول ڈویژن کی نگرانی میں دو خصوصی ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں جو کانسٹیبل عمیر کو گرفتار کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ مجھے ابھی یقین دلایا گیا ہے کہ انشاء اللہ جلد وہ بھی گرفتار ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! یہ بھی جلد ہی گرفتار ہو جائے گا۔ ان کو پتا لگ گیا ہے کہ یہ کس لوکیشن میں موجود ہے اور پولیس پارٹی اس کے پیچھے گئی ہے۔ آج کل تک عمیر کو بھی arrest کر لیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! معزز وزیر داخلہ نے کہا ہے کہ ایک آدمی کے فائر سے وہ جاں بحق ہوئے ہیں۔ میرے نوٹس میں ہے کہ دو موٹر سائیکلوں پر لوگ آئے ہیں اور ایک کی بجائے زیادہ فائرنگ ہوئی ہے۔ باقی تو میں جواب سے مطمئن ہوں جس طرح منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ تین ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور جس نے فائر کیا تھا وہ ابھی تک گرفتار نہیں ہو رہا تو اس میں کچھ ambiguity آ رہی ہے اگر وہ clear فرما دیں تو شکریہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، کیا آ رہی ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! کوئی ambiguity آ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں بھائی ایک کانسٹیبل کے فائر سے جاں بحق ہوئے ہیں جو کہ ہم نے ٹی وی فوٹیج میں دیکھا ہے یا میرے نوٹس میں جو بات آئی ہے اس میں دو موٹر سائیکلوں پر سوار تین یا چار لوگ آئے ہیں جنہوں نے فائرنگ کی۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! SOP یہ ہے کہ جہاں پر ناکہ لگتا ہے وہاں پر موٹر سائیکلیں ہوتی ہیں اور چار لوگ اس پر سوار ہوتے ہیں۔ دو لوگ موٹر سائیکل پر ready ہوتے ہیں اور باقی لوگ ٹریفک چیک کر رہے ہوتے ہیں یا جو موٹر سائیکلیں جا رہی ہوتی ہیں یا جو لوگ جا رہے ہوتے ہیں ان کو چیک کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ عمیر پیچھے بیٹھا تھا اور اس کے آگے ایک ڈرائیور drive کر رہا تھا۔ اس میں صرف ایک bullet فائر ہوا ہے۔ وہ پیچھے سے لگا ہے اور دونوں میں سے گزرا ہے اور دونوں کی death ہوئی ہے لیکن فائر صرف ایک ہوا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہوم منسٹر صاحب نے جو واقعہ ایوان میں پیش کیا ہے اور جس طرح سرکاری رپورٹ ملی ہے میرے خیال میں اس طرح واقعہ نہیں ہوا۔ ان بچوں کو سامنے سے گولی

لگی ہے اور پوسٹ مارٹم رپورٹ ہے تو وہ آپ دیکھ لیں۔ میں ان کے گھر گیا تھا اور عمران خان صاحب بھی ان کے گھر گئے تھے۔ ہمارے راشد حفیظ صاحب ایم پی اے اور جناب آصف محمود ایم پی اے اور ہم سب ان کے گھر گئے اور ان کی والدہ سے ملے ہیں۔ ان کے والد صاحب پہلے ہی فوت ہو چکے ہیں تو ان کی ایک پھوپھی اور چچا ہیں جو اس پورے گھر کے ذمہ دار ہیں۔ بقول ان کے ،اگر آپ کے پاس ان کی پوسٹ مارٹم رپورٹ آئے تو اس میں دیکھ لیجئے گا کہ ان کو کتنی گولیاں فائر ہوئی ہیں اور گولیاں فرنٹ سے لگی ہیں یا بیک سے لگی ہیں؟ گولیاں ان کو فرنٹ سے لگی ہیں جنہوں نے انہیں نہلایا ہے جو وہاں اہل محلہ ہیں وہ یہی بتا رہے ہیں۔ پولیس میں indiscipline کی حد ہے، چند ہفتے پہلے ائرپورٹ پر ڈاکا پڑا ہے اور چھ کروڑ روپے لوٹ لئے جاتے ہیں، پولیس والے ڈاکو، بچہ اغواء ہوتا ہے تین کروڑ روپے تاوان طلب کیا جاتا ہے، پولیس والے ڈاکو، شراب پکڑی جاتی ہے تو اس میں بھی سی پی او آفس کا ڈرائیور involve ہوتا ہے، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ پولیس ہمیں کس طرف لے کر جا رہی ہے، خاص طور پر راولپنڈی پولیس میں discipline نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ وہ لوگوں کے ساتھ اس طرح سے behave کر رہی ہے جیسے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے، تشریف رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں نے بھی کچھ عرض کرنا تھا۔

جناب سپیکر: پہلے آپ فرمالیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں نے بھی اس سلسلے میں کل توجہ دلاؤ نوٹس جمع کروایا تھا لیکن اب پہلے شہاب الدین صاحب کا آ گیا ہے لہذا میری آپ سے request صرف یہ ہے کہ میں گاہے بگاہے راولپنڈی پولیس کی performance پر بات کرتا رہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس واقعہ کے بارے میں بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں اس واقعہ کے بارے میں ہی بتا رہا ہوں، جس طرح عارف عباسی صاحب نے کہا ہے کہ وہاں پر ہر بندے کو اس بات کا پتا ہے کہ فائر سامنے سے لگا ہے، اس کو سامنے روک کر انتہائی قریب سے فائر کیا گیا۔ اس حکومت کی seriousness میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ دھرنے کی باتیں تو ہمیں یاد رہ جاتی ہیں لیکن ماڈل ٹاؤن میں جو بے گناہ لوگ مارے گئے ہیں وہ یاد نہیں رہتے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ No. Not allowed. Thank you very much.

جناب آصف محمود:جناب سپیکر!میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب سپیکر:وزیر موصوف پوسٹ مارٹم رپورٹ کے بارے میں آپ کو بتا رہے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!پوسٹ مارٹم کی رپورٹ میرے پاس آ گئی ہے اور اگر آپ کہیں تو میں پوسٹ مارٹم رپورٹ پڑھ دیتا ہوں۔اس کی forensic reportابھی آنی ہے، بہتر ہو گا کہ وہ ساری رپورٹ ایک ساتھ پیش ہو اور جو بھی حقائق ہوں گے وہ سامنے آ جائیں گے۔

جناب سپیکر:منسٹر صاحب!اب آپ اس پر کیا کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!آپ کہیں تو میں رپورٹ پڑھ دیتا ہوں ، ٹیکنیکل سا جواب ہے اس میں کافی medical terms use ہوئی ہیں to be very frank میں ان کو نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ medical terms کیا ہیں۔اگر آپ کہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔یہاں پر ڈاکٹر صاحبان بھی موجود ہوں گے جو اس کو بہتر طریقے سے translate کر لیں گے۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر:ٹائم بھی زیادہ ہو گیا ہے آپ مہربانی کریں اس کو pending کر لیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں اس سوال کو pending کر لیتا ہوں اس کی تفصیل next time آ جائے گی۔میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس معاملے میں ان کے ساتھ ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی اس سلسلے میں کچھ عرض کروں۔

جناب سپیکر:عباسی صاحب!آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میرے پاس اس کی رپورٹ آ گئی ہے، اس کے مطابق پیچھے سے فائر ہوا ہے، back سے فائر ہوا ہے اور گولی درمیان میں سے گزر گئی ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اس میں کانسٹیبل اور ایک اے ایس آئی کی غلطی ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے جو ذمہ دار ہیں، جیسے وہاں کا تھانیدار، ڈی ایس پی، اے ایس پی اور ایس ایس پی ہے کیا اس کے خلاف بھی کارروائی ہو گی یا نہیں؟ یہ ایک ادارے کے discipline کا معاملہ ہے، ان کی ٹریننگ کا معاملہ ہے کہ کیا پولیس کی ٹریننگ میں کوئی problem ہے ان کی کوئی problem psychological ہے کہ وہ اپنے superior کی بات نہیں مانتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے میں سب سے زیادہ ذمہ دار اس علاقے کا ایس پی ہے۔

جناب سپیکر: قانون سے بالاتر کوئی نہیں ہو سکتا، اس کا medico legal ہو جائے گا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: مہربانی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے۔ جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 15/239 مؤخر تھی، پہلے اس کو take up کرتے ہیں۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کا جواب مکمل طور پر موصول نہیں ہوا لہذا میری گزارش ہے کہ next week تک کے لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیا جائے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میری یہ تحریک التوائے کار کب کی آئی ہوئی ہے، اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا کہ محکمے اتنے عرصہ میں اس کا جواب بھی نہ دے سکیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! دیکھیں یہ تحریک التوائے کار کب سے pending ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! 15۔مارچ سے pending ہے۔

MR SPEAKER: Very sad.

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس میں اصل بات یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اس کا نوٹس لیں،یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس میں تین departments involve ہیں اور تینوں محکموں کی طرف سے جواب آنا ہے۔

جناب سپیکر:آپ یہ دیکھیں کہ تحریک التوائے کار میں recent occurrence کے معاملات ہوتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:Recent occurrence کے معاملات کا جب وہ جواب مانگتے ہیں تو آپ اس کے جواب میں تین،پانچ،سات مہینے لگادیں تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!انشاءاللہ next week اس کا جواب آجائے گا۔

جناب سپیکر:آپ کی مہربانی۔اس کے بعد آپ کو ٹائم نہیں دیا جائے گا۔اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/246 شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کی ایک کاپی مجھے بھی دے دی جائے تاکہ محرک کو پتا چل سکے کہ کس تحریک التوائے کار کا جواب ہے۔

جناب سپیکر:کس کی کاپی؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میری جس تحریک التوائے کار کا جواب الحمدللہ اگر آ ہی گیا ہے تو اس کی کاپی مجھے مہیا کر دی جائے۔محرک کو کم از کم پتا تو ہونا چاہئے کہ۔۔۔

جناب سپیکر:شیخ صاحب!آپ بلاوجہ غصہ کس پر نکال رہے ہیں،آپ مجھے یہ تو بتائیں،آپ پہلے کھڑے ہو کر غصے میں بات کرتے ہیں اور باقی بات بعد میں کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلے آپ میری بات سن لیں، یہ جو مسئلہ ابھی سامنے آئے گا آپ خود دیکھ لیجئے گا کہ اس کا جواب آنے کے بعد آپ کو بھی غصہ آئے گا، جس قسم کا جواب آئے گا وہ مجھے بھی پتا ہے اور یہ ہیلتھ کے بارے میں ہے آپ بھی سن لیجئے گا۔

جناب سپیکر: آپ کو تو جواب کا پہلے ہی پتا لگ گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پتا اس لئے لگ گیا ہے کہ جس قسم کے جوابات محکموں کی طرف سے آتے ہیں ایوان کو اس کا پتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ۔۔۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! شیخ صاحب سے پوچھیں کہ ان کو غصہ کس پر ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ پر کم آتا ہے مجھ پر زیادہ آتا ہے، کسی اور پر ان کو غصہ نہیں آتا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!

ان کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصے پر پیار آتا ہے

جناب سپیکر: مہربانی۔

ملک میں گردوں اور جگر کی بیماریوں میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ ملک میں گردوں اور جگر کے امراض میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، ان امراض کے پھیلاؤ میں بہت سے عوامل شامل ہیں جن پر قابو پانے کے لئے حکومت پنجاب انتہائی تندہی سے کام کر رہی ہے۔ ان امراض کے مریضوں کی تعداد میں اضافہ کی ایک بڑی وجہ آبادی کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہے جو کہ نہ صرف resources میں کمی کا باعث بن رہا ہے بلکہ ان امراض سمیت دیگر مہلک بیماریوں کی شرح میں اضافے کا بھی سبب ہے۔ محکمہ صحت ان امراض کی روک تھام کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہا ہے اور PKLI کے نام سے جدید سہولتوں سے مزین ہسپتال کی تعمیر شروع کر دی گئی

ہے۔مزید برآں شیخ زید ہسپتال لاہور میں جگر کی بیماریوں کی پیوند کاری سے متعلق جدید سنٹر نے پہلے ہی کام شروع کر رکھا ہے۔یہاں کامیابی سے جگر کے تمام امراض کا شافی علاج موجود ہے اور جگر کی پیوند کاری کے کامیاب آپریشن بھی ہو رہے ہیں۔اس کے علاوہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں خصوصاً تدریسی ہسپتالوں میں ان امراض و دیگر مہلک امراض کی تشخیص اور بعدازاں مکمل علاج معالجہ کی تمام سہولیات موجود ہیں جو کہ ہزاروں مریضوں کے لئے باعث شفاء ہے۔جہاں تک میو ہسپتال لاہور کے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی سے جدا ہونے کا تعلق ہے، یہ عرض ہے کہ میو ہسپتال محکمہ صحت کا بڑا تدریسی ہسپتال ہے، کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے پروفیسر اور دیگر تدریسی عملہ روزاول کی طرح میو ہسپتال میں علاج معالجہ کی سہولیات دینے کے ساتھ طلباء کو انڈر گریجویٹ اور پی جی آر کے تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔مزید برآں محکمہ صحت نے ہسپتال کو فنڈز وغیرہ کی فراہمی میں تیزی کی ہے جس کی وجہ سے اب یہ ہسپتال اپنے زیر التواء پراجیکٹس کی تکمیل کر رہا ہے۔ان پراجیکٹس کے باعث ہسپتال کی کارکردگی میں نمایاں بہتری آ جائے گی۔کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کو یونیورسٹی ایکٹ کے تحت ایک خود مختار یونیورسٹی کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔اس ایکٹ کے تحت میو ہسپتال کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے دائرہ اختیار میں نہ آتا ہے تاہم تمام طلباء کی بہتری اور مریضوں کو بہتر طبی سہولیات باہم پہنچانے کے لئے میو ہسپتال کو محکمہ صحت کے تابع کر دیا گیا ہے اور اس کا الحاق کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی سے کیا گیا ہے۔ہسپتال سے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے پروفیسر حضرات مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں اور طلباء کی تعلیم کا ذریعہ بھی ہیں۔جہاں تک لیڈی ولنگڈن، لیڈی ایچی سن ہسپتالوں کی سپردگی کا تعلق ہے، یہ ہسپتال کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے ساتھ پہلے سے الحاق کئے جا چکے ہیں اور ان ہسپتالوں کو چلانے کے لئے مکمل بااختیار کیا گیا ہے۔محکمہ صحت نے گردوں کی غیر قانونی پیوند کاری کے قبیح کاروبار کو روکنے کے لئے Human Organ Transplant Act 2012 کا اجراء کر دیا ہے جس کے تحت Punjab Human Organ Transplant Authority بھی قائم کی جا چکی ہے۔مزید برآں تمام تدریسی ہسپتالوں میں گردے اور جگر کے امراض کے علاج کے لئے بھی ماہر ڈاکٹر موجود ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کیا آپ اس جواب سے مطمئن ہیں؟ اگر آپ مطمئن ہیں تو میں بھی مطمئن ہوں۔آپ بتا دیجئے جو ہسپتالوں کے حالات ہیں۔میں آپ کے علم میں صرف پرسوں کا ایک واقعہ لانا چاہتا ہوں کہ میرے کارپٹ منیجر کے بچے کا ایکسیڈنٹ ہوا تو میں خود سروسز ہسپتال گیا۔آپ

یقین کیجئے کہ وہاں ڈاکٹروں نے اس کے باپ کو یہ کہا کہ اس کو یہاں سے فوراً لے جائیں اس کی دو جگہوں سے ٹانگ fracture ہے، یہاں اس کا کچھ نہیں ہونا اور اگر اس کی turn آئی بھی تو وہ تین مہینے بعد آئے گی۔ یقین کیجئے کہ ہسپتالوں میں حالات اچھے نہیں ہیں، مجھے معلوم تھا کہ میرے بھائی گوندل صاحب نے rosy picture دکھانی ہے۔آپ بتادیں اور آپ کو خود بھی تجربہ ہے آپ کے پاس بھی لوگ آتے ہوں گے۔ میں نے اس کے اندر ذکر کیا کہ میرے حلقے میں ایک سابقہ sweepress عرصہ دراز سے گائنی کے آپریشن کر رہی ہے اور میں آج بھی ثابت کر سکتا ہوں لیکن انہوں نے اس کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر! میں آج یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا سپیشلسٹ پروفیسر نہیں ہے جس کے پاس جائیں تو وہ پندرہ بیس ہزار سے کم کا ٹیسٹ لکھ کر نہ دے۔ ان کو بھی پتا ہے کہ فیروز سنز کی ایک میڈیسن کو ہیپاٹائٹس سی کے لئے approve کیا گیا ہے لیکن اس کی اس لئے مارکیٹنگ نہیں کی جارہی کہ جو انجکشن چودہ ہزار روپے کا ہے وہ کون لوگ بیچ رہے ہیں آپ کو بھی علم ہے۔

جناب سپیکر: مجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! چلیں میں آپ کو آگاہ کر دوں گا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو اربوں روپیہ دیا جارہا ہے اور ground reality یہ ہے کہ لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ پرائیویٹ ہسپتال اس وقت بہترین بزنس ہیں، ان سرکاری ہسپتالوں سے customers جاتے ہیں اور بزنس وہاں ہو رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اپنے طور پر اس پر ایک کمیٹی بنادیں اور وہ اچانک کسی بھی ہسپتال میں جاکر دیکھ لے۔ پچھلے دنوں خود میو ہسپتال کے ایم ایس کو ہارٹ اٹیک ہوا تو وہاں پر 1960 کا جو کارڈیک کا بہترین وارڈ تھا اس میں کوئی facility نہیں تھی۔ یہ باتیں ریکارڈ پر موجود ہیں میں یا کوئی بھی محرک اگر یہ بات علم میں لاتا ہے تو ہمیں اس کا حل سوچنا چاہئے، ہمیں اس کو دبانا نہیں چاہئے۔ مجھے پتا تھا کہ یہی جواب آئے گا۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! آپ اس معاملے کو seriously لیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، انشاء اللہ۔

جناب سپیکر: دیکھیں ان کی بات واقعی کچھ وزنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں عرض کر دوں کہ انہوں نے جس جس خامی کی نشاندہی کی ہے وہ اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن الحمد للہ گورنمنٹ بھی

اپنے تمام وسائل کے مطابق ہسپتالوں کا معیار بہتر کرنے کے لئے کوشاں ہے اور انشاء اللہ مزید بہتری کی طرف بھی ہمہ وقت کوشاں رہیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ ہم سب کے لئے بہت خوشی کی بات ہے کہ لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں۔ میرے لئے یہ ایک اہم بات ہے جو میں اب کرنے لگا ہوں کہ جب ہم کاروباری لوگ کسی customer کو بہت low grade deal کریں تو ہم اس کے پاس جونیئر ایگزیکٹو بھیجتے ہیں کہ اس کے پاس جاکر اس سے نمٹ لو۔ دنیا میں جتنا مرضی کوئی قابل آدمی ہو، کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ پچاس محکموں کا جواب دے کر یاد بھی رکھے کہ کس نے کیا کیا؟ آپ مجھے خود بتادیں کہ کیا وجہ ہے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ نے، ہر آرگنائزیشن نے باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ بانٹے ہوتے ہیں۔ گوندل صاحب جتنے مرضی قابل ہوں گے میں کہتا ہوں کہ میرے سے تو ہزار گنا زیادہ قابل ہوں گے لیکن آپ مجھے بتائیں کہ ایجوکیشن کا جواب انہوں نے دینا ہے، ہیلتھ کا بھی انہوں نے دینا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے تحاریک التوائے کار کا جواب دینا ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! سبجیکٹ تو منسٹر کے پاس نہ آیا ناں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بڑی اہم بات ہے آپ مجھے جواب تو دے کر جاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آگیا ہوں آپ فکر نہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے چلیں آپ مجھے بتادیں کہ کیا کوئی بھی شخص تمام معاملات میں specialize ہو سکتا ہے؟ ایک وقت تھا کہ اسی ایوان میں رانا ثناء اللہ صاحب جواب دیا کرتے تھے اور مجھے بھی مزا آتا تھا۔ کئی دفعہ رانا ثناء اللہ صاحب کہتے تھے کہ جواب صحیح نہیں ہے اس لئے میں مطمئن نہیں ہوں اور میں نہیں پڑھوں گا۔ اب یہاں پر حالات یہ ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک sweepers کئی سالوں سے گائنی کے آپریشن کر رہی ہے اس کا جواب ہی نہیں آتا اور ابھی اس کے بعد ایجوکیشن پر میرا کوئی issue آئے گا یا کسی بھی سبجیکٹ پر آئے گا تو گوندل صاحب ایک ہی جواب پڑھیں گے۔ اب آپ بتائیں کہ میں کیا کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ڈیپارٹمنٹس سے ہی جواب لیتے ہیں۔ شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 266 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ابھی اس تحریک التوائے کار کا مفصل جواب نہیں آیا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending فرمادیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!آپ خود فیصلہ کیجئے کہ یہ ریپ کیسز پر ہے۔میں ایک بات پوچھتا ہوں کہ ابھی ایک ریپ ہوتا ہے تو جج صاحب کہتے ہیں کہ پندرہ دن کے اندر parawise comments دیں تو بڑے سے بڑا ڈیپارٹمنٹ پندرہ دن کے اندر parawise comments دیتا ہے۔یہ دس کروڑ عوام کا ایوان ہے اسے یہاں پر سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں کہ اس کو اگلے سیشن تک لے جائیں گے اس کے بعد اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:گوندل صاحب!اس کا کب تک جواب آئے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!انشاء اللہ next week میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کیوں؟ یہ تحریک التوائے کار 26۔مارچ 2015 کو بھیجی تھی یعنی اسے چار مہینے ہو گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس میں دو تین ڈیپارٹمنٹس ہیں دو مختلف تھانوں کے واقعات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:کتنا ٹائم لگتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!جو فوجداری مقدمہ درج ہوا ہے اس کی رپورٹ منگوانی ہے plus انہوں نے جو general discussion کی ہے اس کا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے جواب لینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:گوندل صاحب!آپ محکموں کو defend نہ کریں بلکہ ان پر action لے کر بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جی،ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:تین تین مہینوں تک جواب نہ دیں یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 268 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔اسے بھی pending تو نہیں کرنا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو بھی pending فرمادیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ان کو جبری رخصت پر بھیجیں تاکہ وزراء صاحبان جواب دینے لگ جائیں۔ان کے ہاتھ گھنٹہ گھر آگیا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: گوندل صاحب!اس کو serious لیں،یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔یہ تحریک التوائے کار pending کی جاتی ہے۔ میرے خیال میں آپ اگلی تحریک التوائے کار بھی pending کرائیں گے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!میں صرف ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب یونیورسٹی کی زمینوں کا معاملہ ہے مجھے معلوم تھا کہ اس کا جواب نہیں آئے گا لیکن آپ ذرا فرق دیکھیں اور مکافات عمل دیکھیں کہ پنجاب یونیورسٹی کے ٹیچرز کی جو ہاؤسنگ کالونی ہے اس پر orange line کی acquisition آ گئی ہے۔آج پورے اخبارات اس پر بھرے ہوئے ہیں کہ انہوں نے protest کرنا ہے۔ مجھ سمیت یہاں پر موجود بہت سارے معزز ممبران پر پنجاب یونیورسٹی کا قرض ہے جب ہم اس کی زمینوں کی بات کرتے ہیں تو کہیں سے کوئی support نہیں آتی اور میڈیا بھی ہمیں support نہیں دیتا۔آج جب ایک پرائیویٹ ہاؤسنگ سوسائٹی پر بات آئی ہے تو دیکھیں کہ میڈیا نے کیا کچھ کیا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی کی ایک ایک انچ زمین مقدس ہے اور یہ دو سو سال کا حساب رکھ کر کی گئی تھی۔ پنجاب یونیورسٹی بنانے والوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں کروڑوں نہیں کھربوں روپے کا کام کریں گی اور اس یونیورسٹی کی قبر پر کریں گی۔یہ سب کچھ پنجاب یونیورسٹی کی قبر پر ہو رہا ہے۔آپ آج دیکھ لیجئے اور اس کو پڑھئے گا یہ رونگٹے کھڑے کر دینے والی تحریک التوائے کار ہے۔

ملک محمد احمد خان:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اب آپ آپس میں decide کر لیں۔

ملک محمد احمد خان: عباسی صاحب!پلیز ایک سیکنڈ I will be grateful. Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ابھی حال ہی میں ایک بڑا important event ہوا ہے، ان دنوں اسمبلی sitting میں نہیں تھی سپورٹس کی، کرکٹ کی جو بحالی اور جس سیریز کا یہاں پر انعقاد کرایا گیا میں اس پر حکومت پنجاب کو اور بالخصوص کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ جو وزیر داخلہ ہیں انہوں نے بہت محنت کی، چیف منسٹر پنجاب کا وژن تھا یہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ پاکستان میں مزید کرکٹ کی سیریز بھی ہوتی رہیں گی۔ میں آپ سے دوسری یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ

> The then Finance Minister, the then Law Minister, Mian Mujtaba Shuja-ur-Rehman made certain commitments to the Chair on the floor of the House.

وہ commitments آپ کی ڈیبیٹ کے اندر چھپی ہوئی ہیں۔

> and that commitment was that something will be told, something I don't know what it is. If it is right that what we said

اگر وہ درست ہے تو اس کے مطابق جواب آنا تھا اور اگر وہ غلط ہے جو مؤقف ہم نے اختیار کیا تو اس کا negate کر دیتے لیکن assurance دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ کل صبح ایوان کو apprise کیا جائے گا۔

> We were present in the House kept waiting for the Honourable Minister due to certain unavoidable circumstances

وہ یہاں پر نہیں آ سکے۔ اب وہ جو assurance ہے آج portfolio staged ہیں معزز وزیر قانون یہاں پر ہیں matter ان کے بھی notice میں ہے یہ 2012 سے pending چلا آ رہا ہے، یہ Constitutional issue ہے اور یہ Special Committee constituted ہے۔ ازراہ کرم آپ اس پر notice لیں، جو متعلقہ بنچز پر ذمہ داران ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ تنخواہوں والے issue پر بات کر رہے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جی، Obviously

جناب ڈپٹی سپیکر: کل بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں یہ بات discuss ہوئی تھی رانا صاحب بھی موجود تھے چونکہ جس وقت یہ معاملہ ایوان میں چلا تھا اس وقت پی ٹی آئی اور میاں محمود الرشید صاحب کی نمائندگی نہیں تھی۔ لاء منسٹر صاحب اور تمام جماعتوں کے یہاں پر جتنے بھی پارلیمانی لیڈرز ہیں بشمول ڈاکٹر صاحب اور پیپلز پارٹی کے جتنے ممبران بیٹھے ہیں سب کی یہ مشترکہ خواہش تھی کہ کمیٹی کا جو decision تھا اس کو دوبارہ پارلیمانی لیڈر صاحبان ایک دفعہ review کریں گے بشمول قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید صاحب کیونکہ وہ موجود نہیں تھے اس میں ان کی رائے بہت ضروری تھی تو کل یہی decide ہوا تھا کہ تمام پارلیمانی لیڈرز ایک دفعہ بیٹھ کر اس کو review کریں گے اور اس پر جو بھی decision ہو گا اس پر implement کیا جائے گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا فیصلہ درست ہے۔ میری آپ سے صرف یہ استدعا ہو گی کہ orders once passed could not be undone یہ basic laws ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری submission سن لیں۔ ایک آرڈر سپیکر کا written order, it holds the ground it is enforced. Now, Speaker cannot redo his order یہ ایوان تو کر سکتا ہے۔ آپ یہاں پر لے آئیں اور فیصلہ کر دیں کہ جو کچھ ہوا سب undone آپ kindly اسے دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! انشاء اللہ وہ بہتری ہو گی۔ اب عباسی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! مجھے پتا ہے کہ آپ کیا بات کرنا چاہتی ہیں؟ میں جس وقت start کرتا ہوں اس وقت آپ بات کیجئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! نابینا افراد نے کلمہ چوک پر میٹرو بس کو روکا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے سارا راستہ بند ہو چکا ہے۔ کل یہاں وزراء صاحبان پر مشتمل ایک کمیٹی بنی تھی اور ان کی طرف سے اس ایوان کو بتایا گیا تھا کہ ان نابینا افراد سے ہماری بات چیت ہو گئی ہے اور ان کے معاملات طے ہو گئے ہیں۔ کل اسمبلی کے گیٹ پر نابینا افراد نے قبضہ کیا ہوا تھا جس کی وجہ سے کافی معزز ممبران اجلاس میں شریک نہیں ہو سکے۔ اب بھی ان نابینا افراد نے کلمہ چوک پر میٹرو بس کے راستے کو بند کیا ہوا ہے۔ یہ معاملہ پچھلے چھ ماہ سے لٹکا ہوا ہے اور کل جب منسٹر صاحب نے بتایا کہ ان سے ہمارے معاملات طے ہو گئے ہیں تو ہم بڑے خوش ہوئے تھے۔ کیا واقعی ان نابینا افراد سے معاملات طے ہو گئے ہیں اگر نہیں ہوئے تو محترم وزیر قانون اس کی وجوہات بتا دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: کل شاید آپ نے میڈیا پر نہیں دیکھا۔ ہماری ہمدردیاں نابینا افراد کے ساتھ ہیں لیکن جس طرح کل انہوں نے اسمبلی کے گیٹ پر کیا وہ بھی کوئی مناسب طریق کار نہیں ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ failure آپ کی انتظامیہ اور حکومت کا ہے۔ کل اسمبلی کے گیٹ پر جو کچھ ہوا اس کی ذمہ دار آپ کی انتظامیہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! انتظامیہ کیا کرے؟ اگر کوئی انہیں سختی سے روکنے کی کوشش کرتا ہے تو اس پر بھی حزب اختلاف کے ممبران کو اعتراض ہوتا ہے۔ نابینا افراد کا یہ روّیہ ناقابل برداشت ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! اگر یہ حکومت چند نابینا افراد کے معاملات settle نہیں کر سکتی تو پھر دس کروڑ عوام کے مسائل کس طرح حل کرے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: عباسی صاحب! کل شاید آپ نے راناثناء اللہ صاحب کی بات نہیں سنی۔ راناثناء اللہ صاحب! کل آپ کی نابینا افراد یا ان کے نمائندوں کے ساتھ کافی دیر تک میٹنگ ہوتی رہی ہے تو اس کی update بتا دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ special persons یا معذور لوگوں میں سب سے severe condition نابینا افراد کی ہے۔ ویسے تو اگر کسی کے جسم کے کسی حصے میں بھی تھوڑا بہت نقص ہو تو اسے معذور لوگوں کی category میں ڈال دیا جاتا ہے لیکن بصارت سے محرومی ایک بڑی ہی severe position ہے۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ کل نابینا افراد نے اپنے احتجاج کے دوران جو کچھ کیا اس کا بالکل کوئی جواز نہیں بنتا تھا لیکن اس

کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کے ساتھ معاملہ فہمی سے کام لینا چاہئے۔کل جو نابینا افراد احتجاج کر رہے تھے ان کے ساتھ ہماری تقریباً دو گھنٹے بات چیت ہوئی ہے۔ان کے تین issues تھے جن میں سے ایک مطالبہ یہ تھا کہ ہمیں daily wages پر تنخواہیں نہیں مل رہیں وہ دلوائی جائیں۔اسی طرح ان کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ حکومت نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کو daily wages پر اس وقت تک تنخواہ ملتی رہے گی جب تک کہ آپ کی regular appointment نہیں ہو جاتی لیکن ہمیں اس وعدہ کے باوجود فارغ کر دیا گیا ہے۔میں نے سیکرٹری سوشل ویلفیئر کی ذمہ داری لگائی تھی کہ آپ تین دن کے اندر اندر ان دونوں issues کو resolve کریں۔ان کا تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ ہمارا کوٹا بڑھایا جائے تو وہ پہلے ہی دو سے تین فیصد ہو چکا ہے۔اس وقت special persons کے لئے کل 2900 اسامیاں ہیں۔اس میں ان کا مطالبہ ہے کہ نابینا افراد کو ترجیح دی جائے۔اس بات کو بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے اصولی طور پر تسلیم کر لیا ہے کہ ان 2900 اسامیوں پر بھرتی کرتے وقت first preference نابینا افراد کو دی جائے گی۔

جناب سپیکر!اب مسئلہ یہ ہے کہ ان کی کوئی ایسوسی ایشن یا آپس میں رابطہ نہیں ہے۔کل جو نابینا افراد احتجاج کر رہے تھے انہوں نے پانچ لوگوں کو اپنا نمائندہ مقرر کیا،ان کے ساتھ بات چیت کی گئی اور اس کے بعد انہوں نے اپنا احتجاج ختم کر دیا۔انہوں نے کہا کہ یہ سب کچھ ہمیں تحریر کر کے دیا جائے تو ہم نے انہیں تحریر کر کے دے دیا بلکہ حزب اختلاف کی طرف سے میاں محمد اسلم اقبال صاحب بھی میرے ساتھ تھے اور انہوں نے بھی اس تحریر پر دستخط کئے،ان کو دلاسہ اور حوصلہ دیا کہ آپ فکر نہ کریں اگر آپ کا کوئی مسئلہ حل نہ ہوا تو ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔اب وہ لوگ احتجاج ختم کر کے چلے گئے۔آج صبح پندرہ بیس لوگ مزید آ گئے اور یہ کل والے نہیں ہیں۔ان کی آپس میں کوئی coordination نہیں ہے۔میں نے ڈی سی اولاہور سے کہا تھا تو وہ وہاں پر گئے اور ان کو اپنے دفتر میں لے آئے ہیں۔میں نے ڈی سی او سے کہا ہے کہ جب اجلاس ختم ہو تو آپ ان کو میرے پاس لے آئیں۔اب ان نابینا افراد کو بھی صرف کل والی بات سمجھانی ہے کہ آپ کے معاملات کو ہم نے resolve کر دیا ہے اور آنے والے دنوں میں آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔میری اطلاع کے مطابق ڈی سی او صاحب ان کو اپنے دفتر میں لے آئے ہیں اور اب وہ میٹرو بس روٹ کے اُوپر دھرنا دے کر نہیں بیٹھے ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بہر حال ان نابینا افراد کے احتجاج کی وجہ سے کل معزز ممبران کو اسمبلی آنے میں بہت دشواری ہوئی ہے۔مہربانی کر کے ان کے ساتھ اسمبلی سے باہر ہی معاملات طے کئے جائیں اور ان

کو یہاں اسمبلی کے قریب نہ آنے دیا کریں۔جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!آپ نے بھی کوئی بات کرنی تھی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!میں ایک اہم issue کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔آج بڑے سالوں کی تگ و دو کے بعد Protection of Women Against Violence Bill پنجاب اسمبلی میں پیش کیا جارہا ہے۔یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر!محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ Protection of Women Against Violence Bill پر بات کرنا چاہتی ہیں۔میں اس مقدس ایوان کو inform کر دوں کہ کل قائد حزب اختلاف میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے اس Bill پر اپنی کچھ reservations کا اظہار کیا تھا۔آج ڈاکٹر سید وسیم اختر، میاں محمد اسلم اقبال کچھ دوسرے معزز ممبران اور عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ نے بھی اس Bill کی کچھ Clauses پر اپنی reservations کا اظہار کیا ہے۔ڈاکٹر سید وسیم اختر نے یہ بھی کہا ہے کہ دیکھیں جب آپ کوئی Bill ایجنڈے پر لاتے ہیں تو اس میں کم از کم two clear days دیئے جاتے ہیں تاکہ معزز ممبران اسے پڑھ کر اس پر اپنی ترامیم دے سکیں۔آپ کل اس Bill کو ایجنڈے پر لائے ہیں اور آج اسے پاس کروانے کے لئے رکھ دیا ہے۔ہمیں وہ two clear days نہیں ملے تاکہ ہم اس کو پوری طرح سے پڑھ کر اس بارے میں اپنی ترامیم لا سکیں۔میں نے اس بارے میں وزیر اعلیٰ سے بات کی ہے اور انہوں نے اس سے agree کیا ہے۔اب میں اس پورے مقدس ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اگلے دو دنوں یعنی next two clear days میں اپنی ترامیم دے دیں۔میں two clear days کی بات اس لئے کر رہا ہوں تاکہ یہ بات ایک حد پر ختم ہو اور جس جس کو بھی اس Bill کے بارے میں کوئی reservations ہیں وہ اس حوالے سے اپنی ترامیم دے دیں۔اس کے بعد ان ترامیم کے حوالے سے ہم ایک کمیٹی تشکیل دیں گے جس میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے معزز ممبران شامل کئے جائیں گے لیکن اس کی خصوصیت یہ ہو گی کہ اس میں پچاس فیصد ہماری بہنیں خواتین ممبران شامل ہوں گی۔وہ کمیٹی ان ترامیم پر غور کرے گی اور پھر جس Bill پر consensus ہو گا اس کو انشاءاللہ تعالیٰ دوبارہ ایوان میں لایا جائے گا اس لئے میں اس Bill کو consideration and passage کے لئے آج پیش نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!وزیر قانون صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ بات کر دی ہے اور آپ بھی یہی کچھ چاہتی تھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ بہت ہی wisdom based فیصلہ کیا گیا ہے۔ ہمیں اس Bill کو صوبہ پنجاب کے اندر implement کروانا ہے اور اس Bill کی کچھ Clauses پر بالکل بحث ہونی چاہئے جو کہ اس سے پہلے نہیں ہو سکی۔ میں وزیر قانون صاحب کا اس پر شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

Now, we take up the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015.

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ سکیورٹی پر مامور پندرہ سو پولیس ملازمین کو ریٹائر کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ جن پولیس ملازمین کی عمر 50 سال ہو گئی ہے ان کو یہ فارغ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ یہ بھی اسمبلی کے سامنے احتجاج کے لئے بیٹھے ہوں میں وزیر قانون سے درخواست کروں گی کہ اس معاملے کو ضرور دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

Minister for Law may move the motion for the suspension of rules.

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan):Mr. Speaker! I move:

> "That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015."

The motion moved and the question is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015."

(The motion was carried.)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

The Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

There is an amendment in this motion. The amendment is from: Mian Mehmood-ur-Rasheed, Mr Muhammad Siddique Khan, Malik Taimoor Masood, Mr Asif Mehmood, Raja Rashid Hafeez, Mr Ijaz Khan, Mr Muhammad Arif Abbasi, Mr Ejaz Hussain Bukhari, Dr Salah-ud-Din Khan, Mr Ahmed Khan Bhacher, Mr Muhammad Sibtain Khan, Mr Khuram Shahzad, Mian Muhammad Aslam Iqbal, Dr Murad Raas, Mr Masood Shafqat, Mr Zaheer-ud-Din Khan Alizai, Mr Javed Akhtar, Mr Waheed Asghar Dogar, Mr Khan Muhammad Jahanzaib Khan Khichi, Mr Abdul Majeed Khan Niazi, Mian Mumtaz Ahmad Maharwi, Mrs Nighat Intisar, Mr Ahmad Ali Khan Dreshak, Sardar Ali Raza Khan Dreshak, Mrs Saadia Sohail Rana, Dr Nausheen Hamid, Mrs Raheela Anwar, Ms Nabila Hakim Ali Khan, Mrs Naheed Naeem, Ms Shunila Ruth, Ch Aamar Sultan Cheema, Sardar Vickas Hasan Mokal, Sardar Muhammad Asif Nakai, Mr Ahmad Shah Khagga, Dr Muhammad Afzal, Mrs Khadija Umar, Mrs Baasima Chaudhary, Qazi Ahmad Saeed, Sardar Shahab-ud-Din Khan, Makhdoom Syed Murtaza Mehmood, Khawaja Muhammad Nizam-ul-Mehmood, Makhdoom Syed Ali Akbar Mehmood, Mrs Faiza Ahmed Malik, Rais Ibraheem Khalil Ahmad, Mian Khurram Jahangir Wattoo And Dr Syed Waseem Akhtar. Any mover may move it.

کورم کی نشاندہی

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہٰذا گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے، پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)
گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم پورا ہے، اجلاس کی کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ Any mover may move it. کوئی بھی move کرنے کے لئے ایوان میں موجود نہیں ہے۔ جی، اس کو withdrawn تصور کیا جاتا ہے۔

مسودہ قانون موٹر وہیکل کاروبار لائسنس ہولڈرز پنجاب2015

(۔۔۔جاری)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill, 2015 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill, 2015 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Motor Vehicle Transaction Licensees Bill, 2015 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Minister for Law may move the motion for the suspension of rules.

قواعد کی معطلی کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015."

The motion moved and the question is:

"That the requirements of rule 95(3) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be suspended under rule 234 of the Rules ibid, for immediate consideration of the Provincial Motor Vehicle (Second Amendment) Bill 2015."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Excise and Taxation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration .Since there is no amendment in it, the question is:

"That the preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration .Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2015 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2015 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill, 2015 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا منور غوث صاحب rules کو suspend کر کے کوئی قرارداد پیش کرنا چاہتے تھے؟

قواعد کی معطلی کی تحریک

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر قواعد کو معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

ماڑی گورچانی(راجن پور) کو صحت افزاء مقام کا درجہ دینے اور اس کی ترقی کے لئے ترقیاتی ادارہ قائم کرنے کا مطالبہ

رانامنور حسین المعروف رانامنور غوث خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ماڑی گورچانی ضلع راجن پور جو کہ انتہائی خوبصورت، ٹھنڈا اور صحت افزاء پہاڑی مقام ہے، کو صحت افزاء مقام declare کیا جائے اور ماڑی گورچانی کو ڈویلپ کرنے کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے۔ ماڑی گورچانی کی ڈویلپمنٹ سے مری اور دوسرے شمالی علاقہ جات پر بوجھ بھی کم ہو جائے گا اور اس سال بجٹ میں اس کی تعمیر و ترقی کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ماڑی گورچانی ضلع راجن پور جو کہ انتہائی خوبصورت، ٹھنڈا اور صحت افزاء پہاڑی مقام ہے، کو صحت افزاء مقام declare کیا جائے اور ماڑی گورچانی کو ڈویلپ کرنے کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے۔ ماڑی گورچانی کی ڈویلپمنٹ سے مری اور دوسرے شمالی علاقہ جات پر بوجھ بھی کم ہو جائے گا اور اس سال بجٹ میں اس کی تعمیر و ترقی کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ صدارت کر رہے ہوں تو ماڑی گورچانی کی ڈویلپمنٹ کو oppose نہیں کیا جا سکتا۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری صرف یہ ایک تجویز ہو گی کہ ماڑی گورچانی کی بجائے اس کو یہاں پر طاقتور گورچانی کیا جائے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! واقعی۔جی، سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ماڑی گورچانی ضلع راجن پور جو کہ انتہائی خوبصورت، ٹھنڈا اور صحت افزاء پہاڑی مقام ہے، کو صحت افزاء مقام declare کیا جائے اور ماڑی گورچانی کو ڈویلپمنٹ کرنے کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹی قائم کی جائے۔ماڑی گورچانی کی ڈویلپمنٹ سے مری اور دوسرے شمالی علاقہ جات پر بوجھ بھی کم ہو جائے گا اور اس سال بجٹ میں اس کی تعمیر و ترقی کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری عبدالرزاق ڈھلوں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) ممانعت کم عمری کی شادی 2015

کے بارے میں رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں

The Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 11 of 2015) moved by Mian Khurram Jahangir Wattoo, MPA PP-193

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ محترمہ! آپ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا لیکن جس وقت موقع تھا میں اسی وقت بات کرنا چاہ رہی تھی۔ آج جو ہمارا خواتین سے متعلقہ بل اسمبلی میں پیش ہونا تھا اس کے حوالے سے میں بھی حکومت کا شکریہ ادا کروں گی کیونکہ جب کل اس بل کو lay کیا گیا تھا تو اس کو ہم نے رات دس بجے تک study کرنے کے بعد انتہائی عجلت میں کچھ ترامیم ہماری اپوزیشن کی خواتین کی طرف سے کل جمع کروادی گئی تھیں لیکن پھر بھی میں نے یہ محسوس کیا اور آج بھی جب میری ممبران سے بات ہوئی تو حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی بہت ساری خواتین، مرد حضرات اور تمام لوگوں کو تحفظات تھے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بہت اچھا فیصلہ ہے کہ ہم سب مل کر اگر اس بل کی تیاری میں حصہ لیں گے تو ترامیم اچھی آئیں گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس پر آپ لاء منسٹر صاحب کو credit ضرور دیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جی، بالکل میں اسی لئے کہہ رہی ہوں کہ یہ بہت اچھا فیصلہ ہے اور لاء منسٹر صاحب نے اس کو initiate کیا ہے۔ ان کا بھی بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ بہت important Bill ہے جو کافی سالوں کی effort کے بعد آیا ہے کیونکہ میں نے بھی اس پر پنجاب اسمبلی میں بل جمع کروایا تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ اس کی ضرورت تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ اس میں ترمیم دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! Women Protection Bill کے حوالے سے جو مجھ سے ہوم ورک ہو سکتا تھا وہ میں نے کیا ہے، اس بات کی کوشش کی اور میں نے رانا صاحب کی خدمت میں بھی یہ بات عرض کی کہ ہمیں خیال رکھنا چاہئے کہ یہ اسمبلی قیامت والے روز اللہ اور اللہ کے رسول کے عتاب کی مستحق نہ ہو جائے۔ الحمد للہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے معاملے کو سمجھا ہے اور قائد حزب اقتدار میاں محمد شہباز شریف سے بھی انہوں نے بات کی جنہوں نے اس بات کو second کیا

ہے اس کے لئے میں اِن کا اور وزیر اعلیٰ کا بھی مشکور ہوں کہ genuine بات پر انہوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے یقیناً ہم سب مل کر انشاء اللہ اس کو بہتر بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جو آج ایوان نے متفقہ طور پر قرارداد پاس کی ہے تو اب چونکہ یہ معاملہ کھل چکا ہے تو ایوان کی طرف سے بہت پُرزور مطالبہ ہے کہ پہلے اس صحت افزاء مقام کی ہمیں سیر کروائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں یہاں پر بیٹھ کر یہ commit کرتا ہوں کہ بجٹ سیشن کے بعد رانا صاحب کی سربراہی میں پورا ایک وفد جس میں جو بھی دوست شامل ہوں اُن سب کو invite کروں گا۔ سب دوست ہمارے ساتھ راجن پور چلیں گے تو میرے لئے خوشی اور اعزاز کی بات ہو گی۔ بجٹ سیشن کے بعد آپ کی سربراہی میں انشاء اللہ چلیں گے۔ بہت شکریہ

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! بڑی نوازشات ہو رہی ہیں اور وزیر قانون بہت cooperate کر رہے ہیں۔ میری بھی ایک گزارش ہے کہ میرا ایک حلقہ مل صادق آباد کا area ہے جہاں پر سیوریج کا بہت پانی کھڑا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو boating spot کا درجہ دے دیا جائے کیونکہ دو سال سے میں اس کے لئے فنڈز مانگ رہا ہوں جو کہ نہیں مل رہے لہٰذا دو کشتیاں ہی دے دی جائیں تاکہ لوگ وہاں پر boating کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! چلیں، راجن پور سے واپسی کے بعد وہ جگہ بھی visit کر لیں گے۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بھی جاتے جاتے بات کر لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک دو منٹ بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بولیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ متفقہ قرارداد کے حوالے سے وزیر قانون نے بھی جو تجویز پیش کی ہے بہر حال وہ اپنی جگہ پر ہے۔ میری مختصر سی قرارداد یہ ہے کہ صحت افزا مقامات تو امراء کے لئے ہیں لیکن ملک کی 98 فیصد آبادی جو کہ غریبوں، مزدوروں اور کسانوں پر مشتمل ہے ان کی دھوپ سڑیوں کا بھی سوچا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا لہٰذا اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 12۔جون 2015 دوپہر 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

جمعۃ المبارک، 12۔جون 2015

(یوم الجمع، 24۔شعبان المعظم 1436ھ)

سولھویں اسمبلی: پندرھواں اجلاس

جلد 15: شمارہ 3

221

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 12۔جون 2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) بجٹ کا پیش کیا جانا

1۔ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال 2015-16

وزیر خزانہ سالانہ بجٹ گوشوارہ برائے سال 2015-16 ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال 2014-15

وزیر خزانہ ضمنی بجٹ گوشوارہ برائے سال 2014-15 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) مسودات قانون کا پیش کیا جانا

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2015

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب 2015

وزیر خزانہ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب 2015 ایوان میں پیش کریں گے۔

(سی) قواعد اور ترامیم کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

5۔ قانون خدمات پریسلز لیوی پنجاب مصدرہ 2012 کی دفعہ 5(3) کے تحت دوسرے شیڈول میں ترامیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ 76(2) کے تحت وضع کردہ قواعد

وزیر خزانہ قانون خدمات پریسلز لیوی پنجاب مصدرہ 2012 کے دوسرے شیڈول میں ترامیم سے متعلق اعلامیہ جات اور متذکرہ قانون کے تحت وضع کردہ قواعد ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

223

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 12۔جون 2015

(یوم الجمع، 24۔شعبان المعظم 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ۭ وَلِلّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ
بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ مِنْهُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۭ وَ
اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۡ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝

سورۃ آل عِمرَان آیات 109تا111

اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کا ہے اور سب کاموں کا رجوع (اور انجام) اللہ کی طرف ہے (109) (مومنو) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں (110) اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے پھر ان کو مدد (کہیں سے) نہیں ملے گی (111)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ میری تو ساری بہار آپؐ سے ہے
میرا بے قرار تھا میرا قرار آپؐ سے ہے
میری تو ہستی تھا کیا ہے میرے غریب نواز
جو مل رہا ہے مجھے سارا پیار آپؐ سے ہے
سیاہ کار ہوں آقا بڑی ندامت ہے
قسم خدا یہ میرا وقار آپؐ سے ہے
کہاں ارضِ مدینہ کہاں میری ہستی
یہ حاضری کا سبب بار بار آپؐ سے ہے

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے حکومتی ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ اپوزیشن ممبران کے بنچوں کو چھوڑ کر اپنی سائیڈ پر تشریف لے آئیں ان کی سیٹوں پر کوئی نہ بیٹھے، مہربانی۔ میں اپوزیشن کے ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ اندر تشریف لے آئیں تا کہ آپ کو welcome کریں گے۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات "بول کو بولنے دو" کی نعرے بازی کرتے ہوئے پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے)

جیسا کہ آپ سب کو معلوم ہے کہ آج کا دن گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری اپوزیشن ممبران سے گزارش ہو گی کہ وہ اندر تشریف لے آئیں آپ کی سیٹیں خالی ہیں۔ جی، وزیر خزانہ!

سالانہ بجٹ بابت سال 2015-16 پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنے اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں جس نے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ میں آج اس معزز ایوان کے سامنے حکومت پنجاب کا بجٹ برائے مالی سال 2015-16 پیش کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: جی، welcome۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! یہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی منتخب حکومت کا تیسرا بجٹ ہے اور ہماری حکومت کی ترجیحات اور پالیسیوں میں تسلسل کا آئینہ دار ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! منتخب نمائندوں کی تذلیل کی جا رہی ہے، غلط بیانی ہو رہی ہے۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!

2۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہمیں ان ترجیحات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی مدبرانہ قیادت اور راہنمائی حاصل ہے۔پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ان ترجیحات کا مقصد پنجاب کو ایک ایسا صوبہ بنانا ہے جہاں ایک عام آدمی کی رسائی صحت اور تعلیم سمیت زندگی کی تمام سہولتوں تک ممکن ہو،جہاں تعلیم یافتہ اور ہنر مند نوجوانوں کو روزگار کے وسیع تر مواقع میسر آسکیں ،جہاں صنعت ،زراعت اور گھریلو استعمال کے لئے وافر بجلی دستیاب ہو،جہاں کی رواں دواں صنعتیں اور سرسبز زراعت ایک خوشحال پاکستان کی ضامن ہوں،جہاں قانون کی حکمرانی اور انصاف کی بالادستی ہو،جہاں کے شہری ہر طرح کے تشدد اور دہشت گردی کے خوف سے آزاد، پُرامن اور مطمئن زندگی گزار سکیں ۔(نعرہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"ظلم کے یہ ضابطے ہم نہیں مانتے" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!

3۔ حکومت پنجاب نے صوبے میں ترقی کے اہداف کے حصول کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق ایک جامع Economic Growth Strategy ترتیب دی ہے ۔اس میں Strategy کے نمایاں اہداف معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

- صوبے کی معاشی ترقی کی شرح 2018ء تک سات سے آٹھ فیصد تک لے کر جانا۔
- نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی کے لئے سالانہ دس لاکھ مواقع پیدا کرنا۔
- 2018ء تک صوبے میں Private Investment کو دگنا کرنا۔
- دہشت گردی کے خاتمے اور صوبے کے عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کو یقینی بنانا۔
- برآمدات میں اضافے کی شرح کو 15 فیصد تک لے جانا۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!

4۔ ترقی اور خوشحالی کی اس منزل کا حصول صوبے کی معیشت کے استحکام اور اقتصادی شرح نمو میں اضافے پر منحصر ہے اور یہ اضافہ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری بڑھائے بغیر ممکن نہیں۔آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ ترقی اور روزگار کے حوالے سے مطلوبہ اہداف حاصل کرنے کے لئے صرف حکومتی سرمایہ کاری کافی نہیں ہو سکتی۔یہ وجہ ہے کہ حکومت پرائیویٹ خصوصاً غیر ملکی سرمایہ کاری کو صوبے کی طرف راغب کرنے کی ایک مربوط اور جامع پالیسی پر عمل پیرا ہے۔توانائی اور انفراسٹرکچر سمیت مختلف شعبوں میں غیر ملکی اور نجی سرمایہ کاروں کی دلچسپی اور شمولیت ہماری اسی پالیسی کی کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی غیر ملکی سرمایہ کاری لانے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔(نعرہائے تحسین)

میری مراد چین کی طرف سے پاکستان میں 46۔ارب ڈالر کے تاریخی پیکیج کا اعلان ہے۔میرا یقین ہے کہ یہ سرمایہ کاری ملکی معیشت کی تقدیر بدل دے گی۔ملک میں روزگار کے بے شمار مواقع پیدا ہوں گے اور پاکستان میں ترقی اور خوشحالی کے ایک شاندار دور کا آغاز ہو گا۔یہ تاریخی پیکیج پاک چین دوستی کی علامت ہونے کے ساتھ ساتھ وزیراعظم پاکستان محمد نواز شریف کی قیادت اور پاکستانی عوام پر چین کے غیر معمولی اعتماد کا عکاس ہے۔

جناب سپیکر!

5۔ میں اس موقع پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی دوبرسوں پر محیط ان انتھک کوششوں کو خراج تحسین پیش کرنا ضروری سمجھتی ہوں جو انہوں نے وزیراعظم پاکستان کی ٹیم کے ایک رکن کے طور پر اس پیکیج کو ممکن بنانے کے لئے کیں۔

جناب سپیکر!بجلی کے بحران اور لوڈشیڈنگ کے ستائے ہوئے عوام کے لئے اس سے بڑی خوشخبری اور کیا ہو سکتی ہے کہ 46۔ارب ڈالر کے پیکیج میں سے 34۔ارب ڈالر کی خطیر رقم صرف بجلی پیدا کرنے پر صرف کی جائے گی۔(نعرہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"شیم، شیم" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!

6۔ مقام افسوس ہے کہ جس وقت پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت پاکستان کو اندھیروں سے نجات دلانے کے لئے اپنے دن رات ایک کئے ہوئے تھی پاکستان کے عوام اس تاریخی معاہدے پر دستخطوں کے لئے اپنے عظیم دوست ملک چین کے صدر کی آمد کے لئے چشم براہ تھے عین اس وقت کچھ لوگ پاکستان کے دارالحکومت میں دھرنوں کی آڑ میں اس دورے کو منسوخ کرانے کی ناپاک سازشوں میں مصروف تھے ۔مقام شکر ہے کہ ہماری قیادت کی بے مثال فراست ،سیاسی جماعتوں کے مثالی عزم اور عوام کے تاریخی اتحاد کے نتیجے میں اس سازش کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"شیم ،شیم "کی مسلسل نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!

7۔ میں سمجھتی ہوں کہ احتجاج اور انتشار کی سیاست کے ان پانچ مہینوں نے قوم پر عوام دشمن اور عوام دوست قیادت کا فرق واضح کر دیا ہے ۔آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم لیگ (ن) کی قیادت پورے اعتماد کے ساتھ عوام کی ترقی اور خوشحالی کے ان مخالفوں کو یہ کہہ سکتی ہے کہ:

تیری پسند تیرگی، میری پسند روشنی
تو نے دیے بجھا دیا، میں نے دیا جلا دیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

8۔ یہ معزز ایوان اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہے کہ ہماری حکومت نے معیشت کی بہتری کا سفر ابھی شروع کیا تھا کہ اسے شدید ترین سیلاب کا سامنا کرنا پڑا۔ہمارے لئے یہ امر باعث اعزاز ہے کہ حکومت پنجاب آزمائش کی اس گھڑی میں سیلاب سے متاثرہ عوام کے ساتھ کھڑی رہی ۔نارووال سے لے کر مظفر گڑھ تک شاید کوئی گاؤں یا علاقہ ایسا ہو جہاں

وزیراعلیٰ پنجاب سیلاب میں گھرے ہوئے اپنے مصیبت زدہ بہن بھائیوں کی دلگیری کے لئے خود پہنچے ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

9۔ حکومت پنجاب نے اپنے وسائل سے سیلاب سے متاثرہ افراد کی فوری بحالی پر تقریباً 20-ارب روپے کی خطیر رقم صرف کی۔ یہ رقم "خادم پنجاب امدادی پیکج" کے تحت انتہائی شفاف طریقے سے متاثرین سیلاب میں تقسیم کی گئی۔ تقسیم کے اس عمل کی شفافیت کو بین الاقوامی سطح پر بھی سراہا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ جھوٹ" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

10۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت دعووں پر نہیں، عمل پر یقین رکھتی ہے۔ یہ وجہ ہے کہ ہم نے راستے میں آنے والی تمام تر مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنے تمام تر اعلانات اور وعدوں پر ممکنہ حد تک عملدرآمد کیا۔ ہم نے اس امر کو یقینی بنایا کہ اپنے ترقیاتی و فلاحی پروگرام کو زیادہ سے زیادہ وسائل فراہم کئے جائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف سپیکر ڈائس کے سامنے نیچے بیٹھ گئے)

جناب سپیکر!

11۔ مالی سال 16-2015 کی کل آمدن کا تخمینہ 1447-ارب 24-کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ جس میں 888-ارب 50-کروڑ روپے Federal Divisible Pool میں ٹیکسوں کی مد میں صوبائی حصہ جو کہ این ایف سی ایوارڈ کے تحت حاصل ہوگا۔ علاوہ ازیں وفاقی حکومت سے Straight Transfer کی مد میں 31-ارب 4-کروڑ روپے ملنے کی توقع ہے۔ مزید برآں صوبائی ریونیو میں 256-ارب 7-کروڑ روپے کی آمدن متوقع ہے جس میں ٹیکسوں کی مد میں 107-ارب 59-کروڑ روپے اور Non-tax کی مد میں 95-ارب 47-کروڑ روپے شامل ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

12۔ مالی سال16-2015 کے جاری اخراجات کا کل تخمینہ 1447۔ارب 24کروڑ روپے ہے ۔آئندہ مالی سال16-2015کا سالانہ ترقیاتی پروگرام400۔ارب روپے کا ترتیب دیا گیاہے لہذاجاری اخراجات میں 7.6فیصداور ترقیاتی بجٹ میں 15.9فیصداضافہ تجویز کیاگیا ہے ۔(نعرہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ جھوٹ "کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

13۔ آئندہ مالی سال کا بجٹ قومی زندگی کے مختلف شعبوں میں ہماری ترجیحات کا آئینہ دار ہے ۔تعلیم کا شعبہ ہماری اولین ترجیحات میں شامل ہے جس کے لئے بجٹ میں صوبائی اور ضلع سطح پر مجموعی طور پر سب سے بڑی رقم یعنی تقریباً310۔ارب 20کروڑ روپے مختص کئے جارہے ہیں ۔یہ رقم کل بجٹ کا27فیصد ہے ۔اسی طرح صحت عامہ کے شعبے میں 166۔ارب 13کروڑروپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے جو کہ بجٹ کا14فیصد ہے ۔عوام کی ترقی اورزراعت کے فروغ کے لئے مجموعی طور پر مختلف شعبوں میں 144۔ارب 47کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا12½فیصد ہے ۔امن عامہ کی فراہمی پر آئندہ مالی سال میں 109۔ارب 25کروڑروپے صرف کئے جائیں گے جو کہ کل بجٹ کا9½فیصد ہے ۔(نعرہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ساڈا حق ایتھے رکھ "کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

14۔ دہشت گردی کے علاوہ توانائی کا بحران اس وقت پاکستان کے لئے سنگین ترین مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ملک میں بجلی کی پیداوار میں اضافے اور توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے 2013میں وزیراعظم پاکستان محمد نوازشریف کی قیادت میں برسراقتدار آنے والی مسلم لیگ (ن)کی وفاقی حکومت کی انتھک کوششیں کسی وضاحت کی محتاج نہیں ۔(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!

15- اس وقت پنجاب میں وفاقی حکومت اور پنجاب کی صوبائی حکومت کے تحت مجموعی طور پر توانائی کے 618-ارب روپے کے منصوبے زیر تکمیل ہیں -ان منصوبوں میں حکومت پنجاب 298-ارب روپے کی خطیر رقم کی سرمایہ کاری کر رہی ہے جبکہ پنجاب میں لگنے والے بجلی کے ان منصوبوں میں چین کی طرف سے 360-ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی-(نعرہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ جھوٹ" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

16- اب میں پنجاب میں زیر تکمیل توانائی کے منصوبوں کی بجلی تفصیلات اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہوں گی-ساہیوال میں 1320 میگاواٹ کے کوئلے سے چلنے والے بجلی گھر پر کام کا آغاز ہو چکا ہے جو پر 180-ارب روپے لاگت آئے گی-

جناب سپیکر!

17- جنوبی پنجاب میں بہاولپور کے ریگستانی علاقے میں ،جہاں سوائے ریت کے ٹیلوں کے کچھ نہ تھا،وہاں پاکستان کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا شمسی توانائی پر مبنی "قائداعظم سولر پارک" قائم کیا جا چکا ہے ،جہاں سے ایک سو میگاواٹ بجلی حاصل کی جا رہی ہے -اس سولر پارک میں مزید 900 میگاواٹ کا شمسی توانائی کا منصوبہ شروع کر دیا گیا ہے -اس منصوبے پر 135-ارب روپے لاگت آئے گی- یہ منصوبہ انشاءاللہ اگلے سال مکمل ہو جائے گا- اس منصوبے کے نتیجے میں جنوبی پنجاب میں نہ صرف معاشی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا بلکہ صنعتی اور زرعی شعبے میں علاقے کے عوام کے لئے روزگار کے بے شمار مواقع میسر آئیں گے-(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر!

18- پنڈ دادن خان کے مقام پر تین سو میگاواٹ بجلی کا پراجیکٹ لگایا جا رہا ہے -45-ارب روپے مالیت کے اس منصوبے میں بجلی پیدا کرنے کے لئے مقامی کوئلہ استعمال کیا جائے گا-

انشاءاللہ یہ تینوں منصوبے جن کا ذکر میں نے کیا ہے 2017 کے اختتام تک دو ہزار چھ سو میگاواٹ بجلی پیدا کرنا شروع کر دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیشے شیشے" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

19۔ حکومت پنجاب جھلمی، شیخوپورہ میں 110-ارب روپے کی لاگت سے گیس سے چلنے والا 1200 میگاواٹ کا پاور پلانٹ شروع کر رہی ہے۔ یہ منصوبہ انشاءاللہ ابتدائی مرحلے میں مارچ 2017 میں بجلی فراہم کرنا شروع کر دے گا اور 2017 کے آخر تک اس منصوبے سے مکمل capacity کے مطابق بجلی حاصل کی جا سکے گی۔ آئندہ مالی سال میں اس منصوبے کے لئے 15-ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ جھوٹ" کی مسلسل نعرے بازی)

جناب سپیکر!

20۔ ان بڑے منصوبوں کے علاوہ حکومت پنجاب علاقائی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چھوٹے منصوبوں پر بھی کام کر رہی ہے۔ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ، لاہور اور فیصل آباد انڈسٹریل اسٹیٹ میں 110 میگاواٹ کے کوئلے سے چلنے والے منصوبوں پر عملدرآمد کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ ان دونوں منصوبوں پر 33-ارب روپے کی لاگت آئے گی۔ پنجاب میں لوڈ سنٹرز کے قریب 150 میگاواٹ کے کوئلے سے چلنے والے چار پاور پلانٹ لگائے جا رہے ہیں جن پر 90-ارب روپے لاگت آئے گی۔ یہ پاور پلانٹ لاہور، ملتان، فیصل آباد اور سیالکوٹ میں لگائے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

21۔ حکومت پنجاب نے 10-ارب روپے کی لاگت سے 20 میگاواٹ بجلی کے چار ہائیڈل پاور پراجیکٹس مرالہ، پاکپتن، چیانوالی اور Deg Outfall میں شروع کئے ہیں۔ مرالہ اور پاکپتن کے منصوبے تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ان دونوں منصوبوں سے بجلی اسی سال ستمبر میں پیدا ہونا شروع ہو جائے گی۔ اس طرح چیانوالی اور Deg Outfall کے منصوبے جون 2016 تک مکمل ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران کی "گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

22- پنجاب میں توانائی کے شعبے کو بہتر بنانے میں سرمایہ کاری کی طرف راغب کیا جارہا ہے۔ رحیم یار خان اور مظفر گڑھ میں 1320 میگاواٹ کے چار Power Plants کے منصوبے توانائی کے شعبے کے حوالے کئے جائیں گے۔ صوبہ بھر میں شمسی توانائی سے بجلی پیدا کرنے کے لئے پچاس Sites توانائی کے شعبے کو پیش کی گئی ہیں جس پر توانائی کے شعبے کے سرمایہ کاروں کی جانب سے دلچسپی کا اظہار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!

23- مجھے پختہ یقین ہے کہ یہ منصوبے توانائی کے بحران پر قابو پانے اور عوام کو لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات دلانے میں بے حد مددگار ثابت ہوں گے۔

جناب سپیکر!

24- موجودہ حکومت صوبے کی تاریخ میں پہلی مرتبہ معدنی ذخائر سے استفادہ کرنے کے لئے ایک مؤثر، مربوط اور نتیجہ خیز حکمت عملی پر گامزن ہے۔ معدنیات کے شعبے کے لئے مالی سال 16-2015 میں 2۔ارب 17 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ضلع چنیوٹ میں رجوعہ کے مقام پر لوہے اور تانبے کے وسیع ذخائر کی دریافت حکومت کی اسی حکمت عملی کا ثمر ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران کی
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

25- رجوعہ کے ان ذخائر کے ساتھ ماضی میں جو مجرمانہ غفلت اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا گیا اس کی تفصیل ایک دردناک داستان سے کم نہیں۔ پچھلی حکومت نے بغیر کسی کے ٹینڈر کے اس کی تلاش ایک ایسے نام نہاد کمپنی کو دے دی جس کا معدنی ذخائر کی تلاش سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔ پچھلی حکومت کا یہ اقدام ملکی وسائل پر ڈاکہ زنی سے کم نہیں تھا۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ موجودہ حکومت کے تحت Transparency اور Rules and Regulations کے اعلیٰ ترین تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی ٹینڈرز کے بعد یہ کام

برادر ملک چین کی ایک ایٹ کمپنی کو دیا گیا ہے جو کاشتکار متعلقہ شعبے میں دنیا کی بہترین کمپنیوں میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!

26۔ زراعت ہماری ملکی معیشت کے لئے رگ حیات کا درجہ رکھتی ہے۔صوبے کی پینتالیس فیصد آبادی کا روزگار زراعت سے وابستہ ہے اور مجموعی قومی پیداوار میں زرعی شعبے کا حصہ اکیس فیصد ہے۔ہماری قومی برآمدات میں زراعت کا حصہ 60فیصد ہے۔حکومت پنجاب زرعی شعبے کو جدید خطوط پر استوار کرتے ہوئے ایک ایسے فعال شعبے میں تبدیل کرنا چاہتی ہے جو نہ صرف Food Security Challengesسے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہو بلکہ بین الاقوامی معیار کی مصنوعات بھی پیدا کر سکے۔

جناب سپیکر!

27۔ کاشتکاروں کو ان کی زرعی پیداوار کی مناسب قیمت دلائے بغیر زرعی ترقی کی منزل حاصل نہیں کی جا سکتی۔کون نہیں جانتا کہ دیہات میں ذرائع آمدورفت کی موجودہ انتہائی قابل افسوس صورتحال کی وجہ سے ہمارے کسانوں کی پیدا کی ہوئی اجناس بروقت منڈیوں میں پہنچ پاتی ہے اور نہ ان کی مناسب قیمت ملتی ہے۔حکومت پنجاب نے زرعی اجناس کی سستی نقل و حمل کے لئے صوبہ بھر کے دیہی علاقوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت 150۔ارب روپے کی مالیت سے نئی سڑکیں مکمل طور پرcarpetedہوں گی اور ہر سڑک کے دونوں طرف دو دو فٹ کاtreated shouldersہوگا۔حکومت نے اس منصوبے کے لئے آئندہ مالی سال میں 52۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران کی
"جھوٹ ہے،جھوٹ ہے"کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

28۔ حکومت نے گزشتہ برسوں میں فصلوں کی پیداوار میں اضافے کے لئے کئی اقدامات کئے جن کے بہتر اور حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں۔پنجاب میں irrigated Agricultureکی پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لئے 21۔ارب روپے کے میگاواٹ Punjab Irrigated Agricultural Productivity Improvement

Project پر عملدرآمد جاری ہے۔اس منصوبے کے تحت حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی سبسڈی کے ذریعے ایک لاکھ 20ہزار ایکڑ رقبہ پر Drip and Sprinkler Irrigation کی تنصیب کی گئی اور نو ہزار Water Courses کی اصلاح کی گئی ہے۔آئندہ مالی سال کے دوران اس پراجیکٹ کے لئے 4-ارب 98کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔

جناب سپیکر!

29- آئندہ مالی سال میں حکومت چھوٹے کاشتکاروں کو سستے ٹریکٹر فراہم کرنے کے لئے 5-ارب روپے کی سبسڈی مہیا کررہی ہے جس سے کسانوں کو 25ہزار ٹریکٹر ماضی کی طرح میرٹ کی بنیاد پر نہایت شفاف طریقے سے فراہم کئے جائیں گے۔ٹریکٹرز کے علاوہ کسانوں کو دیگر زرعی آلات اور اشیاء فراہم کرنے کے لئے ایک ارب روپے سے زائد رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران نے
"سفید جھوٹ، سفید جھوٹ "کی نعرے بازی کی)

جناب سپیکر!

30- صوبے میں ایک جامع منصوبے کے تحت بیراجوں کی مرمت اور بحالی کے کام کا آغاز کیا جاچکا ہے۔جناح بیراج کی بحالی کا منصوبہ 12-ارب 67کروڑ روپے کی لاگت سے آئندہ مالی سال میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا جس کے لئے بجٹ میں 90کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔23-ارب 44کروڑ روپے کی مالیت سے زیر تعمیر نئے خانکی بیراج کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 6-ارب 15کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے۔سیالکوٹ، کاموکی اور اس کی ملحقہ آبادیوں کو سیلاب سے بچانے کے لئے ایک مرحلہ وار پروگرام کے تحت 8-ارب روپے کی مالیت کے منصوبے تیار کئے گئے ہیں۔آئندہ مالی سال میں آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کی غرض سے محکمہ آبپاشی کے لئے 50-ارب 83کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر!

31- اس وقت ملکی پیداوار میں لائیو سٹاک کا حصہ تقریباً 12فیصد اور زرعی پیداوار میں 56فیصد ہے۔آئندہ مالی سال میں اس شعبے کے لئے 8-ارب 59کروڑ روپے مختص کئے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اہم Initiative صوبے میں مویشی پالنے اور ان کا کاروبار کرنے والے

غریب کسانوں کو بھتہ مافیا سے نجات دلانے کے لئے خادم پنجاب کی ہدایت پر 1 جولائی 2014 سے جانوروں کی خرید و فروخت پر منڈی مویشیاں میں عائد کردہ فیس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اب ان منڈیوں کا انعقاد Divisional Level پر قائم کی گئی Management Committee کو دیا گیا ہے۔ موجودہ مالی سال میں حکومت پنجاب نے شیخوپورہ اور فیصل آباد میں تمام ضروری سہولتوں سے آراستہ دو ماڈل مویشی منڈیاں قائم کی ہیں۔ آئندہ مالی سال میں 80 کروڑ روپے کی لاگت سے مزید ماڈل مویشی منڈیوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر قائد حزب اختلاف کے معزز ممبران کی
"گرتی ہوئی دیواروں کو ایک دھکا اور دو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

32۔ کاشتکاروں کے مفادات کا تحفظ ہماری حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ ہم نے ہر مرحلے پر اس امر کو یقینی بنایا کہ صوبے کے کاشتکاروں کو ان کی محنت کا پورا پورا معاوضہ ملے۔ گزشتہ دنوں حکومت پنجاب نے مل مالکان سے کاشتکاروں کو گنے کی 180 روپے فی من مقررہ قیمت دلانے میں جو کسان دوست کردار ادا کیا اس سے ہم سب اچھی طرح آگاہ ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

33۔ پینے کا صاف پانی زندگی کی ایک ایسی بنیادی ضرورت ہے جو ہر فرد کا حق ہونا چاہئے لیکن آج ہمارے شہروں اور دیہات میں مقیم عوام کی بڑی تعداد اس بنیادی ضرورت سے محروم ہے۔ حکومت پنجاب نے اپنے عوام کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے ایک عظیم منصوبہ تشکیل دیا ہے۔ عوام کو صاف پانی کی فراہمی کے اس منصوبے کا آغاز جنوبی پنجاب کے دیہات سے جلد کیا جا رہا ہے۔ ہمارا عزم ہے کہ انشاءاللہ "پنجاب صاف پانی پروگرام" کے تحت آئندہ تین سالوں کے دوران 70 ارب روپے کی خطیر رقم سے صوبہ بھر کے دیہات میں 4 کروڑ سے زائد افراد کو صاف اور محفوظ پانی کی سہولت فراہم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے، 70 بلین روپے کے اس منصوبے سے صاف پانی سے محروم جتنے بھی افراد ہیں انشاءاللہ

ان کی 100فیصد coverage ہو جائے گی۔ حکومت پنجاب نے مالی سال 16-2015 کے دوران اس منصوبے کے لئے 11-ارب روپے کی رقم مختص کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

34۔ تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ دنیا کی کوئی قوم تعلیم کو فروغ دیئے بغیر ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ دانش تعلیم کے شعبے میں صرف ہونے والے وسائل کو اخراجات نہیں بلکہ قوموں کے بہتر مستقبل کے لئے سرمایہ کاری تصور کرتے ہیں۔ حکومت پنجاب نے اسی حقیقت کے پیش نظر اگلے مالی سال میں تعلیم کے شعبے میں صوبائی اور ضلع سطح پر مجموعی طور پر تقریباً 310-ارب 20 کروڑ روپے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں، یہ رقم کل بجٹ کا تقریباً 27 فیصد ہو گی۔ تعلیم کے شعبے میں ہونے والی پیشرفت کی نگرانی وزیر اعلیٰ پنجاب بذات خود Stock-take کے ذریعے کرتے ہیں جس کے نتیجے میں تعلیم کے فروغ اور تعلیمی معیار میں اضافے کے حوالے سے خاطر خواہ پیشرفت سامنے آئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

35۔ ہماری حکومت نے معاشرے کے طور پر پسماندہ مگر ذہین طلباء کو معیاری تعلیم مہیا کرنے کے لئے چودہ دانش سکول قائم کئے ہیں جبکہ اگلے مالی سال میں صوبے کے پسماندہ علاقوں میں چار نئے دانش سکول قائم کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

36۔ ترقیاتی بجٹ سے 990 ہائی سکولز میں کمپیوٹر لیب کی تنصیب، 7500 سکولوں میں missing facilities کی فراہمی، 4727 سکولوں کی بلڈنگز کی دوبارہ تعمیر، سکولوں میں 24500 اضافی کمروں کی تعمیر اور 500 نئے سکول کھولے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

37۔ اگلے مالی سال میں ہائر ایجوکیشن کے شعبے میں نئے کالجز اور یونیورسٹیوں کے قیام کے علاوہ موجودہ کالجوں میں اضافی سہولتیں یعنی کلاس روم اور لیبارٹریز مہیا کی جائیں گی۔ آئندہ مالی سال میں وہاڑی میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس کا قیام عمل میں لایا جائے گا جبکہ جھنگ اور ساہیوال میں نئی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی۔

جناب سپیکر!

38- صحت عامہ کا تحفظ اور صوبے کے عوام کو علاج معالجہ کی مناسب اور بروقت سہولتیں پہنچانا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ صحت کے شعبہ میں اگلے مالی سال 16-2015 کے لئے صوبائی اور ضلع سطح پر مجموعی طور پر تقریباً 166-ارب 13 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں جو کہ بجٹ کا 14 فیصد ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

39- صحت عامہ کے فروغ اور عوام کو علاج کی سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے 15-2014 میں ہیلتھ سیکٹر ریفارمز روڈ میپ پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ اس روڈ میپ پروگرام کی نگرانی وزیراعلیٰ پنجاب باقاعدگی سے stock-take کے ذریعے کرتے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت 700 بنیادی مراکز صحت کو علاج معالجہ کے جدید سنٹرز میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی موجودگی، دواؤں کی دستیابی اور ضروری آلات جراحی کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے مؤثر اقدامات کئے گئے ہیں۔ حکومت نے اس مقصد کے لئے سپیشلسٹ ڈاکٹروں کے لئے ایک ارب 41 کروڑ روپے کا نہایت پرکشش اور خصوصی incentive package منظور کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

40- آئندہ مالی سال میں صحت کے شعبے میں کئے جانے والے چیدہ چیدہ اقدامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. حکومت پنجاب نے جنرل کیڈر ڈاکٹروں کی بروقت ترقیوں کے لئے تاریخی اقدامات کرتے ہوئے وزیراعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر موجودہ مالی سال 15-2014 میں Four Tier Structure کے تحت گریڈ 18 سے 20 تک ڈاکٹرز کی دس ہزار سے زائد نئی اسامیاں پیدا کی جا چکی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ہسپتالوں کے لئے 8400 مزید اسامیاں منظور کی گئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)
2. صوبائی ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی کے لئے اگلے مالی سال 16-2015 میں 10-ارب 82 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز ہے۔

3. صوبے میں غریب ترین طبقہ کو Health Cover مہیا کرنے کے لئے Health Insurance Scheme کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ اس سکیم کے پہلے مرحلے میں آٹھ اضلاع شامل کئے گئے ہیں جس کے لئے 2-ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔
4. مظفر گڑھ میں ترکی کی مدد سے بنائے جانے والے رجب طیب اردگان ہسپتال کی توسیع کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)
5. صوبے کے دور دراز علاقوں میں صحت کی بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لئے موبائل ہیلتھ یونٹ کے منصوبے میں توسیع کی جا رہی ہے جس کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!

41۔ پاکستان کے ہسپتالوں میں جگر کی پیوند کاری کی سہولت موجود نہیں ہے۔ اس وقت بے شمار کم وسیلہ اور غریب افراد علاج کی عدم دستیابی اور بیرونی ممالک تک رسائی کے لئے مطلوبہ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس درد اور تکلیف کا احساس کرتے ہوئے حکومت پنجاب ایک State of the Art Pakistan Kidney and Liver Institute and research Centre پر کام شروع کر چکی ہے۔ اس منصوبے کے لئے 2015-16 میں 3-ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

42۔ ہمارے سرکاری اور نجی شعبے میں نوجوانوں کی اہلیت اور ان کی تعلیم کے مطابق روزگار کے وافر مواقع موجود نہیں ہیں۔ دوسری طرف ہمارے صنعتی شعبے کو ہنر مند افراد کی کمی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر حکومت نے صوبے میں موجود فنی تربیت کے بہترین اداروں میں عالمی معیار کے کورسز میں تربیت دینے کے لئے آئندہ مالی سال میں 4-ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ اس پروگرام کے نتیجے میں 2018 تک 5 لاکھ نوجوانوں کو ایسے شعبوں میں جن کی ہماری صنعتوں اور بین الاقوامی منڈیوں میں ضرورت ہے تربیت دے کر مقامی اور بین الاقوامی سطح پر روزگار حاصل کرنے کے قابل بنا دیا جائے گا۔ یہ دو ملین ڈالر کا skill development programme ہماری Economic growth strategy کا ایک important pillar ہے جو کہ آنے کی یوتھ کی زندگیاں بدلنے کی سمت دے رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر پی معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر
اور پی معزز ممبران حزب اختلاف سپیکر ڈائس کے سامنے فرش پر
بیٹھ کر کورس کی صورت میں جھوٹا بجٹ اور جھوٹ کی مسلسل نعرے بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر!

43- بد قسمتی سے قیام پاکستان کے بعد پاکستان کو قائداعظم محمد علی جناح اور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی تعلیمات کے مطابق ایک عوامی اور فلاحی مملکت بنانے کی بجائے یہاں ایسی سیاسی اور معاشی پالیسیاں بنائی گئیں جن کے نتیجے میں تمام ملکی وسائل اور زندگی کی تمام سہولتیں محض Elite طبقے تک سمٹ کر رہ گئیں ---

جناب سپیکر! کوئی دردمند پاکستانی اس بات سے اتفاق کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ 1971 میں پاکستان کی تقسیم یقیناً ایک بڑا سانحہ تھا لیکن آج قیام پاکستان کو 67 سال گزرنے کے باوجود پاکستانی معاشرے کی زندگی کی بنیادی سہولتوں اور وسائل کی بنیاد پر مستقل تقسیم کا کوئی چھوٹا سانحہ نہیں۔

جناب سپیکر!

44- اس سنگین صورتحال کے خاتمے اور معاشرے کے پسماندہ، کم وسیلہ اور روایتی طور پر نظر انداز کئے گئے طبقات کے لئے زیادہ سے زیادہ وسائل فراہم کرنے کے لئے میں حکومت پنجاب کے چیدہ چیدہ منصوبوں اور اقدامات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ اس ضمن میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ خود روزگار سکیم کا ذکر کرنا چاہوں گی۔ اس سکیم کے تحت غریب افراد کو -/50,000 روپے تک بلاسود قرضے فراہم کئے جاتے ہیں۔ 2011 سے لے کر اب تک تقریباً 11۔ارب روپے کے بلاسود قرضے تقریباً پانچ لاکھ افراد کو دیئے جا چکے ہیں۔ یہ قرضے انتہائی شفاف انداز میں میرٹ کی بنیاد پر بلاسود قرضوں کے ادارے "اخوت" کے ذریعے فراہم کئے گئے۔ حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال میں اس پروگرام کے لئے مزید 2۔ارب روپے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس رقم سے بلاسود قرضہ لے کر کاروبار کرنے والوں کی تعداد دس لاکھ سے بڑھ جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

45۔ حکومت پنجاب نے غریب اور کم آمدنی والے افراد کو معاشی اور معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کے لئے حال ہی میں Punjab Social Protection Authority قائم کی ہے۔ یہ اتھارٹی آئندہ مالی سال میں 2۔ارب روپے کی لاگت سے اپنے پہلے منصوبے کا آغاز کررہی ہے جو کے تحت صوبے میں معذور افراد کی امداد اوران کی معاشی اور سماجی بحالی کے لئے ماہانہ وظائف دیئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

46۔ حکومت لاوارث اور بے سہارا بچوں کو تحفظ اور بہتر ماحول فراہم کرنے کے لئے مختلف شہروں میں Child Protection Institute تعمیر کررہی ہے۔رحیم یار خان میں زیر تعمیر Institute رواں مالی سال میں مکمل ہو جائے گا جبکہ بہاولپور اور ساہیوال میں 26کروڑروپے کی لاگت سے ایسے Child Protection Institutes کی تعمیر شروع ہوچکی ہے۔اس کے علاوہ بے سہارا خواتین کے لئے ملتان ،لودھراں، پاکپتن ،قصور، لیہ ، حافظ آباد اور شیخوپورہ میں دارالامان قائم کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!

47۔ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ جانے والے دوسرے طبقات کی طرح پنجاب حکومت سپیشل افراد کی فلاح و بہبود پر بھی پوری توجہ دے رہی ہے۔اس وقت صوبہ بھر کے دو سو پچاس اداروں میں تقریباً29ہزار خصوصی طلباء وطالبات تعلیم حاصل کررہے ہیں جنہیں مفت رہائش ، کھانا،امدادی آلات اوریونیفارم کے علاوہ وظائف بھی دیئے جارہے ہیں ۔

جناب سپیکر!

48۔ ہماری معیشت کی ترقی ان محنت کشوں کی مرہون منت ہے جو اپنا خون پسینہ ایک کرکے صنعتوں کے پہیوں کو رواں دواں رکھتے ہیں لیکن اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ ہمارے محنت کشوں کی زندگیاں آج بھی اقبال کے اس شعر کی عملی تفسیر ہیں جو میں انہوں نے کہا تھا کہ:

ہے تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

جناب سپیکر!

49۔ محنت کشوں کے شب و روز کی اس تلخی کو کم کرنے کے لئے حکومت پنجاب صوبے میں کئی منصوبوں پر عمل کر رہی ہے۔قومی معیشت کے ان معماروں کو مالکان حقوق پر مفت رہائش کی سہولت مہیا کرنے کے لئے سُندر اور ملتان میں 10۔ارب روپے کی مالیت کے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔اسی طرح حکومت پنجاب نے رواں مالی سال میں محنت کشوں اور ان کے اہل خانہ کے لئے فیض آباد میں ایک سو بیڈ بستروں پر مشتمل Maternity and Child Health Centre، رحیم یار خان اور جھنگ میں 50,50 بستروں پر مشتمل سوشل سکیورٹی ہسپتال کا منصوبہ شروع کیا ہے۔

جناب سپیکر!

50۔ قیام پاکستان سے لے کر استحکام پاکستان کی جدوجہد میں Minorities کے قابل قدر کردار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔یہ ہمارے معاشرے کا نہایت اہم حصہ ہیں۔آئندہ مالی سال کے بجٹ میں Minorities کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس رقم سے طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!

51۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا یہ عزم ہے کہ پنجاب میں بسنے والا کوئی باصلاحیت اور ذہین طالب علم محض وسائل کی کمی کی وجہ سے اعلیٰ اور معیاری تعلیم سے محروم نہ رہے۔اس مقصد کے لئے ذہین اور محنتی طلباء کو وظائف دینے کے لئے آئندہ مالی سال میں Punjab Educational Endowment Fund کے لئے 2۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔جس کے بعد اس فنڈ کی مالیت 15.30۔ارب روپے تک پہنچ جائے گی اور اگلے برس تک اس فنڈ سے وظائف حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

52۔ حکومت پنجاب کی طرف سے صوبے کے لاکھوں غریب والدین کو یہ سہولت دی گئی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سرکاری خرچ پر اپنی پسند کے پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم دلا سکیں۔چنانچہ اس وقت پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے سولہ لاکھ سے زائد بچے پرائیویٹ سکولوں

میں بالکل مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں ۔غریب عوام کے بچوں کی تعلیم کے اس پروگرام کے لئے 10-ارب 50کروڑروپے سے زائدرقم مختص کرنے کی تجویز ہے ۔

جناب سپیکر!

53- صوبے کے بے روزگار نوجوان مردوں اور خواتین کو باعزت روزگار فراہم کرنے کے لئے "اپنا روزگار سکیم "کے تحت پچاس ہزار گاڑیاں فراہم کی جارہی ہیں ۔31-ارب روپے کی اس سکیم میں جنوبی پنجاب کے لئے 10فیصد اضافی کوٹا مختص کیا گیا ہے ۔گاڑیوں کی لاگت کا 100فیصد مارک اپ حکومت پنجاب خود ادا کرتی ہے اوران کی تقسیم کمپیوٹر پر قرعہ اندازی کے ذریعے انتہائی شفاف طریقے سے کی جاتی ہے ۔حکومت پنجاب کی طرف سے اس سکیم کے لئے مجموعی طور پر6-ارب 37کروڑروپے کی سبسڈی فراہم کی جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کورس کی صورت میں
"جھوٹ ہے سب جھوٹ ہے ،جھوٹے "کی مسلسل نعرے بازی کرتے رہے)

جناب سپیکر!

54- آشیانہ ہاؤسنگ سکیم کے ذریعے کم آمدنی کے حامل افراد کو رہائشی سہولیات فراہم کرنے کے پروگرام پر عملدرآمد جاری ہے ۔اس ضمن میں اب تک لاہور،فیصل آباد اور ساہیوال میں اعلیٰ معیار کی رہائشی سکیمیں مکمل کی جاچکی ہیں ۔آئندہ مالی سال کے دوران صوبے کے مختلف مقامات پر مزید سکیموں کا آغاز کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!

55- میں نے چیدہ چیدہ منصوبوں اور پروگراموں کا ذکر کیا ہے جن پر حکومت پنجاب صوبے میں غربت کے خاتمے اور پسماندہ اور کم وسیلہ طبقات کی بہبود کے لئے عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ ہے ،جھوٹ ہے "کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

56- اس وقت پاکستان کو جن سنگین ترین مسائل کا سامنا ہے ان میں دہشت گردی سر فہرست ہے ۔حکومت پنجاب دہشت گردی کے اس سنگین مسئلے سے نمٹنے کے لئے اپنی تمام تر

صلاحیتیں استعمال کر رہا ہے۔ پنجاب کو پاکستان کی تاریخ کی پہلی Counter Terrorism Force بنانے کا اعزاز حاصل ہے۔ ایک ہزار پانچ سو Corporals پر مشتمل اس فورس میں بھرتی کے لئے میرٹ اور اہلیت کے کڑے اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر!

57۔ حکومت نے بڑے شہروں میں Safe City پروگرام کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے جس کا آغاز صوبائی دارالحکومت سے کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے اگلے مالی سال کے دوران 4-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت جدید آلات اور کیمروں کے ذریعے نگرانی، قانون شکن اور شر پسند عناصر کی نشاندہی اور انہیں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر قانون کی گرفت میں لانے کا ایک مربوط نظام تیار کیا جا رہا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ منصوبے لاہور میں دسمبر 2015ء اور راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور گوجرانوالہ میں 2016 کے دوران مکمل ہو جائیں گے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

58۔ عوام کو روایتی تھانہ کلچر سے نجات دلانے اور ایک خوشگوار ماحول میں ان کی شکایات کے فوری ازالے کے لئے صوبہ بھر میں مختلف مقامات پر 80 پولیس سروس سنٹرز قائم کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!

59۔ 2015-16 کے لئے محکمہ پولیس کے بجٹ میں مجموعی طور پر 94-ارب 67 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز پیش کی جا رہی ہے۔ یہ رقم دوسرے اخراجات کے علاوہ جدید خطوط پر تربیت، جدید ساز و سامان کی فراہمی اور ٹیکنالوجی کے ذریعے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے پر صرف کی جائے گی۔

جناب سپیکر!

60۔ صوبے کے عوام کے لئے سستے اور بلا تاخیر انصاف کی فراہمی حکومت کا نصب العین ہے۔ چنانچہ حکومت پنجاب نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ Additional District &

Session Judges کی 317 اور Civil Judges کی 696 نئی اسامیاں پیدا کی ہیں ۔ صوبے میں مختلف عدالتوں کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 18۔ارب 11 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ ہے ،جھوٹ ہے "کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

61۔ ہمارے معاشرے میں زندگی کی دیگر سہولتوں کی طرح آرام دہ اور باوقار ٹرانسپورٹ پر بھی محض صاحب ثروت طبقے کا حق سمجھا جاتا تھا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس تکلیف دہ صورتحال کے خاتمے اور عوام کو سستی اور انتہائی معیاری ٹرانسپورٹ فراہم کرنے کے لئے میٹرو بس ٹرانسپورٹ کلچر متعارف کرایا ہے ۔حکومت پنجاب نے لاہور میٹرو بس کے کامیاب منصوبے کے بعد راولپنڈی اسلام آباد میں "پاکستان میٹرو بس "کا منصوبہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے تقریباً 44۔ارب 85 کروڑ روپے کی لاگت سے ریکارڈ time میں مکمل کر لیا ہے ۔اس سسٹم کے تحت چلنے والی ائر کنڈیشنڈ بسیں روزانہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ مسافروں کو سفر کی سہولت مہیا کر رہی ہیں ۔میٹرو بس کی تعمیر کا اگلا منصوبہ ملتان میں شروع کیا جا چکا ہے ۔اس کے علاوہ صوبائی دارالحکومت کے لئے 27 کلو میٹر طویل پاکستان کی تاریخ کا پہلا میٹرو ٹرین Orange Line کا منصوبہ جلد شروع کیا جائے گا۔

جناب سپیکر!

62۔ کون نہیں جانتا کہ پاکستان کی تاریخ کے ہر دور میں مختلف جماعتوں اور راہنماؤں کی طرف سے جنوبی پنجاب کی پسماندگی کو محض سیاسی نعرے کے طور پر استعمال کیا گیا مگر پاکستان مسلم لیگ (ن) کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے جنوبی پنجاب کی ترقی اور خوشحالی کو ہمیشہ مقدم رکھتے ہوئے صوبے کے بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے مختص فنڈز کی رقم کو اس کی آبادی کے تناسب سے کہیں زیادہ رکھا۔ نے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بھی اس مثبت روایت کو برقرار رکھا ہے ۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ ہے ،جھوٹ ہے "کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

63- میں تفصیلات میں جائے بغیر جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کے چیدہ چیدہ منصوبے اس ایوان کے سامنے ضرور رکھنا چاہوں گی:

1) 26-ارب روپے کی لاگت سے ملتان میں میٹرو بس کا منصوبہ۔
2) 30-ارب روپے سے جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع میں "صاف پانی پروگرام" کا اجراء۔
3) 150-ارب روپے سے بہاولپور میں قائداعظم سولر پارک کا قیام۔
4) 67-ارب 50 کروڑ روپے سے دیہی سڑکوں کی تعمیر اور مرمت کا عظیم الشان منصوبہ۔
5) 9-ارب 38 کروڑ روپے سے رحیم یار خاں میں Khawaja Farid Engineering and Information Technology University، بہاولپور میں Veterinary University ملتان میں میاں محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی اور بہاولنگر میں میڈیکل کالج کے قیام کے علاوہ مظفر گڑھ میں طیب اردگان ہسپتال کی 500 بیڈز تعمیر کی جائیں گی۔
6) 4-ارب روپے سے زائد کی رقم سے بہاولپور، بہاولنگر، مظفر گڑھ اور راجن پور کے اضلاع میں غربت کے خاتمے کے لئے Southern Punjab Poverty Alleviation Programme کا اجراء۔
7) ایک ارب 30 کروڑ روپے سے چولستان میں وزیراعلیٰ ہیلتھ کے تحت ترقیاتی پروگرام۔
8) 10-ارب 60 کروڑ روپے سے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں رود کوہیوں (Hill Torrents) سے آنے والے سیلابی ریلوں کی روک تھام کے منصوبے۔
9) 3-ارب 38 کروڑ روپے سے ڈی جی خان کے قبائلی علاقوں کے لئے خصوصی ترقیاتی پیکیج۔
10) 4-ارب 90 کروڑ روپے سے بہاولپور سے حاصل پور تک 77 کلومیٹر کی dual carriageway کی تعمیر۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

64- بڑے شہر کسی بھی معیشت کے لئے Engines of Growth کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حکومت نے آئندہ مالی سال کے دوران راولپنڈی، ملتان اور فیصل آباد سمیت صوبے کے مختلف شہروں کو جدید سہولیات اور infrastructure سے آراستہ کرنے کے لئے 16-ارب 56 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔

جناب سپیکر!

65۔ ہماری آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ خواتین پر مشتمل ہے۔یہ ایک حقیقت ہے کہ کوئی بھی معاشرہ خواتین کی شمولیت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا۔اگلے مالی سال میں قومی تعمیر نو کے مختلف شعبوں میں خواتین کی فلاح و بہبود پر ترقیاتی بجٹ سے مجموعی طور پر 32۔ارب 16کروڑ روپے صرف کئے جا رہے ہیں۔سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے 15فیصد کوٹا اور عمر کی حد میں تین سال کی رعایت اور ملازمت پیشہ خواتین کے لئے ڈے کیئر سنٹرز اور ہاسٹلوں کا قیام ہماری حکومت کی اس پالیسی کی آئینہ دار ہیں۔

جناب سپیکر!

66۔ آج کے دور میں گڈ گورننس کے مقاصد کے حصول کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔چنانچہ صوبہ میں مختلف سرکاری محکموں کی کارکردگی کو بہتر کرنے اور ان کی مانیٹرنگ کے نظام کو مؤثر بنانے کے لئے سمارٹ گورننس کے نظام کے تحت انفارمیشن ٹیکنالوجی کو بھرپور طور پر استعمال کیا جا رہا ہے جس کی تحسین ورلڈ بنک جیسے عالمی ادارے نے بھی کی ہے۔

جناب سپیکر!

67۔ اب میں مختصر الفاظ میں حکومت پنجاب کی ان کوششوں کا ذکر کرنا چاہوں گی جو اس نے پنجاب کے عوام کو محکمہ مال کے صدیوں پرانے اور فرسودہ استحصالی نظام سے نجات دلانے کے لئے کئے ہیں۔مختلف مشکلات کے باوجود پنجاب کی تمام تحصیلوں میں Computerization of Land Record کے عمل کو جون 2015تک مکمل کر لیا جائے گا۔اس پروگرام کے تحت اب تک زمینوں کے 5½کروڑ اندراج اور 22500موضع جات کا اراضی ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ کیا جا چکا ہے۔اس وقت صوبہ بھر کے ڈیڑھ لاکھ مالکان اراضی ماہانہ اس تبدیل نظام سے استفادہ کر رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

68۔ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے تیار کئے گئے منصوبوں کی تکمیل وسائل کی فراہمی سے مشروط ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں عوام کی مالی مشکلات اور مسائل کا بھی احساس ہے۔ہماری خواہش ہے کہ محاصل میں اضافے کے لئے موجودہ ٹیکسوں کی وصولی کے نظام میں خامیوں

کو دور کیا جائے اور ان لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے جو ٹیکس ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

69۔ پنجاب حکومت نے چھوٹے کاروبار کو سیلز ٹیکس میں ریلیف دینے کے لئے ایک درجن کے قریب سیکٹرز میں مقررہ مدت کے لئے Reduced Rate Scheme رائج کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سکیم کے اطلاق پر سولہ فیصد کی بجائے دو فیصد سے لے کر دس فیصد تک flat Rate سیلز ٹیکس لاگو ہوگا۔ پنجاب ریونیو اتھارٹی نے محصولات کو بہتر اور شفاف بنانے کے لئے ریسٹورنٹ سیکٹر میں Restaurant Invoice Monitoring System کے اجراء کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب کے طول و عرض میں Taxpayers کی سہولت کے لئے پنجاب ریونیو اتھارٹی نے راولپنڈی، گوجرانوالہ، ملتان اور فیصل آباد میں کمشنریٹ قائم کئے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ ہے، جھوٹ ہے" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

70۔ دوران سال 15-2014 میں بہتر حکمت عملی اور جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے محاصل کی وصولی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ Taxpayers کی سہولت کے لئے تمام ڈویژنل اور ڈسٹرکٹ دفاتر میں خصوصی مراکز قائم کئے گئے ہیں۔ میں یہاں یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ایجوکیشن سیکٹر کے لئے یہ بہت good news ہے باوجود اس کے کہ ملک بھر میں مختلف صوبوں میں انٹرنیٹ سروسز کو tax لیا جا رہا ہے۔ آر ایم کابینہ نے فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب میں انٹرنیٹ سروسز کو tax نہیں لیا جائے گا جو آرڈیننس نوٹیفکیشن لیا گیا ہے اس کو withdraw کیا جا رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

71۔ حکومت پنجاب قومی یکجہتی اور صوبائی ہم آہنگی پر پختہ یقین رکھتی ہے۔اسی جذبہ کے تحت اگلے مالی سال15-2014میں صوبہ بلوچستان کے عوام سے خیر سگالی کے طور پر2۔ارب روپے سے زائد مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔اس رقم سے کوئٹہ میں ایک ارب روپے کی لاگت سے دل کے امراض کے ہسپتال کی تعمیر کا آغاز کیا جارہا ہے۔اسی طرح قومی یکجہتی اور صوبائی ہم آہنگی کے جذبے کے تحت صحت اور تعلیم سے متعلق مختلف پروگراموں میں سندھ اور خیبر پختونخوا کے عوام کی شمولیت کو یقینی بنایا گیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ ہے،جھوٹ ہے کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

72۔ حکومت نے صوبہ بھر کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشنوں میں 7.5فیصد اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔اسی طرح حکومت نے سرکاری ملازمین کو2011-12میں ملنے والے ایڈہاک ریلیف الاؤنسز کو ان کی بنیادی تنخواہوں میں ضم کرنے اور ان کے میڈیکل الاؤنس میں 25فیصد اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔میڈیکل الاؤنس میں یہ اضافہ پنشنرز کو بھی حاصل ہوگا۔حکومت نے نجی شعبہ میں کام کرنے والے محنت کشوں اور کارکنوں کی کم از کم اجرت -/12,000روپے سے بڑھا کر -/13,000روپے ماہانہ کرنے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"جھوٹ ہے،جھوٹ ہے کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!

73۔ مجھے خوشی ہے کہ ہماری حکومت کا بجٹ ایک عوام دوست،متوازن اور ترقیاتی بجٹ ہے۔میں اپنی تقریر ختم کرنے سے پہلے کابینہ کے ارکان،ممبران اسمبلی،محکمہ خزانہ اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے افسران،ماتحت عملے اور اپنے سٹاف کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں شب و روز انتھک محنت کی۔مجھے پنجاب کے ترقیاتی عمل میں تعاون پر عالمی اداروں ورلڈ بینک،ایشین ڈویلپمنٹ بینک اور DFIDکا بھی شکریہ ادا

کرنا ہے۔ میں اپنی تقریر کا اختتام پنجاب کے عوام خصوصاً پسماندہ علاقوں اور محروم طبقات سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کے لئے اس خواہش اور دعا کے ساتھ کرنا چاہوں گی کہ:

امن ملے ترے بچوں کو اور انصاف ملے
چاندی جیسا دودھ ملے اور پانی صاف ملے
اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو!
پاکستان پائندہ باد
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب میں وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 16-2015 پیش کریں۔

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال 16-2015 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 16-2015 پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گوشوارہ سالانہ بجٹ 16-2015 پیش کر دیا گیا۔ اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پیش کریں۔

ضمنی بجٹ گوشوارہ بابت سال 15-2014 کا ایوان میں پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پیش کرتی ہوں۔

مسودات قانون

(جو متعارف ہوئے)

جناب سپیکر: جی، گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت 15-2014 پیش کر دیا گیا۔

Minister for Finance! May introduce the Punjab Finance Bill 2015.

مسودہ قانون مالیات پنجاب 2015

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I introduce the Punjab Finance Bill 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Finance Bill 2015 has been introduced.

Minister for Finance may introduce the Punjab Infrastructure Development Cess Bill, 2015.

مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب 2015

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I introduce the Punjab Infrastructure Development Cess Bill, 2015.

MR SPEAKER: The Punjab Infrastructure Development Cess Bill, 2015 has been introduced.

Minister for Finance may lay the notifications relating to the amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid.

قواعد اور ترامیم کا ایوان کی میز پر رکھا جانا
قانون خدمات پر سیلز ٹیکس پنجاب 2012 کی دفعہ 5(3) کے تحت
دوسرے شیڈول میں ترامیم اور متذکرہ قانون کی دفعہ 76(2) کے
تحت وضع کردہ قواعد کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the notifications relating to the amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid.

MR SPEAKER: The notifications relating to the amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid has been laid.

ماشاءاللہ۔آج کا ایجنڈا مکمل ہوگیا ہے۔میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ سوموار 15۔جون 2015 سے سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہوگا۔عام بحث کے لئے پانچ یوم مقرر کئے گئے ہیں جو کہ 19۔جون 2015تک ہیں اس دن میں آخر میں بجٹ پر عام بحث کو wind up کرنے کے لئے وزیر خزانہ کو کہوں گا۔بجٹ کی عام بحث میں جو معزز ممبران حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کا اندراج سیکرٹری اسمبلی کے پاس کروالیں۔

اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 15۔جون 2015دوپہر 2:00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

سوموار،15۔جون2015

(یوم الاثنین،27۔شعبان المعظم1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد 15:شمارہ 4

255

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ15۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث"

257

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

سوموار،15۔جون2015

(یوم الاثنین،27۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا
مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ
فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ
طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ
وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ
الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ
الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ
مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ
يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ
وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

سورۃ البَقَرَۃ آیات 183 تا185

مومنو!تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو(183)(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں(لیکن رکھیں نہیں)وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلادیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے(184)(روزوں کا مہینہ) رمضان کا مہینہ (ہے) جس میں قرآن (اول اول) نازل ہوا جو لوگوں کا راہنما ہے اور (جس میں) ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور (جو حق و باطل کو) الگ الگ کرنے والا ہے تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو چاہئے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں (رکھ کر) ان کا شمار پورا کرلے۔ اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور (یہ آسانی کا حکم) اس لئے (دیا گیا ہے) کہ تم روزوں کا شمار پورا کرلو اور اس احسان کے بدلے کہ اللہ نے تم کو ہدایت بخشی ہے تم اس کو بزرگی سے یاد کرو اور اس کا شکر کرو(185)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

دلوں سے غم مٹاتا ہے، محمد نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے، محمد نام ایسا ہے
اسی کے ذکر سے روشن رُتیں پھر لوٹ آتی ہیں
نصیبوں کو جگاتا ہے محمد نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمد نام ایسا ہے
میں فخری فکر دنیاوآخرت سب بھول جاتاہوں
مجھے جب یاد آتا ہے محمد نام ایسا ہے
دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد نام ایسا ہے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم سالانہ بجٹ 16-2015 پر بحث شروع کرتے ہیں۔اس سے پیشتر کہ میں floor قائد حزب اختلاف کو دوں میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ بحث 19۔جون2015 تک جاری رہے گی لیکن میں چاہوں گا کہ آپ اس میں کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں اور تمام معزز ممبران کو بات کرنے کا موقع دیں یہ نہیں کہ جس معزز ممبر کو floor ایک دفعہ مل جائے تو وہ دوسروں کا خیال نہ کرے۔ میری معزز ممبران سے گزارش ہو گی کہ کم سے کم وقت میں اپنی بات مکمل کریں۔اب میں قائد حزب اختلاف سے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اتنی جلدی کیا ہے۔بحث کے لئے پانچ دن اور بڑھادیں۔

جناب سپیکر: آپ کچھ خیال کریں آگے رمضان شریف ہے۔بہت مہربانی آپ تشریف رکھیں۔میں نے گزارش کر دی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہی کام کرنا ہے کہ دربار پر حاضری لگانی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔دربار تو یہاں نہیں ہے۔آپ یہ الفاظ استعمال نہ کریں آپ نے اپنا نام ہی نہیں لکھوایا۔آپ اپنا نام سیکرٹری اسمبلی کو لکھوادیں، میں اسی ترتیب سے آپ کو وقت دوں گا۔جی، میاں محمود الرشید صاحب! محترمہ آپ بھی سنیں پھر آپ نے جواب بھی دینا ہے۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ مختصر وقت میں بجٹ برائے سال16-2015 کی جو مختلف جہتیں ہیں اُن کو زیر بحث لاؤں۔بجٹ پیش ہو گیا ہے پاس بھی ہو جائے گا۔معزز ممبران پانچ پانچ، دس دس منٹ اپنے دل کی بھڑاس اس ایوان میں نکال لیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بھڑاس نہ نکالیں، اچھی اچھی تجاویز دیں۔

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ اُس وقت تک عوام کی خواہشات کا آئینہ دار نہیں ہو سکتا جب تک منتخب جمہوری نمائندے ان بنیادی فیصلوں میں شریک

نہ ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے دس کروڑ عوام غربت، مہنگائی، بے روزگاری اور بدامنی کی جس چکی میں پس رہے ہیں اُس سے نجات اُنہیں اس صورت میں مل سکتی ہے کہ اُن کے منتخب نمائندے بجٹ کو تیار کریں،.بجٹ کی ترجیحات بیوروکریٹس کی نہیں ہونی چاہئیں، ٹیکنوکریٹس کی نہیں ہونی چاہئیں، سیکشن افسروں اور ڈپٹی سیکرٹریوں کی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ بجٹ کی ترجیحات منتخب عوامی نمائندوں کی ہونی چاہئیں۔ دنیا کے کسی ملک میں ایسا نہیں ہوتا جس طرح آج ہمارے ملک میں ہو رہا ہے۔ یہ colonial سوچ جب تک ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتی کہ یہ سرکاری کارندے الفاظ کا گورکھ دھندہ اوپر نیچے کر کے یہاں ایوان میں پیش کر دیتے ہیں اور بجٹ پاس ہو جاتا ہے لیکن کچھ پتا نہیں ہوتا منتخب نمائندوں کو بھی کہ یہ وسائل کہاں سے آئے، کہاں خرچ ہونے جا رہے ہیں؟ پچھلی دفعہ بھی میں نے یہ بات عرض کی تھی اگر محترمہ فنانس منسٹر کی تقریر کچھ عرصہ پہلے ہو جاتی تو شاید ہم انہیں personal مل کر اس بات پر بھی قائل کرتے لیکن چونکہ ان کا تقرر دو تین ہفتے پہلے ہوا ہے اور بجٹ اُس وقت تک پرنٹنگ پریس میں جا چکا تھا بہر حال محترمہ نے جس خود اعتمادی کے ساتھ بجٹ تقریر کو پڑھا ہے میں انہیں appreciate کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کیا کام ہے Rules of Procedure and constitution کے اندر سٹینڈنگ کمیٹیاں منتخب نمائندوں کی جو اصل کاوش ہے منصوبہ بندی کے اندر ایجوکیشن کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے، ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے تمام شعبوں کی سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں۔ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کا سال میں ایک یا دو meetings کے سوا کوئی کام نہیں ہے۔ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کا بھی کوئی کام ہونا چاہئے،.بجٹ کی تیاری عوام کے منتخب نمائندوں کا بنیادی حق ہے۔ یہ فیصلہ کرنا کہ ہمیں صحت پر کتنے پیسے چاہئیں، ہمیں ایجوکیشن پر کتنے پیسے چاہئیں، انرجی سیکٹر میں کتنے پیسے چاہئیں ،لاء اینڈ آرڈر پر ہمیں کیا کرنا ہے یہ منتخب نمائندوں کا کام ہے، یہ بیوروکریٹس کا کام قطعی طور پر نہیں ہے اور یہ ٹیکنوکریٹس کا کام بھی نہیں ہے۔ ہاں جو حکومت وقت ہے وہ منتخب نمائندوں کو اپنا وژن دے سکتی ہے لیکن اصولاً پورا سال یہ سٹینڈنگ کمیٹیاں اپنے اپنے شعبوں کی تمام چیزیں اکٹھی کریں مگر یہاں تو الٹا کام ہے کہ ہر مہینے بیٹھے دو مہینے بعد بیٹھے اور بجٹ کی تجاویز مرتب کر کے فائنل کر کے دیں۔ آج ہم جتنے مرضی ترقی کے بلند و بانگ دعوے کر لیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی تک عوام کے حقیقی، جمہوری نمائندوں کو حقیقی معنوں میں empower نہیں کیا گیا، بنیادی فیصلوں کے اندر کسی جگہ اُن کی سوچ، اُن کی خواہشات ،اُن کے مطالبات اُن کے دل کی آواز وہ نہیں ہے۔ ہم جو مرضی کہیں میرے سامنے بیٹھے

ہوئے میرے بھائی اور بہنیں اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ میں جو بات کہہ رہا ہوں وہ غلط ہے۔یہ بات صحیح ہے ہمارے جذبات کی، ہمارے مطالبات کی، ہماری خواہشات کی، ہمارے عوام کے احساسات کی، عوام کے دکھوں کی اور عوام کے جذبات کی کسی جگہ کوئی شنوائی نہیں ہے۔یہ بجٹ اسی طرح سے آیا اور آکر چلا جائے گا میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا لیکن "نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔" یہ ہم تجاویز دیں گے لیکن یہ تجاویز جو ہیں وہ تجاویز ہی رہ جائیں گی ان کو پذیرائی نہیں ملے گی۔

جناب سپیکر! میں کچھ facts and figures کی طرف آتا ہوں۔صفحہ نمبر2 پر سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ میں good governance ہے۔good governance، good governance دن رات اس کا قصیدہ پڑھا جاتا ہے۔ پچھلی جو بجٹ سٹیٹمنٹ ہے اس میں ریونیو collection کا ہدف 164۔ارب روپے تھا۔یہ good governance کا شاہکار دیکھیں کہ یہ حکومت اس ٹارگٹ کو پورا کرنا تو درکنار یہ صرف 114۔ارب روپے اکٹھا کر پائی ہے۔یعنی جو اپنا ہی ہدف مقرر کیا ہوا ہے اسی میں ناکام ہو گئی۔ یہ ٹارگٹ اس حکومت نے day one سے مقرر کیا تھا اور اس اسمبلی کے floor سے پاس ہوا تھا اس میں 50۔ارب روپے اکٹھا نہیں کر پائی۔ کسی حکومت کی کارکردگی دیکھنے کے لئے یہ ایک criterion ہے، parameter ہے اور yardstick ہے کہ اس کے اپنے مقرر کئے ہوئے ٹارگٹ کو وہ کس حد تک achieve کر سکی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی ناکامی ہے صوبے کے جتنے بھی کارپرداز ہیں انہوں نے 164۔ارب روپیہ ریونیو collection کی مد میں رکھا اور اس میں سے صرف 114۔ارب روپے اکٹھا کر پائے۔یہ جو تبدیلی ہوئی یعنی 164۔ارب روپے کی جگہ 114۔ارب روپے اکٹھا ہوا لیکن از خود انتظامیہ نے، حکومت نے اپنی ان ترجیحات کو اوپر نیچے کر لیا اور اسمبلی کو confidence میں نہیں لیا۔ میں اس کو کسی طور پر بھی آئینی طریق کار نہیں کہوں گا۔یہ غیر آئینی ہے، غیر اخلاقی ہے اور غیر قانونی ہے کہ آپ اسمبلی سے ایک بجٹ پاس کروائیں اس میں اپنی انکم کا ایک ٹارگٹ مقرر کریں اور وہ achieve نہ کر سکیں بلکہ اپنے تمام ٹارگٹ کو ردوبدل کر دیں، اس اسمبلی اور منتخب ایوان کو کانوں کان خبر نہ ہو کہ کن کن مدات میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں؟

جناب سپیکر! ہم نے یہاں بہت باتیں سنیں کہ امیروں پر ٹیکس لگا کر غریبوں کو دیں گے، غریبوں کی حالت بہتر کریں گے، مزدوروں کی حالت بہتر کریں گے اور غریب آدمی کا معیار زندگی بلند کریں گے۔ میں صرف دو تین باتیں عرض کروں گا۔یہ بہت لمبی تفصیل ہے کیونکہ یہ books میں نے

دو تین دن لگا کر کھنگالی ہیں۔امراء پر ٹیکس یعنی انہوں نے کہا کہ لگژری ٹیکس دو کنال سے بڑے گھروں پر لگے گا۔ ہدف تھا50کروڑ روپے اور اکٹھا کتنا ہوا صرف ایک کروڑ چالیس لاکھ روپے۔ یہAnnual Budget Statementہے اس کے صفحہ نمبر19 میں اس کی تفصیل پڑھ لیں کہ پچاس کروڑ روپے کا ہدف تھا اور ایک کروڑ 40لاکھ روپے اکٹھے ہوئے اور اس کی percentage نکال لیں کہ کتنی بنتی ہے۔ فارم ہاؤسز پر ٹیکس۔اس کا ہدف صرف ڈیڑھ کروڑ روپے تھا اور اکٹھا ہوا2لاکھ 88ہزار روپے، یہ Annual Budget Statementکا صفحہ نمبر4ہے۔ بڑی لگژری گاڑیوں پر ٹیکس کا ہدف2کروڑ36 لاکھ روپے تھا اور اکٹھا85لاکھ روپے ہوا۔Annual Budget Statementکے صفحہ نمبر10 پر ایگریکلچر ٹیکس کی مد میں انہوں نے 2۔ارب18کروڑ روپے کا ہدف رکھا تھا اس میں سے ایک ارب حاصل ہوا۔یعنی یہ حکومت اس مد میں50فیصد سے بھی کم ٹیکس حاصل کر سکی۔

جناب سپیکر!میں ایک ایسی بات ایوان کے سامنے رکھنے لگا ہوں جس کے بارے میں ہمارے ٹریژری بنچوں والے دوست بھی سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ ہر میٹنگ میں ہم سب اچھا کی بات سنتے ہیں۔ چیف منسٹر بھی یہی کہتے ہیں، وزراء بھی یہی کہتے ہیں، میڈیا کے اندر بڑے بڑے اشتہارات پورے پورے صفحے کے وہ بھی یہperception create کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ پنجاب کا صوبہ سب سے آگے جا رہا ہے، جہاں بڑی تجربہ کار ٹیم ہے اور یہ اپنے تمام ٹارگٹ کو achieve کر لیتی ہے۔ بد قسمتی سے میں آپ کے سامنے مختلف پانچ سات ڈیپارٹمنٹس کا ایک نمونہ رکھوں گا۔ محکمہ زراعت کی بات کروں گا اور میں صرف ڈویلپمنٹ بجٹ کی بات کر رہا ہوں کہ اس میں 7۔ارب96کروڑ روپیہ رکھا گیا اور صرف ایک ارب 76کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ کسان تباہ حال ہو چکا ہے اور پورے صوبے کے اندر کسان خودکشیوں پر مجبور ہے۔ یہ میں نہیں بول رہا ہوں بلکہ کتابیں بول رہی ہیں۔ 7۔ارب96کروڑ روپے میں سے آپ کیا خرچ پائے صرف ایک ارب76کروڑ روپے یعنی آپ کسانوں کو subsidies نہیں کر سکے، ان کو آپ ease out نہیں کر سکے، وہ آلو کے اوپر تباہ ہو گئے، وہ چاول پر تباہ ہو گئے، گنے کی قیمت انہیں نہیں ملی۔آپ نے ڈویلپمنٹ بجٹ کا صرف22فیصد خرچ کیا ہے۔ کون پوچھنے والا ہے، کون جواب دینے والا ہے؟

جناب سپیکر!ایجوکیشن میں آئیے۔ اس کا ترقیاتی بجٹ 44۔ارب 99کروڑ روپیہ رکھا گیا اور اس میں سے 23۔ارب 41کروڑ روپیہ خرچ ہوا۔ ایجوکیشن کی مد میں 52.15فیصد ترقیاتی بجٹ استعمال نہیں ہوا۔ یہ باتیں کرتے ہیں کہ یہ "پڑھا لکھا پنجاب" ہے اور پنجاب تعلیم میں بڑا آگے ہے۔

کون جواب دے گا اس کا جو 52 فیصد unutilized ہے اور خرچ نہیں ہو سکا؟ جب میں ایجوکیشن کے ہیڈ میں اس کی تفصیل میں آؤں گا تو آپ کو detail بتاؤں گا کہ ایجوکیشن کی ڈویلپمنٹ میں کن کن مدات کے اندر کتنی کتنی رقوم رکھی تھیں اور ان کا کیا حشر ہوا؟ اس سے آگے ہے تحفظ ماحول جس کے لئے پچھلے سالانہ بجٹ میں 19 کروڑ روپیہ رکھا گیا اور خرچ ہوا صرف 3 کروڑ 90 لاکھ روپے یعنی صرف 20 فیصد خرچ ہوا۔ ان کو تو ویسے ہی ماحول کی پروا نہیں ہے بلکہ یہ تو جہاں چاہتے ہیں دھڑا دھڑ درخت کاٹ دیتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں راتوں رات میٹرو شروع ہو جاتی ہے اور ٹرین سروس شروع ہو جاتی ہے اس لئے تحفظ ماحول پر خرچ نہیں ہوا۔ مجھے کم از کم کوئی افسوس نہیں کیونکہ تحفظ ماحول کے بارے میں ہمارے حکمرانوں کی ترجیحات کچھ اور ہیں ان کے نزدیک ماحولیات کوئی اہم معاملہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آگے Food Sector پر آئیے اس کے لئے 94 کروڑ روپے رکھے گئے اور صرف 35 کروڑ روپے خرچ ہوئے۔ یعنی 37.23 فیصد بجٹ خرچ ہو سکا باقی unutilized ہے۔ صنعتی اور معدنی ترقی کے لئے 9۔ارب 11 کروڑ روپے رکھے گئے اور صرف 2۔ارب 92 کروڑ روپے خرچ ہوئے یعنی صرف 22 فیصد خرچ ہو سکے۔ یہ صنعت کی باتیں کرتے ہیں، صنعتی انقلاب کی باتیں کرتے ہیں اور منرل انقلاب کی باتیں کرتے ہیں۔ میں آپ کی کارکردگی انہیں کتابوں کے اندر سے نکال کر پورے ایوان کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے لئے 16 کروڑ 30 لاکھ روپے رکھا گیا اور انتہائی شرمناک بات ہے کہ صرف 30 لاکھ روپے خرچ ہوا یعنی 1.84 فیصد۔ یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آج آئی ٹی کے شعبے میں جس تیزی کے ساتھ ترقی ہو رہی ہے، جتنی اس کی ڈیمانڈ ہے، جتنی اس کی requirement ہے اور جتنی اس کی اہمیت ہے اس کے پیش نظر یہ بجٹ 16 کروڑ روپے تو کچھ بھی نہیں تھا لیکن اس 16 کروڑ روپے میں سے بھی صرف 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے جو ٹوٹل بجٹ کا 1.84 فیصد بنتا ہے۔ اگلا ہے لائیو سٹاک جس کے لئے 5۔ارب 20 کروڑ روپیہ Annual Budget Statement کی ڈویلپمنٹ کی مد میں ہے اور صرف ایک ارب 25 لاکھ روپے خرچ ہوئے جو ٹوٹل بجٹ کا 19.27 فیصد بنتا ہے۔ کس سے پوچھیں؟ آگے آئیے سوشل ویلفیئر وومن ڈویلپمنٹ اس کے لئے 8 کروڑ 20 لاکھ روپے رکھے گئے اور خرچ ہوئے صرف 4 کروڑ 80 لاکھ روپے۔ خواتین کے حقوق کے دعوے، سوشل ویلفیئر کے دعوے اور غریبوں کی خدمت کے دعوے۔ آدھا بجٹ ضائع کر دیا جس کو utilize نہیں کر سکے۔ سپیشل ایجوکیشن کے لئے 40 کروڑ روپے رکھے گئے اور اس کی utilization صفر۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! کوئی ہے پوچھنے والا، کوئی ہے بتانے والا، کوئی ہے جو بتائے کہ یہ 40 کروڑ روپیہ کہاں گیا؟ جو کچھ آج کل نابیناؤں کے ساتھ ہو رہا ہے۔ یہ آپ کی ساری بجٹ کی books بتا رہی ہیں کہ حکمرانوں کا mindset کیا ہے، وہ ان محروم طبقوں سے کیسا سلوک کرنا چاہتے ہیں، وہ ہمیں دھتکارنے پر تلے ہیں، عوام کو خودکشیوں پر مجبور کر رہے ہیں۔ ہمارے جو سپیشل recorded لوگ ہیں اور اس قوم کے بچے ہیں، ان کے ساتھ دنیا کے کسی ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔ وہ خصوصی توجہ کے مستحق ہیں، اس مد میں چالیس کروڑ روپے رکھے گئے اور خرچ صفر ہے یعنی ایک روپیہ بھی خرچ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! اب میں اس طرف آتا ہوں آج کل جس کا ڈھنڈورا بہت پیٹ رہے ہیں کہ ہم انرجی کے اندر انقلاب لے آئے ہیں۔ ہزاروں میگاواٹ بجلی کے پراجیکٹس زیر تکمیل ہیں، بجلی بہت جلد آنے کو ہے اور یہ دیئے بجھانے والے ہیں اور ہم دیئے جلانے والے ہیں۔ ان حکمرانوں کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے انرجی کے لئے 31۔ارب روپیہ رکھا ہوا تھا اور خرچ 11۔ارب روپے کیا۔ یہ ڈوب مرنے اور سوچنے کا مقام ہے۔ آج اٹھارہ اٹھارہ اور سولہ سولہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کی جا رہی ہے۔ غریب تڑپ رہا ہے اور کسان مر رہا ہے، اس کو بجلی نہیں مل رہی، اس کو پانی نہیں مل رہا، اس کی کھیتیاں ویران ہو رہی ہیں، سوکھ رہی ہیں اور ٹیوب ویل بند پڑے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جب پچھلے بجٹ میں 31۔ارب روپیہ رکھا تھا تو خرچ 11۔ارب روپے کیوں ہوا؟ جو کہ یہ اس بجٹ کا 35 فیصد بنتا ہے۔ یہ پورا بجٹ خرچ کیوں نہیں کیا گیا؟ میں نے ایک ہلکی سی تصویر مختلف محکموں کی آپ کے اور اس ایوان کے سامنے پیش کی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ good governance تو کیا یہ good governance ہے؟ میں نے یہاں پر ڈیپارٹمنٹس کی تفصیل بیان کی ہے اور یہ آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے۔ یہاں پر لچھے دار اور دھواں دار تقریر کر کے اور بڑی بڑی allocations ظاہر کر کے کیا ہم لوگوں کو بے وقوف بنا سکتے ہیں، کیا ہم پنجاب کو ترقی دے سکتے ہیں، کیا ہم اس unutilized بجٹ کے ذریعے سے کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں، کیا لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہو سکتا ہے، کیا ان کی غربت، مہنگائی اور بے روزگاری پر قابو پایا جا سکتا ہے اور کیا لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ہو سکتا ہے؟ بالکل نہیں۔ یہ میری طرف سے پنجاب کے حکمرانوں اور حکومتی بنچوں پر چارج شیٹ ہے۔ یہ جواب دیں کہ ان کی کتنی expertise ہیں، ان کی کتنی زیادہ کامیاب ٹیم ہے؟ ہم تو اناڑی اور کھلاڑی ہیں۔ یہ جو تجربہ کار ہیں انہیں صوبہ پنجاب پر حکمرانی کرتے ہوئے 25، 25 سال ہو گئے ہیں۔ انہیں بجٹ utilize کرنا نہیں آیا؟ انہوں نے بیوروکریسی کی فوج ظفر موج بھرتی کی ہوئی ہے اور وہ ساری ان کی پشت پر کھڑی ہے۔ ٹیکنوکریٹس ان کے پاس ہیں، ہر طرح کی know how کا دعویٰ

ہے کہ وہ ہمارے پاس ہے لیکن وہ سوچ کہاں سے لے کر آئیں، وہ وژن کہاں سے لے کر آئیں اور وہ تبدیلی کی امنگ، تڑپ اور خواہش کو عملی جامہ کیسے پہنائیں؟ یہ نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آگے آؤں گا۔ چیف منسٹر سب سے معزز، محترم اور سب سے بااختیار فرد اور Chief Executive of the Province ہیں۔ یہ معزز ایوان ان کے آفس کے لئے 21 کروڑ 99 لاکھ اور 35 ہزار روپیہ approve کرتا ہے لیکن خادم اعلیٰ 45 کروڑ ایک لاکھ اور 76 ہزار روپیہ خرچ کرتے ہیں جو کہ دُگنے سے بھی زیادہ ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

یعنی اندازہ لگایئے کہ خود انہوں نے بجٹ میں 21 کروڑ روپیہ رکھا ہے اور ہم نے تو نہیں کہا تھا، کفایت شعاری، سادگی اور بچت کی تعلیم دینے والے، حبیب جالب کے اشعار گنگنانے والے، غریبوں کی بات کرنے والے اور غریبوں کی مدد کا دم بھرنے والے لیکن جب اپنی ذات کی باری آتی ہے تو 21 کروڑ 99 لاکھ روپے کی بجائے 45 کروڑ روپے خرچ کرتے ہیں۔ یہ روزانہ کا کتنا بنتا ہے؟ میں نے calculate کیا ہے کہ یہ 13 لاکھ روپیہ روزانہ بنتا ہے۔ اگر مقروض صوبہ جو کہ 580۔ارب روپیہ کا مقروض ہے اس کا چیف ایگزیکٹو 13 لاکھ روپے روزانہ اپنے دفتر پر خرچ کرتا ہے تو اسے پنجاب کے دس کروڑ غریب عوام کو جواب دینا ہو گا جو دو وقت کی روٹی نہیں کھا سکتے اور جو فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ یہ 13 لاکھ روپے روزانہ خرچ کرنا خادم اعلیٰ والی باتیں تو نہیں ہیں۔ یہ تو شہنشاہ اعلیٰ والا بجٹ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طور پر پنجاب کے غریب عوام کے ٹیکسوں کی کمائی سے اس خرچ کا ہمارا صوبہ متحمل نہیں ہو سکتا۔ میاں صاحب امیر آدمی ہیں وہ روزانہ 50 لاکھ روپے بھی خرچ کر سکتے ہیں لیکن غریب عوام کا پیسا ان اللوں تللوں اور دفتروں کے اندر 13 لاکھ روپے روز کا خرچ زیب نہیں دیتا۔ میں یہ figures نکال کر اس قدر پریشان ہوا کہ 13 لاکھ روپے روز کا خرچ؟ اور انہوں نے آئندہ سال کے لئے 34 کروڑ 42 لاکھ روپے رکھا ہوا ہے اور یہ پچھلے سال سے پچاس فیصد زائد ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتا کہ آپ کلرکوں اور سرکاری ملازمین کی تنخواہ تو 7.5 فیصد بڑھائیں اور وزیر اعلیٰ آپ اپنے دفتر کے بجٹ کو 50 فیصد بڑھا دیں تو لوگ کیا کہیں گے؟ ہاں! آپ 7.5 فیصد بڑھاتے تو کسی حد تک justified تھا کیونکہ آپ نے کلرکوں اور سرکاری ملازمین کی تنخواہ 7.5 فیصد بڑھائی ہے۔ آپ اپنا بجٹ 50 فیصد بڑھا لیں اور جو پریکٹیکل ضمنی بجٹ بک بتا رہی ہے وہ آپ 45 کروڑ روپے سے بھی اوپر خرچ کر رہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اگر وزیر اعلیٰ اپنے اوپر financial discipline نافذ نہیں

کر سکتے ،اپنے دفاتر کے اخراجات کو کنٹرول نہیں کر سکتے، خود کفایت اور سادگی اختیار نہیں کر سکتے تو باقی پورے صوبے میں انہوں نے کیا کرنا ہے ؟میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لمحہ فکریہ ہے، ہمارے جیسے مقروض صوبے کا سربراہ13لاکھ روپے روزانہ اپنے دفتر کے اندر خرچ کرے ؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم، شیم "کی آوازیں)

جناب سپیکر!میں اس سے تھوڑا آگے بڑھتا ہوں۔ ضمنی بجٹ volume-II، جاتی امراء سکیورٹی آلات پر6کروڑ19لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔خدا کا خوف کریں کہ جاتی امراء وزیراعظم کی ذاتی رہائش گاہ ہے۔آپ اسے وزیراعظم ہاؤس declare کر دیں لیکن وہ بھی فیڈرل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور پنجاب گورنمنٹ کی ذمہ داری نہیں۔ پنجاب کے غریبوں،مزدوروں اور کسانوں کے خون پسینے کی کمائی سے آپ جاتی امراء میں 6کروڑ 19 لاکھ روپے کے سکیورٹی آلات لگا دیں یہ قطعی طور پر justified نہیں ہے۔ہم کسی صورت میں یہ نہیں سمجھتے کہ یہ ایک جائز خرچ ہے۔

جناب سپیکر!اس سے آگے آجائیں تو ڈی آئی جی سکیورٹی کے دفتر کے لئے لینڈ کروزر کے لئے8کروڑ68لاکھ روپے خرچ کئے گئے۔یہ دو تین گاڑیاں سکیورٹی کے لئے پنجاب کے غریبوں کی کمائی سے 8کروڑ68لاکھ روپے میں خریدی گئیں۔سالانہ بجٹ کے صفحہ نمبر 39 پر 19کروڑ39لاکھ روپے VVIP security کے لئے موبائلز پر خرچ کئے گئے،پتا نہیں یہ کیا کیا چیزیں نکل آئی ہیں؟ یعنی20 کروڑ روپے یہ ہیں،8کروڑ روپے کی وہ سکیورٹی کے لئے لینڈ کروزر ہیں اور سوا چھ کروڑ روپے جاتی امراء کے لئے ہیں۔اس کے بعد آگے VVIP Squad ڈیوٹی ڈسٹرکٹ پولیس لاہور کے لئے20کروڑ روپے مختص،96۔ایچ ماڈل ٹاؤن،186ایچ۔ماڈن ٹاؤن کے موجودہ سسٹم کی اپ گریڈیشن کے لئے3کروڑ57 لاکھ روپے ،یہ سارے اخراجات کی کوئی justification نہیں ہے کہ اتنے خراب مالی حالات کے اندر جس میں ہماری عوام روٹی کو ترس رہی ہو،نابینا باہر لاٹھیاں کھا رہے ہوں،اساتذہ جیلوں میں بند ہوں اور ہم یہ50سے60کروڑ روپے کی رقم سکیورٹی کے نام پر ادھر اُدھر خرچ کر دیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کا بڑا شور ہے،ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ہم تعلیم دوست ہیں اور ان کا نعرہ تھا کہ یہ allocation بہت بڑی ہے، پچھلی دفعہ بھی تھی اس دفعہ اس سے بھی بڑھ کر ہے اور کہتے ہیں کہ ہم نے بجٹ کا 27 فیصد ایجوکیشن کے لئے رکھ دیا ہے۔ میں اس کا تھوڑا سا پوسٹ مارٹم کروں گا اور مجھے امید ہے کہ وزیر خزانہ صاحبہ تھوڑا سا گوارہ کریں گی۔آئین کے آرٹیکل 25(الف) کے مطابق ریاست پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔آئین کے

آرٹیکل(A)25 کے مطابق ریاست کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی لیکن پنجاب کے اندر اکیڈمی آف ایجوکیشن پلاننگ مینجمنٹ کی رپورٹ کے مطابق ایک کروڑ20لاکھ بچے پنجاب کے اندر جو school going age کے ہیں لیکن وہ اس وقت سکولوں میں نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکمران جماعت کی بہت بڑی نااہلی ہے۔آپ پچھلے پیریڈ کو چھوڑ بھی دیں، پچھلے سات آٹھ سال سے consistently پنجاب کے حکمران ہیں،اس وقت ایک کروڑ20لاکھ بچے سکولوں میں نہیں جارہے۔یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا یہ تمام ایجنسیاں اور سروے بتارہے ہیں، یہ بچے اس وقت سکولوں سے باہر ہیں،ان کو سکولوں میں لانے کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟ کچھ بھی نہیں۔ہزاروں Ghost Schools کل پرسوں ایک بڑے چینل پر15ہزار Ghost Schools کی بات کررہے تھے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر وہ15ہزار نہ بھی ہوں لیکن ہزاروں Ghost Schools پنجاب کے مختلف اضلاع کے اندر کاغذوں میں کام کررہے ہیں۔اس کے علاوہ ہزاروں سکولوں میں basic facilities موجود نہیں ہیں،اس وقت سکولوں کی تعداد تقریباً58ہزار ہے، جن سکولوں کی بلڈنگ مکمل ہے وہ11ہزار123 ہیں Boundary Wall کے بغیر8ہزار60 سکول جو کہ چار دیواریوں سے محروم ہیں۔ جن سکولوں میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے ان کی تعداد6ہزار220 ہے۔اس کے علاوہ ایسے گرلز سکول جن میں بچیوں کے لئے wash rooms نہیں ہیں ان کی تعداد1863 ہے،ایک کمرے پر مشتمل جو سکول ہیں ان کی تعداد 4ہزار ہے۔ بہت سے سکول جو کہ ایک کمرے یا دو کمروں پر مشتمل ہیں وہاں پر ایک یا دو ٹیچر ہیں۔مکن بیلا اوچ شریف کی مثال ہے، چیچو کی ملیاں کی مثال ہے اسی طرح دو تین اور مثالیں بھی موجود ہیں جہاں پر ایک یا دو اساتذہ ہیں اور طالب علموں کی تعداد350 سے500 تک ہے۔اب آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ بچے جو درختوں کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور150،200 کی کلاس ایک ٹیچر لیتا ہے وہاں تعلیم کا حال کیا ہوگا۔راولپنڈی شہر میں 24 فیصد سکولوں کے اندر پینے کے صاف پانی کی سہولت میسر نہیں ہے۔ پچھلے سال یہاں پر بہت خوشی سے میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن نے اعلان کیا کہ ہم لاہور میں750ایکڑ اراضی پر مشتمل ڈی ایچ اے کے ساتھ ایک نالج سٹی قائم کررہے ہیں،اسی ایوان میں ہم بڑے خوش ہوئے کہ چلیں ایک اتنا اچھا کام شروع کررہے ہیں جس کا یہ مژدہ سنایا گیا کہ چار انٹرنیشنل یونیورسٹیوں کے ساتھ MOUs پر دستخط بھی ہو گئے ہیں۔ بہت جلد اس پر working بھی شروع ہو جائے گی لیکن اس بجٹ میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ اس نالج سٹی کا کیا بنا؟ جس طرح اور ہزاروں

MOUsہمارے حکمران sign کرتے ہیں یہ بھی اسی طرح کے MOUsثابت ہوئے یا اس پر کوئی عملی پیشرفت ہوئی ہے۔ مجھے امید ہے کہ وزیر خزانہ اپنی تقریر میں اس کا جواب ضرور دیں گی۔

جناب سپیکر! اب میں ایجوکیشن کے ترقیاتی بجٹ کے متعلق بات کرتا ہوں۔ اس حکومت کی کارکردگی دیکھیں کہ تعلیم کا جو ترقیاتی بجٹ رکھا گیا، ایک تو تنخواہیں ہیں، جو کہ بجٹ کا 70، 80 فیصد سٹاف کی تنخواہوں میں چلا جاتا ہے جس میں اساتذہ ہیں، درجہ چہارم کے ملازمین ہیں جیسے مالی، چوکیدار اور نائب قاصد ہیں سارا ان پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جو بجٹ ہمارے پاس بچا اس میں سے 33 فیصد بجٹ یہ استعمال ہی نہیں کر سکے اور سکولوں کی missing facilities کے لئے جو بجٹ تھا اس کا صرف 11 فیصد انہوں نے استعمال کیا ہے۔ اس کے مقابل پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن جو پرائیویٹ سکولوں کو facilitate کرتی ہے اس کا کل بجٹ 7.5۔ارب روپے تھا، اس نے 31 فیصد اپنے طے شدہ بجٹ سے زائد استعمال کر لیا ہے بلکہ وہ انہوں نے بانٹ دیا ہے لیکن جو infrastructure چاہئے تھا جو missing facilities ختم ہونی چاہئیں تھیں، جن سکولوں کے اندر چار دیواریاں چاہئیں تھیں wash rooms چاہئے تھے اور بجلی کی سپلائی چاہئے تھی اس کا انہوں نے صرف 11 فیصد بجٹ استعمال کیا ہے۔ یہ شرم کی بات ہے کہ ہم 131 فیصد ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو دے دیتے ہیں کہ وہ منظور نظر لوگوں کو بانٹیں، جو پرائمری ایجوکیشن اور infrastructure کا بجٹ تھا وہ اپنے ہدف کا صرف 11 فیصد استعمال ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ 15-2014 میں 40۔ارب 31 کروڑ روپے Current Budget تھا جس میں سے صرف 37۔ارب 25 کروڑ روپے خرچ ہوئے، اس طرح 9۔ارب 4 کروڑ روپے، جو کل بجٹ کا 20 فیصد بنتا ہے وہ استعمال نہیں ہو سکا۔ ڈویلپمنٹ بجٹ کے متعلق میں نے اوپر بھی سکولوں کی figures دی ہیں۔ 15-2014 میں 38.2 بلین تھا جس میں سے 19.7 بلین خرچ ہوئے 19.8 بلین خرچ نہیں ہو سکے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 50 فیصد ہے۔

جناب سپیکر! آگے سپیشل ایجوکیشن کے متعلق عرض کروں گا، میں نے جیسا کہ پہلے بھی کہا ہے کہ اس کے فنڈز استعمال ہی نہیں ہوئے۔ تعلیم کو پرائیویٹ سیکٹر کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے، اس وقت 35 ہزار سے زائد پنجاب کے اندر پرائیویٹ تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں۔ عام آدمی تصور ہی نہیں کر سکتا کہ وہ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اندر اپنے بچوں کو پڑھائے گا۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ پھر کدھر جائے، حکومت کی جو اوّلین ترجیح ہے وہ صحت و تعلیم ہونی چاہئے۔ تعلیم کی فراہمی کسی بھی حکومت کی ایک آئینی ذمہ داری ہے لیکن ہمارے حکمرانوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ یہ جو بڑے بڑے

ایجوکیشنل گروپس وجود میں آ گئے ہیں اور یہ اتنےpowerfulہیں کہ حکمران ان کے سامنے ٹس سے مس نہیں ہو سکتے۔اس پورے سال کے اندر حکومت کی طرف سے پورے پنجاب کے اندر کوئی نیا سکول نہیں کھلااور میرا یہ چیلنج ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران کی طرف سے "شیم، شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! پرائیویٹ سکولوں کے جو بڑے بڑے گروپس ہیں یہ اب مافیا کی شکل اختیار کر چکے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ پنجاب کے عوام جائیں تو کدھر جائیں؟ سرکاری سکولوں میں اگر آپ تعلیم کے معیار کو بہتر بنائیں، حکومت تو مکمل ذہنی طور پر، عملی طور پر فارغ ہو چکی ہے کہ تعلیم سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ یہ پرائیویٹ لوگ جانیں اور ان کا کام جانے ہم کہاں ان جھمیلوں میں پڑتے پھریں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا ظلم اور زیادتی ہے۔اس ملک کے 80 فیصد لوگ جن کے چھوٹے بچے ہیں وہ جب میٹرک کرنے کے بعد ان پرائیوٹ کالجوں کا رخ کرتے ہیں تو ہر تین ماہ کے بعد 30ہزار روپے، 80ہزار روپے 90ہزار روپے ان کی ایک سمسٹر کی فیس ہے۔ میں نے ان ماؤں کو دیکھا ہے جو اپنے زیورات بیچ کر، میں نے ان ماؤں کا دیکھا ہے جو کمیٹیاں ڈال کر، میں نے ان ماؤں کو دیکھا ہے جو قرضے لے کر اسی معاشرے کے اندر رو رو کر دعائیں کر کے اپنے بچوں کے تین تین مہینوں کے سمسٹر کی فیسیں دیتی ہیں۔ ماں باپ مقروض ہو جاتے ہیں اور جب وہ بچہ خدا خدا کر کے آٹھ دس سمسٹر پڑھ کر فارغ ہوتا ہے تو لاکھوں روپیہ جو غریب آدمی کی سوچ سے بھی باہر ہے وہ اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن بعد میں ان کو نوکری بھی نہیں ملتی۔یہی وجہ ہے کہ خودکشیوں کی وارداتیں زیادہ ہو رہی ہیں crime rate لاہور کے اندر 20 فیصد سے زیادہ ہے یعنی 80 فیصد زیادہ بڑھ چکا ہے آخر ایسا کیوں ہے؟ یہ بھی میرا چیلنج ہے کہ criminal جتنے بھی پکڑے گئے ہیں ان کو دیکھ لیں کہ 80 فیصد اس میں سے تعلیم یافتہ لوگ ہیں۔ یہ ہمارے حکمرانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ آپ قوم کو کدھر دھکیل رہے ہیں، قوم کو کیا وژن دے رہے ہیں، قوم کو کس طرح سے آپ روزگار دے رہے ہیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پرائیویٹ سیکٹر کے رحم و کرم پر چھوڑنے سے اور آنکھیں بند کرنے سے معاملہ پہلے سے زیادہ گھمبیر ہو جائے گا۔ فوری طور پر حکومت کو priority basis پر اور کوئی قدغن نہیں ہے ایک سکول دس ہزار روپے فیس لے رہا ہے دوسرا سکول چودہ ہزار روپے لے رہا ہے بعض سکول یہاں پر ڈالر میں فیسیں لے رہے ہیں۔ ان کا نصاب کیا ہو گا curriculum کیا ہے کسی کو کچھ پتا نہیں ہے؟ ان پرائیویٹ سکولوں کو آپ جکڑ کر کسی پالیسی کے اندر لے کر آئیں۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ یہ اتنے طاقتور گروپ بن چکے ہیں کہ

حکمران ان کے سامنے ٹس سے مس نہیں ہو سکتے لہٰذاانہوں نے عام آدمی پر تعلیم کے دروازے بند کر دیئے ہیں،یہی وجہ ہے کہ آج پنجاب میں ایک کروڑ20لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں۔

جناب سپیکر!کسی بھی قوم کی تیاری میں اساتذہ کابنیادی کردار ہوتاہے۔پچھلے سال حکومت نے اساتذہ کی ٹریننگ پر3۔ارب،92کروڑروپے رکھے تھے لیکن اس دفعہ کوئی رقم نہیں رکھی۔میراخیال ہے کہ حکومت پہلے توآہستہ آہستہ ذہنی طور پر طلباء اوراساتذہ سے فارغ ہوئی اوراب عملی طور پراساتذہ سے بھی فارغ ہونا چاہتی ہے کہ ہمیں اربوں روپے ان کی تنخواہوں میں دینے پڑتے ہیں،"نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری"لہٰذاان اساتذہ سے بھی جان چھڑالی جائے۔یہاں مال روڈ پر پچھلے کئی مہینوں سے وہ اساتذہ جو قوم کے معلم ہیں جنہوں نے قوم کو تیار کرناہوتاہے،جوپوری دنیامیں سب سے معتبر اور معزز طبقہ سمجھے جاتے ہیں مگریہاں ان پر لاٹھیاں برسائی جاتی ہیں،ان کا ٹھٹھہ کیاجاتاہے اور سیکرٹری ایجوکیشن کواتنی توفیق نہیں ہے کہ وہinitiativeلےاورآگے بڑھ کران معاملات کوresolveکرے۔ ٹیچر کبھی پولیو کے قطرے پلارہے ہیں،کبھی بار دانے کی بوریاں بانٹ رہے ہیں،کبھی آپ کی کسی ڈیوٹی پر ہیں اور کبھی کسی ڈیوٹی پر ہیں۔ہمیں شرم نہیں آتی کہ ہم اساتذہ کواس طرح کی غیر نصابی سرگرمیاں جاری رکھنے پر مجبور کر رہے ہیں اور جب وہ احتجاج کرتے ہیں،جب وہ بات کرتے ہیں توان کی بات نہیں سنی جاتی۔انتہائی بے حسی اورانتہائی ڈھٹائی کے ساتھ حکومت ٹس سے مس نہیں ہے۔میں حکومت سے یہ کہوں گا کہ خداکا خوف کریں یہ وہ طبقہ ہے جس نے آپ کی قوم کو تیار کرناہے ان کے جو بھی مسئلے ہیں،ان کی ترقیوں کامسئلہ ہے،ان کی ٹرانسفرز کامسئلہ ہےاورآپ ان سے غیر نصابی کام لیتے ہیں۔یہ ان کا مسئلہ ہےآپ آگے بڑھیں اوران کو اعتماد میں لے کرانہیں tableپر بٹھاکران کے مسائل حل کریں ورنہ پوری دنیاکے اندر ہماری جگ ہنسائی اور بدنامی ہورہی ہے۔

جناب سپیکر!اب میں لاء اینڈآرڈر کے حوالے سے بات کروں گا،میں سمجھتا ہوں کہ بدقسمتی سے ہماری پولیس اورlaw enforcing agenciesکو جتنی خطیر رقم بجٹ میں فراہم کی جاتی ہےاسی تیزی کے ساتھ crime rateمیں بھی اضافہ ہوتاچلاجارہاہے۔میں تو محترمہ وزیر خزانہ سے یہ کہنے والا ہوں کہ آپ آئندہ پولیس کا50۔ارب روپیہ کاٹ کر دوسرے جو deserving departmentsہیں ان کو دے دیں پولیس کوآپ کے ان اربوں کی فکر نہیں ہے کیونکہ انٹی کرپشن نے لکھاہے کہ پولیس نے کرپشن کے اندرtopکیاہےاورسب سے زیادہ کرپشن پولیس کی ہے۔یہ اس سال کی انٹی کرپشن کی رپورٹ ہے اس لئے انہیں تو بجٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ہم ہر سال اربوں روپیہ بڑھا

کر انہیں دے دیتے ہیں۔میں اس کی تھوڑی سی تفصیل میں جاؤں گا کہ 14-2013میں 70۔ارب،51کروڑ روپے تھا،15-2014میں 81۔ارب،68کروڑ روپیہ اوراب کی بار16-2015 میں 94۔ارب،68کروڑ روپیہ رکھا ہے ہم نے مزید13۔ارب روپیہ بڑھادیا ہے۔جب ہم نے اربوں روپیہ بڑھایا ہے تو اس سے صورتحال کی اصلاح ہونی چاہئے ،اس میں بہتری آنی چاہئے تھی، جرائم کی شرح کم ہونی چاہئے تھی لیکن بد قسمتی کے ساتھ تمام سرویز یہ بتاتے ہیں کہ ہر گزشتہ سال کی نسبت کرائم میں15سے20فیصد تک اضافہ ہو رہا ہے۔پنجاب کے اندر ہر سوا گھنٹہ میں قتل کی ایک واردات ہو رہی ہے،40250اشتہاری ملزمان آزادانہ گھوم رہے ہیں انہیں پکڑنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ پنجاب میں صرف 2014 میں پنجاب کی تاریخ میں سب سے زیادہ بچے اغوا ہوئے جن کی تعداد 12245 ہے۔ہر سال اغواء برائے تاوان کے 11 سے 12 ہزار واقعات رپورٹ ہوتے ہیں، گاڑیوں کی چوری کے 16 ہزار مقدمات ، موٹر سائیکل ڈکیتی و چوری کے 20 ہزار اور مویشی چوری کے 5600 واقعات رپورٹ ہوئے ہیں ۔ پنجاب میں گزشتہ دو سال کے دوران قتل کی 12300 اور اقدام قتل کی 30ہزار وارداتیں ہوئی ہیں، خواتین و بچوں کے ساتھ زیادتی کے 538 واقعات ہوئے ہیں۔ یہاں پر چند ماہ پہلے وزیر داخلہ شجاع خانزادہ صاحب نے اعتراف کیا کہ پنجاب کے اندر 18 لاکھ لوگوں کے پاس اسلحہ لائسنس ہیں جن میں سے آدھے لائسنس جعلی اور نقلی ہیں۔ میں نے آپ کے سامنے جو مختصر سا data رکھا ہے جو facts and figures رکھے ہیں اس کے بعد ہر آدمی سر پکڑ کر بیٹھا ہے کہ پنجاب کے عوام کو پہلے صرف دہشت گردی کا سامنا تھا لیکن آج ہم پولیس گردی کا بھی مقابلہ کر رہے ہیں اور جب میں یہ بات کہتا ہوں تو میں الزام نہیں لگاتا بلکہ میں حقائق کی بنیاد پر یہ بات کرتا ہوں۔ وہ سانحہ ماڈل ٹاؤن ہو، وہ سانحہ ڈسکہ ہو، وہ سانحہ راولپنڈی ہو یا اس طرح کے درجنوں سانحات ہوں جن میں پولیس نے خود سری کا مظاہرہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کو ایک برس ہو گیا ہے اسی ہاؤس کے floor پر کھڑے ہو کر ہم نے یہاں پر واویلا کیا کہ لوگوں کو گولیوں سے چھلنی کیا جا رہا ہے تو یہاں پر وزیر قانون نے کھڑے ہو کر کہا کہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی)

جناب سپیکر: فون بند کر دیا جائے Don't play with telephone, be careful

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ماڈل ٹاؤن میں ریاست کے اندر ریاست بنی ہوئی ہے، وہاں بے پناہ اشتہاری ہیں اور بہت بڑی مقدار میں اسلحہ ہے لہٰذا ہم ریاست کے اندر ریاست

نہیں بننے دیں گے۔ بد قسمتی سے اسی دن شام تک چودہ افراد پولیس کی گولیوں سے شہید ہو چکے تھے۔ پاکستان کی تاریخ میں اس سے بُرا واقعہ، اس سے سیاہ واقعہ کبھی نہیں ہوا اور ایک برس ہو گیا ہے کچھ پتا نہیں کہ ان چودہ افراد کے قاتل کون تھے اور کہاں گئے؟ بھلے مانا کہ وزیر اعلیٰ نے حکم نہیں دیا تھا، رانا ثناء اللہ لاء منسٹر نے حکم نہیں دیا تھا، ڈی آئی جی آپریشنز نے حکم نہیں دیا تھا لیکن چودہ افراد تو مرے ہیں، چودہ افراد تو جاں بحق ہوئے ہیں۔ کیا حکمرانوں کی یہ ذمہ داری نہیں بنتی تھی کہ وہ نکال کر کھڑا کرتے کہ ہم نے نہیں کیا یہ ذمہ دار ہیں، یہ مجرم ہیں اور قوم دیکھتی کہ یہ انصاف ہو رہا ہے۔ آپ ایک سال تک اپنی clean چٹ لینے میں مصروف رہے۔ آپ کو جسٹس باقر نجفی کی رپورٹ شائع کرنے کی توفیق نہیں ہوئی جو آپ نے کہا کہ اگر اس میں ذمہ داری کا تعین ہو گا تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی مرضی سے JIT بنائی اور اس JIT نے دو تین ماہ کے اندر آپ کو clear کر دیا۔ وہ قاتل کہاں گئے؟ آج پنجاب کے عوام پوچھتے ہیں کہ:

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر

جناب سپیکر! اس طرح سے حکومتیں نہیں چلا کرتیں، یہ good governance کے لئے بہت بڑا سوال ہے یہ good governance ہے bad governance ہے یا worst governance ہے کہ چودہ افراد مر گئے اور آپ کو پتا ہی نہیں کہ کس نے مارا ہے؟ آپ ان کو ٹرائل کریں وہ پھانسی کے پھندوں پر جھول جاتے تو قوم کو ٹھنڈ پڑ جاتی، لوگ سمجھتے کہ ہاں یہ انصاف ہوا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے تو حکم نہیں دیا، رانا ثناء اللہ خان نے تو حکم نہیں دیا لیکن جن لوگوں نے گردن زنی کی ہے اور جن لوگوں نے انہیں مارا ہے آج وہ اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں لیکن اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ حکمرانوں کو اس کا جواب سوچنا ہو گا اور دینا ہو گا، ڈسکہ کے اندر جو کچھ ہوا، راولپنڈی کے اندر جو کچھ ہوا یہ وہ واقعات ہیں جن سے پولیس کا mindset ظاہر ہوتا ہے۔ جب آپ ان کو کھلی چھٹی دے دیں گے تو پھر اسی طرح کے واقعات ہوں گے کہ ایک ایس ایچ او جسے چاہے گولی مار دے۔ میرے حلقے کے اندر ایک حافظ قرآن معراج النبی شریف کی رات وہاں سے نکلا اور پولیس نے اس کو روکا۔ وہ تین بچے تھے، انہوں نے سوچا کہ یہ ہمارا چالان کر دے گا اور انہوں نے تھوڑی سی موٹر سائیکل تیز کر دی۔ اُس تھانے کے ایس ایچ او نے اس کے parallel جا کر اس کی گرن میں گولی ماری اور وہ لڑکا وہیں پر پھڑک گیا۔ کیا یہاں جنگل کا قانون رائج ہے اور کیا یہ good governance ہے؟ ہم اربوں

روپے محکمہ پولیس کو دیتے چلے جارہے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔ملک میں بدامنی ہے۔چھوٹو ڈکیت گینگ تو ان سے پکڑا نہیں گیا،ہزاروں پولیس اہلکاروں، ہیلی کاپٹر، فوج اور رینجرز کی مدد حاصل کی گئی لیکن اس کے باوجود وہ گھیرا توڑ کر نکل گیا۔چھوٹو گینگ کے لوگ ہر چھ ماہ یا ایک سال کے بعد آتے ہیں اور آپ کے تھانے یا چوکیوں میں سے پولیس اہلکاروں کو اغواء کر کے لے جاتے ہیں۔ آپ منت سماجت کر کے اور ان سے مذاکرات کر کے اپنے ملازمین کو اس گینگ سے بازیاب کراتے ہیں۔کیا یہ good governance ہے، کیا یہ پولیس کی authority ہے اور کیا اس طرح سے لوگوں کے جان ومال کو محفوظ بنایا جاسکتا ہے؟ نہیں،ایسے کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر! تھانہ کلچر کی تبدیلی کے بارے میں میاں محمد شہباز شریف اکثر بات کرتے ہیں تو میں کئی دفعہ مسکراتا ہوں کہ ان کو قائد حزب اختلاف ہونا چاہئے تھا۔وہ جب بات کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ تھانہ کلچر کو بدلنا چاہئے۔جب تک تھانوں میں corruption ختم نہیں ہوتی تو اس وقت تک عدالتوں سے غریب آدمی کو انصاف نہیں مل سکتا۔ بھئی!اللہ کے بندے یہ بیان آپ کو تو نہیں دینا چاہئے۔آپ ذرا خود سوچیں کہ پچھلے سات آٹھ سالوں سے تسلسل کے ساتھ آپ اس صوبے کے سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔آپ کی آنکھ کے اشارے سے اُوپر کی دنیا نیچے ہو جاتی ہے اور آپ روز یہ کہتے ہیں کہ تھانہ کلچر بدلنا چاہئے۔ بھئی!کب تھانہ کلچر بدلے گا؟اس کی کوئی شروعات تو کریں اور ہمیں کچھ نظر تو آئے۔یہاں پورے پنجاب کے اندر صورتحال یہ ہے کہ اگر کوئی واردات ہو جاتی ہے تو غریب آدمی ایف آئی آر درج نہیں کروا سکتا۔ میرا challenge ہے،آپ بھیس بدل کر میرے ساتھ چلیں، میں بھی چلتا ہوں، ہم کسی تھانے میں چلے جاتے ہیں اور جا کر بتاتے ہیں کہ یہ واردات ہو گئی ہے تو میں دیکھوں گا کہ کس طرح سے آپ کی ایف آئی آر درج ہوتی ہے؟جناب!ایف آئی آر درج کروانے کے لئے ایم این اے کا ٹیلیفون جانا چاہئے،ایم پی اے کو خود جانا چاہئے یا پھر مٹھی گرم ہونی چاہئے اس کے بغیر ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔یہاں ریپ اور دوسرے ہزاروں واقعات کی ایف آئی آرز درج نہیں ہوتیں۔ابھی چند دن پہلے دیپالپور سے تعلق رکھنے والی ایک بچی اسمبلی سیکرٹریٹ کے باہر تڑپ رہی تھی۔اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی گئی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہو رہی تھی۔ میں نے ڈی پی او کو فون کیا،وہ وہاں بھی تین دن دھکے کھاتی رہی لیکن ابھی تک اس بچی کی ایف آئی آر درج نہیں ہوئی۔آپ کس تھانہ کلچر کی تبدیلی کی بات کر رہے ہیں؟خدانخواستہ، خاکم بدہن، کوشش کر کے اگر ایف آئی آر درج بھی ہو جائے تو پھر انوسٹی گیشن صحیح نہیں ہوتی۔فرض کریں کہ ایک غریب آدمی،مزدور آدمی مقبول احمد کے

ہاں ڈکیتی یا چوری ہو گئی ہے وہ تھانے جاتا ہے تو تھانے دار کہتا ہے کہ آپ کا پرچہ ہو جائے گا لیکن آپ کا ملزم خانیوال کا رہائشی ہے لہٰذا گاڑی لے کر آؤ ہم اس کو جا کر پکڑتے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ وہ غریب آدمی کہاں سے گاڑی لے کر آئے گا، وہ دس بارہ ہزار روپے کا پٹرول کہاں سے ڈلوائے گا اور اس ملزم کو پکڑنے کے لئے کتنی دفعہ اس کا بندوبست کرے گا؟ جب انوسٹی گیشن نہیں ہوتی تو آگے proper prosecution بھی نہیں ہو پاتی۔ جب proper prosecution نہیں ہوتی تو ملزموں کو سزا نہیں ہوتی اور وہ بچ جاتے ہیں۔ آج میرا challenge ہے کہ 80 فیصد نامزد ملزمان proper investigation and prosecution نہ ہونے کی وجہ سے بچ جاتے ہیں اس لئے سر عام دندناتے پھرتے ہیں، وہ اس معاشرے کا ناسور بن چکے ہیں اور حکومت کا منہ چڑا رہے ہیں۔ وہ پولیس کو للکار رہے ہیں کہ آئیں ہم کو روک کر دکھائیں ہم تو پہلے سے بڑا جرم اور ظلم کریں گے کیونکہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے لئے ہمیں سوچنا ہو گا۔ میں اپنی محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر داخلہ کو دو تین تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ پولیس افسران کو security of tenure حاصل ہونا چاہئے۔ کوئی پولیس افسر دو تین ماہ سے زیادہ ایک جگہ پر تعینات نہیں رہتا۔ آپ ایک ایس ایچ او یا ایس پی کو تعینات کرتے ہیں لیکن تین ماہ نہیں گزرتے کہ اس کو تبدیل کر دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ پر نئے افسر لگا دیئے جاتے ہیں۔ ایک سال میں ایک تھانے یا سرکل کے اندر اگر آپ چار چار، چھ چھ دفعہ پولیس افسران کی posting and transfer کریں گے تو پھر امن وامان کی صورتحال کا یہی حال ہو گا جو کہ آج کل ہے۔ جس فرد کو اپنے tenure کی سکیورٹی نہیں وہ اطمینان سے کام نہیں کر سکتا۔ ایک ایس ایچ او کسی تھانے میں تعینات ہوتا ہے تو تین چار ماہ تک تو وہ علاقے کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ یہاں جرائم کی شرح کیا ہے، جرائم پیشہ افراد کون ہیں، یہاں اچھے لوگ کون ہیں، جرائم پر قابو کیسے پایا جا سکتا ہے، میں اس تھانے کی حدود کے اندر کس طرح سے crime کو کنٹرول کر سکتا ہوں اور کس طرح سے امن وامان کی صورتحال میں بہتری آ سکتی ہے؟ ابھی وہ ان ساری باتوں سے واقف بھی نہیں ہوا ہوتا کہ راتوں رات کسی ایک event کو بہانہ بنا کر اس کو ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے۔ بھلے اس نے کوئی غلطی کی ہو گی لیکن یہ طریق کار مناسب نہیں ہے۔ جب تک آپ یہ طریق کار ختم نہیں کرتے اس وقت تک حالات میں بہتری نہیں آ سکتی۔ آپ اس کو suspend کر دیں لیکن اسے تبدیل کر کے کسی دوسرے تھانے میں تعینات کر دینا ٹھیک نہیں ہے۔ اگر اس سے جرم ہوا ہے، اس نے

corruption کی ہے یا اس نے کوئی اور غلطی کی ہے تو اس کو وہیں پرsuspend کریں،اس کی inquiry کریں لیکن اسے تبدیل نہ کریں۔مثلاً میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ پچھلے ایک سال کے دوران میرے تھانے علامہ اقبال ٹاؤن کے چھ یا سات ایس ایچ اوز تبدیل ہوئے ہیں۔مجھے ان کے ناموں کا پتا نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اب وہاں پر کون تعینات ہے؟جب تک آپ اپنے اس رویہ کو نہیں بدلیں گے،جب تک ان پولیس افسران کو security of tenure نہیں دیں گے تو امن و امان کی صورتحال بہتر نہیں ہو سکے گی۔آپ ان کو کہیں کہ اگر تم سے غلطی ہوئی تو تمہیں اسی تھانے کے اندر اُلٹا لٹکائیں گے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ اس نے یہاں یہ جرم اور زیاتی کی ہے یا کرپشن کی ہے تو اس کو سزا دی گئی ہے اور اسے یہاں سے بھاگنے نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر!میری دوسری تجویز یہ ہے کہ تفتیش کے لئےtransportation سرکاری طور پر مہیا کی جائے۔آپ پولیس کو اربوں روپے کا بجٹ دیتے ہیں۔اس کے لئے آپ ایک الگ cell بنائیں۔جب آپ practically on ground کسی ملزم کو پکڑ نہیں سکتے،اسے سزا نہیں دلوا سکتے تو پھر جرائم پر قابو کیسے پا سکتے ہیں؟اس کے لئے آپ الگ سے ایک cell بنائیں جس میں انجینئرز ہوں اور ہر تفتیشی کے پاس مجرموں کو پکڑنے کے لئے ٹرانسپورٹ کا خاطر خواہ انتظام حکومتی وسائل سے مہیا کیا جانا چاہئے۔جب تک یہ نہیں ہو گا اس وقت تک جرائم پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔آدھے سے زیادہ جرائم پیشہ لوگ دائیں بائیں ہو جاتے ہیں کیونکہ پولیس کے پاس ان کو پکڑنے کے لئے مناسب وسائل مہیا نہیں ہیں۔تفتیشی یا تھانیدار،انسپکٹر یا سب انسپکٹر اپنی جیب سے دس یا پندرہ ہزار روپے خرچ نہیں کر سکتا۔ ملزمان کو پکڑنے کے لئے بعض اوقات دو تین دفعہ ریڈ کرنا پڑتی ہے۔اگر وسائل مہیا نہیں کئے جائیں گے تو وہ ملزمان کو بروقت پکڑ کر انصاف کے کٹہرے میں نہیں لا سکتے۔میری یہ تجویز ہے کہ پولیس کو اس طرف متوجہ کیا جائے اور ایک cell بنا کر تفتیشی افسران کے لئے ٹرانسپورٹ کا بندوبست حکومت خود کرے۔

جناب سپیکر!اسی طرح میںcommunity police کی تجویز دوں گا۔دنیا کے بہت سے ممالک میںcommunity police system رائج ہے۔جس علاقے میں تھانہ واقع ہے وہیں کے کسی پڑھے لکھے نوجوان کا آپ انٹرویو کریں،اس کو ملازمت دیں اور اسی علاقے میں اس کو تعینات کر دیں۔ابتداء میں تھوڑی مشکلات آئیں گی لیکن اس فرد کو جب یہ پتا ہو گا کہ میرا خاندان ادھر رہتا ہے،میرے ہمسائے ادھر رہتے ہیں،میں نے یہیں مرنا اور جینا ہے،میری نیک نامی اسی میں ہے کہ میں

ایک مثالی افسر بن کر اپنے بزرگوں اور اہل محلہ کی دعائیں لوں، مجھے لوگ اچھے لفظوں میں یاد کریں تو وہ انتہائی محنت سے جرائم کا قلع قمع کرے گا۔اسے معلوم ہو گا کہ میرا جینا مرنا اسی دھرتی پر ہے اور یہیں مجھے سب چیزوں کے لئے جواب دینا ہے۔اس سے بہت بڑا فرق واضع ہو جائے گا اور امن وامان کی صورتحال میں بہتری آئے گی۔اس کی علاقے کے لوگوں کے ساتھ ایک personal attachment ہو گی جس کی وجہ سے اس کے اندر جرم کو ختم کرنے کے لئے ایک جذبہ پیدا ہو گا۔ایک اچھا اور سازگار معاشرہ وجود میں لانے کے لئے وہ اپنی تمام تر efforts کو بروئے کار لائے گا۔

جناب سپیکر!میں اپنے اس point کو wind up کرتے ہوئے prosecution کے حوالے سے بات کروں گا کیونکہ proper prosecution کے بغیر کسی ملزم کو سزا دلوانا ممکن نہیں ہے۔چند دن پہلے میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا ایک انٹرویو پڑھ رہا تھا جس میں انہوں نے کہا کہ 80 فیصد ملزمان poor prosecution کی وجہ سے سزا سے بچ جاتے ہیں۔اگر prosecution کے نظام کو بہتر کرنے کے لئے آج کل کے حالات کے مطابق نئی قانون سازی کرنی پڑتی ہے تو وہ بھی کی جائے۔جب تک یہ نہیں ہوتی اس وقت تک بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر!اب میں energy sector پر بات کروں گا۔یہاں پر ہمارے وزراء کی طرف سے بھی،وزیر اعلیٰ کی طرف سے بھی اور باہر بھی دو سال سے بہت بلند و بانگ دعوے ہم سُن رہے ہیں کہ power crisis ختم ہو رہے ہیں اور اتنی بجلی national grid میں add ہو جائے گی اور لوڈ شیڈنگ کا بہت جلد خاتمہ ہو جائے گا۔ خیر میں وہ پرانی باتیں نہیں دہراتا جس میں میاں محمد شہباز شریف نے کبھی چھ مہینے اور پھر دو سال کا تو چیلنج دے دیا کہ میں دو سال میں لوڈ شیڈنگ ختم کر دوں گا۔وہ دو سال بھی پورے ہو گئے ہیں لیکن لوڈ شیڈنگ ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ بتدریج پہلے سے زیادہ بڑھ رہی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کی سب سے بڑی پہلی ناکامی جس کے حوالہ سے میں پہلے quote کر چکا ہوں کہ حکومت نے 31۔ارب روپیہ رکھا تھا جس میں سے صرف 11۔ارب روپیہ خرچ کر سکی ہے اُس کی وجہ تو محترمہ وزیر خزانہ جانتی ہوں گی یا حکمران جانتے ہوں گے لیکن یہ کتابیں یہی بتا رہی ہیں کہ آپ نے 31۔ارب روپیہ رکھا تھا۔لوڈ شیڈنگ سے پوری قوم مرے جا رہی ہے، بلبلا رہی ہے لیکن آپ نے یہ پیسے خرچ نہیں کئے۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات یہ کہوں گا کہ حکمرانوں کا پورا emphasize اور زور coal power generation پر ہے۔Coal power generation دنیا میں متروک ہوتی چلی جا

رہی ہے یعنی جہاں جہاں بھی کوئلے سے بجلی پیدا ہوتی ہے وہاں کی عوام نے اور وہاں کے ماہرین ماحول نے اُس کو زراعت اور خود انسانی زندگی کے لئے مضر قرار دیا ہے لیکن ہماری حکومت کا سب سے بڑا زور coal power projection پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں hydro power projection پر آنا چاہئے۔ اب میں یہ بات کرنے لگا ہوں کہ water resources and hydro power development vision 2025 کی یہ کتاب ہے اور یہ کتاب حکومت کی طرف سے ہے۔ اس ایجنسی نے اس کتاب کو سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد ملک کے مایہ ناز انجینئرز کے ذریعے اس پر thorough working کی ہے اور اُس کے بعد اس کتاب کو چھاپا۔ یہ کیا کہتے ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ hydro power کے ذریعے عوام کو دو روپے فی یونٹ بجلی ملے گی اور ایک لاکھ 40ہزار میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کے مقامات کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔ ایک لاکھ 40ہزار میگاواٹ کے اس کتاب کے اندر سارے نقشے اور ساری sites کی نشاندہی کی گئی ہے۔ 20ہزار میگاواٹ کے پیداواری منصوبوں کے لئے پراجیکٹ ڈائریکٹر سے لے کر نچلی سطح تک سالہا سال سے سٹاف کو تنخواہیں دی جارہی ہیں یعنی 20ہزار میگاواٹ کے منصوبوں کو فوری طور پر شروع کیا جاسکتا ہے لیکن ہمارے حکمرانوں کی ترجیح یہ نہیں ہے کہ دو روپے فی یونٹ ان لوگوں کو بھی بجلی فراہم کریں۔ بھئی! آپ جو بجلی generate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ تو 20روپے سے لے کر 40روپے فی یونٹ پڑتی ہے اور یہ جو ساہیوال، مظفر گڑھ، رحیم یار خان میں آپ coal کے ذریعے پراجیکٹ لگا رہے ہیں یہاں کے لوگ بھی اس پر احتجاج کر رہے ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ یہاں کے لوگوں کی صحت اور زراعت کے لئے بالکل تباہ کن ہو گی۔ ایک بات میری سمجھ سے باہر ہے کہ انہوں نے coal power energy sector میں جن کمپنیوں کے ساتھ معاہدے کئے ہیں اُن کمپنیوں کے ساتھ بنگلہ دیش نے 5.2 Cent فی یونٹ کئے ہیں اور ہماری حکومت 10.5 Cent فی یونٹ معاہدہ کر رہی ہے یعنی double سے بھی زیادہ ریٹ پر معاہدے کر رہی ہے اور یہ ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ خدا کے لئے یہ لوٹ مار کا بازار ختم ہونا چاہئے اور بقولِ شاعر:

تم نے لوٹا ہے صدیوں ہمارا سکوں
اب ہم پہ چلے گا تمہارا فسوں
تم نہیں چارہ گر کوئی مانے مگر
ہم نہیں مانتے ہم نہیں جانتے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اب میں ہاؤسنگ پر بات کرتا ہوں۔حکومت یہاں پر ہر سال کہتی ہے کہ ہم نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیمیں بنادی ہیں۔فیصل آباد میں مکمل ہو گئی ہے، ساہیوال میں مکمل ہو گئی ہے، لاہور میں مکمل ہو گئی ہے اور آئندہ پھر اتنی ہاؤسنگ سکیمیں مکمل ہو رہی ہیں۔کھودا پہاڑ نکلا چوہا،اس floor پر کھڑے ہو کر میرا چیلنج ہے کہ ساہیوال میں 100 گھر بنے ہیں، فیصل آباد میں 115 یا 120 گھر بنے ہیں، لاہور میں 450 گھر بنے ہیں۔10 کروڑ صوبہ کے عوام میں یہ آشیانہ کے لچھن ہیں کہ یہ 100/100, 400/400, 200/200 گھر بنا کر آپ یہاں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ ہم نے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سے لوگوں کو رہائش کی سہولتیں فراہم کر دی ہیں۔جو گھر بنے ہیں میں آپ کو کسی وقت لے جاؤں گا اور آپ کو لاہور کی آشیانہ ہاؤسنگ سکیم visit کراؤں گا کہ چھتوں کے اندر کس طرح سے crack آئے ہوئے ہیں، پلستر اُدھڑے ہوئے ہیں اور وہ آباد ہونے سے پہلے ویران گھر لگتے ہیں۔وہاں پر زندگی کی بنیادی سہولتیں نہیں ہیں تو ایک غریب آدمی جو کسی وجہ سے اور خاص طور پر آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے کیونکہ حکمرانوں کی پالیسیاں یہ نہیں ہیں کہ دیہاتوں سے لوگ لاہور کی طرف کوچ کریں۔حکمرانوں کی پالیسیاں یہ ہیں کہ سارے ہی اِدھر آ جائیں اگر ہم ان facilities کو دیہاتوں کی طرف shift کرتے تو لاہور اور بڑے شہروں پر یہ pressure کم ہو سکتا تھا لیکن جس تیزی کے ساتھ لاہور شہر اور بڑے شہروں کی آبادی بڑھ رہی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی بھونڈا مذاق ہے کہ آپ 150/100 گھر فیصل آباد میں، 150/100 گھر ساہیوال میں اور 450 گھر لاہور میں بنا کر اور باقی لاہور میں 1800 گھر زیر تکمیل ہیں وہ بن رہے ہیں لیکن یہ تھوڑے سے گھر بنا کر آپ کہیں کہ ہم نے آشیانہ مکمل کر دیا، ہم نے تو جناب اتنے گھر بنا دیئے تو جناب یہ اصل معاملہ کیا ہے؟ ہاؤسنگ کی facilities کی فراہمی کے لئے یہاں پر حکومت نے جو ادارے بنائے، LDA بنایا، FDA بنایا، GDA بنایا، PDA بنایا، یہ تمام ادارے کمرشل ادارے بن چکے ہیں ایل ڈی اے کی بنیادی ذمہ داری لاہور کے لوگوں کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنا نہیں ہیں۔میں یہاں on the floor of the House کھڑے ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ کمرشل ادارے ہیں جن کا بجٹ کھربوں روپیہ ہے ان کا اس بات سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ انہوں نے یہاں پر عام آدمی کو سستے پلاٹ دینے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!آپ مہربانی کر کے wind up کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں آج دو گھنٹے اور لوں گا کیونکہ مجھے صوبہ پنجاب کی عوام کے حوالہ سے بات کرنی ہے۔اگر آپ کہیں گے تو میں اپنی بات کو کم کرنے کی کوشش

کروں گا لیکن آپ مجھے دل کی بات کرنے دیجئے۔ میں facts and figures پر بات کر رہا ہوں اور میں محض غلط بات کوئی نہیں کروں گا، to the point بات کروں گا لیکن میں good governance کا پردہ چاک کر کے رہوں گا اور آپ مجھے ٹائم دیں گے۔

جناب سپیکر! LDA City کی publicity campaign پر دو ارب روپیہ لگا ہے۔ Star Marketing او خدا کے بندو! آپ حکومت ہو یا آپ تاجر ہو؟ آپ کا یہ کام ہے کہ آپ LDA کا نام لے کر LDA City, LDA City کر کے private partnership کا نام لے کر پوری دنیا سے اربوں روپیہ اکٹھا کر لیں اور میرا چیلنج ہے کہ ایل ڈی اے کے اکاؤنٹ میں ایک روپیہ نہیں آیا۔ اُن private companies کے اکاؤنٹس میں آپ اربوں روپیہ بھیج دیں اور مجھے اب ایل ڈی اے بتائے کہ یہاں لاہور میں کوئی غریب آدمی دو یا تین مرلے کا مکان یا پلاٹ لینا چاہتا ہے، ایل ڈی اے کی کسی سکیم میں 10/8 لاکھ روپیہ فی مرلہ سے ریٹ کم ہے، نہیں ہے اور اس کا ذمہ دار کون ہے، کون ہے جو check and balance رکھے اور کون ہے جو ان اداروں کو شُتر بے مہار اور خالصتاً کمرشل ادارہ بننے سے روکے؟ لاہور کے چھوٹے چھوٹے محلوں کے اندر 50/50 سال سے جو properties commercially استعمال ہو رہی ہیں وہاں پر دکانیں کھلی ہوئی ہیں، کھوکھے ہیں یا کوئی مارکیٹ بنی ہوئی ہے یہ عجیب تماشا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میری عمر 61/60 سال ہے جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں main road پر دکانیں بھی ہیں اور سب کچھ ہے۔ اُن لوگوں کو لاکھوں روپے کے روز نوٹس آ رہے ہیں کہ commercialization fee جمع کراؤ۔ یہ کسی کے باپ کا قانون ہے؟ کسی کی اپنی پراپرٹی ہے اُس پر ٹیکسوں کی بھرمار پہلے ہے۔ پراپرٹی ٹیکس وہ دے رہا ہے، general sales tax وہ دے رہا ہے، income tax وہ دے رہا ہے اور ایل ڈی اے کی بدمعاشی اور غنڈہ گردی کہ وہ جس محلے میں جاتے ہیں شتر بے مہاروں کی طرح گاڑیاں ساتھ لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ seal کر دو، seal کر دو کیا یہ جنگل کا قانون ہے؟ اس طرح معاملات نہیں چلیں گے۔ لوگوں کا غصہ اکٹھا ہو رہا ہے یہ کسی وقت بھی blast ہو جائے گا۔ ان اداروں کو نکیل ڈالنے کا وقت آ گیا ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ یہ ادارے جو لوگوں کو facilitate کرنے کے لئے ہیں، جو لوگوں کو رہائشی سہولت

فراہم کرنے کے لئے ہیں لیکن انہوں نے پرائیویٹ سیکٹر کو crush کر دیا ہے۔آج میرا چیلنج ہے کہ جو رہائشی سکیم پاس کرانے جاتا ہے، جو سب ڈویژن کرانے کے لئے جاتا ہے، جس کی تھوڑی زمین ہے پچاس یا ایک سو کنال ہے وہ کہتا ہے کہ میں اس کے پلاٹ اور سڑکیں بنا کر بیچ دوں گا وہ سالہا سال وہاں دھکے کھاتے ہیں اور کوئی شنوائی نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں کہ چودہ قسم کے NOC's لے کر آؤ، TEPA سے NOC لے کر آؤ Flood والوں سے NOC لے کر آؤ، Environment والوں سے NOC لے کر آؤ اور WASA سے NOC لے کر آؤ لیکن آپ ہزاروں ایکڑ کی سکیم LDA-City کے نام سے announce کرتے ہیں لیکن کسی NOC کی ضرورت نہیں ہے۔یہ پرائیویٹ سیکٹر کو press کیا جا رہا ہے۔ان کو encourage کرنے کے بجائے press کیا جا رہا ہے۔انہیں sister organization کو encourage کرنا چاہئے کہ وہ آپ کے بوجھ کو کم کریں اور آپ کا ہاتھ بٹائیں۔اگر کسی نے ایل ڈی اے کی سکیم میں پلاٹ لینا ہو تو وہ سو دفعہ سوچتا ہے، لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور ڈی ایچ اے، واپڈا ٹاؤن، نیسپاک اور کینال ویو میں جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔ایل ڈی اے کی سکیم کا نام آتے ہی لوگ سو دفعہ سوچتے ہیں کہ اس میں کیا فراڈ ہو گا، یہاں کتنے دھکے کھانے پڑیں گے، کیا پلاٹ duplicate ہو چکا ہو گا یا قبضہ کا رروائی کیسے ہو گی اور ایل ڈی اے سے نقشہ کیسے پاس ہو گا؟ یہی حال دوسرے شہروں کے ترقیاتی اداروں کا بھی ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ان اداروں کی از سر نو کارکردگی دیکھی جائے اور لوگوں کی جیبوں سے صرف روپیہ بٹورنے کا ذریعہ نہ ہو۔میرا یہ چیلنج ہے کہ کتنے لاکھ لوگوں کو لاہور کے اندر ایل ڈی اے نے سستی رہائشیں فراہم کی ہیں یا سستے پلاٹ دیئے ہیں۔ایل ڈی اے ایونیو کو 25 سال ہو گئے ہیں وہاں جا کر ریٹ معلوم کریں کہ کیا ہیں؟ لیکن کوئی سننے والا نہیں ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔اگر وہاں پر ان کے قابو کوئی آ جائے تو وہاں سے اس کی خدا خدا کر کے جان چھوٹتی ہے۔

جناب سپیکر!اب میں اپنے کسان بھائیوں کی طرف آتا ہوں۔یہ حکومت کسانوں کا دم بھرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم کسان دوست حکومت ہیں لیکن معذرت کے ساتھ جیسا کہ میں نے پہلے زراعت کے حوالے سے پڑھا تھا کہ جو بجٹ تھا اس کا انہوں نے آدھا بھی خرچ نہیں کیا اور وہ بجٹ جو ڈویلپمنٹ کا بجٹ ہے وہ lapse ہو گیا۔ایک تازہ تازہ معاملہ ہے کہ حکومت نے اعلان کیا کہ 190۔ارب روپے کی گندم کی خریداری کو یقینی بنائیں گے۔اس کے لئے محکمہ زراعت کی طرف سے باقاعدہ booklet چھپا اور بڑے وسیع پیمانے پر تقسیم کیا گیا۔اس پر کسان بڑے خوش ہوئے، ہم بڑے خوش ہوئے کہ چلیں پہلی

دفعہ ایک منظم اور مربوط کوشش کسانوں کو ease out کرنے کے لئے ہو رہی ہے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ 190۔ارب کے بجائے صرف 80۔ارب روپے کی گندم خریدی گئی اور اس کے بعد اعلان کر دیا گیا کہ مزید خریداری ہم نہیں کریں گے۔ کسانوں کے ساتھ یہ اتنا بڑا دھوکا ہوا ہے کہ باردانہ کی تقسیم سے لے کر پیسوں کی وصولی تک عام آدمی جو پانچ سات ایکڑ کا مالک ہے، میں ایم پی ایز کی بات نہیں کرتا، میں بڑے زمیندار کی بات نہیں کرتا کیونکہ انہیں تو باردانہ مل ہی گیا ہو گا بلکہ ان کے فون پر بھی کئی لوگوں کو باردانہ مل گیا ہو گا لیکن عام آدمی دھکے کھا کھا کر رُل گیا ہے۔ وہ اے سی کے دفتر اور دوسری جگہوں کے چکر لگا کر تھک گیا کہ خدا کے لئے ہمیں باردانہ دے دو، باردانہ آ رہا ہے باردانہ جا رہا ہے اور اس کے بعد عام زمیندار اور کسان سنتا ہے کہ اب حکومت کی پالیسی ختم ہو گئی ہے اور اب حکومت مزید گندم نہیں خرید رہی۔ وہ گندم جس کا اعلان ہوا تھا کہ حکومت 1300 روپے فی من خریدے گی۔ کاشتکار کی holding power نہیں ہے۔ اس بے چارے کے سات آٹھ یا پانچ ایکڑ پر گندم ہے تو اس میں سے 200، 300 من گندم اگر نکلی ہے تو وہی اس کا کل اثاثہ ہے جو دو تین لاکھ روپے اسے مل جائیں جس سے وہ اپنے پچھلے قرضے اتار لے اور آئندہ کے لئے وہ اپنی زمین پر انوسٹمنٹ کرے لیکن انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت گندم کی فصل بھی کوئی بہت اچھی نہیں ہوئی لیکن جو زمیندار اور کسان کے ساتھ ہوا ہے وہ بھی ایک بھونڈا مذاق ہے۔ کسانوں نے مجبوراً آڑھتیوں کے پاس ایک ہزار، ساڑھے دس سو یا گیارہ سو روپے پر گندم فروخت کی ہے۔ اس کے بعد آڑھتیوں نے باردانہ بھی لے لیا، تیرہ سو روپے پر انہوں نے گندم بھی بیچی اور بیٹھے بٹھائے پنجاب بھر کے آڑھتیوں اور بیوپاریوں نے اربوں روپے کا کاروبار کیا لیکن غریب کسان کی جیب پر ڈاکا ڈالا گیا ہے اور حکومت اسے ان ڈاکوؤں سے نہیں بچا سکی۔ حکومت نے ان ڈاکوؤں کو facilitate کیا ہے، کسانوں کو مجبور کیا گیا ہے لیکن حکومت ان کی مدد کو نہیں آئی۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ پچھلی دفعہ چاول تباہ ہو گیا اور کوئی خریدار نہیں تھا کسان کی cost price پوری نہیں ہو رہی تھی۔ حکومت نے اعلان کیا کہ پانچ ہزار روپیہ فی ایکڑ دھان کے زمیندار کو دیں گے۔ یہاں اسی نوے فیصد لوگ چیختے چلاتے رہے اور کسی کو وہ پانچ ہزار روپیہ فی ایکڑ نہیں ملا۔ یہ جو ساتھ والے اضلاع شیخوپورہ، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ ہیں جہاں چاول کی زیادہ فصل ہوتی ہے یہاں کے زمینداروں کو ہم نے روتے پیٹتے اور آہیں اور سسکیاں لیتے دیکھا ہے۔ میرے پاس بطور قائد حزب اختلاف کئی وفد آئے کہ خدا کے لئے میری اتنے ایکڑ دھان کی فصل تھی آپ مجھے اس کے پیسے لے

دیں لیکن حکومت نے اعلان کر کے بھی اپنے اعلان کا کوئی پاس نہیں کیا۔اس کے برعکس یہ ہوا کہ شوگر ملوں کو12۔ارب روپے کی سبسڈی دے دی گئی اور فلور ملوں کو6۔ارب روپے کی سبسڈی دے دی گئی۔ یہ تو وہی ہوا جو ہم مرکزی بجٹ کی باتیں سنتے ہیں کہ بزنس مین بڑا خوشحال ہے، وہ بڑا خوش ہے، حکومت سے بڑا خوش ہے اس کی پالیسیوں سے بڑا خوش ہے۔ ملوں والے، شوگر ملوں والے، فلور ملوں والے اور دیگر ملوں والے خوش ہیں وہ تو لڈیاں ڈال رہے ہیں کیوں نہ ڈالیں اس لئے کہ ان لوگوں کو گھر بیٹھے بٹھائے سارا کچھ مل جاتا ہے۔انہیں کوئی محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔یہ12۔ارب روپے کی سبسڈی شوگر ملوں کو جو دی گئی ہے یہ غریبوں کا حق ہے یہ ان کسانوں کا حق ہے جن کو گندم کے پیسے، جن کے گنے کے پیسے دو دو سال سے نہیں ملے ابھی تک وہ ووچر زلے کر دھکے کھا رہے ہیں۔ ملیں شروع ہوئیں، ملیں بند ہو گئیں گنے سے چینی پیدا کر کے ان کو ان کی رقومات نہیں دی گئیں۔آپ یہ بتائیں کہ وہ کس کے پاس جائیں اور کس سے انصاف لیں۔

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "شیم شیم" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر!اب 6۔ارب روپے کی subsidy فلور ملوں کو دے دی ہے لیکن کسانوں کو نہیں دی۔ایک طرف ہم کسانوں کو facilitate کرنے کی بات کرتے ہیں لیکن دوسری طرف ہم کہتے ہیں کہ "پکیاں سڑکاں، سوکھے پینڈے" واہ بھئی واہ یہ بڑا زبردست نعرہ ہے یعنی "پکیاں سڑکاں، سوکھے پینڈے" کا سات سال بعد انہیں یاد آیا ہے۔انہیں پہلے سات سال یاد نہیں آیا کہ پینڈے سوکھے ہوندے نیں جے سڑک پکی ہووے تے۔ پنجاب میں جا کر دیکھیں کہ کیا حال ہے، یہ چوتھا سال ہے اور آپ لاہور سے نارووال کی سڑک جا کر دیکھیں کہ کتنا ذلیل و خوار ہونا پڑتا ہے؟interior Punjab کے اندر کسی سڑک پر کسی بھی route پر چلے جائیں اور link roads جو تباہی اور خستہ حالی کا منظر پیش کر رہے ہیں ایسا تاریخ میں کبھی نہیں ہوا اسی لئے انہیں یاد آیا کہ اب انتہا ہو گئی ہے لہٰذا اب ان سڑکوں کو بنانا ہو گا اور کہتے ہیں کہ ہم نے 50۔ارب روپے رکھے ہیں شاید اس سے کسانوں کو فائدہ ہو جائے۔ کسانوں کو کیا فائدہ ہونا ہے کیونکہ اُن پر آپ نے 16 فیصد ٹرانسپورٹیشن ٹیکس لگا دیا ہے۔ایک غریب آدمی جس نے 50 یا100 من آلو، گندم یا چاول اوکاڑہ سے لاہور لے کر آنا ہے اُس کی اجناس پر 16 فیصد ٹرانسپورٹیشن ٹیکس لگا دیا ہے لیکن وہ آپ کی سڑکوں کا کیا کرے گا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی تمام پالیسیاں کسان کش پالیسیاں ہیں اور جب بھی یہ حکومت آتی ہے کسانوں کے بُرے حال ہو جاتے ہیں۔انہیں اُن کے گنے کے پیسے نہیں ملتے، آلو تباہ و برباد ہو جاتا ہے، چاول خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا اور گندم کے پیسے

بھی نہیں ملتے جبکہ اُن پر ٹیکسوں پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے۔ وہ خودکشیاں نہ کریں، احتجاج نہ کریں اور جلسے جلسوس نہ نکالیں تو اور کیا کریں، وہ لوگ کدھر جائیں؟

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ اگر آپ اس ٹیکس کو overall waive نہیں کر سکتیں تو کم از کم زرعی اجناس پر اس ٹیکس کو waive کرنا چاہئے۔ ہمارا joint اپوزیشن کی طرف سے یہ مطالبہ ہے کہ زرعی اجناس پر جو آپ 16 فیصد ٹرانسپورٹیشن ٹیکس لگا رہے ہیں یہ نہیں لگنا چاہئے۔ باقی بھی معاف کر دیں تو بہت اچھی بات ہے لیکن مزدوروں اور کسانوں کی خاطر یہ ٹیکس اٹھا لیں اور اس کو waive up کر دیں۔ اگلی بات میں یہ کروں گا کہ کسان اپنے شوق سے جلسے جلوس یا احتجاج نہیں کرتے بلکہ جب وہ مجبور ہو کر باہر سڑکوں پر نکلتے ہیں تو اُن کے ساتھ حکمران نمائندے بیٹھ کر وعدے وعید بھی کرتے ہیں مگر اُن کے مطالبات پورے نہیں ہوتے یعنی مانے نہیں جاتے جبکہ کسان راہنماؤں پر دہشت گردی کے مقدمات بنانا کسی طور پر بھی ہمیں زیب نہیں دیتا۔ میری آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں سے یہ گزارش ہے کہ جتنے بھی کسان راہنما ہیں وہ criminals نہیں ہیں، وہ ریکارڈ ہولڈر نہیں ہیں اور انہوں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ اگر وہ اس پاک دھرتی کے سپوتوں کے جذبات کے ترجمان بنتے ہیں، وہ اُن کے دکھوں کی بات کرتے ہیں، وہ اُن کے احساسات کی بات کرتے ہیں، اُن کے جذبات کی بات کرتے ہیں، اُن کی خواہشات کی بات کرتے ہیں، اُن کے مسائل کے حل کی بات کرتے ہیں اور حکمرانوں کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں تو وہ اپنی ذات کے لئے نہیں کر رہے بلکہ پنجاب کے عوام اور کسانوں کے لئے کر رہے ہیں جبکہ اُن پر دہشت گردی کے مقدمات بنانا کیسی good governance ہے؟ میرا مطالبہ ہے کہ اُن تمام کسان راہنماؤں پر جنہوں نے غریب کسانوں کے حقوق کی آواز بلند کی ہے اُن پر دہشت گردی کے مقدمے ختم ہونے چاہئیں بلکہ فی الفور ختم کئے جائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں اب دو تین مختلف محکمے جو رہ گئے ہیں اُن پر مختصر ہی عرض کروں گا۔ میں کچھ individuals یعنی نابینا افراد کے حوالے سے as a community بہت افسوس کے ساتھ بات کروں گا۔ آپ نے پوری مہذب دنیا میں کبھی یہ سنا یا پڑھا بلکہ Guinness book of world record میں درج ہونے کے قابل یہ واقعات ہیں کہ نابینا افراد نے پنجاب اسمبلی کو گھیرا ہوا ہے، سارے دروازوں پر نابینا افراد کھڑے ہوئے ہیں، لیٹے ہوئے ہیں اور کسی کو اندر نہیں آنے دے رہے۔ ہم چوروں کی طرح چھپتے پھر رہے ہیں کہ وہ دروازہ بھی بند ہے، یہ دروازہ بھی بند ہے، وہاں بھی نابینا افراد کھڑے ہیں اور فلاں جگہ پر بھی نابینا افراد کھڑے ہیں۔ کبھی آپ لاٹھیوں سے انہیں پیٹتے ہیں، کبھی آپ اُن

کے ساتھ بیٹھ کر جھوٹے وعدے کرتے ہیں اور انہیں lollypop دینے کے بعد جب وہ دوبارہ آتے ہیں تو پھر اُن کی تضحیک اور تذلیل کرتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ وہ کتنے لاکھ یا کتنے کروڑ لوگ ہیں، وہ چند سو لوگ ہیں انہیں آپ accommodate کیوں نہیں کرتے؟ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے اور میں پھر وہی کہوں گا کہ کیا یہ mindset ہے کہ پسے ہوئے طبقوں اور محروم طبقوں کو آپ نے uplift نہیں کرنا؟ یہ اسی کا کرشمہ سازی ہے کہ آپ اُن طبقات کو دھتکارتے چلے جاتے ہیں، اُن کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے رہتے ہیں اور اُن کے ساتھ بار بار بے حسی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اتنے cool رویوں کے ساتھ پوری دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کے صوبے کے چیف سیکرٹری یہ کہتے ہیں کہ محکمہ سوشل ویلفیئر اینڈ بیت المال کے مطابق معذور افراد کی مختلف محکموں کے اندر 4773 اسامیاں خالی ہیں جن میں سے 2628 اسامیاں پنجاب کے مختلف محکموں میں ہیں اور 2145 اسامیاں مختلف ضلعی پوسٹوں میں خالی ہیں۔ یہ ہزار ڈیڑھ ہزار نابینا افراد ہیں جبکہ ساڑھے چار ہزار اسامیاں خالی پڑی ہیں تو یہ سوچ کر ہم اپنا سَر پیٹیں یا کیا کریں؟ یہ اسامیاں پچھلے چھ سالوں سے خالی پڑی ہیں جو میں نہیں کہہ رہا بلکہ چیف سیکرٹری پنجاب کہہ رہا ہے کہ پچھلے چھ سال سے فلاں فلاں ڈیپارٹمنٹ کے اندر یہ اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ آپ اُن نابینا افراد کی تضحیک کر رہے ہیں، اُن پر لاٹھیاں برسا رہے ہیں، کیا اللہ کے عذاب سے آپ کو ڈر نہیں لگتا، کیا اللہ کے سامنے ہم نے پیش نہیں ہونا، اُس کے سامنے جواب دہ نہیں ہونا اور کیا ہم ان محروم طبقوں کی نہ سُن کر حق حکمرانی ادا کر رہے ہیں؟ اگر آپ کے پاس اسامیاں نہ ہوں تو اور بات ہے مگر جب آپ کے پاس یہ اسامیاں خالی ہیں تو پھر انہیں بھرتی کیوں نہیں کرتے؟ اُس دن رانا ثناء اللہ کہہ رہے تھے کہ ہم 200 لوگوں کو daily wages پر آٹھ ہزار روپیہ مہینہ دے رہے ہیں، کیا آپ اُن پر احسان کر رہے ہیں؟ آپ اُن کا حق انہیں لوٹائیں کیونکہ یہ آپ کی اخلاقی ذمہ داری ہے، آئینی ذمہ داری ہے اور اسلامی ذمہ داری بھی ہے۔ آپ کو اس کا جواب دینا ہو گا کہ یہ محروم طبقے تھے جو دھکے کھاتے پھر رہے تھے، لاٹھیاں کھاتے پھر رہے تھے اور 46 ڈگری سینٹی گریڈ درجہ حرارت پر چلچلاتی دھوپ میں سڑکوں پر اپنے آپ کو جلا رہے تھے لیکن حکمران ٹھنڈی لینڈ کروزروں اور ٹھنڈے محلات میں بیٹھے ہوئے تھے جن کو احساس اور خیال ہی نہیں تھا۔ میں وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ جو 4773 اسامیاں خالی ہیں فی الفور ان کے عوض نابینا افراد کو بھرتی کرنے کا آرڈر فرمائیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ کس آدمی کو کس جگہ پر بھرتی کریں بلکہ جس کی جو بھی qualification ہے، کوئی درجہ چہارم میں آئے گا اور جو پڑھا لکھا یا skilled ہے اُس کو اس حساب سے adjust کریں۔ اپنی ضد چھوڑ دیں کیونکہ آپ اُن

کو اپنی جیب سے دینے نہیں جا رہے بلکہ یہ پنجاب کے عوام کا بجٹ ہے۔ پنجاب کے لوگوں کے یہ وسائل ہیں جن کو آپ نے اُن میں تقسیم کرنا ہو گا اور اُن محروم طبقوں کو دینا ہو گا جو اُن کا حق ہے، آپ کا کوئی احسان نہیں ہے۔ اگر آپ انہیں اُن کا حق نہیں دیں گے تو ہم پھر اُن کے ساتھ سڑکوں پر ہوں گے، اُن کے ساتھ لیٹیں گے، لڑیں گے اور جیلوں میں جائیں گے لیکن نابینا افراد کو اُن کا حق دلوا کر رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میٹرو بس پر ماشاء اللہ 40/40۔ارب، 60/60۔ارب اور 70/70۔ارب روپیہ لگا رہے ہیں لیکن یہاں کون سنتا ہے اور کسی کی کوئی نہیں سنتا؟ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس شہر لاہور میں پچھلے سال ڈیڑھ سال میں دو بدترین واقعات ہوئے ہیں جس کی لاہور کی تاریخ میں مثال نہیں ہے۔14 افراد انارکلی میں زندہ جل گئے جن کو آپ کے ادارے ریسکیو نہیں کر سکے۔ اسی طرح شاد باغ کا سانحہ ہوا۔ یہ میں دُور دراز بارڈر ایریا کی بات نہیں کر رہا، interior Punjab کی بات نہیں کر رہا بلکہ وہاں کی بات کر رہا ہوں جو شہر لاہور، تختِ لاہور اور والیٔ لاہور کے سایہ کے نیچے چھ بچے تڑپ تڑپ کر زندہ جل جاتے ہیں اور زندہ راکھ ہو جاتے ہیں۔ فائر بریگیڈ آتا ہے، اس کی گاڑی آتی ہے، اس کا دفتر قریب ہے، اہل محلہ چیختے اور چلاتے ہوئے وہاں پہنچتے ہیں تو اس پر یشر میں وہ بندہ اٹھ کر گاڑی لے کر آتا ہے۔ جب گاڑی وہاں پہنچتی ہے، اس کو پائپ لگانے لگتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اس کی تو چوڑی جام ہے جو پچھلے چار سال سے ایک دفعہ بھی نہیں کھلی۔ ایک گھنٹہ وہ گاڑی وہاں پر کھڑی رہتی ہے پھر بھاگتے اور دوڑتے ہیں اور دوسری منگواتے ہیں۔ دوسری گاڑی آ جاتی ہے، وہاں نل کسا جاتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ ٹینک خالی ہے اور پانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! یہ لاہور شہر کا حال ہے۔ ان ماں باپ پر کیا گزری ہو گی، ان کے عزیز واقارب اور لواحقین پر کیا گزری ہو گی؟ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ اگر ہمارے ساتھ یہ سانحہ یا حادثہ ہو جاتا تو ہم کیا کرتے، ہم کس طرح سے زندہ رہتے، ہم کس اذیت اور کس قرب میں ہوتے؟ چھ کے چھ بچے وہاں پر جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ وہ فائر بریگیڈ حکومت کی ترجیح نہیں ہے، لوگوں کو ریسکیو کرنا، لوگوں کی جانوں کو بچانا، لوگوں کی جانوں کو محفوظ کرنا، لوگوں کی صحت کو ٹھیک کرنا اور لوگوں کو تعلیم یافتہ بنانا یہ حکمرانوں کی ترجیح نہیں ہے۔ میں نے facts & figures کے ساتھ یہ بات ثابت کی ہے کہ فائر بریگیڈ لاہور میں پچھلے چار سال سے 187 اسامیاں خالی پڑی ہیں کیوں نہیں fill کی گئیں؟ گاڑیاں کھٹارہ، بیس بیس،

پچیس پچیس سال پرانی گاڑیاں ہیں، کسی ایک فائر بریگیڈ کے اندر بھیaccording to the law وہ equipment نہیں ہے، وہfacilitated نہیں ہیں اور وہfacilities موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس طرح کے بھیانک اور heinous قسم کے واقعات ہونے کے بعد حکمران اپنی ترجیحات کو بدلیں اور اس طرح کے واقعات کا اعادہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے جیسے پہلے کہا کہ لاہور کی تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ چھ بچے اوپر جل رہے ہیں، نیچے سے اوپر گئے ہیں اور اوپر سے نیچے آ رہے ہیں اور چھ کے چھ جل جاتے ہیں لیکن اس شہر لاہور میں انہیں بچانے والا، آگ بجھانے والا، طبی امداد دینے اور ریسکیو کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میاں محمد شہباز شریف جتنے مرضی دعوے good governance کے کریں، جتنی مرضی باتیں کریں اور جتنے مرضی کھوکھلے نعرے لگائیں لیکن عوام جان گئے ہیں کہ good governance کی اصل اصلیت کیا ہے اور کس طرح سے یہ لوگوں کو govern کر رہے ہیں اور کس طرح سے لوگوں کی جان و مال کے ساتھ کھیلا جا رہا ہے؟ مختلف ڈیپارٹمنٹس ان کو تحفظ فراہم کرنے کی بجائے ان کی زندگیوں کے درپے ہیں۔

جناب سپیکر! صحت، میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب جس میں 2173 لوگوں کے لئے صرف ایک ڈاکٹر ہے، صوبہ پنجاب میں چار ہزار کی آبادی کے لئے صرف ایک dentist ہے اور 80 فیصد نرسز سٹاف کی کمی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق ایک ہزار کی آبادی پر ایک ڈاکٹر کا ہونا ضروری ہے۔ آپ اس سے تصور کر لیں کہ عالمی ادارہ صحت کے fixed targets ہیں، ہم اس سے کتنا پیچھے ہیں اور ہمارے دعوے کیا ہیں؟ میں مختصر سی بات کروں گا کہ یہاں لاہور کے اندر جو حال چلڈرن اور جنرل ہسپتال کا ہے، میں اگلے دنوں ایک مریض کو ایمرجنسی میں لے کر گیا تو مجھے یہ جان کر انتہائی دکھ اور افسوس ہوا کہ وہاں پر وہیل چیئر نہیں ہے۔ ایک آدمی کی ٹانگ کٹی، وہ پیدل چل نہیں سکتا تھا جو کہ میرا پڑوسی تھا اور ایکسیڈنٹ کے بعد اسے وہاں پر لے کر پہنچے تو میں پیچھے گیا، پورے جنرل ہسپتال میں دو وہیل چیئرز ہیں۔ یہ good governance ہے؟ اندازہ کریں کہ ایمرجنسی کے اندر دوڑ دوڑ کر پیچھے جاتے رہے کہ کسی دوسرے وارڈ سے وہیل چیئر مل جائے لیکن وہ کہنے لگے کہ ہسپتال میں ہیں ہی دو وہیل چیئرز۔

جناب سپیکر! کسی وقت اسمبلی سیشن کے بعد میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ چلڈرن ہسپتال جا کر visit کریں کہ ایک بیڈ پر چار چار بچے پڑے ہیں اور ان بچوں کو مختلف قسم کے امراض لاحق

ہیں جن کا آپس میں اکٹھے رہنا بھی صحت کے نکتہ نظر سے انتہائی خطرناک ہے لیکن وہ مجبور ہیں یعنی کروڑوں بچوں کا یہ صوبہ جس میں بچوں کی treatment کے لئے ایک ہسپتال ہے اور وہ بھی over burdened ہے۔یہی حال پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا ہے۔وہاں پر آپ چلے جائیے تو آپ کو نیچے چادر بچھا کر لوگ drip لگائے ہوئے، آپ کو ریڈور سے شروع ہو جائیں، پورے ایمرجنسی وارڈ میں چلے جائیں، خود مجھے پچھلے سال یہاں پر heart کی تھوڑی problem ہوئی اور یہاں سے میں سیدھا ہسپتال گیا جہاں بغیر بتائے کہ میں ایم پی اے ہوں یا میں قائد حزب اختلاف ہوں۔جب میں اندر داخل ہوا تو اس وقت میرے ساتھ کوئی میرا colleague نہیں تھا اور وہاں پر میں نے جو نقشہ دیکھا اور ایک صوفہ کرسی کے اوپر میں تیسرا تھا، دو مریض میرے ساتھ صوفہ کرسی کے بازوؤں پر بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے میرا چیک اپ کیا اور جب میں نے انہیں بتایا کہ میں کون ہوں تو اس کے بعد انہوں نے تھوڑی دوڑیں لگائیں اور meanwhile اسمبلی کے سٹاف میں سے بھی کچھ لوگ وہاں پہنچ گئے اور میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ وہاں پر کس طرح سے غریب مزدور اور عام مریض کراہ رہے ہیں اور وہ کوریڈورز کے اندر نیچے زمین کے اوپر لیٹے ہوئے ہیں جنہیں وہیں پر drips لگی ہوئی ہیں اور وہیں ان کے سارے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔یہ میٹرو بسوں کا جو بھوت ہے، مانا کہ یہ سر چڑھ کر بول رہا ہے، یہ میٹرو بس لاہور سے چلی اسلام آباد اور اب ملتان پہنچ گئی ہے اور آگے شاید کراچی بھی چلی جائے گی لیکن خدا کے لئے لوگوں کی صحت اور لوگوں کی جان و مال کی طرف بھی توجہ دے دیں۔تھوڑے سے فنڈز ان ہسپتالوں کو facilitate کرنے کے لئے، یہاں پر instruments کی فراہمی کے لئے دے دیجئے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کروں کہ وزیر آباد میں کارڈیالوجی کا ہسپتال کئی سال ہوئے بنا جو کہ بند پڑا ہے۔کیوں بند پڑا ہے؟ پرویز الہیٰ نے بنایا تھا۔اللہ کے بندو! اگر وہ پرویز الہیٰ نے بنایا تھا اور وہ بن گیا ہے، ایک اچھا کام ہو گیا ہے تو آپ اس کو چالو کر دیجئے۔آپ ضد نہ کیجئے کیونکہ پرویز الہیٰ کل تھے آج نہیں ہیں۔آج آپ ہیں اور کل آپ نہیں ہوں گے لیکن آپ چالو کر دیجئے these are historical things یہ تاریخ لکھی جا رہی ہے۔یہ آپ کے پہلو میں بلڈنگ بنی کھڑی ہے، سالہا سال ہو گئے ہیں اور کیوں مکمل نہیں ہو پا رہی کہ جی اس دور کے لوگوں نے یہ بنائی تھی اور پرویز الہیٰ نے اس کی تختی لگائی تھی؟ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہاں پر مشینری پڑی ہوئی تھی اور ایک سال پہلے ہم نے اپنی آنکھوں سے خود دیکھی ہے کہ بارش کے اندر ائر کنڈیشنڈنگ پلانٹ اور باقی یہاں پر کافی زیادہ آلات اور

مشینری تھی، ہم نے ایک دفعہ point out کیا تو راتوں رات وہ یہاں سے remove کر دی گئی کہ اس پر ایم پی ایز کی نظر نہ پڑے۔

جناب سپیکر! اس طرح کی چیزوں سے بالکل یہ چھوٹے دل کا اظہار ہوتا ہے۔ پنجاب جیسے صوبے کے چیف ایگزیکٹو کا بڑا دل ہونا چاہئے اور اس کا دل چڑی جتنا نہیں ہونا چاہئے کہ یہ پرویز الہیٰ نے بنائی ہے تو اس کو مکمل نہیں کریں گے، یہ ہسپتال ان کے دور میں شروع ہوا تھا تو یہاں پر ہم اسے functional اور operational نہیں ہونے دیں گے۔ یہاں میو ہسپتال میں ایک سرجیکل یونٹ بنے آج کئی سال ہو گئے ہیں جو کہ ابھی تک چالو نہیں ہوا، کیوں؟ یہ لمحہ فکریہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک بات جو میں اب کرنے جا رہا ہوں کہ پچھلے سال ڈویلپمنٹ کے لئے حکومت نے اربوں روپے کا اعلان کیا اور اپوزیشن کے منتخب لوگوں کے ساتھ انتہائی توہین آمیز سلوک کیا گیا۔ رانا ثناء اللہ صاحب! میں آپ کی توجہ کا بھی متمنی ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ سن رہے ہیں اور آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب! میں آپ سے بھی گزارش کرنے لگا ہوں چونکہ آپ اس پورے عمل میں ہمارے ساتھ in touch تھے کہ پچھلے سال آپ نے کہا کہ ہم اپوزیشن سے مساوی سلوک کریں گے۔ پورا سال گزر گیا، اپوزیشن کے ممبران کو دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا، انتہائی توہین آمیز سلوک کیا گیا، ڈی سی اوز کی طرف سے، ٹی ایم اوز کی طرف سے اور کسی طرف سے بھی کوئی ریلیف، عوام کے مسائل کے حوالے سے بات کر رہا ہوں، ڈویلپمنٹ کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ نہیں ملی۔ سندھ کے اندر پیپلز پارٹی کی حکومت، یہ قاضی احمد سعید اور سردار شہاب الدین خان صاحب یہاں بیٹھے ہیں، وہ across the board کہ کوئی پیپلز پارٹی کا ہے یا (ن) لیگ کا ہے یا کسی اور جماعت کا ہے سب کو، سب نے کہا کہ جب تک بلدیاتی ادارے وجود میں نہیں آتے۔ ہم جو سلوک اپنے ایم پی ایز، ایم این ایز سے کر رہے ہیں وہ دوسری پارٹیوں سے بھی کریں گے۔ خیبر پختونخوا کے اندر across the board پی ٹی آئی کی حکومت نے قطع نظر اس کے کہ کسی ممبر کا تعلق جے یو آئی (ف) سے ہے، مسلم لیگ (ن) سے ہے یا اے این پی سے ہے سب کو ترقیاتی فنڈز دیئے گئے۔

جناب سپیکر! یہ قابل شرم بات ہے کہ آپ یہاں اربوں کھربوں کی بات کرتے ہیں، اعلان کرتے ہیں، یہاں پر اس ایوان میں 35، 40 ایم پی ایز مختلف اپوزیشن پارٹیوں کے ہیں آپ اُن کے حقوق پر ڈاکا ڈالتے ہیں، آپ اُن سے جو ہارے ہوئے لوگ ہیں جن کو mandate نہیں ملا آپ اُس علاقے کے

لوگوں کی توہین کرتے ہیں۔ جب آپ اُن کے mandate کو نہیں مانتے اور شکست خوردہ لوگوں کو آپ وہاں پر فنڈز دے کر بار بار بھیجتے ہیں کہ جاؤ وہاں پر سٹر کیں بناؤ، جاؤ ٹیوب ویل لگاؤ، جاؤ نالیاں بناؤ اور جاؤ گٹر بناؤ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ enough is enough۔اب یہ سلسلہ اور ڈرامہ ختم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے یہ استدعا ہے کہ جب آپ ایک اچھا ماحول چاہتی ہیں، جب آپ اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنے کی بات کرتی ہیں، جب آپ کہتی ہیں کہ دیگر پولیٹیکل پارٹی کے معزز ممبران کے mandate کو ہم احترام سے دیکھتے ہیں تو آپ کے عمل سے بھی یہ بات ثابت ہونی چاہئے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ آپ اُن کو دیوار سے لگا دیں، آپ اُن کے ترقیاتی کام روک دیں، آپ اُن کو کسی قسم کا ترقیاتی فنڈز نہ دیں تو باتیں بہت ہیں کرنے والی لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے پنجاب کے حکمران باتیں کرتے ہیں good governance کی، جب تک وسائل کی منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوتا، فیصلے میرٹ پر نہیں ہوتے، لوگوں کی جان و مال کا تحفظ اوّلین ترجیح نہیں ہوتی، صحت اور تعلیم کی سہولتیں ہر شہری کے لئے یکساں نہیں ہوتیں، سادگی اور کفایت شعاری کو نہیں اپنایا جاتا اور اس سے بھی آگے بڑھ کر جب تک ادارے مضبوط نہیں ہوتے، systems نہیں بنائے جاتے۔ میاں محمد شہباز شریف بہت محنتی آدمی ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ وہ شاید اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ کرتے ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر یہ بتائیں ایک اتنا محنتی آدمی باوجود اپنی تمام تر جدوجہد اور کوشش کے اپنی صلاحیتوں کو بدرجہ اتم استعمال کرنے کے باوجود صوبے میں بہتری کیوں نہیں لا سکا؟ good governance کہیں نظر نہیں آرہی، تھانہ کلچر بدلتا ہوا نظر نہیں آرہا، عوام کو انصاف ملتا نظر نہیں آرہا، عوام کے حقوق پامال ہو رہے ہیں، کیوں؟ اُس کی صرف ایک وجہ ہے کہ جب تک ہم systems پر believe نہیں کرتے، ہم systems نہیں بناتے، ہم سسٹم کو بنانے کے بعد اُس کو چلنے نہیں دیتے، ہم اداروں کو مضبوط نہیں بناتے، ہم اداروں کو کام کرنے دیں۔ خدا کے لئے اگر اگلے تین سال آپ کے پاس ہیں ادارے بنائیں، اداروں کو کام کرنے دیں۔ چیزوں کو decentralize کریں، اختیارات کے ارتکاز کو ختم کریں، اپنے ان بھائیوں پر اعتماد کریں جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں ان میں بہت سے پڑھے لکھے ہیں جو کام کرنا چاہتے ہیں یہ چپ کر کے آتے ہیں اور آگر چلے جاتے ہیں، یہ مجبور ہیں زبان بندی ہے، بات بھی نہیں کر سکتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ان دوستوں کو بھی بات کرنا ہو گی کہ across the board یہ حکومتی بنچوں کا ممبر ہو یا اپوزیشن بنچوں کا ہم نے جو بات کرنی ہے حقوق کی، انصاف کی، لوگوں کی بہتری کی بات کریں گے اور یہ نہ دیکھیں

کہ کون بات کر رہا ہے بلکہ یہ دیکھیں کہ کیا بات کر رہا ہے۔اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے اختیارات کی مرکزیت کو ختم کریں، چیزوں کو decentralize کریں ،اداروں کو کام کرنے کا موقع دیں ، سسٹم کو بنائیں آپ اگر تین سال دے دیں،آپ کہتے ہیں لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو رہا کیوں ٹھیک نہیں ہو رہا؟اس لئے ٹھیک نہیں ہو رہا کہ آپ پولیس کو کام کب کرنے دے رہے ہیں؟آپ کہیں گے کہ ہم تو کچھ نہیں کرتے ہم تو ایس پیز نہیں لگا رہے ہم تو کسی ایس ایچ او کو نہیں لگا رہے۔

جناب سپیکر!ایک آئی جی کی ذمہ داری ہے صوبہ کے امن عامہ کی صورتحال کو بہتر بنانا لیکن اگر ہر ضلع کے ڈی پی او اور ہر ڈویژن کے آر پی او کا جب چیف منسٹر اپنے دفتر میں بلا کر انٹرویو کرے گا اور وہ اُن کی posting کرے گا اور آئی جی صاحب وہ چار اُونچی اُونچی دیواروں کے اندر وہاں بیٹھے ہوں گے تو پھر تو صوبے کا لاء اینڈ آرڈر ایسا ہی ہو گا اور اس کا وزیر اعلیٰ جوابدہ ہو گا کیوں کہ posting وہ کر رہے ہیں،appointment وہ کر رہے ہیں،transfer وہ کر رہے ہیں۔آئی جی صاحب نہیں کر رہے ،چیف سیکرٹری نہیں کر رہا یہی میں کہتا ہوں کہ یہ جس کا آئینی اختیار ہے اُس کو دو،آپ کا کام یہ نہیں ہے،آپ کا کام ایک supervisory role کا ہے۔

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب!

قائدِ حزبِ اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئین کے اعتبار سے جس کی جو ذمہ داری ہے وزیر اعلیٰ overall پورے صوبے کے ذمہ دار ہیں۔ہاں!آئی جی صاحب کو آپ ایک ٹاسک دیتے ہیں کہ صوبہ کے امن عامہ کے تم ذمہ دار ہو اُس کے بعد یہ ڈی پی اوز کی، آر پی اوز کی، ایس پیز کی posting, transfer یہ وزیر اعلیٰ کا کام نہیں ہونا چاہئے،وزیر اعلیٰ کے پاس اُس سے بڑے ضروری کام ہیں سوچنے کے اور کرنے کے آج ہمارے صوبے کو بہت سے چیلنجز درپیش ہیں اس لئے صحیح سمت میں آئندہ کی پلاننگ کرنے والا جو دماغ ہے،اس میں ہم بھی سارے شامل ہیں، یہ ہاؤس بھی شامل ہے کہ ہم اس طرف نہیں آتے کہ ہم آج کہاں کھڑے ہیں، دس سال بعد کیا ہونے والا ہے اور بیس سال بعد کیا ہونے والا ہے ؟ پنجاب میں پانی کے اعتبار سے بدترین crisis آنے والا ہے، ہمیں پینے کا پانی اور زرعی ضروریات کے پانی کی فکر ہونی چاہئے۔جب یہ crisis سر پر آجائیں گے تو پھر ہم بھاگیں گے۔ میں عرض یہ کر رہا تھا کہ آپ آئی جی اور چیف سیکرٹری کو کھلا چھوڑ دیں اور انہیں کہیں کہ مجھے رزلٹ چاہئیں۔میں کسی پوسٹنگ ٹرانسفر میں نہیں آؤں گا، نہ تمہیں کہوں گا کہ اِس کو لگا دو، نہ کہوں گا کہ اُس

کو لگا دو۔ آپ یہ کر کے دیکھ لیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ ایک سال کے اندر اندر آپ کو بہت واضح بہتری نظر آنا شروع ہو جائے گی۔Constitutional posts پر متعین افراد یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو کٹھ پتلی ہیں، ہم تو شو پیس ہیں اور ہمارے پلے تو ہے کچھ نہیں۔ وزیراعلیٰ ہاؤس سے ڈپٹی سیکرٹری یا ایس او کی ایک ٹیلیفون کال آ جاتی ہے تو وہ آئی جی سارا دن سوچتا رہتا ہے کہ کیا کرنا ہے۔ یہ سلسلہ اب ختم ہونا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ سسٹم میں maturity کی ضرورت ہے کہ ہم اتنے mature ہو جائیں کہ ہر بندہ اپنا اپنا کام کرے۔ اپوزیشن بنچوں اور حکومتی بنچوں کے لئے نہیں بلکہ سارے لوگ سوچیں اور کام کریں۔ مجھے امید ہے کہ اگر ہم اداروں پر believe کریں گے، سسٹم میں بہتری لانے کی کوشش کریں گے اور میں توقع رکھتا ہوں کہ جو نئی وزیر خزانہ ہیں وہ ماہر معاشیات بھی ہیں وہ میری بہت سی باتوں سے agree کریں گی۔ ہم مل جل کر پنجاب کے اندر بہتری لانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر دو چیزیں عرض کروں گا۔ حکومت نے جو چھوٹے چھوٹے ٹیکس لگائے ہیں ایک تو انتہائی مضحکہ خیز سا ٹیکس ہے جو air travelling پر لگا دیا۔ یہ ٹیکس دنیا میں کہیں نہیں ہے، کسی صوبے میں نہیں ہے اور آپ عجیب بات کر رہے ہیں۔ یعنی وہ یہاں سے ٹکٹ لے گا تو آپ پندرہ سو سے دس ہزار روپے تک اس پر ٹیکس بھی دیں گے، یہ پنجاب حکومت نے لگا دیا۔ اس سے کیا ہو گا؟ ہو گا یہ کہ تمام ٹکٹیں اسلام آباد سے بننی شروع ہو جائیں گی یا کراچی اور پشاور سے بننی شروع ہو جائیں گی۔ وہاں سے ٹکٹ بنے گی آپ کو اسی وقت ای میل ہو جائے گی۔ وہ ٹکٹ کیا ہوتی ہے؟ آپ جا کر اس کا ریفرنس دیں گے آپ کو بورڈنگ کارڈ مل جائے گا اور آپ جہاز میں بیٹھ جائیں گے۔ آپ کوئی اس طرح کا کام نہ کریں جو مضحکہ خیز ہو اور جس کی کوئی توجیح نہ کر سکے لوگ تو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں۔ اس پر آپ یہ ٹیکس لگا کر لوگوں کو کیا بتانا چاہتے ہیں لوگوں کو اس ٹیکس کی بالکل بھی سمجھ نہیں آئی؟ دوسرا ٹیکس یہ لگایا کہ دس لاکھ تک کی جو پراپرٹی ہے اس کی ٹرانسفر اور لین دین پر پہلے ہی استثنیٰ تھا اب آپ نے وہ دس لاکھ کی چھوٹ بھی ختم کر دی ہے۔ اللہ کے بندوں دو مرلے کا کوئی پلاٹ بیچنا ہو تو وہ بھی دس لاکھ روپے سے کم کا نہیں ہے تو یہ ایک غریب آدمی کے لئے جو چھوٹی سی ایک سہولت تھی کہ اس کے چند ہزار بچ جاتے تھے اور اس کے لئے وہ بہت بڑی رقم ہوتی تھی آپ اس سے کتنا ٹیکس اکٹھا کر لیں گے۔ دس لاکھ تک کی چھوٹ تھی اب آپ نے وہ بھی ختم کر دی ہے۔ آپ ایک عام آدمی اور غریب آدمی

کے گرد اتنا گھیرا تنگ کر رہے ہیں کہ اس کی گردن تک دبوچی جا رہی ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اب تو اتنی گھٹن ہو گئی ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر بھی یہ حکومت ٹیکس لگانے جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میری خواہش ہے، میری دعا ہے کہ ہم سب مل جل کر، تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ constructive اور اچھی بات کریں۔ وہ میں کہوں یا کوئی اور کہے اس پر ضرور سوچنا چاہئے۔ ہمیں ان بندھنوں سے آزاد ہو کر پنجاب کے دس کروڑ عوام کی بہتری کے لئے آئندہ کوشش کرنی چاہئے۔ بقول شاعر:

جبر کا موسم کب بدلے گا
ہم بدلیں گے تب بدلے گا
عمر بھر یہ خواہش رہی
وہ اب بدلے گا، وہ اب بدلے گا
محکوموں کو ملے گی شاہی اک دن
سب کا سب بدلے گا، سب کا سب بدلے گا

بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ ہوتا یہ ہے کہ کوئی کنبہ لے لیں اس کنبہ میں بھی ایک بجٹ ہوتا ہے۔ ہر کنبے کا جو سربراہ ہوتا ہے وہ بھی اپنی آمدنی اور وسائل کے حساب سے بجٹ بناتا ہے اور دیکھتا ہے کہ اس کو میں نے کیسے خرچ کرنا ہے لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ اس کنبے کے سربراہ سے اس کے اپنے بچے بھی راضی نہیں ہوتے۔ یہ ایک human psychology ہے کیونکہ وہ اس کے ساتھ راضی ہو نہیں سکتے۔ اسی طرح یہ جو ہمارا بجٹ آیا ہے اس میں ظاہر ہے قائد حزب اختلاف نے اپنے حساب سے بات کی، جس طرح انہیں سوچنا چاہئے انہوں نے سوچا اور انہوں نے ماشاء اللہ سیر حاصل بات کرنے میں کوئی تین چار گھنٹے تو میرے خیال میں لگا دیئے ہیں۔ میں اس میں کوئی چیدہ چیدہ چیزیں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف کو بھی گوش گزار کروں گا اور اس ہاؤس کو بھی گوش گزار کروں گا۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ ہر وقت سارا کچھ ٹھیک ہو گیا ہے چونکہ کام کرنے کی گنجائش تو ہر وقت باقی رہتی ہے لیکن مجھے آج ایک بات کی خوشی ہے کہ آج قائد حزب اختلاف جو کہ لاہور کے ہی رہنے والے ہیں ان کے منہ سے جب یہ سنا کہ میاں محمد شہباز شریف دن رات محنت

کر رہے ہیں، مزدوروں کی طرح محنت کر رہے ہیں، شب و روز محنت کر رہے ہیں لیکن ان کی محنت کا صلہ وہ کہتے ہیں کہ میرے حساب سے نہیں آیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں خوش ہوں کہ قائد حزب اختلاف اس بات پر پکے ہوئے ہیں اور آج انہوں نے یہ بات تسلیم کر لی کہ میاں محمد شہباز شریف کام کرتے ہیں اور اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔اب جو کام کے رزلٹ آ رہے ہیں اس پر اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ میاں صاحب کو وہ کام نظر نہیں آتے۔ میں کوشش کروں گا کہ میاں صاحب اور پورے ایوان کو حقائق بتاؤں۔ میں سچی بات بتاؤں کہ میں نے یہ باری request کر کے لی ہے ویسے میں اس تقریر کے لئے تیار بھی نہیں تھا کیونکہ میں ابھی سیدھا ہائی کورٹ سے آ رہا ہوں۔ ہماری ایک psychology بن گئی ہے کہ یا تو اس end پر چلے جاتے ہیں کہ جہاں پر خوشامد کرنی ہوتی ہے تو پھر ساری خامیاں بھول جاتے ہیں اور خوشامد میں لگ کر اتنی خوشامد کرتے ہیں کہ اپنی شخصیت بھی مجروح ہو جاتی ہے۔ دشمنی میں اتنے آگے چلے جاتے ہیں کہ سارے حقائق کو مسخ کرتے چلے جاتے ہیں۔ بس صرف ایک ٹارگٹ ہوتا ہے کہ میں نے مخالفت کرنی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دونوں حدیں غلط ہیں ہمیں balance رہنا چاہئے۔ جو چیز تعریف کے قابل ہے اس کی ہمیں تعریف کرنی چاہئے اور جو تعریف کے قابل نہیں ہے تو مجھے ادھر کھڑا ہو کر بھی کہنا چاہئے کہ یہاں آپ اپنے آپ کو درست کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ بتائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں نے اِدھر ہی اسی سیٹ پر کھڑے ہو کر اسی pre budget session میں یہ کہا تھا اور مجھے بعد میں دوستوں نے کہا تھا کہ یہ آپ نے کیا کہہ دیا ہے آپ سے کچھ احباب اقتدار ناراض ہو جائیں گے لیکن مجھے پتا تھا کہ میں سچ بات کر رہا ہوں۔ Perfection اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس کے علاوہ کوئی perfect نہیں ہے۔ جب میں نے یہاں کھڑے ہو کر یہ عرض کی تھی تو اس وقت ادھر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن بیٹھے تھے میں نے کہا تھا کہ جتنا پیسا اربن پر لگ رہا ہے اس کو balance کریں اور ہمارے دیہات پر بھی پیسا لگایا جائے۔ پہلے تو میٹرو پر تنقید کرتے تھے اب چونکہ میٹرو اتنی کامیابی سے چل پڑی ہے شیخ رشید جیسا بندہ کہتا تھا کہ یہ قبر کھودی جا رہی ہے اب وہ قبر آج ان کو میٹرو راولپنڈی میں اپنی نظر آ رہی ہے۔ لاہور والے اب گم ہو چکے ہیں اب کوئی میٹرو پر تنقید نہیں کرتا جب دو لاکھ افراد سفر کرتے ہیں۔ ایک غریب آدمی کو air-conditioner مل گیا ہے اور وہ غریب آدمی اپنی موٹر سائیکل، گاڑی کھڑی کر کے سارا دن یہاں air-conditioned بس میں بیٹھ کر آتا ہے اور کام کر کے واپس چلا جاتا ہے۔ اب میاں محمود الرشید صاحب میٹرو بس پر تنقید نہیں

کر سکتے جب غریب بیس روپے کرایہ میں آتا جاتا ہے۔اب راولپنڈی میں بھی کوئی تنقید نہیں کر سکتا، اب انشاءاللہ ملتان میں بھی کوئی تنقید نہیں کرے گا کیونکہ وہ دیکھ چکے ہیں کہ راولپنڈی،اسلام آباد اور لاہور میں کیسے میٹرو چلیں۔

جناب سپیکر!یہ چیزیں نظر آنی چاہئیں۔جس طرح کسی زمانے میں موٹروے پر تنقید ہوتی تھی اور آج ساری دنیا اس کی تائید کرتی ہے۔میاں صاحب!ابھی خدارا اتنی تو تعریف کر دیں کہ اسی پاکستان میں یہ 46۔ارب ڈالر کے منصوبے آپ کے دھرنے کی وجہ سے لیٹ ہوئے۔آج سے ایک سال پہلے economic corridor پر ہمارا کام شروع ہو گیا تھا لیکن آپ کے دھرنے کی وجہ سے،آپ کے شُغل کی وجہ سے اور آپ کے میلے کی وجہ سے جو آپ نے اسلام آباد میں لگایا،کیا اب بھی آپ کو کوئی کراہت نہیں ہے،آپ نے اپنے زعماء سے کبھی نہیں کہا کہ آپ نے 126 دن قوم کے برباد کر دیئے؟ کتنی لاشیں،آج اگر لاشیں یاد آ رہی ہیں کہ اتنی لاشیں لاہور میں گریں،اتنی لاشیں فلاں جگہ پر گریں تو ان کو آج وہ لاشیں یاد نہیں آتیں جو لاشیں ان کی وجہ سے گریں،ان کی planning اور سازشوں کی وجہ سے گریں اور جن چودہ لاشوں کی میاں صاحب بات کر رہے تھے ان لاشوں کی planning انگلینڈ میں بنا کر ان کے لیڈران آئے تھے اور انہوں نے plan کر کے یہ سارا کچھ کیا۔یہ پاکستان کی عوام کو کیا سمجھتے ہیں؟ پاکستان کی عوام بہت سمجھ دار ہے کہ کیا یکا یک ساری پارٹیاں اکٹھی ہو گئیں اور طاہر القادری صاحب on board ہو گئے۔آپ ایک سال تک پر سکون طریقے سے الیکشن کو مانتے رہے۔آپ یکدم اکٹھے ہو گئے،پھر اکٹھے ہو کر وہاں گئے اور انگلی کا انتظار کرتے رہے ہیں۔وہ انگلی اٹھنی تھی اور نہ ہی اٹھی۔اب ہمیں reality پر آنا پڑے گا۔اب کبھی ہسپتال پر دو بھڑ کے لے لئے اور کبھی کچھ کہا۔اب اس قسم کی تقریریں اس کام کو کبھی متاثر نہیں کر سکتی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں نے اسی ایوان میں یہاں پر کھڑے ہو کر یہ عرض کی تھی کہ ہمارے علاقے کو bridge دیں،میں یہ کریڈٹ لیتا ہوں،یہ کریڈٹ تو میاں محمد شہباز شریف کا ہے لیکن میں بھی کریڈٹ لیتا ہوں کیونکہ میں نے request کی کہ دیہاتوں میں سڑکوں کا یہ حال ہے،آپ میری پری بجٹ تقریر نکال لیں۔اب میاں محمد شہباز شریف نے PR پروگرام شروع کر دیا ہے تو اس پر بھی تنقید،میں نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ دریا جہلم پر پل نہ ہونے سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے تو ہمیں Bridge دے دیں تو وہ ہماری bridge جاری ہو گئی۔میں صرف عرض یہ کرتا ہوں کہ 5۔ارب روپے گرین ٹریکٹر سکیم پر زمیندار اور کاشتکاروں کے لئے سبسڈی دی جا رہی ہے،ایک ارب روپے سبسڈی

اوزاروں پر مل رہی ہے تو یہ بھی کاشتکار کے لئے ہے۔اسی طرح گرین ٹیکسی آ رہی ہے، یہ پورے کا پورا ہمارا بیلنس بجٹ ہے اور اس میں زراعت کے لئے بھی بہت پیسے رکھے گئے ہیں۔اریگیشن کے بڑے بڑے projects شروع کئے جا رہے ہیں تاکہ ہماری اریگیشن develop ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے صوبے اور ملک کا سب سے بڑا مسئلہ لوڈ شیڈنگ کا ہے۔آپ دیکھیں کہ پچھلے تیرہ سے چودہ سال میں یعنی 2001 کے بعد سے ایک میگاواٹ بجلی پیدا کی گئی اور نہ ہی کسی نے ایک میگاواٹ کا منصوبہ شروع کیا تھا۔ میں آج میاں صاحب سے استدعا کروں گا کہ کھڑے ہو کر یہ تو کہہ دیں ناں کہ کم از کم کسی نے کوشش تو کی ہے۔ کہیں قائداعظم سولر پارک 1000 میگاواٹ پر کام جاری ہے، کہیں ساہیوال میں بجلی کے منصوبہ پر کام جاری ہے، ہائیڈل پاور پر کام ہونا چاہئے اور میں بھی کہتا ہوں کہ اس پر کام ہونا چاہئے۔ ہماری زندگی کے لئے بجلی بہت ضروری ہے تو پنڈ دادن خان میں بھی بجلی کے منصوبے پر کام جاری ہے اور نندی پور میں پراجیکٹ شروع ہو چکا ہے۔آپ یہ تو دیکھیں کہ ان سالوں میں صبح سے لے کر شام تک کیا کیا کام نہیں ہو رہا؟ جب ہمارے علاقوں میں سیلاب آیا تو اس وقت ہم پانی میں ڈوب رہے تھے اور عین اسی وقت اسلام آباد میں enjoy ہو رہا تھا، ان کے صاحب وہاں سے انگلینڈ جا پہنچے، اس وقت یہاں پر پانی پانی تھا اگر اس وقت ہمارے ساتھ تھے تو وہ میاں محمد شہباز شریف تھے ادھر میرے دوست گواہ بیٹھے ہیں۔آپ بھی جانتے ہیں کہ ادھر فیلڈ میں میاں محمد شہباز شریف ہمارے ساتھ تھے۔اس گرمی میں، اس دھوپ میں اور ساتھ نیچے گرم پانی میں صرف وہ ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔یہاں پر کھڑے ہو کر تقریر کرنا آسان ہے، اگر تنقید کرنی ہو تو اس سیٹ پر کھڑے ہو کر میں بھی بہت تنقید کر سکتا ہوں لیکن میں صرف اپوزیشن کے دوستوں کو عرض کروں گا کہ جو چیزیں اچھی ہیں ان کو مانیں اور تسلیم کریں اور جو کام ہونے والے ہیں ان پر اپنی proposals دیں۔ اب میں آخری proposal دوں گا اور میں نئی وزیر خزانہ سے توقع کروں گا کہ جو جو میں نے یہاں سے مانگا ہے وہ پورا ہوا ہے لیکن میں نے کئی دفعہ قرارداد بھی پاس کروائی کہ ہمارے پورے چار پانچ اضلاع میں اگر کسی بندے کو ہارٹ اٹیک ہوتا ہے تو یہاں پر پہنچنے سے پہلے وہ پنڈی بھٹیاں کے قریب اللہ میاں کو پیارا ہو جاتا ہے تو میری استدعا ہے کہ ہمارے علاقے کے لئے سرگودھا یا خوشاب میں ایک کارڈیالوجی سنٹر منظور کریں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، رانا محمد ارشد صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ہماری ٹرن ہے ایک اپوزیشن اور ایک حکومتی بنچوں کی طرف سے آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! اپوزیشن کی طرف سے آپ ہی اس وقت بچے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ دو چار مقرر بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ جی، رانا صاحب! آپ کچھ ٹائم کا خیال کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ یہ کہنا بڑا آسان ہے لیکن آج الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور سردار دو جہان حضرت محمد کے صدقے آج اس ملک میں عوام کے mandate سے میاں محمد نواز شریف پہلے شخص ہیں جو پاکستان کے تیسری مرتبہ پر ائم منسٹر بنے ہیں۔ ان کی زندگی اور ان کا تجربہ، تجربے کے بغیر سب کچھ ادھورا ہوتا ہے۔ تجربہ انسان کو بہت کچھ سکھاتا ہے جس کی تاریخ گواہ ہے کہ آج پنجاب کے اندر ہم نے تیسرا بجٹ 16-2015 پیش کیا ہے میاں محمد نواز شریف نے قومی الیکشن کے موقع پر جو عوام سے وعدے کئے تھے ان کے وژن پر عملدرآمد کرتے ہوئے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے عوام کی نبض کو سمجھتے ہوئے ان مسائل کو سلجھانے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے جو وعدے کئے تھے آج الحمد للہ ان پر 100 فیصد عملدرآمد کر رہے ہیں جس کا عملی طور پر یہ ثبوت ہے کہ آج پاکستان ہو، پنجاب ہو، ہمارا محلہ ہو، شہر ہو یا گاؤں ہو اس میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو تعلیم دینا وقت کی گورنمنٹ کا فرض اور ذمہ داری ہوتی ہے تو الحمد للہ ہم نے 15-2014 کے بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے 273۔ارب روپے رکھے تھے اور اس کامیابی کے تسلسل کو آگے لے جاتے ہوئے ہم نے اس بجٹ میں اضافہ کیا اور اس کے لئے 310۔ارب روپے بجٹ رکھا ہے تاکہ آج رحیم یار خان سے لے کر اٹک تک، ڈی جی خان سے لے کر بھکر تک پنجاب کے اندر جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو سکول ایجوکیشن میں ایڈمیشن دینا اور اس کو مستفید کرنا، پہلی کلاس سے لے کر میٹرک تک فری کتابیں فراہم کرنے کے اس challenge کو میاں محمد شہباز شریف کی قیادت اور مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ میں تمام ایم پی ایز نے قبول کیا۔ 16 لاکھ بچے جو فیسیں afford نہیں کر سکتے تھے آج اسی وژن کے مطابق ہم نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ذریعے ساڑھے پندرہ ارب روپے سے ان کو ماہانہ بنیادوں پر فیسیوں کی مد میں سکالرشپ دیا جا رہا ہے اور وہ بچے اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں تین سالہ دور میں الحمد للہ ایک

لاکھ چھبیس ہزار ایجوکیٹرز کو میرٹ اور تعلیمی قابلیت کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔اس ماہ بھی اکتیس ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی ہوئی ہے کیونکہ پاکستان سب کا ہے الحمدللہ ڈاکٹر علامہ محمد اقبال، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ اور مادر ملت کے وژن کے مطابق میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں ہم کام کر رہے ہیں۔ یہ ملک ہر فرد کا ہے، ہر شہری کو اس کا حق دیا گیا ہے اور یہ recruitment جو ہم نے کی ہے میرٹ کی بنیاد پر کی ہے۔ایم پی اے، ایم این اے یا وزیر اعلیٰ کی ایک بھی سیٹ نہیں تھی، ان کو اس لئے میرٹ پر بھرتی کیا گیا تاکہ آج ایک استاد جس کی بھرتی میرٹ کی بنیاد پر ہو گی تو وہ اپنے فرائض کو اچھے طریقے سے نبھاتے ہوئے ہمارے بچوں کو اچھے طریقے سے پڑھائیں گے، آج کا بچہ آنے والے پاکستان کا مستقبل ہو گا۔اس کے علاوہ ہم نے ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے عمل کو آگے بڑھاتے ہوئے ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ جو الحمدللہ 09-2008 میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 2۔ارب روپے سے شروع کیا تھا، آج 2۔ارب روپے کا اس میں مزید اضافہ کیا گیا ہے اور اب یہ منصوبہ 15۔ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔اس کے ذریعے سے ایک لاکھ بچے گورنمنٹ اور پرائیویٹ یونیورسٹیوں میں ملک کے اندر، باہر اعلیٰ تعلیم سے مستفید ہو رہے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ دانش سکول جو کہ ایک غریب کا خواب تھا کہ وہ ایچیسن کالج کے level کی تعلیم کاش ان کے بچے بھی حاصل کر سکیں بالخصوص جنوبی پنجاب جہاں پر چودہ سکول بچوں اور بچیوں کے لئے بنائے گئے۔آج دانش سکول میں وہ بچہ پڑھ رہا ہے جس کی ماہانہ آمدنی پانچ ہزار روپے ہے، ان کے تمام اخراجات حکومت پنجاب برداشت کر رہی ہے اور یہ چیلنج سب کے لئے ہے۔اب ان لوگوں کو عبرت کا نشانہ بننا ہو گا جو کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں۔الحمدللہ ہمیں عوام نے جو مینڈیٹ دیا ہے، ہم تو پنجاب کے اندر قانون کے مطابق قانون کی بالادستی کو قائم کرتے ہوئے ایک عام آدمی کے فرائض کو، ایک عام آدمی کے مسئلے مسائل کو حل کرنے کے لئے خلوص نیت کے ساتھ اپنا فرض اور ڈیوٹی نبھاتے ہیں۔اسی طرح آپ ہیلتھ کے شعبہ کو دیکھ لیں پچھلے سال اگر ہم نے اس مد میں 121۔ارب روپے رکھے تھے تو اس سال ہم نے 166۔ارب روپے رکھے ہیں تاکہ ایک بی ایچ یو سے عام دیہات میں رہنے والا شخص بھی استفادہ کر سکے۔ وہاں پر اس کو بنیادی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ ہم نے اس سلسلے میں ڈاکٹروں کی recruitment کی اور ہم نے ڈسپنسر بھرتی کئے۔اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ level پر گردے کے جو آپریشن ہوتے تھے ان ہسپتالوں کو بھی update کیا گیا ہے تاکہ غریب آدمی جن کے پاس sources نہیں ہیں، وسائل نہیں ہیں وہ بھی گردوں کے علاج سے مستفید ہو سکیں۔ایمرجنسی کے علاج کے لئے ہم نے 10۔ارب روپے ادویات کے لئے رکھے ہیں۔ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ زمیندار

جو ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے الحمد للہ میاں محمد شہباز شریف جو کہتے ہیں اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔ پچھلے سال گندم کا ریٹ 1200 روپے من تھا جس کو 100 روپے بڑھا کر 1300 روپے فی من کر دیا گیا ہے، اس کے علاوہ مڈل مین کا role بھی ختم کر دیا ہے۔ پچھلے سال ہم نے 35 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدی تھی اس سال ہم نے اس کو بڑھا کر 40 لاکھ میٹرک ٹن کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ زمیندار کی totally payment بنک کے ذریعے ہوئی اور اسی طرح گنے کو دیکھ لیجئے کہ اس کی قیمت 150 روپے من تھی اب پنجاب کے اندر اسی گنے کی قیمت 186 روپے کی گئی ہے۔ اگر آپ سندھ میں دیکھیں گے تو یہی گنا زمیندار سے 135 اور 150 روپے فی من کے حساب سے خریدا گیا ہے۔ پنجاب کے اندر اس وقت تقریباً 96 فیصد گنے کی payment زمیندار کو مل چکی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زمیندار کو مزید facilitate کرنے کے لئے بجلی فی یونٹ 10 روپے 35 پیسے میں provide کی جا رہی ہے۔ اب زمیندار کو مزید facilitate کرنے کے لئے Farm to Market Roads جو کہ ایک خواب تھا، زمیندار کہتے تھے کہ یہ تو بڑے شہروں لاہور، ملتان اور راولپنڈی میں بنائے جاتے ہیں۔ اب میاں محمد شہباز شریف نے جو اعلان کیا ہے، جو commitment کی اس کے مطابق 15۔ارب روپے سے پنجاب کی 255 سڑکیں شروع ہوئیں جو کہ اب تکمیل کے آخری مراحل میں ہیں اور انشاء اللہ یہ سڑکیں اگست تک مکمل ہو جائیں گی۔ اس سال اے ڈی پی میں اس کے لئے مزید 52۔ارب روپے رکھ دیئے گئے ہیں تاکہ زمیندار کو facilitate کیا جا سکے۔ ہم نے زمیندار کو خوشحال کرنا ہے کیونکہ اگر زمیندار خوشحال ہو گا تو انشاء اللہ پاکستان خوشحال ہو گا۔ ہم نے زمیندار کو further facilitate کرنے کے لئے ان کو گرین ٹریکٹرز دیئے جائیں گے جو کہ پچھلے دور میں بھی ہم نے provide کئے تھے۔ اس سال بھی ہم نے زمیندار کو دو لاکھ روپے سبسڈی دینے کا فیصلہ کیا ہے، اس سے پچیس ہزار زمینداروں کو یہ ٹریکٹر بلا تفریق دیئے جائیں گے۔ آج الحمد للہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ پنجاب جہاں پر آئین کی بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے ہم نے پولیس کی اصلاح کے ساتھ ساتھ نئے تھانے بنانے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! اس کے علاوہ 109۔ارب 35 کروڑ روپے مزید لاء اینڈ آرڈر کے لئے محکمہ قانون کو دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ پیسے اس لئے دیئے ہیں تاکہ وہ اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے نبھا سکے۔ کہنا بڑا آسان ہے لیکن خیبر پختونخوا میں کیا ہوتا ہے؟ بنوں اور شادی خیل سے دہشت گردوں کو چھوڑا جاتا ہے وہ دہشت گرد جو پاکستان کے 70ہزار پاکستانیوں کے قاتل ہیں۔ ہم تو جو کہتے ہیں، کرتے ہیں الحمد للہ ہم تو پاکستان کو خوشحالی کی طرف لے کر جا رہے ہیں 40۔ارب ڈالر کی investment کا پاکستان میں آنا حکومت پاکستان، میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف کی ذات اور انیس کروڑ عوام پر اعتماد کا اظہار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات وثقافت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! یہ لندن اور واشنگٹن پلان جو پاکستان کے اندر عدم استحکام پیدا کرنے کی ایک ناپاک سازش تھی۔ انشاء اللہ تعالیٰ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ہم کسی غیر ملکی ایجنڈے کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ مظہر عباس راں صاحب!

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! بڑی مہربانی، الحمد للہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا، ابھی بہت تفصیل سے باتیں ہوئی ہیں۔ جناب قائد حزب اختلاف نے ایک ایسی تصویر پینٹ کر کے دکھانے کی کوشش کی ہے کہ جس میں شاید کوئی بھی چیز positive نہیں ہے، میرے پاس تین چار منٹ کا ٹائم ہے، دو تین چیزوں پر ان کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں اس سے پہلے نوکریاں بیچی جاتی تھیں اور میرٹ کی دھجیاں اڑائی جاتی تھیں۔ آج میں اس Floor پر کھڑے ہو کر یہ بات چیلنج سے کہتا ہوں کہ سپاہی تک کی نوکری NTS کے ذریعے میرٹ پر دی گئی ہے اور اسی طریقے سے محکمہ تعلیم میں مکمل طور پر میرٹ کو نافذ کیا گیا ہے۔ کسی ایم پی اے، ایم این اے یا وزیر کی شفارش پر کوئی سکول ٹیچر نہیں لگ سکا اور اسی طرح باقی تمام محکموں میں وہ چاہے ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ ہو، ہیلتھ کا شعبہ ہو یا اس کے علاوہ حکومت پنجاب کے جتنے بھی محکمہ جات ہیں اس میں بھی میرٹ کو ہی لاگو کیا گیا ہے۔ قائد حزب اختلاف کی اڑھائی تین گھنٹے کی تقریر میں اگر ایک فقرہ یہ بول دیا جاتا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے اٹھارہ گھنٹوں کی محنت میں یہ بھی ایک positive کام کیا ہے تو شاید ان کی تقریر کچھ balance ہو

جاتی۔آگے میں اپنے حلقہ کے سلسلہ میں بات کرنا چاہوں گا، میرا حلقہ خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے پورا کا پورا دیہاتی حلقہ ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ جب فنڈز کی تقسیم کی جائے تو خدارا کوئی توازن، کوئی تناسب کوئی میرٹ کسی بھی طریقے سے لاگو کیا جائے کہ دیہات کو اتنا فنڈ ملے گا اور اتنے فیصد زیادہ شہروں کو دیں گے۔ میں نے ایک دوست کے ساتھ بات کی کہ شہروں کو زیادہ فنڈ دیا جا رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ بھائی یہ ملک میں جو شہر ہوتے ہیں وہ اس ملک کا چہرہ ہوتے ہیں اور چہرے پر غازہ، لپسٹک اور یہ چیزیں ہونی چاہیئں تو میں نے کہا کہ جسم کا جو باقی حصہ ہے وہ بھی اسی کا حصہ ہوتا ہے اگر اس پر ایک چیتھڑا بھی نہ ہو تو چہرے کا حسن کہاں جائے گا۔جب ہم شہروں سے نکل کر دیہاتوں میں جاتے ہیں تو یہ سارا حسن غارت ہو جاتا ہے۔ ہمارے دیہات گندگی کا ڈھیر بن گئے ہیں، جوہڑ بن گئے ہیں۔ ابھی میں نے خود ایجوکیشن کی تعریف کی ہے، یہاں پر ایجوکیشن کے زعماء بھی بیٹھے ہیں ان کے لئے ایک سوال ہے کہ انہوں نے ایجوکیشن میں میرٹ پر بھرتیاں کی ہیں، کسی ایم پی اے یا ایم این اے کی کوئی بات نہیں سنی گئی اگر کچھ کر بھی لیا ہو گا تو انہوں نے خود کیا ہو گا اس میں ہم پر کوئی blame نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پرائیویٹ سکولوں میں تو بچے پر بچہ ہے اور ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے اور گورنمنٹ سکولوں کی تعداد دن بدن گھٹتی جاتی ہے۔ میں اپنے علاقے میں گورنمنٹ ہائی سکول جلیل میں گیا وہاں بچوں کی تعداد سوا دو سو تھی یہ سکول تین چار ایکڑ میں بہت بڑا presentable سکول ہے جس کی بلڈنگ ہے، گراؤنڈ ہے، چار دیواری ہے سب کچھ موجود ہے وہاں پر تمام facilities ہیں لیکن اس میں تعداد یہ ہے جبکہ اس کے ساتھ ہی چھوٹے چھوٹے مکانوں میں تین پرائیویٹ سکول چل رہے ہیں اور بچے دڑبوں میں بند ہوئے پڑھ رہے تھے۔ میں سوال کرتا ہوں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو افسران یا ٹیچرز وہاں پر ہوتے ہیں ان کے تبادلوں پر بھی ایک میرٹ پالیسی لگا دی گئی ہے ان پر کوئی سوال بھی نہیں کیا جا سکتا، ان کے رزلٹ پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔ وہ part time ملازمت کرتے ہیں باقی ان کے کام اور ہیں، ان کی کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو اس کا یہ رزلٹ ہے کہ گورنمنٹ سکولوں میں بچوں کی تعداد کم ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ BHUs اور RHCs کی بلڈنگز ہیں، ڈاکٹرز ہیں لیکن ان میں مریض نہیں جاتا۔ کیوں نہیں جاتا یہ محکمہ ہیلتھ بتائے؟ اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی دکان میں ڈسپنسر بیٹھا ہوا ہے اس کے پاس مریضوں کی بہت زیادہ تعداد ہے اور

مریضوں کا جمگھٹا لگا ہوا ہے۔ بہر حال یہ چیزیں توجہ طلب ہیں۔ دیہاتوں میں سہولیات نہیں ہیں، دیہاتوں میں سیوریج کی سہولیات نہیں ہیں۔ میں پچھلے دو سال سے مسلسل اور اگر زندگی رہی اور وقت ملا تو تیسرے بجٹ میں بھی شاید یہی بات کر رہا ہوں گا کہ ہمیں سیوریج کی سکیمیں دی جائیں، ہمیں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے، پینے کا صاف پانی نہ ملنا ہیپاٹائٹس کا بڑا موجب ہے شاید پرانے دنوں میں بھی لوگوں کو یہ بیماری ہوتی تھی لیکن اس وقت شعور نہیں ہوتا تھا۔ اب ہم جس گاؤں میں بھی جاتے ہیں تو ان کا پہلا مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں پینے کے لئے صاف پانی دیا جائے۔شاید میری بات میں repetition ہو جائے کہ کئی علاقوں کے لئے 150۔ارب روپے کا منصوبہ تین سال کے لئے شروع کیا گیا ہے جو کہ واقعتاً قابل تحسین ہے۔ اپوزیشن کے لئے یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو اچھی بات ہو کم از کم اسے اچھا کہا جائے، جو بات positive ہے اس کی appreciation کی جائے اور جو بات negative ہے اور آپ اسے اچھا کرنا چاہتے ہیں اس کی نشاندہی کریں۔ میں نے پچھلے دنوں pre-budget session میں بھی یہ بات کی تھی کہ ایک اخبار پر ایک چھوٹی سی خبر لگی ہوئی تھی کہ 40۔ارب روپے کا soft loan ٹیکسٹائل کو دیا جائے گا اور اس کا فائدہ کسان کو پہنچے گا۔ پورے چھ مہینے ہو گئے ہیں مجھے اس mathematics کی سمجھ نہیں آئی کہ ٹیکسٹائل اونر کو soft loan ملے گا اور اس کا فائدہ کاشتکار کو ہو گا لیکن وہ کیسے ہو گا؟ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی کہا "اناں ونڈے ریوڑیاں تے ول ول دیوے اپنیاں نوں" اس طرح نہ کریں بلکہ آپ کاشتکاروں کو direct فائدہ پہنچائیں، کاشتکار کے لئے کچھ کریں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! ایک منٹ، آپ پر میرا کچھ استحقاق بھی ہے۔ (قہقہے)

میں آپ کی وساطت سے ایک بات دوستوں کی نذر کرنا چاہتا ہوں کہ تقریریں تو تمام دوستوں نے کرنی ہیں اور خوش قسمتی سے 75/70 فیصد دوست دیہاتوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ یہاں ممبران کی اکثریت دیہات سے ہے اور ہم نے واپس بھی دیہاتوں میں جانا ہے ہم نے وہاں جا کر پھر ووٹ بھی مانگنا ہے، ان کو منہ بھی دکھانا ہے اور ہم نے اپنے حلف کی پاسداری بھی کرنی ہے اور ہمیں جو چھوٹی موٹی تنخواہ ملتی ہے اس کو حلال بھی کرنا ہے۔ خدارا آپ اپنے دیہاتوں کے لئے بات کریں ایک مظہر کے بات کرنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ اگر آپ 70 فیصد لوگ کھڑے ہو کر بات کریں گے تو تمام دیہاتوں کو ان کے حقوق ملیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک مظہر عباس راں:

میرے سرکش ترانوں کی حقیقت ہے تو اتنی ہے
جب میں دیکھتا ہوں بھوک کے مارے کسانوں کو
سسکتی ناز نینوں کو تڑپتے نوجوانوں کو
تو دل تابِ نشاط بزم عشرت لا نہیں سکتا
میں چاہوں بھی تو خواب آور ترانے گا نہیں سکتا

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔ اگلے مقرر میاں طارق محمود صاحب ہیں۔ قاضی صاحب! میاں صاحب کے بعد آپ کی باری ہے۔ سردار شہاب الدین خان صاحب آج آپ کا نام تو نہیں ہے قاضی صاحب کا نام ہے میں ان کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ 16-2015 کا بجٹ جس کا کل حجم 1447242 بلین روپے کے ساتھ ایک متوازن بجٹ ہے۔ اس بجٹ میں 400 بلین روپے ترقیاتی اخراجات کے لئے رکھے گئے ہیں۔ وہ باتیں جو ہمارے دل میں تھیں تقریباً تقریباً وہ ساری اس بجٹ میں موجود ہیں، ایجوکیشن کو سامنے رکھا گیا، ہیلتھ کو سامنے رکھا گیا، بچوں کے کھیل کے میدان کو سامنے رکھا گیا حتیٰ کہ وہ تمام سہولتیں جو ملنی چاہئیں وہ اس میں ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ جو نہیں ہیں وہ ہم عوامی نمائندے اپنی اپنی تجاویز میں شامل کرائیں گے۔ جو اچھا کام ہے اسے اپوزیشن کو بھی اچھا کہنا چاہئے اور حکومت کو بھی اچھا کہنا چاہئے، مجھے یہاں بھی اور باہر کے ملکوں میں بھی اسمبلیوں میں جانے کا موقع ملا۔ پی ٹی آئی نے جس انداز میں احتجاج کیا وہ پاکستان کی تاریخ میں ایک انوکھا احتجاج اور طریق کار تھا لیکن جب وہ واپس آئے تو پنجاب اسمبلی میں ہم نے انہیں جس عزت و احترام سے بٹھایا وہ ہمارا ایک اپنا کردار ہے۔ جب صوبہ پنجاب میں ایک خاتون وزیر خزانہ بنی اور اس نے بجٹ تقریر کی تو اس کی تقریر کے دوران حزب اختلاف نے احتجاج کے لئے جو طریق کار اپنایا وہ بھی انوکھا تھا۔ میں صرف یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ہم کہتے ہیں کہ بہتری کی طرف جا رہے ہیں لیکن ہم کون سی بہتری کی طرف جا رہے ہیں؟ آج قائد حزب

اختلاف نے دواڑھائی گھنٹے تقریر کی اور انہوں نے ایک بات کو دس دس مرتبہ دہرایا لیکن ہم خاموشی سے سُنتے رہے اور کسی آدمی نے مداخلت نہیں کی۔جب اس صوبے کی وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر کی تو حزب اختلاف کی طرف سے جس طرح اسے سُنا گیا اس کی مثال بھی پاکستان اور پنجاب کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ہماری حکومت کو بار بار شرم دلائی گئی لیکن اس کے باوجود ہماری طرف سے ان کی تقریر میں کوئی مداخلت نہیں کی گئی۔میں کہوں گا کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہی کہیں۔قائد حزب اختلاف بار بار منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں۔میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 1988 میں میاں محمود الرشید اور میں میاں محمد نواز شریف کے ساتھ تھے اور ان کے ٹکٹ پر ہم الیکشن جیت کر آئے تھے۔میاں محمود الرشید اور میں ہم دونوں ایم پی اے تھے۔اُس وقت میاں محمود الرشید کیا کہتے تھے؟وہ ایل ڈی اے آج تک ہمیں نہیں بُھول رہا۔آج ہم نے اس ڈویژن میں ایل ڈی اے کا جو قانون بنایا ہے اس میں اپوزیشن کے بھائی بھی شامل تھے۔یہ قانون اس لئے بنایا گیا ہے کہ ہم اس ڈویژن میں جو سڑکیں بنائیں گے ان کی ایک اپنی alignment ہو گی۔ہم جس کو اجازت دیں گے کہ وہ اپنی ہاؤسنگ کالونی بنائے گا اور اسے باقاعدہ طور پر ایل ڈی اے کے Rules and Regulations follow کرنے پڑیں گے۔Rules and Regulations کیا ہیں؟وہ یہ ہیں کہ جس جگہ پر کوئی ہاؤسنگ کالونی بنائے گا تو اسے وہاں پر سکول، مسجد اور کھیل کے میدان کے لئے بھی جگہ مخصوص کرنی پڑے گی۔موٹروے میاں محمد نواز شریف نے بنوائی ہے۔حزب اختلاف کو یہ دیکھنا اور سوچنا چاہئے کہ پاکستان کی تاریخ میں کس نے کیا کیا ہے؟پاکستان کی تاریخ میں اگر کسی نے خدمت کی ہے یا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے کسی نے پاکستان کا نام روشن کیا ہے تو ان میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف شامل ہیں۔جب منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن میں فائرنگ کا واقعہ ہوا تو اس وقت مجھے بھی بڑی سخت تکلیف ہوئی۔یہ وزیر قانون رانا ثناء اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ہمارے ہی وزیر اعلیٰ نے اس وقت انکوائری کے لئے ہائی کورٹ کا جج بنایا اور اپنے وزیر اور سیکرٹری سے استعفیٰ لے لیا تھا۔یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلا واقعہ ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے اپنے وزیر اور سیکرٹری سے استعفیٰ لے لیا اور کہا کہ جا کر عدالت میں پیش ہو جاؤ۔اس سے بڑا انصاف اور کیا ہو سکتا ہے؟اب اس بات کو بار بار دہرانے کا کوئی فائدہ نہیں۔جب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے خود بخود یہ سب کچھ کر دیا تو پھر اعتراض کیا ہے؟آج ہمارے وزیر قانون بے گناہ ہو کر اگر اس ایوان میں آ کر بیٹھ گئے ہیں تو حزب اختلاف کے معزز ممبران کو چاہئے تھا کہ وہ ان کو welcome کہتے اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے۔کیا ہمارا وزیر اعلیٰ اُس وقت سٹیج کے

اُوپر ان کو روتا ہوا نظر نہیں آیا،اس وقت وہ کیا کہہ رہے تھے اور اس کے دل میں کتنی تڑپ تھی یہ ان کو کیوں نظر نہیں آئی؟

جناب سپیکر!آج محکمہ مال کا ریکارڈ کتنی محنت سے computerize کیا جا رہا ہے۔یہ منصوبہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے شروع کیا اور اب محنت کے ساتھ اس کو مکمل کیا جا رہا ہے۔ میرے حلقے میں دو metal roads بن رہی ہیں۔ میں 1988 سے ایم پی اے ہوں لیکن آج تک میں نے ایسی سڑک نہیں دیکھی۔یہ ایسی metal road تیار کی جا رہی ہے کہ جو لوگ اس سے گزرتے ہیں وہ مسلم لیگ(ن) کے حامی ہو جاتے ہیں اور پھر ہر ایک آدمی مسلم لیگ(ن) کے لئے ووٹ مانگتا ہے۔یہ کہہ دینا کہ مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے کچھ نہیں کیا ٹھیک نہیں ہے۔آج میٹرو بس کے اُوپر بیس روپے کا ٹکٹ لے کر کوئی غریب آدمی لاہور کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سفر کر سکتا ہے۔ کوئی مزدور اگر لاہور کے ایک سرے سے چل کر دوسرے سرے پر مزدوری کرنے کے لئے جاتا ہے تو اسے میٹرو بس کی قدر کا علم ہوتا ہے کیونکہ اسے بہت کم کرائے پر اچھا سفر میسر آتا ہے اور وہ شہر کے دوسرے کنارے پر جا کر مزدوری کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر!یہاں سے گھوسٹ سکولوں کا خاتمہ کس نے کیا؟جب 1997 میں میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ بنے تو اس وقت یہ گھوسٹ سکول ختم کرنے کے لئے تگ و دو کی گئی۔ ہمارے وزیر اعلیٰ نے نقل اور پرچی سسٹم کو ختم کیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کے پاس تعلیم میں بہتری لانے کے لئے ایک vision ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!wind up کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج پنجاب کے نقشہ کو دیکھا جائے۔ مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ پنجاب میں ایسا کوئی سکول نہیں کہ جس میں missing facilities کے حوالے سے کام نہ ہوا ہو۔اس بجٹ میں جو کمی ہے وہ بھی میں آپ کو بتاؤں گا۔ کمی کیا ہے؟ کمی یہ ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!wind up کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میں تین گھنٹے انتظار کرتا رہا ہوں اور اب آپ کہہ رہے ہیں کہ wind up کر لوں۔ مجھے بھی دو منٹ بات کر لینے دیں۔یہ تو بڑی ناانصافی ہے۔ میرا نام پہلے تھا لیکن اس کو پیچھے کر دیا گیا۔ ہم سب نے اپنے اپنے ضمیر کے مطابق بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میرے لئے آپ قابل احترام ہیں۔آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے آپ wind up کر لیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! آج ہمارے زمیندار کو اس کا حق نہیں مل رہا چنانچہ ہماری حکومت کو اس کے بارے میں سوچنا چاہئے۔آج ہم irrigation کی مد میں پیسا خرچ کر رہے ہیں۔آج چاول کے کارخانے دار پریشان ہیں کیونکہ ہمارا چاول export نہیں ہو رہا۔آج ہمارے ملک اور صوبہ پنجاب کے اندر گندم اور چاول وافر مقدار میں موجود ہیں تو انہیں export کیا جائے۔ہماری صوبائی حکومت کو وفاقی حکومت کے ساتھ مل کر ایسی منصوبہ بندی کرنی چاہئے کہ جس سے ہمارے چاول کے کارخانے دار، کسان اور مزدور خوشحال ہو سکیں۔بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب قاضی احمد سعید صاحب بات کریں گے۔

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جیئے بھٹو

(جواب میں معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے جیئے نواز شریف کہا گیا)

جناب سپیکر! بجٹ 16-2015 لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ محکمہ پلاننگ اور خزانہ کی لکھی لکھائی اور رٹی رٹائی تقریر وزیر خزانہ صاحبہ نے ایوان میں پڑھ کر سنائی ہے۔وزیر خزانہ صاحبہ کی تقریر کے دوران یوں محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی سیاسی جلسے سے خطاب کر رہی ہیں۔یہ نمائشی، روایتی اور فرمائشی بجٹ ہے کیونکہ یہ ساؤتھ پنجاب کے عوام اور علاقے کی امنگوں کا قاتل بجٹ ہے۔یہ صرف اور صرف اعداد و شمار کی بازی گری اور کھوکھلے نعروں سے لبریز بجٹ ہے۔یہ بجٹ 14 کھرب،42۔ارب اور 24 کروڑ روپے کا ہے جس میں 10 کروڑ عوام کے لئے سکھ کی کوئی گھڑی نظر نہیں آ رہی ہے۔ساؤتھ پنجاب کے عوام اور علاقے کی ترقی کے لئے اس بجٹ میں کوئی خاطر خواہ منصوبہ نظر نہیں آ رہا۔اس بجٹ میں ساؤتھ پنجاب کے لئے کوئی ایسا منصوبہ نظر نہیں آ رہا جو کہ پایۂ تکمیل تک پہنچے گا۔یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ساؤتھ پنجاب کے لئے 20,35 یا 36 فیصد بجٹ رکھ دیا گیا ہے لیکن سال کے اختتام پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف 12 یا 13 فیصد بجٹ خرچ ہوا ہے۔اس میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ شامل ہوتا ہے۔اگر 14 فیصد بجٹ بھی خرچ ہو تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ سات فیصد میں کیا بنتا ہے؟

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ میں اپوزیشن کے تمام ممبران کو ساتھ لے کر چلوں گا کیونکہ میں پورے ایوان کا وزیر اعلیٰ ہوں۔بہت دُور کی بات ہے، وقت گزر گیا، دو سال گزر گئے۔آپ تجاویز کو چھوڑیں یہاں تو اپوزیشن کے ممبران کو دیوار سے

لگایا گیا ہے۔چھوٹی سی اپوزیشن ہے لیکن پھر بھی ممبران حزب اختلاف کو دیوار سے لگایا گیا ہے۔بہت بڑا وزیر اعلیٰ ہے اور بہت بڑا صوبہ پنجاب ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ تنگ نظری نہ کریں کیونکہ وہ چھوٹی سی حزب اختلاف کو accommodate نہیں کر سکے۔ ممبران حزب اختلاف کو اُن کی تجاویز پر اُن کے حلقوں میں فنڈز نہیں دیئے گئے بلکہ ہارے ہوئے لوگوں کو ممبران حزب اختلاف کے حلقوں میں فنڈز دیئے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے اپنے دور میں تمام ممبران اسمبلی کو یکساں فنڈز دیئے میں جس کی مثال دیتا ہوں کہ جس وقت مخدوم یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم تھے تو انہوں نے محترم حمزہ شہباز کو مری کی سوئی گیس کے لئے ایک ارب اور 11 کروڑ روپے کی خطیر رقم فراہم کی۔ محترمہ وزیر خزانہ نے جس NFC Award کا ذکر اپنی بجٹ تقریر میں کیا ہے یہ credit بھی پاکستان پیپلز پارٹی کو جاتا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے NFC Award کے ذریعے تمام صوبوں کو فنڈز فراہم کئے تھے۔ میں آپ کے توسط سے ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر NFC کی بنیاد Provincial Finance Commission, award نہ کیا گیا یعنی اضلاع کو اُن کی آبادی کے تناسب سے حصہ نہ دیا گیا تو ہم سمجھیں گے کہ خادم اعلیٰ اور پنجاب حکومت کو جنوبی پنجاب، سرائیکی وسیب اور سرائیکی علاقہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت پاکستان تحریک انصاف کی حکومت صوبہ خیبر پختونخوا میں ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت صوبہ سندھ میں ہے یہ دونوں حکومتیں برابری کی بنیاد پر تمام ممبران اسمبلی کو فنڈز دے رہی ہیں۔ پنجاب حکومت ہمیں فنڈز نہ دے، صوبائی فنانس کمیشن قائم کر دے تو ہمیں فنڈز کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اگر حکومت پنجاب نے صوبائی فنانس کمیشن قائم نہ کیا یا جنوبی پنجاب کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن قائم نہ کیا تو ہم یہ آواز اُٹھانے پر مجبور ہو جائیں گے کہ سابقا پنجاب اسمبلی نے دو قراردادیں منظور کی تھیں جن میں سے ایک قرارداد منظور کی تھی کہ بہاولپور کو صوبہ بنایا جائے یہ قرارداد سابق گورنر مخدوم سید احمد محمود صاحب نے پیش کی تھی اور میرے خیال میں دوسری قرارداد رانا ثناء اللہ خان نے پیش کی تھی جو اُس وقت وزیر قانون تھے کہ جنوبی پنجاب کو بھی صوبہ بنایا جائے۔ پھر ہم یہ آواز اُٹھائیں گے کہ ہمارے حقوق پامال کئے جارہے ہیں، ہمارے بچوں کو تعلیم میسر نہیں اس لئے ہمیں صوبہ چاہئے۔ ہم تختِ لاہور کے دشمن نہیں ہیں۔ میں یہ بھی افسوس سے کہوں گا کہ قائد حزب

اختلاف نے دو گھنٹے تقریر کی ہے اور وہ بھی لاہور کے ہیں تو وہ بھی تخت لاہور کا حصہ ہیں، کاش! وہ جنوبی پنجاب کی بات کر دیتے۔ کاش! وہ سرائیکی علاقے کی بات کر دیتے۔

جناب سپیکر! زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور آپ کا تعلق بھی ایک زراعت پیشہ گھرانے سے ہے۔ خدا کی قسم میں حقائق پر بات کروں گا اور میں کوئی سیاسی تنقید نہیں کرتا۔ جیسے ذکر ہوا ہے ٹھیک ہے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی صلاحیتوں کو جانتا ہوں۔ میں نے بڑے بڑے اشتہار دیکھے اور آپ نے بھی بڑے بڑے اشتہار دیکھے۔ زراعت پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن ہمیشہ کسان کا استحصال اور معاشی قتل کیا گیا۔ آپ نے دیکھا اور میں گزشتہ چار ماہ میں تین فصلوں کا ذکر کر رہا ہوں اگر میری بات جھوٹی ہو تو میں اسی وقت resign کروں گا۔ آپ دھان کو دیکھیں کہ گزشتہ دو سال میں دھان کی دو ہزار اور 2200 روپے فی من کی quality فصل گزشتہ دو مہینے میں ایک ہزار روپے فی من میں فروخت ہوئی ہے اور وہ بھی کسان نے منتیں کر کے بیچی ہے۔ آپ گنے کے ریٹ کو دیکھ لیں اس بجٹ میں کہا گیا کہ ہم نے گنے کا ریٹ 10 روپے فی من بڑھایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تین سال گنے کا ریٹ نہیں بڑھا۔ آپ نے 10 روپے فی من ریٹ بڑھایا ہے لیکن کبھی یہ بھی check and balance کیا ہے کہ 30 من، 40 من، 50 من فی ٹرالی کے حساب سے کسان کے گنے کی کاٹ کی جاتی ہے تو اُس کے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ آپ گندم کو دیکھ لیں اور بڑے بڑے اشتہار دیکھیں کہ کسان کی گندم کا ایک ایک دانہ اُٹھائیں گے۔ 5 سے 10۔ اپریل کو گندم کے خریداری مرکز کھلنے والے 25۔ اپریل کو کھولے گئے اُس وقت 30 فیصد کسان اونے پونے اپنی گندم بیچ چکا تھا۔ اُس کے بعد 25۔ اپریل سے 9۔ مئی تک صرف پندرہ دن کے لئے گندم کے خریداری مراکز کھولے گئے اور اُس میں کسان کا جو حشر نشر ہوا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ میں اپنے علاقہ کے ایک گندم خریداری مرکز چانجنی کی مثال دیتا ہوں اور وزیر خزانہ صاحبہ نوٹ کر لیں اور وزیر اعلیٰ CMIT قائم کریں۔ وہاں سے 90 فیصد ایسے لوگوں نے بوریاں اُٹھائیں جن کا گندم کی کاشت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ انہوں نے وقت سے پہلے فرضی طور پر پٹواریوں اور تحصیلداروں سے اپنے نام درج کروائے اور ایک مافیا کی صورت میں گندم خریداری مرکز پر قبضہ کر کے بوریاں حاصل کیں اور کسان مجبوراً اپنی گندم اونے پونے بیچتا رہا۔

جناب سپیکر! آپ اسی طرح لاء اینڈ آرڈر کو دیکھ لیں۔ میں ابھی پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے لئے آ رہا تھا تو میں نے باہر دیکھا کہ ایک کیمپ کے اوپر بینر لگے ہوئے ہیں کہ ماڈل ٹاؤن کے شہیدوں کو

انصاف دلایا جائے۔ یہ لمبی بحث ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب کے کچھ اضلاع میں امن عامہ کی صورتحال خراب ہے لوگ اپنے آپ کو مجموعی طور پر غیر محفوظ سمجھتے ہیں اور لوگ اپنے آپ کو کیوں غیر محفوظ سمجھتے ہیں کہ جب آپ کی پولیس protocol کی ڈیوٹی دے گی، آپ کی پولیس بنک پر ڈیوٹی دے گی، آپ کی پولیس سکولوں پر ڈیوٹی دے گی، آپ کی پولیس پولیو پر ڈیوٹی دے گی، آپ کی پولیس وزراء کے آنے جانے، protocol اور foreigners پر ڈیوٹی دے گی تو پھر اس قسم کے مسائل بڑھیں گے۔ اگر ماڈل ٹاؤن کے واقعہ کو عملی جامہ پہنا کر ختم کر دیا جاتا تو پھر ڈسکہ اور راولپنڈی جیسے واقعات نہ ہوتے۔ میں نے یہی گزارش کی ہے کہ جب ایک ایم پی اے محفوظ نہیں ہے چودھری شمشاد احمد خان اور اُس کے بیٹے کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا اور اُن کے قاتل ابھی تک نہیں پکڑے گئے تو اس لحاظ سے لاء اینڈ آرڈر آپ کے سامنے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! آپ نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں خود فیصلہ کیا تھا لہٰذا اپنی بات مختصر کر دیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں لمبی چوڑی بات نہیں کروں گا اور صرف facts and figures پر بات کروں گا۔ آپ صحت کو دیکھ لیں کہ اربوں روپیہ خرچ کرنے کے باوجود جنوبی پنجاب کے ہسپتال ڈاکٹروں اور دوائیاں سے محروم ہیں۔ نچلا میڈیکل سٹاف اپنی تنخواہوں سے بے زار ہے۔ سرکاری ہسپتال صحت کی بجائے اذیت گھر بنے ہوئے ہیں۔ مریض تڑپ تڑپ کر ہسپتالوں کے گیٹ پر دم توڑ رہے ہیں اور خواتین ہسپتالوں کے foot path پر بچے جنم دے رہی ہیں۔ آپ دیہاتی اور سرائیکی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں وہاں پر ٹی ایچ کیو میں کوئی ڈاکٹر آنے کو تیار نہیں ہے، بی ایچ یو میں کوئی ڈاکٹر آنے کو تیار نہیں ہے، آر ایچ سی بھی خالی پڑے ہیں اور صحت پر اربوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ یہ mismanagement ہے جس کی وجہ سے صحت کے حوالہ سے پنجاب کا اربوں روپیہ کا بجٹ ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخری دو موضوعات میں سے ایک energy crisis کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اسی پنجاب حکومت نے کیونکہ خادم اعلیٰ کا یہ آٹھواں بجٹ ہے اور اس حکومت کا یہ تیسرا بجٹ ہے۔ اس حکومت نے یہ کہا تھا کہ ہم دو سال میں energy crisis پر قابو پالیں گے۔ دو سال گزر گئے اور عوام کے لئے وہ سیاسی کھوکھلے نعرے ثابت ہوئے۔ لوڈشیڈنگ کا حال دیکھیں کہ

15 سے18 گھنٹے تک لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اور جنوبی پنجاب میں لوڈشیڈنگ تو بہت دُور کی بات ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"وقت کم کریں، وقت کم کریں" کی نعرے بازی)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! گرڈ کے گرڈ سٹیشن بند کر دیئے جاتے ہیں کہ fault آگیا ہے یا منگلا سے بجلی بند ہے یا گدو سے بجلی بند ہے۔

جناب سپیکر! کاش جب یہ بجٹ پیش کیا گیا، دو سال بعد اگر یہ کہہ دیتے کہ دو سو یونٹ بھی بجلی بنائی ہے تو کیا ہی اچھا ہوتا؟ ابھی وہی لفظوں کی ہیر پھیر اور بازی گری ہے کہ پنڈ دادن خان میں اتنی میگاواٹ بجلی بن رہی ہے، فیصل آباد میں ہم اتنی بجلی پیدا کر رہے ہیں، ساہیوال میں ہم اتنی بجلی پیدا کر رہے ہیں اور بہاولپور میں اتنی بجلی پیدا کر لی ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہ صرف اور صرف تسلیاں ہیں۔ اب گورنمنٹ یہ کہہ رہی ہے کہ ہم 2020 میں بجلی کی لوڈشیڈنگ پر قابو پالیں گے تو کل کس نے دیکھی ہے ہو سکتا ہے کہ 2018 کے بعد یہ گورنمنٹ سیاسی منظر نامے پر نظر ہی نہ آئے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ملازمین کا تعلق ہے تو اس بجٹ میں میں سمجھتا ہوں کہ کسانوں کے ساتھ ملازمین کا بھی گلہ گھونٹا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ اس بجٹ میں بھونڈا مذاق کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری محمد اقبال گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب عبدالرؤف مغل صاحب!

جناب عبدالرؤف مغل: جناب سپیکر! شکریہ۔ 16-2015 کا حالیہ بجٹ جو ہماری بہن محترم وزیر خزانہ نے پیش کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مشکل دور میں ایک متوازن بجٹ ہے جس میں تعلیم، صحت اور زراعت کو ترجیحات میں سر فہرست رکھا گیا ہے۔ زراعت جو کہ پنجاب کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ Cotton yarn ہو، value add gaurments ہوں، bed sheets export ہو یا raw cotton ہو ان تمام کی برآمدات کا انحصار زراعت کی کامیابی اور ترقی پر ہے۔ گزشتہ سال کا estimated بجٹ 7960 ملین تھا اب اس کے مقابلے میں 10725 ملین مختص کیا گیا ہے جس میں subsidized ٹریکٹر، لینڈ لیولر اور Drip Irrigation System کو رائج کرنے کے لئے incentives شامل ہیں جس کا مقصد زیر زمین پانی کے خزانوں کو ختم ہونے سے بچانا ہے۔ یہ اقدامات

قابل ستائش ہیں البتہ ایگریکلچر سیکٹر کے کارپردازوں کی توجہ ہر ضلع میں پانچ پانچ، سات سات ایگریکلچر انجینئرز کی خالی نشستوں کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ان کو پُر کیا جائے بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ جو تعلیمی میدان میں ترقی ہوئی ہے کہ پہلے جہاں qualified Agriculture Engineers نہیں ملتے تھے اب بی ایس سی کی بجائے ماسٹر ڈگری حاصل کئے اور ایم فل کئے نوجوان دستیاب ہیں۔ان کو ان اسامیوں پر تعینات کیا جائے اور جو کسان کاشتکار دھان کے گرتے ہوئے ریٹ، گندم کے گرتے ہوئے ریٹ اور آلو پیاز کی کساد بازاری سے پریشان نظر آ رہے ہیں۔ان کا مداوا کرنے کے لئے ان ایم فل ڈگری والے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کو target دیا جائے کہ پنجاب کے کسانوں کی متبادل فصلیں کاشت کرنے کی طرف راہنمائی کی جائے۔اگر بھارت میں مشرق کی طرف قندھاری انار اور انگور کاشت کیا جا سکتا ہے تو یہاں عارف والا اور بہاولنگر میں کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ میں سمجھتا ہوں کہ کاشتکار کو راہنمائی کی ضرورت ہے تاکہ ان بُرے حالات سے ان کی survival ممکن ہو سکے۔

جناب سپیکر!میں ایجوکیشن کے حوالے سے یہ گزارش کروں گا کہ 45 بلین کے مقابلے میں 50 بلین رقم مختص کی گئی ہے۔یہ بڑی اچھی بات ہے کہ پرانے سکول جو 1967 سے بنے ہوئے ہیں اور آج ان کی حالت بہت خستہ ہو چکی ہے ان کو مکمل طور پر demolish کر کے نئے سرے سے بنانے کی ضرورت ہے۔میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ آج بھی شہروں اور دیہاتوں میں ایسے بلدیاتی حلقے موجود ہیں جہاں پر ایک ہائی سکول بھی نہیں ہے اور ایسے سکول بھی موجود ہیں جیسے میرے حلقہ میں ایک ہائی سکول میں 2323 بچے پڑھ رہے ہیں۔گوجرانوالہ میں گورنمنٹ کمپری ہینسو ہائی سکول ہے جو ماڈل ٹاؤن میں واقعہ ہے اس کا سو فیصد رزلٹ ہے وہاں کے بچے A گریڈ اور +A گریڈ میں پاس ہوتے ہیں۔اس سکول کو Centre of Excellence قرار دیا گیا ہے لیکن باخدا اس سکول کی گراؤنڈز کو maintain کرنے کے لئے کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اگر وہاں برساتی پانی یا سیوریج کا پانی آ جائے تو اس کو dewater کرنے کے لئے کوئی بندوبست نہیں ہے۔اس کا بندوبست ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں دانش سکولوں کے حق میں ہوں۔جہاں پر دانش سکول بنے ہیں میں نے جا کر ان سکولوں کو دیکھا ہے۔میں نے حاصل پور کے سکول میں جا کر بچیوں کو دیکھا اور ان میں سے ایک سے پوچھا ہے کہ آپ کے والد کیا کرتے ہیں، وہ دو بچیاں لاس اینجیلنس میں جا کر پاکستان کی نمائندگی کر کے آئی ہیں اور 72 ممالک میں پاکستان کا پانچویں نمبر پر نام آیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں ان کو مبارکباد کے قابل سمجھتا ہوں اور میاں محمد نواز شریف کی اس سکیم کو بھی مبارکباد کے قابل سمجھتا ہوں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جہاں وہ سکول بنے ہیں وہاں جو سکول پہلے سے چل رہے ہیں ان کی missing facilities اور کمیوں کو دور کرنے کی پوری کوشش کی جائے اور ان میں رقومات خرچ کی جائیں۔ جہاں دو ہزار سے زائد بچے پڑھ رہے ہیں۔ ان کے اساتذہ کو بھی انعامات دیئے جائیں کہ وہ سو فیصد رزلٹ دے رہے ہیں اور وہ A اور +A گریڈ میں بچوں کو پاس کروا رہے ہیں۔ ان کی ضروریات پر بھی توجہ دی جائے۔ اس سکول کو Centre of Excellence قرار دینے کے باوجود اس سکول کو وہ حق نہیں دیا گیا جو دیا جانا چاہئے تھا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عمران قریشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! شکریہ۔ جمہوریت میں اپوزیشن کا ہونا جمہوریت کا حسن ہوتا ہے۔ ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے بڑی لمبی تقریر کی، تنقید کرنی چاہئے لیکن مثبت کرنی چاہئے۔ انہوں نے ماسوائے منفی تنقید کے اور کوئی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر! یہ جو 1400۔ارب روپے کا بجٹ ہے۔ اس پر اگر بات کی جائے تو کافی وقت درکار ہے لیکن میں صرف اپنے south کی بات کروں گا۔ قائد پنجاب خادم پنجاب نے south میں جو ترقیاتی کاموں کا جال بچھایا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ جہالت کے خاتمے کے لئے اقدامات کئے گئے ہیں کیونکہ جہالت کے خاتمے سے ہی بیروزگاری اور غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اکیسویں صدی کے challenges کا مقابلہ کرنے کے لئے بھی ہمیں اپنے ایجوکیشن سسٹم کو uplift کرنا ہے۔ رحیم یار خان میں خواجہ فرید انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا قیام نہ صرف ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے بلکہ سندھ اور بلوچستان کے بچوں کے لئے بھی ایک احسن اقدام ہے جو آنے والی نسلوں کے لئے اُن کا روشن مستقبل بنانے میں ایک بہتر کردار ادا کرے گی اور اس کے لئے تقریباً 3۔ارب 84 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بہاولپور میں ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز یونیورسٹی کا قیام جو نہ صرف ہمارے چولستان کے لئے ہے بلکہ جنوبی پنجاب کے لائیوسٹاک اور وہاں کی رہنے والی عوام کے لئے ایک انمول تحفہ ہے جس کی مالیت تقریباً 2۔ارب 45 کروڑ روپے بنتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میرے پسماندہ علاقے خان پور کے اندر جو میں سمجھتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کا سب سے backward علاقہ ہے وہاں ہمارے خادمِ پنجاب نے کیڈٹ کالج کا قیام کر کے وہاں کی محرومیوں کے خاتمے کا ایک بہت بڑا ازالہ

کیا ہے۔ یہ کیڈٹ کالج 35 کروڑ روپے کی مالیت سے 200 ایکڑ رقبے پر محیط ہو گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے مالی سال کے آنے سے پہلے پہلے مجھے قوی امید ہے کہ وہاں پر کلاسوں کا اجراء بھی شروع ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے دوست قاضی احمد سعید نے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات کی ہے تو میں صرف اپنے ضلع کے چند کالجوں کی تعداد بتاؤں گا جو خطیر رقم سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے وہاں پر مہربانی کی ہے۔ ترنڈہ محمد پناہ میں بوائز ڈگری کالج کا قیام، محسن آباد میں ٹیکنالوجی کالج کا قیام، فیروزہ میں بوائز ڈگری کالج کا قیام، زاہر پیر میں گرلز ڈگری کالج کا قیام، چک نمبر 103/1-L میں گرلز ڈگری کالج کا قیام، کوٹ سمابہ میں نئے گرلز ڈگری کالج کا قیام، منٹھار صادق آباد میں بوائز ڈگری کالج کا قیام، میانوالی قریشیاں میں گرلز ڈگری کالج کا قیام اور ساجا میں بوائز ڈگری کالج کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ ان سارے کالجوں کے قیام سے ہماری موجودہ حکومت یعنی وزیر اعلیٰ پنجاب کو ہی سہرا جاتا ہے۔ یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہاں کی محرومیوں کا خاتمہ نہیں کیا گیا اور وہاں کے علاقوں کو پوچھا ہی نہیں جاتا؟

جناب سپیکر! زراعت ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ ٹیل کے کاشتکاروں کو ٹیل تک پانی پہنچانے کے لئے ہمارے اس موجودہ بجٹ میں SMB لنک میسلی سائفن کی uplifting کے لئے تقریباً 4۔ارب 80 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ احمد پور برانچ نہر کی rehabilitation کے لئے تقریباً ایک ارب 76 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ یہ دونوں وہ اقدام ہیں جن سے پانی کی velocity بڑھے گی اور جو ٹیل پر غریب کاشتکار ہیں وہاں تک بھی پانی پہنچے گا۔ اگر ہم آگے چل کر roads کو دیکھیں تو KPRRP (خادمِ پنجاب رورل روڈز پروگرام) سے دیہی علاقے کے لوگوں کی زندگیاں بدل گئی ہیں۔ یہ وہ پروگرام ہے جس سے رورل اور اربن کا فرق ختم ہو رہا ہے اور اس پروگرام سے نہ صرف ہمارے دیہی علاقے کے رہنے والے لوگ مستفید ہوں گے بلکہ کاشتکار خوشحال تو پاکستان خوشحال ہو گا اور یہ اس پروگرام کا main objective ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری صاحب! Wind up کر دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ملتان میں جو ماس ٹرانزٹ سسٹم کا قیام کیا گیا ہے یہ بھی ہمارے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کے خاتمے میں ایک بہت بڑا اقدام ہے جس سے نہ صرف وہاں کی محرومیوں کا خاتمہ ہو گا بلکہ وہاں پر ترقی کی نئی راہیں بھی کھلیں گی۔ اس کے علاوہ صاف پانی پروگرام جس کی میں سمجھتا ہوں کہ شہروں میں اس کی ضرورت تھی لیکن دیہی علاقوں میں اس کی بہت زیادہ

ضرورت تھی کیونکہ وہاں کے رہنے والے باسی گندا پانی پینے کی وجہ سے ہیپاٹائٹس، کڈنی اور بے شمار بیماریوں کا شکار ہوتے تھے۔ وزیر اعلیٰ نے اس میں 45 فیصد جنوبی پنجاب کے لئے رکھا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود بھی جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا خاتمہ نہیں ہوگا اور اگر ہوگا تو اُس وقت ہوگا جب ہمارے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی ترقی کے اس سفر کو اسی طرح جنوبی پنجاب کی طرف جاری و ساری رکھیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ سال 16-2015 پر مجھے بات کرنے کی اجازت فرمائی۔ یہ اَمر نہایت خوش آئند ہے کہ آئندہ مالی سال کا بجٹ متوازن ہے اور جن حالات میں متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کے لئے میں اپنی حکومت اور خاص طور پر بڑی dynamic قسم کی وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس وقت دو ہی کام ترجیحات نمبر ایک پر کرنے کے ہیں، ایک تعلیم اور دوسرا صحت ہیں جن پر ہماری حکومت کی کاوشیں ہیں اور صوبائی و ضلعی سطح پر 310۔ارب روپے مختص کئے جانے کا یہ بڑا ہی قابل تحسین کام ہے۔ اس کے علاوہ فروغِ تعلیم کے لئے جو کاوشیں کی جارہی ہیں اس میں پوزیشن ہولڈرز کو جس طرح highlight موجودہ وزیر اعلیٰ قائدِ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کیا ہے اس طرح آج تک کسی حکمران کو highlight کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی۔ میں نے آج تک اپنی زندگی میں نہیں دیکھا کہ پولیس والوں سے پوزیشن ہولڈرز کو اس طرح salute کروایا گیا ہو، guard of honour پیش کیا گیا ہو اور دوسرے ممالک میں بھجوا کر اُن کی تربیت کی گئی ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے بڑی لمبی تقریر فرمائی ہے تو اس وقت ہم سوچ رہے تھے کہ وہ کوئی positive بات بھی کریں گے اور کسی positive بات کی تعریف بھی کریں گے۔ ایک بات کی میں اُن کی تعریف کرتا ہوں کہ ہماری وزیر خزانہ نے جس طرح بجٹ پیش کیا ہے اُس کی انہوں نے آج تعریف کر دی ہے جس پر میں بڑا خوش ہوا ہوں۔ باقی وہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ کے اوپر بڑا بولے ہیں کہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ لگنے چاہئیں کیونکہ وہ سستے ہیں اور بجلی بھی سستی ہوتی ہے۔ اس طرح باتیں کرنے سے نہیں ہوگا بلکہ وہ عمل بھی کر کے دکھائیں۔ جیسا کہ اُن کی صوبہ خیبر پختونخوا کے اندر حکومت ہے وہاں سے اپنی قیادت سے بات کر کے قدم آگے بڑھائیں اور کالا باغ ڈیم کی بات کریں تو ہم بھی اپنی

قیادت سے کہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ مل کر کالا باغ ڈیم پرconsensus built کر کے پورے پاکستان میں کالا باغ ڈیم بنایا جائے تب ہم بھی سمجھیں گے کہ اپوزیشن ہمارے ساتھ تعاون کر رہی ہے اور کام کر رہی ہے۔ میں اُن کی ایک بات کی اور بھی تعریف کروں گا کہ شکر ہے کہ انہوں نے اپنا role play کرنا شروع کر دیا ہے کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے پٹیاں باندھ کر اور دھرنے دے کر وقت ہی ضائع کیا ہے۔ ہم دیکھتے رہے ہیں کہ ہماری اپوزیشن کدھر ہے اور کہیں گم ہو گئی تھی۔ چلیں، آج وہ آئے ہیں اور کم از کم انہوں نے باتیں کی ہیں چاہے تنقید ہی کی ہے لیکن کوئی بات تو کی ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت جو کام کر رہی ہے اس میں صحت کی طرف پورے صوبے کو متوجہ کیا گیا ہے جو بڑی اچھی بات ہے کہ علاج معالجہ کی صورتحال بہتر ہو۔ اس میں ہماری حکومت نے 166۔ارب روپے کی رقم مختص کی ہے جو بڑا اچھا قدم ہے۔ جو قوم صحت مند ہو گی وہی صحت مند دماغ رکھے گی اور وہی کوئی کام کرنے کے قابل ہو گی۔ میں اس کی بڑی تعریف بھی کرتا ہوں لیکن تھوڑی سی تنقید بھی ہے کہ تفاوت کو کیوں نہیں bridge کیا جا سکتا کہ پرائیویٹ ہسپتال دن بدن flourish کر رہے ہیں جبکہ ہمارے گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں اس طرح کی سہولیات عوام کو نہیں دی جا رہیں لہٰذا اس کو balance کیوں نہیں کیا جا سکتا؟ یہ بڑی ہی دردمند بات ہے کہ جو امیر بندہ ہے وہ سرکاری ہسپتال میں آنا پسند ہی نہیں کرتا اور باہر سے علاج کروالیتا ہے جبکہ غریب آدمی کا جو مسئلہ ہے تو کیوں نہ اسے بھی سہولیات فراہم کی جائیں؟ انہوں نے بڑی بڑی باتیں کی ہیں تو میرے خیال میں کچھ باتیں صحیح بھی کی ہیں جیسے ہمارے ہسپتالوں کا حال ہے۔ آپ پی آئی سی ہسپتال کو دیکھ لیں حالانکہ بہت سارے پی آئی سی باقی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں بھی بن گئے ہیں اور باقی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر بھی بڑا کام ہو رہا ہے۔ ایک بات اور بھی وہ عجیب سی کر گئے کہ وزیر آباد کا جو ہسپتال ہے وہ functional نہیں ہے۔ میں اس ضلع کا رہنے والا ہوں تو وہ functional ہو گیا ہے اور میں یہ بات on record کر رہا ہوں۔ اس کے علاوہ باقی ہسپتالوں کی حالت ٹھیک ہونی چاہئے اور ہمیں بھی کرنی چاہئے اور سرکاری ہسپتالوں کو پرائیویٹ ہسپتالوں کے برابر لانا چاہئے۔ ہمیں ایک دردمندانہ اپیل ڈاکٹروں سے بھی کرنی چاہئے کہ پرائیویٹ ہسپتالوں کو اپنی پریکٹس کی نرسریاں نہ بنائیں اور ایک ہسپتال کی شکل دیں اور لوگوں کو علاج معالجے کی بہتر سہولتیں مہیا کریں۔

جناب سپیکر! ایک اور بڑا بریک تھرو ہوا ہے کہ کم وسیلہ لوگوں کو پچھلے ادوار میں بڑا ہی نظر انداز کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ نے کم وسیلہ لوگوں کو uplift کرنے کے لئے

بڑے اچھے اقدامات کئے ہیں۔ خود روزگار سکیم کے ذریعے 11۔ارب روپے کے بلاسود قرضے اخوت کے ذریعے فراہم کئے گئے ہیں۔ پاکستان کے اندر اور پنجاب کے اندر اخوت ایک ایسی تنظیم ہے جو بہت کام کر رہی ہے اور اس میں بڑا dynamic قسم کا بندہ ہے جو کہ سی ایس پی کی نوکری چھوڑ کر، بہت امیر آدمی نہیں ہے بلکہ درمیانے طبقے کا بندہ ہے جسے میں ذاتی طور پر جانتا بھی ہوں۔اس نے سی ایس پی کی سروس چھوڑ کر حکومت کا یہ کام شروع کیا ہے۔اس نے اپنی تنخواہ سے 10ہزار روپے نکال کر کام شروع کیا ہے اور آج کل اربوں روپے لوگوں کو بلاسود قرضے دے رہا ہے جس کی 99فیصد ریکوری ہے جو کہ دنیا میں کہیں نہیں ہے۔

جناب سپیکر! معذور افراد کی امداد اور بحالی کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو کہ بڑا ہی قابل تحسین قدم ہے۔ لاوارث بچوں اور بے سہارا خواتین کے لئے مختلف شہروں میں دارالامان بنائے گئے ہیں ان پر بھی ہماری حکومت بڑا کام کر رہی ہے اور محنت کشوں کے لئے مالکانہ حقوق مفت رہائش مہیا کرنے کے حوالے سے بڑا کام ہو رہا ہے۔ ملتان میں اور خاص طور پر جنوبی پنجاب کا بڑا رونا رویا جاتا ہے تو ملتان میں 10۔ارب روپے کے منصوبے اس پر بنائے گئے ہیں۔ اسی طرح سپیشل افراد کی فلاح و بہبود کے لئے جو باصلاحیت اور ذہین لوگ ہیں، ان کے طلباء کے لئے وظائف اور اپنا روزگار سکیم کے لئے گاڑیوں کی فراہمی اور آشیانہ ہاؤسنگ سکیم پر بھی قائد حزب اختلاف تنقید کر رہے تھے جس پر میں حیران ہوں کہ جو کام ہو رہا ہے اس پر تنقید کی بجائے تعریف ہی کر دیں کہ اگر کسی غریب آدمی کو آشیانہ سکیم سے گھر ملتا ہے، مانتے ہیں کہ تھوڑے گھر ہیں اور سب کو نہیں مل رہے لیکن کچھ مل تو رہا ہے اور نہ ملنے سے تو بہتر ہے جس پر انہوں نے تنقید کی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک زمیندار ہوں تو جو کمپیوٹرائزڈ آف لینڈ ریکارڈ کیا گیا ہے اور پٹواری سے ہماری جان چھڑائی ہے وہ بھی اسی قیادت کا کارنامہ ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جس طرح لینڈ ریکارڈ کو کمپیوٹرائزڈ کر کے پٹواری سے جان چھڑائی ہے اور پٹواری کلچر کو ختم کیا ہے تو یہ بہت ہی قابل تعریف بات ہے۔

جناب سپیکر! ایک تجویز میں منسٹر صاحبہ کو دینا چاہوں گا جسے وہ ضرور نوٹ کریں کیونکہ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی نوٹ کروائی تھی اور آج پھر کروانے لگا ہوں۔ اگر آپ اس پر غور فرمائیں اور آپ کا محکمہ بھی سارا بیٹھا ہوا ہے تو اس کو consider ضرور کریں۔ کیا المیہ ہے کہ جب ہم تنخواہ بڑھاتے ہیں percentage کے حساب سے تو اگر آپ دس فیصد تنخواہ بڑھاتے ہیں تو جس کی تنخواہ ایک لاکھ روپے

ہے اس کی تنخواہ دس ہزار روپے بڑھ جائے گی اور جس آدمی کی تنخواہ دس ہزار روپے ہے اس کی ایک ہزار روپے تنخواہ بڑھتی ہے۔ مجھے آپ بتائیں کہ کیا مہنگائی دس ہزار روپے تنخواہ والے کو effect نہیں کرتی اور ایک لاکھ روپے والے کو زیادہ effect کرتی ہے؟ میری تجویز یہ ہے کہ اس کو مہنگائی الاؤنس کا نام دے کر ہر سرکاری ملازم اور خاص طور پر چھوٹے ملازموں کا خیال رکھتے ہوئے تنخواہ بڑھانے کی بجائے اسے مہنگائی الاؤنس کا نام دے کر اس کو at par کر کے چھوٹے ملازمین کو ضرور دیا جائے اور برابر کیا جائے۔ یہ میری آخری تجویز ہے اور آپ کا بہت شکریہ اور مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ذوالفقار غوری صاحب!

جناب ذوالفقار غوری: شکریہ۔ جناب سپیکر!

تیرے روپ کا چھائے یسوع ابر
تیرے کردار کا چاہتا ہوں اثر
میں ڈرتا جاؤں مٹتا جاؤں
بس توہی آئے مجھ میں نظر

خدا کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں اپنے قائدین وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف کو اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی کاوشوں اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ نے جس جرأت اور بہادری سے بجٹ پیش کیا ہے یہ قابل قدر ہے اور اس سے اندازہ لگانے میں بھی کوئی دشواری نہیں کہ انہوں نے بڑی محنت اور لگن سے بجٹ کی تیاری میں حصہ لیا جس کی وجہ سے وہ واقعی مبارکباد کی مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! میں بجٹ برائے مالی سال 16-2015 کو ایک متوازن بجٹ قرار دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ صوبہ پنجاب کی ترقی کے لئے بڑا معاون ثابت ہو گا۔ میں اگر اس بجٹ کی کتاب کو دیکھوں تو صفحہ نمبر 4 اور جز 13 تعلیم کا شعبہ ہماری اوّلین ترجیحات میں شامل ہے اور تعلیم کے لئے 310 ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے بغیر ترقی ناممکن ہے اس لئے ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف تعلیم پر زیادہ توجہ دے رہے ہیں اور میرٹ کو یقینی بنا رہے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے "پڑھو پنجاب اور بڑھو پنجاب" کی مہم کا آغاز کیا ہے جس سے ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ کا اظہار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!صحت عامہ کے شعبہ میں166۔ارب13کروڑ روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ پنجاب حکومت صحت کے شعبے کو خصوصی توجہ دے رہی ہے اور انہوں نے گریڈ18 سے 20تک دس ہزار سے زائد نئی اسامیاں پیدا کی ہیں اور مختلف ہسپتالوں میں 8لاکھ400مزید اسامیاں منظور کی گئی ہیں۔سرکاری ہسپتالوں میں ادویات کی فراہمی کے لئے 10۔ارب82کروڑ روپے رکھنے کی تجویز دی ہے۔صوبے میں غریب ترین طبقے کوhealth cover مہیا کرنے کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء کیا جارہا ہے اور یہ سب اقدامات قابل قدر ہیں جن کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔

جناب سپیکر!توانائی کے بحران کے خاتمہ کے لئے وفاقی حکومت اور پنجاب کی صوبائی حکومت کے تحت مجموعی طور پر توانائی کے 618۔ارب روپے کے منصوبے زیر تکمیل ہیں۔ان منصوبوں کے لئے حکومت پنجاب نے 258۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی ہے اور اس کے لئے سرمایہ کاری کر رہی ہے جبکہ پنجاب میں لگنے والے بجلی کے ان منصوبوں میں چین کی طرف سے 360۔ارب روپے کی سرمایہ کاری کی جائے گی۔میرے لئے یہ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ میرے شہر سیالکوٹ جہاں میں رہتا ہوں،اس میں کوئلے سے چلنے والا پاور پلانٹ لگایا جارہا ہے جس کے لئے میں حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غوری صاحب!جلدی سےwind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!میری تین چار گزارشات ہیں۔اگر سن لیں تو مہربانی ہو گی کیونکہ میں نے بجٹ کی پوری کتاب کو تین دفعہ پڑھا ہے اور اس پر میں نے بڑی محنت کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں،اور بھی لوگ موجود ہیں اس لئے جلدی سےwind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!مجھے صرف دو منٹ دے دیجئے تاکہ میں اسے مختصراً بیان کر سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،جلدی سےwind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر!میرے لئے یہ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ میرے شہر سیالکوٹ میں کوئلے سے چلنے والا پاور پلانٹ لگایا جارہا ہے جس کے لئے میں حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں اور میں خدا سے دعا گو ہوں کہ خدا ہماری حکومت کو دن دُگنی اور رات چُوگنی ترقی دے۔(آمین)

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہائیڈل پاور پراجیکٹ مرالہ سیالکوٹ میں بھی لگایا گیا ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔سیالکوٹ، کامونکی اور اس کی ملحقہ آبادی کو سیلاب سے بچانے کے لئے 8۔ارب روپے کے منصوبے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غوری صاحب!آپ اپنی تجاویز دیں اور wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! سیلاب سے بچانے کے لئے 8۔ارب روپے کے منصوبے تیار کئے گئے ہیں جن سے یقیناً سیلاب کی روک تھام میں بڑی مدد ملے گی کیونکہ سیالکوٹ جب سیلاب کی زد میں آتا ہے تو کبھی آپ آکر دیکھیں کہ کتنی بُری حالت ہوتی ہے، کتنے لوگوں کا نقصان ہوتا ہے اور کتنی انسانی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں؟ حکومت نے یہ قدم اٹھا کر ہماری حوصلہ افزائی کی ہے اور سیالکوٹ کو سیلاب سے بچایا ہے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں اقلیتوں کے لئے ایک ارب روپے کا فنڈ رکھا گیا ہے جس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور حکومت پنجاب کا شکر گزار ہوں۔یہ میری تجویز ہے کہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ہم جتنے بھی اقلیتی ایم پی ایز ہیں، کو اس فنڈ کا پورا حصہ نہیں دیا جاتا جبکہ ہمارا حلقہ پورا صوبہ پنجاب ہے۔گزشتہ سال 14-2013 میں ہمیں پورا فنڈ نہیں دیا گیا تھا جبکہ ہمارا حلقہ بہت بڑا ہے اور 15-2014 میں بھی ہمارے لئے فنڈ پچاس کروڑ روپے رکھا گیا تھا لیکن ہمیں پھر بھی ایک کروڑ روپے ہی دیئے گئے تھے اس لئے میرا پرزور مطالبہ ہے کہ اس مالی سال میں minorities کے لئے فنڈ ایک ارب روپے تو کر دیا گیا ہے اس لئے ایم پی ایز کو اس مالی سال میں زیادہ سے زیادہ فنڈز دیئے جائیں تاکہ ہم اپنے حلقے کے ترقیاتی کام کروا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جی، جناب محمد وحید گل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ذولفقار غوری: جناب سپیکر! میری کچھ تجاویز ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!آپ تشریف رکھیں میں آپ کی بات سنتا ہوں، ذوالفقار صاحب!آپ اپنی تجاویز written میں وزیر خزانہ صاحبہ کو دے دیں۔جی، جناب محمد وحید گل صاحب!

جناب محمد وحید گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں اپنی گفتگو کا آغاز اللہ رب العزت کے نام سے شروع کرتا ہوں جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔ میں سب سے پہلے اپنی بہن عائشہ غوث پاشا کو وزیر خزانہ بننے پر اور ایک جرأت مندانہ انداز میں بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اور جس طرح سے حکومت کی خواہش اور کوشش ہے کہ کس طرح سے عام عوام کو ریلیف دیا جا سکے۔یہاں قائد حزب اختلاف موجود نہیں ہیں میں اُن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُنہوں نے میٹرو بس کا ذکر کیوں نہیں کیا اس انداز میں کیا کہ انٹرنیشنل level کی سواری میسر ہے جو کہ اس وقت لاہور کے اندر اُن علاقوں کے درمیان سے گزرتی ہے۔جہاں پانچ ہسپتال ہیں اور ایک عام آدمی کو بیس روپے میں سفر مل رہا ہے اور اسی طرح سے ہمارا انٹرنیشنل شہر اسلام آباد جہاں پوری دنیا کے لوگ بستے ہیں اور آتے ہیں اگر وہاں کے لوگوں کو بھی یہ سواری ملی ہے تو غریبوں کی بات کرنے والے کیوں نہیں اس بات کو کرتے، کیوں نہیں وہ اس بات کی طرف دھیان دیتے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ وژن ہے کہ ایجوکیشن کو عام آدمی تک پہنچانا ہے۔ تعلیم دینا مقصد نہیں بلکہ ایک طرف ایجیسن ہے، ایک طرف کریسنٹ ہے جس کے اندر عام آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ جائے اسی لئے تو عام آدمی کو راستہ دینے کے لئے کہ وہ بھی ایک ایسے level کے سکول کے اندر اُس کا بچہ یا بچی پڑھ کر اس ملک کے اقتدار کے اندر آسکے، وہ بھی پڑھ کر ڈی سی او بن سکے، وہ بھی پڑھ کر کمشنر بن سکے، وہ بھی پڑھ کر وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی سیڑھی تک پہنچ سکے اسی لئے تو انہوں نے عام آدمی کے لئے دانش سکول بنائے ہیں۔یہ کیوں نہیں اس پر بات کرتے کہ ایجوکیشن کے اندر آج اللہ کی مہربانی سے 310۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے اور جس طرح سے پچھلے بجٹ کے اندر ایجوکیشن کے اوپر خرچ کیا گیا۔آج ہم سکولوں کو دیکھ رہے ہیں کہ سرکاری سکولوں کے اندر جہاں کبھی ٹاٹ ہوا کرتا تھا، آج وہاں پر ڈیسک ہیں۔آج میرٹ کی بنیاد کے اوپر ایک لاکھ 25ہزار ایجوکیٹر بھرتی کر کے وزیر اعلیٰ نے اور ہماری حکومت نے وہ کام کر دیا ہے کہ آج سرکاری سکولوں کے اندر وہ دن آنے والے ہیں کہ ہر کوئی پرائیویٹ سکولوں کی بجائے سرکاری سکولوں میں داخلہ لے گا۔قائد حزب اختلاف نے بات کی کہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن پر اربوں روپیہ لٹا دیا جاتا ہے۔بچوں کو کوپن دیئے جاتے ہیں میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کوپن کسی غریب آدمی کو جاتا ہے اور وہ پرائیویٹ سکول کے اندر اپنے بچے یا بچی کو پڑھاتا ہے تو ان کے پیٹ میں کیوں مروڑ پڑتے ہیں؟ غریبوں کا نام لے کر ہی ہم اقتدار میں آتے ہیں یہ وہ چیزیں ہیں جن کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔آج جس طرح سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے 5۔ارب روپے کی سبسڈی رمضان بازاروں کے ذریعے غریب آدمی کو پہنچائی ہے اس کے

ساتھ ساتھ میں یہ بات ضرور کروں گا کہ میری بہن وزیر خزانہ کو اس پر ضرور غور کرنا چاہئے کہ ہم نے صحت کے لئے 166۔ارب روپے رکھے ہیں میں حساب کتاب میں بڑا کمزور ہوں لیکن مجھے ایک دوست نے بتایا ہے کہ یہ 1650 روپے فی بندے کا بنتا ہے۔ پنجاب کے اندر دس کروڑ عوام کے لئے اور اگر 10۔ارب روپیہ دواؤں کے لئے ہے تو وہ ایک سو روپے کی رقم بنتی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہی ناکافی ہے اس کا حل یہ ہے کہ خدارا لوگ سرکاری ہسپتالوں میں مفت علاج کی غرض سے جاتے ہیں اور اگر ایک بندہ 200 کلو میٹر سے، 100 کلو میٹر سے، 50 کلو میٹر سے ہزاروں روپیہ خرچ کر کے آئے اور اُس کا علاج کئے بغیر اُس کو واپس کر دیا جائے تو یہ اُس کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہے اُس کا حل یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی wind up کریں۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں تجویز دے دوں اُس کا حل یہ ہے کہ آپ emergencies کے اندر 50 روپیہ فی مریض اگر لگا دیں تو آپ کو کروڑوں روپیہ آمدن ہو سکتی ہے اور جو غریب آدمی 50 روپیہ بھی نہیں دے سکتا تو ڈی ایم ایس ایمرجنسی اُس کو فری کر دیں۔آخر میں میری ایک تجویز یہ ہے کہ داروغہ والا انٹر چینج پر اگر ایک پل بنا کر دریائے راوی کو کراس کر کے کالا شاہ کاکو کے ساتھ ملا دیا جائے تو راولپنڈی، اسلام آباد، گوجرانوالہ کا سفر ایک گھنٹہ کم ہو جائے گا اور یہ بہت بڑا کام نہ صرف اہل لاہور کے لئے بلکہ اہل پنجاب کے لئے ہو گا۔ بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منڈا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پاکستان کی 18 کروڑ عوام اور پنجاب کی 8 کروڑ عوام کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آج بجٹ پر بحث کا پہلا دن ہے ابھی شام نہیں ہوئی اور جو بنیادی حقوق اور عوامی حقوق کے ٹھیکیدار ہیں میری بات اگر گستاخی کے زُمرے میں نہ جائے اور معزز ممبر وحید گل صاحب پتا نہیں کن کو متوجہ کر کے یہ بات کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ وزیر خزانہ موجود ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ تو بے چارے کب کے اپنے آقا کے حکم سے پتا نہیں کہاں slip ہو گئے ہیں؟ آپ اپوزیشن بنچوں کا اندازہ لگا لیں اور میں میڈیا والوں کی بھی توجہ آپ کی وساطت سے دلوانا چاہتا ہوں۔ آج پاکستان اور پنجاب کی عوام دیکھ رہی ہے کہ کون اُن کی ترجمانی کر رہا ہے اور عوامی حقوق کے ساتھ اپوزیشن کی کتنی سنجیدگی ہے؟ پی ٹی آئی اور پیپلز پارٹی والے لوگوں کے یہ بنچ منہ چڑھا رہے ہیں اور پورے پنجاب کی عوام دیکھ رہی ہے کہ انہوں نے پہلے دن ہی کتنی سنجیدگی کا ثبوت دیا ہے اور اجلاس ختم ہونے سے پہلے ہی تمام لوگ اپنے اپنے ایجنڈے کے مطابق اپنے کاموں پر چلے گئے ہیں۔ عوامی حقوق اور عوامی مشکلات کی ترجمانی کرنے کے لئے کوئی یہاں ایوان میں موجود نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، چودھری غلام مرتضیٰ صاحب!

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پنجاب کی تاریخ کی غالباً پہلی خاتون وزیر خزانہ کو اور اُن کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ض) سے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت 10 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ منڈا صاحب اگر یہ نشاندہی نہ فرماتے گو کہ میں اپوزیشن بنچوں سے نہیں ہوں میں ویسے ہی یہاں ادھر بیٹھا ہوا ہوں۔ اگر آپ نشاندہی نہ کرتے تو زیادہ مناسب تھا کیونکہ اگر آپ گنتی کریں تو دیکھ لیں کہ اُدھر کیا حال ہے۔ ہماری تو صرف ایک وزیر خزانہ جو ایک مجبوری کے تحت یہاں بیٹھی ہیں اور کوئی بھی وزیر موجود نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک نامناسب سی بات تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خزانہ موجود ہیں اور ان کے متعلقہ ہی بات ہے آپ بات کریں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ اپنے حجم کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہ بہت متاثر کن ہے۔ یہ 1450۔ ارب روپے کا بجٹ ہے۔ چونکہ بجٹ تقریر میں محترمہ وزیر خزانہ نے بڑی تفصیل کے ساتھ تمام چیزیں بیان کی ہیں میں ان کی repetition میں نہیں جانا چاہتا۔ جس بات کی مجھے سب سے زیادہ خوشی ہے اور جس چیز کا گورنمنٹ نے ادراک کیا ہے وہ تعلیم کا شعبہ ہے

جس کے بارے میں ہمیشہ analysis کیا جاتا تھا کہ تعلیم پر focus نہ کرنے کی وجہ سے وہ قابل تنقید بات ہوا کرتی تھی لیکن اس بجٹ کی جو سب سے خوبصورتی ہے وہ یہ ہے کہ تعلیم کی اہمیت کا ادراک کیا گیا ہے۔اس کے لئے 300۔ارب سے زیادہ بجٹ مختص کرنا قابل تحسین ہے میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں تمام سیکٹر کی بات نہیں کروں گا چونکہ وقت محدود ہے۔ صحت کے حوالے سے 166۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔اگر figure کی بات کریں تو یہ بھی figure بہت اچھا ہے لیکن میں اس کی تھوڑی تفصیل میں جانا چاہوں گا۔ میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے خاص طور پر بات کروں تو چیف منسٹر کا یہ focus ہے کہ جنوبی پنجاب کو uplift کیا جائے اور یہاں کے لوگوں کی محرومیوں کو redress کیا جائے۔ یہ قابل تحسین ضرور ہے لیکن میں نے پچھلے بجٹ سیشن تقریر میں بھی یہ submission دی تھی کہ figure تو رکھ دی جاتی ہے، amount allocate کر دی جاتی ہے لیکن جب اس کی distribution کی باری آتی ہے تو انصاف کے ترازو میں balance نظر نہیں آتا۔ جنوبی پنجاب چار شہروں کا نام نہیں ہے۔ جو بڑے شہر ہیں، دیکھیں جب یہ توازن قائم نہیں رکھیں گے تو پھر ممبران شہروں کے نام لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں جس سے ہمارے ممبران کے آپس میں اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے یہ نوبت آنی ہی نہیں چاہئے کہ جب خرچ کرنے کی باری آتی ہے تو وہی چار بڑے شہر ہیں جن پر خرچ کیا جاتا ہے، انہی کے ہسپتالوں کو مزید اپ گریڈ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ عملی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ جو چھوٹے تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہیں اور جو دور دراز کے گاؤں ہیں، میں ہارون آباد کی بات کر دیتا ہوں کہ پہلے میرا دل دیکھ دیکھ کر پسیجتا تھا اب شاید پتھر ہو چکا ہے۔ایک شخص جب بیمار ہوتا ہے یا پھر ایمرجنسی ہو جائے آپ یقین کریں کہ وہ شخص جو ہسپتال بھی پتا نہیں کس طرح پیسوں کا انتظام کر کے پہنچتا ہے۔ چھوٹا سا بھی ایکسیڈنٹ ہو جائے تو ان کو بہاولپور، ملتان یا لاہور refer کیا جاتا ہے۔ دردناک بات یہ ہے کہ جب ان کو refer کیا جاتا ہے اور تقریباً تمام کیسز کو refer کیا جاتا ہے کیونکہ وہاں پر سہولتیں نہیں ہیں، ٹراما سنٹر نہیں ہے اور ایمرجنسی کو treat کرنے کا کوئی حل نہیں ہے۔ اس شخص کی حالت کا آپ اندازہ لگائیں کہ ہسپتال سے ایمبولینس تک بھی فراہم نہیں کی جاتی وہ ایمبولینس کے خرچے کے لئے بھی لوگوں سے ادھار مانگتا ہے اور ادھار مانگ کر جب وہ بہاولپور، ملتان یا لاہور تک پہنچ بھی جاتا ہے تو وہاں پر جو ان کی حالت ہے آپ یقین کریں کہ وہ بے چارے ہسپتال کا راستہ بھی نہیں ڈھونڈ سکتے۔ ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ دوسرے شہر میں جا کر قیام کر سکیں۔ وہ قیام کر سکتے ہیں نہ کام

کر سکتے ہیں۔جب لوگوں کی فوتیدگیاں ہوتی ہیں تو تمام ممبران دعا کے لئے جاتے ہیں،جب پوچھا جاتا ہے تو 99 فیصد لوگ وہ ہوتے ہیں جو refer ہونے کے بعد دوران سفر وفات پا جاتے ہیں۔ جو شخص اس کسمپرسی کی حالت میں فوت ہو جاتا ہے اس کے عزیز کے دل سے وہ تکلیف جس کا پیارا اس کے ہاتھوں میں دوران سفر اس وجہ سے مر جائے کہ اس کو refer کیا گیا ہے اس کا دکھ اور درد میٹل روڈ سے، ٹرینوں سے، بسوں سے redress نہیں کیا جا سکتا۔Ultimately وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ حق تلفی کی جا رہی ہے۔ میں اس پر suggestion یہ دینا چاہوں گا اور مجھے نہیں پتا کیونکہ میں نے کل ایک ماہر اقتصادیات سے پوچھا کہ یہ جو تقاریر کی جاتی ہیں کیا اس کے نتیجے میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی آ سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک لفظ کی بھی تبدیلی نہیں آ سکتی۔آپ یا تو مداح سرائی کر کے آ جائیں یا تنقید کر کے واپس آ جائیں جبکہ اس کے نتیجے میں اگر آپ کوئی ترمیم کر سکتے ہیں،ان تقریروں کے نتیجے میں،اس بجٹ کے figures میں کوئی فرق آ سکتا ہو تو یقیناً تمام ممبران یہاں پر موجود ہوں ان کا interest بھی قائم ہو کہ ہم جو تقریر کریں گے اور اپنے مسائل کی نشاندہی کریں گے تو اس کے نتیجے میں یہ تبدیلی آنی ہے تو یہ ہال تمام ممبران سے آج بھرا ہوا ہوتا۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کو اس میں یہ suggestion دینا چاہوں گا کہ ہسپتالوں کی جو ٹی ایچ کیوز ہیں اس کے لئے جیسے آپ نے انرجی سیکٹر پر focus کیا ہے اور مجھے اس پر سو فیصد یقین ہے کہ کچھ مہینوں یا کچھ سالوں میں پاکستان میں لوڈشیڈنگ انشاء اللہ نہیں ہو گی۔ اسی طرح مہربانی آپ صحت کے شعبے کو focus کر لیں کیونکہ یہ لوگوں کی زندگیوں کا سوال ہے۔پورے پنجاب میں کوئی بھی ایسا ٹی ایچ کیو نہیں ہونا چاہئے کہ وہاں سے کوئی ایمرجنسی کو دوسرے شہروں میں refer کیا جائے۔اس کو جرم بنا دیا جائے وہاں پر treat کیا جائے لیکن پہلے ان کو سہولتوں سے مزین تو کریں۔ جو ڈاکٹروں کی کمی ہے وہ پوری کی جائے۔اگر ڈاکٹر ہیں بھی تو چھوٹے ٹی ایچ کیوز میں یہ سہولتیں بالکل نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!میں پانی کے حوالے سے بات کروں گا کہ جنوبی پنجاب میں زیر زمین پانی صرف کڑوا ہی نہیں ہے بلکہ اس میں آرسینک بہت زیادہ مقدار میں ہے اور خطرناک اجزاء موجود ہیں جو لوگوں کے لئے کینسر کا باعث بن رہے ہیں۔ پانی انسانوں کو بے شمار بیماریاں دے رہا ہے۔ یہ دو شعبے ہیں ان پر آپ اسی طرح سے focus کر لیں جیسے آپ نے انرجی سیکٹر پر کیا ہے تو لوگوں کی آپ کے لئے دعائیں ہمیشہ رہیں گی۔ اسی طرح سے کسانوں کی بات کی گئی ہے۔ ابھی بالکل recent season گندم کا گزرا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے اعلانات،ان کی خواہش کو انتظامی مشینری نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔زمیندار

کا پوچھیں کہ اس کا حال کیا ہے کہ گندم کا دانہ دانہ اٹھانے کی جو بات تھی اس وژن کو انتظامیہ نے بالکل تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔اس وقت زمیندار پریشان ہے کیونکہ ان کی گندم کا بہت بُرا حال ہوا ہے لہٰذا اس میں انتظامی خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب!Wind up کر دیں۔

چودھری غلام مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں wind up کرتے ہوئے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ تنقید سے اس لئے ڈر لگتا ہے کہ سنا ہے کہ تنقید کے جواب میں غصہ بھی کر لیا جاتا ہے اس لئے میری تنقید نہیں بلکہ submission ہے کہ یہ بڑی خوبصورتی سے بجٹ تیار ہوا ہے اور جن لوگوں کو موقع ملا ہے کہ ان کا حق ہے کہ ان کو مداح سرائی کرنی چاہئے حتیٰ کہ اپوزیشن نے یہ تنقید کی کہ ہمارے ذریعے سے فنڈز نہیں لگوائے جا رہے ہیں اور میرا نوحہ اس سے مختلف ہے کہ بجٹ بک جو ایک ہزار صفحات کی ہے وہ میں نے دو دن تک پڑھی ہے مجھے ہارون آباد کا نام نظر نہیں آیا ہے۔اس میں ایک میٹل روڈ نہیں ہے،ایک واٹر سپلائی کی سکیم شامل نہیں ہے۔ میری submission ہے کہ آپ صاف پانی پراجیکٹ کی بھی سربراہ ہیں براہ مہربانی اس کمی کو بھی compensate کر دیں اور کم از کم صاف پانی دے دیں میں آپ کا شکر گزار رہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب کرم الہیٰ بندیال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب عرفان دولتانہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے اب اجلاس بروز منگل مورخہ 16۔جون 2015 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

منگل،16۔جون2015

(یوم الثلاثہ،28۔شعبان المعظم1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد 15:شمارہ 5

327

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ16۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

عام بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث"

329

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

منگل،16۔جون2015

(یوم الثلاثہ،28۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

سورۃ البَقَرَۃ آیات 261 تا262

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات (7) بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے (261) جو لوگ اپنا مال اللہ کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے (262)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

انوار مصطفےٰ نے دِل کو دِل بنا دیا
جلوہ طرازو رونق محفل بنا دیا
میرے وفورِ شوق پر مجلس میں آپ نے
مجھ کو بھی پاانداز کے قابل بنا دیا
مقصود منزل آپ کے فیضان سے ملا
منزل کو میری آپ نے منزل بنا دیا
بے چین مُشت خاک کی آقا بساط کیا
رحمت نے آپ کی کسی قابل بنا دیا

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کل سے بجٹ 16-2015 پر بحث کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس بحث کا آغاز قائد حزب اختلاف نے کیا تھا اور آج بھی اس پر بحث جاری رہے گی، جن حضرات نے اس بحث میں حصہ لینا ہے وہ اپنے نام سیکرٹری صاحب کو لکھوادیں۔ آج سب سے پہلا نام ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں؟ اب ان کا نام سب سے پیچھے جائے گا، ان کا نمبر سب سے آخر میں جتنے میرے پاس ممبران آپ کی طرف سے ہیں ان کے بعد آئے گا۔ کیا ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب تشریف فرما ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ بس آنے والے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ اگلے ہمارے ممبر احمد شاہ کھگہ صاحب ہیں۔ میں تمام ممبران سے گزارش کروں گا کہ وقت کا خیال رکھیں۔ میری کوشش ہوگی کہ آپ کی بات زیادہ سے زیادہ سنی جائے لیکن time limit اپنی جگہ پر ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں مختصر ہی بات کروں گا۔ میں صرف اپنے حلقے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرا حلقہ نمبر 229 جو کہ دیہات پر مشتمل ہے اس کے بارے میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں تعلیم کی کمی ہے۔ چونکہ وہ تمام دیہی علاقہ ہے تو جو فنڈز تعلیم کے لئے رکھے گئے ہیں ان میں سے ہمارے حلقے کی نورپور سب تحصیل ہے، ایک ملکہ ہانس قصبہ ہے جس کی ایک ڈیڑھ لاکھ آبادی ہے اور ایک چک شفیع بہت بڑا قصبہ ہے ان تینوں میں اگر لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ڈگری کالج رکھے جائیں تو بہت مہربانی ہوگی کیونکہ نورپور سے میٹرک کرنے کے بعد لڑکے اور لڑکیاں ساہیوال جاتی ہیں جس کا تقریباً 40 کلو میٹر ایک طرف فاصلہ بنتا ہے یعنی صبح اور شام 80 کلو میٹر کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ ملکہ ہانس بھی 25 کلو میٹر دُور ہے تو تقریباً 50 کلو میٹر سفر بنتا ہے اور چک شفیع سے عارف والا بچے جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہی مسئلہ بنتا ہے کہ

بچوں کے ساتھ ان کے والد کو بھی جانا پڑتا ہے لہٰذا اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اس فنڈ میں اگر پیسے عنایت ہو جائیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا چونکہ دیہاتی کلچر ہے جہاں کے لوگ اتنے پڑھے لکھے نہیں ہوتے تو پچھلے دو سالوں میں وہاں بچیوں اور بچوں کے سکولوں کو اکٹھا کیا گیا ہے جس کی وجہ سے لڑکیوں کے والدین نے انہیں سکول جانے سے روک دیا ہے۔ اگر دیہی علاقوں میں لڑکیوں کا پہلے جیسا انتظام یعنی ان کے سکول علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو ہماری تعلیمی ratio بڑھ سکتی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جو لڑکیوں کے والدین ہیں وہ لڑکیوں کو لڑکوں کے سکول میں بھیجنا پسند نہیں کرتے اس لئے اس پر کوئی مہربانی ہو جائے تاکہ تعلیم زیادہ عام ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں کھیل کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ کا کھیل کے بارے میں وژن بہت اچھا ہے اور ماشاء اللہ بہت سے festivals بھی کروائے گئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں بھی سپورٹس فنڈ میں سے تین جو بڑے قصبے نور پور، ملکہ ہانس اور چک شفیع ہیں، ان کے علاوہ وہاں بڑے گاؤں 30/EB,28/EB,32/EB,24/EB,12/EB,50/SP جیون شاہ اور رنگ شاہ میں گراؤنڈ عنایت فرمائے جائیں اور جن گاؤں میں سرکاری رقبے ہیں وہاں وہ لے کر دیئے جائیں جبکہ جہاں پر رقبہ نہیں ہے وہاں پر کوئی متبادل زمین اس فنڈ میں سے خرید کر گراؤنڈ بنائے جائیں تاکہ ہماری نوجوان قیادت بیماریوں سے بچ سکے اور صحت مند معاشرہ قائم ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں زراعت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ زمیندار طبقہ پچھلی چار اجناس سے پس رہا ہے۔ پچھلی کپاس کی فصل کو ڑیوں کے دام فروخت ہوئی ہے اور دھان صرف ایک ہزار روپے میں فروخت ہوئی ہے۔ اسی طرح آلو کا کسی زمیندار کے سامنے نام لے لیں تو وہ دوبارہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ٹوٹل گندم بھی نہیں خریدی گئی تو اس کے بارے میں میری تجویز یہ ہے کہ گورنمنٹ ہم زمینداروں سے ہر چیز خریدے۔ آپ یقین کریں کہ جب ہم منڈیوں میں جاتے ہیں جیسے پچھلے دنوں میں نے اپنے چھ ٹرالے مکئی کے بھیجے جس میں پانچ ٹرالیوں کی مجھے قیمت ملی ہے اور ایک مڈل مین ہی کھا گیا ہے کہ فوری اگر پیسے لینے ہیں تو سو روپے کٹوتی کر کے ابھی لے لو ورنہ ایک ماہ بعد پیسے ملیں گے۔ گزارش یہ ہے کہ گورنمنٹ کے پاس ادارے بھی ہیں جو ہم سے اجناس خریدیں تاکہ ہمیں پتا ہو کہ ہم نے اس ریٹ پر دینی ہے۔ مکئی کا اب یہ حال ہے کہ اس کا ریٹ 750 اور 800 تک آ گیا ہے جو کہ ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اس کے بارے میں، میں چاہوں گا کہ جیسے باقی محکموں میں کافی سارے پیسے رکھے

گئے ہیں اس لحاظ سے زراعت کے لئے تھوڑے فنڈز رکھے گئے ہیں لہذا اس کو بڑھایا جائے اور زمینداروں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ زمینداری ایک ایسا شعبہ ہے کہ جب ہم زمین میں بیج ڈالتے ہیں تو سب سے پہلے زمیندار کو پرندے پڑتے ہیں اس کا بیج وہ چگتے ہیں اور اس کو نقصان دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب فصل بڑی ہوتی ہے تو کسی کا جو بھی جانور کُھلتا ہے وہ زمیندار کی فصل کا نقصان کرتا ہے لیکن جب فصل پک جاتی ہے تو پکی فصل کو چور پڑ جاتے ہیں۔ کوئی مکئی لے جاتا ہے تو کوئی کپاس چُرا کر لے جاتا ہے۔ جب زمیندار اس کو اکٹھا کر کے شہر لے جاتا ہے تو وہاں ڈاکو آڑھتیوں کے رُوپ میں بیٹھے ہوتے ہیں وہ بھی ہمیں لوٹتے ہیں لہذا اس کے لئے کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کا کوئی بندوبست فرمائیں۔ اس کے بعد ہمارے ضلع پاکپتن شہر میں ایک غلہ منڈی ہے جو کہ ناکافی ہے جبکہ گورنمنٹ نے باہر رقبہ خریدا ہوا ہے اور اس کی قیمت بھی ادا کی ہوئی ہے مگر آج سات سال ہو چکے ہیں اس پر گورنمنٹ کو سود پڑ رہا ہے۔ یہ بات میں نے پہلے بھی ایوان میں اٹھائی تھی اور وزیر موصوف نے ہمیں یقین دہانی کروائی تھی کہ اس پر stay ہے جیسے ہی وہ stay ختم ہو گا تو ہم غلہ منڈی بنوائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ stay ختم ہو گیا ہے اور گورنمنٹ کو بھی اس کا پیسا پڑ رہا ہے۔ یہ ہمارے ضلع پاکپتن کا دیرینہ مطالبہ ہے لہذا اس پر ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب توجہ فرمائیں۔ میرے علاقے کے لوگ ساہیوال اور عارف والا چلے جاتے ہیں لیکن وہ پاکپتن منڈی میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں لہذا اس غلہ منڈی سے میرے پاکپتن شہر کی income میں بھی اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں پینے کا صاف پانی نہیں ہے اور اس کی رپورٹ ایوان میں بھی موجود ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ 32 گاؤں ایسے ہیں جہاں پر پانی مضر صحت ہے۔ میری بڑی بہن یہاں پر بیٹھی ہیں تو میں اُن سے گزارش کروں گا کہ جو بھی مناسب سمجھیں وہ میرے حلقے میں پینے کے صاف پانی کے پلانٹس اور ٹیوب ویل لگائے جائیں تو مہربانی ہو گی۔ اس کے علاوہ ہمارے ضلع میں نہری نظام چل رہا ہے جو کہ بہت اچھا ہے۔ ایک یہی ایسا نظام ہے جس کا آبیانہ ہم 150 روپے دیتے ہیں اور پورے چھ ماہ ہم اس کا پانی لگاتے ہیں اور یہی ہمارے لئے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا ہے لیکن اس پر توجہ دینے کی بات یہ ہے کہ اس کو پکا کیا جائے۔ جو لوگ ٹیل پر آتے ہیں وہ 6، 7 کلو میٹر تک محروم رہ جاتے ہیں۔ پچھلی دفعہ آپ کی گورنمنٹ نے فنڈز دیئے ہیں جو اچھا کام کیا ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ جو باقی راجباہ رہتے ہیں اُن کے لئے بھی پیسے رکھے جائیں۔ میری بڑی بہن سُن رہی ہیں تو مجھے امید ہے کہ وہ

ضرور میری گزارش آگے پہنچائیں گی۔اس کے علاوہ سوئی گیس پائپ لائن ہمارے نور پور، ملکہ ہانس، چانوٹ اور لوہاراں والی کھوئی سے گزر رہی ہے جس کے لئے میں چاہوں گا کہ اگر وفاق کو سفارش کر دی جائے اور وہاں کے قصبوں کو بھی گیس مل جائے تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ کے وہاں ایم این اے ہوں گے آپ اس بارے اُن سے بات کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ تو بات کرتے ہی نہیں ہیں۔اگر وہ بات کرتے تو سوئی گیس مل جاتی۔اگر مناسب سمجھیں تو فیڈرل کو اس کی سفارش کر دی جائے۔اس کے علاوہ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی کاموں کے فنڈز سے پچھلے دو سال سے ہمیں محروم رکھا گیا ہے چونکہ میرا ووٹر بھی اتنا ہی پاکستان کا شہری ہے جتنا لاہور کا ہے لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ یہ محرومی ختم کی جائے یا ہمیں بتا دیا جائے کہ ہم نے یہ فنڈز کسی اور سے مانگنے ہیں۔ہم اس پنجاب کا حصہ ہیں اور وزیر اعلیٰ ہمارے بھی وزیر اعلیٰ ہیں بے شک دوسری پارٹی کے ہیں لیکن انہیں چاہئے کہ ہمیں زیادہ نوازیں کیونکہ ہم ان سے جیت کر آئے ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ ہماری value زیادہ ہے۔میرے حلقے کے لوگوں کو محروم نہ کیا جائے اور ان کی demand ہے کہ جو اُن کا حصہ بنتا ہے وہ دیا جائے۔مہربانی

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔اگلے مقرر چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب ہیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آج قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے 1447۔ارب 26 کروڑ روپے بڑے احسن طریقے سے پورے پنجاب میں تقسیم کئے۔آج میں یہاں پر یہ بات بھی کروں گا کہ اپوزیشن ہمیشہ میٹرو بس کی بات کرتی ہے تو میں اُن سے یہ سوال کرتا ہوں کہ کیا ویگنوں میں خواتین کی پھر بے حرمتی ہونی چاہئے، کیا کرایوں میں لوٹ مار ہونی چاہئے، کیا بوڑھے لوگوں کو ویگنوں میں دھکے کھانے چاہئیں، کیا گرمیوں میں مسافروں سے بُرا سلوک ہونا چاہئے اور کیا ویگنوں کی overloading ان کو خوبصورت لگتی ہے؟ اس کا دوسرے صوبوں کے ساتھ موازنہ کریں کہ وہاں پر ٹریفک کے کیا حالات ہیں؟

جناب سپیکر! آج میرے پنجاب کی عوام ائر کنڈیشنڈ بسوں میں سفر کر رہی ہے اور میرے قائد کو دعائیں دے رہی ہے کیونکہ تین لاکھ لوگ روزانہ بس میں سفر کرتے ہیں۔اگر اسے یہ جنگلہ بس کہتے ہیں تو پھر سکھر میں لوہے کا پُل کیوں بنا ہے اور اس کی وجوہات بھی بتائیں کہ لوہے کے پُل کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم، غریب اور نادار لوگوں کو بلاسُود قرضہ جات اور غریب لوگوں کو پچاس ہزار گاڑیاں دی گئیں تاکہ وہ اپنا روزگار کما سکیں۔یہ سب

کچھ اِن کو کتنا بُرا لگتا ہے اور بتائیں کہ یہ کون سی حکومت چاہتے ہیں؟اس کے علاوہ 6400 فلیٹس غریب لوگوں کو دیئے جائیں گے، چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوٹ، زچہ بچہ ہسپتال اور غریب بچوں کے لئے علاج کی سہولیات دی ہیں۔اگر energy crisis کی طرف آئیں تو لوڈشیڈنگ کے مسائل ہیں لیکن کوئلے سے بننے والی بجلی کی تیاری لاہور، قصور، فیصل آباد اور ملتان میں ہو رہی ہے۔اسی طرح 15 سے 20 میگاواٹ بائیوماس تھرمل پاور پلانٹ چک جھمرہ فیصل آباد میں شروع ہے، M-3 انڈسٹریل اسٹیٹ فیصل آباد اور اس کے ساتھ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں بھی شروع ہے۔کیا یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں ترقی ہو، کیا یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک کو روزگار ملے اور کیا یہ نہیں چاہتے کہ اس ملک میں انڈسٹری لگے؟اگر ایسا کرنا غلطی ہے تو میرا قائد یہ غلطی بار بار کرے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!رورل ایریا میں 52۔ارب روپے سڑکوں کی تعمیر اور repair کے لئے رکھے گئے ہیں۔آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے نہروں کی صفائی اور صاف پانی کا پروگرام شامل ہے جس کی ضرورت ہے۔اسی طرح لائیوسٹاک اور کئی ترقیاتی پراجیکٹس شامل ہیں۔یہ دیہات اس پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہیں تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب اور دیہاتوں کی صورتحال بہتر کرنے کے لئے میرے قائد نے جو پراجیکٹس دیئے ہیں اُن پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اس کے علاوہ ٹیکنیکل اداروں کی بہتری کے لئے ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ، TEVTA اور PVTC کو بہتر بنا کر اگر 2018 میں بیس لاکھ افراد کو ہم روزگار مہیا کریں گے تو کیا یہ بُری بات ہے؟میرے قائد کا جو خواب تھا اُس کی تکمیل ہو گی اور انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب کے بے روزگار نوجوان 2018 میں روزگار لے کر رہیں گے اور پنجاب میں بے روزگاری ختم ہو گی۔

جناب سپیکر!سکولوں کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لئے 4727 سکولوں میں تعمیر نو کی جائے گی۔چار نئے دانش سکول جہاں پر غریب لوگوں کے بچے، بے بس لوگوں کے بچے، مزدور اور پھٹّے لگانے والوں کے بچے پڑھیں گے۔کیا تعلیم دینا بُری بات ہے؟اس کے ساتھ ساتھ ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ، 2500 ایڈیشنل کلاس رومز، 990 آئی ٹی لیب و سائنس لیب اور پورے پنجاب میں 500 نئے پرائمری سکول بنائے جائیں گے، کیا پورے پنجاب میں تعلیم کے حوالے سے ایسی کوئی مثال ملتی ہے؟اس دفعہ میرے قائد نے 27 فیصد بجٹ دے کر پنجاب میں مثال قائم کر دی ہے۔اسی طرح ہائرایجوکیشن کے حوالے سے کالجوں کی missing facilities، وومن کالجز کا قیام، اس کے ساتھ ساتھ ذہین طلباء کے لئے سکالرشپ دینا، ایک لاکھ طلباء کے لئے لیپ ٹاپ دینا اور ٹیکنیکل ایجوکیشن دینا

میرے قائد کا کارنامہ ہے۔اِن کو کیا پتا کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن کیا ہوتی ہے؟میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔آج غریب کا بچہ ٹیکنیکل ایجوکیشن حاصل کر رہا ہے اور آپ یقین کریں کہ طلباء پیسے اکٹھے کر کے اور لوگوں سے مانگ کر لیپ ٹاپ خریدتے تھے جبکہ آج جس طرح اُن کو لیپ ٹاپ مل رہے ہیں اس حوالے سے میرے قائد کا بہت بڑا قدم ہے۔

جناب سپیکر!ہیلتھ پالیسی کے حوالے سے عرض کروں گا کہ Pakistan Kidney and Liver Institute and Research Centre، ہیلتھ انشورنس، موبائل ہیلتھ یونٹس، ہیپاٹائٹس(سی) کے پراجیکٹ کے لئے فنڈز اور چلڈرن ہسپتال میں بچوں کی ہارٹ سرجری کے حوالے سے میں اپنے قائد کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ اس قسم کے اقدامات پاکستان کی تاریخ میں نہیں ہو سکے۔

جناب سپیکر!میں آج لاء اینڈ آرڈر پر بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ Punjab Police Integrated Command, Control and Communication Centre کا قیام،لاہور، راولپنڈی اور ملتان میں ایڈیشنل اینڈ سیشن ججوں کی 317اسامیاں اور سول ججوں کی 696اسامیاں پیدا کی ہیں۔اس کے ساتھ کاؤنٹر ٹیرازم فورس کا قیام،پولیس سروس سنٹرز،پولیس ایمرجنسی اور اس کے ساتھ شہداء کی families کے لئے خصوصی پیکج دیا گیا ہے۔آج میں یہاں پر پنجاب کے پولیس کے اُن شہداء کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کے خلاف ڈٹ کر اپنی قربانیاں دیں۔آج میں پاک فوج کے جوانوں کو بھی سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دہشت گردی کو ختم کرنے کے لئے قربانیاں دیں۔آج میں اپنی فوج اور شہداء کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ:

یہ ہاتھ کٹ بھی گئے تو تب بھی تیرے علم کو نہ جھکنے دوں گا
اے پاک دھرتی میں تیرا بیٹا تیری حرمت پہ کٹ مروں گا

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلے مقرر جناب امجد علی جاوید صاحب ہیں لیکن اس سے پہلے ڈاکٹر مختار احمد بھرتھ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی۔II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

حکومت پنجاب کے حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ: جناب سپیکر! میں

"حکومتِ پنجاب کے حسابات پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی-II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ جی، امجد علی جاوید صاحب!

سالانہ بجٹ بابت سال 16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب امجد علی جاوید: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کے آغاز میں اُن نام نہاد تبدیلی کے دعویداروں اور علمبرداروں کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں پہلی خاتون وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کر کے اُس soft انقلاب جس کے ہم دعویدار ہیں، کا آغاز کر دیا ہے کہ ہم جو بات کہتے ہیں وہ کر کے دکھاتے ہیں اور نعروں پر یقین نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے یوں تو ہماری وزیر خزانہ کو مبارکباد بھی دی لیکن۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاءاللہ، مہربانی آپ کی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کیا ہی بہتر ہوتا کہ اس کا عملی اظہار وہ اس طرح سے کرتے کہ ایک خاتون وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کو سکون کے ساتھ سُنتے اور اس سے نہ صرف ایک خوشگوار پارلیمانی روایت کا آغاز ہوتا بلکہ اپوزیشن کا بھی ایک سنجیدہ اپوزیشن کے طور پر وقار بلند ہوتا۔ میں اس پر انہیں صرف یہی گوش گزار کروں گا کہ:

چھوڑ گئے تم بھی مجھے اوروں کی طرح
ساتھ چلتے تو نئی رسم کے بانی ہوتے

جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے کام کی بھی تعریف کی جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس ایوان کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے کام کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے۔یہ ہمارے اس رب کریم کا کرم ہے کہ جو پتھروں سے بھی کلمہ کہلوا سکتا ہے اور جس نے ان کے منہ میں یہ زبان ڈالی کہ انہیں یہ موقع ملا اور انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے کام کی تعریف کی تو میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے ان کی خدمت میں ایک شعر نذر کرتا ہوں:

میں نے سوکھی ہوئی ٹہنیوں پہ اپنا لہو چھڑکا تھا
پھول اگر اب بھی نہ کھلتے تو قیامت کرتے

جناب سپیکر! تنقید اور تعریف ہر بجٹ کا مقدر ہوتی ہے۔معاشیات کا علم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ انسانی خواہشات لا محدود ہیں اور وسائل محدود ہیں اور ان کے درمیان توازن پیدا کرنے کا آرٹ ہی بجٹ ہے کہ کس طرح آپ اپنی ترجیحات کا تعین کرتے ہیں کہ جو وسائل کاٹ کر لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایک ترقی پذیر ملک کے اندر یہ صورتحال اور بھی گھمبیر ہو جاتی ہے۔یہاں بجٹ سازی کا جو کام ہے وہ کانٹوں کا بستر ہے کہ:

ہر کوئی ہے دل کی ہتھیلی پہ صحرا رکھے
وہ کسے سیراب کرے کسے پیاسا رکھے

جناب سپیکر!وسائل کی کمی، دہشت گردی اور توانائی کے بحران کے شکار ملک میں جہاں کبھی دھرنوں کی آڑ میں اور کبھی point scoring کرنے کے لئے ہڑتالوں کی سازش کی جاتی ہے تو وہاں ایک آئیڈیل بجٹ بنانا بہت مشکل ہے لیکن ایک متوازن بجٹ بنانا بھی بہت ہی قابل داد ہے۔میں مبارکباد پیش کرتا ہوں وزیر خزانہ کو کہ انہوں نے 1447۔ارب 26 کروڑ روپے کا ایک متوازن بجٹ پیش کر کے اس پنجاب کی ایک تاریخ رقم کر دی ہے۔16-2015 کے بجٹ میں صحت سے لے کر تعلیم تک، تعلیم سے لے کر اریگیشن تک اور اریگیشن سے زراعت تک ہر شعبے کے اندر بجٹ کی رقم بڑھائی گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں تعلیم کی بات کروں گا کہ جس میں 310۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو پنجاب کے بجٹ کی تاریخی رقم ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنی رقم تعلیم کے شعبے پر مختص نہیں کی گئی اور اس کا حجم کل بجٹ کے ترقیاتی پروگرام کا 27 فیصد بنتا ہے جو کہ تاریخی figure ہے۔

جناب سپیکر!اگر ہم صحت کی طرف آتے ہیں تو اس میں 166۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور سب سے اہم بات جو کی گئی ہے کہ غریب مریضوں کو ادویات کی فراہمی کے لئے بجٹ میں 25 فیصد

اضافہ کیا گیا ہے تاکہ وہ غریب مریض جنہیں ہسپتالوں میں ادویات نہ ملنے کی شکایات ہوتی تھیں انہیں ادویات میسر آ سکیں۔اس بجٹ میں تعلیم سے ماہی گیری تک ہر شعبے میں پہلے سے زیادہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں تجاویز کی طرف آتا ہوں تو اس میں میری یہ تجویز ہو گی کہ شعبہ صحت میں وزیر خزانہ صاحبہ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس بات کی طرف توجہ دی جائے کہ بڑے شہروں میں جہاں پہلے سے ہی میڈیکل کالجز اور بڑے بڑے ہسپتال موجود ہیں، وہاں مزید میڈیکل کالجز کھولنے کی بجائے ہر ضلع کے اندر جہاں میڈیکل کالجز اور بڑے ہسپتال موجود نہیں ہیں، پابندی عائد کر دی جائے کہ آئندہ کسی بڑے شہر میں کوئی میڈیکل کالجز نہیں کھلیں گے۔ پہلے وہ اضلاع جہاں میڈیکل کالجز نہیں ہیں وہاں میڈیکل کالجز کھلیں گے۔ اگر میڈیکل کالجز کھلیں گے تو ان کے ساتھ teaching Hospital بنیں گے، teaching Hospital بنیں گے تو ان شہروں کے لوگوں کو زیادہ سہولیات میسر آئیں گی۔ اگر یہ فوری ممکن نہ ہو تو میری یہ گزارش ہو گی کہ جو ڈی ایچ کیوز ہیں ان کو جو قریبی teaching Hospitals ہیں یا میڈیکل کالجز ہیں ان کے ساتھ منسلک کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیمی اداروں کے حوالے سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر تعلیم کا معیار بہتر کیا جائے اور اس ملک کے اندر غریب بچوں کو مفت اور معیاری تعلیم کی فراہمی کی جا سکے تو ہمیں یہ یقینی بنانا ہو گا کہ اساتذہ پر دیگر load کو کم کیا جائے اور ساتھ ہی انہیں انتظامیہ کے حلقہ اثر سے آزاد کیا جائے تاکہ وہ اپنے کام پر صحیح توجہ دے سکیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب!وقت پورا ہو گیا ہے اور جلدی سے wind up کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!ہوائی سفر پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے میں اس حوالے سے محترمہ وزیر خزانہ جو معاشیات کی استاد ہیں، سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ٹیکس جو پہلے سے economic activity کو متاثر کرے کہ پنجاب کے اندر پہلے سے ہی ایک ٹیکس جو صرف پنجاب کے اندر ہے کہ 960 روپے ایک ٹکٹ پر لیا جاتا ہے۔ اگر یہ ٹیکس لاگو ہو گیا تو یہاں کا جو کاروباری طبقہ ہے وہ وفاق کی طرف shift کر جائے گا اور یہاں سے جو پیسا ٹیکس کی مد میں پہلے وصول ہو رہا ہے وہ بند ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، اگلے مقرر ملک محمد احمد خان صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ اگلی مقرر محترمہ لبنیٰ فیصل!

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، پنجاب کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے نامساعد حالات کے باوجود بھی پنجاب کا 1447۔ارب 24 کروڑ روپے سے زائد کا متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے قائد محترم میاں محمد نواز شریف کی نذر یہ شعر کرتی ہوں:

تیرے ہاتھ میں قلم ہے تیرے ذہن میں اجالا
تجھے کیا مٹا سکے گا وہ ظلمتوں کا پالا
تجھے فکر و امن و عالم اُسے اپنی ذات کا غم
تو طلوع ہو رہا ہے وہ غروب ہونے والا

جناب سپیکر! اس بجٹ میں موجودہ حکومت نے تعلیم کے لئے 310۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ محکمہ تعلیم اب ایک محکمہ نہیں بلکہ کئی محکموں میں تقسیم ہو گیا ہے جس میں سکول ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن، ٹیکنیکل ایجوکیشن اور سپیشل ایجوکیشن نمایاں ہیں۔ حکومت نے ان تمام محکموں کے لئے علیحدہ علیحدہ بجٹ مختص کیا ہے جو کہ بہت خوش آئند ہے۔ پنجاب کے تعلیمی اداروں کی missing facilities کو پورا کرنے کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بھی اربوں روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے فروغ اور ذہین بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے 11۔ارب روپے سے پنجاب انڈوومنٹ فنڈ قائم کیا گیا تھا۔ پچھلے مالی سال 15-2014 کے بجٹ میں بھی اس کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور آئندہ مالی سال کے لئے بھی 2۔ارب روپے کی مختص کردہ رقم حکومت کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل ایجوکیشن پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے کہ کس طرح لوگوں کو ہنر مند بنانا ہے اور کس طرح ان کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کرنے ہیں۔ اس بجٹ میں 20 لاکھ افراد کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دینے کے لئے 4۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو پنجاب حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ پنجاب حکومت نے خواتین کے لئے بھی ٹیکنیکل ایجوکیشن کے ادارے قائم کئے ہیں تاکہ خواتین بھی باعزت طریقے سے اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔ بلاسود قرضہ جات کی بلاتفریق تقسیم پروگرام بھی قوم کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا اس لئے کہتے ہیں کہ:

ہم ہر حال میں حق بات کا اعلان کریں گے
ہم پیروی حنبل و نعمان کریں گے
ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

جناب سپیکر: بی بی ذرا خیال کریں اوپر سے دیکھ کر پڑھنا ٹھیک نہیں ہوتا آپ اس سے help لے سکتی ہیں، hints لے سکتی ہیں۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کے لئے بجلی کا بحران سب سے بڑا چیلنج تھا اس سے نمٹنے کے لئے پچھلے مالی سال کے بجٹ میں 31۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی تھی اور آئندہ میزانیے میں بھی 618۔ارب روپے لگائے جا رہے ہیں جس میں سے 360۔ارب روپیہ چائنا کی کمپنی لگائے گی، اس طرح ایک بڑی سرمایہ کاری بھی پاکستان میں ہو گی۔ میں اس energy crisis سے نمٹنے کے لئے ایسے مصدق منصوبوں کو شروع کرنے سے پہلے پنجاب حکومت اور اپنے قائدین کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ہم لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے بالکل آزاد ہو جائیں گے۔ سولر انرجی سے دنیا آشنا ہے اس انرجی کی اہمیت کے پیش نظر میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے بہاولپور میں قائد اعظم سولر پارک کے منصوبے کا آغاز کیا اور اب اس کا افتتاح ہو چکا ہے۔ میرے ساتھ پورے پنجاب کی گواہی ہے کہ ایسے منصوبے پاکستان کے طول و عرض میں مکمل ہوں گے تاکہ پاکستان بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہو۔ میں یہاں اپوزیشن کے لئے کچھ کہتی چلوں:

اُلجھے تو تلخیوں کی بھی حد سے گزر گئے
ٹوٹے تو کرچیوں کی بھی حد سے گزر گئے
نفرت ہوئی کسی سے تو بے انتہا ہوئی
چاہا تو چاہتوں کی بھی حد سے گزر گئے

بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ next ڈاکٹر محمد اَفضل صاحب!

ڈاکٹر محمد اَفضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔سب سے پہلے جو میری بہن ابھی توانائی کے بحران پر بات کر رہی تھیں تو اس میں بہاولپور کے قائداعظم سولر پارک کا ذکر آیا ہم تو اسے بہاولپور کے لئے خوش قسمتی سمجھتے تھے کہ قائداعظم سولر پارک بنا اور بہاولپور کے اندھیرے اجالوں میں بدل جائیں گے۔100 میگاواٹ کا افتتاح پچھلے دنوں ہوا، وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے پانچ وزٹ ہوئے اور اس پر 100 میگاواٹ کے افتتاح کے ایک مہینے بعد اب قائداعظم سولر پارک 30 میگاواٹ انرجی دے رہا ہے اب آگے پتا نہیں کیا ہو گا؟ میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 5 پر 135۔ارب روپے پڑھا تھا کہ قائداعظم سولر پارک کے لئے رکھے گئے ہیں اور آگے جا کر انہوں نے صفحہ نمبر 18 پر پڑھا کہ 150۔ارب روپے تو میرے علم میں نہیں آیا کہ یہ لکھنے کی غلطی یا اتنا difference کیوں ہے؟ ایک جگہ 135۔ارب روپے ہے اور دوسری جگہ 150۔ارب روپے ہے اور یہ قائداعظم سولر پارک جتنی بھی انرجی generate کر رہا ہے وہ نیشنل گرڈ میں جا رہی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ اس کا حق پہلے بہاولپور کی عوام کو ملتا وہاں کی ضرورت پوری کر کے پھر دوسرے علاقوں میں یہ انرجی دی جاتی۔

جناب سپیکر: یہ جو بات آپ کر رہے ہیں وہ انرجی نیشنل گرڈ میں گئی ہے اُس کو اپنے پاس کسی نے نہیں رکھا۔یقیناً جو آپ کا حق بنتا ہے اُس کا کہیں گے وہ وزیر خزانہ صاحبہ نے نوٹ کر لیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اَفضل: جناب سپیکر! ہمارا تو energy crisis وہی جا رہا ہے کہ دیہاتوں میں بجلی 18 سے 20 گھنٹے جا رہی ہے۔دوسرا مسئلہ پانی کا ہے، پانی کے بغیر زندگی ناممکن ہے اور میں سپیشل پینے کے پانی کی بات کر رہا ہوں۔میرا حلقہ چولستان کا ہے بہت سارے معزز ممبر اس حلقے کو جانتے ہیں اب بھی بہت ساری جگہیں ایسی ہیں جہاں پر ایک ہی ٹوبہ سے انسان اور جانور پانی پیتے ہیں۔بدقسمتی سمجھ لیں کہ 05-2004 میں 250 کلومیٹر سے زیادہ واٹر سپلائی کی لائنیں بچھی تھیں جو 2008 تک چلتی رہیں اُس کے بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر بند ہو گئیں۔وزیراعلیٰ پچھلے سال تشریف لے گئے تھے انہوں نے 2۔ارب روپے کے پیکیج کا اعلان چولستان کے لئے فرمایا تھا جبکہ اُس پر کام شروع نہ ہوا۔اس بجٹ میں اُس 2۔ارب روپے کو بڑھانا چاہئے تھا لیکن اُس کو کم کر کے ایک ارب روپے کر دیا گیا ہے۔گزارش یہ ہے کہ چلو انسانوں کو پینے کا پانی تو ملے۔وہ جو واٹر سپلائی کی لائنیں ہیں اُس کو وہیں سے شروع کر دیں اُس کو extend نہ کریں۔یہ بہت بڑا issue ہے کہ پاکستان میں اب بھی ایسے areas ہیں جہاں جانور بھی اُسی جگہ سے پانی پیتے ہیں اور انسان بھی اُسی جگہ سے پانی پیتے ہیں۔وہاں پر 250 کلومیٹر سے زیادہ واٹر سپلائی

کی لائنیں بچھی ہوئی ہیں جو کہ چل رہی تھیں، پچھلے چند سالوں سے بند پڑی ہیں اور وزیر اعلیٰ اعلان فرما کر آئے تھے کہ ہم اس کو چالو کریں گے اور آگے بھی extend کریں گے۔آگے extend تو کیا وہ تو ابھی تک چالو بھی نہیں ہوئیں۔گزارش یہ ہے کہ جو وزیر اعلیٰ نے اعلان فرمایا ہے اُس پر عملدرآمد کروایا جائے اور واٹر سپلائی کی لائین کو چالو کیا جائے تاکہ وہاں انسان صاف پانی پی سکیں۔بہاولپور میں دوسرا اہم issue صحت کا ہے میں نے پچھلے سال کی تقریر اور اُس سے پچھلی تقریر میں بھی ذکر کیا اور میں اس پر سوال بھی لے کر آیا تھا کہ 2007 سے دو یونٹ مکمل ہیں ایک کارڈیالوجی سنٹر اور ایک کڈنی سنٹر with machinery ہیں ڈاکٹر سید وسیم اختر نے بھی گزارش کی تھی کہ ان کو چالو کر دیا جائے۔مشینری انسٹال کرنی ہے اور وہ چالو ہو جانے ہیں اس میں کوئی extra خرچہ نہیں ہونا اور وزیر اعلیٰ نے ایک سول ہسپتال بنایا تھا جہانگی والا روڈ پر وہ ابھی تک مکمل طور پر چالو نہیں ہے indoor اُس کے چالو نہیں ہوئے کچھ یونٹ پچھلے ماہ چالو ہو گئے ہیں باقی کو بھی چالو کیا جائے تاکہ وہاں کے لوگ بھی فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کی باتیں بہت ہو رہی ہیں میرے پورے حلقے پی پی۔276 میں ایک بھی گرلز کالج نہیں ہے اور صرف ایک بوائز ہائر سیکنڈری سکول ہے تو بچے پرائیویٹ سکولوں میں نہ جائیں تو کہاں جائیں؟ میں سلام پیش کرتا ہوں PEF والوں کو کہ یہ منصوبہ پرانے وقتوں کا تھا اور اب تک چل رہا ہے اور لاکھوں بچے اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔جہاں پر گورنمنٹ سکول ہی نہیں ہو گا، کالج ہی نہیں ہو گا تو بچے سارے پرائیویٹ سیکٹر میں جائیں گے اور بھاری فیسیں دیں گے اور تعلیم حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! آخر میں تھوڑی سی بات گورنمنٹ کی priorities کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل پانی کا ایک issue آرہا ہے جو کہ بہت بڑا issue ہے۔زرعی پانی کا جیسے ہمارا بیلٹ ہے وہاں نیچے brackish water ہے، پانی میٹھا نہیں ہے۔نہروں کے پانی کی اتنی کمی ہے کہ نہر 30 فیصد پر آگئی ہیں خانکی بیراج اس کی لاگت انہوں نے 23۔ارب 44 کروڑ روپے رکھی ہے اور اس کے لئے فنڈ صرف 6۔ارب روپے مختص کئے ہیں اور ساتھ ساتھ جناح بیراج ہے اس کی لاگت 12۔ارب روپے ہے اور اس کے لئے فنڈ صرف 90 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔آپ یہ دیکھ لیں کہ 90 کروڑ میں تو اس کی feasibility ہی نہیں بنے گی تو صفائی کیا ہونی ہے اور آگے پانی کہاں سے آنا ہے بہت مہربانی۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، next چودھری محمد اسداللہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں قائد محترم، وزیر خزانہ صاحبہ اور ان کی ٹیم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہر شعبے کو جیسے liver

transplantation صحت ،زراعت اور ہر چیز کو cover کیا ہے اور بڑا اچھا بجٹ پیش کیا لیکن میں کچھ چیزیں وزیر خزانہ صاحبہ تک پہنچانا چاہتا ہوں جس سے ہم مزید بہتری لا سکتے ہیں۔ابھی پنجاب کے اندر سب سے بڑا issue زراعت کا ہے ۔ہمیں یہ بہت بڑا crisis نظر آرہا ہے ہماری agriculture cost اس وقت دنیا کی سب سے مہنگی cost ہو چکی ہے اُس کی وجہ سے ہماری exports کم ہو گئی ہیں۔ ہماری فیکٹری اور ہماری انڈسٹری mostly agriculture related ہے،ہماری آبادی mostly agriculture کے ساتھ منسلک ہے ابھی گندم کی فصل آئی،دنیا کی گندم 900روپے سے 950روپے میں export ہو رہی ہے ،import ہو رہی ہے جبکہ پاکستان کے اندر اس کی لاگت 1200سے 1300روپے تک جاتی ہے اور اس وقت بھی جو پچھلی paddy کی فصل گزری ہے اُس کا جو ریٹ رہا ہے اُس سے زمینداروں کا اتنا نقصان ہوا کہ جو فی ایکڑ ٹھیکہ تھا 70ہزار روپے ابھی 40ہزار روپے میں وہ زمین ٹھیکے پر نہیں جا رہی ہے۔ابھی بھی ان حالات کے باوجود انڈیا مارکیٹ میں ایک ہزار روپے من چاول سستا سیل کر رہا ہے۔ میں اپنی پارٹی اور گورنمنٹ کو پیشگی بتا رہا ہوں کہ آئندہ جو paddy کی فصل آرہی ہے زمیندار کو اس سے بھی زیادہ نقصان ہونے کا خطرہ ہے۔ جو میری feelings ہیں، جو میں محسوس کرتا ہوں جس طرح flood کے دنوں میں قائد نے ہنگامی بنیادوں پر پنجاب کے اندر کام کیا تھا میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہمیں زراعت کے لئے بالکل اسی طرح ہنگامی بنیادوں پر کام کرنا ہو گا otherwise ہماری زراعت جس طرح نقصان میں جا رہی ہے ایک سال بعد ہر زمیندار نقصان میں جائے گا۔ اس کا واحد حل یہی ہے کہ ہمیں اپنی agriculture cost کو کم کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی فی ایکڑ پیداوار کو بڑھانا ہو گا، ہمیں اپنے ریسرچ ورک کو بہتر کرنا ہو گا۔ یہ میری request تھی اس سے امید ہے کہ اگر ہم زمیندار کو خوشحال کر گئے، زراعت کو اس crisis سے نکال لیا تو میں انشاء اللہ پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ پنجاب میں خوشحالی آئے گی، پنجاب میں بہتری آئے گی ، لوگوں کے چہروں پر خوشیاں دیکھیں گے اور لوگوں کے چہرے مسکراتے دیکھیں گے۔ یہ بات میں انشاء اللہ پورے وثوق سے کہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں دوسری بات محترمہ وزیر خزانہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری پارٹی اور لیڈر شپ کا view یہ ہے کہ ہمیں بہتری لانی ہے، ہم نے انصاف اور میرٹ پر کام کرنا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہر حلقے کے ہر ضلع میں فنڈز equal تقسیم ہونے چاہئیں۔ جس طرح این ایف سی ایوارڈ کے پورے صوبوں میں فنڈز تقسیم ہوتے ہیں اسی طرح ہر ضلع میں فنڈز تقسیم ہوں تاکہ کسی بھی حلقے کی

عوام کی دل آزاری نہ ہو اور کسی بھی ضلع کی عوام کی دل آزاری نہ ہو۔ میں تھوڑی سی روشنی اپنے ڈویژن کے ڈسٹرکٹ کے ڈویلپمنٹ بجٹ پر ڈالنا چاہتا ہوں۔ نارووال میں 1550 ملین روپے رکھے گئے ہیں، سیالکوٹ میں 10488 ملین روپے رکھے گئے ہیں، منڈی بہاؤالدین میں 3452 ملین روپے، گجرات میں 5666 ملین روپے اور میرے اپنے ضلع حافظ آباد میں صرف 903 ملین روپے رکھے گئے ہیں جبکہ گوجرانوالہ میں 8128 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ ایک ڈویژن جس کے چھ اضلاع ہیں ان کے اندر ڈویلپمنٹ کا بہت تضاد ہے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ ہمیں اس فنڈ کو منصفانہ طریقے سے تقسیم کرنا چاہئے۔ میں یہ request کرنا چاہتا تھا ہمیں اپنے ڈویلپمنٹ کے کام کو بہتر کرنے کے لئے فنڈز کی منصفانہ تقسیم کرنی چاہئے۔ پچھلے tenure میں یہاں ایک estimate پیش کیا گیا جو ایم پی ایز ہاسٹل کا تھا اس کا ایک فلیٹ جو دو بیڈ کا تھا اس کی revaluation تھی جو 2 کروڑ 10 لاکھ روپے بنتی تھی جبکہ اُس وقت لاہور کے اندر کسی بھی جگہ کی قیمت with land ایک کنال کے گھر کی تھی۔ ہمیں اپنے estimation کے سسٹم اور انجینئرنگ و تنگ سے جان چھڑانا ہو گی ہمیں estimation کے لئے کوئی الگ طریق کار بنانا ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم جتنے پراجیکٹس، روڈز کے، بلڈنگز کے بناتے ہیں جب ہم اس کی cost نکالتے ہیں تو ہمیں اس کے ساتھ expiry date بھی دینی چاہئے کہ ہم اس پر اتنے پیسے لگا رہے ہیں اور یہ کتنے سال تک کام کرے گا۔ آج تک کسی روڈ کی کوئی میعاد فکس نہیں کی گئی اس کی date ہونی چاہئے تاکہ بعد میں اس کا ٹھیکیدار اور محکمہ جوابدہ ہو کہ دو سال کے بعد یہ سڑک کیوں خراب ہو گئی؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! wind up کریں، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے، مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ): جناب سپیکر! مہربانی کر دیں اور تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کے بعد جن کی باری ہے ان سے ٹائم لے لیں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خوراک (چودھری محمد اسداللہ) جناب سپیکر! ایجوکیشن میں ہم یونیورسٹی پرائیویٹ دے رہے ہیں، میڈیکل کالج پرائیویٹ دے رہے ہیں میرا خیال ہے کہ ضرور دینے چاہئیں کیونکہ ان کی ضرورت ہے لیکن ہمیں ان کو یہ اختیار نہیں دینا چاہئے کہ یہ خود exam لیں اور لوگوں سے پیسے لے کر ڈگریاں تقسیم کرتے رہیں۔ ہمیں یونیورسٹیوں اور میڈیکل کالجوں کا ایک proper

examination کا سسٹم بنانا ہوگا تاکہ یہ لوگ اپنی مرضی سے ڈگریاں فروخت نہ کر سکیں بلکہ لوگ اپنی محنت سے اور پڑھ کر وہ ڈگریاں حاصل کریں۔اب میں اجازت چاہتا ہوں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی، شکریہ۔رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ برسر اقتدار آنے کے بعد ہماری حکومت نے جو ترجیحات توانائی، صحت، زراعت اور دوسرے محکموں کے بارے میں متعین کی تھیں الحمد للہ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان میں سے بیشتر پر بہت زیادہ کام ہوا ہے اور وہ targets achieve ہوئے ہیں۔ موجودہ بجٹ میں بھی تمام شعبوں کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے خاص طور پر ہمارے دیہات کے لئے جو ہمارے وزیر اعلیٰ نے کارپٹ روڈ کا منصوبہ دیا ہے یہ اتنا بڑا اور عالی شان منصوبہ ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا جو rural area ہے وہ jump کرے گا اور بہت زیادہ develop ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو توانائی کے منصوبے ہیں اس کے لئے بھی خطیر رقم رکھی گئی ہے، تعلیم اور زراعت پر بھی خصوصی رقم رکھی گئی ہے میں اس کے لئے محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کا شکر گزار ہوں۔ خاص طور پر ترجیحی بنیادوں پر جو علاقے نہایت پسماندہ تھے ان کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔اسی طرح صاف پانی کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں اور سب سے اہم بات اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی ہے اگر میں اس کی تعریف نہ کروں تو یہ زیادتی ہوگی۔ آج سے چالیس سال پہلے ہماری جو راجباہیں اور نہروں کی مرمت، صفائی اور جو انہیں پکا ہونا چاہئے تھا وہ اب چالیس سال بعد ہوئی ہیں۔ یہ محکمہ فعال ہوا ہے اس کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب، منسٹر اریگیشن اور سیکرٹری اریگیشن تعریف کے قابل ہیں۔

جناب سپیکر! میں زراعت پر بات کرنا چاہوں گا چودھری اسد اللہ صاحب نے جس طرح سے زمینداروں کی حالت بیان کی ہے میں ان کو سیکنڈ کرتا ہوں۔ اس وقت واقعی حالات ایسے ہیں کہ اگر فوری طور پر ان پر کوئی غور نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ایک بہت بڑا crisis منتظر ہوگا۔اس وقت زمیندار financially طور پر مر چکا ہے۔ ہماری production کی cost بہت زیادہ ہے۔ ہماری دونوں فصلات ضائع ہو چکی ہیں۔ میرا ضلع سیالکوٹ اور خاص طور پر پی پی۔128 جو flood سے سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ میں ان لوگوں میں رہا ہوں اور وزیر اعلیٰ کو سیلوٹ پیش کرتا ہوں کہ جب flood آیا تھا تو وہ ہر گاؤں میں گئے اور ممبران اسمبلی نے دن رات وہاں لوگوں کی خدمت کی یہاں تک کہ عید کی نماز بھی متاثرین کے ساتھ ہی پڑھی۔اب جو صورتحال ہے، میں کہتا ہوں کہ یہ انتظامی طور پر بالکل ٹھیک

بات ہے مگر لوگوں کی مالی حالت بہت weak ہو گئی ہے۔زمیندار کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم نے فوری طور پر cost of production کم نہ کی تو حالات بہت خراب ہو جائیں گے۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ فوری طور پر تیل، کھاد، بیج اور زرعی ادویات پر سبسڈی دی جائے۔آپ نے زراعت میں ٹریکٹروں کے لئے 5۔ارب روپے رکھے ہیں۔ یقیناً یہ احسن اقدام ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ بھی ضروری یہ ہے کہ اس وقت جو زمیندار کی حالت ہے،آڑھتی بھی مر چکا ہے وہ ان کو کوئی پیسا نہیں دے رہا اور رائس ڈیلرز بھی کوئی پیسا نہیں دے رہے تو اس لئے میں یہ کہوں گا کہ کھاد اور تیل پر سبسڈی دی جائے۔ میں ایک بات پر حیران ہوں کہ جب عالمی سطح پر تیل کی قیمتیں کم ہوئیں اور ہماری حکومت نے یہ فائدہ عوام تک پہنچایا تو اس سے گھی سستا ہوا، چینی بھی سستی ہوئی اور مہنگائی نیچے آئی ہے مگر کھاد، بیج اور زرعی ادویات پر تیل کے سستا ہونے کا فائدہ لوگوں تک نہیں پہنچا۔ میں اس پر استدعا کروں گا کہ اس پر فوری طور پر ایک ٹاسک فورس بنائی جائے کیونکہ paddy کی فصل چند دنوں میں شروع ہونی ہے اور زمینداروں کے پاس اتنی استعداد نہیں ہے کہ وہ بیج، کھاد اور تیل اتنا مہنگا خرید سکیں۔

جناب سپیکر! میاں صاحب نے جب پہلے دور حکومت میں ایٹمی دھماکے کئے اور موٹروے بنائی تو اس وقت بہت تنقید کی گئی لیکن وقت نے یہ ثابت کیا کہ ان ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے ہمارا ملک مضبوط ہوا اور اس کی سلامتی یقینی ہوئی۔ آج ہر آدمی کی خواہش ہے کہ موٹروے ان کے علاقے میں بنے۔اب جو دور آیا ہے وہ میٹرو اور خاص طور economic corridor کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تنقید بڑی ضروری ہے اور اپوزیشن جمہوریت کا حسن بھی ہے لیکن آپ تنقید بھی کریں، تجویز بھی دیں اور تنقید جائز ہونی چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں آخر میں wind up کرتے ہوئے کچھ گزارشات عرض کرتا ہوں کہ ہمارا ایریا سیلاب زدہ ایریا ہے تو میں ان کی اس پر فوری طور پر توجہ چاہوں گا کہ سیلاب کا دوبارہ سیزن آ رہا ہے لیکن بیوروکریسی اتنی طاقت ور ہے، جناب وزیر اعلیٰ نے اسی وقت آرڈر کئے تھے کہ اس پر فوری طور پر کام ہونا چاہئے لیکن ابھی تک کام نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، آپ جلدی wind up کریں۔

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! میں آخری بات کرتا ہوں کہ پچھلے دن قائد حزب اختلاف نے نابیناؤں کی بات کی تھی کہ ان کو نوکری دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح حکومت ان کے وظیفہ کا کام کر رہی ہے وہ اچھا اقدام ہے۔ اگر سرکاری ملازمت کی بات کر رہے ہیں تو[**********]

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، غیر پارلیمانی الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔This is not good. آپ ان کا مائیک بند کریں۔ جی، جناب محمد سبطین خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب آصف محمود!

میاں ممتاز احمد مہاروی: جناب سپیکر! اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے ٹائم دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا نام تو میرے پاس نہیں آیا۔ آپ مجھے ابھی آگے چلنے دیں۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عارف عباسی!۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید اختر صاحب!۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے کبھی ٹائم نہیں مانگا، ان کو ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں ممتاز صاحب! ان کا ٹائم پہلے آیا ہوا ہے ان کو بول لینے دیں۔ جب ادھر سے آئیں گے تو ان کے بعد پھر آپ کو باری دے دیں گے۔ آپ نے نام ادھر لکھوایا نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! انصاف ہو گیا ہے، اس سے اچھا انصاف نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں صحیح بات کر رہا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو بھی موقع ملے گا کیونکہ وہ تشریف نہیں رکھتے تو میں آپ کو بھی موقع دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب پہلے آپ نے میرا نام پکارا تو میں موجود نہیں تھا لیکن اس میں میری مشکل یہ تھی کہ آج صبح دس بجے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ ان باتوں کو چھوڑ دیں۔ اب آپ اپنا کام کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب ڈپٹی سپیکر نے مسجد کمیٹی کی میٹنگ رکھی ہوئی تھی اور وہ خود تشریف نہ لائے۔ مجھے انہوں نے حکم کیا کہ آپ اس کو Chair کر لیں تو میٹنگ کے دوران ہی اجلاس شروع ہو گیا تھا۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!آپ بجٹ پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔میں اس ایوان اور پنجاب کے عوام کو بھی پنجاب کی تاریخ کا پہلا[****]بجٹ موصول ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!یہ کیا language ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میری بات تو سن لیں،یہ اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب!آپ جیسا سمجھدار اور پڑھا لکھا بندہ ایسی بات کرے تو مناسب نہیں لگتا۔شاہ صاحب نے جو[****]بجٹ کے بارے میں بات کی ہے اس کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!زنانہ لفظ غیر پارلیمانی لفظ تو نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔انہوں نے[****]بجٹ کا کہا ہے۔بجٹ سب کے لئے ہوتا ہے،یہ مرد کے لئے بھی ہوتا ہے اور خواتین کے لئے بھی ہوتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!ان کو ایسے الفاظ کہنا زیب نہیں دیتا۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ تشریف رکھیں۔میں نے ان کو کہہ دیا ہے۔جی،بجٹ سب کے لئے ہے،بجٹ آپ کے لئے بھی ہے،میرے لئے بھی ہے،خواتین کے لئے بھی ہے اور ساری قوم کے لئے ہے۔آپ کیا کرتے ہیں پنجاب کی جتنی عوام ہے ان سب کے لئے یہ بجٹ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میری بات کو ہونے سے پہلے بیچ میں خواتین کھڑی ہو گئیں۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ مہربانی کریں ان الفاظ کو نہ دہرائیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر!انہوں نے غلط بات شروع کی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔میں نے نوٹس لے لیا ہے آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں اس بات کی تحسین کرتا ہوں کہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشااس subject میں تعلیم یافتہ ہیں اور خواتین بحیثیت مجموعی نرم دل ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آئندہ آنے والے سالوں میں ہمارا بجٹ زیادہ غریب دوست ہوگااور ڈاکٹر عائشہ غوث پاشاجواپنی تعلیم کی روشنی سے اس میں زیادہ بہتر طریقے سے input دے سکیں گی۔

جناب سپیکر!انہوں نے ابھی جو پوسٹ بجٹ پریس کانفرنس کی تھی اس میں انہوں نے admit کیا کہ بجٹ بیوروکریسی بناتی ہے اور اس میں ہماری طرف سے directions ہوتی ہے اور اس میں public touch آتا ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں زیادہ سے زیادہ public touch آنا چاہئے۔ ہماری ایک سپیشل کمیٹی جو rules & regulation پر بنی ہوئی ہے ظاہر ہے کہ اس میں بھی یہ ساری چیزیں زیر بحث آئیں گی۔ پچھلے سال بجٹ تقریر میں بھی میں نے یہ گزارش کی تھی پری بجٹ proposals متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو جانی چاہئیں تاکہ ہر ڈیپارٹمنٹ اپنے بجٹ میں public touch کو رکھے۔ یہ اچھی بات ہے کہ pre budget discussion کا ایک سسٹم ہمارے ہاں شروع ہوا ہے لیکن اس pre budget discussion کے لئے وقت بھی تھوڑا ہوتا ہے اور اس میں معزز ممبران کا interest اس لئے نہیں ہوتا کہ بعد میں کوئی feedback نہیں ملتا کہ وہ proposals جو دی ہیں ان پر کیا ہوااور کیا نہ ہوا؟اگر محترمہ وزیر خزانہ اس حوالے سے کوئی چیز بنا سکیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر!اس میں دوسری بات میں یہ بھی add کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ پاس ہو جائے گا جس طرح سابقہ ادوار میں ہوتا رہا ہے اور پورا سال گزر جائے گا لیکن اسمبلی کو کچھ پتا نہیں ہوگا۔ حالانکہ اسمبلی کے انگوٹھا لگانے سے ہی یہ بجٹ پاس سمجھا جاتا ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر:جی،یہ سب پڑھے لکھے ہیں،انگوٹھا سسٹم نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!وہ انگوٹھا بھی ہم سے نہیں لگتا،ہم تو تقریر کر کے چلے جاتے ہیں،ہاتھ کھڑا ہو جائے گا اور بجٹ پاس ہو جائے گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پھر سارا سال ہمیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں کہاں reappropriation ہوئی ہے کہاں پر بجٹ خرچ نہیں ہوا، کتنی ڈویلپمنٹ ہو گئی کتنی رہ گئی ہے،کتنا بجٹ خرچ ہو گیا ہے،کتنا خرچ نہیں ہوا کیونکہ دوران سال اس کا کوئی پتا نہیں ہوتا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میڈم صاحبہ چیف منسٹر صاحب سے اس کو منظور کروا کر Midterm Budgetary Review اسمبلی کے اندر آنا چاہئے،اصولی طور پر سٹینڈنگ کمیٹی کو ہر تین مہینے کے بعد

apprise ہونا چاہئے، جو بجٹ ان کے ڈیپارٹمنٹ، زراعت اور تعلیم کا پاس ہوا ہے اس میں کیا ڈویلپمنٹ ہوئی ہے اور کتنا اس کے اندر خرچ ہوا ہے۔اس طرح کی اگر کوئی چیز بن جائے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں عوامیت بھی آئے گی اور اسمبلی کی grip بھی پورے سسٹم کے اوپر ہو گی۔اس وقت جو صورتحال ہے اس کے حوالے سے یہ میں آپ کی خدمت میں ایک رپورٹ پڑھنا چاہتا ہوں، میں محترمہ وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ وہ اس کو note کر لیں۔جب آخر میں وہ اپنی اختتامی تقریر کریں گی تو اس کے بارے میں ہمیں انفارمیشن دیں۔

> According to the official numbers, the Punjab Government has spent less than 40 percent and Rs. 40 Billions of the total funds of 104 Billion allocated for development in the Province for the region in the first ten months of the fiscal year.

جناب سپیکر!یعنی گزارش یہ ہے کہ پچھلے جون میں ہم نے بجٹ کو منظور کیا اور یہ سلسلہ چلتا رہا، پہلے جو دس مہینے گزر گئے اس میں 104 بلین میں سے صرف 40 بلین خرچ ہوئے، جو میری معلومات ہیں اس کے مطابق 40 فیصد سے اب یہ 60 فیصد ہو گیا ہے کیونکہ آخری دو مہینوں میں تمام محکمے چھریاں چاقو بھی نکال لیتے ہیں، اس کے بعد تیزی سے اس کو خرچ کرتے ہیں کیونکہ اوپر سے بھی دباؤ ہوتا ہے کہ بجٹ اب خرچ ہونا چاہئے، اسمبلی کو رپورٹ جانی ہے، اس کے اندر پھر کمیشن ہوتا ہے اور substandard کام ہوتا ہے۔اتنے بڑے پیمانے پر ڈویلپمنٹ کے کام ہو رہے ہوتے ہیں کہ اس کی نگرانی کرنا بھی بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔میں محترمہ عائشہ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس حوالے سے اسمبلی کو brief کریں۔آپ اگر کہیں کہ میں نے اس کو چیلنج کیا ہے یا میں نے الزام لگایا ہے، اس کی clarity اس حوالے سے ہونی چاہئے کہ دوران سال کیا سلسلہ رہا ہے۔

جناب سپیکر!اصولی طور پر میں اس بجٹ کو غیر آئینی سمجھتا ہوں اس لئے کہ وفاقی شرعی عدالت نے نومبر 1991 کے اندر اس کے فل بنچ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ پاکستان ایک اسلامی جمہوری ملک ہے اور ہمارے آئین کی دفعہ 2(الف) اس بات کے متعلق بالکل clearly کہتی ہے کہ اس ملک کے اندر حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہو گی۔آئین کی ایک دوسری شق کے اندر یہ بات اسلامی نظریاتی کونسل کے ذمہ لگی کہ سات سال کے اندر اس ملک کے تمام قاعدے قوانین کا جائزہ لے کر، جو چیزیں قرآن وسنت کے مخالف ہیں اس کو قرآن وسنت کے مطابق کرنے کے لئے اپنی تجاویز دے گی اور پارلیمنٹ اس پر عملدرآمد کرنے

کی bound ہے۔اس پر اگر میں بات شروع کر دوں گا تو پھر ایوان کے اندر تماشا بنتا ہے لیکن باوجوہ اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔اس میں اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ recommendation بھی full طریقے سے دی تھی کہ سود حرام ہے۔نومبر 1991 کے اندر decision دیا اور انہوں نے direction یہ دی کہ جون 1992 تک وفاقی حکومت اپنے تمام مالی معاملات غیر سودی کر لے۔اس زمانے میں، میں یہاں صوبائی اسمبلی کا ممبر بھی تھا تو اسی decision کی کاپی لے کر میں نے اس ایوان کو متوجہ کیا اور Resolution دیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا یہ decision ہے لہذا پنجاب گورنمنٹ بھی اس کی روشنی میں اپنے تمام معاملات کو غیر سودی کر لے۔مجھے بڑا افسوس ہوا جب اس وقت کے وزیر قانون و پارلیمانی امور نے اس Resolution پر اُٹھ کر یہ بات کہی اور پورے ایوان کو متوجہ کیا، میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ دیکھیں یہ ڈاکٹر ایم بی بی ایس ہے پڑھا لکھا ہے، دنیا چاند پر پہنچ گئی ہے اور یہ ہمیں 1400 سال پرانے نظام معیشت کے اندر لے کر جانا چاہتا ہے۔بہر حال ان کا عمل ان کے حوالے،اس وقت کی جو حکومت تھی وہ اس decision کے خلاف سپریم کورٹ میں جا کر stay لے آئی اور ابھی تک اس stay پر ہمارے ملک کا سودی نظام چل رہا ہے۔میں محترمہ وزیر خزانہ اور پورے ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ٹھیک طریق کار نہیں ہے، ہمیں آگے بڑھنا چاہئے ہمیں اقدامات کرنے چاہئیں اور ہمیں IMF اور World Bank سے ڈرنا نہیں چاہئے۔ہم اور ہمارا ملک آزاد ہیں ہمیں اپنی Fiscal policies خود بنانی چاہئیں۔اس حوالے سے میں آپ کی اجازت سے قرآن کے اندر سود کے متعلق جو حکم ہے وہ بیان کروں۔اس کی ساری تفصیل تو میں نے اپنے پاس note کی ہوئی ہے لیکن ساری یہاں پیش نہیں کروں گا لیکن ایک دو آیات میں چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے سامنے پیش کروں۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِO

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ
ءَامَنُوا۟ لَا تَأْكُلُوا۟ ٱلرِّبَوٰٓا۟ أَضْعَـٰفًا مُّضَٰعَفَةً ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿١٣٠﴾ وَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِىٓ أُعِدَّتْ لِلْكَـٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾

یہ سورہ العمران کی آیت ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ:

"اے ایمان والو!دُگنا چوگنا سود نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ نجات حاصل کرو (130) اور (دوزخ کی) آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے (131)"

جناب سپیکر! سورہ بقرہ کے اندر اللہ رب العالمین نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ
ٱللَّهَ وَذَرُواْ مَا بَقِيَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ٢٧٨
فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُواْ فَأۡذَنُواْ بِحَرۡبٖ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦۖ وَإِن تُبۡتُمۡ
فَلَكُمۡ رُءُوسُ أَمۡوَٰلِكُمۡ لَا تَظۡلِمُونَ وَلَا تُظۡلَمُونَ ٢٧٩

جناب سپیکر! اس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"مومنو! اللہ سے ڈرو اور اگر ایمان رکھتے ہو تو جتنا سود باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو (278) اگر ایسا نہ کرو گے تو خبردار ہو جاؤ (کہ تم) اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لئے (تیار ہوتے ہو) اور اگر توبہ کر لو گے (اور سود چھوڑ دو گے) تو تم کو اپنی اصل رقم لینے کا حق ہے جس میں نہ اوروں کا نقصان اور تمہارا نقصان (279) "

محترمہ وزیر خزانہ! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ آیت آپ نے سماعت کی ہے، اس میں رب تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو سودی نظام کو لے کر چلتے ہیں، اللہ کہتا ہے کہ میرے اور میرے رسول کے خلاف وہ جنگ کرتے ہیں اور بحیثیت مجموعی، اب ظاہر ہے کہ عام عوام تو بے چاری مجبور ہے لیکن یہ گورنمنٹ کا کام ہے کہ سسٹم کو اس طرح سے renovate کریں، رب کا جو clear حکم ہے اس کی پاسداری ہو۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ جب ایم ایم اے کی حکومت تھی تو صوبہ خیبر پختونخوا میں جناب سراج الحق صاحب جو اس وقت ہمارے امیر جماعت ہیں وہ فنانس منسٹر تھے تو انہوں نے خیبر بنک کو غیر سودی کروا دیا تھا۔ جب ایم ایم اے کی گورنمنٹ ہٹی تو نئی گورنمنٹ آ گئی انہوں نے دوبارہ اس کو سودی کر دیا۔ اب پھر اس کی 50 فیصد شاخوں کو بغیر سود کے کیا گیا ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ جو National Level کے بنک ہیں ان کو تو چھوڑ دیں لیکن پنجاب کا جو اپنا فنانس کا سارا سسٹم ہے اس کو اور پنجاب بنک کو اگر یہ غیر سودی کرنے کا کام کر دیں گی تو یہ بھی اس حوالے سے بہت بڑا کام ہو جائے گا، اس کی طرف انہیں توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میں رسول کی ایک دو احادیث بھی ایوان کے اندر پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ آپ لکھ کر بھیج دیں ریکارڈ میں شامل کر لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کا عربی متن پیش نہیں کرتا، مختصراً یہ بات عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نبی کریم نے فرمایا کہ ربا کا ایک درہم جو انسان علم ہونے کے باوجود کھاتا ہے یعنی جانتے ہوئے کھاتا ہے 36 زناؤں سے زیادہ سخت ہے، آپ کو تو معلوم ہے زنا اگر شادی شدہ مرد اور عورت کریں تو اس کی سزا رجم ہے جسے پتھر سے مار کر ختم کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! ٹائم ختم ہو گیا ہے، مہربانی کریں اور wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! دوسری بات اس حوالے سے میں یہ عرض کروں گا اللہ کے نبی نے فرمایا مسلم کی حدیث ہے۔

سود کے 70 دروازے ہیں، سب سے کم تر یہ ہے کہ انسان اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے۔ یہ جو باتیں، جو چیزیں میں نے پیش کی ہیں یہ رونگٹھے کھڑے کر دینے والی ہیں۔ میں یہ باتیں اس لئے ایوان میں پیش کر رہا ہوں کہ یہ ایوان policy making ہے، اس حوالے سے ہمیں غور و فکر کرنا چاہئے۔ میں اگلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اور یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح سے این ایف سی کے تحت حکومت پنجاب کو فنڈ ملتا ہے یعنی نیشنل فنانس کمیشن ایوارڈ کے ذریعے سے ہمیں جو فنڈز ملتے ہیں جو ڈویلپمنٹ کے کام کے اندر لگتے ہیں۔ اس میں کیا ممانعت ہے کہ این ایف سی کے تحت جو رقم آ جائے ہم اس کے لئے DFC کا اعلان کریں، Award District Finance Commission دیں تاکہ ہر ضلع کو اس کی آبادی، غربت اور رقبے کے حوالے سے ڈویلپمنٹ گرانٹس دیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، شاہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ہماری بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوئی تھی کہ پارلیمانی لیڈر پندرہ منٹ بات کریں گے۔

جناب سپیکر: ان کے لئے دس منٹ ہیں اور باقی ممبران کے لئے سات منٹ ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس میں پندرہ منٹ کی بات ہوئی تھی۔ میں نے تو ابھی تعلیم اور صحت کے حوالے سے بھی بات کرنی ہے کہ ریوڑیوں کی طرح میڈیکل کالجز بنا رہے ہیں، PMDC نے ساہیوال میڈیکل کالج کی رجسٹریشن نہیں کی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ proposals دے دیں میں ان کے handover کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں بیان کروں گا تو دوں گا ناں۔

جناب سپیکر:آپ مجھے اپنی proposals دے دیں میں ان کو پہنچا دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں خود بھی محترمہ وزیر خزانہ کو proposals دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر:ٹائم سب کا ہے،صرف آپ کا اور میرا نہیں۔شاہ صاحب!بڑی مہربانی

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بات ہوئی تھی کہ پارلیمانی لیڈر پندرہ منٹ بات کریں گے۔

جناب سپیکر:نہیں۔دس منٹ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں نے ابھی سات منٹ بات کی ہے اور سات منٹ باقی ہیں۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔ڈاکٹر صاحب!نہیں۔آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ابھی ہمارے ایوان میں اپوزیشن کے بھی بہت سارے ممبران نہیں ہیں آپ ان میں سے ایک دو کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!آپ اپنے points دے دیں میں ان کو دے دیتا ہوں۔آپ کی بڑی مہربانی بہت شکریہ۔I am grateful to you.جی،محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری:شکریہ۔جناب سپیکر!بجٹ ہمیشہ سیاسی حکومتیں عوام کے لئے بنایا کرتی ہیں اور اس کا فیصلہ کہ ان کی priorities کیا ہونی چاہئیں،بجٹ سے عوام کو فائدہ ہو رہا ہے یا نہیں اس کا فیصلہ talk shows میں ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی پریس کانفرنس میں ہو سکتا ہے بلکہ اس کا فیصلہ صرف اور صرف عوام کو خود کرنا ہوتا ہے۔آپ کو معلوم ہے کہ ملک میں مختلف سروے ہوتے رہتے ہیں،گیلپ کا سروے آیا،پلڈیٹ کا سروے بھی آیا جس سے مختلف صوبوں کی performance جانچی گئی،ابھی جو 7۔جون کا recent survey آیا ہے جو ایک انٹرنیشنل میگزین Herald اور SDPI نے مل کر کیا اس میں بڑی interesting shift دیکھنے میں ملی ہے جس میں پنجاب حکومت پر 65 فیصد لوگوں نے satisfaction کا اظہار کیا ہے اور خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ پر 17 فیصد لوگوں نے satisfaction کا اظہار کیا ہے۔پچھلا سروے 45 فیصد اور 34 فیصد تھا لیکن یہ سروے 65 فیصد اور 17 فیصد ہے۔اس طرح بھی corroborate ہوتا ہے کہ جتنے بھی by election پچھلے آٹھ مہینوں میں ہوئے ہیں ان تمام میں پاکستان مسلم لیگ(ن)نے sweep کیا ہے اور بڑی اکثریت کے ساتھ الیکشن جیتے ہیں جو اس

بات کا ثبوت ہے کہ عوام پاکستان مسلم لیگ (ن)اور خاص طور پر پنجاب حکومت کی کارکردگی کو کہاں جانچتے ہیں۔

جناب سپیکر!priorities کی بہت بات ہوتی ہے کل محترم قائد حزب اختلاف نے بھی priorities کی بات کی اور انہوں نے کہا کہ فنڈز ضائع کئے جاتے ہیں، وہاں فنڈز کی ضرورت نہیں ہوتی اس کی ایک بڑی اہم example میٹرو بس ہے۔ یہ تبدیلی تو ضرور ہو سکتی ہے کہ بہت سارے لیڈرز نے زمین پر سفر کرنا ہی چھوڑ دیا ہے مجھے نہیں یاد کہ آخری دفعہ عمران خان صاحب نے زمین پر سفر کب کیا تھا لیکن میٹرو بس جس پر ایک سے ڈیڑھ لاکھ کے درمیان لوگ روزانہ عزت سے سفر کر کے اپنی منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ ایک طرف تو اس کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور دوسری طرف پشاور میں میٹرو بس کی feasibility تیار کی جاتی ہے اور سب سے interesting بات جس پر مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ محترمہ ریحام خان لاہور تشریف لاتی ہیں اور وہ tweet کرتی ہیں کہ وہ میٹرو بس دیکھ کر اس کی neatness اور اس کی efficiency دیکھ کر بہت خوش ہوتی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ میٹرو بس کی کارکردگی کے حوالے سے ایک اہم چیز ہے۔

جناب سپیکر! میں تین چار چیزوں پر بات کرنا چاہتی ہوں، پہلے تو صاف پانی کے حوالے سے پورے ایوان کو یہ باور کرانا چاہتی ہوں کہ جو بہت strong economies ہیں وہ UK ہو US ہو یا باقی یورپ کے ممالک ہوں وہاں پر بھی وہاں کی عوام کو صاف پانی خرید کر پینا پڑتا ہے لیکن یہاں پر پنجاب حکومت کی طرف سے جو صاف پانی پراجیکٹ شروع کیا گیا ہے اس کی اس لئے بہت appreciation ہونی چاہئے کہ یہ ہر غریب آدمی کی بنیادی ضرورت ہے اور اسے free of cost اس کے گھر پر ملے گا۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کو اس پر بہت تیزی کے ساتھ کام کرنا چاہئے اور اسے جنوبی پنجاب سے inaugurate کیا گیا ہے یہ سب سے اچھی بات ہے۔ میں اس حوالے سے دوسری important بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ تعلیم اور صحت کا بجٹ تمام صوبوں سے زیادہ پنجاب نے allocate کیا ہے جس سے حکومت کی seriousness کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہم تعلیم اور صحت کو کتنا focus کرنا چاہتے ہیں اور اس حوالے سے محترمہ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہو گی کہ جو وومن یونیورسٹیز اور وومن کالجز ہیں انہیں priority ملنی چاہئے تاکہ جس طرح بچیاں تعلیم کے میدان میں excel کر رہی ہیں وہ سامنے لایا جا سکے۔

جناب سپیکر! مجھے یہ خوشی ہے کہ ہم نے کوئی ایسے دعوے نہیں کئے اور کوئی ایسی باتیں نہیں کیں کہ جب ان کو implement کرنے کی باری آئے تو وہ unrealistic لگیں۔ صوبوں میں 60 فیصد ترقیاتی بجٹ lapse ہو جاتا ہے اور اس کے بعد یہ سننے کو ملتا ہے کہ پیسا تو safe ہے ہم نے اسے ضائع تو نہیں کیا۔ اچھی بات یہ ہے کہ جو پیسا عوام کی امانت ہے وہ اس کے پاس واپس جانا چاہئے۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہم 350 ڈیم بنائیں گے اور ہم اس پر ایک روپیہ بھی allocate نہ کریں۔ ہم نے کبھی نہیں کہا کہ ہم ایک ارب درخت لگائیں گے اور اس پر ایک پیسا بھی مختص نہیں کریں گے لہذا بجٹ کے اندر realistic approach بہت اچھی ہوتی ہے۔ مجھے کل محترم قائد حزب اختلاف کی ایک تجویز بڑی اچھی لگی کہ وہ decentralization پر بہت focus کر رہے تھے میں بالکل ان کی بات سے agree کرتی ہوں کہ decentralization of power ہونی چاہئے اور وہ decentralization یہ نہ ہو کہ پشاور سے decentralization ہوتے ہوتے بنی گالہ آ جائے۔ ہمیں پنجاب کے اندر کہا جاتا ہے کہ احتجاج ہوتے ہیں فلاں بھی سڑک پر ہے فلاں بھی سڑک پر ہے، بالکل اچھی بات ہے جمہوریت میں احتجاج ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں اور ہم اسے face کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کرتے کہ ہمارے گیٹ کے باہر احتجاج ہو رہا ہو تو پڑوسیوں کی دیوار پھیلانگ کر اپنے گھر میں گھسیں بلکہ ہم سیدھے دروازے سے گھر جاتے ہیں، ہم احتجاج face کرتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ اس احتجاج کے پیچھے کیا ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر آئیں۔ پلیز بجٹ پر آئیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! ہم سامنے سے اور اپنے دروازے سے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کا ہر صوبائی بجٹ کے اندر ایک بڑا chunk ہوتا ہے۔ ہمارے بجٹ میں بھی یقیناً فیڈرل transverse کا ایک بڑا حصہ ہے لیکن تمام صوبوں میں ایسے ہی ہے اور مجھے یہی کہنا تھا کہ جہاں کہیں ایمپائر کی انگلی کا انتظار کرتے ہوئے حکومتیں گرانے کی بات کی جا رہی تھی وہاں خیبر پختونخوا کے صوبے کے بجٹ میں ٹوٹل بجٹ کا 76 سے 78 فیصد فیڈرل گورنمنٹ سے لیا گیا لیکن اسی گورنمنٹ کو گرانے کی بات کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کہاں پہنچ گئی ہیں؟ آپ پنجاب کے بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں وہی بات کر رہی ہوں، لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائز کرنے کا ہمارا منصوبہ تھا، صاف پانی ہمارا منصوبہ ہے اور یہ ہمارے منصوبوں کی تقلید بھی کرتے ہیں لیکن چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔ یقیناً مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی عار نہیں ہے کہ صحت کے حوالے سے سرکاری

ہسپتالوں کے جو حالات ہیں وہ یقیناً آئیڈیل صورتحال نہیں ہے اسے مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے لیکن مجھے یہ بھی یاد ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ مختلف صوبوں کے سرکاری ہسپتال میں جہاں بقول تبدیلی آچکی ہے وہاں جس طرح مینگورہ اور سوات کے ہسپتالوں میں بالکل کیڑوں مکوڑوں کی طرح مریضوں کے ساتھ سلوک کیا جاتا ہے وہ بھی ہم نے دیکھا لیکن میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تبدیلی وہاں ضرور آئی ہے لیکن خوشحالی انشاءاللہ پنجاب کے اندر آئے گی، ترقی پنجاب کے اندر آئے گی۔ میں wind up کرتے ہوئے صرف یہ کہوں گی کہ transparency اور accountability یقیناً across the board ہونی چاہئے وہ پنجاب میں make sure کرنی چاہئے لیکن کاش کیا ہی اچھا ہو کہ جو مختلف چیف منسٹرز کی ٹیمیں آتی ہیں جن میں ان کے گھروں میں نوکریاں دینے کا انکشاف ہوتا ہے، ان کے بھائی اور ان کے داماد ملوث پائے جاتے ہیں کاش ان کے بارے میں بھی کوئی آکر تبدیلی ہمیں بتا سکے اور ہم ان کو بتا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے کہاں کہاں کی باتیں شروع کر دی ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان کی اس تقریر کے بعد بھی ان کو وزارت نہیں ملنی۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: بہنوں کو ایسی بددعا نہیں دینی چاہئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! وزارت تمہارا شوق ہے، تم نے بوٹ پالش کر کے وزارت لی تھی۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ اگلے مقرر پیر کاشف علی چشتی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں اگلے مقرر ذوالفقار علی خان صاحب!

جناب ذوالفقار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو خادم اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں غیر ترقیاتی اخراجات کو ایک limit میں رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، قرضوں پر کنٹرول کیا گیا ہے، ریونیو کے حقائق کے مطابق اس کو تیار کیا گیا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ کو اس بجٹ میں حصہ دیا گیا ہے اس لئے میں اس کو بہت ہی متوازن بجٹ تصور کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!کل بجٹ کا27 فیصد شعبہ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کی سب سے بڑی priority education ہے۔اس میں ہائر ایجوکیشن، سکولز ایجوکیشن،missing facilities کو پورا کرنے اور عمارتوں کی تعمیر کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جس کے لئے میں وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" نے پورے پنجاب کو encourage کیا ہے اور اس کی وجہ سے مزید بچے سکولوں میں جانا شروع ہو گئے ہیں۔انشاء اللہ صوبہ پنجاب تعلیم کے میدان میں مزید ترقی کرے گا۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت کے لئے کل بجٹ کا14 فیصد مختص کیا گیا ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب سے میری درخواست تھی کہ (PRSP(Punjab Rural Support Programme سے اس صوبے کے باقی 12 اضلاع کی جان چھڑائی جائے۔میں شکر گزار ہوں کہ آئندہ سے PRSP پروگرام کے تحت چلنے والے ہسپتالوں کو خود محکمہ صحت takeover کر رہا ہے۔اب ہماری حکومت نے BHU,RHC,THQ,DHQ اور ڈسپنسریوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے سکولوں کی طرز پر کام شروع کیا ہے تاکہ ان میں پائی جانی والی missing facilities کو پورا کیا جا سکے۔یہ ایک احسن قدم ہے۔

جناب سپیکر!شعبہ زراعت کے لئے اس بجٹ میں کافی زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس وقت محکمہ زراعت کارکردگی کے لحاظ سے سب سے سُست ہے۔میری نظر میں اس محکمہ کی کارکردگی اتنی اچھی نہیں لہذا اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔جب تک ہم فصلوں پر cost of production کو کم نہیں کریں گے تو اس وقت تک یہ ملک شعبہ زراعت میں آگے نہیں بڑھ سکے گا۔زرعی اجناس کی قیمتوں میں دوسرے ممالک کی نسبت ہمارے ملک میں بہت فرق ہے۔زراعت میں cost of production کو کم کرنے کے لئے میری ایک تجویز ہے کہ "اپنا روزگار سکیم" میں کسانوں کو بھی شامل کیا جائے۔پنجاب میں ایک اندازے کے مطابق چار لاکھ ٹیوب ویلز ہیں جو کہ بجلی پر چلتے ہیں۔آپ ان کو اگلے تین سالوں میں تقسیم کریں۔اس پر کسان کو 50 فیصد subsidy دیں اور باقی 50 فیصد کسان سے ماہانہ قسط کے طور پر وصول کریں۔جس طرح آپ گاڑی کی قسط وصول کرتے ہیں اسی طرح کسان سے باقی 50 فیصد رقم 30 ہزار روپے ماہانہ قسط کے طور پر وصول کی جائے۔اس سے کسان کو بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔جس طرح دوسرے دوستوں نے

کہا کہ کھاد اور زرعی ادویات کی قیمتوں پر کنٹرول کی ضرورت ہے تو میں بھی یہی گزارش کروں گا کہ اس جانب خصوصی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! KPRRP(Khadam-e-Punjab Rural Roads programme) یقیناً بہت اچھا ہے، اس سے دیہات میں ایک انقلاب آئے گا اور اس سے بھی انشاء اللہ بلاواسطہ یا باالواسطہ کسان کو فائدہ پہنچے گا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسی طرز پر ایک Rural Development Authority بنائی جائے کیونکہ دیہات کے مسائل اس قدر گھمبیر ہوتے جا رہے ہیں کہ اگر ہم نے انہیں اس وقت کنٹرول نہ کیا تو اگلے 20 سالوں میں دیہات ہیپاٹائٹس اور دوسری بیماریوں کا گڑھ بن جائیں گے۔ ایک comprehensive programme کے تحت ہر گاؤں کی ضرورت کے مطابق اس کی ڈویلپمنٹ کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! taxes کے حوالے سے یقیناً آپ نے بہت اچھا بجٹ دیا ہے لیکن اس میں جو ایک کمزوری نظر آتی ہے وہ taxes کا shortfall ہے۔ حکومت نے جو ہدف مقرر کر رکھا تھا اس میں 53 بلین روپے کا shortfall ہے۔ کاش! سیکرٹری خزانہ آج یہاں موجود ہوتے۔ میں گزارش کروں گا کہ محترمہ وزیر خزانہ اس بابت inquiry کروائیں کہ یہ taxes کا shortfall کیوں ہو رہا ہے اور کیا یہ اس ادارے کی کمزوری ہے؟ ہمارے وہ ادارے جو tax collect کرتے ہیں ان کا بزنس مینوں کے ساتھ روّیہ ٹھیک نہیں ہے۔ بزنس مین ایک کماؤ پُتّر ہوتا ہے۔ اگر آپ صاحب نصاب کو مار دیں گے تو taxes کہاں سے آئیں گے؟ اس لئے بزنس مین کو encourage کرنے اور اس کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ جو لوگ Oversees employment کے لئے جاتے ہیں پچھلے بجٹ میں وہ بھی tax کے دائرے میں آ گئے اور ان پر 16 فیصد tax عائد کیا گیا۔ لوگوں نے اس حوالے سے بہت سی شکایات کیں۔ میں خود ایک مرتبہ متعلقہ چیئرمین کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ چونکہ Oversees employment کو وفاقی حکومت regulate کرتی ہے۔ یہ Ministry of H.R and Protector of Immigrants کے ماتحت آتا ہے اور جتنے لوگ باہر جاتے ہیں ان کا ویزا لگنے کے بعد جس وقت protective ہوتا ہے تو وہیں پر at the source سارے taxes کاٹ لئے جاتے ہیں۔ آپ بھی وفاقی حکومت کے ساتھ مل بیٹھ کر کوئی comprehensive لائحہ عمل بنائیں تاکہ آپ کو نقصان نہ ہو۔ پنجاب سے پچھلے سال 5 لاکھ 35 ہزار لوگ باہر گئے ہیں۔ پورے پاکستان سے 7 لاکھ 35 ہزار لوگ باہر گئے جبکہ صوبہ پنجاب

سے 5لاکھ 35ہزار لوگ باہر گئے ہیں۔ میں نے انہیں ایک تجویز پیش کی اور کہا کہ آپ کو اس طریقے سے 50کروڑ روپے tax ملے گا لیکن انہوں نے میری بات پر توجہ نہ دی اور دھونس، دھمکی، تالابندی سے کام لیا اور لوگوں کو notices issue کر دیئے گئے۔ جب لوگوں کو یہ نوٹس ملے کہ اتنا ٹیکس جمع کروائیں بصورت دیگر ہم آپ کے خلاف ایف آئی آر درج کروادیں گے تو وہ عدالت میں چلے گئے اور انہوں نے وہاں سے اس کے خلاف stay order لے لیا۔ میرے خیال میں محکمہ کو اس مد میں 50کروڑ روپے کی بجائے صرف 28لاکھ روپے کی tax collection ہوئی ہو گی تو اس روّیے کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش ضلع چکوال کے حوالے سے ہے۔ یہ بڑا پسماندہ علاقہ ہے۔ سابق ضلعی ناظم چکوال اس ضلع پر 55کروڑ روپے کا قرض چھوڑ گیا۔ یہ کل قرض 65کروڑ روپے تھا لیکن پچھلی دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے 10کروڑ روپے دے دیئے اب 55کروڑ روپے ایک پسماندہ ضلع کے ذمے قرض ہے۔ ہم نے ایجوکیٹرز بھرتی کئے ہوئے ہیں لیکن ان کو appointment letters دینے سے قاصر ہیں کیونکہ ہم ان کو تنخواہوں کی ادائیگی نہیں کر سکتے۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس 55کروڑ روپے کے قرض کی ادائیگی وہ اپنے ذمے لے لیں اور ضلع چکوال کو اس سے نجات دلائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔ اب قاضی عدنان صاحب بات کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے ان کو دیکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جی، دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: کب دیکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! کوئی آدھ گھنٹہ پہلے دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو انہیں نہیں دیکھا۔ اگلا نام شاویز خان صاحب کا ہے۔

جناب محمد شاویز خان: بسم اللہ لرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔میں سب سے پہلے سال 16-2015 کا تاریخی اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر اپنی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میری بہن نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے لیکن افسوس ہوا کہ حزب اختلاف کے بنچز کی طرف سے اسے [****] کہا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ فکر نہ کریں وہ خود ہی اس کا جواب دے دیں گی۔

جناب محمد شاویز خان: جناب سپیکر!اس بجٹ کو [****] کہنا بہت ظلم کی بات ہے۔معزز ممبران حزب اختلاف کو تو خوش ہونا چاہئے کہ ہماری ایک بہن نے،ایک female نے اتنا اچھا بجٹ پیش کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی،وہ بھی اس بات سے خوش ہیں۔وہ ناخوش نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!وچوں وچوں بہت خوش ہیں۔(قہقہے)

جناب محمد شاویز خان: جناب سپیکر!میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر میاں محمد شہباز شریف صاحب کو بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے پنجاب کے عوام کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔انہوں نے رات دن ایک کر کے،وزیر خزانہ اور پوری ٹیم کے ساتھ مل کر پنجاب کے عوام کے لئے ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔جس دن ہماری بہن وزیر خزانہ بجٹ پیش کر رہی تھیں تو اُس دن حزب اختلاف کی طرف سے جھوٹ،جھوٹ کی آوازوں پر مجھے بہت افسوس بھی ہوا کہ ان کو کیسے پتا چل گیا تھا کہ یہ جھوٹ ہے؟یہ تو ایک سال کے بعد پتا چلے گا کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ ہے۔یہ ایک سال کا بجٹ ہے اور اس میں ایک سال کے پیسے رکھے گئے ہیں اگر یہ پیسے ایک سال میں نہ لگے تب تو یہ اس کو جھوٹ کہیں۔حزب اختلاف advance نہ چلے بلکہ آرام سے چلے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں عوام کو تمام اداروں کے حوالہ سے relief دیا گیا ہے جس میں تعلیم،صحت،پولیس،زراعت اور صنعت ہے۔اس بجٹ میں ہر محکمہ کو اربوں روپیہ دیا گیا ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔کل تک اس میٹرو بس کو "جنگلا بس" کہا جاتا تھا لیکن آج اُس میٹرو بس میں لاکھوں لوگ سفر کر رہے ہیں۔آج آپ راولپنڈی اور اسلام آباد کے لوگوں سے جا کر پوچھیں وہاں پر لوگ جھولیاں اُٹھا اُٹھا کر میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو دعائیں دے رہے ہیں۔وہ غریب لوگ جنہیں زندگی میں کبھی ائر کنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھنا نصیب نہیں ہوا تھا وہ آج 20 روپے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

دے کر اُس ائر کنڈیشنڈ گاڑی میں بیٹھ کر سفر کر رہے ہیں۔ یہ ہے ہمارا بجٹ اور یہ ہے میاں محمد نواز شریف کا پنجاب اور پاکستان۔ میرے بھائی اور بہنیں جو یہاں پر تشریف رکھتے ہیں یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے لیڈر رات دن ایک کر کے پاکستان کو ترقی دینے کے لئے محنت اور لگن سے کام کر رہے ہیں۔ میں یہاں پر اپنے حلقہ کی بات کرتا ہوں۔ میرا ضلع اٹک ہے اور حسن ابدال و فتح جنگ میرا حلقہ انتخاب ہے۔ جب سے پاکستان قائم ہوا ہے فتح جنگ میں پینے کے لئے پانی نہیں تھا جس کی وجہ سے لوگ گندا پانی پیتے تھے۔

جناب سپیکر! میں نے 15-2014 کے بجٹ میں میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کی کہ میرے علاقہ کے لوگ ابھی تک گندا پانی پی رہے ہیں تو انہوں نے اُسی وقت حکم دیا اور آج 47 کروڑ روپیہ کی لاگت سے فتح جنگ میں پینے کے صاف پانی کے منصوبہ پر کام جاری ہے اور انشاء اللہ ہمارے لوگوں کو پینے کا صاف پانی بہت جلد مہیا ہو جائے گا۔ اسی طرح حسن ابدال میں ڈگری کالج بوائز نہیں تھا تو میں نے میاں محمد شہباز شریف سے کہا کہ ہمارے پاس حسن ابدال میں کیڈٹ کالج تو ہے لیکن غریب لوگوں کے بچوں کے لئے ڈگری کالج نہیں ہے تو اُنہوں نے اُسی وقت وہاں پر ڈگری کالج دیا۔ وہاں پر کالج بنانے کے لئے ہمارے پاس سرکاری زمین نہیں تھی تو میں نے اپنے ایک دوست سے کالج کی زمین کے لئے بات کی تو انہوں نے کالج بنانے کے لئے 28 کروڑ روپیہ کی زمین مفت میں دی ہے۔ یہ ہوتا ہے جذبہ اور یہ ہوتا ہے قوم کے لئے خدمت کرنے کا طریقہ۔ کھوکھلے نعرے لگانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ نے مہربانی کر کے حسن ابدال میں 22 کروڑ روپیہ sewerage کے لئے دیا ہے تو اس طرح سے میرے حلقہ میں اربوں روپیہ خرچ ہوا ہے تو انہوں نے یہ پیسا عوام کے لئے دیا ہے اور عوام پر مہربانی کی ہے۔ کسی بھی بجٹ میں جب عوامی بھلائی کے لئے اعلان ہوتے ہیں تو اُس کے بعد دیکھنا چاہئے کہ ان پر کام ہوا ہے یا نہیں ؟ اگر کہیں پر کام نہیں ہوا تو اُس پر ضرور بات کریں۔ ابھی دیہی علاقہ جات میں carpeted roads بن رہی ہیں اور میرے اپنے حلقہ میں 17.5 کلو میٹر کی carpeted road بن رہی ہے جس سے چودہ دیہات کو فائدہ پہنچے گا۔ جب میں وہاں پر اُس روڈ کو دیکھنے کے لئے جاتا ہوں تو وہاں پر لوگ میرے نعرے تو لگاتے ہی لگاتے ہیں لیکن وہ سب سے زیادہ ہماری حکومت اور مسلم لیگ (ن) کے نعرے لگاتے ہیں کہ زندگی میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ گاؤں کے لوگوں کے لئے بھی carpeted road بن رہی ہے۔ میرے پاس دیہات سے لوگ آتے تھے کہ ہمارے پاس آنے جانے کے لئے راستہ نہیں ہے تو آپ ہمارے گھر کے راستے میں روڑی ہی بچھوا دیں تاکہ ہم اپنے گھر تک تو پہنچ

سکیں کیونکہ ہم بارش کے باعث اپنے گھروں تک نہیں جا سکتے۔آج اللہ کی مہربانی سے دیہاتوں کے وہ لوگ بھی ہم شہر والے لوگوں کی طرح carpeted roads پر اپنے گھروں کو جاتے ہیں اور انشاء اللہ وہ وقت دُور نہیں کہ ہمارے دیہات میں بھی شہروں جیسی سہولیات مہیا ہوں گی۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔میں محترمہ نبیلہ حاکم علی خان سے کہوں گا کہ اگر وہ اپنی بات کرنے سے پہلے میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب کو موقع دے دیں کیونکہ انہوں نے مجھے specially کہا تھا تو میں نے اُس وقت ان کو ٹائم نہیں دیا۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔آپ مہاروی صاحب کو پہلے موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، میاں ممتاز احمد مہاروی صاحب!

میاں ممتاز احمد مہاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج بجٹ 16-2015 پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور کچھ مثبت تجاویز دینے کے لئے موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر! 12۔جون کو بجٹ 16-2015 اس معزز ایوان میں پیش کیا گیا اور محترمہ وزیر خزانہ نے بڑے بااعتماد طریقہ سے یہ بجٹ اسمبلی میں پیش کیا۔اگر اس بجٹ کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بات سمجھ آتی ہے کہ بجٹ بنانے کے وقت چند سیاسی لوگوں کی مشاورت تو بالکل اس میں شامل ہے لیکن کیا ہی بہتر ہوتا کہ تمام اضلاع کے نمائندے خاص طور پر جو حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہیں اُن سے بھی مشاورت کر لی جائے۔یہی وجہ ہے کہ اُن سے مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے اس بجٹ کو ائر کنڈیشنڈ دفاتر میں تیار کرنے والے بہت سی ایسی چیزوں کو over look کر جاتے ہیں یا انہیں جان بوجھ کر ignore کر دیا جاتا ہے۔اُن لوگوں کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ بہاولنگر کے کیا مسائل ہیں، راجن پور کے کیا مسائل ہیں، ڈیرہ غازی خان کے کیا مسائل ہیں اور لیّہ کے کیا مسائل ہیں؟

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں رہنے والے 60 فیصد لوگ زراعت پیشہ ہیں اُن کے خاندان اور زندگیوں کا انحصار زراعت پر منحصر ہے۔اُن کا حال، ماضی اور مستقبل زراعت کے ساتھ وابستہ ہے اور جب تک زراعت پیشہ لوگوں کو سہولتیں نہ دی جائیں گی اس ملک یا اس صوبہ میں چاہے جتنے مرضی بڑے بڑے پراجیکٹس بنا لئے جائیں تب تک صوبہ خوشحالی کی طرف گامزن نہیں ہو سکتا۔زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے پچھلے دو سال کے عرصہ میں فصلوں کے ریٹ دیکھ لیں اور اس معزز ایوان میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے ممبران کی اکثریت کا تعلق

کاشتکار گھرانوں سے ہے۔ پچھلے دو سال کے عرصہ میں کوئی ایک فصل بھی ایسی نہیں آئی جس کی کاشتکار کو پوری قیمت ملی ہو۔ کپاس کو دیکھ لیں اور مونجی ابھی تک لوگوں کے گھروں میں پڑی ہے۔ اس بجٹ میں بھی کہا گیا کہ ہم نے کاشتکار کو 180 روپیہ فی من کے حساب سے کماد کی قیمت دلوائی ہے۔ میں بڑے وثوق اور بڑے اعتماد سے on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ 180 روپیہ فی من کے حساب سے کاشتکاروں کو پیسے نہیں ملے اور صوبہ پنجاب میں ہزاروں کاشتکار موجود ہیں جن کو شوگر ملز مالکان بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ کہتے ہیں کہ اگر اس ریٹ سے اپنے گنے کے پیسے لینے ہیں تو لے لیں ورنہ آئندہ سال کا انتظار کریں۔ آلو کے کاشتکار سے اُس کی فصل کی بات کی جائے تو میرے خیال میں اُس کو دو دفعہ heart attack ہو جائے گا۔ آلو کا زیادہ تر کاشتکار آپ کے پڑوس اوکاڑہ اور دیپالپور میں ہے۔ گندم کی یہ جو آخری فصل آئی ہے یقین کریں کہ چند دن کے لئے گندم کا ریٹ 1300 روپیہ رہا ہے اور زیادہ سے زیادہ ہفتہ دس دن گزرنے کے بعد جب لوگوں نے سمجھا کہ آج ہماری فائل کی باری ہے اور آج ہم نے جا کر بوریاں اُٹھانی ہیں تو اُس دن پتا چلا کہ بوریاں تو واپس چلی گئی ہیں۔ حکومت پنجاب نے پابندی لگا دی ہے کہ اب آئندہ گندم نہیں خریدنی اور اُسی دن سے گندم کا ریٹ 1100 روپیہ پر آ گیا تو گزارش یہ ہے کہ جب تک کاشتکار کے لئے بہتر سے بہتر مواقع فراہم نہیں کئے جائیں گے اُس وقت تک اس صوبہ کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنا کافی مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! جس طرح میں نے عرض کیا کہ سیاسی لوگوں سے مشاورت نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی چیزیں رہ جاتی ہیں۔ اسی صوبہ پنجاب میں ضلع بہاولنگر ہے میں نہیں سمجھتا کہ حکومت جان بوجھ کر اُس ضلع کو ignore کر رہی ہے لیکن اگر وہاں کے حزب اقتدار کے نمائندوں سے مشاورت کر لی جائے تو یقیناً یہ ضلع اس حد تک پسماندگی کی طرف نہیں جا سکتا تھا۔ اب یہ ضلع روز بروز پسماندگی کی طرف جا رہا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری بہن وزیر خزانہ اس بات کو note فرمائیں گی کہ پچھلے بجٹ میں ایک بہت اچھی تجویز آئی اور وہ آنی بھی چاہئے تھی کہ:

> Renovation of Head Sulemanki and renovation of Khadar canal and Pakpattan canal.

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس ضلع میں ہیڈ سلیمانکی موجود ہے، ضلع بہاولنگر کو دو بڑی نہریں فورٹ عباس اور صادقیہ کینال سیراب کرتی ہیں ان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہمیں بہاولنگر والوں کو

امید تھی کہ اس دفعہ صادقیہ اور فورٹ عباس کینال کی renovation اور بہتری کے لئے رقم ضرور رکھی جائے گی۔

جناب سپیکر! آپ کے علم میں یقیناً ہو گا کیونکہ آپ بھی کاشتکار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔اس وقت چشتیاں بہاولنگر سے لاہور کی طرف سفر کیا جائے تو کھادر کینال، پاکپتن کینال اور اس علاقے میں چلنے والی ساری نہریں ہر وقت چل رہی ہوتی ہیں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جبکہ ضلع بہاولنگر کی تین تحصلیں چشتیاں کا آدھا حصہ، پوری تحصیل ہارون آباد اور پوری تحصیل فورٹ عباس میں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ اگر ان لوگوں کو ان کے حصے کا نہری پانی بھی نہیں ملے گا تو ان کا گزر واوقات کس طرح ہو گا۔ میری حکومت وقت سے یہ تجویز ہے کہ مہربانی فرمائیں اور ان نہروں کے پانی کا جو ضلع بہاولنگر کا حصہ لے کر دوسری نہروں کو دے دیا گیا ہے وہ واپس دلایا جائے اور ان دونوں نہروں کی renovation کے لئے بھی کوئی معقول بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک آخری گزارش ہے جو اس سے بھی زیادہ اہم چیز ہے کہ اس بجٹ میں بھی اور پچھلے بجٹ میں بھی بہت سے بڑے بڑے منصوبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ ضرور بنائے جائیں، overhead bridges بنائے جائیں، underpasses بنائے جائیں لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ دریائے ستلج پر ایک پُل جو فورٹ عباس، ہارون آباد اور چشتیاں کو بورے والا چیچہ وطنی اور فیصل آباد سے connect کرتا ہے۔ وہ پُل انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے بغیر وہاں پر کاشتکار اور کاروباری طبقہ آپس میں منسلک نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ پُل بنا دیا جائے تو یہ تین تحصیلیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے تو یہاں سے فیصل آباد جانے کے لئے اڑھائی گھنٹے کی مسافت کم ہو جائے گی۔اس سے کاشتکار طبقہ اور خاص طور پر کاروباری لوگ ایک دوسرے کے ساتھ فیصل آباد اور ضلع بہاولنگر کے لوگ اس طرح منسلک ہو جائیں گے جس سے کاشتکاروں کو بھی فائدہ ہو گا اور کاروباری لوگوں کو بھی فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! یہ میری گزارشات ہیں اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ میری تجاویز کو بجٹ تجاویز میں شامل کیا جائے گا تاکہ بہاولنگر جو پسماندہ ضلع ہے اس میں رہنے والے تمام لوگ خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے بہتری آ سکے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ جناب خالد غنی چودھری!

جناب خالد غنی چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں قائد محترم میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے محدود وسائل

کے باوجود ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ بجٹ انشاء اللہ صوبہ میں ترقی اور خوشحالی لائے گا۔ میں بجٹ کے حوالے سے اور محکموں کی کارکردگی کے حوالے سے چند تجاویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب یہاں بجٹ پر تقاریر ہو رہی ہیں تو ہر محکمہ کا کوئی نہ کوئی نمائندہ یہاں موجود ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، نمائندے موجود ہوتے ہیں۔ آپ کی بات ان تک پہنچ جائے گی۔ آپ اپنی بات کریں۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں سب سے پہلے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں بات کروں گا کہ ہماری سٹینڈنگ کمیٹیوں کی صرف یہ صورتحال رہ چکی ہے کہ وہ بنی ہیں اور آج تک ان کے اجلاس نہیں ہوئے۔ اس حوالے سے ہونا تو یہ چاہئے کہ بجٹ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ذریعے سے ہی محکموں کو دیا جائے، تین ماہ کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کا اجلاس ہو اور محکمہ کے وزیر اور سیکرٹری کو بلا کر پوچھا جائے کہ ہم نے آپ کو اتنا بجٹ دیا ہے تو آپ کی کارکردگی کیا ہے، آپ نے کہاں خرچ کیا ہے اور اس سے عوام کی کیا فلاح و بہبود ہوئی ہے؟ میری یہ تجویز ہے کہ ہر محکمہ کو اس کی سٹینڈنگ کمیٹی کے ذریعے بجٹ دیا جائے اور تین ماہ کے بعد پھر ان سے پوچھا بھی جائے کہ آپ نے اس سلسلہ میں کیا کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے صوبہ اور ملک کا انحصار زراعت پر ہے لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ گورنمنٹ ہر دفعہ اربوں روپے کسان کے لئے رکھتی ہے اور اربوں روپے زراعت کی بہتری کے لئے رکھتی ہے لیکن میرے فاضل دوست جو یہاں پر بیٹھے ہیں ان کو اکثر ڈیوس روڈ پر محکمہ زراعت کے دفتر میں جانے کا اتفاق ضرور ہوا ہو گا۔ میرے فاضل دوست اس سے بھی اتفاق کریں گے کہ وہاں کثیر منزلہ عمارتیں ہیں اور نیچے سبز نمبر پلیٹ والی سینکڑوں گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں لیکن مجھے بہت افسوس ہے کہ وہاں پر ریسرچ ہے اور نہ مارکیٹ کمیٹی کا کوئی نظام اور میکانزم ہے۔ میں آپ کے ذریعے سے اس محکمہ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ بتادیں کہ اربوں روپے خرچ کرنے کے باوجود کتنے کلو گرام، میں منوں کی بات نہیں کر رہا بلکہ کتنے کلو گرام فی ایکڑ آپ نے ہماری yield بڑھائی ہے۔ ان کے پاس یقیناً نفی میں جواب ہو گا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ کم از کم ہماری جو سٹینڈنگ کمیٹی ہے وہ ان کو بلا کر پوچھے۔ جہاں تک ریسرچ کا تعلق ہے تو میری ایک دو دفعہ ان سے بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ریسرچ کے لئے فنڈز نہیں ملتے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ریسرچ والوں کو فنڈز دیئے جائیں اور ان سے پوچھا جائے کہ آپ نے ہماری کس فصل پر، کس بیج پر کیا ریسرچ کی ہے؟ جہاں تک فصلوں کا تعلق ہے تو میں مونجی کے بارے میں بات کروں گا کہ ہمارے صوبہ میں ریسرچ کی یہ حالت ہے کہ ہمارے پاس 16، 17 اقسام کے بیج ہیں جبکہ ہمارے ہمسایہ ملک میں تقریباً 100 سے زائد اقسام کے بیج ہیں۔ وہاں پر inputs سستی ہیں لیکن ہمارے ہاں مہنگی ہیں، وہاں بجلی کا بل میرے خیال میں بالکل zero percent ہے لیکن یہاں پر ہم بل دے دے کر تھک چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ کسان کو بجلی کے بلوں پر سبسڈی دی جائے۔ ہماری inputs پر بھی سبسڈی دی جائے۔ آپ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم نے چاول کی ایکسپورٹ پر انڈیا کا مقابلہ کرنا ہے اور دوسری طرف ہمارے کسان کے پاس پانی کے پیسے پورے نہیں ہوتے۔ ہمارے بچوں کو کھانے کے لئے روٹی نہیں ملتی۔ ہم کیسے انڈیا کا مقابلہ کریں گے؟ انڈیا ہماری چاول کی ساری انٹرنیشنل مارکیٹ لے چکا ہے صرف اس لئے کہ ہمارے پاس ریسرچ نہیں ہے۔ میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انڈیا والوں نے ایک بیج نکالا ہے جس سے 80 من فی ایکڑ yield حاصل ہوتی ہے اور وہ سال میں دو فصلیں لے رہے ہیں۔ اب وہ ریسرچ کر رہے ہیں کہ وہ سال میں تین فصلوں پر آ جائیں۔ میں باہر سے بھی چکر لگا کر آیا ہوں ہمارا چاول کہیں بھی نہیں بک رہا۔ ہمارے چاول اور انڈیا کے چاول کا دو سے تین سو ڈالر کا فرق ہے۔ اس طرح ہم کیسے چلیں گے؟ ہم چاول کے بہت بڑے ایکسپورٹر تھے اب آپ یاد رکھئے گا کہ اگر یہی حالت رہی تو ایک دن آئے گا کہ آپ کا کسان چاول کاشت کرنا چھوڑ دے گا اور آپ کو چاول باہر سے منگوانا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہو گی کہ جس طرح گندم حکومت خریدتی ہے اسی طرح چاول بھی خریدے۔ انڈیا میں یہی میکانزم ہے کہ وہاں پر انہوں نے ہر گاؤں میں چار پانچ ایکڑ مونجی خشک کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ کسان اپنی مونجی وہاں پر خشک کرتا ہے اور اس کا moisture نیچے ہو جاتا ہے تو پھر اسے گورنمنٹ خریدتی ہے۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ جس طرح کسان سے گندم خریدی جاتی ہے اسی طرح مونجی بھی خریدی جائے تاکہ ہمارے کسانوں کے چہروں پر تھوڑی بہت خوشی آ جائے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں صحت کے بارے میں گزارش کروں گااور میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ میں ٹھیک ہے کہ بہت زیادہ رقم رکھی گئی ہے لیکن ہمارے جو پسماندہ اضلاع ہیں، میرا ضلع جھنگ ہے اس کو اس کے حساب سے بجٹ نہیں دیا گیا جتنی ہماری آبادی ہے۔ہمیں وہاں پرmodern facilitiesملنی چاہئیں وہ نہیں مل رہیں۔ میری تحصیل شورکوٹ ہے،وہاں پر ٹراما سنٹر ہونا چاہئے،وہاں پر بچوں کے لئے علیحدہ وارڈ ہونا چاہئے اور امراض قلب کے لئے بھی وارڈ ہونا چاہئے۔ میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ مہربانی کریں کہ یہ چیزیں ہمارے لئے اس بجٹ میں یاآئندہ سال رکھیں۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں لاہور کے ہسپتالوں کے بارے میں گزارش کروں گا۔ گورنمنٹ بلاشبہ بہت زیادہ پیسے خرچ کر رہی ہے۔ میرا بیٹا بھی ڈاکٹر ہے وہ سروس ہسپتال میں ہاؤس جاب کے لئے جب پہلے دن گیا تو اسی دن آکر اس نے میرے پاس بہت زیادہ احتجاج کیا اور کہا کہ آپ اپنے وزیر اعلیٰ اور حکام بالا کو کہیں کہ وہاں صورتحال یہ ہے کہ ایمرجنسی میں ایک ایک bed پر تین تین مریض لٹائے جاتے ہیں۔ ہم نے بلاشبہ بہت سارے شعبوں میں بہت ساریinvestmentsکی ہیں لیکن چونکہ لاہور بڑا شہر ہے یہاں باہر سے بھی مریض آتے ہیں۔یہاں ایمرجنسی بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم جو تین تین مریض لٹاتے ہیں تو اس کے لئے ایمرجنسی کو بڑھایا جائے، انفراسٹرکچر بڑھایا جائے،ڈاکٹر بڑھائے جائیں تاکہ جو زخمی اور بیمار ہسپتال میں جاتا ہے اس کو کچھ نہ کچھ توreliefمل سکے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں گزارش کروں گا ٹی ایس حویلی لنک کینال جو کہ تین اضلاع ڈسٹرکٹ جھنگ،ٹوبہ اور خانیوال کوtouch کرتی ہے۔ میرے بزرگ میاں رفیق صاحب اس پر بہت کام کر رہے ہیں۔ہماری لاکھوں ہزاروں ایکڑز مین تباہ ہو چکی ہے۔ جو زمیندار دو دو مربعوں کے مالک تھے آج وہ بے چارے مزدوری کر رہے ہیں۔ ہمارے بیوروکریٹس نے پیسے مختص ہونے کے باوجود وہاں پر نہ کوئیtechnically studyکی بلکہ وہ اپنی ہی رٹ لگائے ہوئے ہیں جبکہ study میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کی لائننگ ہونی چاہئے لیکن وہ چاہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ سیم نالہ بنا دیا جائے لہذا میری گزارش ہو گی کہ جوtechnical studyہوئی ہے اس کے مطابق سیکرٹری صاحب کو پابند کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ ہماری نہر کی لائننگ کی جائے تاکہ ہمارے جو کسان بھائی برباد اور اجڑ چکے ہیں جن کے گھر گر چکے ہیں اور فصلیں تباہ ہو چکی ہیں کم از کم ان کو کوئی ریلیف مل سکے۔ یہ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ہمیں ضرور اس میں ریلیف دیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! ایک آخری بات کسانوں کے بارے میں کرنی ہے کہ جو industrialist ہیں ان کو inter bank rate KIBOR plus 2,3,1 مارک اپ پر قرضے دیئے جاتے ہیں جو کہ آج کل سات فیصد چل رہا ہے کسی کو ایک فیصد، دو فیصد plus میں یعنی آٹھ، نو فیصد پر industrialist کو قرضے ملتے ہیں جبکہ کسانوں پر ظلم ہو رہا ہے کہ ہمیں چودہ فیصد، سولہ فیصد اور اٹھارہ فیصد float rate پر بنک قرضہ دیتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ ہمارے زرعی قرضوں کو بھی KIBOR کے ساتھ link کیا جائے جس طرح صنعتکار کو KIBOR plus میں قرضہ ملتا ہے اسی طرح جو ہمارے کاشتکار ہیں ان کو بھی اسی شرح پر قرضہ ملنا چاہیئے۔ میری یہ چند گزارشات ہیں میں امید کرتا ہوں کہ محترمہ وزیر خزانہ اس کو note فرمالیں گی اور ان پر عمل بھی انشاء اللہ تعالیٰ ضرور ہو گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے، اللہ کرے آپ کی بات بھی ٹھیک اور سچی ثابت ہو۔ جی، راجہ محمد علی!

راجہ محمد علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبین ۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنی چند گزارشات پیش کرنے کا موقع عطا دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو ایک انتہائی جامع مربوط اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ کے لئے 753۔ارب روپے کے اخراجات میں سے 400۔ارب روپے ڈویلپمنٹ پر خرچ کئے جا رہے ہیں یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اس وقت عوام کو سہولیات میسر ہیں اس میں مزید اضافے کے لئے اور ان کی طرز زندگی کو مزید بہتر بنانے کے لئے 400۔ارب روپے کی خطیر رقم آئندہ مالی سال میں خرچ کئے جانے کی توقع ہے۔ تعلیم کے شعبے میں مجموعی طور پر 310۔ارب روپے مختص کئے گئے جو کہ ضلعی اور صوبائی حکومتوں کے کل اخراجات کا 26 فیصد ہے یعنی پورے بجٹ کا 26 فیصد تعلیم کے شعبے پر خرچ کیا جا رہا ہے اس میں بے شمار incentives کے ساتھ ساتھ پچھلے سال ہم نے دیکھا کہ quality of education کو بہتر بنانے کے لئے اس پر پورا focus کیا گیا ہے۔ اس میں large number of punitive actions لئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات نے دنیا کا جو نظام بنایا ہے وہ جزا اور سزا دونوں پر مقرر فرمایا ہے لہذا صرف اگر punitive action لئے جائیں اور incentives نہ ہوں تو quality of education suffer کرنے کا اندیشہ تھا اور میں وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بات کا اعتراف

کیااور نہ صرف اعتراف بلکہ عملی طور پر 15 کروڑ روپے مختص فرمائے تاکہ جو اساتذہ کرام اچھی کارکردگی دکھائیں ان کو incentives دیئے جائیں۔اس کے ساتھ سکولوں کے لئے بجٹ میں 14۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جس کو School Management Committee کے ذریعے خرچ کیا جائے گا۔آپ تمام حضرات اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ گزشتہ مالی سال میں ایک خطیر رقم سکولوں میں missing facilities بہتر بنانے کے لئے مختص کی جاتی تھی لیکن ہمارے تجربے میں یہ بات آئی کہ اس میں کافی رقم نچلے طبقے کی نالائقی کی وجہ سے unutilized رہ جاتی تھی اس کی proper utilization نہیں ہو پاتی تھی اور اس تجربے کو سامنے رکھتے ہوئے اس مرتبہ آئندہ مالی سال میں 14۔ارب روپے کی خطیر رقم اس مقصد کے لئے رکھی گئی کہ اس میں مقامی طور پر جو سکول کی Management Committees ہیں ان کے ذریعے اگر کسی کا برآمدہ نہیں ہے، کسی سکول میں کمرے نہیں ہیں، wash rooms نہیں ہیں اور boundary wall کی ضرورت ہے وغیرہ وغیرہ تو ان تمام missing facilities کو ایک مربوط طریقے سے حل کیا جاسکے گا۔سکول کے اساتذہ کرام کو یہ problem ہوتی تھی کہ district management یا اپنے ایم این ایز یا ایم پی ایز کو approach کرنا پڑتا تھا۔۔۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر!میں گزارش کر رہا تھا کہ 14۔ارب روپے کی خطیر رقم اس بات کے لئے مختص کی گئی ہے کہ جو پرنسپل ہیں، سکول کونسل ہے اور سکول کی committees ہیں وہ مقامی طور پر بہتر انداز سے ان کو جو فوری رقم دستیاب ہو گی اس سے وہ اپنی ضروریات کو انشاءاللہ پورا کر سکیں گے۔ اس 14۔ارب روپے کے علاوہ 8.5۔ارب روپے کی خطیر رقم dangerous schools buildings کے لئے مختص کی گئی ہے یعنی سکولوں کی وہ عمارتیں جن کو خطرناک قرار دیا گیا ہے جو کسی وقت بھی گر سکتی ہیں ان کے لئے top priority پر پورے پنجاب میں علیحدہ سے ڈسٹرکٹ لیول پر کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ان کو کہا گیا ہے کہ باقی تمام بجٹ کو بعد میں دیکھا جائے گا سب سے پہلے ان کو take up کریں تاکہ کسی بھی ناگزیر حالات اور ایسے حادثات سے بچا جاسکے جس میں کسی جانی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو۔اس کے بعد 3.6۔ارب روپے کی رقم سکولوں میں مفت تدریسی کتابوں کے لئے مختص کی گئی ہے جو قابل ستائش ہے۔

جناب سپیکر!صحت کے حوالے سے مجموعی طور پر 166۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو مجموعی اخراجات کا 14.5 فیصد ہے اور یہ ایک خطیر رقم ہے۔اس بات کا ادراک میاں محمد شہباز شریف نے کیا جس پر میں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پرائمری اور سیکنڈری ہیلتھ سروس کو ترجیح دی۔آپ کو معلوم ہے کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ BHUs, RHCs یا DHQs پر focus کم ہوا کرتا تھا جس کی وجہ سے اگر آدمی کو سَر درد بھی ہو تو اُس کو territory level کے ہسپتال کو approach کرنا پڑتا تھا جس سے مسافت بھی ہوتی تھی اور دوسرا territory level کے ہسپتالوں پر کئی گنا بوجھ بھی پڑتا تھا۔اس کو ختم کرنے کے لئے انہوں نے ایک خطیر رقم مختص کی ہے اور اُن کو فعال بنانے کے لئے ایک مربوط پروگرام ترتیب دیا ہے۔مجھے اس بات کا اظہار کرنے میں خوشی ہے کہ میرے حلقے میں بھی بے شمار ایسے BHUs ہیں جن کو نہ صرف بحال کیا گیا ہے بلکہ اُن میں سے چند BHUs کو چوبیس گھنٹے کے لئے open کیا گیا ہے جو کہ انشاء اللہ 24/7 کام کریں گے۔

جناب سپیکر!دیہی روڈز پروگرام کے سلسلے میں وزیراعلیٰ کے جو انقلابی اقدام ہیں ان کے حوالے سے میں یہ عرض کروں گا کہ اس سیکٹر میں 69۔ارب روپے مختص کئے گئے جن میں سے 50۔ارب روپے سے زائد کی خطیر رقم دیہی روڈز کے لئے مختص کی گئی ہے جہاں پر کارپٹڈ روڈز کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔میں تمام دیہی علاقوں کی طرف سے وزیراعلیٰ کا اس احسن اقدام پر انتہائی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر!میں آخر پر یہ سمجھتا ہوں کہ میرا تجربہ یہ ہے کہ پاکستان کی ترقی جس طرح سے پنجاب میں ہو رہی ہے جس کو مخالف لوگ بھی تسلیم کرنے پر تیار ہیں وہ اس کو ignore نہیں کر سکتے۔اسی طریقے سے میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر پاکستان کو ترقی کرنی ہو تو ایک میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ساتھ تین چار اور میاں محمد شہباز شریف چاہئیں۔بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،آپ کا بہت شکریہ۔محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آج آپ نے مجھے بجٹ 16-2015 پر بات کرنے کا موقع دیا۔آپ کو حوصلہ دینے کے لئے اچھے طریقے سے ہی بات شروع کروں گی اور بہت اچھی بات ہے کہ ہم نے بجٹ میں 200 بلین کا اضافہ کیا۔اگلی بات یہ کہ ہر سال بجٹ میں اضافہ کرنے سے جو مقاصد اور targets طے کرتے ہیں کیا وہ حاصل کر لیتے ہیں اور یہی میرا سوال ہے؟اگر یہ نہیں ہے تو اس "نہیں" کی وجوہات کیا ہیں؟اگر statistics دیکھے جائیں تو محکموں

کو پچھلے سال جو budget allocation ہوئی اس میں utilization کتنی ہوئی تو میرے خیال میں پہلے چھ ماہ میں 20/30 فیصد اور آخری دو ماہ میں overall دیکھا جائے تو 40 فیصد کے قریب بنتی ہے۔ کیا ہم budget allocation کرنے اپنے فرائض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور کیا ہمارا مقصد پورا ہو جاتا ہے؟ تو میں کہتی ہوں کہ بجٹ بڑھانے سے مقاصد حاصل نہیں ہوتے بلکہ بجٹ کی صحیح utilization کرنے، اُس کا check and balance رکھنے اور اگلے سال کے لئے جو خامیاں رہ جاتی ہیں اُن کو پورا کرنے کے بعد ہم اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکتے ہیں۔ آج جتنے بھی یہاں معزز ممبران ہیں وہ سب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کر رہے ہیں تو میرا بھی دِل چاہ رہا ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ تُرکی اور چائنا کے عوام بھی وزیر اعلیٰ صاحب کے مداح ہو گئے ہیں جبکہ پاکستان کے عوام نہیں ہوئے۔ مینارِ پاکستان پر جو پنکھے ہاتھ میں پکڑ کر جھلے جاتے تھے وہ بجلی کا بحران وزیر اعلیٰ نے چھ ماہ میں ختم کر دیا؟ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال دیکھیں تو جہاں پہلے چوریاں ہوتی تھیں وہاں اب direct ڈاکے پڑنے لگے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: No interruption and no cross talk.

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! ہم تعلیم دینا چاہتے ہیں تو لیپ ٹاپ دے رہے ہیں پھر کیوں نہ تُرکی اور چائنا کے لوگ ان کے مداح ہوں؟ میں یہاں پر ایک example دینا چاہتی ہوں کہ میرے پاس ایک بیوہ خاتون آئی جو 1992 میں 247 روپے پنشن لے رہی تھی، اس بیوہ کا خاوند اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل تھا جس کو لاہور میں جیل روڈ پر شہید کیا گیا تھا اور 23 سال گزرنے کے بعد اس کی پنشن 4100 روپے تک پہنچ گئی ہے اسی لئے چائنا اور تُرکی والے اُن کے مداح ہیں۔ یہ ہماری good governance ہے۔ ہمارے پاکستان میں رہنے والے minorities کی بات کروں تو میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گی کہ یہ figures بھی دیکھ لیجئے کہ پچھلے سال 300 ملین ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا گیا جو آپ ہی کی book کے صفحہ نمبر 435 میں ہے کہ ڈویلپمنٹ پر ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! یہاں بڑے دعوے کئے گئے کہ ہم ٹیکس نیٹ ورک کو بڑھا رہے ہیں اور ہم اتنا بڑھائیں گے کہ وہ لوگ جو ٹیکس نہیں دیتے اُن کو ٹیکس کے دائرہ کار میں شامل کریں گے لیکن ہم نے کیا کیا ہے؟ ہم نے یہ کیا ہے کہ وہ مجبور اور مفلس طبقہ جو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری کروڑوں کی وہ آبادی جو غربت کی شرح سے بہت نیچے ہے اس طرح کے طبقے کو ہم نے ٹیکس کے دائرہ کار میں شامل کیا ہے لیکن

وہ ڈاکٹروں کا مافیا جو 80ہزار کے قریب ہے، وہ مافیا جو اکیڈمیوں کی صورت میں ہے جس کے متعلق میں نے on the floor of the House بہت دفعہ KIPS اور سٹار اکیڈمی کی بھی بات کی تھی۔ وقفہ سوالات چل رہا تھا تو میں نے اُس دن بھی mention کیا کہ ان کا کوئی check and balance نہیں ہے اور وہ لاکھوں کروڑوں روپے فیس کی مد میں کمار ہے ہیں جن کو ہم نے ٹیکس کے دائرہ کار میں شامل نہیں کیا۔ یہ چیزیں کیا غور طلب نہیں ہیں اور کیا اِن کا check and balance رکھا جانا ضروری نہیں ہے؟

جناب سپیکر! ہمیں بجٹ تقریر کے لئے کہا جاتا ہے جبکہ بجٹ افراتفری میں آتا ہے۔ پاکستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ افراتفری میں بجٹ لایا جاتا ہے اور افراتفری میں ہی ہمیں بجٹ تجاویز پر discussion کے لئے کہا جاتا ہے۔ ہم بہت سارے ممالک سے تقابل کرتے ہیں کہ فلاں جگہ پر یہ ہو گیا لیکن کیا ہم نے اس چیز کا تقابل کیا ہے کہ ہم جن فرائض کی ادائیگی کے لئے اس ایوان میں بیٹھے ہیں وہ فرائض صحیح طور پر ادا کر رہے ہیں یا نہیں؟ اس کی مثال یہ ہے کہ دوسرے ممالک میں تین ماہ بجٹ discussion کے لئے رکھے جاتے ہیں جبکہ ہمارے ہاں تین چار دن رکھے جاتے ہیں۔ کیا اتنے تھوڑے سے وقت میں آپ اتنے بڑے صوبے کے 1400 بلین کے بجٹ کے بارے میں اپنی تجاویز کے ذریعے صحیح طور پر انصاف کر سکتے ہیں؟ تو میں کہتی ہوں کہ بالکل بھی نہیں اور اتنے ہی تھوڑے وقت میں تمام تجاویز شامل ہو کر آپ دوبارہ بجٹ لا سکتے ہیں تو میں کہتی ہوں کہ بالکل بھی نہیں؟ یہ کیسا مذاق ہے کیونکہ ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں، آپ کی مثبت تجاویز کو شامل کرنا چاہتے ہیں جبکہ روٹین پھر وہی ہے کہ ہم بات کرتے ہیں اور اس کے بعد بات بات ہی رہ جاتی ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں چونکہ وقت بہت کم ہے اور آپ کی توجہ چاہوں گی کہ وہی بات جو میں نے کی کہ ہمیں اس کے لئے بہت سارا وقت درکار ہے۔ یہاں پر میں اپنے ضلع ساہیوال کے حوالے سے بھی بات کروں گی کہ ہم اپنا بڑا passion show کرتے ہیں کہ ہم ایجوکیشن کے لئے یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے تو اس کی ایک مثال ساہیوال میڈیکل کالج ہے جہاں طلباء کا آج پانچواں سال چل رہا ہے اور PMDC نے اسے de-notify کرنے کے لئے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو لکھ دیا ہے کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے؟ جہاں پر آپ ایک ارب روپے سے زائد خرچ کر چکے ہیں۔ خون پسینے کی کمائی اور وہ ٹیکس کا پیسا جو آپ کے پاس عوام کی امانت ہے، خرچ کرنے کے بعد ان عمارتوں کے ساتھ آپ کیا سلوک کرنے جا

رہے ہیں؟ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس point کو بھی note کیا جائے اور ساہیوال میڈیکل کالج کی ترقی کے لئے سوچا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں ساہیوال کے حوالے سے میری ایک گزارش ہو گی کہ ہم اس۔۔۔

جناب سپیکر: وہاں پر یونیورسٹی بن گئی ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! چھوٹی سی بات ہے کہ ہم ساہیوال کو انڈسٹریل سٹی نہیں بنا سکے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ ایجوکیشن کے لئے ایک بہت بڑا بجٹ رکھا گیا ہے تو ساہیوال ایک زرعی ضلع ہے تو وہاں پر زرعی یونیورسٹی اور لڑکیوں کے لئے ہوم اکنامکس کالج کا قیام عمل میں لایا جائے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ اتنی شدید گرمی میں باہر ہزاروں سرکاری ملازمین مال روڈ پر دھرنا دیئے بیٹھے ہیں۔ چلچلاتی دھوپ میں 46 سینٹی گریڈ درجہ حرارت ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت اتنی بے حسی کیوں دکھاتی ہے۔ پہلے رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ مذاکرات کے بعد کلرکوں کی تنظیموں نے تین دفعہ اپنی ہڑتال کو، اپنے دھرنے کو اور اپنے احتجاج کو مؤخر کیا کہ وزیر قانون نے ان کے ساتھ وعدہ کیا کہ آپ کے یہ دو تین جائز مطالبات ہیں جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کر لئے ہیں۔ سمری ان کے پاس جا چکی ہے اور آپ اپنے اس احتجاج کو مؤخر کر دیں لیکن اب جبکہ بجٹ بھی پیش ہو گیا ہے اور آج کے دن تک ان سے جو وعدے کئے گئے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔ پورا مال روڈ block ہے جس سے مال روڈ سے ملحق پورا شہر جام ہو جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ غریب سرکاری ملازمین کی اپ گریڈیشن اور pay scale کا جو مسئلہ ہے، وہ بار بار کہہ رہے ہیں کہ دوسرے صوبوں نے یہ کر دیا تو آخر پنجاب میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ وہ کہتے ہیں کہ پنجاب تو بڑا متمول صوبہ ہے اور یہاں پر سب کچھ ٹھیک ہے تو ہم اپ گریڈیشن کی سہولت سے کیوں محروم ہیں؟ اسی طرح تنخواہوں کی بات کرتے ہیں کہ ہماری تنخواہ آپ 7.5 فیصد بڑھا رہے ہیں، جب بجٹ پیش ہوا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اگر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں 50 فیصد اضافہ ہو سکتا ہے تو ہماری تنخواہوں میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ حکومتی وزراء جن میں رانا ثناء اللہ خان اور دیگر کو کہیں کہ وہ کلرکوں کے نمائندہ لوگوں

کے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کریں اور انہیں اس دھرنے سے اٹھائیں۔ وہاں پر بے شمار لوگ بے ہوش ہو رہے ہیں اور پورے لاہور کی ٹریفک جام ہے۔ لوگوں کو آنے جانے کے لئے سخت دقت پیش آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: راناثناء اللہ صاحب باہر ہیں؟ اگر راناثناء اللہ صاحب ہوں تو اس معزز ایوان میں تشریف لائیں۔ خواجہ عمران نذیر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔Next چودھری شہباز احمد صاحب۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، آپ بھی اجازت لے لیں کیونکہ انہوں نے حوصلہ تو سب کا بڑھا دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اسی لئے ورنہ مجھے پتا تھا کہ آپ مجھے direct تو اجازت نہیں دیں گے۔ میں نے قائد حزب اختلاف کو ہی دیکھ کر بات کرنا چاہی ہے۔

جناب سپیکر: مجھے نام تو پکارنے دیں۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

جناب سپیکر! یہ اپوزیشن بنچوں پر ہی تشریف لے آئیں کی آوازیں)

اگر یہی بات انہوں نے کر دی تو پھر آپ کیا جواب دیں گے۔ میرے خیال میں دونوں آپس میں ہی لگے رہیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کبھی کوئی ناجائز بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین : جناب سپیکر! ابھی میاں محمود الرشید صاحب نے جو بات کی ہے یہ بالکل بجا ہے لیکن میں آپ کی تھوڑی سی توجہ مال روڈ کے جتنے business concern ہیں، جن کی وجہ آج یہ ہے کہ mostly business concern ہیں، میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنے head offices یہاں سے بدل دیئے ہیں۔ یہاں اب کوئی business نہیں ہے۔ اگر آپ میرے ساتھ تکلیف کریں تو دیال سنگھ مینشن کے سامنے کا تمام علاقہ بالکل بند ہو چکا ہے، stores بند ہو گئے ہیں اور یہ روزانہ کا کام ہے کہ مال روڈ کو بند کیا جاتا ہے۔ اس وقت جیل روڈ بھی بند ہے، کینال روڈ کی پوری ٹریفک بھی choke ہے۔ ذرا غور کریں کہ اگر اسی طرح احتجاج ہوتے رہے تو لاہور میں business تو پھر نہیں ہو گا اور اگر business نہیں ہو گا تو کہاں سے revenue آئے گا؟ ٹیکس دینے والوں کے اوپر تنقید تو

بڑی کی جاتی ہے لیکن میں آج حکومت سے یہ پوچھتا ہوں کہ جو لوگ ٹیکس دیتے ہیں انہیں کوئی ریلیف ہے؟ بات تو بڑی اور تنقید بھی بڑی ہوتی ہے کہ یہ کر دیا اور وہ کر دیا۔ جب میں آپ سے اجازت لے کر کل تقریر کروں گا تو میں صرف آپ سے ایک بات چاہوں گا کہ اگر۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے وقت بتادیں کہ کس وقت آپ نے تقریر کرنی ہے؟ میں دیکھ لوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ وہ آپ کی مہربانی ہے اور آپ ہمیشہ شفقت کرتے ہیں لیکن جو تجاویز میں دینا چاہتا ہوں اس کے لئے مجھے وقت دیجئے گا۔ میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ جو بھی حکومتی ذمہ داران ہیں ان کو بلا کر پوچھیں کہ لاہور میں business والوں یا رہنے والوں کا کوئی قصور ہے؟

جناب سپیکر! احتجاج کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے اور فرض کریں کہ وہ اگر handle نہیں ہو رہا تو کوئی ایک جگہ مخصوص کر دی جائے کہ جہاں پر وہ روز اپنا احتجاج کریں۔ ایک طرف کلرک احتجاج کر رہے ہوں، ایک طرف نرسیں کر رہی ہوں، ایک طرف ڈاکٹر کر رہے ہوں اور حکومت کی طرف سے بھی لوگ جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سب کو آپ تجویز کریں کہ آپ بھی اس قسم کا کام کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں۔ میں تو کر ہی نہیں سکتا۔ میرا تو stake ہے اور میرے ساتھ ہزاروں لوگوں کو بھی اللہ رزق دیتا ہے۔ میں کہاں کر سکتا ہوں؟ میں اگر کسی دن یہ سوچوں گا، میں خود تو دس سال کے لئے دنیا کے جس ملک میں بھی چاہوں جا کر عیش کروں لیکن مجھے ان ہزاروں لوگوں کی فکر ہے جن کا رزق اللہ نے میرے ساتھ لگایا ہے۔ خدا کی قسم! مال روڈ کے لوگوں کو بڑی پریشانی ہے اور باقی business concerns کو بھی۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ لاہور میں ٹریفک کے اس وقت جو حالات ہو گئے ہیں، اس وقت business تو لاہور میں نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی سڑک ایسی نہیں ہے جہاں ٹریفک چل رہی ہو۔ بات یہ ہے کہ ٹیکس دہندہ پر باتیں تو بڑی کی جاتی ہیں، وہ لوگ زیادہ تنقید کرتے ہیں جو خود اپنی جیب سے "نلکے" کا بل نہیں دیتے۔ خدا کی قسم! میں ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں کہ جہاں پر ٹیکسیشن کی proposals بنتی ہیں، میں ان کی شکلیں دیکھتا ہوں کہ یہ خود کیا ٹیکس دیتے ہیں اور ہم ٹیکس دینے والے لوگوں کو ٹریفک کی کوئی سہولت نہ ہے۔ خدانہ کرے کہ کسی ڈاکٹر سے کوئی واسطہ پڑ جائے تو اپنا ذاتی تعلق ہو گا تو ہم کام کروالیں گے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ جو احتجاج ہو رہا ہے اس کے لئے حکومت کوئی ایک جگہ مخصوص کر دے۔ ہیلتھ والوں کے لئے، ایجوکیشن والوں کے لئے، کلرکوں کے لئے ایک جگہ ہو اور جتنے بھی محکمے ہیں ان کی agitation ضرور ہو لیکن ان سے وہاں نمٹا جائے۔ مال روڈ جہاں سے ہمیں ٹیکس ملتا ہے اور جہاں سے میں اور آپ بھی گزرتے ہیں، میری الحمد للہ پیچھے منٹگمری روڈ پر ایک اور کمپنی ہے اور اگر میرے پاس یہ راستہ نہ ہو تو میں شاید یہاں پر بھی نہیں آ سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل میں آپ کی بات کی تائید کرتا ہوں کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی لوگوں کو بہت پریشانی ہوتی ہے۔ جی، رانا منور غوث صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ مالی سال 16-2015 کا متوازن بجٹ پیش کرنے پر میں محترمہ وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں تمام شعبہ ہائے زندگی کا احاطہ کیا گیا ہے اور عام آدمی کو ریلیف دیا گیا ہے اور کوئی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ جو گزشتہ سال گزرا ہے، اس میں حکومت پنجاب نے محکمہ لائیو سٹاک، محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم میں عام آدمی کے لئے جو اقدامات کئے تھے وہ قابل تحسین ہیں۔ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں بھی محکمہ لائیو سٹاک، صحت اور تعلیم میں عام لوگوں کو بہت سا ریلیف دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے میدان میں BHU Hospitals, THQ اور DHQs کی ایمرجنسی میں public کو ادویات کی صورت میں جو facilities provide کی گئی ہیں اس پر پنجاب حکومت کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ Liver transplant کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں، اس سال کے بجٹ میں وہ بہت ضروری تھے اور پنجاب حکومت سے میری گزارش ہے کہ وہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد شروع کروائے کیونکہ اس وقت پنجاب کے liver کے عارضہ میں مبتلا مریضوں کو کبھی اسلام آباد جانا پڑتا ہے اور کبھی بیرون ممالک جانا پڑتا ہے اور لوگ afford نہیں کر رہے اس لئے میری گزارش ہے کہ اس پر وزیر خزانہ note فرمائیں کہ اس پر فوری طور پر عملدرآمد شروع ہونا چاہئے۔ پینے کے صاف پانی کے لئے اس بجٹ میں 11۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے سال بھی بڑی خطیر رقم رکھی گئی تھی اُس پر بہت سا کام ہوا ہے 70 فیصد آبادی جو دیہاتی آبادی پر مشتمل ہے وہاں پینے کے پانی کا بہت مسئلہ ہے چونکہ میں بھی ایک rural background سے تعلق رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر !آپ کا ضلع راجن پور بھی صاف پانی سے بہت سی جگہوں پر محروم ہے یہ پانی اللہ تعالیٰ کی لازوال نعمت ہے جس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے۔اس وقت جتنے بھی دیہاتی اور شہری علاقے ہیں اُن میں زیادہ کوشش کر کے جس طرح سے ہمارے وزیر اعلیٰ دن رات کوشش کر کے میٹرو بس سروس کے لئے efforts کر رہے ہیں،دن رات کوشش کر کے انرجی سیکٹر کو بہتر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں،دن رات اُن کی کوشش ہے کہ صحت کی سہولیات لوگوں کو مہیا کی جائیں اسی طرح سے میری پنجاب حکومت سے گزارش ہے کہ پینے کے صاف پانی پر خصوصی توجہ دی جائے اگر یہ بجٹ 11۔ارب روپے سے 22۔ارب روپے کر دیا جائے تو کوئی مضائقہ والی بات نہیں ہے کیونکہ آپ اس وقت دیہاتی زندگی دیکھیں ،شہری زندگی دیکھیں اگر آپ نے بیماریوں کو کنٹرول کرنا ہے ،اگر آپ نے عام شہری کی زندگی کو بہتر بنانا ہے تو زیادہ سے زیادہ صاف اور بہتر پانی کی فراہمی بہت ضروری ہے۔دیہاتوں اور شہروں میں DHQ level،BHU level،THQ level آپ نے اگر ہسپتال میں مریضوں کی تعداد کو کم کرنا ہے تو صاف پانی کی فراہمی اس وقت از حد ضروری ہے۔پولیس،داخلہ اور ایس اینڈ جی اے ڈی کے محکمہ جات کی کارکردگی کو مزید بہتر کرنے کے لئے reforms کرنے کی ضرورت ہے ،قائد محترم نے یہ اعلان فرمایا تھا اور اُن کا یہ وژن ہے کہ ہم نے پولیس کلچر کو تبدیل کرنا ہے۔

جناب سپیکر!پولیس کلچر کو بہتر کرنے کے لئے اقدامات کی ضرورت ہے تو یہ خواب اُسی وقت شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے جب ہم اس کی طرف عملی اقدامات کریں گے۔مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ قائد محترم اس کے لئے فوری طور پر اقدامات کریں گے جس طرح انہوں نے دوسرے شعبوں میں بہتری لانے کی کوشش کی ہے تو پولیس اور ایس اینڈ جی اے ڈی اور داخلہ کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں یقیناً اچھے اقدامات کرنے سے مثبت تبدیلیاں ضرور آئیں گی۔اس وقت ہمارے پنجاب میں وزیر اعلیٰ نے ایک initiative لیا ہے جو خادم پنجاب روڈ سیکٹر پروگرام شروع کیا ہے اُس سے دیہاتیوں کی زندگیاں بدلنے کے لئے بہتر کوشش کی گئی ہے۔اس وقت پنجاب کے دیہاتوں میں یہ خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ہم بھی جب صوبائی سڑکوں پر ایک بڑے division سے province تک سفر کرتے تھے تو ہم کارپٹ روڈ پر سفر کرتے تھے۔اب دیہاتوں کے لوگ بھی، پنجاب کے عام شہری بھی کارپٹ سڑکوں پر سفر کریں گے اس کے ساتھ ساتھ میری یہ بھی گزارش ہے کہ جو تحصیل ہیڈکوارٹر سے ڈسٹرکٹ تک سڑکیں جا رہی ہیں اُن کی مرمت کے لئے بھی سالانہ فنڈز رکھے جائیں۔ہم سڑکیں بناتے ہیں کروڑوں

اور اربوں روپے کے فنڈز خرچ کرتے ہیں لیکن اُن کی maintenance کی طرف توجہ نہیں دی جاتی۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو سڑکیں آپ بناتے ہیں اُن کی maintenance کی طرف بھی توجہ دیں۔ ہر سال ایک بجٹ اس کے لئے مختص ہو تاکہ پنجاب حکومت کے کروڑوں اربوں روپے ضائع نہ ہو ں بلکہ چند لاکھوں سے اُس کی maintenance کر کے کروڑوں اور اربوں روپے بچائے جا سکیں۔ محکمہ ریونیو کا جو computerize نظام روشناس کروایا گیا ہے جس کے لئے قائد محترم نے دن رات efforts کر کے لوگوں کو پٹواری کے چُنگل سے نکالا ہے، ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے چُنگل سے نکالا ہے لیکن وہ ابھی پوری طرح سے اُس چُنگل سے نہیں نکل پائے اس میں بہت سی کمزوریاں اور خامیاں ہیں اُن کو دور کرنے کی بے حد ضرورت ہے۔ پہلے لوگ پٹواری کے پاس جاتے تھے اور اُن سے جا کر request کرتے تھے وہ فرد جاری کر دیتا تھا اب چھ چھ دن لوگوں کو کمپیوٹر سنٹر کے باہر کھڑا ہونا پڑتا ہے اور اُس میں پٹواری اور کمپیوٹر والوں نے ایک mechanism بنایا ہوا ہے اُس میں reforms کی ضرورت ہے، اُس میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے اور اُس کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے تو مجھے امید ہے کہ جو روزمرہ کی مشکلات لوگوں کو پیش آرہی ہیں اس کی طرف توجہ دی جائے گی۔ زمینداروں پر ایک ٹیکس کی شرح مقرر کی گئی ہے یہ 1997 سے ہے یہ اُس وقت ریونیو generate کرنے کے لئے متعلقہ تحصیلوں کے اسسٹنٹ کمشنر اور ڈسٹرکٹ کنٹرولر جو ہیں وہ efforts کر رہے ہیں کہ اس ٹیکس کو collect کیا جائے اُس سے عام زمیندار اور عام کاشتکار disturb ہو رہا ہے۔ اس کو اس قانون کے متعلق پتا نہیں تھا، اُس کو awareness نہیں تھی تو اس میں آپ کی وساطت سے میں محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ آپ بڑے زمینداروں سے ضرور ٹیکس لیں جو یہ afford کر سکتے ہیں لیکن جو چھوٹا کسان ہے جو چھوٹا زمیندار ہے اُس کی حالت زار پر رحم کھایا جائے جیسا کہ میرے فاضل ممبران بھائیوں نے پہلے بھی گزارشات کی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! wind up کر دیں۔

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں میرے چند ایک پوائنٹ رہ گئے ہیں تھوڑی سی مہربانی فرمادیں۔ اس وقت جو ہماری خریف کی فصل گزری ہے اُس میں ہمارا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ ہماری فصل کو بہتر طریقے سے collect نہیں کیا گیا باردانہ فوری طور پر بند کر دیا گیا جو اس وقت ہم نے گندم کی فصل کاشت کی ہے اور جو پچھلی دفعہ چاول کی فصل کاشت ہوئی تھی اُس میں بھی زمینداروں کو بہت نقصان ہوا ہے۔ ہمارا گنے کا جو کاشتکار ہے وہ بھی disheart ہو

رہا ہے کیونکہ اُس کو وقت پر payment ملتی ہے اور نہ ہی اُس کو proper rate مل رہا ہے تو اس کے لئے reforms لانے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔آپ باقی تجاویز لکھ کر محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔جی، چودھری محمد یوسف کسیلیہ صاحب!

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔آپ نے مجھے بجٹ 16-2015 پر اظہار خیال کا موقع دیا اور اس کے ساتھ ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ایک متوازن بجٹ اس حوالے سے پیش کیا کہ تمام شعبہ ہائے زندگی کو اس میں ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔اس دفعہ ڈویلپمنٹ کے بجٹ کا حجم بڑھایا گیا ہے اور current expenditure جو ہے اُس کو بہت slight سا بڑھایا گیا ہے جس کی وجہ سے آج ہم نے 400۔ارب روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ دیا ہے اور یقیناً یہ بہت بڑا بجٹ ہے۔یہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی دن رات محنت کا نتیجہ ہے اگر ہم دیکھیں تو current expenditure میں slight سا difference اور ڈویلپمنٹ بجٹ میں 16 percent growth rate نظر آرہا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے expenses کم کر کے اس ڈویلپمنٹ بجٹ کو بڑھانے کی کوشش کی ہے اور الحمد للہ اُس میں کامیابی ہوئی ہے۔صحت، سکول، زراعت اور جتنے بھی ہمارے محکمہ جات ہیں اُن کی ڈویلپمنٹ میں ہمیں معاونت حاصل ہو گی اسی طرح زراعت کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو no doubt زراعت میں بہت بڑی achievement پچھلے ادوار میں حاصل ہوئی اور یقیناً پہلے بھی اس پر بہت کام ہو چکا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ 45 فیصد ہمارے ملک کا جو دیہاتی area ہے وہ اسی سے روزگار کماتا ہے اور اگر ملکی level پر دیکھا جائے تو 60 فیصد جو ریونیو ہے ہمیں باہر سے اسی زراعت کی export سے ملتا ہے اس لئے ہمیں ہر لحاظ سے زراعت پر توجہ دینا ہو گی جیسا کہ ہم نے چھوٹے کاشتکاروں کے لئے سبسڈی پر ٹریکٹر اور جدید آلات کے لئے پیسے رکھے ہیں اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اریگیشن کے لئے جو گورنمنٹ کا پراجیکٹ ہے Punjab Irrigated-Agriculture Productivity Improvement Project اس میں 21۔ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی ہے تاکہ آنے والے وقت میں نہروں اور کھالہ جات کو پختہ کیا جا سکے۔اس میں احسن اقدام یہ اٹھایا گیا ہے کہ جو پہلے کھالہ جات ہم 30 فیصد پختہ کرتے تھے وہ اب 50 فیصد پختہ ہوں گے۔ٹیکنیکل ٹیموں کی سروے رپورٹ کے مطابق اس میں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اگر 50 فیصد کھال کو پختہ کر دیا جائے تو تقریباً 90 فیصد پانی

کے loses cover ہو جاتے ہیں۔ان ساری چیزوں کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کے شعبہ میں جب تک ہم input سستی نہیں کرتے اس وقت تک کسان کے دکھ کا مداوا نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے مقابلے میں انڈیا بیٹھا ہے وہاں پر input سستی ہے، export cheep پڑتی ہے اس وجہ سے ساری دنیا میں وہاں سے export ہو رہی ہے اور ہمارے ملک سے نہیں ہو رہی ہے۔ اگر ہم input سستی کریں گے تو ہمارے کاشتکار بھی سکون کی روٹی کھا سکیں گے اور ملک بھی ڈالر کما سکے گا۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کو چاہئے کہ مخالفت برائے مخالفت نہ کریں، وہ ہر وقت جو مخالفت کا رونا پیٹتے ہیں وہ نہ پیٹیں۔ انہوں نے اتنا بڑا بجٹ پڑھا ہے اس میں کوئی تو ایسی بات ہو گی جو ان کے دل کو اپیل کرتی ہو گی لیکن ان کا دل اتنا تنگ ہے کہ انہیں حکومت کی کسی بھی بات کو سراہنے کی ہمت نہیں ہو رہی۔ اسی طرح صحت اور تعلیم کے میدان میں پیسے رکھے گئے ہیں۔ 166۔ارب 13 کروڑ روپے صحت کے لئے رکھے گئے ہیں جس سے THQ, DHQ اور RHC کی سطح پر سہولیات کا criterion بڑھایا جا چکا ہے۔ اسی طرح اب BHU کو بھی حکومت پنجاب خود چلانے کا سوچ رہی ہے اور وہاں پر بھی 24 hours facilities provide کرنا چاہ رہی ہے جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اسی طرح تعلیم کے میدان میں بہت کام ہو چکا ہے اور مزید رقم رکھی گئی ہے تاکہ سکولوں کی repairing، نیا سٹاف، toilets block کی کمی، نئی بلڈنگوں کی تعمیر کی جا سکے اور یہ سارے فنڈز کمیٹیوں کے ذریعے خرچ کرنے ہیں تاکہ تعلیم کو بہتر کیا جا سکے۔ ہماری اپوزیشن جماعت یہاں پر تعلیم کو highlight تو کرتی ہے مگر دانش سکولوں کو تنقید کا نشانہ بھی بناتی ہے۔ اگر انہیں خود اپنے بچوں کو پڑھانا ہو تو ایچیسن کالج میں پڑھاتے ہیں اگر کسی ریموٹ ایریا میں دانش سکول بن جائے جس سے کم آمدنی والا آدمی اپنے بچوں کو تعلیم حاصل کروا سکے اس کے بچے اپنی سن کے لیول پر تعلیم حاصل کر لیں تو وہ ان کو شاید گراں گزرتا ہے اور وہ اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ اسی طرح میٹرو بس سروس ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ لاہور میں مکمل ہوئی اور کامیابی سے چل رہی ہے اسی طرح راولپنڈی میں بھی پراجیکٹ مکمل ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

چودھری محمد یوسف کسیلیہ: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہوں گا کہ میرا حلقہ پی پی۔232 ہے اور یہ سب تحصیل ہے۔ وہاں پر 1911 میں 9 تحصیلیں بنی تھیں، آس پاس کے سارے شہر تحصیل میں تبدیل ہو چکے ہیں جبکہ یہ شہر کے پاس ہے اور آج بھی سب تحصیل کا درجہ ہے میری request ہو گی کہ اس کو اپ گریڈ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ منسٹر صاحبہ کو تحریری طور پر تجاویز دے دیں۔ چودھری اشرف علی انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حلقہ پی پی۔195 میں رہتا ہوں وہاں سے میٹرو بس گزر رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! خیر مبارک۔ وہاں سے میٹرو بس گزر رہی ہے، وہاں جو آبادی ہے وہ تقریباً دو اڑھائی لاکھ کی ہے۔ اس آبادی میں کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ ان علاقوں میں کسی قسم کی کوئی روڈ نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی کی فوتیدگی ہو جائے تو جنازہ لے جانے میں بھی بہت دشواری ہے۔ پہلے ان علاقوں کو سہولت دی جائے۔ تقریباً ساٹھ سال جب سے پاکستان بنا ہے وہاں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ اگر ہم ایم ڈی واسا کے پاس جاتے ہیں، ڈی سی او کے پاس جاتے ہیں اور ہم نے بہت سی درخواستیں بھی دے رکھی ہیں تو ان پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ میں آپ سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ ان سے عملدرآمد کرائیں۔ جو علاقوں کی آبادیاں ہیں، شاہ رکن عالم وہ شہر کا علاقہ ہے، نیو ملتان اور اس کے پاس کی آبادیاں، سحر کالونی، شریف پورہ، محمد پورہ وہاں کسی کے پاس مالکانہ حقوق ہے کسی کے پاس نہیں ہے۔ وہاں سیوریج کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ جب ہم صبح اٹھتے ہیں تو سب سے پہلے موبائل پر یہی اطلاع ملتی ہے کہ فلاں علاقے میں گٹر بند ہے وہ کھلوا دیں۔ بتاؤ، یہ کوئی کام ہے؟ جو ایم ڈی واسا ہے اس نے دو سالوں میں کسی قسم کا کام نہیں کیا۔ جو بھی بجٹ رکھا جاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ اس کو خرچ ہونا چاہئے اور کام ہونا چاہئے لیکن اس علاقے میں کسی قسم کا کوئی کام نہیں ہو رہا ہے اس لئے ہم جناب سے اپیل کرتے ہیں کہ ان علاقوں میں سروے کرایا جائے اور وہاں پر لوگوں کی جو بھی ضروریات ہیں وہ پوری کی جائیں۔ جو ہمارے سے ہارے ہوئے ایم پی اے ہیں ان کو ترجیح دی جاتی ہے جبکہ لوگوں کو جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے تو ہمارے گھروں کے دروازے کھٹکتے ہیں اور اُن کا جواب ہم دیتے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں جناب سے اپیل کرتا ہوں کہ ڈی سی او کو کہیں کہ ہمارے علاقے کا سروے کرائیں، ایم ڈی کو کہیں کہ وہ سروے کرائیں۔ اس علاقے میں سیوریج اور لائٹنگ کا کوئی ریلیف نہیں ملتا۔ کیا ان لوگوں نے کوئی جرم کر لیا ہے؟ ہم خیبر پختونخوا میں ان کے ایم پی ایز کو پورا فنڈ دے رہے ہیں اور ہمیں یہاں کیوں فنڈ نہیں دیا جاتا؟ میں جناب سے اپیل کرتا ہوں کہ ہمیں فنڈز دیئے جائیں تاکہ ہم

لوگوں کے کام کرا سکیں۔جب ہمارے علاقوں میں کام ہوں گے تو ہم تنقید کیوں کریں گے ؟جناب سے اپیل ہے کہ ہمارے علاقے میں سروے کرایا جائے۔ڈی سی او کو کہیں سب کو کہیں کہ ہمارے علاقے کے جو کام ہیں مہربانی کر کے وہاں کام کریں کیونکہ یہ شہر کے علاقے ہیں ان کے بہت جلد آرڈر کریں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نے نوٹ کر لیا ہے۔آصف محمود صاحب!آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!جی، میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بات کریں۔

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ محترمہ وزیر خزانہ یہاں پر تشریف فرما ہیں میں اپنی گفتگو کے آغاز میں ان کے سامنے ایک بات رکھوں گا۔ جو بجٹ پیش ہونے کا process ہے، میری یہ request ہے اور میرے سے پہلے بھی معزز ممبران نے یہ بات کی ہے کہ کم از کم آپ International Standard چیک کر لیں اس بجٹ کو کم از کم تین چار ماہ پہلے present ہونا چاہئے۔یہ جو اتنی بڑی بڑی books باہر بھی رکھی ہوئی ہیں جو ممبران بڑی مشکل سے اٹھا کر لے جا رہے تھے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی باشعور آدمی اس چیز کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ دو دن کے اندر ان books کو کوئی پڑھنے کے قابل ہو گا اس طرح سے یہ کروڑوں روپے کا حکومتی خزانہ ضائع ہو رہا ہے۔ میری request ہے کہ آئندہ سالوں کے لئے اگر آپ اس بجٹ کو دو تین ماہ پہلے present کریں اور اس پر یہاں بیٹھ کر بحث ہو تو ان کو خود سے بہت ساری خامیاں نظر آئیں گی جن کو یہ اچھے طریقے سے حل کریں گے جو لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے کافی کارگر ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر!میں اس کے بعد بات کرنا چاہوں گا کہ دو سال سے ہم حکومتی priorities کی بات کرتے چلے آ رہے ہیں۔ میرے جتنے بھی معزز ممبران حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کی تقریر جو شروع ہوتی ہے وہ اس طرح سے شروع ہوتی ہے کہ "چاول تو بڑے مزے کے ہیں"لیکن تھوڑا آگے چل کر کہتے ہیں کہ "رہ تھوڑے کچے گئے ہیں"۔ خود سے یہ تعریف شروع کرتے ہیں اور جب اپنے علاقے پر بات آتی ہے تو خود اس چیز کا اعتراف کرتے ہیں کہ حکومت deliver کرنے میں ناکام ہے۔ وہ ترجیحات جن کی ہم دو سال سے بات کر رہے ہیں، جو حکومت کی priorities ہوتی ہیں، وہ تو کوئی بھی حکومت ہو، جو بھی باشعور لوگ ہوں وہ priorities رکھتے ہیں کہ انسان کو بنیادی سہولیات زندگی پہلے ملنی چاہئیں۔ ہمیں دانش سکول پر بھی اعتراض نہیں ہے اور میٹرو سے بھی اعتراض نہیں ہے لیکن

راولپنڈی کے اندر ابھی recently میٹرو دی ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہوئی ہیں پورے پنجاب کا ہائر ایجوکیشن کا بجٹ اٹھالیں، پورے پنجاب کا سپیشل ایجوکیشن کا بجٹ اٹھالیں اور پورے پنجاب کا ہیلتھ کا بجٹ اٹھالیں لیکن صرف راولپنڈی کی میٹرو بس پر اس سے زیادہ رقم خرچ کی گئی۔ یہ کہاں کا شعور اور کہاں کی عقل ہے کہ آپ کی جو بنیادی چیزیں ہیلتھ اور ایجوکیشن ہیں۔ آپ نے اس کے لئے جو رقم رکھی تھی اور وہ آپ نے 50 فیصد سے کم خرچ کی۔ اگر آپ پر میٹرو کا جنون سوار ہے تو براہ مہربانی پنجاب کے اندر گورنمنٹ میٹرو سکول کھول دیں، گورنمنٹ میٹرو ہسپتال کھول دیں، یہ سب میٹرو کے نام سے کھول دیں اور لال کلر کا paint کر دیں لیکن آپ بنیادی چیزیں مہیا کریں۔

جناب سپیکر! میں راولپنڈی پر دوبارہ بات کرنا چاہوں گا کیونکہ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہوئی ہیں اور میں ایجوکیشن کے حوالے سے ان کے سامنے دو تین پوائنٹس رکھوں گا کہ جہاں سے راولپنڈی کی یہ میٹرو start ہوتی ہے۔ اگر آپ اس سے ایک کلو میٹر پیچھے چلے جائیں تو گورنمنٹ پرائمری سکول ڈھیری حسن آباد ہے یہ میرا حلقہ بالکل کنٹونمنٹ پر مشتمل ہے اور شہری علاقہ ہے اور میں کسی دیہات کی بات نہیں کر رہا۔ اگر یہ اس سکول کا خود visit کریں یا وہاں پر کسی بھی شخص کی responsibility لگائیں اور وہ وہاں پر جائیں۔ آپ یقین کریں کہ اس گرمی کے موسم کے اندر ٹین کی چھت کے نیچے چھوٹی چھوٹی بچیاں جس طرح سے سسکتی اور بلکتی میں نے دیکھی ہیں، آپ اس سے ایک کلو میٹر آگے جائیں تو ہمارے سامنے AC والی میٹرو کھڑی ہوتی ہے جس پر اربوں روپے لگا ہوتا ہے۔ یہ وہ شہر ہے کہ جس کے اندر لوگوں کو دفن کرنے کے لئے قبر نہیں ملتی اور ہم نے بار ہا identify کیا کہ ہمارے پورے شہر کے اندر قبرستان کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اگر کسی کو کوئی سفارش کروانے کے بعد کوئی قبر مل بھی جاتی ہے تو 16 ہزار روپے اس کی قیمت مختص ہے۔ ہم نے اس پر بھی اسمبلی کے اندر بات کی تھی لیکن بڑے افسوس اور دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے تو میٹرو بنانی ہیں اور دانش سکول بنانے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے اپنے ہی حلقے کے اندر دو کالج ایک گرلز اور ایک بوائز جو کہ چودھری پرویز الہیٰ کی حکومت میں initiate ہوئے۔ میں نے 2013 میں اسمبلی میں اس پر ایک سوال کیا، میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ چاہوں گا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں نے اسمبلی کے اندر ایک سوال کیا جس کا ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مجھے جواب آیا کہ 3کروڑ42لاکھ روپے اس پر خرچ ہو چکا ہے اور اس کی مزید تکمیل کے لئے18لاکھ روپے کی رقم چاہئے تھی لیکن بجٹ ہمارے پاس موجود نہیں تھا تو وہ رقم فراہم نہیں کی جا سکی جس کی وجہ سے کام نامکمل رہ گیا اور موجودہ مالی سال میں وہ سمری چیف منسٹر صاحب کو بھجوائی ہے۔

جناب سپیکر!دو سے تین سال مزید گزر گئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر آپ personally notice لیں،وہ کالجز بالکل بنے ہوئے ہیں۔مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ اتنی تنگ نظری سے میرا بھائی یہاں پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے کہ اپوزیشن تنگ نظری کا مظاہرہ نہ کرے۔آپ کو اللہ نے اختیار دیا ہوا ہے،آپ کے پاس ایک منصب ہے اور کل کو پوچھ بھی آپ سے ہو گی۔ مجھے کل اس side سے الحمدللہ کا ورد بڑے اچھے طریقے سے سنائی دے رہا تھا اور یہ بڑا اچھا ورد ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ براہ مہربانی استغفراللہ کا بھی ورد کیا کریں کیونکہ جو لوگ آج پنجاب کے اندر پس رہے ہیں تو اس کی پوچھ بھی کل اللہ نے آپ سے کرنی ہے۔یہ تو دو کالج ڈھوک سیداں کے اندر ہیں اور اس پورے حلقے کے اندر کوئی ایک بوائز کالج نہیں ہے۔اگر یہ کسی نے غلطی کر لی تھی تو اس کی تکمیل کے لئے آپ اپنا کوئی اثر ورسوخ استعمال کریں شاید ہمارے علاقے کی کوئی بھلائی ہو جائے۔

جناب سپیکر!میں نے2013میں اپنے حلقہ پی پی۔9کے حوالے سے اس اسمبلی میں سوال دیا تھا جو پچھلے سیشن میں take up ہوا لیکن اس کی باری نہیں آ سکی اور وہ lapse ہو گیا۔اس میں، میں نے بڑا سادہ سوال پوچھا تھا کہ حلقہ پی پی۔9کے اندر پنجاب حکومت کے کتنے ہسپتال اور کتنی ڈسپنسریاں موجود ہیں تو مجھے ایک بڑا سادہ جواب دے دیا گیا کہ حلقہ پی پی۔9کنٹونمنٹ کے پاس ہے تو لہذا یہاں پر پنجاب حکومت کا کوئی سرکاری ہسپتال ہے اور نہ ہی سرکاری ڈسپنسری ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے لوگ ادھر بستے ہیں اگر کنٹونمنٹ بورڈ نے initiative نہیں لیا اور اگر میں elect ہو کر یہاں پر آیا ہوں، اگر وہ علاقہ کنٹونمنٹ کے پاس ہے تو میں کنٹونمنٹ میں الیکشن لڑتا اور میں صوبائی اسمبلی پنجاب میں اپنے لوگوں کی کیا نمائندگی کرنے آیا ہوں کہ اس پورے حلقے کے اندر ایک ڈسپنسری اور ایک ہسپتال نہیں ہے۔یہ وہ حلقہ ہے جہاں سے میٹرو شروع ہوتی ہے۔آپ نے اربوں روپیہ اس قوم کا میٹرو پر خرچ کیا لیکن راولپنڈی کے اندر پانی کا مسئلہ بہت زیادہ ہے اور اب پھر دوبارہ سے گرمی شروع ہو گی تو اس پر بھی تھوڑی سی رقم خرچ کر دیں شاید کہ کوئی غریب لوگوں کی آپ کو دعا لگ جائے۔

جناب سپیکر!میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ بجٹ کے اندر جو block allocation ہوتی ہے یہ خود سے ثابت کرتی ہے کہ جو بھی کوئی financial expert ہے اس نے اپنی ناکامی تسلیم کی کہ اس کے پاس کوئی سکیم، کوئی پراجیکٹ اور کوئی پلان نہیں ہے۔ وہ allocate کر دی جاتی ہے اور اس کے بعد پھر وہی صوابدیدی اختیار استعمال کیا جاتا ہے اور پھر وہ رقم خرچ کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف محمود صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ نسرین نواز صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میرے خیال میں محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ بھی چلی گئی ہیں۔ انہوں نے تقریر آج نہیں کرنی۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، قاضی عدنان فرید صاحب! آپ اپنی بات کریں۔

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے محترم وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کی فنانس کی ٹیم، ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور پی اینڈ ڈی کی ٹیم کو خصوصی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا خوبصورت اور متوازن بجٹ پیش کیا۔ یقیناً یہ ان کی کوشش، عرق ریزی اور چیف منسٹر کے وژن کا نتیجہ ہے۔ میں ایک منفرد اعزاز پر محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ چیف منسٹر نے پاکستان کی تاریخ میں ایک منفرد اقدام اٹھایا اور ایک اہل خاتون کو فنانس منسٹری کے منصب پر فائز کیا جو کہ یقیناً پنجاب اور پاکستان کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے۔ میری توقع تو اپوزیشن سے بھی یہی تھی کہ گورنمنٹ کے اس spirit کو appreciate کریں گے اور یقیناً ستائش کریں گے کہ ہمارے ملک میں ماشاء اللہ خواتین اتنا excel کر رہی ہیں کہ وہ پنجاب کے اندر اب اس شعبہ کو ہیڈ کر رہی ہیں۔ یقیناً اختلاف جمہوریت کا حسن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اختلاف اصلاح کے لئے ضروری عمل بھی ہے لیکن جس قسم کا اختلاف بجٹ تقریر کے دوران نظر آ رہا تھا وہ یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ افسوس کی بات ہے۔ وہ اپنی تجاویز پیش کریں، بے شک وہ حکومتی پالیسی سے اختلاف رکھتی ہوں وہ پیش کریں لیکن ہمارے ان تین سالہ حکومت کے دوران جو budgets پیش ہوئے ہیں یہ کوئی عام budgets نہیں ہیں۔ اس بجٹ کے اندر ایک وژن کو سامنے رکھ کر منصوبے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ یہ بجٹ اس طرح کے نہیں ہیں کہ میرے حلقے کے لئے انہوں نے ترتیب دے دیا کہ یہ ترقیاتی منصوبہ اس بجٹ کے اندر اس حلقے کے لئے ہیں یا یہ صرف لاہور specific budget ہے یا یہ کوئی راولپنڈی specific budget ہے یا یہ بالخصوص کوئی ساؤتھ specific budget ہے۔ یہ پنجاب کی ترقی کو مدنظر رکھ کر بجٹ بنایا گیا ہے جو کہ میں سمجھتا

ہوں کہ پاکستان کی history میں ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم نے پچھلے بجٹ کے اندر aim کیا ہے اور ہم نے اس بجٹ کے اندر بھی اس چیز کو determine کیا ہے کہ ہم جس سال اپنے election year میں جارہے ہوں گے تو اس وقت تک ہم نے پنجاب کی growth کو 72.8 فیصد پر لے کر جانا ہے۔ ہم نے اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ public sector investment کو ڈبل کرنا ہے، ہم نے ہر سال دس ملین jobs create کرنی ہیں اور ہم نے اس قسم کے منصوبے بنانے ہیں جو کہ اس قسم کی growth کی طرف ہمارے پنجاب کو لے کر جائیں۔ ہماری جو international commitments ہیں اور جو millennium developments goals ہیں جو کہ اب sustainable goals میں تبدیل ہو گئے ہیں انشاءاللہ ہم نے ان commitments کو comply کرنا ہے تو میری اپوزیشن سے یہ درخواست ہے کہ وہ دیکھیں، بیٹھیں، شیڈو کابینہ بنائیں۔ یہ دیکھیں کہ ہماری گورنمنٹ کن کن شعبوں کے اندر کیا کیا interventional کر رہی ہے۔ ہم نے دو ملین گریجویٹس کو ہر سال تیار کرنا ہے جو کہ باہر جاکر اپنے ملک کے اندر زرمبادلہ لے کر آئیں۔ انشاءاللہ اس سال ہمارے ایک لاکھ سے زائد ٹیکنیکل گریجویٹس قطر جائیں گے۔ ہم نے 4۔ارب روپے لوگوں کو skilled کرنے کے لئے اس بجٹ میں رکھے ہیں تاکہ لوگوں میں skill پیدا کر کے انہیں باہر بھجوایا جائے گا۔ اس فنڈ میں سے 2 بلین روپے TEVTA کے پاس جائیں گے جو کہ TEVTA خرچ کرے گا۔ ایک بلین روپے TDF میں جائے گا۔ ایک بلین روپے TVTC کے لئے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ ذرا باقی صوبے بھی ہماری پالیسی کا موازنہ کریں اور یقیناً پنجاب کی policies ان کے لئے torchbearer ثابت ہوں گی۔ آپ بالکل اختلاف کریں اور میں پھر یہ بات repeat کروں گا کہ اختلاف جمہوریت کا حسن ہے، اختلاف بہتری کے لئے ہونا چاہئے اور اختلاف بغیر پڑھے اور بغیر دیکھے نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ ہمارا پنجاب دوسرے صوبوں کے لئے بھی feel کرتا ہے، ہمارے بلوچستان کے بھائیوں کے لئے feel کرتا ہے۔ اگر آپ دیکھیں گے تو اس بجٹ کے اندر آپ کو نظر آئے گا کہ پنجاب نے اپنے بلوچ بھائیوں کی handholding کی ہے۔

جناب سپیکر! انشاءاللہ تعالیٰ 2 بلین روپے کے پراجیکٹس ہم اس سال اپنے بلوچ بھائیوں کے لئے complete کریں گے۔ اس کے علاوہ پنجاب ایک زرعی خطہ ہے زراعت کو ترویج دیئے بغیر زراعت کی بہتری کے بغیر ہم سمجھتے ہیں اور ہماری حکومت یہ سمجھتی ہے کہ ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ زراعت کی backbone irrigation ہے، ہم نے پچھلے سال 35 بلین روپے اس مد میں رکھے تھے

اس سال پھر ہم نے 35 بلین روپے اپنے اریگیشن پراجیکٹس کو بہتر کرنے کے لئے مختص کئے ہیں۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں چیف منسٹر صاحب کو، ان کے وژن کو اور ان کی ٹیم کو کہ انہوں نے 52 بلین روپے کی خطیر رقم Rural Roads کے لئے رکھی ہے اور یہ وہ roads ہیں جس کی پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ بارہ فٹ چوڑی Carpeted Roads with treated shoulders بنائے جائیں گے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! جب تک آپ کے ملک میں infrastructure development نہیں ہو گی کوئی بھی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم آج کی نہیں سوچ رہے یقیناً ہم آج کی بھی سوچ رہے ہیں لیکن ہم آنے والے سالوں کی سوچ کو مد نظر رکھ کر چل رہے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں، میں نے سنا ہے کئی لوگ اختلاف کرتے ہیں کہ ملتان میں میٹرو نہیں بننی چاہئے کیوں نہیں بننی چاہئے؟ کیا ہم نے آگے ترقی نہیں کرنی کیا ملتان نے growth نہیں کرنی کیا ملتان کے اندر ٹرانسپورٹ کی سہولیات نہیں ہونی چاہئیں؟ بالکل ہونی چاہئیں اور ہمارے چیف منسٹر پورے پنجاب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ہم نے لاہور کے اندر میٹرو بنائی ہے اگر ہم نے پنڈی اسلام آباد کے لوگوں کو سہولت پہنچائی ہے تو یقیناً ہم جنوبی پنجاب کے لوگوں کو بھی سہولت پہنچانا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہترین خوشخبری دینے لگا ہوں جو پنجاب کے دیہی عوام ہیں، یقیناً ہمارے شہروں میں بھی واٹر سپلائی کی ضرورت ہے یقیناً ہمارے بڑے سنٹرز کے اندر بھی واٹر سپلائی کی سہولت ہے لیکن اگر ہم ان سہولیات کا تقابل اپنے دیہات کے ساتھ کریں تو ہمارے دیہات کافی پیچھے ہیں لیکن ان دیہات کو Waterborne diseases سے نجات دلانے کے لئے 11۔ارب روپے کی خطیر رقم صاف پانی کے لئے اس بجٹ کے اندر مختص کی گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم اگلے سال بجٹ پیش کر رہے ہوں گے تو اس سے زیادہ رقم مختص کر کے اور جب ہم اپنے الیکشن کے لئے جا رہے ہوں گے تو پنجاب کا کوئی دیہات ایسا نہیں ہو گا جہاں پر پانچ منٹ کے فاصلے پر پینے کا صاف پانی بین الاقوامی معیار کے مطابق ہمارے غریب عوام کو ارزاں نرخوں پر مہیا نہ ہو، door step پر مہیا نہ ہو۔ اس کے علاوہ میں عرض کروں گا کہ energy crisis جس کی ہم بات کرتے رہتے ہیں، 31۔ارب روپے انرجی کے لئے مختص کئے گئے ہیں اور صرف ایک سال کے اندر بہاولپور میں سولر پارک مکمل ہو کر اپنی بجلی نیشنل گرڈ کے اندر دے رہا ہے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اور ایک آخری گزارش کے ساتھ یہ تجویز پیش کرنا چاہوں گا۔ اس وقت محترمہ وزیر خزانہ، معزز وزیر قانون بھی تشریف

فرماہیں۔ہمارے بہاولپور کی اشد ضرورت ہے کہ ہماری تحصیل احمد پور شرقیہ کوDistrict Levelتک اپ گریڈ کیا جائے۔اس وقت لگ بھگ بارہ سے چودہ لاکھ آبادی کی تحصیل ہے، میاں محمد شہباز شریف کا میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بھی ہدایات جاری فرمائی تھیں کہ اس کے لئے آپtechnical workingکریں،اس وقت working paperتیار ہیں، یقیناً ہمارے لئے بہت کچھ ہو رہا ہے، ہماری تحصیل پنجاب کے کئی اضلاع سے بڑی ہے یاان کے at parہے۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ آئندہ بجٹ کے اندر اس پر خصوصی توجہ فرمائی جائے اور پنجاب کے اندر جہاں جہاں بھی اضلاع کواپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے ان کو اپ گریڈ کیا جائے،اس سے ہمارے عوام کو یقیناً آسائش مہیا ہو گی۔ایک دفعہ پھر میں فنانس کی ٹیم کواورپی اینڈ ڈی کی ٹیم کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں،آخر میں چیف منسٹر کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا خوبصورت اور بیلنس بجٹ پنجاب کی عوام کے لئے پیش کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد انیس قریشی صاحب!

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! شکریہ۔معزز قائد حزب اختلاف نے ڈیڑھ گھنٹہ کی کل دھواں دھار تقریر کی اور ان کا جو محور تھا، نشانہ تھا وہ وزیر اعلیٰ پنجاب تھے۔وہ اپنی ساری تقریر میں وزیر اعلیٰ کی good governanceکوridiculeکرتے رہے اورsarcastic remarksدیتے رہے میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پاکستان میں کوئی صوبہ ایسا ہے جس کی governanceپنجاب سے بہتر ہو؟وزیر اعلیٰ پنجاب کیgovernanceتمام صوبوں سے بدرجہا بہتر ہے۔بلاوجہ کیڑے نکالنا درست بات نہیں ہے اور بلاوجہsarcastic remarksدینا بھی درست بات نہیں ہے۔کل انہوں نے ایک اورpoint raiseکیا تھا کہ کچھ محکموں نے اپناbudget lapseہونے کی وجہ سےsurrenderکر دیا ہے، میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ ایسے افسران کے خلاف وہ ایکشن لیں،ان کی جواب طلبی کریں کہ کن وجوہات کی بناء پر انہوں نے بجٹsurrenderکیا ہے اور اسےutilizeنہیں کر سکے۔

جناب سپیکر!یہ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا کارنامہ ہے کہ انہوں نے شب و روز محنت کر کے چائنا کو قائل کر لیا ہے کہ اب چین 46۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے پر رضا مند ہو گیا ہے اور 34۔ارب ڈالر کی خطیر رقم صرف بجلی کے شعبوں پر خرچ ہو گی۔انشاءاللہ 2017تک لوڈشیڈنگ کا خاتمہ ممکن ہو سکے گا۔پاکستان میں اس وقت بھی بجلی کے بہت سارے منصوبوں پر کام ہو رہا ہے لیکن کوڑا کرکٹ سے بجلی پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہیں ہے۔کوڑا کرکٹ کی لاہور جیسے شہر میں بہتات ہے اور کلر کہار میں منشاء گروپ آف انڈسٹری کوڑا کرکٹ سے بجلی پیدا کر کے وہاں پر

سیمنٹ فیکٹری چلا رہا ہے۔اگر اس منصوبے کو زیر غور لایا جائے تو raw material بھی موجود ہے اور یہ economical بھی ہو گا لہذا اس منصوبے پر بھی عمل کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر!زراعت ہماری ترقی کے لئے شہ رگ کی حیثیت رکھتی ہے اور ہمارے ملک کی 45 فیصد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے اور ساٹھ فیصد برآمدات بھی زراعت کے شعبے میں ہوتی ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ میں اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ اس دفعہ چاول، پھٹی اور آلو کے سلسلے میں حکومت نے کوئی اچھا کردار ادا نہیں کیا خصوصاً وزیر تجارت اور ہماری جو رائس ایکسپورٹ کارپوریشن ہے اس نے بھی صحیح role ادا نہیں کیا۔یہ ہمارا فرض ہے کہ کاشتکاروں کے لئے marketing facilities provide کریں۔ہمارے ملک کا باسمتی چاول ایران،افغانستان اور مڈل ایسٹ تک برآمد ہوتا تھا لیکن اس سال انڈیا اور بنگلہ دیش نے foreign markets capture کر لی ہیں۔اس وجہ سے ہمارا چاول ان ممالک میں نہیں جا سکا اور کاشتکار اس وجہ سے سخت پریشان ہے۔یہی حشر پھٹی کا بھی ہوا ہے،کاشتکاروں کو relief مہیا کرنے کے لئے ہمارے ارباب بست وکشاد کو ایکشن لینا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان کے لئے marketing facilities مہیا کریں۔خادم اعلیٰ کا Rural Roads Programme بڑا خوش آئند ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کا 150۔ارب روپے سے پنجاب میں نئی سڑکیں بنانے کا پروگرام اور پرانی سڑکیں مرمت کرنے کا ایک انقلاب آفریں قدم ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے یہ پروگرام اچھے طریقے سے انجام پذیر ہوا تو انشاءاللہ یہ ایک انقلابی قدم ہو گا اور ہمارے rural areas میں خوشحالی لائے گا۔

جناب سپیکر!Water Courses میں پچھلے سال 9ہزار کھالہ جات کو پکا کیا گیا تھا اور آئندہ کے لئے 4۔ارب 58 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ کاشتکار کی اپنی contribution اگر 30 فیصد ہے تو وہ بھی دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس لئے ہمیں کھالہ جات کو compulsory طور پر پختہ کرنا چاہئے۔اس میں کاشتکاروں کا بھی بھلا ہے اور ہماری حکومت کی معاشی ترقی بھی involve ہے۔اس کے علاوہ کاشتکاروں کی جو contribution ہے اس کو as arrears of land revenue کے طور پر recover کیا جائے۔اس میں ہماری معاشی ترقی کا راز مضمر ہے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں ہیلتھ انشورنس سکیم کا ذکر کیا گیا ہے ، امریکہ میں یہ ہیلتھ انشورنس سکیم بُری طرح سے فیل ہو چکی ہے اور وہاں کی عوام،غریب اور مڈل کلاس جو ہے وہ اس کے ہاتھوں سخت پریشان ہے۔ایک گولی بھی لینی ہو تو اس کے لئے بھی نسخہ لکھوا کر لائے تب اسے وہ گولی ملے

گی اس لئے مہربانی فرما کر اگر تو پریمیئم کی رقم حکومت نے ادا کرنی ہے تب تو ٹھیک ہے اگر پریمیئم کی رقم عوام نے ادا کرنی ہے تو خدارا اس سے ہمیں نجات دلائیں کیونکہ امریکہ میں یہ سسٹم بری طرح سے فلاپ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! Punjab Social Protection Authority کا قیام عمل میں لایا گیا ہے کم آمدنی والوں کے لئے تو پہلے ہی بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بھی موجود ہے اور زکوٰۃ فنڈ موجود ہے پھر اس Social Protection Authority لانے کا کوئی جواز معلوم نہیں ہوتا اور اس کی تشریح بھی نہیں کی گئی۔ میرے خیال میں اگر اس پیسے کو شادی گرانٹ کے لئے استعمال کیا جائے تو بہت اچھی بات ہو گی کیونکہ ہمارے جنوبی پنجاب کے علاقوں میں لوگوں کے دس سے لے کر چودہ چودہ بچے ہیں اور وہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں نہیں کر پاتے۔ اگر ان پیسوں کو اس نیک مقصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہ اچھی بات ہو گی۔

جناب سپیکر! سیلز ٹیکس reduce rate پر recover کرنے کا پروگرام ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے بے شمار business concern اور دکاندار گورنمنٹ کا مقرر کردہ ٹیکس عوام سے تو لے لیتے ہیں لیکن یہ ٹیکس سرکاری خزانے میں جمع نہیں ہو پاتا اس لئے کہ وہ رسید جاری ہی نہیں کرتے اگر رسید جاری کرتے ہیں تو اس کی کاربن کاپی نہیں رکھتے۔ براہ مہربانی حکومت اپنی دستخط ادر مہر شدہ رسید بکس مہیا کرے۔ میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لینڈ ریونیو ایک معمولی ٹیکس تھا جو فی ایکڑ تین روپے چارج کیا جاتا تھا پتا نہیں کن وجوہات کی بناء پر حکومت نے یہ ٹیکس ختم کر دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس ٹیکس کو دوبارہ لاگو کیا جائے کیونکہ یہ ایک nominal amount تھی اور کاشتکار اسے خوشی سے ادا کرتے تھے۔

جناب سپیکر! کل قائد حزب اختلاف بھی فرما رہے تھے کہ ہمارے business concern seal کئے جا رہے ہیں دکانیں seal کی جا رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے residential areas میں کمرشل مارکیٹیں بنا لی ہیں، بازار بنا لئے ہیں اگر ان کو گرا دیا جائے تب تو ٹھیک ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے یہ ممکن نہیں ہے۔ اگر ان کو regularize کر لیا جائے اور ان سے کمرشل فیس چارج کر لی جائے تو میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اتنی رقم اکٹھی ہو جائے گی کہ آپ کو کسی ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف سے قرضہ لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر!میں آخری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں میڈیکل کالجز میں 70 فیصد سیٹوں پر خواتین کو داخلہ مل رہا ہے اور 30 فیصد male candidates کو داخلہ ملا ہے۔اگر یہی حالت رہی تو کوئی وقت ایسا آئے گا کہ ہمارے رورل ہیلتھ سنٹر اور بیسک ہیلتھ یونٹس میں کام کرنے کے لئے کوئی ڈاکٹر نہیں ملے گا کیونکہ خواتین ایم بی بی ایس کرنے کے بعد یا تو شادی کروا کر گھر بیٹھ جاتی ہیں یا اربن ایریاز میں کام کرنے کو ترجیح دیتی ہیں اور دور دراز علاقوں میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتیں اس لئے براہ مہربانی اس پر غور کریں ورنہ ہماری ہیلتھ پالیسی بُری طرح فیل ہو جائے گی۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔احمد خان بلوچ صاحب!آپ آج بات کریں گے یا صبح؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ):جناب سپیکر!میں کل بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:چلیں ٹھیک ہے۔آج کی یہ لسٹ مکمل ہو گئی ہے۔کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 17۔جون2015 صبح 10.00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

بدھ،17۔جون2015

(یوم الاربعاء،29۔شعبان المعظم1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد15:شمارہ 6

397

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 17۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث"

399

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

بدھ، 17۔جون2015

(یوم الاربعاء، 29۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ سُنَّةَ اللَّهِ
فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا
مَقْدُورًا ﴿٣٨﴾ الَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ
وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ﴿٣٩﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾

سُوْرَةُ الأحزَاب آیات38تا40

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کر دیا۔ اور جو لوگ گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔ اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا(38) اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے(39) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے(40)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

مجھے در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
میرے بخت پھر جگانا مدنی مدینے والے
میں اگرچہ ہوں کمینہ تیرا ہوں شاہ مدینہ
مجھے سینے سے لگانا مدنی مدینے والے
تیری جبکہ دید ہوگی جبھی میری عید ہوگی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے
میری آنے والی نسلیں تیرے عشق میں ہی مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بجٹ16-2015 پر بحث جاری ہے تو آج جن صاحبان نے مجھے نام دیئے ہیں ان کے تقریباً55 سے اوپر نام آ چکے ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ذرا اختصار سے بات کریں تاکہ سب کو موقع مل جائے۔ میاں محمود الرشید صاحب!آپ کا کام تو ہو گیا ہے،آپ میری بات پر ہنس رہے ہیں۔آپ نے مہربانی فرما کر پوائنٹ آف آرڈر سے بھی پرہیز کرنا ہے اور دوسرا ٹائم کا بھی خیال رکھیں،اختصار سے کام لیا جائے۔ پہلے نمبر پر محترمہ شنُیلا رُوت صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار شہاب الدین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار وقاص حسن مؤکل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!آپ حکومتی بنچوں سے بھی نام لے لیں۔ سارے نام اپوزیشن ممبران کے لئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا نام بعد میں لوں گا کیونکہ پہلے نمبر ان کے ہیں۔آج آپ کی side والوں کا نمبر پہلا ہے۔جی،جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آپ نے فرمایا ہے کہ اختصار سے کام لیا جائے تو جو بندے اب اس وقت موجود نہیں ہیں۔اگر آپ اجازت دیں گے تو ان کا بھی ٹائم لے لیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔جی،ان کی مرضی سے ٹائم دیا جا سکتا ہے۔ان کی عدم موجودگی میں نہیں ہو سکتا۔ ابھی تو ان کے نمبر زدور چلے گئے ہیں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر!1450۔ارب روپے کا جو بجٹ پیش ہوا ہے۔ میں صرف ان میں سے دو شعبہ جات پر بات کروں گا کیونکہ ٹائم کی قلت ہے۔ میں سب سے پہلے ایگریکلچر کی طرف آؤں گا کہ ایگریکلچر کے لئے جتنی بھی رقم رکھی گئی ہے۔اگر آپ GDP کے حساب سے دیکھیں اور بحیثیت اس صوبے کو ایک agriculture province کے حساب سے دیکھیں تو میرے خیال میں یہ اونٹ کے

منہ میں زیرہ کے برابر ہے۔ہماری محترمہ وزیر خزانہ تشریف فرما ہیں۔اس بجٹ پر اتنی باتیں ہو چکی ہیں کہ میں صرف ان points پر آؤں گا۔اس وقت گورنمنٹ نے مونجی کے لئے جو پانچ ہزار روپیہ subsidies کا اعلان کیا تھا اور گندم کی قیمت فروخت 1300 روپے فی من مقرر کی تھی۔اس وقت پنجاب میں یہ حالت ہے کہ مونجی کا وہ پانچ ہزار روپیہ بھی نہیں ملا اور گندم بھی 900 روپے فی من خریدی گئی ہے اور چند مخصوص لوگوں نے اس کو 1300 روپے من بیچا ہے۔

جناب سپیکر! جو ٹارگٹ تھا اس ٹارگٹ کے مطابق 50 فیصد گندم خریدی گئی اور باقی لوگوں سے فرد ملکیت لے کر ان کو واپس کر دی گئی کہ اب ہمارا ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے حالانکہ وہ ٹارگٹ پورا نہیں ہوا تھا۔اگر آپ volume-II میں جائیں اور اس میں ایگریکلچر کے لئے جو پیسے رکھے گئے ہیں اس کے heads کو دیکھیں تو اس وقت سوائے سولر ٹیوب ویل کے ایگریکلچر کے لئے جتنے بھی پیسے رکھے گئے ہیں وہ تمام پیسے ریسرچ میں چلے گئے ہیں۔ میں آپ سے ایک عرض کروں گا کہ گورنمنٹ آف پنجاب کسانوں کے لئے زبانی اقدامات تو بہت کر رہی ہے لیکن اس وقت پوزیشن یہ ہے کہ آپ پنجاب کو تین حصوں جنوبی پنجاب، سنٹرل پنجاب اور پوٹھوہار میں تقسیم کریں۔اس وقت خوش قسمتی سے جناب شیر علی خان بھی تشریف فرما ہیں۔ سولر ٹیوب ویل اس hard area میں بالکل کام نہیں دے رہے اور میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں یہی عرض کیا تھا کہ سولر ٹیوب ویل کا hard area میں کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے hard area کو مکمل طور پر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ وہاں تو 800 فٹ سے ایک ہزار فٹ تک پانی کی depth ہے، وہاں پر تو لوگوں کو پینے کے لئے پانی نہیں مل رہا اور واٹر سپلائز بند پڑی ہیں تو وہاں پر ہمیں سولر ٹیوب ویل کیا کام دے گا۔ سولر ٹیوب ویل کے لئے جتنی رقم رکھی گئی ہے انہوں نے سولر ٹیوب ویل کے لئے 10 لاکھ روپے فی کس مختص کیا ہے۔ وہ سولر ٹیوب ویل تقریباً 100 سے 150 فٹ تک کام دے گا اس سے زیادہ کام نہیں دے گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی تجویز میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ hard area کے لئے کم از کم کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کرنا چاہئے، موٹر ٹربائن 100 سے 80 فٹ کی گہرائی پر لگتی ہے اور اس وقت وہاں پر بجلی بالکل نہیں ہے۔اب کچھ دنوں میں وہاں 50 سے اوپر temperature آ جائے گا تو میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس پر خصوصی توجہ دیں۔ ہمارا درمیان کا ایریا راجن پور سے لے کر خوشاب تک، عیسیٰ خیل اور میانوالی یہ تمام area پچھلی دفعہ بھی اس سے محروم رہا ہے اور اب بھی اس کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ ان کو خصوصاً hard area پر توجہ دینی چاہئے۔ یہ صاف پانی

بے شک دیں ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن جن علاقوں میں پانی بالکل نہیں ہے تو ان کو کم از کم کوئی پانی تو دے دیں۔ وہاں تو اس وقت بجلی نہیں ہے 100 فٹ deep ان کا water level ہے، وہ لوگ تو پیاسے مر رہے ہیں اور اس وقت ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ میں ایک اور عرض میانوالی کے حوالے سے کروں گا کہ پچھلی دفعہ بھی سب سے کم بجٹ دو ڈسٹرکٹ لودھراں اور میانوالی کا ہے جن میں ڈویلپمنٹ کی رقم دی گئی ہے۔ میں اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے یہ عرض کروں گا اور میں آپ کو دعوت بھی دوں گا اگر آپ ادھر چکر لگائیں تو دیکھیں کہ کیا میانوالی اتنا خوشحال ہو گیا ہے کہ وہاں کسی ڈویلپمنٹ کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ یہ درست ہے کہ ان لوگوں نے پی ٹی آئی کو ووٹ دیئے ہیں لیکن مجھے اپنے وزیر اعلیٰ کی پہلی تقریر یاد ہے کہ جب انہوں نے فرمایا تھا کہ میں پورے ایوان اور پورے پنجاب کا وزیر اعلیٰ ہوں لیکن ان دو سالوں سے مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑھ رہا ہے کہ مجھے بالکل نظر نہیں آ رہا ہے کہ وہ پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں کیونکہ ہمارے حلقے مکمل طور پر neglect ہو رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے حلقوں میں جو ہم سے ہارے ہوئے ہیں، ان کو یہ چاہئے تھا کہ ان حالات میں جو پی ٹی آئی کے ممبران جیت کر آئے تھے، اس سے تو آپ کو اپنے ممبران کی کارکردگی mention کرنی چاہئے جو 2008 سے 13-2012 تک آپ کے ممبر رہے ہیں اور وہاں پر ترقیاتی کام ہوتے رہے ہیں لیکن وہ آپ کو رزلٹ نہیں دے سکے۔ آپ کو تو انہیں appreciate کر کے ان کی سرزنش کرنی چاہئے تھی لیکن اُلٹا وہاں پر ہارنے والوں کی تختیاں لگائی جا رہی ہیں اور میں بالکل اس floor پر آپ سے ذمہ داری کے ساتھ عرض کر رہا ہوں کہ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا ہے، ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ہمیں neglect کیا جا رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس وقت جو ہمارے ڈسٹرکٹ کی حالت ہے وہ یہ ہے کہ تقریباً 630 ملین۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر نے تقریر ختم کرنے کے لئے bell بجائی)

جناب سپیکر! یہ آپ کی bell ہمیں ڈرا دیتی ہے۔ سال 15-2014 میں میانوالی کو 630 ملین روپے دیئے گئے ہیں جس میں سے تقریباً 40 فیصد وہاں پر خرچ کیا گیا ہے۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت صوبہ Block Allocation پر چل رہا ہے، جہاں پر ان کی مرضی ہوتی ہے وہاں پر پیسا دے دیا جاتا ہے۔ دیہی ترقی کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے اس کو تو ہم سراہتے ہیں لیکن اگر اس

کی implementation صحیح ہو گی تو تب اس کو ہم appreciate کریں گے،اگر ذاتی پسند،ناپسند کا سلسلہ چلتا رہا تو اس کا بھی حال پہلے جیسا ہو گا۔

جناب سپیکر! مجھے آپ سے ڈر لگنے لگ جاتا ہے جب آپ میری طرف اشارہ کرتے ہیں تو مجھے فوراً بیٹھنا بھی پڑ جاتا ہے۔ میں دو منٹ میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر دیہی ترقی کے لئے آپ نے عوامی نمائندوں کو اعتماد میں نہ لیا تو اس کا حال بھی لیپ ٹاپ، ٹیکسی سکیم کی طرح ہو گا۔ اگر ground reality پر آپ نے اس کی implementation نہ کی تو اس سکیم کا حال بھی پہلے جیسی سکیموں کی طرح ہو گا۔اس وقت جو سب سے مظلوم طبقہ ہے، میرے تمام جو دوست بیٹھے ہیں، سب سے مظلوم طبقہ agriculture based لوگ ہیں اور ایک نیا ظلم جو ان پر ہونے جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ دیہی علاقے میں دس لاکھ روپے کی evaluation پر ٹیکس لگ رہا ہے۔ ہمارے ایریا میں، پنجاب کے دیہاتی علاقوں میں دو قسم کے رقبے ہیں۔ایک رقبہ وہ ہے جو خود مالک کے پاس ہوتا ہے ریکارڈ میں ان کو مالکی کہتے ہیں۔اس کے علاوہ ایک دیہی شاملات ہیں ، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ دیہی شاملات کو یہ کس طرح سے determine کریں گے کہ اس کی مالیت دس لاکھ روپے سے اوپر ہے یا کم ہے۔اس کا مطلب ہے کہ ہم دوبارہ پٹواری کلچر کی طرف جا رہے ہیں کہ وہ دیہی شاملات کے متعلق determination کرے گا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پٹوار کلچر اور تھانہ کلچر بالکل اسی طرح سے ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! جو باتیں رہ گئی ہیں وہ ہم کٹ موشن اور ضمنی بجٹ کی بحث میں ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں یہ عرض ضرور کروں گا کہ implementation صحیح ہونی چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبر کو جب آپ گھوری ڈالتے ہیں تو وہ گھبرا جاتے ہیں اور جو کہنا ہوتا ہے وہ بھی بھول جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میرے لئے اس ایوان کے تمام معزز ممبران بہت قابل احترام ہیں اور اس میں gender کی بھی کوئی تمیز نہیں ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ No point of order please. میں نے پہلے ہی request کی ہے کوئی پوائنٹ آف آرڈر raise نہیں ہوگا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ مال روڈ ٹریفک کے سلسلے میں بند پڑا ہوا ہے اور لوگ احتجاج کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ چیزیں ہم روز دیکھتے ہیں، آپ بھی دیکھتے ہیں۔ اس مسئلے پر اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا، مہربانی۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری بھی آج تقریر تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی تقریر تھی، میں نے آپ کا نام بولا تھا آپ تشریف نہیں رکھتے تھے، آپ قائد حزب اختلاف سے پوچھیں کہ آپ کا نام بولا ہے یا نہیں؟ میں نے آپ کا نام پکارا ہے آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ اب آپ کا نام پیچھے چلا گیا ہے، اب آپ کی باری بعد میں آئے گی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد احمد خان!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں موجود ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جو ٹائم آپ کو دیا ہوا ہے اس کے اندر ہی رہنا ہے آپ نے مہربانی کرنی ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ویسے میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی ہے، یہ میرے وقت کا حصہ بھی نہیں ہے بلکہ آپ کے سوال کا جواب ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ پارلیمنٹ، اسمبلی کا floor جو ہے۔
It is not just about talking sir. It is also about hearing something.
آپ کچھ فرمائیں گے میں سنوں گا تو میں کچھ اس کے اندر practical contribute کر سکوں گا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کے جتنے بھی معزز ممبران ہیں۔
Whether on the left side of the benches or on the right side.
ان سب کو ایک امتحان میں سے ہم گزارتے ہیں، کسوٹی سے گزارتے ہیں کہ پانچ منٹ میں ایک جن کو بوتل میں بند کریں، اندازہ کریں، یہ کیسے ہو سکتا ہے ممکن ہی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ خود ہی ٹائم کو ممبران پر تقسیم کریں کیونکہ یہ میرا اور آپ کا ہی حق نہیں ہے بلکہ اس معزز ایوان کے جتنے بھی ممبران ہیں سب کا حق ہے کہ وہ بھی بول سکیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: بس! اب آپ اپنی بات شروع کریں باقی باتیں چھوڑیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ مجھے پہلے ایک منٹ دے دیں پھر آپ مجھے پانچ منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کے لئے سات منٹ ہیں۔

ملک محمد احمد خان: مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں کے لئے تو تین منٹ ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ اس میں اپوزیشن یا گورنمنٹ آپ کے نزدیک ہے میرے نزدیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں نے تو تعریفیں ہی کرنی ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کرنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ جب ایک اتنا خوبصورت جامع بجٹ، عوام کی بہتری کا زبردست plan لوگوں کی امنگوں کا ترجمان بجٹ، کم از کم اس پر تو پانچ سات منٹ کی قید نہ لگائیں۔ میری گزارش ہے کہ تھوڑا سا وقت بڑھا دیں، آپ دیکھ لیں اگر ساڑھے چار گھنٹے میں پانچ منٹ کی ڈویژن ہے تو ٹھیک ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ایک تو ٹریفک کی وجہ سے لوگupset ہیں، پریشان ہیں اور کافی hurdles create کی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی hurdleوالی بات ٹھیک ہے گورنمنٹ اپنے طور پر اس کو دیکھ رہی ہے۔کل بھی میں نے اس کے متعلق آپ کو بتایا تھا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!آپ ہمیشہ مہربانی کرتے ہیں، شفقت کرتے ہیں اور ہماری غیر متعلقہ باتیں سن کر بھی بڑے حوصلے سے مسکراتے رہتے ہیں۔

But on a very serious note, sir! I must congratulate the Finance Minister for presenting this excellent budget and I am speaking from the core of my heart.

میں نے کوشش کی کہ میں پچھلے پانچ یا چھbudgetsکا ایک تقابلی جائزہ آپ کے سامنے رکھوں اور میں نے دیکھا ہے کہ بتدریج پنجاب گورنمنٹ، یہ اللہ کا شکر ہے اور اس عوام کا ساتھ ہے۔پنجاب کے صوبے کی عوام شاید اب دس سے بارہ کروڑ تک پہنچ گئی ہو جب censusہو گی تو پتا چلے گا۔میں انہیں دس کروڑ ہی claimکرتا ہوں، اس دس کروڑ عوام کا میاں محمد شہباز شریف کی قیادت پر بھرپور اعتماد ہے کہ ہم یہ آٹھواں بجٹ اس معزز ایوان میں پیش کر رہے ہیں اور اسی ووٹ کی بدولت ہم یہ بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ اس ووٹ کے ذریعے انہوں نے ہمیں یہ mandateدیا ہے اور میاں محمد شہباز شریف کی اس قیادت کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بتدریج، ان مشکلات کے اندر، جب دہشت کے سائے راج کر رہے تھے، جب وسائل کی عدم دستیابی تھی، جب پاکستان مشکلات کے اندر گھرا ہوا تھا اور صوبہ پنجاب بالخصوص مشکلات کے اندر گھرا ہوا تھا۔ان نامساعد حالات کے اندر بھی وزیر اعلیٰ کے وژن نے اور ان کی اس کیبنٹ نے اور اس کے علاوہ جو لوگ بھی ان کے رفقائے کار ہیں جنہوں نے اس کام کے اندر ان کی معاونت کی، بتدریج ایک ایک سال کر کے وہ حالات کو بہتر کرتے گئے۔آپ دیکھ لیں کہ GDPکی سطح میں جو اضافہ ہوا، اس کی شرح میں جو اضافہ ہوا وہ اس بات کا آئینہ دار ہے۔آپ ڈیپارٹمنٹس کی effectivenessکو دیکھ لیں وہ بھی اس بات کی آئینہ دار ہے۔وزیر اعلیٰ اور ان کی ٹیم نے عوام کی pulseپر ہاتھ رکھا، فیصلہ کیا کہ اس وقت ہمیں ضرورت کس بات کی ہے کہ سب سے پہلے ہم نے energy crisisسے نمٹنا ہے اس لئے جو سب سے بڑا بجٹ میں packageتھا وہ ان اندھیروں کو دور کرنے کے لئے تھا۔اس وقت جو ہمارے ملک و قوم کو خصوصاً صوبہ پنجاب کو، ہماری

صنعتی ترقی کو، ہماری زراعت کو ،ہمارے مزدور پیشہ بھائیوں کو گھن کی طرح یہ لوڈ شیڈنگ چاٹ رہی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ یہ منصوبہ جات جو اس بجٹ کے اندر رکھے گئے ہیں یہ نیشنل گرڈ کے اندر ایک بہتر اضافے کی صورت میں ان اندھیروں کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔یہ ایک بڑی خطیر رقم ہے جو پنجاب گورنمنٹ نے اپنے پراجیکٹس کے طور پر initiative لیا ہے۔یہ بہتری کی طرف ہمارا پہلا قدم ہے ،جب صوبے خود ان تکلیفوں کو ختم کرنے کے لئے ownership لیں گے ،اکائیاں اپنے اپنے معاملات کو خود سمجھ کر آگے چلیں گی تو تمام معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔اس وقت جناب شیر علی خان بھی انرجی ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر تھے ،ان کی بھی اس میں بڑی بھرپور محنت شامل ہے، جب ان چیزوں کے basic documents تیار ہو رہے تھے تو میں ان کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس معاملے کو سمجھا اور اس پر اپنی اوّلین فوقیت رکھی۔

جناب سپیکر!جب ہم باہر کے ملک جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں تو اپنے ملک کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں، کسی ائرپورٹ پر نکلیں، ہندوستان چلے جائیں دہلی کا ائرپورٹ دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ انہوں نے کچھ کیا ہے، بڑا خوبصورت بنا دیا ہے۔ میں ویسٹ یورپ کی بات نہیں کر رہا Even we have to pray sometimes Sri Lankan Airports. ہندوستان کے roads کے نظام کو جب ہم دیکھتے ہیں کہ بڑی زبردست دہلی کی میٹرو بنی ،ان کی پبلک بڑی خوبصورتی سے اتر رہی ہے، چڑھ رہی ہے اور بڑے اچھے اچھے سٹیشن ہیں۔اس وقت ایک احساس محرومی محسوس ہوتا تھا کہ یہ کیا مسئلہ ہے کہ یہ جو سہولتیں ان لوگوں کو Third World Countries کے اندر موجود ہیں،ان کو یہ سہولتیں مل سکتی ہیں تو میرا ملک پاکستان،لاہور،اسلام آباد،راولپنڈی یا ملتان اس سے محروم کیوں ہے ؟میں پھر خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہ Modern Infrastructure Development میں leading role لیتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے باقی ممالک کے ساتھ ہمیں ہم پلہ کرنے کی کوشش کی ہے۔انشاء اللہ آنے والے سال میں فیصل آباد میں بھی میٹرو آئے گی اور جو بھی ہمارے ڈسٹرکٹ اس قابل ہوں گے۔جہاں پر mass transit منصوبے دیئے جا سکتے ہیں انشاء اللہ یہ میٹرو وہاں تک ضرور پہنچے گی۔ میں کیسے ذکر نہ کروں کہ۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف:جناب سپیکر! کھڈیاں میں بھی پہنچنی چاہئے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!انشاء اللہ کھڈیاں لے جائیں گے۔میاں صاحب!میں آپ کو قصور لے چلتا ہوں آپ جاکر دیکھیں تو سہی وہاں ایسی دورویہ سڑک ہے جو بہترین موٹروے کا نقشہ پیش کرتی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر!یہ مشرف دور میں بنی تھی۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!نہیں، نہیں۔

MR SPEAKER: No cross talk. Please no cross talk.

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!بیچ میں سے میرا وقت منہا ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کچھ نہ کچھ خود ہی کرتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!انہوں نے مجھے interrupt کیا ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! کھڈیاں کو پیچھے نہ رہنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ carry on کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!I will میں کھڈیاں کو کیوں پیچھے چھوڑوں۔آج کھڈیاں ترقی کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!آج کھڈیاں میں43 کروڑ روپے کی سیوریج سکیم ہے، آج وہاں international standard کی دورویہ سڑک ہے،آج اسی وزیر اعلیٰ نے کھڈیاں میں ڈگری کالج برائے بوائز و گرلز دیا ہے تو میں کھڈیاں کو کیوں پیچھے رہنے دوں؟اتنے بڑے بڑے ترقیاتی پیکیج ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے تو ہمارے شہر کا منہ دھو دیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

No cross talk please no interfere please don't interfere.

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ قائد حزب اختلاف میاں صاحب نے جو ابھی تقریر کی honestly speaking has soften انہوں نے بڑی محنت، بڑے زیرک طریقے سے figures نکالے اور انہوں نے پوری detail بیان کی کہ بجٹ میں کہاں کہاں کوتاہیاں رہ گئی ہیں اور انہوں نے تجاویز بھی دیں۔انہوں نے محترمہ وزیر خزانہ سے کہا کہ آپ note کریں یہ پچھلے تین سالوں میں قائد حزب اختلاف کی طرف سے ایک بڑا مثبت قدم تھا کہ جب وہ محترمہ وزیر خزانہ کو کہیں اور یہی

قائد حزب اختلاف کا role ہونا چاہئے اور انہوں نے وہ adopt کیا ہم اس پر انہیں مبارکباد بھی دیتے ہیں لیکن وہ ایک چیز miss کر گئے کہ governance is government subject حکومت کا حق عوام نے مینڈیٹ کے ذریعے دیا ہے تو یہ حکومت بنی ہے، 51 percent and above رہا تو حکومت بنی۔ یہ میری priority ہے، یہ میری ترجیح ہے کہ میں نے کس وقت اپنے ان معاملات پر اخراجات کرنے ہیں، آج بھی میرے بجٹ کا سب سے زیادہ حصہ تعلیم پر، آج بھی میرے بجٹ کا سب سے زیادہ حصہ صحت پر، آج بھی میرے بجٹ کا سب سے زیادہ حصہ انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ پر ہے، آج بھی میرے بجٹ کا سب سے زیادہ حصہ اندھیرے ختم کرنے کے لئے جن میں آج ہم ڈوبے ہوئے ہیں بجلی کے لئے ہے۔ ہم نے priorities areas تو define کر دیئے ہیں پھر یہاں پر آکر یہ بات کرنی کہ یہ جو اخراجات تھے ان کا تخمینہ تو بجٹ تقریر کے اندر لگایا گیا لیکن حکومت کو یہ حق حاصل ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کس طرح سیلاب میں ڈوبے ہوئے عوام کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں، کیا وہ جا کر نارووال سے لے کر خانیوال تک بہتے ہوئے دریاؤں کے اندر ان لوگوں کی دادرسی نہ کرے، جا کر ان کا حال نہ پوچھے اور ان کو سیلاب کے تھپیڑوں کے سپرد کر دے اور ان کے پاس پہنچے بغیر کیسے بجٹ دے دے، ان کو کیسے package نہ دے؟ اس چیز کی تکلیف ہے کہ یہ غریب کے دکھ کا مداوا کرتا ہے اس بنیاد پر وزیراعلیٰ کی پالیسیز پر یہ سارے الزامات اٹھتے ہیں۔ آپ کو ایک بات clearly دیکھنا پڑے گی اور فیصلہ کرنا پڑے گا کہ میں بحیثیت ممبر اسمبلی اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کروں، وزیراعلیٰ پنجاب تو اپنا حق ادا کر رہے ہیں، ان کی یہ ٹیم، ان کی کیبنٹ اپنا حق ادا کر رہی ہے اور جس جس کے ذمے جو جو کام ہے وہ کرے۔ اب میں نے یہ سمجھا کہ مجھے اس بجٹ پر دو باتیں تو ضرور کہنی چاہئیں نمبر ایک اس میں ایک road map دے دیا ہے، انشاء اللہ یہ پالیسیز 2018 تک pursue ہوں گی۔ ہم جو figures portray کر رہے ہیں یہ 8 فیصد کی ratio کو achieve کریں گے اور انشاء اللہ یہ GDP کو بڑھائے گا، یہ جو growth strategy دی گئی ہے آج یہی پنجاب کی ضرورت ہے اور اگر یہ گورنمنٹ اس پر عمل پیرا رہی اور ان pendent targets کو pursue کرتی رہی تو کیوں فرق نہیں پڑے گا؟ انشاء اللہ میاں محمد شہباز شریف کی ولولہ انگیز قیادت میں یہ فرق پڑے گا اور لوگ خاطر رکھیں کہ ہم تو دنوں کا حساب بھی مانگتے ہیں۔

سمجھتے رہے آفتاب جن کو وہ جگنو نکلے

جناب سپیکر!ہم تو دنوں کا بھی حساب مانگتے ہیں۔

میرے مستقبل کو بدلنے کی دیتے تھے نوید
مجھے میرا ماضی تو لوٹاؤ

جناب سپیکر!میرے چھ مہینے تو واپس کروا گریہ چینی انوسٹمنٹ چھ مہینے قبل آئی ہوتی تو ہم سمجھتے ہیں کہ China Pak Corridor آج feasibility status سے نکل کر material status پر جا چکا ہوتا۔ میری وہ جگ ہنسائی، میرے کیبینٹل پر یلغار اور پھر بجٹ کا خسارہ پوچھتے ہیں۔ وہاں جو چھ مہینے دھرنے رہے ہیں اٹارنی جنرل آف پاکستان نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے اندر figures دیئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں اپنی بات کر رہا ہوں۔کیا یہ میری نہیں اور میرے ملک کا نقصان میرا نقصان نہیں ہے؟

جناب سپیکر: پلیز!wind up کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میری گزارش تو سنیں۔

جناب سپیکر: جی،سنائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!آپ مجھے یہ حق تو دیں کہ میں اس بات کا احساس دلاؤں کہ ایک ایک دن میں 12,12۔ارب روپے کا نقصان میں نے تو نہیں کیا۔کیا وہ بجٹ کے اندر سے جانے والی چیزیں نہیں تھیں، جہاں پر انہوں نے پورے ملک کو روک کر رکھ دیا اور کیا انہوں نے نہیں کہا کہ بل مت جمع کراؤ؟

جناب سپیکر: آپ ماضی کی طرف نہ جائیں بلکہ روشن مستقبل کی طرف آئیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!اگر میاں محمد شہباز شریف کی قیادت رہی تو میرا مستقبل روشن رہے گا۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے گا۔آپ wind up کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!مجھے میرا وقت تو دے دیں۔بجٹ تو ہو گیا اب آپ سے میری گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں یہ ایک ایک کر کے بتاؤں گا۔ میری گزارش آپ سے بھی ہے اور اس کے لئے بہتر ہے کہ آپ چیمبر میں وقت دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ میں آپ کو چیمبر میں وقت دے دوں گا۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اب ان کو کیبنٹ میں ڈال دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ نگہت شیخ صاحبہ! نہیں ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! عرض ہے کہ ممبران کو آدھ گھنٹہ اندر آتے ہوئے لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اندر کی تو بات کریں۔ باہر کی بات وہ کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔ جی محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا لیاقت علی صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے کب تعریف کرنی ہے؟ ہمیں بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو موقع دیا تھا لیکن آپ نہیں تھے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس میں ہمارا کیا قصور ہے، اب ہماری باری کب آئے گی؟

جناب سپیکر: اس میں کس کا قصور ہے؟ میں بھی تو پہنچا ہوں۔ آپ کی مہربانی۔ بہت راستے ہیں، یہ سب کس طرح آئے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میری باری کب آئے گی؟

جناب سپیکر: میں پتا کر کے بتاؤں گا۔

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر! میں تاریخی شاندار بجٹ پیش کرنے پر۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے پاگلوں کی طرح بجٹ پڑھا ہے ہمیں بھی بات کرنے کا ٹائم دیں۔ آپ یہ فرمادیں کہ میری باری کب آئے گی؟

جناب سپیکر: جب آپ کا نمبر آئے گا بات کر لینا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ مجھے یہ فرمادیں کہ کب ٹائم ملے گا؟

جناب سپیکر: اب آپ کا ٹائم بعد میں آئے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہمیں گھنٹہ ہو گیا ہے باہر کھپتے پھر اسمبلی کے اندر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے روکا ہے، آپ کو اِدھر کسی نے نہیں روکا اور آپ اپنے طور پر رک جائیں تو میں کیا کروں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کبھی تین تین گھنٹے اجلاس تاخیر سے شروع کرتے ہیں اور کبھی پانچ منٹ بعد شروع کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے تب اجلاس شروع کیا جب ادھر قائد حزب اختلاف تشریف فرما تھے۔ آپ کی بڑی مہربانی مجھے ان کی بات سننے دیں۔ ان کا ٹائم شروع ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم نے اپنے گھر سے آنا ہے۔ آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ میرا ٹائم کب آئے گا؟

جناب سپیکر: اس لسٹ میں ایک چھ کی ratio سے چل رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ایسی زیادتی نہ کریں آپ اتنا بھی accommodate نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ایسے نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی مہربانی ایسے اچھا نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سال میں پانچ سات منٹ بولنا ہوتا ہے آپ اس کے لئے بھی موقع نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کی باری نمبر 11 کے بعد آئے گی۔ گیارہ نمبر کے بعد آپ کی side سے نمبر آئے گا چونکہ ایک چھ کی ratio چل رہی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ بہت زیادتی کی بات ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: کیا آپ اپنا ٹائم دینا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے تقریر کرنے کے لئے ٹائم مانگا ہے اپنے حلقے کے لئے فنڈز یا سڑکوں کے لئے بجٹ نہیں مانگا۔

جناب سپیکر: میں نے یہاں کیا دینا ہے؟ میرے بھائی میں نے کسی طریقے سے چلنا ہے۔آپ ایسے نہ کریں۔آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب!پلیز تشریف رکھیں۔آپ کی بڑی مہربانی۔ان کو بولنے دیں۔ آپ ایسے اپنا ٹائم خراب نہ کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!آپ ان کو تقریر کا ٹائم بتادیں۔

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر!انہوں نے پہلے ہی بہت وقت ضائع کیا ہے۔انہوں نے ہمارے چھ مہینے ضائع کئے ہیں۔

جناب سپیکر: چھ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے بات کریں گے اور ایک ممبر حزب اختلاف کی طرف سے بجٹ پر تقریر کرے گا۔ میاں محمد اسلم صاحب!پہلے میں نے حزب اختلاف سے شروع کیا ہے۔ حزب اقتدار کی طرف سے 48 معزز ممبران کی فہرست ہے اور آٹھ معزز ممبران حزب اختلاف کے نام ہیں۔جی،رانا لیاقت علی!

رانا لیاقت علی: جناب سپیکر!شکریہ۔ میں ایک تاریخی اور شاندار بجٹ پیش کرنے پر محترمہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور وزیر اعلیٰ پنجاب، پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔انہوں نے ایک متوازن، کسان دوست اور عوام دوست بجٹ پیش کر کے عوام کے دل جیت لئے ہیں۔یہ وہ بجٹ ہے کہ جس سے عام آدمی کو relief ملے گا۔

جناب سپیکر!تعلیم اور صحت کے لئے بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں جس سے انشاء اللہ تعالیٰ پنجاب اور پاکستان کا مستقبل روشن ہو گا۔ میں یہاں پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کروں گا کہ جنہوں نے اوورسیز پاکستانی کمیشن کا قیام عمل میں لا کر پوری دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے اوورسیز کے لئے ایک خوشی کا پیغام دیا ہے۔ پاکستان کے لئے اوورسیز پاکستانی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ اوورسیز پاکستانی صف اوّل میں رہ کر پاکستان کی خدمت کریں گے۔

جناب سپیکر!میرا حلقہ جو کہ border belt area ہے وہاں پر ہسپتال کا مسئلہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔126 میں پچاس بیڈز کا ایک ہسپتال دیا جائے جس سے عام اور غریب لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔اسی طرح میرے حلقے میں جو چھپڑ ہیں ان سے ڈینگی اور دوسری بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔وہاں پر صاف پانی میسر نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ان چھپڑوں کو ختم کر کے وہاں پر

چلڈرن پارک تعمیر کئے جائیں اور جہاں تک ممکن ہو سکے ہمارے علاقے کے دیہات میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔ ہمارے علاقے میں صاف پانی میسر نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہی چھپڑ ہیں کیونکہ ان سے آلودگی پھیل رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ میرے حلقے میں جو ہسپتال اور سکولز زیر تعمیر ہیں ان کی تعمیر جلد از جلد مکمل کی جائے اور وہاں پر سٹاف کا بھی انتظام کیا جائے تاکہ وہ ادارےfunctional ہو سکیں۔

جناب سپیکر!میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کا شکریہ ادا کروں گا کہ جو ملک سے دہشت گردی اور لوڈشیڈنگ ختم کرنے کے لئے ایک اچھی ٹیم کے ساتھ دن رات محنت کر رہے ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت دُور نہیں کہ جب پاکستان سے روٹھی ہوئی خوشیاں واپس آئیں گی،روشنیوں کا شہر کراچی آباد ہو گا،ہمیں دہشت گردی سے نجات ملے گی اور پاکستان کا مستقبل روشن ہو گا۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں محکمہ پولیس کے لئے 94۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے اگر خادم اعلیٰ پنجاب اس بجٹ کو تین گنا بھی کر دیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن پنجاب پولیس اپنی کارکردگی اور کردار کو بہتر کرے تاکہ عام آدمی کو انصاف مل سکے۔ ہماری حکومت نے غریب لوگوں کو پچاس ہزار گاڑیاں دے کر روزگار کے سلسلے میں ایک relief دیا ہے۔اسی طرح کسانوں کو کئی ہزار ٹریکٹر دیئے گئے ہیں۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے کسانوں کے لئے جس محنت سے کام کیا ہے میں اس پر بھی انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!میری یہ گزارش ہے کہ میرے حلقے میں ایک سٹیڈیم دیا جائے تاکہ بچے اپنا وقت کھیل کود میں گزار سکیں۔ میں اسی کے ساتھ ہی شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔السلامُ علیکم۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اب محترمہ مدیحہ رانا بات کریں گی۔

محترمہ مدیحہ رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آج آپ نے مجھے مالی سال2015-16 کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔آج پاکستان مسلم لیگ(ن) کا یہ لگاتار آٹھواں بجٹ ہے جو کہ ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، پنجاب کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑے حجم یعنی 1447۔ارب اور 24 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ بجٹ کو اردو زبان میں میزانیہ کہا جاتا ہے اور میزانیہ کا مطلب تول، ترازو اور انصاف ہے۔اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے اور تمام محکمہ جات کی ضروریات اور کارکردگی کی بناء پر بجٹ میں حصہ مختص کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی نذر کچھ شعر کرنا چاہتی ہوں:

کوئی ضبط دے نہ جلال دے مجھے صرف اتنا کمال دے
مجھے اپنی راہ پہ ڈال دے کہ زمانہ میری مثال دے
تیری رحمتوں کا نزول ہو مجھے محنتوں کا صلہ ملے
مجھے مال وزر کی ہوس نہ ہو مجھے بس رزق حلال دے
تیری بارگاہ میں اے خدا میری روزوشب ہے یہی دعا
تو رحیم ہے تو کریم ہے مجھے مشکلوں سے نکال دے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان اور پنجاب حکومت کے لئے سب سے بڑی مشکل اور سب سے بڑا challenge بجلی کا بحران تھا۔اسی بحران سے نمٹنے کے لئے ہماری حکومت نے پچھلے بجٹ میں 31۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی تھی جس سے بجلی کے بحران سے نمٹنے کے لئے بہت سارے منصوبوں پر کام کیا گیا۔ان منصوبوں میں سب سے اہم منصوبہ بہاولپور کا قائداعظم سولر انرجی پارک ہے جس سے ایک ہزار میگاواٹ بجلی پیدا ہو گی۔اسی بجلی کے بحران کو دُور کرنے کے لئے اس موجودہ بجٹ میں 618۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے انشاءاللہ تعالیٰ بہت جلد پنجاب اور پاکستان ایک روشن ملک کہلائے گا۔

جناب سپیکر! میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے حوالے سے بات کروں گی۔ہماری مسلم لیگ(ن) کی حکومت کی ترجیحات ہیں کہ ہم اپنے عوام کو خود مختار کریں۔اس کے لئے اس متوازن بجٹ میں 4۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جس سے 20لاکھ افراد کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دی جائے گی۔اس کے علاوہ ہمارے وہ نوجوان جو کہ اتنے زیادہ تعلیم یافتہ نہیں ان کے لئے قصاب کورس، درزی کورس، نرسریوں کی تعمیر اور اسی طرح کے بے شمار دوسرے کورسز کرانے کا بندوبست کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اخوت فاؤنڈیشن کا ذکر کروں گی جس کا پنجاب حکومت کے ساتھ الحاق ہے۔اس کے لئے مزید 2۔ارب روپے اس بجٹ میں شامل کئے گئے ہیں تاکہ خواتین و حضرات قرض حسنہ حاصل کریں اور باعزت طریقے سے اپنی روزی روٹی کما سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے اہم وژن کی عکاسی کرنا چاہتی ہوں جو کہ خواتین کے لئے ایک بہت بڑا initiative ہے۔Working women اور طالبات جو کہ ٹرانسپورٹ کے مسائل سے دوچار ہیں ان کے لئے Scooty for Working Women Pilot Project پر کام شروع کر دیا گیا ہے اور اس کے لئے 2۔ارب روپے اس متوازن بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔ میرے لئے یہ بات باعث افتخار ہے کہ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے مجھے اس اہم کمیٹی کا ممبر نامزد کیا ہے۔ میں یہاں پر یہ بات کہنی چاہوں گی کہ حزب اختلاف کو اس بجٹ میں کوئی اچھائی نظر آئے یا نہ آئے لیکن انشاء اللہ عوام اس بجٹ کو ضرور سراہے گی۔ میں حزب اختلاف کی نذر یہ شعر کروں گی کہ:

ہر ایک سوال کا اس کو جواب کیا دیتے
ہم اپنی ذات کا اس کو حساب کیا دیتے
جو ایک لفظ کی خوشبو نہ رکھ سکا محفوظ
ہم اس کے ہاتھ میں پوری کتاب کیا دیتے

جناب سپیکر! میں یہاں پر شعبہ تعلیم کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔اس بجٹ میں موجودہ حکومت نے تعلیم کے لئے 310۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے وقتوں میں اس بجٹ سے مزید missing facilities دُور کریں گے، سکولوں کی اپ گریڈیشن ہو گی اور quality of education پر focus ہو گا۔ اس بجٹ میں چار عدد مزید دانش سکولوں کو پنجاب میں تحفے کے طور پر دیا گیا ہے تو وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری گزارش ہے کہ فیصل آباد کا دانش سکول بھی اس بجٹ میں شامل کر دیا جائے جس سے فیصل آباد کے بچوں کو بھی standard education حاصل کرنے کا موقع مل سکے۔

جناب سپیکر! اب میں میٹرو بس پراجیکٹ پر بات کرنا چاہوں گی۔ میٹرو بس سے آج لاکھوں افراد باوقار سفر سے مستفید ہو رہے ہیں۔ میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے مخالفین نے میٹرو بس کو جنگلا بس کا نام دیا اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کو پاکستان میٹرو بس کے نام سے منسلک کر دیا کہ یہ

نہ صرف پنجاب کا منصوبہ ہے بلکہ اس میٹرو بس سے پورے پاکستان کے لوگ relief حاصل کریں گے۔ میں یہاں پر کہتی چلوں:

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی
ہم نے تو بجٹ بنا کر سرِعام رکھ دیا

جناب سپیکر! میرا تعلق فیصل آباد سے ہے جو پاکستان کا مانچسٹر ہے۔ جہاں پر پورے پاکستان میں ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے اسی طرح فیصل آباد میں بھی ڈویلپمنٹ اپنے عروج پر ہے۔ ہمیں وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے Express High Way کا تحفہ ملا جو کہ گٹ والا سے ساہیانوالہ تک ہے جس کے لئے میں بہت شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں صحت کے حوالہ سے بات کروں گی کہ اس بجٹ میں 166۔ ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جس میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور اُن کی ٹیم کے ممبر خواجہ سلمان رفیق صاحب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آج اُن کی شب و روز محنت کی وجہ سے بہت سے شہروں میں بیمار اور غریب لوگوں کو مفت ادویات مل رہی ہیں بلکہ دیہاتوں اور قصبوں میں بھی BHUs and RHCs میں کثیر تعداد میں ادویات موجود ہیں۔ ہماری حکومت کی طرف سے اس بجٹ میں quality insurance کا اجراء، ماں اور بچے کی صحت، ہیپاٹائٹس، جگر اور گردوں کی پیوند کاری، ڈائیلسز اور اس کے ساتھ ساتھ پولیو پر کام ہو رہا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے اس بجٹ میں clean drinking water کے لئے 11۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے عوام کو پینے کا صاف پانی ملے گا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے آرتھو پیڈک وارڈ میں مشینری کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں حزب اختلاف کو ایک message دینا چاہوں گی کہ please اس بجٹ کو سراہیں کیونکہ یہ ہمارے ملک کے لئے بہتر ہے۔

چلو ایسا کریں مل کر ستارے بانٹ لیتے ہیں
ضرورت کے مطابق سہارے بانٹ لیتے ہیں
محبت کرنے والوں کی تجارت بھی انوکھی ہے
منافع چھوڑ دیتے ہیں خسارے بانٹ لیتے ہیں

جناب سپیکر!میں اس دعا کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ترقی عطافرمائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ سید علی رضا گیلانی صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ چودھری افتخار حسین چھچھر صاحب!

چودھری افتخار حسین چھچھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آپ کی بہت مہربانی۔آج بجٹ 16-2015 موضوع بحث ہے۔ مجھ سے قبل معزز ممبران اسمبلی نے اس بجٹ پر سیر حاصل گفتگو کی، اپنی رائے دی اور آج مجھے بھی اپنی رائے دینے کا موقع ملا ہے۔ میں time limit میں رہتے ہوئے بات کروں گا۔ میرے خیال، میری calculation اور میرے علم کے مطابق بجٹ 16-2015 ایک متوازی بجٹ ہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کا ایک تسلسل کے ساتھ یہ آٹھواں بجٹ ہے۔ جب بھی کوئی بجٹ بنایا جاتا ہے اور کوئی بھی حکومت اُس کے اندر اپنی priorities set کرتی ہے یا اپنا پروگرام دیتی ہے تو اس حوالہ سے ہم نے دیکھا ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنا ایک وژن دے دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تعلیم ہر بچے کا بنیادی حق ہے تو موجودہ بجٹ میں ٹوٹل بجٹ کا 26.90 فیصد تعلیم کے لئے allocate کیا گیا ہے جس پر میں میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کروں گا۔ اسی طرح صحت کے لئے ٹوٹل بجٹ کا 14.5 فیصد allocate کیا گیا ہے۔ ہمارا تعلق چونکہ دیہاتی علاقہ سے ہے تو جو Khadim-e-Aala Road Repair Programme, شروع کیا گیا ہے یہ پنجاب کی تاریخ کا بہترین منصوبہ ہے جس کے آپ مثبت نتائج دیکھیں گے۔ اس سے قبل اس طرح کا کوئی پراجیکٹ کبھی شروع ہوا ہے اور نہ ہی ہو سکے گا تو میں اس پراجیکٹ کے شروع کرنے پر میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! تعلیم ہو، صحت ہو، مواصلاتی نظام ہو، آبپاشی ہو، زراعت ہو اور بالخصوص صاف پانی پراجیکٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کی پنجاب کے عوام سے دوستی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہاں پر حزب اختلاف کے دوستوں نے میٹرو بس سروس، لیپ ٹاپ، ٹریکٹر سکیم اور گرین خود روزگار سکیم کو بڑا criticize کیا تو میں ان کی خدمت میں صرف ایک ہی شعر عرض کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں:

نہیں روک سکیں گے شیروں کو یہ دھرنوں کے مداری
اب جو اُڑے ہیں تو آسماں چُھو کر رہیں گے

جناب سپیکر: جی،آپ کا شکریہ۔ محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو اس بجٹ کی اچھی باتوں کو discuss کرنا چاہوں گی۔اس بجٹ کی مجھے جو سب سے اچھی چیز لگی،وہ تھی ڈاکٹر عائشہ غوث۔ ماشاء اللہ ایک خاتون کا اور خاص طور پر credible خاتون کا بجٹ پیش کرنا ہم تمام خواتین کے لئے یہ باعث فخر ہے کہ ایک عورت کو empower کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں ایک شعر سے اپنی بات کا آغاز کرنا چاہوں گی۔

میرا اس شہر عداوت میں بسیرا ہے جہاں
لوگ سجدوں میں بھی لوگوں کا بُرا سوچتے ہیں

جناب سپیکر!یہاں پر معزز ممبران حزب اقتدار نے اپنے بجٹ کی بہت تعریف کی جو اُن کا فرض تھا اور ہماری طرف سے بہت مخالفت بھی ہوئی،اعتراضات بھی آئے اور یہ ہمارا فرض تھا۔ میں سمجھتی ہوں کہ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہمیں practical approach رکھنی چاہئے کیونکہ اگر ہم اس ایوان میں بیٹھے ہیں تو کچھ ایسا کرنے کے لئے بیٹھے ہیں کہ جس سے ہماری عوام کو relief ملے اور اُن کو فائدہ ہو تو میں یہاں پر وہ points note کراؤں گی جو ہماری عوام کے مفاد میں ہیں۔

جناب سپیکر!گزشتہ برس پنجاب کے اخراجات میں 188.41 فیصد اضافہ ہوا جبکہ پنجاب کے محکموں کی کارکردگی deliverance کے حساب سے 65 فیصد کم ہوئی۔ میں وزیر اعلیٰ کے وژن پر اعتراض نہیں کرتی لیکن حکومت کے سیکرٹریز اور وزراء کی deliverance میں بہت کمی ہوئی اور وہ احکامات یا وہ اعلانات جو کروائے گئے تھے اُن پر عملدرآمد نہیں ہو سکا اور یہ بہت کمزور پہلو سامنے آیا ہے جسے ہم نے بہتری کی طرف لے کر جانا ہے۔ڈی سی اوز سیکرٹریز ناکام رہے لیکن ان کے اخراجات میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا بلکہ خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اخراجات 104 فیصد بڑھ گئے حتیٰ کہ کچن کے اخراجات جو سب سے زیادہ بڑھ گئے ہیں مزید اعلیٰ ترین کھانے ملازمین کے لئے الگ تھے اور وزراء جو وہاں visit کرتے تھے ان کے لئے الگ تھے۔ مجھے بتائیے ایک ایسا ملک جہاں میں نے کوڑے میں سے ایک بچے اور کتوں کو ایک ساتھ کھانا ڈھونڈتے اور کھاتے دیکھا۔ جہاں بھوکے پیٹ لوگ سو جاتے ہیں اور جہاں عورتیں اپنے بچوں کو بیچ کر اپنا پیٹ پالتی ہیں یا اپنی عصمت کو بیچ دیتی ہیں یا بھوک سے تنگ آکر خودکشی کر لیتی ہیں اور ایک باپ اپنی بیٹی کو مار دیتا ہے کیونکہ اس کو وہ عید کا جوڑا لے

کر نہیں دے سکتا۔ وہاں پر ہمارے خادم اعلیٰ اور وزیر اعلیٰ کے اخراجات اگر 104 فیصد بڑھ جائیں تو یہ ہمارے لئے سوچنے کا مقام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے سپیشل بیوروکریٹس ہیں ماشاء اللہ بڑا کام کرتے ہیں۔ان کے جو خصوصی دورے رہے ان سے آپ کے خزانے پر اضافی 73 کروڑ روپے کا بوجھ پڑا۔ وہ ملک جو پہلے ہی غربت کی سطح سے نیچے ہے اور اس کی 52 فیصد عوام خط غربت سے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ ہم وہاں اپنی عیش اور عیاشی میں لگے ہوئے ہیں۔ میں عیش اس لئے کہوں گی کہ جہاں ہم گاڑی میں جا سکتے ہیں وہاں ہم ہیلی کاپٹر پر جاتے ہیں۔یہاں ہیلی کاپٹر کا استعمال بے دریغ ہوا، وزراء اور من پسند لوگوں نے بے دریغ استعمال کیا۔اس مد میں 73 کروڑ روپے کا اضافی بوجھ پڑا۔ ہمارے کچھ وزراء تو اتنے لاڈلے تھے کہ جنہوں نے اخراجات میں غیر معمولی اضافہ کیا جس سے 17 کروڑ 43 لاکھ 60 ہزار روپے کا بوجھ زیادہ پڑا اور 11 کروڑ روپے کی ضمنی گرانٹ بھی release کرائی گئی۔ یہ صرف اور صرف وزراء کی آرام طلبی اور ان کی ذاتی نمود و نمائش کے لئے کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس 180۔ایچ ماڈل ٹاؤن،8۔کلب روڈ، جاتی امرا اور دیگر دفاتر کے لئے 21 کروڑ 99 لاکھ 35 ہزار روپے مختص کئے گئے جبکہ 45 کروڑ روپے ایک لاکھ 76 ہزار روپے خرچ ہوئے۔اس مالی سال میں 21 کے بجائے ہم نے 45 کروڑ روپے خرچ کئے تو آئندہ مالی سال میں ان کے لئے 34 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ بات تو 55 کروڑ روپے سے اوپر جائے گی۔ مجھے یہ بتا دیجئے کہ ہم جیسی غریب قوم جس کے 75 لاکھ بچے سکولوں سے باہر ہیں۔4272 سکولوں کی عمارتیں ایسی ہیں جو کسی وقت بھی گر سکتی ہیں۔آپ کے 6514 سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ 612 میں ٹائلٹ ہی نہیں ہے۔795 میں پینے کا پانی نہیں ہے اور 2706 میں چار دیواری نہیں ہے۔ پنجاب میں 51 ہزار سکول ہیں جن میں سے 62775 اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔ ہم نے یہاں بہت دعوی کیا کہ ہم نے missing facilities کم کر دی ہیں، ختم کر دی ہیں اب کہیں بھی نہیں ہیں اور ہر چیز ideal ہے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو، اللہ کرے کہ ہم ایسا perform کریں کہ ہر چیز ideal ہو لیکن حقیقت کیا ہے کہ کیا ایسا ہے کہ ہم خوابوں کی دنیا میں ہی رہ کر سب کچھ کر لیں گے ؟ایک پڑھا لکھا پنجاب بنا دیں گے۔ ہم اپنے آپ کو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن اپنی آنے والی نسلوں اور بچوں کو ہمیں دھوکا نہیں دینا چاہئے۔

جناب سپیکر!ایک بہت بڑا سکینڈل گندم کا سامنے آیا تھا کہ 80۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی۔اس کی کافی تفصیل ہے لیکن میں وقت کی کمی کی وجہ سے تفصیل نہ بتا سکوں گی لیکن 80۔ارب روپے کی گندم پر جو سبسڈی دی جانی تھی وہ نہیں دی گئی۔وہ مختلف اخراجات میں استعمال ہوئی، مختلف فنڈز میں استعمال ہوئی اور آج ہم 80۔ارب روپے کا جو زرعی ملک کے کسان کا حق تھا وہ اس کو دینے میں ناکام رہے۔اس کے لئے ایک شعر عرض ہے کہ:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امراء کے درودیوار ہلا دو
جس کھیت سے میسر نہ ہو دہقاں کو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

جناب سپیکر: محترمہ!بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!ایک چیز جو بہت اہم ہے جس کے بغیر تقریر مکمل ہی نہیں ہوتی۔ ہماری بہن عظمیٰ بخاری صاحبہ نے خیبر پختونخوا پر بڑی تنقید کی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!جو ممبر یہاں موجود نہیں ان کے متعلق بات نہ کی جائے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔ میں آپ کو صرف میٹرو کی ایک شکل دکھانا چاہتی ہوں۔ بھارت میں میٹرو بنی تو فی کلو میٹر 24 کروڑ روپے خرچ آیا،اس کے بعد بیجنگ چائنا میں بنی تو 48 کروڑ روپے فی کلو میٹر خرچ آیا،اس کے بعد استنبول میں جو بہت مہنگی بلکہ سب سے مہنگی 88 کروڑ فی کلو میٹر بنی،اس کے بعد لاہور میں بنی جس پر 1.1۔ارب روپے فی کلو میٹر خرچ اور اسلام آباد میں بنی تو 2۔ارب روپے فی کلو میٹر کا خرچ آیا۔ہمارے عوام بچوں کے لئے ادویات اور روٹی چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔آپ کا بہت شکریہ۔سید عبدالعلیم شاہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔میاں مرغوب احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید زعیم حسین قادری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔رانا محمود الحسن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔انجینئر قمر الاسلام راجہ صاحب!

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!شکریہ۔ بجٹ کی جو اچھی باتیں ہیں، جامعیت ہے، وزیر خزانہ اور حکومت کی تعریف ہے وہ مجھ سے پہلے والے ممبران والی ہے۔اب میں آگے بات شروع کرتا ہوں کہ سب سے پہلے یہاں پر کہا گیا کہ جب بجٹ بنایا گیا تو اس میں منتخب ممبران کی کوئی input نہیں تھی تو میں اس کے لئے واضح کر دوں کہ pre-budget session تو سب نے دیکھا ہے لیکن اس کے علاوہ ایک کمیٹی بنی تھی جس میں کوئی پندرہ سولہ کے قریب ممبران اسمبلی موجود تھے اور اس کمیٹی کی بجٹ سے پہلے دو تین ماہ میں درجن بھر میٹنگز بھی ہوئیں جس میں سارے بجٹ کی چیزیں بڑی جامعیت کے ساتھ سرکاری افسران کے ساتھ discuss ہوئیں اور اس کمیٹی میں ایک ممبر موجود تھا۔ ہماری معزز وزیر خزانہ جو اس وقت وزیر نہیں تھیں، یہاں پر قائد حزب اختلاف نے کہا کہ اگر وہ پہلے منسٹر بن جاتیں تو وہ بجٹ سے آگاہ ہوتیں لیکن وہ اس کمیٹی کی Co-Chairperson تھیں۔ انہوں نے اس میں input دی، input لی اور اس کے نتیجے میں بجٹ بنا لہٰذا یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے کہ اس میں ممبران اسمبلی کی input نہیں تھی۔

جناب سپیکر!یہاں پر تعلیم اور صحت کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کی بات کی گئی کہ ان کی input قانون سازی میں یا دیگر معاملات میں شاید ویسی نہیں ہے تو میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے ایجوکیشن کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اس کی درجنوں میٹنگز ہو چکی ہیں جس میں بڑی جامعیت کے ساتھ قانون سازی discuss ہوتی ہے۔ اگر کسی کو شک ہے تو وہ دور کر لے کہ جو بل یہاں پر ایوان میں introduce ہوئے تھے ان بلز کا تقابل سٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے جو شفارشات آئیں ان سے کر لیا جائے اور جو ایکٹ بنے۔ اس میں سٹینڈنگ کمیٹی کی طرف سے جو تبدیلیاں کی گئیں جو کہ ایوان کی نمائندگی کر رہی تھی تو ان دو کا تقابل کر لیں تو سچ خود بخود سامنے آ جائے گا اور میں پورے وثوق اور ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ استعفیٰ لینے دینے کی ہمیں عادت ہے اور نہ ہم بات کرتے ہیں لیکن اگر یہ بات غلط ثابت ہو تو میں قائد حزب اختلاف سمیت تمام ممبران اپوزیشن کو lunch یا dinner دینے کے لئے تیار ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:رمضان شریف میں تو lunch نہ کریں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ:جناب سپیکر!چلیں، افطار ڈنر ہو جائے گا یا رمضان کے بعد ہو جائے گا۔اس کے بعد میں سٹینڈنگ کمیٹی برائے ایجوکیشن کی بات کر رہا ہوں۔ یہاں پر out of school children کی بات کی گئی جس کے حوالے سے میں گزارش کروں گا کہ ایوان میں جو figures دیئے

جائیں وہ درست ہوں اور میں اسی ضمن میں اپنی fellow ممبر سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کو خراج تحسین پیش کروں گا جنہوں نے out of school children کے بارے میں جو figure دی ہے وہ حقائق کے کچھ قریب ہے۔ انہوں نے کہا کہ 75 لاکھ بچے پنجاب میں out of school ہیں جو کہ شاید اس سے کم ہیں لیکن قائد حزب اختلاف نے بڑے کمال طریقے سے ایک کروڑ 20 لاکھ بچے out of school کہے۔ پاکستان کا جو National Institute of Population Studies ہے اُس نے دس کروڑ میں سے پانچ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کے تناسب کی جو figure دی ہے وہ صرف تین کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اِن میں سے on record ہے کہ ایک کروڑ دس لاکھ بچے یعنی سرکاری سکولوں کی حاضری اب daily basis پر verify ہوتی ہے۔ کوئی بیس بائیس لاکھ بچے جن میں سے 16 لاکھ direct فیس دے رہے ہیں لیکن جو over and above پڑھ رہے ہیں وہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ متفرق بہت سے محکمہ جات ہیں جیسے OPF کے سکول، فوجی فاؤنڈیشن کے سکول، لیبر ڈیپارٹمنٹ کے سکول، سوشل ویلفیئر کے سکول اور ٹرسٹ کے سکول ہیں جبکہ ان سے ہٹ کر سرکاری سکولوں کی نسبت زیادہ بڑی تعداد میں بچے جس کی آپ سب ممبران گواہی دیں گے کہ پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں جو رجسٹرڈ یا نان رجسٹرڈ ہیں۔ انہوں نے پتا نہیں ایک کروڑ 20 لاکھ بچے کہاں سے نکال لئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ تعداد ورلڈ بنک اور Nelson کے data کے مطابق 60 لاکھ کے لگ بھگ ہے جسے ہم دُور کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ 2018 کے جو targets متعین کئے گئے ہیں اس حوالے سے یہ کہا گیا ہے کہ انشاء اللہ 2018 تک ہم نے 100 فیصد enrollment کو یقینی بنانا ہے۔ اس کے بعد گھوسٹ سکولوں کی بات کی گئی کہ 15 ہزار گھوسٹ سکول ہیں۔ اب پتا نہیں انہوں نے کہاں سے یہ figures حاصل کئے؟ میں پوری ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ پنجاب میں ایک بھی گھوسٹ سکول نہیں ہے۔ کچھ non-functional سکول ہیں جن کی تعداد شاید ڈیڑھ سو کے برابر ہے جو دُور دراز علاقوں میں جہاں پر کسی استاد کی ریٹائرمنٹ یا استاد کے نہ جانے کی وجہ سے خالی ہیں لیکن ان کی تعداد 200 سے کسی صورت بھی زیادہ نہیں ہے۔ یہ میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں جبکہ 15 ہزار گھوسٹ سکولوں کا قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ boundary walls کے ضمن میں انہوں نے کہا کہ پنجاب میں آٹھ ہزار سکول boundary walls کے بغیر ہیں جبکہ سرکاری figures کے مطابق اس کی تعداد تین ہزار سے کم ہے اور اس کے لئے اس بجٹ میں ہم نے جو پیسے رکھے ہیں اس میں یہ

boundary wallsپوری ہو جائیں گی۔اس حوالے سے اپوزیشن کی ایک ممبر نے ابھی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ یہ 2706 ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ notesآپس میں exchangeکر لیتے،آپس میں ملا لیتے یا اپوزیشن ممبران اپوزیشن لیڈر صاحب کی figuresکو followکر لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ کہا گیا کہ گرلز سکول ٹائلٹ کے بغیر ہزاروں میں ہیں جبکہ پنجاب میں اس وقت گرلز سکول ٹائلٹ کے بغیر کوئی نہیں ہے۔ اسی طرح single سکول ٹیچر کے حوالے سے بھی exaggerated figuresدیئے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: جی،اب wind upکریں۔

انجینئر قمرالاسلام راجہ :جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ مزید لوں گا۔قائد حزب اختلاف نے challengeکیااور کہا کہ حکومت کو میں challengeکرتا ہوں کہ ایک بھی نیا سکول نہیں کھولا گیا جبکہ میں آج اس ایوان کے پلیٹ فارم سے انہیں challenge کرتا ہوں کہ 1500 نئے سکول پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی وساطت سے گزشتہ تین مہینوں میں کھولے گئے ہیں جو حکومت کا funded projectہے۔اگر یہ کہیں گے تو ان سکولوں کے ساتھ جو agreements signہوئے ہیں وہ دکھا دوں گا جن میں سے New School Programmeکے تحت 225 سکول کھولے گئے ہیں، Foundation Assisted School Programmeکے تحت ایک ہزار سے زیادہ سکول پنجاب کے طول و عرض میں کھولے گئے ہیں اور Education Voucher Schemeکے تحت بھی تقریباً اڑھائی سو کے لگ بھگ سکول کھولے گئے ہیں لہٰذا یہ 1500 سے اوپر کی figureہے۔اس کے بعد اپوزیشن لیڈر صاحب نے کہا کہ ٹیچرز ٹریننگ کے لئے اس بجٹ میں کوئی پیسا نہیں رکھا گیا جبکہ ہمارا جو ڈائریکٹوریٹ آف سٹاف ڈویلپمنٹ ہے اس کے لئے ہم نے اس سال ساڑھے تین بلین روپے کا بجٹ رکھا ہے اور اس میں سے ایک بلین روپے Continues Professional Development Programmeکے لئے ہے۔یہ DSD تمام قسم کی ٹریننگ کرواتا ہے جسے شاید قائد حزب اختلاف نظر انداز کر گئے حالانکہ یہ ہمارا پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا ایک قابل فخر پراجیکٹ ہے۔ میں ایک اور گزارش یہ کروں گا کہ ایوان میں جب ذمہ دار معزز ممبران کی طرف سے کوئی بات کی جائے تو کم از کم تصدیق کر لی جائے۔یہاں پر کہا گیا کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے پچھلے بجٹ کی allocationسے 37 فیصد زیادہ بجٹ خرچ کیا ہے تو پچھلے بجٹ میں اس اسمبلی نے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے ساڑھے سات بلین کا بجٹ پاس کیا تھا۔ دو بلین کا بجٹ ہمارے partnersنے پنجاب ایجوکیشن

فاؤنڈیشن کو دیا تھا جو محکمہ خزانہ کی وساطت سے ملا تھا اور صرف 500 ملین روپے کی ضمنی گرانٹ تھی۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو پچھلے مالی سال میں 10 بلین روپے کا بجٹ دیا گیا تھا اور اس نے ایک فیصد بھی اپنے allocated بجٹ سے زیادہ خرچ نہیں کیا۔ یہ figure بھی میں challenge کرتا ہوں کہ اگر اس کے بارے میں وہ کوئی ثبوت لے کر آئیں تو یہاں پر پورا ایوان موجود ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آپ ختم کریں۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہوں گا کہ utilization کے بارے میں کہا گیا کہ پنجاب کے سکولوں کی utilization پچاس فیصد کم ہے۔ ڈویلپمنٹ کے لئے 18.6 بلین روپے کا بجٹ ایوان نے allocate کیا تھا اور 18.5 بلین کی رقم محکمے نے release کی تھی جس میں سے 17 بلین سے اوپر 31۔ مئی تک utilization ہوئی۔ چونکہ یہ آخری مہینہ چل رہا ہے تو utilization ابھی جاری ہے لہٰذا utilization کا 18.6 بلین روپے میں سے 17.3 بلین روپے کی یہ figure ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بہت مہربانی۔ انجینئر

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! میں صرف آدھا منٹ مزید لوں گا۔ اِس وقت ہماری انہی چیزوں کو جو بھی صوبہ follow کرے گا ہم اُس کو welcome کریں گے کیونکہ اچھی بات ہے۔ پنجاب میں اساتذہ کی through NTS selection ہوئی اور پچھلی بھرتی میں بھی selection کی جسے آج خیبر پختونخوا بھی follow کر رہا ہے جو اچھی اور تعریف کی بات ہے۔ ہم نے non-salary budget through school councils ساڑھے سات بلین پچھلے بجٹ میں دیا اور 15 بلین اس بجٹ میں دیا ہے۔ آج وہ اسے follow کر رہے ہیں تو یہ قابل تعریف بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

انجینئر قمر الاسلام راجہ: جناب سپیکر! ہم نے 92 فیصد attendance حاصل کی ہے جسے وہ آج follow کر رہے ہیں تو یہ بھی قابل تعریف بات ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ گوندل صاحب! میں نے پہلے نذر حسین صاحب کا نام بولا تھا لیکن اِدھر لسٹ میں گوندل نہیں لکھا ہوا تھا اس لئے آپ کا نام اور موش بی بی کا نام رہ گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے اِن کا نام پہلے بولا تھا۔

جناب سپیکر: جی، یہ ایوان میں موجود تھے لیکن میرے پاس لسٹ میں گوندل نہیں لکھا ہوا تھا اس لئے ایک اور صاحب بھی ہیں جس کی وجہ سے یہ اُٹھ کر بات نہیں کر سکے۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! آپ کی مہربانی۔

جناب سپیکر: محترمہ موش کا اگلے دن پر نام ہے۔ جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! چونکہ یہ یہاں پر موجود تھے۔ نذر حسین ان کا نام ہے لیکن لسٹ پر گوندل نہیں لکھا ہوا تھا اور اب ان کے نام کے آگے میں نے خود گوندل لکھا ہے۔ بھرتھ صاحب! اب آپ آرام سے بیٹھیں کیونکہ آپ کی باری اب دیر سے آئے گی۔ This I tell you.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کا میرٹ ایسے ہی ہے جیسے پنجاب گورنمنٹ کا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے آپ کی اس بات پر افسوس ہے۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہا کیونکہ میں نے floor گوندل صاحب کو دیا ہوا ہے۔ آپ پلیز تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! آج ایوان میں جس کے متعلق بحث جاری ہے وہ پنجاب میں پیش کیا جانے والا آئندہ مالی سال کا میزانیہ ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ میزانیہ جو آئندہ آنے والے سال کے متعلق ہوتا ہے اس میں جملہ اخراجات اور جملہ آمدنی کے حسابات درج ہوتے ہیں۔ کسی بھی بجٹ کے لئے صوبے یا ملک کے اخراجات چلانے کے لئے اس کی آمدنی کے دو ذرائع ہوتے ہیں۔ ایک صوبے کے اندر سے اپنی آمدنی ہوتی ہے اور ایک وفاقی حکومت کی طرف سے صوبے کو ملتی ہے۔ اخراجات میں ترقیاتی اخراجات بھی ہوتے ہیں اور غیر ترقیاتی اخراجات بھی ہوتے ہیں اور جب یہ میزانیہ مرتب کیا جاتا ہے تو اس وقت ملک کے اندرونی و بیرونی حالات کو دیکھ کر جیسا کہ آج ہمارے ملک کے حالات ہیں، اندرونی و بیرونی threats موجود ہیں، بارڈر پر حفاظتی اقدامات کے لئے انتہائی کثیر مقدار میں اخراجات ہو رہے ہیں اور ملک کے اندر terrorism کا مقابلہ کرنے کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے لئے بہت زیادہ اخراجات آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! 2010 میں سیلاب آیا، 2014 میں شدید سیلاب آیا اور حالیہ مارچ اپریل کے مہینوں میں شدید بارشوں کی وجہ سے نہ صرف فصلیں تباہ ہوئیں اور آمدنی کم ہوئی بلکہ سڑکیں،

infrastructure، آپ کے سکولز، ہسپتال، متعدد عمارتیں بھی اس سیلاب میں بہہ گئیں جس کی وجہ سے اخراجات میں بے حد اضافہ ہوا۔ ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اخراجات میں بے پناہ اضافے اور آمدنی میں کمی کے باوجود میں یہ سمجھتا ہوں کہ پھر بھی ڈویلپمنٹ کے اخراجات میں نسبتاً اضافہ کرنا اور غیر ترقیاتی اخراجات میں بہ نسبت کم اضافہ کرنا، یہی وہ چیز ہے جس کی بنیاد پر حکومتی ممبران کے ساتھ ساتھ اپوزیشن کے چند ممبران بھی حکومت وقت کی اس لحاظ سے ان صلاحیتوں کو سلام پیش کرتے ہیں اور بجٹ کی تعریف کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ اس بجٹ کو ملاحظہ فرمائیں تو سب سے زیادہ اہمیت جو کہ اپوزیشن بھی سمجھتی ہے کہ تعلیم پر دی جانی چاہئے، اس بجٹ میں 310 ملین روپے جو کہ پورے بجٹ کا غیر ترقیاتی اخراجات کا 27 فیصد ہے، تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ پہلے جو میٹرک پی ٹی سی ٹیچر بھرتی ہوتے تھے الحمدللہ اب انہوں نے بی اے، بی ایڈ ٹیچرز بھرتی کئے ہیں اور خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ٹیچرز بھرتی ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثریت ایم اے، ایم ایڈ ٹیچرز کی ہے جنہیں دور دراز علاقوں میں تعینات کیا گیا ہے۔ اچھے ٹیچرز ملنے کے بعد ان سکولوں کی حالت بہتر کرنے کے لئے missing facility میں اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ سکول کی چار دیواری، toilets، چھت اور اس کے ساتھ ساتھ نئے سکولوں کا اجرا، پرائمری سکولوں کا اجرا، متعدد سکولوں کو اپ گریڈ کر کے پرائمری سے ایلیمنٹری، ایلیمنٹری سے سیکنڈری اور سیکنڈری سے ہائر سیکنڈری کیا جا رہا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ طلباء کو incentive دینے کے لئے ان کے تحریری مقابلہ جات کے امتحان میں وظائف دیئے جا رہے ہیں، غریب طلباء کو وظائف دیئے جا رہے ہیں، اساتذہ کو incentive دیا جا رہا ہے اور ایجوکیشن کا endowment fund بھی دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ تعلیمی ادارے سکول سے لے کر کالجز تک، ہائر ایجوکیشن میں متعدد کالجوں کو نئے سرے سے تعمیر کیا جا رہا ہے، ایک لاکھ ٹیچرز کی ٹریننگ کروائی جا رہی ہے، ایک لاکھ بچوں میں لیپ ٹاپ تقسیم کئے جائیں گے اور ایک لاکھ طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے۔ پرانے جو پچھلے سال کے کالجز ہیں، انہیں مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ متعدد کالجز صوبے میں نئے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ کالجز کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وزیر اعلیٰ پنجاب کے وژن کے مطابق نئی یونیورسٹیاں قائم ہو رہی ہیں جیسے کہ جھنگ میں ہے، اوکاڑہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان میں "غازی یونیورسٹی" ہے، وومن یونیورسٹی سیالکوٹ میں ہے۔ اس کے علاوہ دور دراز علاقوں میں سب کیمپس تعمیر کئے جا رہے ہیں، جڑانوالہ میں سب کیمپس تعمیر ہو رہا ہے اور عارف والا میں سب کیمپس تعمیر ہو

رہا ہے۔ چکوال میں میڈیکل کالج آ رہا ہے، جھنگ میں میڈیکل کالج آ رہا ہے، میری اپنی تحصیل اور میرے حلقہ میں انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا کا سب کیمپس میاں محمد شہباز شریف نے منظور کیا ہے۔ انتہائی پسماندہ اور دور دراز علاقہ تھا لیکن اس علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے یونیورسٹی کا کیمپس دیا، ٹیکنیکل کالج اس سال انشاء اللہ مکمل ہو گا، کلاسوں کا اجراء ہو گا اور علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے، ملک کی بہتری کے لئے اور انرجی بحران پر قابو پانے کے لئے چائنا کے تعاون سے پنڈ دادنخان میں 350 میگاواٹ کا ایک پاور ہاؤس تعمیر ہو رہا ہے جو کہ مقامی کوئلے سے چلے گا۔

جناب سپیکر! پرانی سڑک جو جی ٹی روڈ لاہور سے راولپنڈی یا لاہور سے ملتان تھی جس پر آبادی کا بوجھ بڑھ گیا ہے اور اب ایک نئی سوچ اور نئے وژن پر نئے شہر آباد کرنے کے لئے نیا پروگرام ترتیب دیا جا رہا ہے جس کے لئے "للہ انٹر چینج" پر نیا شہر آباد کرنے کے لئے منصوبہ رکھا گیا ہے۔ یونیورسٹیوں کے جتنے نئے کیمپس بن رہے ہیں جن میں کالا شاہ کاکو، مریدکے، عارف والا، چکوال اور بھکر میں یونیورسٹیاں قائم ہو رہی ہیں تاکہ آبادی کا بوجھ شہروں سے منتقل ہو کر دیہاتوں کی طرف منتقل ہو جائے اور وہاں خوشحالی آئے۔ آپ دیکھیں کہ roads بن رہی ہیں تو میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہم صحراؤں میں بھی سڑکیں بنائیں گے، پہاڑوں پر بھی سڑکیں بنائیں گے، نالوں پر پل بنائیں گے، دریاؤں پر بھی پل بنائیں گے، میٹرو بس بھی چلائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ میٹرو ٹرین بھی چلائیں گے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں محمد کاظم علی پیرزادہ صاحب!

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں محترمہ وزیر خزانہ کو شاندار بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اسی جذبے اور ولولے کے ساتھ انشاء اللہ تعالیٰ میرے لیڈر میاں محمد شہباز شریف کے وژن کو آگے بڑھائیں گی اور اسی محنت کے ساتھ اس سال ملک کی تعمیر و ترقی اور صوبے کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کریں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) کا وژن پنجاب کے عوام کی معاشی ترقی، infrastructure development، انصاف کی فراہمی، غریب و نادار لوگوں کے لئے خصوصی packages، کسان دوست پالیسیاں، مزدور اور صنعتکاروں کے لئے اچھی پالیسیاں پیش کی ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کے پیش کردہ بجٹ برائے سال 16-2015 کا یہ خاصا بھی ہے کہ اس میں oppressive taxation نہیں کی گئی، عوام پر اور غریبوں پر کوئی ایسا ٹیکس نہیں نافذ کیا گیا جو کہ عوام کو تکلیف دے۔ میں millennium

development goal کو حاصل کرنے کے لئے poverty eradication اور تعلیمی معیار میں بہتری کے لئے سہولیات مہیا کرنے پر بھی وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں ایک کسان ہوں اور "خادم پنجاب رورل روڈ پروگرام" کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انقلابی پروگرام ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ صوبے کے لئے game changer ثابت ہو گا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ملک میں اور صوبے میں اس وقت urbanization کا بھی ہمیں problem ہے تو اس سے ایک تو کسان کی فصل بآسانی اور صحیح قیمت پر فروخت ہو گی کیونکہ اس سے پہلے ہماری فصلیں roads infrastructure نہ ہونے کی وجہ سے سستی فروخت ہوتی تھیں لیکن اس roads programme کے بعد جب یہ تین سال میں مکمل ہو گا اور پنجاب کی تمام۔۔۔

کورم کی نشاندہی

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے لہٰذا 20 منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر بیس منٹ کے وقفہ کے بعد دوپہر 12 بج کر 27 منٹ پر
جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: گنتی شروع ہو چکی ہے لہٰذا تمام معزز ممبران سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے، کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ صاحب!

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پیرزادہ صاحب!ذرا ایک منٹ،آپ کا ٹائم بعد میں شروع ہو گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ٹھیک ہے رولز اور قانون میں چیزیں درج ہیں لیکن ان کے ساتھ ساتھ اس معزز ایوان کی جو روایات ہیں وہ بھی قانون اور رولز کا درجہ ہی رکھتی ہیں۔یہ اس معزز ایوان کی بڑی مسلمہ روایت ہے کہ جب members work ہو،general discussion ہو تو اس میں کورم point out نہیں کیا جاتا،وقفہ سوالات میں کورم point out نہیں کیا جاتا،general discussion میں کبھی بھی کورم point out نہیں کیا جاتا اور خاص طور پر general discussion اور وہ بھی بجٹ پر،وہ تو اپوزیشن کے لئے ہی مختص ہوتی ہے اور اپوزیشن کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اور اپنے اختلافی نقطہ نظر کا اظہار کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے موقع پر اپوزیشن کے ایک انتہائی سینئر ممبر جو کہ سابق وزیر بھی رہے ہیں ان کی طرف سے کورم point out ہونا یہ کوئی مناسب بات نہیں ہے اور میں یہ بات کہنا تو نہیں چاہتا اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات مناسب ہو گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اپوزیشن خود general discussion کرنے اور بجٹ پر اپنا نقطہ نظر بیان کرنے سے گریزاں ہے تو پھر ہم آئندہ انہیں زبردستی اس بات پر مجبور نہیں کریں گے کہ وہ آئیں اور آ کر بجٹ پر تنقید کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش ہے کہ اپوزیشن غالباً ٹوٹل 44 ممبران پر مشتمل ہے جس میں سے دس پندرہ یا بیس افراد بولتے ہیں۔جب آپ اپوزیشن کو دیوار کے ساتھ لگائیں گے اور کسی ممبر کو بولنے کی اجازت نہیں دیں گے تو پھر میرا جو قانونی حق بنتا ہے جو اس اسمبلی نے مجھے دیا ہے میں اسے ضرور استعمال کروں گا۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!جہاں تک میاں محمد اسلم اقبال نے کہا ہے کہ اپوزیشن کے ٹوٹل 44 ممبران ہیں اور ان کو دیوار سے لگایا گیا ہے۔یہ تو ان کو عوام نے دیوار سے لگایا ہے ہم نے نہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انہوں نے مجھے کہا ہے آپ کو نہیں کہا میں ان کو جواب دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر میاں محمد اسلم اقبال یہ سمجھتے ہیں کہ تناسب سے غالباً شاید آپ دو ممبرز کو حکومتی بنچوں سے اور ایک ممبر کو اپوزیشن بنچز سے بولنے کا موقع دیتے ہیں تو میں on behalf of treasury benches آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ بے شک اس کو equal کر دیں ایک ممبر حکومتی بنچوں سے آئے اور اس کے بعد ایک ممبر اپوزیشن سے آئے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن کے 44 کے 44 ممبران اس موقع پر اپنا اظہار خیال کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں صاحب! ہم نے یہ ratio بنائی تھی، میں نے آپ کا نام بھی پکارا تھا لیکن آپ اس وقت تشریف فرما نہیں تھے۔ میں نے تمام کا نام پکارا اس کے بعد۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میری بات سنیں۔ آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے، جب سپیکر بول رہا ہو تو آپ interrupt کرتے ہیں which is not good to you at all میں آپ کو ضرور باری دوں گا۔ آپ کا نام یہاں درج ہے لیکن چونکہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اسی لئے میں نے ان کی ratio بھی مقرر کی تھی لیکن اب دوسری طرف سے ان کی فراخدلی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ایک ممبر آپ کا لیں اور ایک ان کا لیں تو میں اسی طرح اس کو جاری رکھوں گا۔ شکریہ

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: جناب سپیکر! میں بات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: جی، آپ بولیں۔ آپ کا ٹائم اب شروع ہوا ہے۔

میاں محمد کاظم علی پیرزادہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں خادم پنجاب رورل روڈ پروگرام کی بات کر رہا تھا کہ روڈ انفراسٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بحیثیت کسان اجناس کی صحیح قیمت نہیں ملتی تھی لیکن اس انقلابی اقدام جو ہمارے لیڈر میاں محمد شہباز شریف نے اٹھایا ہے اس پر میرے خیال میں اپوزیشن کے ممبران بھی اطمینان کا اظہار کریں گے کہ یہ ایسا انقلابی پروگرام ہے جو پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ دیا گیا ہے۔ جہاں پر یہ کسان کی خوشحالی کے لئے کام کرے گا اور ہمیں اس سے فائدہ ہو گا وہیں پر urbanization کو روکنے میں بھی مدد ملے گی۔ آپ کے سامنے ہے کہ جہاں پر ہمارا نہری انفراسٹرکچر موجود ہے وہاں پر کالونیز اور industrialization ہو رہی ہے اور پاکستان میں اس پانی کو دوبارہ بانٹنے

کے لئے پھر میاں محمد نواز شریف جیسے قائد کی ضرورت ہے جس طرح انہوں نے 91-1990 والے tenure میں صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم کی تھی۔ جب ہم اسے reallocate کریں گے تو خدانخواستہ یہ ایک اور کالا باغ نہ ہو، اس کے لئے ضروری تھا کہ دیہاتوں میں بھی ترقی کے یکساں مواقع مہیا کئے جائیں اور لوگوں کو ترقی کرنے کا یکساں موقع دیا جائے لہذا اس کے لئے یہ ایک بہت انقلابی اور انتہائی مفید منصوبہ ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر خزانہ ڈاکٹر صاحبہ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بہاولپور حاصل پور روڈ کا اپنی تقریر میں خصوصی طور پر ذکر کیا۔ یہ ہمارے علاقے کا ایک دیرینہ مطالبہ تھا اور اس کی dualization ہمارے ایریا کے لئے ایک موٹروے سے کم نہیں ہے۔ میں اس بات پر خادم پنجاب، ان کی ٹیم، وزیر اور سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کے معیار پر بھی بالخصوص توجہ دی۔ اس وقت حاصل پور بہاولنگر اور بہاولپور کا درمیانی شہر بنتا ہے جس کی تحصیل کی کچھ یونین کونسلز میرے حلقے میں بھی ہیں اور مجھے اس بات پر بڑی خوشی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ ہماری ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے وہاں پر گیس فراہم کی گئی اور اب روڈ انفراسٹرکچر دے دیا گیا ہے۔ وہاں پر ہماری جو الیکٹرسٹی ٹرانسمیشن لائنز تھیں ان کو بہتر کیا گیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے حاصل پور، خیرپور ٹامیوالی میں گورنمنٹ کی جو ذمہ داری تھی وہ نبھا دی گئی ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ ہم بھی ملک کے باقی خطوں کی طرح وہاں پر انڈسٹریز لگا کر جہاں اپنی بے روزگاری دور کریں گے وہاں پر ہم ملکی معیشت میں بھی اپنا کردار ادا کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر ہمیشہ ہماری محرومی کی بات کی جاتی ہے لیکن میں اس بات کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ان سات سالوں میں جو ترقیاتی منصوبے اور بہاولپور ڈویژن کے لئے جس محنت سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے کام کیا وہ خراج تحسین پیش کرنے کے قابل ہے۔ جس وقت ہماری بہاولپور سٹیٹ پاکستان میں merge ہوئی اس سے پہلے تحریک آزادی کے وقت princely states میں سے یہ واحد سٹیٹ تھی جس کے نواب آف بہاولپور نے قائداعظم کو یہ کہا کہ پاکستان بنانے کے لئے اگر آپ کو پورے کرہ ارض پر کوئی زمین کا ٹکڑا نہ ملے تو یہ بہاولپور آپ کا پاکستان ہے۔ ہم بہاولپور کے لوگ بڑے دل کے لوگ ہیں۔ ہم اپنے آپ کو پاکستان میں دیکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک جن نازک حالات سے گزر رہا ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب نہیں کہ یہاں پر ہم دیہی، شہری، جنوبی، شمالی یا سنٹرل پنجاب کی ڈویژن کریں۔ میں ایک محب وطن خطے سے تعلق رکھتا ہوں جس کے نواب اور عوام نے پاکستان بنانے کے لئے بڑے دل کا مظاہرہ کیا اور پاکستان کی تعمیر و ترقی میں ہمیشہ اپنا کردار ادا کیا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سات سالوں میں جتنے visits ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے بہاولپور کے کئے ہیں اس سے پہلے صوبے کے کسی چیف ایگزیکٹو نے اتنے دورے نہیں کئے ہوں گے۔ میں اس پر بھی ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میری اپنے حلقے کے لئے ایک دو تجاویز ہیں۔ میرے حلقہ خیرپور ٹامیوالی میں indigenous قسم کی کچی آبادیاں ہیں۔1988 اور 1995 میں بہت زیادہ سیلاب آیا اور دریا کے ساتھ بسنے والے لوگوں نے بے سروسامانی کے عالم میں ریاست کی زمین پر آکر اپنے چھوٹے چھوٹے گھر بنالئے۔ میرے حلقے میں سب سے زیادہ کچی آبادیاں ہیں کیونکہ یہ علاقہ سیلاب سے زیادہ متاثر ہوا تھا۔ خیرپور ٹامیوالی، حاصل پور کا ہٹھار اور دریائی علاقے سب سے زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ محترمہ وزیر خزانہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ میں توقع کروں گا کہ میری یہ تجویز آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ تک پہنچے گی کہ ہماری کچی آبادیوں کی ترقی کے لئے اور وہاں پر بنیادی ضروریات کی فراہمی کے لئے اس موجودہ بجٹ میں لازماً فنڈز مختص کئے جائیں اور ہمارے ان غریب لوگوں کو مناسب حق دیا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ بھی ہوگی کہ یہ ایک زرعی صوبہ ہے۔ جس طرح وفاقی حکومت سولر انرجی سے چلنے والے ٹیوب ویل لگوا رہی ہے اسی طرح پنجاب حکومت کو بھی کسانوں کے لئے سولر انرجی کے ٹیوب ویل دینے چاہئیں۔ اگر پنجاب حکومت ان سولر انرجی کے ٹیوب ویلوں پر کسانوں کو کوئی subsidy دیتی ہے تو ٹھیک ہے اگر نہیں تو کم از کم ہمارے کسانوں کو اس کی ٹیکنالوجی دینے کا کوئی انتظام ضرور کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بجٹ پر بحث کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کی روایت نہیں ہے۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک ریکارڈ کی بات ہے اگر آپ اجازت دے دیں تو میں دو تین فقروں میں اپنی بات مکمل کر لوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ کی بات ہے اور آپ کو بھی بہت اچھی طرح سمجھ آئے گی۔ میرے بھائی کاظم پیرزادہ صاحب ابھی نواب آف بہاولپور کا ذکر کر رہے تھے۔ بلاشبہ نواب آف بہاولپور کا بہت بڑا کردار ہے لیکن میں قرض سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اگر میں میر عثمان علی، نواب آف حیدر آباد دکن کا ذکر نہ کروں۔ پاکستان کی economy میں ان کا بہت بڑا کردار ہے لہٰذا ان کا ذکر ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر آپ First ADC of Quaid-e-Azam by Atta Rubbani پڑھیں تو اس میں نواب آف حیدر آباد دکن کا ذکر ضرور دیکھیں۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ انہوں نے اس ملک کے لئے کتنا کچھ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: آپ کا بھی شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ نام تو محمد عارف عباسی صاحب کا آ رہا تھا لیکن عارف عباسی صاحب! آپ تھوڑا سا پیچھے جائیں گے کیونکہ سردار شہاب الدین خان صاحب کا نمبر پہلے تھا لیکن اُس وقت وہ موجود نہیں تھے۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر محترمہ شُنیلارُوت ایوان میں تشریف لے آئیں)

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں آ گئی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ! اب آپ تھوڑا سا انتظار کر لیں۔ میں نے آپ کا نام پکارا تھا لیکن آپ موجود نہیں تھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میرا نام کدھر گیا؟

جناب سپیکر: آپ کا نام ہے۔ کیا کروں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا نام آیا ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ! پہلے عارف عباسی صاحب بات کر لیں اس کے بعد پھر میں آپ کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ جی، عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہر ریاست اور صوبے کا سالانہ حساب و کتاب تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ریاست کے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ریاست کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اخراجات کا ایک نظام ہوتا ہے جس میں عوام کے نمائندے عوام میں سے ہوتے ہیں اور وہ ترجیحات طے کرتے ہیں کہ اس صوبے یا ریاست کو کہاں کہاں کتنے پیسوں کی ضرورت ہے؟ بد قسمتی سے بجٹ کی جو کتاب ہمارے سامنے رکھی گئی ہے اس کو پڑھنے کے لئے بھی کم از کم چار مہینے چاہئیں۔ یہ ایک گورکھ دھندہ ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بھی ہم نے سُنی ہے لیکن مجھے اس بجٹ کو بنانے میں عوامی نمائندوں کا عمل دخل کہیں نظر نہیں آیا۔ یہ بجٹ ہماری بیوروکریسی نے بنایا ہے جو کہ اس ملک کے اصل مالک اور اسے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اس ملک کے اصل مالک یہاں کے عوام ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! مجھے آپ بات تو کرنے دیں۔ مجھے اس بجٹ میں عوامی فلاح و بہبود کی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ تھوڑی دیر پہلے میرے ایک بھائی تعلیم کے حوالے سے بڑی باتیں کر رہے تھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ شاید تعلیم کے میدان میں ہم نے کوئی بہت بڑا معرکہ سر کر لیا ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے میں عرض کروں گا کہ پچھلے سال بجٹ میں سپیشل ایجوکیشن کے لئے 80 کروڑ روپے رکھے گئے تھے جبکہ 7 کروڑ 94 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس طرح 10 فیصد سے بھی کم رقم خرچ ہوئی ہے۔ یہ تو آپ لوگوں کی ترجیحات ہیں۔ اسی طرح سکولز ایجوکیشن کے لئے 28۔ارب روپے رکھے گئے اور اس میں سے 14۔ارب روپے خرچ ہوئے یعنی 50 فیصد سے بھی کم رقم خرچ ہو سکی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہاں تقریر میں زمین و آسمان کیوں ملائے جا رہے تھے کہ ہم نے تعلیم کے میدان میں اتنے تیر مار لئے ہیں؟ ایک جگہ آپ نے بجٹ کا 10 فیصد خرچ کیا اور دوسری جگہ پر بجٹ کا 49 فیصد خرچ کیا ہے۔

جناب سپیکر! کہا جاتا ہے کہ زراعت اس ملک اور خصوصی طور پر صوبہ پنجاب کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ زراعت کے لئے 77۔ارب روپے رکھے گئے اور 15۔ارب 7 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کی آپ percentage نکال لیں اور مجھے بتا دیں کہ موجودہ حکومت نے زراعت کو کتنی priority دی ہے؟ یہ ایک گورکھ دھندہ ہے اور میں اس میں نہیں پڑنا چاہتا۔ اگر میں

اعداد و شمار کے مطابق جواب دوں تو حکومت کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے کیونکہ زمینی حقائق اس کے برعکس ہیں۔

جناب سپیکر! پچھلی دفعہ پولیس کے لئے 1.6 بلین روپے رکھے گئے اور اس مرتبہ پولیس کے لئے 2.6 بلین روپے مختص کئے گئے ہیں۔پولیس کے حالات ،امن و امان کی صورتحال اور تھانوں کی صورتحال میں پچھلے سال کیا بہتری آئی ہے کہ اس کو 2.6۔ارب روپے دے دیئے گئے ہیں؟ عام لوگوں کے مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔منشیات فروشی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔قبضہ گروپ ہر جگہ پھل پھول رہے ہیں اور تھانے ان کی سرپرستی کر رہے ہیں۔پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔منشیات کی فروخت زوروں پر ہے اور ناجائز تجاوزات بہت زیادہ ہیں۔اگر یہ چیزیں ختم نہیں کر سکتے تو پھر پولیس کو مزید اتنے پیسے دینے کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر!50۔ارب روپے آپ نے راولپنڈی میں میٹرو پر خرچ کر دیئے ہیں۔پرسوں رات کو ایک 23 سال کی خاتون وینٹی لیٹر نہ ہونے کی وجہ سے وفات پا گئی۔13 وینٹی لیٹرز خرید کر دیئے ہوئے ہیں جن میں سے صرف چھ serviceable ہیں اور باقی خراب ہیں۔اس خاتون کی موت کا کون ذمہ دار ہے؟ میں نے یہ ایک مثال عرض کی ہے لیکن ہمارے ہسپتالوں میں روزانہ ایسے سینکڑوں واقعات ہوتے ہیں تو یہ اس حکومت کی ترجیحات ہیں۔ مسلم لیگ (ن) کی سیاست کنٹریکٹ سے شروع ہوتی ہے اور کمیشن پر ختم ہو جاتی ہے۔یہ بڑے بڑے پول، بڑے بڑے پُل، میٹرو اور اورنج ریلوے کی افادیت سے ہمیں انکار نہیں لیکن یہ سوچیں کہ آپ کا معاشرہ کہاں رہ رہا ہے،آپ کا عام آدمی کس طرح رہ رہا ہے؟اس کو تو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے، ہسپتالوں میں ادویات میسر نہیں ہیں۔اس کا سیوریج سسٹم ٹھیک نہیں ہے اور وہ گندا پانی پی رہا ہے اور آپ اربوں روپے اپنے من پسند منصوبوں پر خرچ کر کے اپنے من پسند لوگوں کو نواز رہے ہیں۔

جناب سپیکر! کس کو پتا نہیں کہ ملاوٹ شدہ چیزیں عام آدمی کھانے پر مجبور ہے اُس کے لئے کسی بجٹ کی ضرورت نہیں ہے، اُس کے لئے کوئی extra effort کی ضرورت نہیں ہے صرف نیت ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔آج پاکستان میں ٹنوں کے حساب سے منشیات فروشی ہو رہی ہے، ہر شہر میں یہ منشیات فروشی ہو رہی ہے کیا اس چیز کا حکومت کو نہیں پتا، کیا حکومت کی مشینری کو نہیں پتا؟ اس منشیات فروشی کو کیوں نہیں روکا جا رہا اس کے لئے تو کسی بجٹ کی ضرورت نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! عام آدمی کی باتیں ان کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ یہ عام آدمی کے مسائل ہیں جو گلی محلوں میں رہتا ہے جس کی ان تک approach نہیں ہے۔ ابھی حکومت نے 16 فیصد ٹرانسپورٹ ٹیکس لگا دیا ہے جس کے effects کا انہیں پتا ہی نہیں ہے کیونکہ یہ عوام سے کٹے ہوئے ہیں۔ یہ حکمران ہیں اگر عوام کے ساتھ ان کا رابطہ ہوتا تو یہ ظلم نہ کرتے۔ آپ جو چیز بھی ٹرانسپورٹ کریں گے آٹا، چینی، گھی، دال، سیمنٹ، بجری وغیرہ ہر چیز کی قیمت 16 فیصد بڑھ جائے گی یعنی 16 فیصد کرایہ بڑھ جائے گا یہ کرایہ کون دے گا؟ یہ کرایہ عوام کی جیبوں سے نکلے گا اور اس 16 فیصد سے مہنگائی کا وہ طوفان آئے گا جس کی اس ٹھنڈے ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے بھائیوں کو سمجھ نہیں آتی۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجائی گئی)

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہمارا منٹ 40 سیکنڈ کا ہے اور حکومتی ممبران کا منٹ 400 سیکنڈ کا ہے۔ ہم بولنا شروع کرتے ہیں تو ہمارے سات منٹ پورے ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ آپ کا۔ ہم سردار پریم جیت سنگھ سرنا، سردار منموہن سنگھ، سردار شام سنگھ، سردار پرپیندر سنگھ، سردار پرتپال سنگھ اور اُن کے تمام ساتھیوں کو اسمبلی میں welcome کرتے ہیں۔ محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ محترمہ عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اتنا اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ ملک کے وسائل ہی نہیں بلکہ حکومت کی پالیسیاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ملک ترقی کرتا ہے۔ خداوند کریم کے فضل سے ہماری حکومت کی ایسی پالیسیاں ہیں کہ وہ سرمایہ کار جو سابقہ حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے اپنے کروڑوں روپے یہاں چھوڑ کر واپس چلے گئے تھے اب ہماری حکومت کی پالیسیوں کی وجہ سے وہ دوبارہ یہاں آنے کے لئے بے تاب ہیں۔ میاں محمد نواز شریف نے اعلان کیا تھا کہ میں پاکستان کو ایشیا کا ٹائیگر بناؤں گا وہ اعلان چین کی طرف سے پاکستان کو دیئے جانے والے package کی وجہ سے سچا ثابت ہو رہا ہے اسی لئے اب بھارت کی حکومت نے جو پراپیگنڈا کیا ہوا ہے اور واویلا کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں ایسے واقعات کرائے جائیں جن کی وجہ سے یہ سرمایہ دار یہاں نہ آئیں لیکن تمام سرمایہ داروں کو پتا ہے کہ اب پاکستان مضبوط

ہو چکا ہے اور انشاء اللہ پاکستان چند سالوں میں ایشیاء کا سب سے اہم اور ترقی یافتہ ملک بن جائے گا۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف دن رات محنت کر رہے ہیں کہ یہ ملک دہشت گردی سے پاک ہو جائے۔ میں پورے ایوان سے درخواست کروں گا کہ ہمیں آپس کے تمام اختلاف ختم کر کے ایک ہو جانا چاہئے اور اپنے ملک کے تمام مسائل کو مل کر حل کرنا چاہئے۔انشاء اللہ چین کے package سے ہماری بے روزگاری ختم ہو گی۔

جناب سپیکر!اب میں اپنے علاقہ کے چند مسائل عرض کروں گا اور اس حوالہ سے چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ میرے حلقہ کے جن علاقوں میں نہری پانی میسر نہیں ہے اُن کے لئے Lift Irrigation Scheme بنائی گئی تھی جو چند سالوں سے بند پڑی ہے براہ مہربانی اس سکیم کو دوبارہ چالو کیا جائے تاکہ ہمارے غریب کسان اپنی زمینوں کو سیراب کر سکیں۔ میرا پورا حلقہ بارانی ہے یہاں پہاڑی کے علاقے میں600/500فٹ گہرائی پر میٹھا پانی ملتا ہے اور وہ غریب کسان اتنی گہرائی سے میٹھا پانی نکال کر اپنی زمینوں کو سیراب نہیں کر سکتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جس طرح بلوچستان میں بھی600/500فٹ کی گہرائی سے پانی نکلتا ہے وہاں پر وہ کسانوں کو سبسڈی دیتے ہیں اسی طرح سے ہمارے کسانوں کو بھی سبسڈی دی جائے تاکہ یہ غریب کسان بھی اپنی زمینیں سیراب کر سکیں۔ میرے حلقہ کی سون ویلی میں ایندھن کا کوئی ذریعہ نہیں ہے وہاں پر لوگ درختوں کو کاٹ کر ایندھن کا کام لیتے ہیں تو میری درخواست ہے کہ مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ میرے حلقہ میں سوئی گیس دی جائے جس سے ہمارے غریب لوگ ایندھن کا کام لے سکیں اور درخت کم ہونے سے ہمارے نایاب پرندے اور جانور کم ہو رہے ہیں اُن کو بچایا جا سکے اور ہمارے غریب کسانوں کا بھی فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! میرے علاقہ کا تیسرا اہم مسئلہ یہ ہے کہ Salt Range کے نیچے پانی زہر سے زیادہ کڑوا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک ادارہ بنایا ہے جو کڑوے پانی کو میٹھا کرتا ہے اُس ادارہ نے جنوبی پنجاب سے اپنا کام شروع کیا ہے۔یہاں مجھے یہ کہنے میں کوئی حجاب نہیں ہے کہ اس حکومت نے جنوبی پنجاب کی تمام محرومیاں ختم کی ہیں اور ہر کام جنوبی پنجاب سے ہی شروع کیا جاتا ہے۔ دانش سکول ہوں، میٹھے پانی کا منصوبہ ہو تو براہ مہربانی ہمارے علاقہ کو بھی اُس سکیم میں شامل کیا جائے۔اس کے علاوہ میری ایک اور درخواست ہے کہ جیسے مویشی منڈیاں بند کی جا رہی ہیں اور یہ ایک بہت بڑی نوید ہے لیکن جب مویشی منڈیوں میں کسان اپنے جانور بیچنے جاتے تھے تو وہاں سے ایک رسید ملتی تھی تو ہم اُس جانور کو جہاں مرضی لے جائیں وہ ہمارے پاس ایک permit ہوتا تھا جو ہم دکھا کر دوسرے صوبہ میں بھی لے جا

سکتے تھے لیکن ہم اس بجٹ میں کوئی ایسی سکیم نہیں دے سکے تاکہ اُس کے متبادل کوئی طریق کار بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میرا ضلع خوشاب ہے وہاں پر معدنیات کی ہر چیز پائی جاتی ہے لیکن اس بجٹ میں معدنیات کے لئے 2۔ارب اور 13 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے۔ ہماری حکومت کی پالیسی ہے کہ ہم بجلی کی تمام energy کوئلے سے پیدا کریں گے۔ ہمارے mine owners بہت پریشان ہیں میں خود بھی ایک mine owner ہوں۔ ہماری renewal نہیں ہو رہی اور جب renewal نہیں ہو گی تو کوئلہ نکالنے میں بہت مشکلات پیش آئیں گی۔ میں خود بلوچستان گیا تھا وہاں کی ہر mine پر ہر قسم کی سہولت دی جا رہی تھی میری درخواست ہے کہ پنجاب کی تمام mines پر ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ جی، محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور میں یسوع مسیح کے بابرکت نام سے اپنی بات کو شروع کرنا چاہوں گی۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں اپنی وزیر خزانہ سے یہ سوال پوچھنا چاہتی ہوں جو اس ایوان میں اس وقت موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! کیا یہ ضروری ہے کہ بجٹ جون میں ہی دیا جائے کیا یہ مارچ یا اپریل میں ممبران کو نہیں دیا جا سکتا۔ اگر یہ رولز اور پروسیجر کی بات ہے تو ان کو amend ہونا چاہئے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ اتنا بڑا بجٹ جو پانچ ہزار صفحات پر مشتمل ہے دو دن میں ناممکن ہے کہ ان کو پڑھا جا سکے اور اس پر بات کی جائے۔ اگر ہم واقعی سنجیدگی سے یہ سمجھتے ہیں کہ ایوان میں ممبران سے اچھی تجاویز آئیں تو یہ بہت ضروری ہے کہ ہم بجٹ لوگوں کو پہلے دیں تاکہ ممبران اچھے طریقے سے اپنی ترجیحات اور تجاویز لے کر آ سکیں۔

جناب سپیکر! میں اس معاملہ میں دوسری تجویز دینا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ اگر ہم دیکھیں تو یہ بجٹ غریبوں کو بالکل ریلیف نہیں دیتا۔ اگر آپ سپیشل ایجوکیشن، لٹریسی پروگرام، minorities، سوشل ویلفیئر اور وومن ڈویلپمنٹ کے لئے جو پیسے ہم نے commit کئے تھے انہیں دیکھیں تو وہ بہت ہی کم خرچ ہوئے ہیں بلکہ کئی جگہوں پر تو ہوئے ہی نہیں ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم development expenditure capital کو دیکھیں تو 45 فیصد بجٹ اس کے لئے رکھا ہے جبکہ 55 فیصد بجٹ development revenue کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ بجٹ

بیوروکریسی کا بجٹ ہے۔اس کا major junk ہم نے بیوروکریسی کو دے دیا ہے اور ان طبقات کو جو marginalized ہیں، جو مستحق ہیں، جو غریب ہیں اور جن کو ضرورت ہے ان کو ہم نے بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بجٹ غریبوں اور مستحق لوگوں کے لئے بالکل نہیں ہے۔ میری تجویز ہو گی کہ capital development budget کو بڑھایا جائے اور اس کو increase کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں minorities budget پر زیادہ بات کرنا چاہوں گی۔ اگر ہم پچھلے سال 15-2014 کا بجٹ دیکھیں تو 32 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ صرف دو کروڑ روپے خرچ ہوئے اور یہ دو کروڑ روپے ایجوکیشن اور وظائف کی مد میں خرچ ہوئے یعنی جو بجٹ مختص کیا گیا تھا اس میں سے صرف 6 فیصد خرچ ہوا۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ حکومت کی نااہلی ہے۔ میرے بھائی وزیر اقلیتی امور بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ یہ دو کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں تو باقی پیسے کہاں چلے گئے ہیں؟ اس کا مجھے جواب چاہئے۔ میں اس کا تھوڑا سا موازنہ صرف Lahore Zoo سے کرنا چاہتی ہوں۔ لاہور چڑیا گھر میں 14 کروڑ روپے خرچ ہوئے جبکہ اقلیتوں کے لئے جو کہ پنجاب کا 6 فیصد ہیں ان کے لئے صرف دو کروڑ روپے مختص شدہ رقم میں سے خرچ ہوئے۔ یہ ہے آپ کی ترجیحات اقلیتوں کے لئے ہیں۔ آپ دعوے تو بہت بڑے بڑے کرتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ بجٹ کی کتابیں کہہ رہی ہیں میں نہیں کہہ رہی۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ 16-2015 پر محترمہ وزیر خزانہ نے بڑی اچھی تقریر کی کہ ایک بلین روپیہ رکھ دیا گیا ہے۔ یہ کل بجٹ کا 0.1 فیصد ہے جو آپ نے اقلیتوں کو دیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اگر ہم اقلیتوں کو 6 فیصد بھی دیکھتے ہیں تو پنجاب میں 53 روپے ایک بندے پر آپ خرچ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ نے وظائف کی مد میں 22 ملین دیئے minorities development کے لئے 463 ملین، minorities کی ہیلتھ کے لئے 300 اور جو باقی 216 بلین مجھے بجٹ کی کتابوں میں نظر نہیں آئے میں یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ 216 بلین کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ block allocation ہے۔ یہ اقلیتوں کے ساتھ بہت زیادتی ہے کہ block allocation رکھ دی گئی ہے، کوئی پلاننگ نہیں ہے اور کوئی سکیم نہیں ہے کہ کہاں پر یہ پیسا خرچ ہو گا یا کیسے ہو گا؟ آپ نے بجٹ بناتے وقت سوچا اور نہ سال کے دوران سوچا۔ اگر آپ اپنی بجٹ کی کتابیں دیکھیں تو اقلیتوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے zero پیسا خرچ ہوا ہے۔ اس سے یہ نظر آتا ہے کہ کوئی پلاننگ ہے اور کوئی

ڈویلپمنٹ پراجیکٹس ہیں اور نہ ہی کوئی سکیمیں ہیں۔اس دفعہ بھی یہ فنڈز پچھلے سال کی طرح پھر lapse ہو جائیں گے اور یہ کسی اور جگہ پر لگ جائیں گے۔یہ اقلیتوں کے ساتھ بہت ہی زیادتی ہو گی۔

جناب سپیکر!ڈویلپمنٹ کا کل بجٹ 400 بلین کا ہے اس میں سے صرف 0.1 فیصد اقلیتوں کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔اگر ہم صرف پنجاب کو دیکھیں تو یہاں پر 6 فیصد اقلیتیں ہیں۔میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہے۔سکیورٹی کے حوالے سے میں بات کرنا چاہوں گی کہ اس کے لئے کوئی بجٹ نہیں ہے۔یہ بجٹ بھی جو رکھا گیا ہے جس میں ہیلتھ اور ایجوکیشن ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ کیوں یہ بجٹ ہیلتھ اور ایجوکیشن کی مد میں اقلیتوں کے لئے مختص کیا جائے۔ان کی صحت کوئی علیحدہ تو نہیں ہوتی ان کو سب کے ساتھ ہی deal کیا جانا چاہئے۔میں یہ تجویز دوں گی کہ اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر مناسب سکیورٹی ہونی چاہئے۔اگر آپ کے پاس لوگ نہیں ہیں تو آپ اقلیتوں میں سے نوجوانوں کو pick کریں اور ان کو ٹریننگ دے کر وہاں تعینات کریں۔اقلیتوں کا جو ڈویلپمنٹ کا بجٹ ہے اس کا 55 فیصد سکیورٹی کے لئے مختص ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ جو ایجوکیشن کی مد میں فنڈز ہیں وہ مشنری سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں اور ان کے انفراسٹرکچر پر خرچ ہونے چاہئیں اور denationalized مشنری سکولوں کو فنڈز allocate ہونے چاہئیں۔میں یہاں افسوس کے ساتھ کہوں گی کہ پرسوں کی خبر کے مطابق ہمارے ہی ایک ایم پی اے نے جو حکومتی ممبر زہیں انہوں نے بند روڈ پر کرسچئن قبرستان کو مسمار کیا،وہاں پر 40 درختوں کو بیچ دیا۔

جناب سپیکر: محترمہ!Wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ اس کا notice لیا جانا چاہئے اور اس کو روکا جائے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!آپ سال میں مجھے ایک بار بات کرنے کا موقع دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی۔میں تو آپ کو بات کرنے کے لئے جب بھی وقت ملتا ہے دیتا ہوں۔یہ کیا بات ہوئی؟

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!ایک ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی،بولیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے ختم کرتی ہوں۔ آپ نے ایجوکیشن کے لئے 45 بلین allocate کیا، 23 بلین خرچ کیا اور اس کے برعکس اگر ہم میٹرو اسلام آباد کو دیکھیں تو 45 بلین صرف اس پر خرچ کر دیئے۔ یہ آپ کی ترجیحات ہیں۔ Education is the key to development اگر ہم اس پر توجہ نہیں دیں گے تو ہمارا ملک اسی طرح سے مشکلات میں گھرا رہے گا۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ شکریہ

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ فرمائیں!

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! اس بارے میں میری انتہائی قابل احترام بہن محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ نے بات کی ہے جس کا detail جواب وزیر خزانہ دیں گی۔ چونکہ یہ ڈیپارٹمنٹ میرے متعلقہ ہے اس لئے میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گا۔ ظفر اقبال صاحب نے کہا تھا کہ:

جھوٹ بولا ہے تو قائم بھی رہو اُس پر ظفر
آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہئے

جناب سپیکر! جب یہ وزارت بنی تھی تو اُس وقت اس کا صرف دس کروڑ روپے بجٹ تھا، وزیر اعلیٰ نے پچھلے سال اس کا 50 کروڑ روپے کیا اور ابھی اس سال ایک ارب روپے کا بجٹ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے 36 اضلاع میں سکالر شپس دیئے ہیں۔ کرسمس پر تین کروڑ روپے زیادہ گرانٹ دی ہے۔ جو scholarships پر آ رہے ہیں اُن سب کو علیحدہ پیسے مل رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے خصوصی پیکج رکھا ہے تاکہ mega projects جس طرح فیصل آباد، لاہور یوحنا آباد میں اور بہت ساری جگہوں پر ہے۔ ابھی ساڑھے چھ کروڑ روپے کا وہاں پر ایک Father Pinto کے نام سے auditorium بنایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری بہن کے جو figures ہیں اُن کو جس نے بھی لکھ کر دیئے ہیں وہ غلط لکھ کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ حماد نواز خان ٹیپو صاحب! آپ کا ٹائم شروع ہوتا ہے۔

جناب حماد نواز خان ٹیپو: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں اپنی صوبائی وزیر خزانہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ہونے کے

ناتے سے پنجاب کا بجٹ پیش کیا۔ ہمارے بجٹ میں ہر شعبے میں بھرپور توجہ دے کر پنجاب کے غریب عوام کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: ٹیپو صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہوں اور سامنے دیکھیں۔

جناب حماد نواز خان ٹیپو: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں ہر شعبے میں بھرپور توجہ دے کر پنجاب کے غریب عوام کے معیارِ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے وسائل کو اُن کی دہلیز پر لا کر مسائل کم کرنے کا جو موقع فراہم کیا ہے اِس پر ہم خادمِ پنجاب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ میں میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے تمام غریب عوام کا جس طرح خیال رکھا یہ انہی کا وتیرا ہے کہ وہ غریب عوام جو اپنے مسائل کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں، تمام تر وسائل کا رُخ اُن کی طرف کر کے پنجاب کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں اُن کا خاص طور پر بھرپور طریقے سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ 2010 اور 2014 کے سیلاب میں جب ملک کی اپوزیشن اسلام آباد میں ناچ گانے کی محفلیں سجا کر ہمارے علاقے میں سیلاب اور مصیبت زدہ لوگوں کے دکھوں اور زخموں پر نمک چھڑک رہی تھی اُس وقت خادمِ پنجاب نے عملی اقدامات اٹھا کر ہمارے سرائیکی وسیب میں جس طرح سے لوگوں کی خدمت کی ہے یہ انہی کا طرہ امتیاز ہے کہ آج اس علاقے نے ہمارے تمام دوستوں کو بھرپور mandate دے کر یہاں بھجوایا۔ اسی طرح سے میرے حلقے میں گنیشواں نہر سے لے کر کچہری چوک تک غریب لوگوں کی آمد و رفت میں تکالیف تھیں اور آج تک وہ روڈ لوگوں کے لئے مسائل پیدا کر رہی تھی اسے 32 کروڑ روپے کی خطیر رقم سے dual road بنانے کا قدم اٹھایا ہے اُس پر بھی میں اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میرا علاقہ سرائیکی وسیب کا ہے جو محروم چلا آ رہا ہے لیکن اُس کی احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بار بار ضلع مظفر گڑھ کو اپنا مسکن بنایا اور وہاں کے غریب لوگوں کے دکھ درد میں شریک ہوئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ہیلتھ میں بنیادی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے طیب اُردگان ہسپتال دیا جو ہمارے دوست چائنا نے 150 بیڈ کا ہسپتال بنایا۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ سوچا گیا کہ یہ ہسپتال وہاں کی عوام کی ضرورت کے لئے ناکافی ہے تو اسے 500 بیڈ کا ہسپتال اور ٹیچنگ ہسپتال بنایا جس کے لئے ایک ارب روپے کی خطیر رقم رکھی گئی اور اس پر سرائیکی وسیب خصوصاً ضلع مظفر گڑھ کی عوام اُن کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اسی طریقے سے آج میرے کچھ دوستوں نے میٹرو بس سروس کو بھی ہدفِ تنقید بنایا لیکن میں اُن کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک

نعمت ہے جو میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق اب غریب عوام کو سرائیکی وسیب کے علاقے ملتان میں بھی دستیاب ہو گی۔لاہور اور راولپنڈی کی کامیاب میٹرو سروس ہے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر! میرے حلقے میں کالجوں کا فقدان ہے لہٰذا مہربانی فرما کر میرے حلقے مراد آباد میں ایک گرلز ڈگری کالج اور خانپور بگا شیر میں ایک بوائز ڈگری کالج عنایت فرمایا جائے۔اس کے ساتھ ساتھ میرا علاقہ ایک زرعی علاقہ ہے لہٰذا وہاں پر بھی زرعی یونیورسٹی کا ایک سب کیمپس بنایا جائے۔ میرے حلقے میں مشرقی بائی پاس نہیں بنا جبکہ مغربی سائیڈ کا بائی پاس بن چکا ہے لہٰذا مشرقی بائی پاس بھی بنایا جائے۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ میرے حلقے میں 2010 اور 2014 میں بھی سیلاب آیا تھا جس کی وجہ سے infrastructure تباہ ہو چکا ہے اس لئے اس کی بحالی کے لئے بھی عملی اقدامات اٹھائے جائیں۔ میرے حلقے میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا بھی سب کیمپس بنایا جائے تاکہ وہاں کے معیارِ تعلیم کو بڑھا کر ہمارے لوگ بھی اپنی عوام کی خدمت کر سکیں۔ جس طرح مسلم لیگ نے پاکستان کو اپنی کوکھ سے جنم دیا اور پاکستان مسلم لیگ نے 1998 میں ایٹمی دھماکے کر کے پاکستان کو استقامت اور سالمیت کا شرف بخشا اسی طرح آج کے دَور میں جیسے مسلم لیگ کی حکومت ہے تو وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کی شب و روز کی محنت سے پاکستان کو ایشیئن ٹائیگر بنانے کے عملی اقدامات ہوئے ہیں جس پر ہم اُن کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی یہ کہتے ہیں کہ آپ بے شک سازشوں کا جال بُنتے رہیں ہم اسی طرح سڑکوں کا جال بُنتے رہیں گے۔آپ اسی طرح دھرنوں میں بیٹھے رہیں لیکن ہم لوگ ملک میں اسی طرح خدمت کر کے اپنی ہیلتھ اور ایجوکیشن کو پروان چڑھا کر ملک کو ایک عظیم ملک بناتے رہیں گے۔ اس ملک کو ایک عظیم ملک بنانے کے لئے جس طرح میرے بزرگوں نے قربانیاں دے کر ایک خواب بنایا تھا تو ہم قائداعظم کے پیغام کے مطابق پاکستان کو ایک عظیم اسلامی فلاحی مملکت بنا کر دم لیں گے۔ ہم میاں محمد نواز شریف اور خادمِ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ مل کر پاکستان کو مضبوط اور اسلامی قلعہ بنائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی پُرامن فضائیں پورے عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے پاکستان کو ایک عظیم سے عظیم تر ملک بنائیں گی۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!ابھی میں گھڑی دیکھ رہا تھا کہ میرے بھائی نے تقریباً 12منٹ تقریر کی ہے۔

جناب سپیکر: کتنے منٹ؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!12منٹ۔میرا time شروع ہو گیا ہے اور میں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔آپ نہیں time دیکھیں گے بلکہ میں دیکھوں گا۔جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا سے توجہ چاہوں گا کہ وہ میری بات سنیں۔

MR SPEAKER: Order please, Order please. Carry on.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!بجٹ 16-2015 جو 1447۔ارب 24 کروڑ روپے کا ہے اور اگر میں سابق بجٹ پر جاؤں تو آپ کی گھنٹی بج چکی ہو گی، وہ ختم نہیں ہو گا تو میں مختصر بات کروں گا۔ میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے Dawn News June 1, 2015 کی ایک رپورٹ پیش کروں گا کہ جنوبی پنجاب کا بجٹ 36 فیصد allocate ہوا جس میں سے ایک تہائی خرچ ہوا ہے۔میں یہ بات on the record کر رہا ہوں اس کی تفصیل میں جاؤں تو ہر head میں، یہ بھی پاکستان پیپلز پارٹی کو کریڈٹ جاتا ہے کہ انہوں نے این ایف سی ایوارڈ کر کے صوبوں کو خود مختاری دی جس کی وجہ سے آج این ایف سی ایوارڈ کمیشن سے ہمارے صوبے کو 888۔ارب روپے ملا۔

جناب سپیکر!بجٹ تقریر سنی، بجٹ books تو نہیں پڑھ سکا لیکن چند points لئے۔میں تین heads پر بات کروں گا جن میں زراعت، تعلیم اور صحت۔ محکمہ زراعت ہمارے صوبے اور ملک پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا ہے۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس بجٹ تقریر کو میری بہن محترمہ وزیر خزانہ نے پڑھا اور بڑے خوبصورت انداز میں پڑھا کہ اس میں صرف زراعت mention نہیں کیا گیا دیہی ترقی و زراعت کے لئے تقریباً 144۔ارب 39 کروڑ روپے رکھا گیا ہے۔ مجھے یہی سمجھ نہیں آتی کہ زراعت کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے اور دیہی ترقی کے لئے کتنا رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر!پچھلے بجٹ میں تقریباً 7۔ارب روپے allocate ہوئے اور 1.5۔ارب روپے ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوئے۔اگر یہی سلوک جنوبی پنجاب سے ہوتا رہا جو جنوبی پنجاب گندم، گنا، چنا اور کپاس دیتا ہے اور اگر اس کے لئے حکومت کی پالیسی سابقا بجٹ کی طرح رہی تو پھر جنوبی پنجاب والے کیا کہیں، جنوبی پنجاب کا نعرہ نہ لگائیں؟ میری اتنی گزارش ہو گی محترمہ وزیر خزانہ سے کہ یہ جنوبی پنجاب کا case

اگر وزیر اعلیٰ کے سامنے plead کر سکتی ہیں؟ خدارا جنوبی پنجاب کے لوگوں کا اتنا ہی حق ہے جتنا تخت لاہور کا حق ہے اور جتنا حق تخت لاہور کی نوکر شاہی کا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے ہیلتھ پر آ جائیں تو میں اپنے ضلع کے حوالے سے دعوے سے کہتا ہوں کہ وہاں BHUs 44 ہیں، ایک DHQ ہے اور تین THQs ہیں۔ ہسپتال میں پچھلے دو سال سے پتا نہیں یہ ادویات فیصل آباد تک رُک جاتی ہیں یا جھنگ تک رُک جاتی ہیں؟ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں کوئی ادویات نہیں ہیں اور BHUs تو دور کی بات ہے۔ BHUs تو بھوت بنگلے بنے ہوئے ہیں۔ پچھلے ایک سال سے میں سیکرٹری صحت اور ڈی جی صحت سے چیخ چیخ کر، پکار کر کہتا رہا ہوں کہ ایک سال سے ضلع لیّہ میں ہیپاٹائٹس کی ویکسین نہیں ہے اور ابھی تک ایک سال سے ایک انجکشن تک نہیں دیا۔ لیّہ کو پنجاب کے نقشے سے کاٹ دیا جائے اور ہمیں خیبر پختونخوا یا بلوچستان سے لگا دیں تو ہیلتھ میں یہ حالت ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کی بات کرتا ہوں کہ اس کے لئے اتنی huge رقم رکھ دی جاتی ہے اور میں یہ point پہلے بھی raise کر چکا ہوں۔ پڑھا لکھا پنجاب کی بات کرتے ہیں، پڑھا لکھا پنجاب یہی ہے کہ پنجاب میں میرے حلقہ پی پی۔263 جس میں آج تک کوئی بوائز کالج ہے نہ گرلز کالج ہے۔ کیا یہ پڑھا لکھا پنجاب ہے، کیا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سو رہا ہے؟ میں آپ کے توسط سے اپنی معزز بہن کو لیّہ آنے کی دعوت دوں گا کہ یہ آئیں اور لیّہ کی صورتحال دیکھیں۔ خدارا جنوبی پنجاب کے لئے جتنا بجٹ allocate کیا جائے اتنا خرچ بھی کیا جائے اور یہ ensure ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! پوری بجٹ book دیکھی تو پنجاب حکومت نے دارالامان لیّہ کے لئے بہت بڑا بجٹ رکھ لیا۔ پچھلا بجٹ پڑھیں تو کہاں گیا لیّہ تونسہ پُل، کہاں گیا بہادر کیمپس لیّہ؟ بڑے بلند و بانگ دعوے پچھلے بجٹ میں ہوئے تھے کہ یہ بن جائے گا۔ پنجاب میں آٹھ سال سے مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے اور ہم آٹھ سال سے یہی سن رہے ہیں کہ لیّہ تونسہ پُل بن رہا ہے اور بہادر کیمپس بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی بن رہا ہے۔ میری آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کو یہ گزارش ہو گی کہ خدارا جنوبی پنجاب میں جو بھی میگا پراجیکٹ دیں اسے fully funded کریں نہ کہ کاغذوں کا ہیر پھیر یعنی اگر ایک روپے ایک آنہ خرچ ہو تو باقی پیسا اٹھا کر پھر تخت لاہور پر لگا دیا جائے۔

جناب سپیکر!بلا شبہ بہت ساری سکیمیں میں نے اس بجٹ میں دیکھی ہیں۔ جنوبی پنجاب صرف ملتان نہیں ہے، رحیم یار خان نہیں ہے، بہاولنگر نہیں ہے، راجن پور بھی ہے، ڈیرہ غازی خان بھی ہے، لیّہ بھی ہے، بھکر بھی ہے اور میانوالی بھی ہے۔ ہمارے معزز وزیر اعلیٰ کی نظر صرف ملتان پر پڑتی ہے، رحیم یار خان پر پڑتی ہے اور جنوبی پنجاب کو میرے خیال میں نہیں جانتے اور میری بہن نے شاید لیّہ کا نام ہی سنا ہو گا لیّہ کو دیکھا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر!میں یہ ان محرومیوں کی بات کر رہا ہوں جن کی وجہ سے یہ جنوبی پنجاب کے صوبے کی بات ہوئی اور آپ کی اسمبلی نے اسے دو دفعہ endorse کیا۔ خدارا اگر آپ جنوبی پنجاب کو focus نہیں کرتے تو ہمیں علیحدہ ہی صوبہ کر دیں۔ Resources ہمارے ہوں، taxes ہمارے ہوں اور لگیں لاہور سے راولپنڈی اور قصور کے جی ٹی روڈ پر، یہ سراسر ناانصافی ہے، ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر!میں اس کے بعد آؤں گا کہ ہمارے colony Districts بھکر، خوشاب، میانوالی، لیّہ اور مظفر گڑھ کا ایک part کوٹ ادو جہاں گورنمنٹ کی بہت ساری پراپرٹی یعنی land موجود ہے۔ تخت لاہور کی بات میں کیا بیٹوں کہ اگر ستلج کا گھرا ہوا کسان ہمارے علاقے میں 15 ایکڑ کی لاٹ لے سکتا ہے تو کیا میانوالی سے لے کر دریائے سندھ کے river region میں گھرا ہوا شخص اس کا حق دار نہیں ہو سکتا؟ میں آپ کے توسط سے حکومت کو یہ گزارش کروں گا کہ ان چار پانچ اضلاع میں، لیّہ میں اتنی رکھوکھ پڑی ہوئی ہیں جسے رکھ کہتے ہیں جو سکیموں کے لئے مخصوص ہوتی ہے، انہی رکھوں میں اگر ستلج، راوی اور چناب کا کسان زمین لے سکتا ہے تو دریائے سندھ کا بے گھر فرد زمین کیوں نہیں لے سکتا؟ خدارا ان لوگوں کو جو کئی مربعوں کے مالک تھے وہ آج دریائے سندھ کے erosion کی وجہ سے دربدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور انہیں بیٹھنے کی جگہ تک نہیں مل رہی۔ میں آپ کے توسط سے اپنی بہن محترمہ وزیر خزانہ سے time بھی لینا چاہوں گا تاکہ میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات کروں۔ میں جنوبی پنجاب کی کس کس محرومی کا رونا روؤں۔

جناب سپیکر!بجٹ تقریر میں سیالکوٹ کے سیلاب کا نام تو آجاتا ہے بجٹ تقریر میں، لیّہ بھی flooded area ہے جہاں 2010 میں flood آیا آج تک road repair نہیں ہوا۔ Farm to market roads تھے وہ وہیں کے وہیں پڑے ہیں۔ پچھلے اجلاس کے دوران ، میں نے اپنے ہی taxes کی بات کی کہ جو Sugarcane Cess Fund ہوتا ہے خدارا ہمارا سوا روپیہ، ڈیڑھ روپیہ

من یہ تخت لاہور کیوں رکھ کر بیٹھا ہے اُس کو واپس بھیجیں اضلاع میں تاکہ وہاں کے roads repair ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میری بات سنیں میں بھی گھڑی دیکھ رہا ہوں ابھی دو منٹ رہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس کون سی گھڑی ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ سامنے والی جو اس ایوان میں لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ پانی والی گھڑی ہے کہ دوسری گھڑی ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ جنوبی پنجاب کی گھڑی ہے یہ ذرا زیادہ چلتی ہے، میں آخری بات کروں گا کہ اگر میری بہن مجھے کوئی ٹائم دے دیں تو میں اپنا کیس پیش کر دوں گا۔ یہ بھی مجھے پتا ہے کہ ہماری ترجیحات کو حکومت نے بجٹ میں شامل نہیں کرنا لیکن on the record میں آج اپنے ساؤتھ پنجاب کے عوام کی خاطر پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں گا جس نے ہمیں یہ موقع عطا کیا کہ ہماری گورنمنٹ اس سال کا مالی بجٹ پیش کر سکے۔ بجٹ مخصوص سال کے لئے حکومت کا مالیاتی منصوبہ ہے جسے میں روّیوں کی تبدیلی کی راہ گزر سے تعبیر کرنا چاہتا ہوں۔ جن راستوں پر چل کر قومیں اپنے مقاصد تک کا سفر طے کرتی ہیں، آمدنی و خرچ میں توازن کے ساتھ وسائل کی منصفانہ تقسیم اور ہر طبقہ کے افراد کو ساتھ لے کر چلنے کا عزم اس کی تجدید ہے اس لئے تو ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کہتے ہیں:

حیات لے کر چلو کائنات لے چلو
چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کر چلو

جناب سپیکر! خود احتسابی جمہوری عمل کا حصہ ہوتی ہے ہمیں اس بات کا کھلے دل سے اعتراف کرنا ہوگا۔ پنجاب کی 10 کروڑ کی آبادی کے لئے ایک ہزار 447۔ارب 24 کروڑ روپے آمدن کا تخمینہ بہت کم ہے، ہمیں وسائل میں اضافہ کرنا ہوگا ترقی کا پہیہ مزید تیز کرنا ہوگا، جب عوام منظم اور باشعور ہو تو دنیا

کی کوئی طاقت انہیں ترقی سے نہیں روک سکتی، قوم کی تعمیر نو کا نصب العین عوام کی طاقت سے حاصل کیا جا سکتا ہے یہی جمہوریت ہے اس کے لئے عوام کی رائے کا احترام لازم و ملزوم ہے عوامی حکومت کے قیام کے لئے ہمیشہ قوم کے افراد نے ذمہ داریاں نبھائی ہیں۔

جناب سپیکر !قائد ایوان اور وزیر خزانہ کو بجٹ پر مبارکباد دینا چاہوں گا اس کے ساتھ قائد حزب اختلاف کو بھی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا جنہوں نے دیر سے ہی صحیح لیکن یہ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں ابھی تک عوام کے حقیقی نمائندوں کو جمہوری نمائندوں کو حقیقی معنوں میں empower نہیں کیا گیا۔ انہوں نے اس ایوان کے نمائندوں کو حقیقی نمائندے اور جمہوری نمائندے سمجھا۔ ابھی مجھ سے پہلے ضلع لیّہ کی بات ہو رہی تھی میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب کے پسماندہ ضلع لیّہ سے ہے اور لیّہ کا شمار تھل کے اُن اضلاع میں ہوتا ہے جن میں میانوالی، خوشاب، مظفر گڑھ اور لیّہ آتے ہیں۔ ہاں مجھے یہ کہنے دیجئے کہ لیّہ ایک پسماندہ ضلع تھا 2002 میں جب میں ایوان کے اندر اپوزیشن کی طرف بیٹھا تھا پی ایم ایل (ن) کے ممبر کے طور پر تو Punjab Economics Research Institute کی رپورٹ کے مطابق اُس وقت لیّہ سب سے tail پر تھا اور میری constituency میں ایک کالج بھی نہیں تھا۔ الحمدللہ آج میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ Punjab Economics Research Institute کی رپورٹ دیکھ لیں لیّہ ترقی کے لحاظ سے کہیں آگے جا چکا ہے اور جہاں میرے حلقہ میں اُس وقت ایک کالج بھی نہیں تھا آج وہاں پر چار ڈگری کالج اور لیّہ میں بہادر کیمپس کی بات ہو رہی تھی آج بہادر کیمپس میں 37 کروڑ روپے کا کام ہو رہا ہے۔ اسی طرح میں یہ بھی بات کرنا چاہوں گا یہاں پر بات ہوتی ہے کہ یہ نوکر شاہی، میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ میں نے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ایک گزارش کی کہ لیّہ میں ایک ویٹرنری کالج بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کسی معزز ممبر نے ٹیلیفون کرنا ہے تو لابی میں چلے جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ): جناب سپیکر! میں کہہ رہا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے میں نے گزارش کی کہ لیّہ میں ہمیں ایک ویٹرنری کالج دیا جائے تو انہوں نے جب سمری مانگی تو لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ نے، چیئرمین پی اینڈ ڈی نے اور چیف سیکرٹری نے یہ لکھا کہ لیّہ میں ویٹرنری کالج نہ کھولا جائے۔ میں خراج تحسین پیش کروں گا وزیر اعلیٰ پنجاب کو جنہوں نے یہ ساری تجاویز کو رد کر دیا اور وہاں پر ویٹرنری کالج منظور کر دیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!لیّہ میں تین تحصیلیں ہیں لیکن وہاں پر چھ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال موجود ہیں، یہاں کہا گیا کون سے فنڈز رکھے گئے ہیں اسی بجٹ میں دیکھ لیں PCR LAB لیّہ کے لئے اڑھائی کروڑ روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں۔ ایک RHC کو upgrade کرنے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر لیّہ کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں،ٹی ایچ کیو چوک اعظم کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں،ٹی ایچ کیو کروڑ کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں،ٹی ایچ کیو چوبارہ کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں۔آج میرے ضلع لیّہ میں ایسے ادارے بھی موجود ہیں جو یہاں بات کر رہے تھے اُن کے لئے آج مجھے یہ کہنے میں فخر ہے کہ پیرا میڈیکل سکول لیّہ میں موجود ہے اور جہاں سے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی منتخب ہوئے تھے ملتان میں موجود نہیں ہے ،آج میں یہ کیسے کہہ دوں کہ لیّہ میرا پسماندہ ضلع ہے ؟جب میں نے یہ بجٹ book دیکھی تو پہلے ہم یہیں پر کھڑے ہو کر دیکھتے تھے گجرات، گجرات، گجرات پیپلز پارٹی کے ہی ایم پی اے کہتے تھے کہ اُس کے سارے roads آگئے ہیں آج میں اسی ADP book میں آپ کو دکھا سکتا ہوں اگر آپ اُس کا ایک page لے لیں اُس میں لیّہ ،لیّہ ،لیّہ ،لیّہ لکھا ہو گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:آپ کو بہت مبارک ہو۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر جگہ ہر وقت بہتری کی گنجائش موجود رہتی ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ سب اچھا ہے لیکن میں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ پنجاب دوسرے صوبوں سے اچھا ہے وہ اس لئے کہ آج بھی پنجاب میں دوسرے صوبوں کے لوگوں کو صحت کی سہولیات دی جارہی ہیں، تعلیم کی سہولیات دی جارہی ہیں،روزگار کی سہولیات دی جارہی ہیں اسی بجٹ میں دیکھ لیں بھکر کو میڈیکل کالج دینا،ڈیرہ غازی خان کو ٹیچنگ ہسپتال دینا،نشتر ہسپتال کی اپ گریڈیشن،بہاولپور وکٹوریا ہسپتال کی اپ گریڈیشن یہ کیا ہے،کیا یہ جنوبی پنجاب نہیں ہے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے مقاصد کے لئے جنوبی پنجاب کا نام استعمال کیا جاتا ہے۔ میں آپ کو آج یہ بھی تاریخی بات بتانا چاہتا ہوں کہ لیّہ نہ صرف ایک وقت کمشنری تھا بلکہ وہ ایک وقت میں صوبہ بھی تھا اور 1793 تک وہاں پر ایک گورنر بھی تھا۔ حالات کے شکست وریخت کا سامنا کرتے ہوئے وہ ایک تحصیل تک جا پہنچا،اس کے بعد اس کو ضلع بنایا گیا اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کو کمشنری بنانے کے لئے بھی ایک کمیٹی بنائی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ لیّہ کو کمشنری کا درجہ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ لیّہ میں تعلیم اور صحت کی سہولیات کسی ضلع سے کم نہیں ہیں۔ وہاں پر نہ روڈ سٹرکچر کی کمی ہے اور میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ اسی بجٹ میں ایک گریٹر تھل کا منصوبہ دیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی۔بہت شکریہ

جناب انعام اللہ خان نیازی:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ

جناب انعام اللہ خان نیازی:جناب سپیکر!اگر ان کی تقریر ختم ہو گئی ہے تو میں نے ایک چھوٹی سی گزارش کرنی تھی۔

جناب سپیکر:نیازی صاحب!کسی نے پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا آپ کو کس طرح سے اجازت دی جا سکتی ہے۔اچلانہ صاحب!آپ جلدی سے wind up کر دیں،آپ کا صوبہ بنا دیا ہے اور کیا چاہئے ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!ہمیں صوبہ نہیں بلکہ حقوق چاہئیں۔ میں بتا دوں کہ ایک وقت تھا کہ جب جنوبی پنجاب کا شاعر یہ لکھتا تھا کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے"اور ایک وہ وقت ہے کہ مظفر گڑھ کا عارف بلوچ لکھتا ہے کہ "اللہ پاکستان کو نواز دے"

جناب سپیکر:بڑی مہربانی،آپ کا شکریہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے داخلہ (مہر اعجاز احمد اچلانہ):جناب سپیکر!میں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر:آپ کا ٹائم اب ختم ہو گیا ہے۔جی،انعام اللہ خان نیازی صاحب!ویسے بجٹ اجلاس میں یہ کوئی روایت نہیں ہے۔

تعزیت

معزز ممبر اسمبلی جناب غضنفر عباس چھینہ کی والدہ ماجدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب انعام اللہ خان نیازی:جناب سپیکر!میں کوئی اور بات نہیں کرنے لگا بلکہ میں آپ کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہ رہا ہوں۔ ہمارے ایم پی اے جناب غضنفر عباس چھینہ کی والدہ ماجدہ وفات پا چکی ہیں میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ ان کے لئے فاتح خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر:ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب غضنفر عباس چھینہ، ایم پی اے
کی والدہ ماجدہ کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ "بجٹ" کے نام پر تازہ ترین فلم تھوڑے دن پہلے ریلیز ہو چکی ہے۔ بجٹ کو ہالی وڈ کی خوبصورت فلم بنا کر پیش کیا گیا۔ اس بجٹ کے ہدایت کار تو پرانے ہیں، فلم ساز آئی ایم ایف آ گئی ہے اور نئے پڑھے لکھے چسرے کے ساتھ پرانی فلم کی چربہ سازی کرتے ہوئے اس پرانی فلم کو نئے پرنٹ کے ساتھ چلانے کی بھرپور ناکام کوشش کی گئی ہے۔ اس فخریہ پیشکش پر ہدایت کار اور ان کی تمام ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میرے پاس یہ تین کتابیں ہیں جو اس ایوان میں بجٹ کے لئے پڑھی گئیں۔ جب حکومت آئی تو عوام خوشحال تھی پھر عوام کو پیلا کر دیا گیا اور اب عوام کو نیلا کر دیا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جس طرح سانپ کسی خوبصورت آدمی کو کاٹتا ہے تو وہ بے چارہ سب سے پہلے پیلا ہوتا ہے، پھر نیلا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اس نابینا حکومت نے ایسا بجٹ بنایا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ نابینے بھی بہتر پیش کر سکتے تھے۔ یہ [****] سے بھی بدتر حکومت ہے۔ میں ابھی بجٹ میں اپنی بہن سے آپ کے توسط سے کچھ technically گزارشات کروں گا۔

جناب سپیکر: لفظ کا چناؤ اچھے طریقے سے فرمائیں آپ کی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اچھا طریقہ ہی ہے اس میں کون سا غیر پارلیمانی لفظ ہے؟

جناب سپیکر: لفظ [****] کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اس بجٹ کے اندر حکومت نے ہمیں یہ وائٹ پیپر 16-2015 دیا ہے۔اس کے اندر department wise location جو ہے اس کو discuss کرنے سے پہلے میں چند چیزیں ضرور بیان کروں گا جو بجٹ کے اندر بیان کی گئی ہیں۔ پہلے صفحہ پر ہے کہ صوبے کی شرح ترقی 2018 تک 7 سے 8 فیصد ہو جائے گی۔ میں آپ کے توسط سے request کروں گا کہ معاشی ترقی کی شرح کے لئے فیڈرل فنانس منسٹر صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں بتایا کہ ترقی کی شرح نمو 5.1 رکھی گئی لیکن ہم اس کو achieve نہیں کر سکے وہ 4.2 تھی۔ یہ بات ٹھیک ہو گئی، انہوں نے اپنی ناکامی کا اظہار کر دیا۔اب یہاں انہوں نے صوبے کے لئے کہا ہے کہ 2018 تک 7 سے 8 فیصد ہو جائے گی۔ پہلے ایک بات یہ ہے کہ اس وقت صوبے کی GDP کتنی ہے اس کی شرح بتا دی جائے، آج کے سال تک کتنی ہے اور آنے والے وقت میں اس کو کس رفتار سے achieve کیا جائے گا؟ اگلی بات یہ ہے کہ فیڈرل حکومت نے تو تسلیم کر لیا کہ ہم 5.1 سے نیچے 4.2 تک آ گئے تو ذرا یہ بھی بتا دیں کہ اس decline میں پنجاب نے اپنا کتنا role play کیا ہے کہ وہ اس target کو archive نہیں کر سکا؟ یہ دوسرا سوال تھا جو ان کے لئے تھا۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ صوبے میں روزگار کی فراہمی کے لئے سالانہ 10 لاکھ روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں گے۔ جس صوبے کو اپنی GDP کا پتا نہ ہو وہ کس لحاظ سے اور کن parameters کے تحت اس کو پیش کر رہا ہے کہ روزگار کے 10 لاکھ مواقع پیدا کئے جائیں گے؟ سب سے پہلے اپنے صوبے کا میکنزم بنائیں۔ اگر اٹھارہویں ترمیم کے تحت آپ کو taxation اور دوسرے معاملات کے اختیارات ملے ہیں تو پھر اس لحاظ سے آپ اپنی GDP بھی خود طے کریں، اس کا کوئی میکنزم بنائیں اور پھر اس کے بعد آپ بتائیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر بات کی گئی کہ صوبے میں 2018 تک پرائیویٹ انوسٹمنٹ کو ڈبل کیا جائے گا۔ یہ پہلے یہ فرما دیں کہ ابھی پرائیویٹ انوسٹمنٹ کتنی ہے تاکہ ابھی تو ہمیں پتا چلے کہ اتنی ہے اور اس کو ڈبل کر لیا جائے گا؟ یہ اس کا تو بتائیں۔ ہمیں سبز خواب تو دکھائے جا رہے ہیں لیکن پہلے ابھی تک موجودہ ترقی کی شرح انوسٹمنٹ اور روزگار کے مواقع کے بارے میں تو بتایا جائے۔ میں وائٹ پیپر کے حوالے سے اگلی بات جو کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ اس میں مختلف heads کے اندر فنڈز کی utilization کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ایسے ٹیکنیکل طریقے سے، میری بہن پڑھی لکھی خاتون ہیں ماشاء اللہ ڈاکٹر ہیں اور ہم ان پر بڑا فخر کرتے ہیں کہ اس طرح کے economist ہونے چاہئیں اور آنے چاہئیں لیکن ان کو بیوروکریسی کس طرح سے کھلا رہی ہے۔ ایوان کے اندر بیٹھا ہوا ایک عام آدمی اس

وائٹ پیپر سے یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ اس بجٹ کے اندر utilization کتنی ہے؟ نیچے ٹوٹل نہیں دیا کہ کوئی calculator پر یہ calculate نہ کر لے کہ انہوں نے پچھلا بجٹ کتنا utilize کیا ہے۔ یہ نیچے ٹوٹل لکھنا ہے اور یہ simple total انہیں نہیں لکھنے دیا گیا۔ اب مختلف heads کی طرف آ جائیں، بڑا شور ڈال رہے ہیں کہ ہماری utilization بہت زیادہ ہے۔ دیکھیں! industry and mineral development کی 22.90 utilization ہے، آپ نے 9 ہزار 110 ملین رکھا اور 2 ہزار 92 ملین استعمال ہوا۔ اب پھر 16-2015 کے بجٹ میں اس کو 21 ہزار 383 ملین کر دیا گیا۔ جب آپ کی utilization آپ سے پہلے خرچ نہیں ہو رہی تو پھر آج public money کو اس طرح سے bound کر کے اور ان کو show کر کے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر! مزدور کے حوالے سے یہ گورنمنٹ بڑا شور ڈالتی ہے کہ ہم مزدور دوست ہیں لیکن Labour & Human Resource کی ڈویلپمنٹ کا جو بجٹ رکھا گیا اس کی 17.24 فیصد utilization ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ ہم صوبے کے اندر روزگار کے مواقع پیدا کریں گے لیکن روزگار کے مواقع کس طرح پیدا ہوں گے جب 17.24 فیصد اس کے بجٹ کی utilization ہے۔ اب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کی طرف آ جائیں۔ اس کے بجٹ کی 19.71 فیصد utilization ہے۔ یہ بڑا کسان دوست ہونے کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ سپیشل ایجوکیشن پر آ جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات پر شرم آنی چاہئے۔ "شرم مگر تم کو نہیں آتی" سپیشل ایجوکیشن کے بجٹ کی utilization صفر فیصد ہے اور وہ نابینا لوگ باہر مال روڈ کی گلیوں اور سڑکوں پر ڈنڈے کھا رہے ہیں۔ یہ صوبہ ہے یا کیا ہے؟ انرجی کے لئے بڑا شور ڈالا گیا، 100 میگاواٹ کا پلانٹ چلا لیا اور وہاں سے 20 میگاواٹ بجلی پیدا ہو رہی ہے۔ آپ نے کھربوں روپے ادھر لگا دیئے ہیں۔ آپ نے انرجی سیکٹر میں 35.80 فیصد صرف utilize کیا ہے؟ کبھی آپ نندی پور کا رولا ڈالتے ہیں، کبھی آپ قائداعظم سولر پارک کا رولا ڈالتے ہیں اور کبھی آپ کسی اور چیز کا رولا ڈالتے ہیں۔ "کھایا پیا کچھ نہیں، خالی گلاس توڑا بارہ آنے" یہ کر کیا رہے ہیں؟ اگلی بات، میں تو ایک بات کہوں گا کیونکہ ان کو سریا اور سیمنٹ سے بہت زیادہ محبت ہے۔ اللہ کرے میری بہن اکانومسٹ آئی ہیں ادویات کے اندر بھی سریا استعمال ہونا شروع ہو جائے تو شاید غریبوں کو دوائی مل جائے، شاید سکولوں کے اندر بھی کوئی اس طرح کا سسٹم آ جائے یا ایک طالب علم کے بیگ کے اندر ایک چھوٹے سائز کا سریا رکھ دیں تاکہ کم از کم سریا تو بکے اور ان کی سنی جائے۔ آپ اکانومسٹ ہیں ادویات کے لئے کوئی

ایسا فارمولہ طے کریں کہ اس کے اندر سریا استعمال زیادہ ہو۔اس ملک کے اندر جو ہم پر سیمنٹ مافیا تھوپا گیا ہے اس کی سنی جائے اور ہماری نہ سنی جائے۔

جناب سپیکر!بجٹ بنانے کی یہ بڑی باتیں کیا کرتے ہیں۔آپ ہسپتالوں کے حالات دیکھ لیں کہ جو پھٹیاں اور تحتیاں پچھلے دور میں لگیں جب ہم کبھی منسٹر تھے آج تک ان ہسپتالوں کو مکمل نہیں کیا گیا۔ان میں اخلاقی جرأت نہیں ہے، ہم کہتے ہیں کہ ان کی پھٹیاں اتار دیں، وزیر آباد کا ہسپتال کارڈیالوجی کو دیکھ لیں یا میرے حلقے کا ہسپتال، پی آئی سی کو دیکھ لیں، سر جیکل ٹاور دیکھ لیں اور جناح ہسپتال کے اندر برن سنٹر کو دیکھ لیں۔یہ good governance ہے؟یہ good governance کی مثال ہے۔ آپ ایک میٹرو بنا کر کیا خواب دکھا رہے ہیں، کیا غریب آدمی کا پیٹ میٹرو سے بھرتا ہے؟نہیں، روٹی سے بھرتا ہے اور میٹرو سے نہیں بھرتا۔ میٹرو سے ان کی جیبیں بھرتی ہیں۔کرپشن، پچھلے دنوں انہوں نے پوری لیڈر شپ کو اکٹھا کر کے اسلام آباد میں ایک سرکل بنا کر سب نے اس پر ہاتھ رکھا ہے اور میٹرو کی opening کی گئی ہے۔وہ ہاتھ نہیں تھا، وہ ہاتھ تھا کرپشن کا، ہر کوئی اپنا اپنا اس میں حصہ مانگ رہا تھا کہ اس میں میرا حصہ ہے۔اگر آپ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ پڑھیں، میں ضمنی بجٹ کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ ان کی کارکردگی دکھاؤں گا جو آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے فنڈز استعمال کئے ہیں۔آپ نے سات آٹھ منٹ دینے ہیں اس کے مطابق اس بات کو ختم کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ جب بجٹ پر cut motions آئیں گی۔انشاء اللہ تعالیٰ میں پھر آپ کو بتاؤں گا کہ اس حکومت کے ہاتھ کی ایک ایک انگلی نہیں دس کی دس انگلیاں ہاتھوں اور سر سمیت کرپشن کی کڑاہی کے اندر ہیں۔

جناب سپیکر!میں گزارش کروں گا کہ آپ نے 7.5 فیصد سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں اضافہ کیا ہے۔آپ مہنگائی دیکھ لیں، آپ کسی رمضان بازار کے اندر چلے جائیں، ابھی کل سے رمضان کا روزہ شروع ہونا ہے لیکن آج products کی قیمتیں آسمانوں کو چھو رہی ہیں۔اگر محترمہ وزیر خزانہ یہ سمجھتی ہیں کہ 7.5 فیصد تنخواہوں میں اضافہ کرنا ٹھیک ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہو گی۔ ملازمین کی تنخواہ میں کم از کم 25 فیصد اضافہ کیا جائے تاکہ ایک سرکاری ملازم عزت کی زندگی گزار سکے۔

جناب سپیکر!امن وامان کے حوالے سے صورتحال آپ کے سامنے ہے۔آج 17۔جون ہے اور آج کے دن میں نے اسی جگہ پر کھڑے ہو کر بات کی تھی جب آپ نے سر عام چودہ بندوں کا قتل عام کیا تھا اور لاہور شہر کے اندر good governance کی ایک مثال پیدا کی تھی۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!جب سر عام سڑکوں پر لوگوں کا خون بہایا گیا تھا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ کی بات مجھے سمجھ آ رہی ہے۔آپ مہربانی کریں۔اب آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!انشاءاللہ تعالیٰ ان شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بڑی مہربانی،بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ہم نے بھی بڑا عرصہ اپوزیشن میں گزارا ہے لیکن کبھی اس طرح پوائنٹ آف آرڈر نہیں لیا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!نہیں،مسئلہ انتہائی اہم ہے۔آپ میری گزارش سن لیں کہ ہم سولہ سترہ ایم پی ایز مال روڈ پر کلرکوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے گئے جو کل سے وہاں دھرنا دیئے بیٹھے ہیں۔ہم جب ان غریب سرکاری ملازمین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے پہنچے تو پہلے جاتے وقت پولیس نے رکاوٹ ڈالی اور کہا کہ آپ یہاں سے کراس کر کے نہیں جا سکتے۔آپ اسمبلی کی دوسری طرف سے مال روڈ پر جائیں اور کچھ دیر تکرار کے بعد ہم نے خود راستہ بنایا اور ان سے الجھتے ہوئے ان خاردار تاروں کو الگ کر کے بڑی مشکل سے پہنچے۔میرے ساتھ ہماری معزز خواتین ممبران بھی تھیں۔جب ہم وہاں پہنچے تو ان کے ساتھ پندرہ بیس منٹ کا دھرنا تھا اور ان کے ساتھ ان کے مسائل کے حوالے سے بات کی۔جب ہم ان سے اظہار یکجہتی کر کے واپس آئے ہیں تو پولیس آفیسر ان نے پہلے سے زیادہ اس راستے کو سیل کر کے بہت بڑے پیمانے پر خاردار تاریں لگا کر ہمارا راستہ روکا اور کہا کہ آپ یہاں سے داخل نہیں ہو سکتے۔ہماری بار بار درخواست کرنے کے باوجود اس نے انتہائی بدتمیزی کی اور وہ رضوان نامی سب انسپکٹر ہے۔جب محمد عارف عباسی صاحب نے کہا کہ ہم سارے ایم پی ایز ہیں اور یہ قائد حزب اختلاف ہیں تو اس نے آگے سے کہا کہ میں کیا کروں،میں بھی رانا ہوں۔میں بڑا حیران ہوا اور بعض ایم پی ایز نے سنا کہ یہ بات کیا کر رہا ہے۔ہماری بار بار درخواست کے باوجود انہوں نے وہاں سے نہیں گزرنے دیا اور وہاں دھکم پیل ہوئی اور جناب آصف محمود ایم پی اے صاحب وہاں زخمی ہوئے۔آصف محمود صاحب!آپ کھڑے ہو جائیں ذرا دکھائیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب آصف محمود ایم پی اے اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر!آپ دیکھ لیں ان کے کپڑے بھی خون آلود ہیں،ان کا انگوٹھا اور ان کے بازو کے اوپر چوٹیں لگی ہیں۔اگر ایم پی ایز کا حال یہ ہونا ہے،آپ نے عام آدمی کے لئے تو اسمبلی کے دروازے بند کئے ہوئے ہیں لیکن اگر ممبران اسمبلی کے ساتھ اس طرح سے ایک سب انسپکٹر لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ، جس کے ساتھ سولہ ممبران تھے، جس میں خواتین بھی شامل تھیں،ان کی اس طرح سے تذلیل کی جاتی ہے،اس طرح سے توہین کی جاتی ہے،اسمبلی کا راستہ بند کر دیا جاتا ہے،ویسے تو روزانہ تمام راستے بند ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر!یہ تحریک استحقاق سب ممبران کی طرف سے ہم نے یہاں پر دی ہے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ rules suspend کر کے میری اس تحریک استحقاق کو take up کریں اور اس پر فیصلہ دیں۔

جناب سپیکر:Rules کی suspension کا ایک طریق کار ہے اس کے مطابق ہم نے اس کو دیکھنا ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!اس کے مطابق وزیر قانون یہاں پر موجود ہیں آپ حکومتی بنچوں سے پوچھ لیں کہ یہ کیا چاہتے ہیں اگر ایم پی ایز کو اسمبلی میں آنے سے روکا جا سکتا ہے اور ایک سب انسپکٹر چند پولیس کانسٹیبلز کے ذریعے سے۔۔۔

جناب سپیکر:کوئی نہیں روک سکتا۔اب آپ اپنی تحریک استحقاق کو جمع کروائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!ہم نے آپ کو جمع کروا دی ہے۔آپ اس کو آج ہی take up کریں۔آپ اس کو rules suspend کر کے ابھی take up کریں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے معزز ممبران اپنی سیٹوں پر احتجاجاً کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر:دیکھتے ہیں۔حنا پرویز بٹ صاحبہ!

جناب طارق مسیح گل:جناب سپیکر!یہ اسمبلی میں نہیں آ رہے تھے بلکہ یہ دھرنے میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:تشریف رکھیں۔Order please. Order please.

جناب طارق مسیح گل:جناب سپیکر!ان سے کہیں کہ اب یہ دھرنے کی باتیں ختم کریں، مفاہمت کی بات کریں۔ہم ان کے دھرنوں کو نہیں مانتے۔

جناب سپیکر:آپ مجھ سے بات کریں،کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! کیا دھرنے میں جانا جرم ہے؟

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! ہر بات پر دھرنا، دھرنا کرتے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! دیکھ لیں یہ حال ہے پاکستان میں۔

جناب طارق مسیح گل: جناب سپیکر! دنیا ترقی کر رہی ہے اور یہ دھرنا، دھرنا کرتے رہتے ہیں، دھرنے کی سیاست کو اب ختم کر دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! حق کی بات کرنا کوئی جرم ہے؟

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ نریندر مودی کو خود میاں نواز شریف کو فون کرنا پڑا ہے، یہ ہوتی ہے سیاست۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے تماشا بنا رکھا ہے۔ اب آپ بولیں گے تو میں آپ کو نکال دوں گا۔ آپ کی مہربانی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! بے حسی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے، لوگ باہر بے ہوش ہو رہے ہیں، پولیس گردی کی انتا کر دی گئی ہے، معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ یہ حال ہے تو عام آدمی کا کیا حال ہو گا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن سے زیادتی ہوئی ہے تو اس کی انکوائری ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: ہم اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ خیریت سے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اللہ کا شکر ہے، ایک معزز ممبر کو زخمی کیا گیا ہے تو آپ انہیں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: ہر چیز کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو out of turn تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے وزیر قانون کو بلوایا ہے، آپ تشریف رکھیں ہم ابھی اس بارے میں بات کرتے ہیں۔ وزیر قانون میٹنگ میں ہیں ابھی تشریف لاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے بات کرنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنیں، اگر ایک معزز ممبر کو کسی نے زخمی کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کو اجازت دوں گا کہ آپ دیں گے، آپ اجازت دینا چاہتے ہیں یا میں دوں گا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ انہیں تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان سے کہہ دیا ہے، میں ان کو اجازت دے رہا ہوں۔ وزیر قانون صاحب میٹنگ میں ہیں ابھی آتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ابھی لسٹ میں نام تھا لیکن یہ بڑی زیادتی ہے کہ آپ جب چاہتے ہیں لسٹ کو ایسے ویسے کر دیتے ہیں، مجھے ذاتی طور پر اعتراض نہیں ہے لیکن میں کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں، اب اس وقت تین بج گئے ہیں، جو لوگ ابھی آ رہے ہیں ان کا بھی نام شامل ہے لیکن میں کل سے یہاں بیٹھا ہوا ہوں، چلیں! آپ سارا کچھ چھوڑ دیں ایک ایم پی اے زخمی ہوا ہے سب سے پہلے اس کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ لسٹ کو دیکھ لیں، کیا کر رہے ہیں آپ؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں کچھ نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کا لسٹ میں 39 نمبر ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! ہم دو دن سے یہاں بیٹھے ہیں لیکن ہمارا نام ابھی تک نہیں آیا، ہم بھی اپنے نام کے ساتھ بٹ لکھوا لیتے ہیں۔ لسٹ change کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میں لسٹ کے مطابق چل رہا ہوں، کون کہتا ہے کہ لسٹ کو change کیا گیا ہے، کس نے لسٹ کو change کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: میرے خیال میں ان کو بات کر لینے دیں جو تحریک استحقاق لے کر آئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی ہے اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ باہر جو ایپکا والوں کا احتجاج ہو رہا تھا، یہ ان سے اظہار یکجہتی کے لئے گئے تھے اور واپسی پر ایک واقعہ کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔اس واقعہ سے متعلق اگر اس معزز ایوان کی کوئی کمیٹی بنا کر انکوائری کروانا چاہتے ہیں یا استحقاقات کمیٹی کے ذریعے سے کروانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی،ان کو پہلے پڑھنے دیں پھر اس کے بعد اس کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی، بالکل یہ تحریک استحقاق،استحقاق کمیٹی کے پاس چلی جائے اور استحقاق کمیٹی اس کے متعلق determine کر لے کہ وہاں پر اگر کوئی تجاوز ہوا ہے تو اس کا نوٹس لیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہمارے ساتھ یہ کچھوے کی چال کیوں ہے؟

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ آپ کا نام کس نے change کیا ہے،اس کی بھی میں تحقیق کر رہا ہوں۔کسی نے آپ کا نام change نہیں کیا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم تو اپنا نام ہمیشہ پہلے لکھواتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا نام جہاں تھا وہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا نام ادھر ہی ہے،آپ کیا کرتے ہیں؟آپ ٹھیک نہیں کرتے۔

شیخ علاؤالدین: ہماری تجاویز سے کیا مسئلہ ہے؟ ہمارا نام بھی تو آنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کا نام جہاں تھا وہیں ہے۔آپ کا نام ادھر ہے۔آپ ٹھیک نہیں کر رہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ پر پورا اعتماد ہے۔آپ کی بات نہیں ہے لیکن اگر ایک معزز ممبر نہیں ہے تو پھر ان کا نام last میں آنا چاہئے اور یہی طریق کار ہے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی !میں اسی طریقے سے چل رہا ہوں۔آپ تشریف رکھیں۔آپ مجھے misguide نہ کریں۔ محرک اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

پولیس کا معزز ممبران اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویّہ

جناب آصف محمود: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 15-06-17 کو اپوزیشن کے تقریباً 17 ممبران اسمبلی چیئرنگ کراس مال روڈ پر احتجاجی سرکاری ملازمین سے اظہار یکجہتی کے لئے جانا چاہتے تھے۔ وہاں ناکے پر موجود سب انسپکٹر رضوان اور دوسرے اہلکاروں نے ممبران اسمبلی سے ہتک آمیز رویّہ اختیار کیا اور بزور قوت اسمبلی کی حدود سے نہ نکلنے دیا۔آخر کار ممبران اسمبلی احتجاج کرنے والوں کے پاس پہنچ گئے لیکن جب ممبران اسمبلی واپس اسمبلی ہال کی طرف لوٹنے لگے تو مذکورہ سب انسپکٹر نے دھمکی دی کہ حکومت پنجاب کے احکامات کے تحت وہ ان کو اسمبلی نہیں جانے دے گا اور اس پر اس نے اپنے ماتحت اہلکاروں کو حکم دیا کہ ممبران اسمبلی کو دھکے دے کر وہاں سے دور کریں اور ہر گز ان کو اسمبلی میں نہ آنے دیں جس پر مذکورہ سب انسپکٹر اور اہلکاروں نے زور آزمائی کے نتیجے میں کئی ممبران زمین پر گر پڑے اور ایک ممبر اسمبلی آصف محمود زخمی بھی ہو گئے۔ پولیس کے اس تضحیک آمیز، تشدد اور تحمکانہ رویّے سے نہ صرف ہمارا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں اس پر دو تین باتیں عرض کرنا چاہوں گا کہ باہر جو protest چل رہا تھا وہاں جاتے ہوئے بھی پولیس کا قائد حزب اختلاف کے ساتھ رویّہ انتہائی تضحیک آمیز تھا یہ ہمیں lead کر رہے تھے۔ جب ہم واپسی پر آئے تو ہم مسئلے کی نوعیت سمجھتے تھے جو کلرک جو protester تھے ہم نے ان کو خود ذاتی طور پر push کر کے پیچھے کیا کہ ہم نے اسمبلی کے اندر جانا ہے اگر آپ لوگ ساتھ ہوں گے تو شاید امن وامان کی صورتحال بننے کا اندیشہ ہو۔ قائد حزب اختلاف اور ہمارے بے شمار سینئر ممبران جن میں احمد خان بھچر صاحب بھی وہاں پر موجود تھے ہم نے بڑی صلح صفائی کے ساتھ انہیں بڑی دفعہ

request کی وہاں پر پورا میڈیا موجود تھا ہم نے جتنے تحمل اور صبر کا مظاہرہ کیا سب فوٹیج آپ کو مل جائیں گی۔ ہمارے تحمل اور سکون کے ساتھ ان سے بار بار request کرنے کے باوجود انہوں نے ہمارے لئے اسمبلی کا راستہ نہیں کھولا، انہوں نے جو خاردار تار آگے لگائی ہوئی تھی وہ میرے ہاتھ میں تھی اور اس سب انسپکٹر نے میرے دیکھتے ہوئے اس خاردار تار کو زور سے کھینچا اور دانستہ طور پر مجھے زخمی کرنے کی کوشش کی۔ ادھر جس طرح میرے بھائی جوش اور جذبے کے ساتھ بات کر رہے تھے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کا یہ فرض بھی ہے کہ اگر کوئی protest کرنے باہر آیا ہے اور حکومتی پالیسی سے اختلاف کرتا ہے اور جس میں حکومت deliver نہ کر سکے تو اسے point out کرنے کے لئے ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہمارا بنیادی right ہے۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ اس سب انسپکٹر رضوان کو فوری طور پر معطل کیا جائے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں! ہمیں قانون اور قاعدے کے مطابق چلنا چاہئے۔ آپ جو حکم دینا چاہتے ہیں وہ مناسب نہیں ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! چلیں اس کی پروموشن کر دیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: انہوں نے کیا کہا؟ میں نے نہیں سنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپوزیشن کے معزز ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ اس بارے میں پہلے بھی آپ سے اور قائد حزب اختلاف سے بھی یہ بات ہوئی ہے آپ یہی ایپکا کے ملازمین دیکھیں جو protest کر رہے ہیں جن سے اظہار یکجہتی کے لئے اپوزیشن کے ممبران وہاں پر گئے تھے۔

جناب سپیکر: میں نے نہیں بھیجا وہ اپنے طور پر گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اپنے طور پر گئے تھے ویسے اگر آپ بھی بھیج دیں تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔ (قہقہے)

اس میں گزارش یہ ہے کہ اب صورتحال کچھ اس طرح سے ہے کہ ایپکا کے ملازمین کے ساتھ پچھلے دنوں میں تین چار میٹنگز ہوئیں اور ان کے جو مطالبات تھے ان پر ایک consensus built ہوا اور اس کے بعد ان سے وعدہ کیا گیا کہ آپ کے یہ مطالبات منظور ہو سکتے ہیں اور یہ نہیں ہو سکتے اور جو procedure ہے اس کے مطابق ان کی approval حاصل کی جائے گی۔ اس کے بعد انہوں نے خود کہا کہ آپ ہمارے

ایک نمائندہ وفد جس میں ہمارے دو تین سو لوگ ہوں گے جو ہماری تنظیموں کے نمائندے ہیں ان کا الحمرا میں اجلاس بلائیں اور وہاں پر وزیر اعلیٰ آ کر اس کا اعلان کریں۔اس کے بعد اب بجٹ اجلاس آ گیا ہے، ان کا ایک حصہ آج صبح بھی مجھے یہاں پر ملا اور وہ اس احتجاج سے متفق نہیں تھا ایک دوسرا حصہ احتجاج کر رہا تھا اور ان کا کہنا یہ تھا کہ جی دیکھیں ہم نے اپنے لوگوں کو مطمئن کرنا ہوتا ہے اس لئے بجٹ اجلاس کے موقع پر یا اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنے دیں۔اب یہ جو کچھ نہ کچھ کرنے کا trend کہ میڈیا space حاصل کی جائے، اپوزیشن کی ہمدردی حاصل کی جائے۔ جب مال روڈ پر ٹریفک بند ہوتی ہے تو پورا لاہور stuck ہو جاتا ہے جن لوگوں کا مال روڈ پر کاروبار ہے ان کا علیحدہ احتجاج ہے۔ تو میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ ایک سپیشل کمیٹی ضرور تشکیل دیں جس میں حکومتی بنچز سے لوگ ہوں اور اپوزیشن سے قائد حزب اختلاف خود اس میں ٹائم نکالیں۔مال روڈ پر جن لوگوں کا بزنس ہے ان کی جو تنظیمیں ہیں وہ بھی چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بھی موقع دیں کہ ہم بھی اپنی روداد آپ کے سامنے رکھ سکیں اور اس میں ہائی کورٹ کا بھی ایک فیصلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری صورتحال پر اپوزیشن اور حکومتی بنچوں دونوں متفق ہونے چاہئیں کہ ہم نے کس حد تک کسی کو allow کرنا ہے اور کون سی وہ حد ہے جس سے آگے اس کی اجازت نہیں ہو گی تو میں نے آپ سے یہ بھی گزارش کرنی تھی آپ اس پر بھی کوئی ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دیں۔

جناب سپیکر: میں اس کے بعد اس پر کمیٹی بناؤں گا۔ ہم اس matter کو مجلس استحقاقات کے سپرد کرتے ہیں اور وہ اس کی رپورٹ پیش کرے گی۔ جی، حنا پرویز بٹ صاحبہ!

سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ حنا پرویز بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے پاکستان کی پہلی خاتون وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے بہت ہی balanced اور growth oriented budget پیش کیا ہے اور میں یقینی طور پر یہ کہہ سکتی ہوں کہ یہ poverty کو eliminate کرنے کے لئے بہت ہی اچھا بجٹ ہو گا۔ پنجاب economically sound ہوتا جا رہا ہے اور دنیا بھر میں اس بات کا اعتراف ہو رہا ہے لیکن اس ایوان میں چند ایسے لوگ ہیں جو بجٹ پر criticize کرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں اگر positive criticism ہے تو more than welcome ہم اسے اپنی

unjustified بالکل یہ چیز لیکن کرتے accept کے لئے performance improve ہے کہ news کی headlines یا آپ criticism just for the sack of criticism بننے کے لئے criticize کر رہے ہیں چونکہ it is unjustified پنجاب کی جو بہترین پالیسیز ہیں آپ ان کو accept نہیں کر رہے انہیں encourage نہیں کر رہے بلکہ انہیں ignore کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی attention recent election پر لاؤں گی چاہے وہ گلگت بلتستان کے الیکشنز ہوں، منڈی بہاؤالدین کے الیکشنز ہوں، کنٹونمنٹ کے الیکشنز ہوں یا recent by elections ہوں سب میں مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ جیتی ہے جو یہ show کرتا ہے کہ PML(N) وہ they will vote endorse PML(N) پر confidence show کرتا ہے اور انشاء اللہ ستمبر میں آنے والے بلدیاتی انتخابات بھی PML(N) ہی جیتے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان لوگوں نے objection raise کیا کہ حکومت نے farmers friendly بجٹ پیش نہیں کیا میں ان کی بات سن کر بالکل حیران ہو گئی۔ اگر دیکھا جائے تو جو 5۔ارب روپے کی سبسڈی 25 ہزار ٹریکٹرز کے لئے رکھی گئی ہے کیا وہ farmer friendly budget میں نہیں آتا اگر دیکھا جائے کہ 50۔ارب روپے جو bridges اور rural community flood protection کے لئے رکھے گئے ہیں کیا وہ farmers کی protection کے لئے نہیں آتا، 52 ملین روپے جو rural infrastructure کے لئے رکھے گئے ہیں کیا وہ pro farmer بجٹ میں نہیں آتا اور 8.59 بلین روپے جو لائیو سٹاک کے لئے رکھے گئے ہیں کیا وہ farmer community میں نہیں آتا؟ بالکل criticism is not welcomed.

جناب سپیکر! انہوں نے ساؤتھ پنجاب کی بات raise کی ہے تو میں بتانا چاہتی ہوں کہ ساؤتھ پنجاب کے گیارہ اضلاع میں صاف پانی کی فراہمی کے لئے 30 بلین روپے allocate کئے گئے ہیں۔ کیا وہ equal allocation of budget میں نہیں آتا؟ لاہور اور راولپنڈی کے بعد ملتان کے لئے میٹرو بس شروع کی جا رہی ہے۔ یہ میٹرو بس سروس غریبوں کی لینڈ کروزر ہے۔ ان کو international transportation service مل رہی ہے۔ کیا یہ equal allocation میں نہیں آتا؟ یہ پالیسیاں حکومت عوام کی بہتری کے لئے بنا رہی ہے۔ میں آخر میں ان سب سے appeal کرنا چاہتی ہوں کہ پہلے ہم سب نے اکٹھے مل کر Charter of Democracy sign کیا تھا اب ہم سب کو مل کر Charter of Economy sign کرنا چاہئے۔ وہ حکومت جو کہ Democratic

and elected ہے اور جو لوگوں نے choose کی ہے اس کو کام کرنے دیں۔پلیز!ان کی economic strategy کو اپنے دھرنوں کی سیاست سے hamper نہ کریں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!بعد میں تقریر کرنے کا سب سے بڑاالمیہ یہ ہوتا ہے کہ ساری باتیں ہو چکی ہوتی ہیں لیکن اس بجٹ کی کمال بات یہ ہے کہ ابھی بھی میرے پاس بات کرنے کے لئے بہت سے points ہیں۔

جناب سپیکر: تو کیا آپ کو کمال آدمی کہا جائے؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!میں بجٹ بنانے والوں کو سلام پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا کچھ کیا ہے۔Anyway میں اپنی بات شروع کروں گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب!آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!کیا میرا وقت اب سے شروع ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں،اب سے شروع ہو گیا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ کے سامنے کچھ سوالات رکھنا چاہتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان سوالوں کے جوابات ضرور آئیں گے۔یہ میرا پہلا tenure اور تیسرا بجٹ اجلاس ہے۔میں ذمہ داری کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس سے زیادہ fruitless exercise میں نے کہیں نہیں دیکھی۔ہم کس کو بے وقوف بنا رہے ہیں؟ہم اس document پر debate کر رہے ہیں کہ جس کے بارے میں all of sudden done جو ہونا تھا وہ ہو چکا اور انہوں نے جو پروگرام بنایا ہوا ہے وہ اسی پر عمل کریں گے۔اس بجٹ کے اندر کسی parliamentarian کی input مجھے نظر نہیں آتی۔آپ pre-budget session کرتے ہیں اور اس کے اندر سفارشات آتی ہیں۔سفارشات یہ ہیں کہ ہم تقاریر کرتے ہیں۔یہ on record بات ہے کہ budget process کے تحت فروری مارچ میں تمام چیزیں settle کی جا چکی ہوتی ہیں۔یہاں پر ممبران اسمبلی آتے ہیں اور وہ آکر اپنے اپنے حلقوں کی سفارشات پیش کرتے ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی وزیر خزانہ نے وہ note کی تھیں اور اس دفعہ بھی محترمہ وزیر خزانہ ان سفارشات کو note فرما رہی

ہیں۔ موجودہ محترمہ وزیر خزانہ مجھے کوئی ایک ایسی تجویز بتادیں کہ جو یہاں on the floor of the House کسی معزز ممبر نے اپنی تقریر میں دی ہو اور وہ اس بجٹ میں incorporate ہو گئی ہو؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ parliamentarians کو اپنے علاقے کے مسائل کی آگاہی ضرور ہوتی ہے۔ حکومت اپنے جو targets achieve نہیں کر سکی وہ سب on record ہیں۔ وہ کیوں achieve نہیں ہو سکے مجھے اس بات کا علم نہیں ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ بجٹ کا document اتنا secret کیوں ہے؟ بجٹ اجلاس کے دن سے پہلے تک اس کا کوئی پتا ہی نہیں لگتا۔ اگر quarterly allocations ہوتی ہیں اور وزارت خزانہ funds allocate کرتی ہے تو یہاں پر معزز ممبران کو quarterly بتایا بھی جا سکتا ہے کہ یہ کچھ ہو رہا ہے۔ پورا سال فنانس سے متعلقہ کوئی بات on the floor of the House نہیں آتی۔ کہنے کو ہم اس وقت پورے پنجاب کی عوام کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اور پورے پنجاب کی حکومت یہاں پر بیٹھی ہوئی ہے لیکن ہم میں سے کسی کو بھی بجٹ کے بارے میں کچھ پتا نہیں ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ جب ہم transparency کی بات کرتے ہیں تو کیا اس کے اندر یہ چیز نہیں آنی چاہئے کہ ہر ممبر کو پتا ہو کہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! اب میں آگے چلوں گا۔ یہ میرے ہاتھ میں 15-2014 کا بجٹ document ہے جو کہ پچھلے سال کے promises تھے۔ اسی طرح 16-2015 کے promises بھی آپ کے سامنے ہیں۔ اس بجٹ میں بالکل ditto, exact word by word فوٹو کاپی پچھلے بجٹ میں سے کی گئی ہے۔ ہم یہ strategy بنائیں گے، ہماری intervention یہ ہو گی، ہمارے targets یہ ہوں گے اور ہم یہ یہ کچھ کریں گے۔ میں اس پر بھی بحث نہیں کرتا کہ یہ انہوں نے کس formula کے حساب سے کیا ہے، کیا ہمارے پاس اس چیز کا جواب ہے کہ صوبہ پنجاب میں سب سے زیادہ اموات کس وجہ سے ہو رہی ہیں، کیا وہ ڈینگی سے ہو رہی ہیں کہ جس کے لئے ہم نے اربوں روپے رکھے ہیں اور کیا وہ ہیپاٹائٹس سے ہوتی ہیں؟ ہماری total strategy firefighting ہے۔ سرگودھا میں آکسیجن کی کمی سے بچے فوت ہو گئے تو firefighting شروع ہو گئی۔ وہاں پر آکسیجن سلنڈر مہیا کر دیئے گئے اور دوسرے انتظامات بھی فوری طور پر ہو گئے۔ بھئی! صوبے کے باقی بچے بھی تو ہمارے ہی ہیں۔ قحط آ گیا تو firefighting شروع ہو گئی اور اگر پانی نہیں آیا تو firefighting شروع ہو گئی۔ میں کہوں گا کہ اس صوبے میں ہر چیز ایک طریق کار سے چلے اور کسی بھی جگہ پر firefighting کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ سرگودھا ہسپتال میں بچے کیوں مرے ہیں؟ ہم شعبہ صحت کے لئے اربوں روپے allocate کر

رہے ہیں اس کے باوجود بچے مر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بات ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ ہمارا اس وقت mindset یہ ہے کہ اگر دس بندے مر جائیں تو معاملہ highlight ہو جائے گا۔ پچاس آدمی زخمی ہو جائیں تو پھر معاملہ highlight ہو جائے گا۔ اب میں آگے چلتا ہوں کیونکہ وقت کی بہت shortage ہے اور بہت سارے اور لوگوں نے بھی تقاریر کرنی ہیں۔ میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ کسی بھی category میں سب سے زیادہ Low priority ہم ہیں ۔حکومت والوں کے پاس تو شاید کوئی avenue ہو لیکن ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر!اس بجٹ document کے اندر میرے حلقے کی صرف ایک سڑک شامل ہے، کسی BHU یا RHC کی اپ گریڈیشن نہیں ہے اور کسی ہسپتال کے اندر construction expansion نہیں ہے۔ میں گزشتہ پورا سال missing facilities کی بات کرتا رہا ہوں۔ محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں، محکمہ خزانہ پیسے دے رہا ہے،انہوں نے محکمہ تعلیم کو اس حوالے سے پیسے دیئے ہیں۔ یہ اپنا کوئی ایک نمائندہ بھجوادیں یا آپ یہاں معزز ممبران میں سے کسی کو بھیج دیں وہ جا کر چیک کر لیں کہ الہ آباد سے ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک چٹیل میدان میں پرائمری سکول چل رہا ہے۔ کون سی missing facilities کو پورا کیا گیا ہے؟ ہماری بات کوئی سنتا ہی نہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف وہاں پر اپنی تصویر لگائیں، اپنا پراجیکٹ بنائیں اور میں ان کو ہار پہنانے کو بھی تیار ہوں لیکن اس سکول پر پیسے تو لگائیں اور اس کی missing facilities کو پورا کیا جائے۔ یہ تعلیم کی بات کرتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ ایک چٹیل میدان میں بچے کیا تعلیم حاصل کریں گے؟ جب میں نے پہلے یہی بات کی تھی تو اس وقت بھی آپ Chair کر رہے تھے۔ آج پھر آپ سے عرض کرتا ہوں اور اگلے سالوں میں بھی کرتا رہوں گا لیکن میں ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ کچھ نہیں ہونے والا۔ وہاں چٹیل میدان میں ایک شیڈ ہے جس میں سکول کا فرنیچر رکھا ہوا ہے۔ بچے باہر دھوپ میں بیٹھ جائیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ان کے ڈیسک اور کرسیاں بچ جائیں۔

جناب سپیکر!ماشاءاللہ شعبہ صحت کے حوالے سے سب معزز ممبران نے بات کی ہے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کیا ضلع قصور کے عوام بیمار نہیں ہوتے اور کیا ضلع قصور کے ہسپتالوں کو اپ گریڈیشن کی ضرورت نہیں ہے؟ چونکہ میں وزیر اعلیٰ کے پاس جا کر منت نہیں کر سکتا کہ جناب ساڈی وی اک سکیم تسیں وچ پا دیو، خدا تہاڈا بھلا کرے۔ میرے ضلع قصور کے کسی ہسپتال کو اپ گریڈ کرنے کی کوئی سکیم شامل نہیں کی گئی۔ کیوں نہیں کی گئی اور کیا یہ صوبہ پنجاب کا بجٹ ہے

یا منفی اپوزیشن بجٹ ہے؟اس بجٹ کی کتاب کے اندر categorically لکھا ہوا ہے، یہ میں نے bookmark کیا ہوا اور میں آپ کو دکھا سکتا ہوں۔ این اے۔140 کی سکیمز اس بجٹ میں شامل کی گئی ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی، کیا یہ اس ایم پی اے صاحب کی صوابدید ہے کہ وہ جہاں پر کہیں پیسے لگا دیئے جائیں، یہ کس قسم کا بجٹ ہے اور یہ یہاں پر کس کو accommodate کر رہے ہیں؟ میں اس بات پر بھی نہیں آتا کہ یہ غریبوں یا امیروں کا بجٹ ہے۔ میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ یہ میرے حلقے کی عوام کا بجٹ کیوں نہیں ہے اور میرے حلقے کے عوام نے کیا غلطی کی ہے؟ میں دوبارہ سے کہتا ہوں اور میں on record بات کر رہا ہوں کہ میں وزیر اعلیٰ سے ملنے کو تیار ہوں۔ میں ان کی منت کرنے کو تیار ہوں لیکن میرے حلقے کی missing facilities کو پورا کر دیا جائے۔ میرے علاقے کے عوام تڑپ اور ترس رہے ہیں۔ کیا ان کا دل نہیں کرتا کہ وہ ایک اچھی سڑک سے گزریں، کسی ایسے ہسپتال میں جائیں کہ جہاں پر ڈاکٹر میسر ہو؟ میں اس علاقے کا نمائندہ ہوں اور وہ میرے پاس شکایت لے کر آتے ہیں لیکن میرے پاس کیا اختیار ہے ؟ میں آپ کو ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ تیرہ تیرہ ہزار آبادی کے BHUs میں صرف ایک ڈاکٹر ہے۔ یہ سب کچھ میں نے اس رپورٹ کے اندر لکھا ہوا پڑھا ہے۔ یہ 36 اضلاع میں ہو رہا ہو گا، ہسپتال اپ گریڈ ہو رہے ہیں چونکہ یہ حکومتی نمائندے ہیں تو یہ جا کر بات کر سکتے ہیں۔ Conservation of roads ہو رہی ہے، upgradation of schools ہو رہی ہے، BHUs میں کام ہو رہے ہیں سب کچھ ہو رہا ہے اور میں یہ وہ بات کر رہا ہوں جس کے اندر brick and motor کی بات ہو رہی ہے۔ زکوٰۃ و عشر کی میں بات نہیں کرتا، کسی اور transportation کی میں بات نہیں کرتا۔ مجھے کیا لگے کہ میٹرو بن رہی ہے یا نہیں بنی؟ بنائیں، سب نے تبصرہ کیا، سب نے تنقید کی تو جس چیز سے میری غرض نہیں ہے میں اُس پر بات نہیں کروں گا۔ میں آپ سے زراعت کی بات کرتا ہوں اور شیخ علاؤالدین بھی بیٹھے ہوئے وہ بھی اس بات پر validate کریں گے۔ میرے اور شیخ صاحب کے حلقہ کا ایک ارب روپیہ ایک شوگر ملز کے account میں ہے انہوں نے default declare کر دیا۔ اُس بے چارے کسان کو default کا کیا پتا۔ صرف اس لئے کہ 5 یا 10 روپے کی سبسڈی ملنی ہے حکومت نے وہ سبسڈی نہیں دی تو اُس کسان کے لئے ایک روپیہ نہیں ہے۔ ابھی میں بات کروں گا تو کل حکومت کی طرف سے statement آئے گی کہ 95 فیصد recovery ہو گئی ہے۔ او بھائی! Recovery کیا ہو گئی ہے زمیندار کہاں پر ہے؟ میں نے یہ ریکارڈ کے لئے لکھا ہوا ہے کہ پنجاب میں 3.8 million farming families ہیں اور 12 million hector زمین ہے۔ یہ صرف وہی

والی بات ہے کہ اگر میرے حلقہ کے کسان کو relief ملے گا تو پورے پنجاب کے کسان کو relief ملے گا لیکن بات یہ ہے کہ اس document کے اندر کون سے concrete steps ہیں جو relief دیتے ہیں؟ آپ 10 دنوں کے اندر اندر billions کی سبسڈی دے سکتے ہیں۔ کسان دس روپے فی یونٹ بجلی لینے کے لئے سڑکوں پر پھر رہے ہیں۔ حکومت کس طرح سے 10 روپے فی یونٹ بجلی دے سکتی ہے؟ پنجاب کے پاس اپنی گیس ہے، اپنا کوئلہ ہے اور نہ ہی کوئی natural resource ہے باقی صوبوں کے پاس natural resources ہیں انہوں نے 18th amendment کے بعد وہ کرنا ہے۔ ہم وہ commitment کریں جس پر پورا اُتر سکتے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ بجٹ کے اندر ہر اُس چیز کا promise کر رہے ہیں جو ہم deliver نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں دوبارہ واپس اِدھر ہی آتا ہوں۔16-2015 کے اندر پی پی۔180 کے اندر صرف ایک سڑک ہے۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کا ایک ڈگری کالج بھی ہے جو ایم این اے صاحب نے approve کیا ہے بڑی اچھی بات ہے۔ میرا سوال پھر وہیں پر آتا ہے کہ کیا اس سال بھی وہ عوام اسی طرح پِستی رہے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ سردار صاحب! جی، محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ!

محترمہ گلناز شہزادی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ مالی سال 16-2015 کا یہ بجٹ جس کا volume 1447.2 billions ہے یہ ہماری پنجاب حکومت کی ترجیحات اور پالیسیوں کے تسلسل کا آئینہ دار ہے۔ یہ عوام دوست اور انتہائی balanced and proportional budget ہے۔

جناب سپیکر! provincial economy strong کرنے اور economic growth کے لئے ہر شعبہ میں سرمایہ کاری اشد ضروری ہے۔ یہاں پر میں میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دینا چاہوں گی جو پاکستان میں ملکی تاریخ کی سب سے بڑی سرمایہ کاری لانے میں کامیاب ہوئے۔ میری مراد چائنا کی طرف سے 46۔ارب ڈالر کے package کا اعلان ہے۔ No doubt دشمن کے ناپاک ارادوں کی وجہ سے بہت سا قیمتی وقت دھرنوں کی نذر ہو گیا لیکن الحمد للہ میاں محمد شہباز شریف کی ان تھک محنت اور دن رات کی لگن کی وجہ سے ہم اپنے targets achieve کر پائے۔ اگر میں صرف ایجوکیشن کی بات کروں تو اس بار ایجوکیشن میں 27 فیصد بجٹ allocate کیا گیا ہے جو پچھلے سال کی نسبت تقریباً تین فیصد زیادہ ہے اور یہ ایک خوش آئند

بات ہے۔ معاشی طور پر پسماندہ مگر ذہین طلباء و طالبات کے لئے چودہ دانش سکول قائم کئے گئے ہیں اوراس بجٹ میں مزید چار دانش سکول قائم کرنے کی بات کی گئی ہے جو کہ انتہائی قابل تحسین اقدام ہیں اور یہ وہی دانش سکول ہیں جن پر تنقید کرتے ہوئے ہمارے مخالفین نہیں تھکتے تھے لیکن انہی بچوں نے اپنی capabilities کو internationally acknowledge کروایا اور مخالفین کے منہ بند کئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایجوکیشن کے جو دوسرے initiatives لئے گئے اُن میں Education vouchers for 1.8 million, children reconstruction of 4,700 dangerous schools buildings, IT labs, and construction of new class rooms

اور میں یہاں پر خاص طور پر mention کرنا چاہوں گی کہ 500 new primary schools کی construction کے لئے بجٹ allocate کرنا انتہائی قابل تحسین قدم ہے۔ یہ تمام initiatives معزز وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کے وژن اور "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" کی reflection ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہاں پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ 1947 since اب تک جتنے بھی ادوار گزرے سوائے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کے کسی بھی حکومت کا پرائمری ایجوکیشن پر focus نہیں تھا لیکن الحمد للہ ہمارے دونوں لیڈر اور ہماری ٹیم جو ایجوکیشن network کو لے کر چل رہے ہیں جس کی وجہ سے ہماری پرائمری ایجوکیشن پر انتہا کا focus موجود ہے اور جو initiatives لئے گئے ہیں انشاء اللہ اُن کی بہت اچھی out put بھی ملے گی۔ تعلیم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت محمد پر جب first revelation ہوئی اُس کا first word "اقراء" ہے جس کا مطلب ہے، "پڑھ"۔اگر میں ایک famous educationist Hugo کا حوالہ دوں تو اُس نے کہا کہ:

He, who opens us school door, closes up prison. And I believe, people will stop using guns and they will have pens in their hands.

یہاں پر میں نے pre budget تقریر میں ایک mobile Education Network کا ذکر کیا تھا وہ ایک ایسا educational network ہے جس کو انتہائی کم بجٹ میں بہت اچھے طریقہ سے manage کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ پنجاب کے کونے کونے میں سکولز موجود ہیں لیکن وہ بچے جو

سکولز نہیں جا سکتے کیونکہ وہ اپنے خاندان کا پیٹ پالنے کے لئے wages پر کام کرتے ہیں۔اُن بچوں کو ہم week end space, Saturday and Sunday کو بنیادی ضروری مضامین کی تعلیم دے سکتے ہیں اور اس کو adult education کا بھی ایک حصہ بنایا جا سکتا ہے اور انشاء اللہ اس سے ہم literacy rate بھی enhance کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر خاص طور پر ایک بات کرنا چاہوں گی کہ Cancer is a diffuse disease. ہر شخص جانتا ہے کہ کیا پتا کہ اُس کا علاج کسی ایسے بچے کے ذہن میں ہو جو پڑھنے لکھنے سے محروم رہ جائے لہذا اس پر ضرور غور کیجئے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!جب ایک لسٹ چل رہی ہوتی ہے اور کوئی معزز ممبر اگر ایوان میں نہیں ہے تو دنیا بھر کا قانون یہ کہتا ہے اور آپ نے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں دیکھا ہو گا کہ اُس کو پھر last میں call کیا جاتا ہے لیکن میں 11:00 بجے سے آیا ہوں اور مجھے بتائیے کہ میرا کیا قصور ہے کہ میرا نام اگر آیا بھی تو کوئی 7 بج کر 9 منٹ پر آئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!ہوا کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!ہم نہ صرف اس بجٹ کی approval کے لئے یہاں بیٹھتے ہیں بلکہ ہم as a editor بھی کام کرتے ہیں۔ اس معزز ایوان کا ہر ممبر اس بجٹ کو as an editor بھی دیکھتا ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!ابھی تو یہاں پر آپ کا نام نہیں ہے۔
آپ کا نام کیوں نہیں آنا تھا؟آ جائے گا، سب بیٹھے ہوئے ہیں آپ بھی wait کریں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔(قطع کلامیاں)
شیخ صاحب!آپ کا نام بھی آ جائے گا۔آپ کو جانے کی جلدی ہے کیا؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں نے کل بھی اپنی باری کا انتظار کیا، میں نے آج بھی اپنی باری کا انتظار کیا۔کیا میرا ٹائم ضروری نہیں ہے؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ کا نام میرے پاس ہے۔آپ کا نام میرے پاس موجود ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں۔ آپ اس بات کو سوچ لیجئے گا۔ میں آپ سے جواب نہیں مانگ رہا۔ اگر ایک ممبر یہاں پر نہیں ہے اس کا نام آگیا اور سپیکر صاحب پکارتے ہیں اور وہ نہیں ہے۔ اس کا نام end پر آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم ایسے ہی کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نہیں کر رہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ نہیں کر رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے نہیں پتا۔ میں تو ایسے ہی کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر میں نام لوں گا تو بات دور تک چلی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں جس وقت سے آیا ہوں۔ میں بالکل list کے مطابق چل رہا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو واک آؤٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین اپنی نشست سے اٹھ کر آگے آ گئے)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں واک آؤٹ کر کے جا رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے کہیں جانا ہو گا۔ آپ کی کوئی کاروباری commitment ہو گی اور کوئی میٹنگ ہو گی جس کے لئے آپ جانا چاہتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم تجاویز دینا چاہتے ہیں لیکن آپ تجاویز لینا نہیں چاہتے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کی کوئی بزنس میٹنگ ہو گی۔ آپ اس لئے جا رہے ہوں گے۔ میرے خیال میں واپس آ جائیں۔ محترمہ ناہید نعیم صاحبہ!

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! میرا تعلق ایک دیہی علاقہ منڈیالہ وڑائچ سے ہے وہاں کے عوام کے بے شمار مسائل ہیں جن کی نشاندہی میں نے پچھلے سال بھی کی تھی۔ مجھے یقین دلایا گیا تھا کہ اس کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں گے مگر دو سال گزرنے کے بعد بھی حالات جوں کے توں ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایجوکیشن پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ میرے علاقہ کی 35 ہزار کی آبادی کے لئے ایک گرلز سکول ہے جس کی عمارت صرف پانچ مرلہ زمین پر ہے۔ وہ سکول بھی گرنے والا ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی آپ سے کہا تھا اور آپ نے مجھے وزیر خزانہ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کے پاس بھیجا تھا کہ ان کے پاس جائیں آپ کی یہ باتیں مانی جائیں گی جو ٹھیک ہیں۔ میں ان کے پاس گئی اور ان کو درخواست دی

لیکن کسی ایک بات پر بھی عمل نہیں ہوا۔ میں نے انہیں لڑکیوں کے مڈل سکول کا بتایا تھا۔ میرے پاس دو کنال جگہ ہے جہاں پر کبھی سکول تھا، وہ سکول گر گیا تھا اس کا ملبہ لوگوں نے اٹھا لیا اور جگہ پر ایک جاگیر دار نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ وہاں پر لڑکیوں کا یہ سکول بنا دیں۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ کی یہ بات مانی جائے گی لیکن اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ اس کے بعد لڑکوں کا سکول ہے جس کی عمارت بہت بڑی ہے۔ میں نے اس کے بارے میں کہا تھا کہ اس کو اپ گریڈ کیا جائے تو آپ نے کہا تھا کہ ہو جائے گا لیکن اس پر بھی کوئی عمل نہیں ہوا۔ میرے علاقہ میں ایک لیبر کالونی ہے وہاں پر وو کیشنل سکول کے لئے چھ مرلہ جگہ پڑی ہوئی ہے۔ وہ جگہ آج سے بیس سال پہلے وو کیشنل سکول کے لئے منظور ہو چکی ہے لیکن کوئی عمارت نہیں ہے۔ میں نے ان تین چار چیزوں پر اپنی تجاویز دیں لیکن کسی پر کوئی عمل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! یہاں پر تعلیم کا بڑا نعرہ لگایا جا رہا ہے اور بار بار کہا جا رہا ہے کہ سکول، کالج اور یونیورسٹیاں کھولی گئی ہیں لیکن میں یہ کہوں گی کہ جس علاقے سے میں تعلق رکھتی ہوں وہاں کے جتنے بھی دیہات ہیں وہاں یہ سہولت نہیں ہے۔ مجھے آپ ایک دیہات میں بھی بتا دیں کہ کہیں لڑکیوں یا لڑکوں کا سکول کھولا گیا ہو یا سلائی والا سکول کھولا گیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! ایک منٹ کے لئے رکیں۔ رانا ارشد صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب کو منا کر لے آئیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! شیخ صاحب کو پہلے وقت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے لئے سارے ممبران معزز ہیں۔ ان کا جب وقت آئے گا میں اس وقت ہی ان کو بلاؤں گا۔ رانا صاحب! شیخ صاحب کو منا کر لے آئیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر! میں اپنی بہن وزیر خزانہ سے کہنا چاہتی ہوں کہ یہاں جو دیہاتی لوگ بیٹھے ہیں کیا وہ یہاں بیٹھنے کے لئے آتے ہیں ان کی کوئی بات نہیں مانی جاتی۔ میں بار بار اس ایوان میں کہتی ہوں کہ وہاں پر لڑکیوں کا کوئی سکول نہیں ہے۔ اگر 35 ہزار کی آبادی کے لئے ایک مڈل سکول ہے۔ اس سکول میں پانچ سو بچیاں مشکل سے آتی ہیں آبادی کے باقی بچے کہاں جائیں۔ کیا ان کا پڑھنے کو دل نہیں کرتا، اس بات پر کیوں عمل نہیں کیا جاتا اور کیا ہم اپوزیشن میں ہیں اس لئے ہماری باتوں پر عمل نہیں ہوتا؟ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بقیہ بچے جو بہت زیادہ ہیں ان کا کیا کیا جائے؟ والدین پرائیویٹ سکولوں میں نہیں پڑھا سکتے اور گورنمنٹ انہیں کوئی سہولت نہیں دے رہی۔

جناب سپیکر!وہاں پر کوئی سکول نہیں ہے اور صاف پینے کے پانی کا نظام نہیں ہے۔وہاں پر کوئی سڑک نہیں بن رہی اور گلیوں میں گندگی کے ڈھیر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحبہ!آپ یہ note کریں۔ سیکرٹری سکول بھی یہاں گیلری میں موجود ہیں وہ بھی یہ بات note کر لیں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر!میرے یہ سوالات بھی آئے تھے اور محکمہ نے یہی کہا تھا کہ ہمیں فنڈز نہیں ملے۔کیا دیہاتوں کے لئے فنڈ نہیں دیا جاتا اور کیا صرف بجٹ میں رکھا جاتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!سیکرٹری سکول موجود ہیں آپ لکھ کر انہیں دے دیں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر!میں پچھلے سال بھی وزیر خزانہ کے پاس گئی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ عمل ہو گا لیکن عمل نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ انہیں لکھ کر دیں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر!وہاں پر پانی بہت گندا ہے۔ میں نے اس پر بھی آواز اٹھائی لیکن اس پر بھی کوئی عمل نہیں ہوا۔آج سے بیس سال پہلے کے وہاں پر پائپ پڑے ہوئے ہیں جو زنگ آلود ہیں اور پانی بہت گندا آتا ہے۔اس پر بھی میری بات کسی نے مانی ہے اور نہ ہی کوئی انتظام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!وزیر خزانہ آپ کی باتیں note کر رہی ہیں۔

محترمہ ناہید نعیم: جناب سپیکر!اگر دیہاتی لوگوں کو نظر انداز کیا جانا ہے تو پھر ہمارا یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ وہ note کر لیں۔ جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جی،جناب محمد نعیم انور صاحب!

جناب محمد نعیم انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کے لئے موقع دیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ محترمہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اس بجٹ کو متوازن اور عوام دوست کہوں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں تمام طبقات کو ریلیف دینے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب کے پسماندہ ضلع کی انتہائی پسماندہ تحصیل فورٹ عباس سے ہے۔ ہم جنوبی پنجاب پر وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی توجہ دینے پر مشکور اور ممنون ہیں۔ میں

سمجھتا ہوں کہ ان کی ذاتی توجہ سے جنوبی پنجاب کے مسائل حل ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کی پسماندگی دور ہو جائے گی۔

جناب سپیکر!وہ قومیں اور معاشرے جنہوں نے تعلیم کی اہمیت کو سمجھا اور جانا آج وہ دنیا کی قیادت کر رہے ہیں۔ ہم اس دور میں بد قسمتی سے بہت پیچھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں تعلیم کے لئے جو 27 فیصد حصہ رکھا گیا ہے یہ بہت خوش آئند بات ہے۔اس سے تعلیمی میدان میں بہت بہتری آئے گی۔ میرے حلقہ میں دو قصبہ جات مروٹ اور کھچی والا ہیں لیکن وہاں بد قسمتی سے کوئی گرلز کالج نہ ہے۔اس امر کی ضرورت ہے کہ وہاں پر گرلز ڈگری کالج بنائے جائیں۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں صحت پر بھی بہت توجہ دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے علاج معالجہ میں بہتری آئے گی۔ صحت کے لئے بجٹ کا 14 فیصد رکھا گیا ہے۔اس سے خاص طور پر ٹی ایچ کیو کو اپ گریڈ کیا گیا ہے اس سے بہت بہتری آئے گی۔ میرے ٹی ایچ کیو ہسپتال فورٹ عباس میں ایک کارڈیالوجی سنٹر بنا ہوا ہے۔ یہ دبئی کے شہزادے شیخ ہمدان نے ہمیں بنا کر دیا ہے۔اس میں جدید ترین عمارت اور جدید ترین مشینری لگائی گئی ہے لیکن بد قسمتی سے وہ چھ سات سال سے بند پڑا ہوا ہے۔ یہ اتنی بڑی سہولت ہمارے علاقے کو ملی تھی جو بند پڑی ہوئی ہے۔ میں اس فورم پر متعدد دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمارے پسماندہ علاقے کے لئے یہ کارڈیالوجی سنٹر بہت بڑی سہولت ہے اس کو فنکشنل کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے علاقے کی بہت بڑی خدمت ہو گی۔

جناب سپیکر!اس بجٹ میں فراہمی آب اور نکاسی آب پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ میرے حلقہ میں بہت سے ایسے دیہات ہیں جہاں نیچے پانی انتہائی کڑوا، زہریلا اور مضر صحت ہے۔اس پانی سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر مر رہے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ ایسے دیہات اور بستیوں میں جہاں نیچے کا پانی کڑوا اور زہریلا ہے وہاں ترجیحی بنیاد پر فراہمی آب کے منصوبے دیئے جائیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر کسان پر بہت بات ہوئی ہے۔اس وقت کسان واقعی پِس چکا ہے، کاشتکار پِس چکا ہے اس وجہ سے زراعت پر ہمیں توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بیج، کھاد، ڈیزل اور زرعی ادویات پر زمیندار، کاشتکار اور کسان کو سبسڈی دے کر اسے ریلیف دے سکتے ہیں لہٰذا زراعت پر توجہ کی بڑی اشد ضرورت ہے۔اگر کسان خوشحال ہے تو صوبہ اور پورا ملک خوشحال ہے۔ میں عرض کروں گا کہ گندم کی خریداری کا جو موجودہ طریق کار ہے اس سے زمیندار و کاشتکار کو relief اور فائدہ ملنے کی بجائے middleman فائدہ لے رہا ہے۔ ضرورت اس اَمر کی ہے کہ کوئی ایسی پالیسی بنائی

جائے جس سے middleman کی بجائے کاشتکار اور زمیندار کو relief ملے۔ چونکہ میرا حلقہ چولستان پر بھی مشتمل ہے۔ چولستان میں چولستانیوں کو زرعی رقبہ دیئے جانے کا منصوبہ زیر کارروائی ہے جس پر کچھ کام بھی ہو رہا ہے تو میں گزارش کروں گا کہ چولستان کا رقبہ جو لاکھوں ایکڑ پر محیط ہے اُس پر کوئی planning کی جائے تاکہ لاکھوں ایکڑ زرخیز زمین پر توجہ دیتے ہوئے ایسا منصوبہ بنایا جائے کہ اس کو آباد کیا جاسکے۔اس سے مقامی لوگوں کو روزگار ملے گا اور ملک کی معیشت بھی مضبوط ہو گی۔ میری ایک اور بھی تجویز ہے کہ چولستان کے اندر زمینوں کی تقسیم کا جو کام شروع ہو رہا ہے اس میں چولستانیوں کے ساتھ ساتھ وہ مقامی لوگ جن کی زمینیں تقسیم در تقسیم ہونے کے بعد بے زمین ہو گئے ہیں یا اُن کے پاس رقبہ بہت تھوڑا رہ گیا ہے اُن کے حوالے سے میری یہ گزارش ہو گی کہ اُن لوگوں کو اس سکیم میں شامل کیا جائے اور انہیں بھی آسان شرائط پر رقبے دیئے جائیں اس سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو گا، اُن لوگوں کو روزگار ملے گا اور ملک کی معیشت مضبوط ہو گی۔

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں farm to market جو carpeted roads کا منصوبہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ دیہی علاقوں کی ایک بہت بڑی خدمت ہے اور اس سے دیہی علاقوں میں ایک انقلاب آئے گا۔ میری یہ بھی گزارش ہے کہ تحصیل فورٹ عباس اور تحصیل ہارون آباد میں 30/35 دیہات ایسے ہیں جو سیم کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چلے گئے ہیں۔ میں نے پہلے بھی تجویز دی تھی اور آج پھر دے رہا ہوں کہ اس بجٹ میں ایسا کوئی پروگرام اور منصوبہ رکھا جائے تاکہ وہ لوگ جو نقل مکانی کر کے اپنے گھروں کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور دربدر دھکے کھا رہے ہیں وہ واپس آجائیں اور ان کی زندگی بحال ہو جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد نعیم انور: جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب محمد نعیم انور: جناب سپیکر! میں حکومتِ پنجاب کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ تمام حکومتی معاملات شفاف طریقے سے چل رہے ہیں، بھرتیاں بھی خالص میرٹ پر ہو رہی ہیں اور آج تک حکومت کا بھرتی کے عمل میں پورے عرصے میں ایسا کوئی scandal نہیں آیا۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اشرف وڑائچ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی کاوشوں، ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی پوری ٹیم کو 16-2015 کا 1447۔ارب روپے کا خوبصورت انداز سے بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پاکستان کی تاریخ میں 46۔ارب ڈالر کی غیر ملکی سرمایہ کاری پاکستان کی خوشحالی کے لئے ہو گی، پاکستان کے کسانوں کے لئے ہو گی اور پاکستان کے مزدوروں کی خوشحالی کے لئے ہو گی۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی مدبرانہ صلاحیت اور پاک چین دوستی کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ملک کے دشمن عناصر نے جب یہ معاہدے پایۂ تکمیل کو جا رہے تھے، کوشش کی کہ یہ معاہدے پاکستان کی خوشحالی کے لئے نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کو الحمد للہ ایسا ہونا منظور تھا۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر کئی سالوں سے ایجوکیشن کے مسائل ہیں کیونکہ قوموں کو بنتے سنورتے کافی ٹائم لگتا ہے۔ اگر آپ گزشتہ سالوں سے ایجوکیشن کا موازنہ کریں تو الحمد للہ خادمِ اعلیٰ پنجاب کا تعلیمی میدان میں جو slogan "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" ہے اس میں اُن کی کاوش یہی ہے کہ گاؤں کے ہر گھر اور ہر محلے میں یعنی پورا پنجاب تعلیم سے روشن ہو۔ اس بجٹ کا 27 فیصد حصہ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے جو تعلیم دوست وزیر اعلیٰ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ تعلیم کی پوری ٹیم نے بھی تعلیم کو بڑے اچھے طریقے سے focus کیا ہے جس میں سیکرٹری تعلیم جبار شاہین صاحب تھے۔ اسی طرح پنجاب کے دیہاتوں میں تقریباً 5700 سکولوں میں بچوں کو computer labs دی گئیں تاکہ گاؤں کے اندر بھی بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم سے awareness ہو۔ اس کے علاوہ جب ایجوکیشن کے معاملہ میں اساتذہ کی بھرتیاں کی گئیں تو ایک لاکھ 30 ہزار اساتذہ کو شفاف اور میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا اور اس سال ایک کروڑ 25 لاکھ بچوں کو نصاب دیا گیا۔ اس کے علاوہ دانش سکول، کالج اور نئی یونیورسٹیوں پر پنجاب کے اندر الحمد للہ نئے مالی سال میں کام شروع ہو گا۔ جن بچوں کی خواہش ہے کہ وہ پرائیویٹ سکولوں میں پڑھنا چاہتے ہیں تو گورنمنٹ نے اُن کے لئے فیسیں اور مفت کتابیں فراہم کی ہیں۔ اِس وقت پنجاب میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت تقریباً 16 لاکھ کے قریب بچوں کے اخراجات سرکار برداشت کر رہی ہے جو پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر!جب میٹرو بس لاہور کا منصوبہ گجومتہ سے لے کر شاہدرہ تک شروع ہوا تو مخالفین کے طعنے یہی تھے کہ یہ منصوبہ مکمل نہیں ہوگا،اس میں یہ ہوگا، فلاں ہوگااور کرپشن ہوگی لیکن میرے قائد کی دن رات کی کاوشوں اور محنتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ان ائر کنڈیشنڈ بسوں میں غریب، کسان،تاجر اور سب لوگ سفر کرتے ہیں اور یہ بسیں اُن کو اپنی منزل مقصود تک پہنچاتی ہیں۔آج لاہور کے اندر میٹرو بس کا جو منصوبہ چل رہا ہے اُس پر ڈیڑھ لاکھ کے قریب روزانہ مسافر سفر کر کے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ سے میری یہ التجا ہے کہ اسے گجومتہ سے لے کر سٹی قصور تک مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اجلاس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔ سیٹھی صاحب!wind up کریں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ التجا ہے کہ گجومتہ سے لے کر سٹی قصور تک میٹرو بس کا منصوبہ مکمل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، شکریہ۔آپ اپنی تجاویز لکھ کر محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی:جناب سپیکر!جی، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب!

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین:اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

جناب سپیکر!بجٹ16-2015 کے متعلق عرض کرنے سے پہلے میں چند گزارشات مقدمے کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مرتبہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، کچھ حضرات نے "نیا پاکستان" کا نعرہ لگا کر ملک کے حالات خراب کئے تھے۔ اس سے کوئی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی گھر، کوئی ادارہ اور کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس گھر کے، اس ادارے اور اس ملک، جملہ شعبہ جات، جملہ افراد کوشاں ہوں اور نہ ہی کاروبار کریں،اس وقت تک وہ گھر ترقی کر سکتا ہے وہ شعبہ ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ ملک ترقی کر سکتا ہے لیکن پچھلے دور میں کچھ حضرات نے انگلی کے اشارے پر دن چڑھنے سے پہلے پہلے حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے جس طرح سے ملک کے حالات پیدا کئے اور تمام اداروں کو کام کرنے سے روک دیا گیا۔یہاں تک کہ انہوں نے یہ بھی اعلان کر دیا کہ اب سوشل بائیکاٹ کر دیا جائے، ملک کو ٹیکس دینا بند کر دیا جائے اور سول نافرمانی کا اعلان کر دیا گیا لیکن میں موجودہ حکومت

کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جس حوصلے اور ہمت کے ساتھ اور جس برداشت کے ساتھ اس نے تمام حالات کا مقابلہ کیا۔ کہا تو یہ جاتا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب سخت ہیں لیکن میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اگر وہ گرم ہوتے ہیں یا نرم ہوتے ہیں تو اس میں ملک یا صوبہ پنجاب کے حالات پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔ وہ ذاتی غرض پر کسی سے دشمنی رکھتے ہیں نہ کسی سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی محبت بھی ملک کے لئے ہوتی ہے اور ان کا ناراض ہونا بھی ملک کے لئے ہوتا ہے۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ علامہ صاحب نے جو کہا تھا کہ:

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

اور اس جستجو کے اندر وہ یہاں تک ہیں کہ دن رات ہمارے وزیر اعلیٰ کام کرتے ہیں تو میں ان کی صحت کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے اور وہ اسی طرح سے کام کرتے رہیں۔ اس طرح کا مرد آہن میسر ہونا بہت کم ہوتا ہے اور یہ کہے بغیر میں نہیں رہ سکتا کہ:

مر مٹے اپنی جستجو میں جو
ایسے لوگوں کا تو جواب ہی نہیں

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ جن حالات میں پیش کیا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ، ان کی ٹیم اور ہماری وزیر خزانہ کی جستجو ہے کہ ان حالات کے اندر بھی اتنا متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے اور یہ انہی کا کام ہے۔ جن کے حوصلے بلند ہیں۔ چائنا کا یہاں پر آنا اور چائنا کی دوستی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں بہت بڑا ہاتھ ہمارے وزیر اعلیٰ کا بھی ہے۔ بار بار چائنا جانا اور چائنا کی مدد سے 40۔ارب روپے کا منصوبہ یہاں پر آیا ہے۔ جس طرح سے گوادر کا منصوبہ آیا ہے تو انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ پاکستان دنیا کے اندر ایک مثال کے طور پر پیش ہو گا۔

جناب سپیکر! تعلیم کے معاملے میں دیکھیں کہ وزیر اعلیٰ کا کتنا دخل ہے اور کتنی محبت ہے کہ پچھلے دنوں ایوان اقبال کے اندر پورے پاکستان کے پوزیشن لینے والے طلباء کو اکٹھا کر کے انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کو تعلیم کے ساتھ محبت ہے اور صحت کے ساتھ محبت ہے۔ جو معاشرہ صحت مند ہوتا ہے اور تعلیم یافتہ ہوتا ہے وہی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ اتنے انعام دے کر تعلیم کے میدان میں طلباء و طالبات کو جس طرح سے حوصلہ دیا ہے یہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کا طرہ امتیاز ہے۔

جناب سپیکر! تنقید کرنا تو بڑا آسان ہے اور شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر مارنے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ ہمارے حالات کیا ہیں۔ الیکشن کے معاملے پر جو واویلہ کرتے تھے وہی یہ کہتے تھے کہ پاکستان کو نیا بنائیں گے اور اب انہی کے صوبہ کے اندر بلدیاتی الیکشن کروا کر تمام پارٹیاں غیر مطمئن ہیں جس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ کام ہر آدمی کا نہیں ہے بلکہ یہ اسی کا کام ہے جس کے اندر ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے اور صبر ہوتا ہے اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ:

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

"سستی نہ کرو، غم نہ کرو تم ہی سربلند رہو گے اگر ایماندار رہے"

جناب سپیکر! یہ اس حکومت کی اپنے عوام کے ساتھ محبت کی دلیل ہے کہ اللہ نے ہر معاملے کے اندر انہیں سرخرو کیا ہے اور حوصلہ مند رکھا ہے۔ اب دیکھیں کہ یہ کتنی بڑی سازش تھی کہ راہداری کے معاملے میں چائنا کے ساتھ جو ہمارا تعلق پیدا ہو رہا ہے، ہمیں لڑانے کی کوشش کی گئی لیکن یہ وزیراعظم کی بصیرت ہے کہ تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے اپنی انا کا مسئلہ نہیں بنایا بلکہ جو کہا گیا اسی پر راضی ہو کر اس منصوبے کو کامیاب کر رہے ہیں۔ بڑے بڑوں کے حوصلے پست ہو گئے ہیں جو کہ صبر واستقامت کی دلیل ہے۔ قرآن کے مطابق ایک حکمران کے لئے بردبار ہونا بڑا ضروری ہے اور اسی بردباری کا مظاہرہ ہمارے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ نے کیا ہے۔ ایک فلسفی کا یہ قول ہے کہ "سب سے بڑی قوت، قوت برداشت ہے" جو ہمارے حکمرانوں کے اندر پائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف ایک دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ کے اندر ندی نالے ہیں چونکہ شکر گڑھ کا علاقہ کوہ ہمالیہ کے بالکل قریب ہے جہاں سے برساتی نالوں کے ذریعے تیز پانی آتا ہے جو کہ زرخیز زمینوں کو بڑا نقصان پہنچاتا ہے اور وہ زمینیں خراب ہو جاتی ہیں۔ اس حوالے سے میں نے لکھ کر بھی دیا تھا کہ فلاں فلاں جگہ point کی صورت میں لکھ کر دیئے تھے لیکن پتا نہیں کیا بات ہے کہ وہ بجٹ کے اندر نہ آ سکے۔ محترمہ یہاں تشریف رکھتی ہیں تو میں یہ عرض کروں گا اور وزیراعلیٰ سے بھی میں نے بار بار عرض کی تھی کہ اس علاقے کی زمینیں خراب ہو رہی ہیں، point دیئے تھے، شکر گڑھ، فتح پور ایک علاقہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تحریری طور پر انہیں اپنی تجاویز دے دیں۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! میں اس بجٹ پر پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ مخدوم سید محمد مسعود عالم صاحب!

مخدوم سید محمد مسعود عالم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں آپ کے توسط سے معزز وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، معزز وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ ایک متوازن اور balance بجٹ پیش کیا گیا ہے اور خاص طور پر جنوبی پنجاب کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے ہم اس پر شکر گزار ہیں۔ یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے کہ جنوبی پنجاب کو بھی حکومت نے ساتھ لے کر چلنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اور اس پر ہم سارے جنوبی پنجاب والے ان کے بے حد ممنون ہیں۔

جناب سپیکر! Ideal State بنانے کے لئے تین issues کو address کرنا ضروری ہے جن میں پہلے نمبر پر National Defense جس میں ہماری آرمی کا role، ریٹائرز کا role, civil defense یا بارڈر پولیس وغیرہ involve ہیں۔ مختصر سا عرض کروں گا کہ ضرب عضب ہو یا میزائل کی ٹیکنالوجی، atomic reactors ہوں یا atomic technology یا ہمارے جے ایف 17 تھنڈر طیارے ہوں۔ اللہ کی مہربانی سے ہماری فوج نے ہماری economy میں بہت اچھا کردار ادا کیا ہے۔ دوسرے نمبر پر جو main issue ہے economy stable کرنے کے لئے وہ لاء اینڈ آرڈ ہے۔ لاء اینڈ آرڈر میں پولیس کا ایک اہم role ہے۔ یہاں میں سو فیصد تو نہیں کہوں گا لیکن 99 فیصد ہمارے جو پولیس آفیسرز ہیں وہ رات کو گشت بھی کرتے ہیں، دن میں عدالتوں میں بھی جاتے ہیں، پروٹوکول پر بھی ہوتے ہیں اور antiterrorism اور ناکوں پر شہادت بھی دیتے ہیں جنہیں میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کو بہتر کرنے کے لئے اور International standards پر لانے کے لئے صرف دس پولیس فورسز کا مختصر سا ذکر کروں گا۔ Royal Canadian Mounted Police ہمارے پولیس افسروں کو ان کی line پر ایجوکیشن دینی چاہئے اور foreign trips arrange کرنے چاہئیں تاکہ ان کی know how سے ہماری پولیس میں بہتری آ سکے۔

جناب سپیکر! سکاٹ لینڈ یارڈ لندن کی Inter pole International Crime Police Organization میں 188 countries کی member ship ہے اور اس میں crime control کے لئے ان کی آپس میں ایک coordination ہے۔ Los Angeles Police Department (LAPD) نمبر 5 پر آتا ہوں Victoria Police of Australia میں

نے یہ مثال اس لئے دی ہے کہ پولیس میں99فیصد کی میں تعریف کر رہا ہوں ایک فیصد ایسے black sheep's ہیں جن کے خلاف administratively, straight forwardly ہمارے معزز منسٹر صاحبان موجود ہیں اُن کے خلاف فوری ایکشن لینا چاہئے تاکہ ہماری حکومت پر جو ایک بد نما دھبا لگ رہا ہے وہ ایک دم wipe out ہو جائے گا۔ میں ایک مثال یہاں صرف اس بات پر دینا چاہوں گا کہ میرے حلقے میں پولیس سٹیشن کے قریب ایک سرکاری زمین پر قبضہ کیا گیا ہے، وہاں فصل اجاڑی گئی ہے، اُس کی video بنائی گئی ہے اور پولیس نے ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے اُس کی ایف آئی آر رجسٹر نہیں کی۔ وہ معاملہ کورٹ میں چلا گیا ہے، میں صرف اس لئے آپ کے نوٹس میں دے رہا ہوں کہ جو ایک فیصد پولیس افسر ہیں وہ justice کو ensure کرنے کی بجائے کرپشن کو پروموٹ کر رہے ہیں۔ پولیس کا جو موٹو خدمت اور حفاظت ہے۔ اللہ کی مہربانی سے 99 فیصد افسران اپنے موٹو پر قائم ہیں اور دن رات خدمت پیش کر رہے ہیں۔ پنجاب میں ایک لاکھ 80ہزار کم وبیش ہماری پولیس strength ہے۔ پہلے پولیس ایکٹ 1861 میں بنایا گیا تھا جو بعد میں پولیس آرڈرز 2002 میں تبدیل کیا گیا لیکن اس میں خاطر خواہ کوئی rules نہیں دیئے گئے کہ جس کی وجہ سے جو crime یا terrorist ہیں اُس میں پولیس ثابت نہیں کر سکتی کہ وہ اپنے انجام تک پہنچ سکیں۔ سب سے اہم میں یہاں کہنا چاہوں گا چونکہ democratic form of Government ہے تو ہمارے جو پولیٹیکل لوگ ہیں اُن کی vigilance ضروری ہے۔ پولیس کو اگر ہم نے منہ زور گھوڑا بنا دیا جو افسران ایک فیصد اس پر لگے ہوئے ہیں تو یہ پولیس فورس اپنے اصطبل یا سوار کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ latest technology کے لئے میں in car camera جو ٹیکنالوجی ہے اور میں suggest کروں گا۔

> Photo and enforcement system, thermal imaging and criminal investigation record system, radio, lasers background system crime mapping camera for k 9 unit's automatic license plate technician bio matric recognition system laser scanning

وغیرہ تاکہ بہتر انوسٹی گیشن سے اصل کرائم تک اس ٹیکنالوجی کے ذریعے جلد از جلد پہنچ سکیں۔

جناب سپیکر! تیسرے نمبر پر economy آتی ہے well established economy ایک welfare state کے لئے بہت ضروری ہے۔ اللہ کی مہربانی سے ہماری قیادت پر foreign countries نے اعتماد کیا ہے اور 46 بلین کی انوسٹی گیشن ہو رہی ہے پوری دنیا میں ہم پر اعتماد کی فضا کی

بات ہو رہی ہے، کرکٹ ٹیم کے آنے پر بہتر لاء اینڈ آرڈر کی بات ہو رہی ہے۔الحمد للہ ہم اس پر فخر کرتے ہیں کہ economic revolution بھی شروع ہو چکا ہے۔اُس میں ایک اہم کردار ہماری ایگری کلچر کا بھی آتا ہے جب تک agro based industries نہیں لگیں گی ہمارے جو fruits/vegetables ہیں یہ preserve نہیں ہو سکیں گی یہ 30تا35 فیصد ہماری ضائع ہو رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مسعود صاحب! wind up کر دیں۔

مخدوم سید محمد مسعود عالم: جناب سپیکر! میں صرف ایگر کلچر کے حوالے سے ایک بات کروں گا کہ شوگر کین انڈسٹری ہمارے کاشتکاروں کے پیسے روک لیتی ہے۔وقت پر پیسا نہیں ملتا،اُن کی جو buyer net payments ہوتی ہیں اُس پر کٹوتی لگ رہی ہوتی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ شوگر انڈسٹری صرف food product کی نہیں ہے اس کے جو buyer product ہیں یہ electricity produce کر رہی ہے اور ethanol جو اس کا main product ہے جو fuel میں convert ہو سکتا ہے بلکہ اس وقت 14 سے 15 ملک اس کو utilize کر رہے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ اس شوگر انڈسٹری پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب محمد ارشد ملک صاحب!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔آج سالانہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور میں حکومت پنجاب کو 1447۔ارب اور 24 کروڑ روپے کا ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب کی انتھک محنت اور اُن کے ساتھ ساتھ ہماری وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا جنہوں نے کمال مہارت اور تعلیم یافتہ انداز سے بجٹ پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ واقعی اس کی اہل تھیں۔پچھلے دونوں سالوں کا بجٹ بھی ہم نے سنا،اس دفعہ جب محترمہ نے وزارت لی تو یہ بڑا اچھا لگا کہ اپوزیشن نے بھی بڑی تعریف کی اور انہوں نے جو نیلی، پیلی اور ساری کتابیں دکھائیں تو وہ یہ ماننے پر مجبور ہو گئے کہ واقعی ہماری منسٹر صاحبہ نے بہت اچھے انداز سے یہ بجٹ پیش کیا ہے میں اس پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس وقت اپوزیشن والے ساتھی بھی بیٹھے ہوتے یہ مقدس ایوان ہے اور کل اس ایوان میں کھڑے ہو کر جیئے بھٹو کے نام سے انہوں نے اپنی تقریر شروع کی اور موصوف نے اتنا بڑا جھوٹ بولا کہ سولہ سے اٹھارہ گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ ہے تو یہ بڑی شرم ناک بات ہے کہ ہم آج بھی جھوٹ بول رہے ہیں یہ بات درست ہے کہ وہ پیپلز پارٹی دور میں اتنی ہی لوڈ شیڈنگ تھی اور انہی کے کرتوتوں کی وجہ سے آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ایوان میں

جیت کر بیٹھے ہیں انہیں مقدس ایوان میں جھوٹ سے اجتناب کرنا چاہیئے۔یہاں میں اپنے قائد پنجاب اور اُن کی ٹیم کی نظر ایک شعر کرتا ہوں:

یہ رتبہ سر بلند ملنا تھا جس کو مل گیا
ہر مدعی کی قسمت میں یہ دارو رسن کہاں

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

جناب سپیکر !آج جب بجٹ میں بہت سارے شعبہ جات رکھے گئے تو سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کوKPRRP پروگرام شروع کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ہمیشہ سٹی کی بات ہوتی تھی،ڈویژن کی بات ہوتی تھی ہمیشہurban units کی بات ہوتی تھی یہ پہلا موقع ہے کہ آج دیہات کے لئےrural roads programme ہے۔

جناب سپیکر !آپ بھی دیہاتی علاقے سے ہیں میں بھی دیہاتی علاقے سے ہوں آج گھروں میں یہ باتیں چولہوں پر ہو رہی ہیں کہ اتنا تاریخی پروگرام دیا ہے۔اسی حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلےurban میں بے شمار ترقیاتی کام کروائے گئے ہیں محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں اگر یہ مہربانی کریں کہ جو دیہات سے elected ممبرز ہیں اُن سے خصوصی طور پر سکیمیں لی جائیں جو ہمیشہ سے نظر انداز ہیں تو میں ان کا بڑا ممنون ہوں گا۔اس کے ساتھ ساتھ میں میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے گوادر سے لے کر کاشغر تک موٹروے کا منصوبہ شروع کیا،میں خراج تحسن پیش کرتا ہوں اور میٹرو جس کو اپوزیشن والے ہمیشہ جنگلہ بس کے نام سے موسوم کرتے تھے۔میں نے خود وہاں پاکستان میٹرو میں پچھلے ہفتے سفر کیا۔میں نے اپنی آنکھوں سے حالات دیکھے کہ ایک معذور آدمی وہیل چیئر پر لفٹ کے ذریعے اوپر جا رہا تھا۔بیس روپے میں سفر جو شاید وہ عام دنوں میں ایک ہزار روپے میں ٹیکسیوں میں کرتا تھا وہ آج بیس روپے میں کر رہا ہے۔یہ ہماری حکومت کا اتنا بڑا تاریخی قدم ہے۔

جناب سپیکر !ایگریکلچر جو ہمارا source of income ہے،ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے،یہ ہم کہتے ہیں اور ہم نے اس دفعہ بجٹ بھی مختص کیا لیکن ایک بڑا فقدان ہے کہ ہم پالیسی نہیں بنا رہے ہیں۔اگر آلو کی فصل ہوتی ہے تو اس کی ایکسپورٹ کے لئے ہمارے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے،اگر گندم کی

bumper crop ہوتی ہے تو اس کے لئے ہمارے پاس کوئی طریقہ نہیں ہے، اگر کپاس آ جاتی ہے تو اس کے لئے ہمارے پاس رکھنے کی جگہ نہیں ہوتی اور اگر ہمارے زمیندار شوگر کین لاتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! پھر آپ تجاویز دیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس کے لئے ہماری شوگر ملیں ہمارے زمینداروں کو پیسے نہیں دیتیں۔ میرا دیہاتی علاقے سے تعلق ہے میرے حلقے میں پانی نہر سے آتا ہے۔ وہاں گوگیرہ مائنز ہے وہ گوگیرہ لنک چینل جو قصور سے شروع ہوتی ہے اور ساہیوال کے آخر تک جاتی ہے یہ ڈیڑھ سو میل لمبی ہے۔ اس پر 176 کیوسک پانی approved ہے اور جب RD 224 جہاں سے ساہیوال شروع ہوتا ہے تو ہمیں 70 ,65 کیوسک پانی ملتا ہے۔ اسی طرح "گوہنی" ہمارے علاقے کو سیراب کرتی ہے اس کا بھی 80 کیوسک پانی approved ہے اور ہمیں 24 سے 25 کیوسک ملتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے صرف آخری بات کرنی ہے دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ارشد ملک صاحب! دو منٹ نہیں، بس ایک منٹ کے اندر اپنی بات مکمل کریں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! Last time وزیر اعلیٰ پنجاب نے میرے علاقہ کے لئے 1122 کو منظور کیا تھا لیکن وہ اس بجٹ میں نہیں آ سکا۔ میں آپ کی وساطت سے محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ 1122۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ ساہیوال تحصیل میں ہے۔ اسی طرح خواجہ محمد پناہ دربار شریف ہے۔ ساہیوال میں ایک ہی لوکل چھٹی ہوتی ہے اس کے لئے محکمہ اوقاف نے تیس سالوں میں ایک روپیہ خرچ نہیں کیا لیکن میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پچھلے سال 16 ملین سے پراجیکٹ شروع کیا لیکن آج بھی وہ نامکمل ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ!

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ، میں نے آخری بات کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! یہ ایک منٹ، ایک منٹ کہتے جا رہے ہیں جبکہ میں نے بہت اہم بات کرنی ہے۔ باہر جو ہمارے لئے سکیورٹی والے کھڑے ہوتے ہیں ان کے پاس پنکھے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کہاں پر پنکھے نہیں ہیں؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! جو main entrance ہے جہاں سکیورٹی والے بیٹھے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہاں پر پنکھے لگے ہوئے ہیں آپ کو کس نے کہا ہے؟

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں خود وہاں سے روز گزرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ آپ روز نہیں گزرتی میں ابھی آپ کو verify کر کے بتاتا ہوں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں روز آتی ہوں آپ میری attendance چیک کر لیں میں وہیں سے ہی آتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پتا کیا جائے کہ وہاں پر پنکھے لگے ہوئے ہیں کہ نہیں لگے ہوئے ہیں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ڈرائیوروں کے لئے پارکنگ میں شیڈ ہیں نہ بیٹھنے کی جگہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ہمارے کچھ مہربانوں نے توڑ دیا تھا اس پر بھی انشاء اللہ کام ہو رہا ہے باقی وہاں پر پنکھے لگے ہوئے ہیں اور پانی بھی موجود ہے، یہ بات نہیں ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، اپنی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور خادم اعلیٰ کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک مثالی بجٹ پیش کیا اور اس پر دن رات محنت کی۔ میرے قائد نے جو بھی وعدہ کیا وہ پورا کیا ہے۔

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا نہ ہوا
وہ قرض ہی کیا جو ادا نہ ہوا

جناب سپیکر! میاں محمد شہباز شریف نے راولپنڈی کو میٹرو بس کی شکل میں ایک خوبصورت تحفہ دیا جس کو ہمارے مخالفین جنگلہ بس کہتے ہیں۔ میں خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ آج گھنٹوں کا سفر

منٹوں میں طے ہو رہا ہے۔ ہم لوگ جب صدر سے چلتے تھے تو مہر ہیرٹ چوک تک کم از کم آدھا گھنٹہ لگتا تھا وہاں سے چلتے تھے تو کمیٹی چوک تک ہمارے بیس منٹ لگتے تھے۔ایک غریب آدمی وی آئی پی سفر کر رہا ہے،ائر کنڈیشن بس میں سفر کر رہا ہے، ٹھنڈی ٹھنڈی بس میں سفر کر رہا ہے اور لوگ اتنے خوش ہیں کہ لاکھوں کی تعداد میں سفر کر رہے ہیں۔ میں خود وہاں گئی ہوں میں نے دیکھا ہے وہاں کے لوگ جھولیاں اٹھا اٹھا کر میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کے لئے دعا کرتے ہیں۔ میں مخالفین کی نذر ایک شعر کرتی ہوں کہ:

ہم تو دشمن کو پاکیزہ سزا دیتے ہیں
نام لیتے نہیں نظروں سے گرا دیتے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!راولپنڈی کی عوام نے میاں محمد نواز شریف کو میٹرو بس کے بدلے تحفہ دیا کہ کنٹونمنٹ بورڈ کا الیکشن بیس کی بیس سیٹیں جیت کر میاں محمد نواز شریف کی گود میں رکھیں۔ میں ملتان کے الیکشن کی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور اس کے بعد میں گلگت بلتستان کے الیکشن کی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ یہ ہوتی ہے تبدیلی اور اس کو کہتے ہیں تبدیلی۔تبدیلی کے نعرے لگانے والوں کو آج چھ مہینے کے بعد عوام کی یاد آئی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے عوام کی خدمت کرتے ہیں اور چار گھنٹے آرام کرتے ہیں۔ میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کروں گی کہ:

بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لئے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کسی کے لئے
مزا تو تب ہے صحرا میں جلاؤ چراغ
جو ترسے ہے روشنی کے لئے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔جناب احمد خان بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن(جناب احمد خان بلوچ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!میں عوام دوست بجٹ خود اعتمادی کے ساتھ پیش کرنے پر محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی اس سلیکشن پر میں انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے اقتدار کے معزز ممبران نے اس دفعہ ایک چیز ثابت کی ہے کہ جو کچھ اپوزیشن کے ممبران نے کیا کہ جب بجٹ پیش ہوا تو وہ سیٹوں سے نیچے آکر بیٹھ گئے۔ انہوں نے کالی پٹیاں ہاتھوں پر نہیں بلکہ اپنی آنکھوں پر باندھی ہوئی تھیں، کانوں پر بھی باندھی ہوئی تھیں، نیچے بیٹھے تھے اور وہ جتنے نعرے لگا سکتے تھے انہوں نے لگائے لیکن اپوزیشن لیڈر نے دو گھنٹے کی تقریر کی میں ایوان اقتدار کو داد دیتا ہوں کہ ان کے کسی ممبر نے بھی انہیں disturb نہیں کیا، کسی ممبر نے نعرہ نہیں لگایا۔ انہوں نے دو گھنٹے غیر سنجیدہ یا تنقیدی گفتگو کو بڑے صبر و تحمل سے سنا اور ثابت کیا کہ یہ معزز ایوان ہے اور ہم معزز ایوان کے معزز ممبران ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب الیکشن ہوئے تو پاکستان میں جو سب سے زیادہ تکلیف اور مشکلات تھیں وہ لوڈشیڈنگ کی تھیں۔ اس وقت بیس بیس گھنٹے کی لوڈشیڈنگ ہو رہی تھی، معیشت کمزور تھی، دہشت گردی کی حالت یہ تھی کہ جو گھر سے باہر نکلتا تھا دعا کر کے نکلتا تھا کہ اللہ کرے میں خیریت سے واپس آجاؤں اور مہنگائی کی حالت یہ تھی کہ غریب کو روٹی تک ملنا میسر نہ تھی۔ پاکستان کی عوام نے ان مشکلات کے حل کے لئے میاں محمد نواز شریف کو منتخب کیا اور فیصلہ کیا کہ اگر ان مشکلات کا کوئی حل ہے تو صرف میاں محمد نواز شریف کے پاس ہے۔ انہوں نے ثابت کیا کیونکہ جب سے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف اقتدار میں آئے ہیں ایک دن بھی آرام نہیں کیا۔ انہوں نے دن رات کی محنت سے توانائی کے منصوبے شروع کرائے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اس میں کچھ منصوبے کام کر رہے ہیں، کچھ منصوبے 2016 میں کریں گے، کچھ منصوبے 2017 میں کریں گے اور 2017 میں ہمارا ملک پاکستان انشاء اللہ لوڈشیڈنگ کی پریشانی سے پاک ہو جائے گا۔ پاکستان میں توانائی پوری ہو جائے گی، یہاں خوشحالی آئے گی، ٹیکسٹائل ملیں چلیں گی، صنعتیں چلیں گی، کھاد کی فیکٹریاں چلیں گی، کاشتکار خوشحال ہو گا، غریبوں کو کپڑا سستا ملے گا اور مہنگائی دور ہو گی۔ 2017 کا سال ایسا آ رہا ہے کہ انشاء اللہ اس میں جب یہ توانائی پوری ہو جائے گی تو اس وجہ سے جو پریشانیاں آئی ہوئی ہیں وہ سب کی سب ختم ہوں گی اور انشاء اللہ معیشت جو کمزور ہے۔ اب وہ اپنے level پر آ رہی ہے اور انشاء اللہ اس کو بھی چار چاند لگ جائیں گے۔ سب سے اچھا منصوبہ جو خادم اعلیٰ پروگرام کے تحت ہمارے rural areas کی سڑکوں کا دیا گیا ہے میں کہتا ہوں کہ ان کی یہ مثبت سوچ ہے کہ اگر شہروں میں میٹرو بس ہے تو ان rural areas میں یہ سڑکیں دے دی جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ پورے پنجاب میں ہیں اور یہ نہیں ہے کہ یہ ایک یا دو ضلع کے لئے ہیں۔ انشاء اللہ جب یہ مکمل ہوں گی، یہ تقریباً بارہ سے سولہ فٹ چوڑی ہوں گی، یہ

ہمارے دیہاتی ایریا کے لئے موٹروے ثابت ہوں گی اور اس سے کاروباری لوگ ترقی کریں گے۔اس سے کاشتکاروں کی دیہاتوں سے منڈی تک اجناس صحیح بکے گی اور ان کا صحیح ریٹ دیہاتوں میں پہنچے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ کاشتکاروں میں اس سے خوشحالی آئے گی۔

جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑا سا ایک شکوہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ زراعت سے متعلق ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ کہتا ہوں کہ جیسے کہتے ہیں سب کے کام ضرور کریں لیکن ایک بے یار و مددگار طبقہ بھی ہے۔خدا کے لئے اس پر بھی رحم کریں تو اس کا صلہ آپ کو خدا سے ملے گا۔کاشتکار ایک ایسا طبقہ ہے، آپ جتنی بھی کتابیں اٹھائیں اس میں لکھا ہوا یہی ہوتا ہے کہ "رگ حیات" یہ کاشتکار اور زراعت ہے اور کوئی کہے گا کہ "ریڑ کی ہڈی" ہے لیکن اس کا پرسان حال کوئی نہیں ہے۔کاشتکار پریشانی کی زندگی گزار رہا ہے۔آلو کوئی نہیں خریدتا، گندم نہیں بکتی، کاٹن نہیں بکتی اور کاشتکار ہر صورت میں بے حال ہے۔ جیسا کہ محترمہ وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا ہے کہ انشاء اللہ کاشتکار کو محنت کا صلہ اس کی اجناس کی صحیح قیمت میں ضرور ملے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر محترمہ وزیر خزانہ نے صحیح اجناس کا صحیح ریٹ کاشتکار کو دے دیا تو انشاء اللہ معیشت کو چار چاند لگ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔چودھری محمد اکرام صاحب!

چودھری محمد اکرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو 16-2015 کا1445۔ارب 24 کروڑ روپے کا عوام دوست اور متوازن ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑی46۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری دوست ملک چین سے لانے پر اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، خواجہ محمد آصف اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے استدعا ہو گی کہ اس مالی سال میں سیالکوٹ رنگ روڈ کو مکمل کیا جائے اور سیالکوٹ رنگ روڈ پر پہلے کافی کام ہو چکا ہے لیکن بڑے عرصہ سے یہ کام بند پڑا ہے۔ سیالکوٹ اس وقت ملک کی export میں بڑی اہمیت رکھتا ہے اور وہاں ٹریفک کا بہت بڑا مسئلہ ہے لہذا اس سال اس رنگ روڈ کو مکمل کیا جائے۔ پنجاب میں صاف پانی پروگرام بہت اچھا پروگرام ہے۔ میں اس حوالے سے بات کروں گا کہ سیالکوٹ میں واٹر سپلائی سکیم چالیس سالہ پرانی ہے اور جگہ جگہ سے پائپ پھٹ چکے ہیں اور گندا پانی نلوں میں آ رہا ہے تو میری استدعا ہوں گی کہ سیالکوٹ میں واٹر

سپلائی پائپ کی سکیم شروع کی جائے تاکہ ہم ہیپاٹائٹس کی بیماری سے بچ سکیں۔ 2012 میں وزیراعلیٰ پنجاب نے گورنمنٹ اسلامیہ کالج میں پنجاب یونیورسٹی کا سب کیمپس بنانے کے لئے کہا تھا تو میری خواہش ہو گی کہ اس کیمپس کو شروع کر کے اسی سال میں مکمل کیا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ میرے حلقے میں ایک گرلز کالج بھی بنایا جائے اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول جو دے والی کو اپ گریڈ کر کے مڈل سکول بنانے کے لئے فنڈز بھی رکھے جائیں۔ اس کے علاوہ جن سکولوں کی بلڈنگز خطرناک ہیں ان کو گرا کر نئی بلڈنگز بنانے کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں اور میں امید کرتا ہوں کہ سیالکوٹ میں بھی دانش سکول بنائے جائیں گے۔ میرے حلقہ پی پی۔122 میں بچوں کے کھیلنے کے لئے کوئی پارک نہیں ہے لہذا میری استدعا ہو گی کہ اس کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ سیالکوٹ میں لوکل گورنمنٹ کے under اس وقت کوئی بس سٹینڈ نہیں ہے لہذا میری استدعا ہو گی کہ سیالکوٹ میں بھی بس سٹینڈ بنایا جائے۔ سیالکوٹ میں جانوروں کی خرید وفروخت کے لئے ایک ماڈل منڈی مویشیاں بھی بنائی جائے اور اس کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔ سیالکوٹ ایکسپورٹ کرنے والا شہر ہے اس میں زیادہ تر ایکسپورٹرز ہیں اس شہر میں فٹبال کی انڈسٹری اور سرجیکل انڈسٹری کام کر رہی ہے تو میری استدعا ہو گی کہ سیالکوٹ میں ٹیکنالوجی یونیورسٹی بنانے کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔ سیالکوٹ جیل کی عمارت 1877 کی بنی ہوئی ہے اور میں نے پچھلے سال بھی استدعا کی تھی کہ اس عمارت کو نیا بنایا جائے۔ جب بارش ہوتی ہے تو اس کی چھتیں ٹپکتی ہیں لیکن آج تک اس پر کسی نے کان نہیں دھرے۔

جناب سپیکر! میری استدعا ہو گی کہ جیل کی عمارت کو بنایا جائے اور اس کو بڑا کیا جائے کیونکہ وہاں 400 بندے کی capacity ہے لیکن اس وقت وہاں 2200 قیدی ہیں۔ سیالکوٹ overhead bridge بنایا جائے اور انڈر پاس شہاب والا روڈ، سلائم چوک، کوٹلی بہرام اور رنگ پورہ چوک بھی بنائے جائیں اور ان کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔ سیالکوٹ ایمن آباد روڈ dual بنایا جائے، اس کی بھی سخت ضرورت ہے کیونکہ یہاں ٹریفک بہت زیادہ ہو گئی ہے اور اس کے لئے فنڈز اس سال رکھے جائیں۔ ہمارے وزیراعلیٰ آج سے دو تین سال پہلے سیالکوٹ چیمبر آف کامرس میں گئے تھے تو انہوں نے ایک صحافی کالونی announce کی تھی لہذا اس کے لئے بھی فنڈز مہیا کئے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ۔ آپ باقی تجاویز دے دیں۔ Next محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طارق محمود باجوہ صاحب!

جناب طارق محمود باجوہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا اور سب سے پہلے میں وزیر خزانہ پنجاب ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اتنے اچھے اور خوبصورت انداز سے بجٹ پیش کیا۔ میں ان کو اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! یہ حقیقت صوبے کا ہر فرد بخوبی جانتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے اندر اللہ تعالیٰ نے خداداد صلاحتیں پیدا کی ہیں کہ وہ جب بھی اقتدار میں آئے نہ صرف انتظامی لحاظ سے ایک اچھے ایڈمنسٹریٹر بلکہ صوبے کی ترقی اچھی منازل کی طرف لے کر گئے۔ اگر آپ حالیہ منصوبوں کا جائزہ لیں جو کہ انرجی کے منصوبے ہیں، میٹرو بس کا منصوبہ لے لیں، میٹرو ٹرین کا منصوبہ لے لیں، فارم ٹو مارکیٹ روڈز کا منصوبہ لے لیں اور اس کے علاوہ انہوں نے دیگر منصوبہ جات آنے والے پچاس سالوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائے ہیں وہ منصوبے اپنی مثال آپ ہیں۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے زراعت کو فروغ دینے کے لئے فارم ٹو مارکیٹ روڈز پروگرام جس کا فائدہ خصوصی طور پر کاشتکاروں کو ہوگا تاکہ وہ آسانی سے اپنی اجناس فارم سے مارکیٹ تک لے کر آئیں۔ حکومت نے اس دفعہ اس کے لئے 150۔ارب روپے رکھے ہیں جو کہ مرحلہ وار خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! حکومت نے اس بجٹ میں 5۔ارب روپے کی سبسڈی زمینداروں کو دی ہے جس سے زمیندار کو پچیس ہزار ٹریکٹر میرٹ کی بنیاد پر دیئے جائیں گے اور اس کے علاوہ زرعی آلات پر ایک ارب روپے کی سبسڈی رکھی ہے۔ زراعت ہمارے ملک کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔45 فیصد آبادی کا روزگار زراعت سے وابستہ ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے مل کر چاول، گندم اور جتنی بھی زرعی اجناس ہیں ان کی ایکسپورٹ کے لئے بروقت اقدام اٹھائیں تاکہ پچھلے سالوں میں زمینداروں کے لئے گندم، مونجی اور کاٹن کے سلسلے میں جو حالات ہوئے وہ حالات پیدا ہی نہ ہوں۔ کاشتکار کو اس کی اجناس کی صحیح قیمت دلائے بغیر زرعی ترقی کی منزل ہم طے نہیں کر سکتے۔ صوبہ بھر میں خادم اعلیٰ پنجاب نے مویشی پالنے اور ان کا کاروبار کرنے والے کاشتکاروں کو بھتا مافیا سے نجات دلائی ہے اور منڈیوں میں جو جگا ٹیکس لیتے تھے اس سے بھی جان چھڑائی ہے۔ اس کے علاوہ کاشتکاروں کے لئے ماڈل منڈیاں بھی بنائی ہیں جو ان کو وہاں پر فری سہولتیں فراہم

کریں گی۔ میں ان سارے کاموں پر خادم اعلیٰ پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے حوالے سے حکومت نے آئندہ مالی سال میں 16-2015 میں وفاقی اور صوبائی سطح پر مجموعی طور پر 310۔ارب بیس کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ان میں چالیس ہزار ستائیس سکولوں کی بلڈنگ دوبارہ تعمیر ہوگی، چوبیس ہزار پانچ سو کمروں کی دوبارہ تعمیر اور پانچ سو نئے سکول کھولنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ اور دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب! wind up کریں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں wind up ہی کر رہا ہوں۔ حکومت پنجاب آئین پاکستان کے آرٹیکل 25(A) کی صحیح معنوں میں تکمیل کرتے ہوئے پہلی بار، پہلی دفعہ، پہلی جماعت سے لے کر دسویں جماعت تک کے لئے طالب علموں کے لئے فری تعلیم کا قانون بنانے جا رہی ہے۔اس قانون کے تحت ہر غریب آدمی کے بچے کو یونیفارم اور کتابیں مفت فراہم کی جائیں گی۔یہی نہیں حکومت نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے سٹوڈنٹس کی فیس یعنی return scheme کا بھی اعلان کیا ہے اور پچھلے مالی سال میں اللہ کے فضل وکرم سے وہ فیسیں سٹوڈنٹ کی دہلیز تک خود بندے لے کر گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب! بہت شکریہ۔ باقی پوائنٹس محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔ شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! مجھے دو منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باقی جو ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی صبح دس بجے سے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! اپوزیشن ایجیسن کالج کی بات کر رہی تھی، ہمارے وہ چودہ دانش سکول بھی آج ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں جو ایجیسن سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔ امریکہ میں ستر ملکوں سے سٹوڈنٹ گئے وہاں پر ہمارے دانش سکول چشتیاں کی دو بچیاں بھی گئیں اور وہاں پر مقابلے میں انہوں نے تیسری پوزیشن حاصل کی، یہ اللہ پاک کا فضل وکرم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باجوہ صاحب! باقیوں کا بھی خیال کر لیں۔

جناب طارق محمود باجوہ:جناب سپیکر!یہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اب ہم پھر چار دانش سکول کھولنے جارہے ہیں۔ میرے حلقہ میں جتنے سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں میری یہ تجویز ہے کہ ان میں اساتذہ کی جو اسامیاں خالی ہیں ان کو پُر کیا جائے اور اس کے علاوہ عوام کی صحت کے لئے کافی رقم رکھی گئی ہے۔ میں مختصراً یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں چار یعنی لاہور ، فیصل آباد، راولپنڈی اور ملتان میں کارڈیالوجی سنٹرز ہیں، میری گزارش ہے اور تجویز ہے کہ دس کروڑ عوام کے لئے یہ سنٹرز بہت کم ہیں۔اگر ہو سکے تو لاہور کے کارڈیالوجی سنٹر کو اپ گریڈ کیا جائے مزید بڑے شہروں میں بھی کارڈیالوجی سنٹرز کھولے جائیں تاکہ جس طرح خادم اعلیٰ پنجاب صحت کے لئے اور ایجوکیشن کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں، ہم لوگوں کو صحیح سہولیات فراہم کر سکیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جناب طارق محمود باجوہ!بہت شکریہ۔ شیخ علاؤالدین صاحب!شیخ صاحب ناراض ہو کر چلے گئے ہیں اور واپس بھی نہیں آئے؟میاں طاہر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ۔ چودھری محمد اشرف!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جی،جناب کانجی رام صاحب!

جناب کانجی رام:جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نے مجھے بجٹ 16-2015 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں 16-2015 کا 1447۔ارب روپے کا بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ اور ان کی پوری ٹیم کو مثالی، متوازن، غریب دوست اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ گزارش ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبے میں ترقی کے اہداف کے حصول کے لئے قائد محترم، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق عملی جامہ ترتیب دیا ہے۔ کسی بھی ملک وقوم کی ترقی کا انحصار تعلیم پر ہوتا ہے۔16-2015 کے بجٹ میں تعلیم کے لئے ستائیس فیصد جو رقم رکھی گئی ہے وہ ایک بہت ہی اچھا اور خوش آئند اقدام ہے۔2018 تک صوبے میں معاشی ترقی کی شرح کو 7 فیصد تک لے کر جانا یہ بھی ایک خوش آئند بات ہے۔نوجوانوں کو روزگار کی فراہمی کے لئے سالانہ 10 لاکھ مواقع فراہم کرنا یہ بھی ایک اچھا اقدام ہے۔2018 تک صوبے میں پرائیویٹ انسٹیٹیوٹ کو دُگنا کرنا یہ بھی ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے۔ برآمدات میں اضافے کی شرح کو 15 فیصد تک لے کر جانا یہ بھی بہت اچھا اقدام ہے۔قائد محترم وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی غیر ملکی سرمایہ کاری لانے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہمارے دوست ممالک چائنا کی طرف سے پاکستان میں 46۔ارب روپے کے تاریخی پیکیج کا اعلان یہ بھی ایک اچھا اقدام

ہے۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی دو برسوں کی انتھک کوششوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے وزیر اعظم پاکستان کی ٹیم کے ایک ممبر کے طور پر اس پیکیج کو ممکن بنایا۔ صوبہ پنجاب میں غریب ترین طبقہ کے لئے ہیلتھ انشورنس سکیم کا اجراء کیا جارہا ہے، یہ بھی بہت اچھا اقدام ہے اس سے پنجاب میں بسنے والے غریبوں کو صحت کے لئے بہترین سہولتیں میسر ہوں گی۔ مظفر گڑھ میں ترکی کی مدد سے بنایا جانے والا طیب اردگان ہسپتال کی توسیع کے لئے ایک ارب روپے کی رقم مختص کرنا یہ بھی ایک بہت ہی اچھا اقدام ہے۔ صوبے کے دور دراز علاقوں میں صحت کی بہتری کے لئے موبائل ہیلتھ یونٹس کا اقدام یہ بھی ایک بہت اچھا اور خوش آئند اقدام ہے۔ پاکستان کے ہسپتالوں میں جگر کی پیوند کاری کے لئےKidney and Liver Transplant institute and Research Centre کی تجویز بھی ایک بہت اچھا اقدام ہے جو کہ ہمارے پاکستان میں آج سے پہلے کہیں میسر نہ تھا۔اس کے لئے ہماری پاکستان کی عوام کو غیر ممالک میں جاکر اپنا علاج کروانا پڑتا تھا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس کی پوری ٹیم کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے ملتان میں میٹرو بس کا قیام، جنوبی پنجاب کے لئے خوب صورت تحفہ ہے۔ جنوبی پنجاب میں صاف پانی کے قیام کا بھی اجراء کیا جارہا ہے جو کہ ایک بہت اچھا اقدام ہے۔ میری یہ بھی گزارش ہو گی کہ میرا تعلق رحیم یار خان سے ہے رحیم یار خان ضلع کو بھی صاف پانی پروگرام میں شامل کیا جائے۔ دیہی سڑکوں کی تعمیر کا عظیم الشان منصوبہ یہ بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کا دیہات کے لئے بہت ہی اچھا اقدام ہے جس سے ہمارے کسان بھائیوں کو دیہات سے لے کر منڈیوں تک اپنی اجناس پہنچانے میں آسانی ہو گی۔ رحیم یار خان کے عوام کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا قیام یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے اس سے نہ صرف رحیم یار خان، پنجاب کے عوام مستفید ہوں گے بلکہ رحیم یار خان سندھ اور بلوچستان کے سنگم پر واقع ہے وہاں پر سندھ اور بلوچستان کی عوام بھی اس سے مستفید ہو گی۔ ملتان میں میاں محمد نواز شریف یونیورسٹی کا قیام بھی ایک بہت اچھا اقدام ہے، بہاولنگر میں میڈیکل کالج کا قیام، یہ بھی ایک بہت اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں میری اپنی کچھ گزارشات ہیں جو میں آپ کے توسط سے پیش کروں گا کیونکہ میرا تعلق minority سے ہے minority کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے، میری گزارش ہو گی کہ اس میں مزید اضافہ کیا جائے۔ 14-2013 اور 15-2014 میں بھی میں نے گزارش کی تھی کہ ہمارا جو مینارٹی ڈویلپمنٹ فنڈ ہے اس میں جنوبی پنجاب کو بھی شامل کیا جائے مگر افسوس کی بات ہے کہ بجٹ

14-2013اور نہ ہی 15-2014میں اس کو شامل کیا گیا ہے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا سے گزارش ہو گی اس دفعہ ہمارے جنوبی پنجاب کے جو مینارٹی ڈویلپمنٹ فنڈز ہیں اس میں ڈسٹرکٹ رحیم یار خان، بہاولنگر، ملتان اور بہاولپور کو شامل کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ!

محترمہ نجمہ بیگم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے یہ متوازن، مناسب اور خوبصورت بجٹ بنایا۔ لوگوں نے تبدیلی کے نعرے لگائے خواتین کو جلسوں میں بلا کر انہوں نے enjoy کیا لیکن ہماری پارٹی نے ایک خاتون کو وزیر خزانہ بنا کر تبدیلی لا کر دکھائی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب یہ اکیس صفحات کی کتاب بجٹ بن کر آتی ہے تو ان کے رنگ کبھی پیلے کبھی نیلے ہو جاتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں غریب عوام، کسان دوست، طلباء دوست اور خواتین کی بہبود و ترقی کے لئے ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی نظر پورے پنجاب پر ہے چاہے جنوبی پنجاب ہو چاہے اپر پنجاب ہو۔ ہم کیوں فرق کرتے ہیں؟ جنوبی پنجاب اور تخت لاہور کی بات کیوں کرتے ہیں؟ میرا جس طرح ڈیرہ غازی خان شہر ہے اسی طرح لاہور بھی میرا شہر ہے۔ یہ باتیں کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے کو الگ کیا جائے یہ الگ صوبہ بن جائے مگر کیوں؟ اگر یہ بن بھی جائے تو ان امیروں کے بچے پھر بھی لاہور پڑھیں گے اور یہ پھر بھی لاہور کی رنگینیوں سے فائدہ اٹھائیں گے اور پھر بھی یہ لاہور کی روشنیوں میں گھومیں پھریں گے۔ کیا ان کے بچے ڈیرہ غازی خان رہیں گے؟ نہیں، یہ فرق نہیں ہے۔ ڈیرہ غازی خان بھی مجھے عزیز ہے اور لاہور بھی مجھے اتنا ہی عزیز ہے۔ جس طرح سے 10۔ارب 60 کروڑ روپے سے ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں رود کوہیوں سے آنے والے سیلاب کی روک تھام کے لئے منصوبے دیئے ہیں کیا یہ عوام کا منصوبہ نہیں ہے؟ دانش سکول میں غریب اور ذہین بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان کے رنگ کیوں نیلے اور پیلے ہو جاتے ہیں؟ جب ایسے بچے اور بچیاں روتے تھے جن کے پاس آگے تعلیم حاصل کرنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے تھے تو پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ کی صورت میں جب ان کو سکالرشپ ملتے ہیں تو وہ بچے ڈاکٹر، انجینئرز بنتے ہیں اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان کو کیا اعتراض ہے اور ان کے رنگ کیون نیلے پیلے ہو جاتے ہیں؟

جناب سپیکر!جب خواتین کی فلاح و بہبود پر ترقیاتی بجٹ آتا ہے تو کیا یہ تبدیلی نہیں ہے،جب خواتین کو نوکریوں میں 15 فیصد کوٹا دیا جاتا ہے تو کیا یہ تبدیلی نہیں ہے،جو خواتین نوکریاں کرتی ہیں ان کے لئے ہاسٹل کا قیام اور day care Centre بنایا جاتا ہے تو کیا یہ تبدیلی نہیں ہے؟میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا بے حد شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے پنجاب کو اتنا خوبصورت بنا دیا کہ "جلتا ہے زمانہ تیری پرواز سے شہباز"دیہی علاقوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت150۔ارب روپے کی مالیت سے جو نئی سڑکیں بنائی ہیں جس سے کسان دیہاتوں سے شہروں تک بآسانی اپنی فصلیں لے کر آتے ہیں تو کیا یہ ترقی نہیں ہے؟

جناب سپیکر!مظفر گڑھ میں جو رجب طیب اردگان ہسپتال کی توسیع کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں کیا یہ ترقی نہیں ہے؟اس کے علاوہ میں اپنی وزیر خزانہ سے یہ درخواست بھی کروں گی کہ جس طرح یہ میٹرو بس لاہور میں ہے،راولپنڈی اور ملتان میں ہے اسی طرح میرے ضلع ڈیرہ غازی خان کے لئے بھی ٹرانسپورٹ کی ایسی سہولت مہیا کی جائے جو سستی اور معیاری سواری ہو چونکہ ڈیرہ غازی خان چاروں صوبوں کا سنگم ہے وہ سواری چھوٹے شہروں سے ڈیرہ غازی خان تک اور ڈیرہ غازی خان سے چھوٹے علاقوں تک دی جائے جس سے میرے ضلع ڈیرہ غازی خان کے عوام بھی کہیں کہ واہ شہباز تیری پرواز۔

ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے
اس ملک کو رکھنا میرے بچو سنبھال کے

جناب سپیکر!میرے ڈیرہ غازی خان میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے ماڈل بازار کی منظوری دی ہے میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گی کہ اس کے لئے فنڈز جاری کئے جائیں تاکہ ہماری خواتین ترقی کریں،پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ،سردار بہادر خان میکن صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب مناظر حسین رانجھا صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔پیر کاشف علی چشتی صاحب!

پیر کاشف علی چشتی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!last but hopefully not the least جب ہم ڈویلپمنٹ کی بات کرتے ہیں تو ڈویلپمنٹ صرف per capita income اور growth میں اضافے کا نام نہیں ہے۔ہم نے ماضی میں کھاد اور pesticides کے بے دریغ استعمال اور unregulated industrialization سے پیداوار اور انکم میں تو اضافہ کر لیا لیکن ہمیں ان سب کی زیر زمین پانی اور ماحولیاتی آلودگی کی صورت میں ایک cost بھگتنا پڑ رہی ہے۔ضرورت اس بات کی

ہے کہ ہم اپنی ترجیحات پر نظر ثانی کریں اور یہی تبدیلی اور سوچ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس بجٹ میں جو چند اہم اقدامات کئے ہیں ان میں ہمیں نظر آتی ہے۔ سب سے پہلے صاف پانی کی جو سکیم ہے اگر ہیپاٹائٹس جیسی موذی بیماریاں آگ کی طرح پھیل رہی ہوں تو پھر معاشی ترقی بے معنی ہے تو صاف پانی کا جو پروگرام اس بجٹ میں دیا گیا ہے اور جس کے لئے allocation رکھی گئی ہے یقیناً یہ بہت احسن اقدام ہے اور مجھے امید ہے کہ اس کا scope پورے صوبے تک پھیلا دیا جائے گا۔اسی طرح ہیلتھ کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں جن میں ہسپتالوں کے لئے ادویات، ہیلتھ انشورنس کی سکیم اور سب سے بڑھ کر BHUs کو فعال بنانے کا جو پروگرام شروع کیا گیا ہے یہ یقیناً ایک بہت step-in the right direction ہے اس حوالے سے میرے RHC قبولہ میں بھی فنڈز رکھے گئے ہیں جس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر!اگر زراعت کی بات کی جائے تو جو پچھلی چار فصلات جن میں گندم، کپاس، مکئی اور آلو ہیں ان سب میں کسان بری طرح متاثر ہوا ہے۔ ایک طرف تو ریٹس کم ہوئے ہیں جس کا یقیناً urban consumer کو تو فائدہ ہوا ہے کہ inflation میں کمی آئی ہے لیکن اس سے کسانوں کی انکم بے تحاشا متاثر ہوئی ہے۔اس کے ساتھ ژالہ باری سے جو تباہی مچی ہے مجھے امید ہے کہ already کسان جو انکم ٹیکس ادا کر رہے ہیں اس میں حکومت کچھ چھوٹ دے گی۔ انکم ٹیکس میں جو regressive پہلو ہے کہ جب انکم زیادہ ہوتی ہے تب تو پندرہ سے سترہ فیصد تک زیادہ کسانوں سے لیا جاتا ہے لیکن جب اسے نقصان کا سامنا ہو یا کوئی قدرتی آفت آ جائے تب اسے فلیٹ ریٹ پھر بھی ادا کرنا ہوتا ہے۔ اگر اس حوالے سے کوئی relief دیا جائے تو یقیناً یہ بھی ایک احسن اقدام ہو گا۔ زراعت کے حوالے سے چند ایک اقدامات یقیناً قابل ستائش ہیں جن میں سولر ٹیوب ویلز، سستے ٹریکٹرز اور رورل روڈ پروگرام شروع کیا جا رہا ہے یقیناً اس سے رورل ایریا کو بے تحاشا فائدہ پہنچے گا۔ جب صحت، تعلیم اور دیگر انفراسٹرکچر پر دیہی علاقوں میں پیسا خرچ ہوتا ہے تو اس کا فائدہ شہروں تک بھی پہنچتا ہے کیونکہ اس طریقے سے rural urban migration کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔اگر ہمارے دیہات خوشحال ہوں گے تو کم لوگ شہروں کی طرف رخ کریں گے اور شہروں پر بھی بوجھ کم پڑے گا۔ میں زراعت کے حوالے سے مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ farms to market roads یقیناً ایک احسن اقدام ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ ایک چیز۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

پیر کاشف علی چشتی: جناب سپیکر! جو چیز farm گیٹ پر بیس یا تیس روپے کلو ہوتی ہے کیا وجہ ہے کہ وہ جب شہروں تک پہنچتی ہے تو اس کا ریٹ دو، اڑھائی یا تین سو روپے فی کلو تک پہنچ جاتا ہے؟ یہ جو درمیان کا margin ہے جو اس وقت مڈل مین enjoy کر رہا ہے اس کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: پیر صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری اشفاق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ **الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔** جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم نے متوازن فلاحی بجٹ پیش کیا ہے میں اس پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس بجٹ میں زندگی کے تمام شعبوں کو مدنظر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بہت اچھے پراجیکٹس دیئے گئے ہیں خصوصاً شعبہ تعلیم اور انرجی بحران پر زور دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گزشتہ سیلاب میں جو مثالی خدمات سرانجام دیں اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میٹرو بس منصوبہ غریب پرور اور مزدور پرور منصوبہ ہے۔ ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ چائنا حکومت کے ساتھ جو معاہدے ہوئے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے پاکستان کی معیشت پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ چنیوٹ میں لوہے کی تلاش کے منصوبے پر وزیر اعلیٰ اپنی نگرانی میں بڑی تندہی سے کام کروا رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس منصوبے کی تکمیل پاکستان کی معیشت میں ایک انقلاب ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں چنیوٹ فیصل آباد روڈ کو one-way کرنا، بھٹو کالونی، فیصل آباد روڈ، سرگودھا روڈ اور مکی چوک پر overhead bridge کی تعمیر، اسی طریقے سے حرسہ شیخ کے لئے سیوریج کے نظام کی منظوری کے وعدے کئے گئے ہیں۔ میرا مطالبہ ہے کہ اب ان منصوبوں پر فوری طور پر عمل کرنے اور کام شروع کروانے کی کوشش کی جائے۔ اس بجٹ میں ہر ضلع کو بیس بیس گراؤنڈز دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہمارے ضلع میں ابھی تک ایک گراؤنڈ بھی نہیں ہے تو میری گزارش ہو گی کہ ہمارا حصہ بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے متعدد سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کی درخواست دی ہے اور متعدد سڑکوں کی تعمیر کے حوالے سے بھی درخواتیں دی تھیں جن کا ذکر بظاہر تو بجٹ میں نہیں ہے۔ مہربانی کر

کے ہمارا حصہ اس بجٹ میں رکھا جائے۔حکومت پنجاب نے اس سال جھنگ اور ساہیوال میں یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا ہے۔یقیناً یہ بہت احسن اقدام ہے۔میرا مطالبہ ہے کہ چنیوٹ میں میڈیکل اور ٹیکنیکل کالج قائم کئے جائیں۔اسی طرح انجینئرنگ یونیورسٹی کے قیام کو بھی یقینی بنایا جائے تاکہ چنیوٹ سے نکلنے والے لوہے کی بنیاد پر جو سٹیل مل لگے گی اس میں مقامی کارکنوں کو ملازمت مل سکے۔

جناب سپیکر!ہمارا صوبہ زیادہ تر زرعی اجناس پر انحصار رکھتا ہے۔یہ اجناس ہوں گی تو ہماری کپڑے، خوراک اور چمڑے کی فیکٹریاں چلیں گی۔اس وقت صورتحال یہ ہے کہ آلو، چاول، مکئی اور کپاس وغیرہ کے صحیح نرخ نہیں ملے جبکہ ان فصلوں کی تیاری میں شامل اشیاء کھاد، زرعی ادویات، بیج اور بجلی بہت مہنگی ہے تو انہیں سستا کیا جائے۔عمارتوں کے لئے اینٹ اور بجری کو سستا کیا گیا ہے لیکن سیمنٹ اور سریا کے نرخ بہت زیادہ ہیں تو ان پر نظر ثانی کی جائے اور انہیں سستا کیا جائے۔

جناب سپیکر!ہمارا ڈسٹرکٹ ہسپتال اور ڈسٹرکٹ کمپلیکس پچھلے سات سالوں سے تعطل کا شکار ہے۔ان دونوں منصوبوں پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔میں بارہا مرتبہ توجہ دلا چکا ہوں کہ گنّے کے موسم میں گنّے کی ٹرالیاں overloading کرتی ہیں جس کی وجہ سے بہت زیادہ حادثات ہوتے ہیں تو اس پر کنٹرول کرنے کے لئے کوئی mechanism بنایا جائے۔ایسے ہی بجری لے جانے والے ڈمپر ہیں، ان پر اناڑی ڈرائیور ہوتے ہیں اور ان کی بے تحاشا سپیڈ ہوتی ہے۔میرے حلقے میں ہر روز دو تین حادثات ہوتے ہیں۔میں نے بارہا مرتبہ تجویز دی ہے کہ عرب امارات کے اصول کے مطابق یہاں بھی قانون بنایا جائے کہ کوئی loaded گاڑی دوسری گاڑی کو کراس نہ کرے۔اس طریقے سے 95 فیصد حادثات ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر!میں حکومت پنجاب کو اس متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب!بہت شکریہ۔اب محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ بات کریں گی۔

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں بھی اپنے دیگر ساتھیوں کی طرح پنجاب حکومت کا تیسرا 1447۔ارب اور 24 کروڑ روپے کا تاریخی، ترقیاتی، عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور ان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔میں اپنے قائد کی قائدانہ صلاحیتوں کو سلام کرتی

ہوں جنہوں نے ایک قابل خاتون کو وزارت خزانہ کا قلمدان سونپا ہے جس کی وجہ سے ہم خواتین کا سر فخر سے بلند ہوا ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ محدود وسائل میں رہتے ہوئے عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں بہم پہنچائی جا سکیں۔اسی محنت اور جذبے کو دیکھتے ہوئے کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

تدبیر سے تقدیریں بدل دیتے ہیں اکثر
وہ لوگ جو حوصلہ ہارا نہیں کرتے

جناب سپیکر!آج ہمارے ملک کا سب سے بڑاissue بجلی کا بحران ہے جس کو ختم کرنے کے لئے پنجاب حکومت دن رات محنت کر رہی ہے۔ چائنا کے علاوہ دیگر ممالک سے معاہدے کئے جا رہے ہیں۔لوڈشیڈنگ میں بہت زیادہ کمی ہوئی ہے لیکن میں یہ کہوں گی کہ اکیلی حکومت کبھی بھی کچھ نہیں کر سکتی۔ عوام پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ لوڈشیڈنگ کو ختم کرنے میں حکومت کا ساتھ دیں۔ نہ صرف بجلی کی بچت کریں بلکہ لاکھوں کروڑوں کے جو بل واجب الادا ہیں انہیں فوری طور پر ادا کیا جائے۔ میری ایک تجویز ہے کہ اگر ملک کو اندھیروں سے بچانا ہے تو ایک عام آدمی کو سولر انرجی سسٹم میں subsidy دی جائے تاکہ بجلی کی سہولت تمام لوگوں تک یکساں پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے ہمیشہ شعبہ صحت میں ترجیحی بنیادوں پر کام کیا ہے۔ حکومت نے 166۔ارب اور 13 کروڑ روپے کا بجٹ عوام کے لئے مختص کیا ہے۔ اتنی زیادہ سہولتیں پہنچانے کے باوجود سرکاری ہسپتالوں کی حالت درست نہیں ہوئی۔ ہسپتالوں میں ادویات کی کمی ہے اور ڈاکٹر بروقت اپنی ڈیوٹی پر نہیں جاتے یا پھر پرائیویٹ پریکٹس کرتے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ سرکاری ڈاکٹروں کو ایک قابل عمل اور قابل قبول package دیا جائے تاکہ انہیں پرائیویٹ ہسپتالوں میں کام کرنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ڈاکٹروں پر پابندی عائد کی جائے کہ وہ پرائیویٹ ہسپتالوں میں کام نہ کریں۔ چونکہ میرا تعلق ضلع وہاڑی سے ہے لہذا میں اس کی بات کروں گی۔ ہمارے ضلع وہاڑی کے ڈسٹرکٹ ہسپتال میں C.T Scan کی مشین موجود نہیں ہے۔ جب کسی مریض کو اس کی ضرورت پڑتی ہے تو اسے ملتان یا بہاولپور refer کر دیا جاتا ہے اور عموماً مریض راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے۔ میں چاہوں گی کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال وہاڑی کے لئے اس بجٹ میں C.T Scan مشین کے لئے رقم مختص کی جائے اور ٹیکنیکل سٹاف کی بھی منظوری دی جائے۔

جناب سپیکر!حکومت پنجاب نے تعلیم کے میدان میں ہمیشہ نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ شعبہ تعلیم کے لئے310۔ارب اور20 کروڑ روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی کہ جنہوں نے وہاڑی کے منتخب نمائندوں کی خواہش پر اور ہمارے ایم پی اے میاں ثاقب خورشید کی خصوصی کاوش پر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا سب کیمپس کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جو کہ وہاڑی کے عوام سے ان کی محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر!یہاں پر میں ایک بات کہوں گی کہ جنوبی پنجاب کی پسماندگی کا بار بار ذکر کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جنوبی پنجاب اتنا پسماندہ نہیں جتنا کہ کہنے والے ذہنی طور پر پسماندہ ہیں۔ جو لوگ اس کا نعرہ لگاتے ہیں انہی کے بچے لاہور آ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں،انہی کے بچے لاہور کے ہسپتالوں میں صحت کی سہولیات سے مستفید ہوتے ہیں اور انہی کے بچے یہاں کی سڑکیں استعمال کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو اس کا credit جاتا ہے کہ 303۔ارب روپے کا بجٹ جنوبی پنجاب کے لئے مختص کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!ایک اور چیز صاف پانی کے حوالے سے کہوں گی کہ صاف پانی کا جو پروگرام شروع کیا گیا ہے بہتر ہوتا کہ sanitation کے لئے علیحدہ سے بجٹ میں رقم مختص کی جاتی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کو ہیپاٹائٹس اور ڈینگی سے بچانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ!آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!میں صبح 10:30 بجے سے بیٹھی ہوئی ہوں۔ صرف ایک آدھ point مزید ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ wind up کر لیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر!"اپنا روزگار سکیم" کا دائرہ وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔اس میں غریب اور اَن پڑھ افراد کے لئے اگر گرین رکشا سکیم متعارف کروائی جائے تاکہ ہم غریب گھرانوں کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر!میں آخر میں یہ کہوں گی کہ عوام کو روایتی تھانہ کلچر سے نجات دلانے کے لئے جو Police Service Centres قائم کئے گئے ہیں یہ قابل تعریف ہیں۔ وہاڑی میں اس کا افتتاح ہو چکا ہے اور میں امید کرتی ہوں کہ اگر ہم سب مل کر اپنے صوبہ پنجاب اور اپنے وطن کی ترقی کے لئے اچھا

سوچیں اور اچھا کام کریں تو ہمیں اس بات کا بھی بہت زیادہ اندازہ ہے کہ پاکستان کا گراف عالمی سطح پر بھی بلند ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آج کی لسٹ مکمل ہو گئی ہے۔ اگلے روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 18۔ جون2015 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

INDEX

PAGE NO.

A

ABDUL RAUF MUGHAL, MR.
DISCUSSION On-
309
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
ABDUL RAZZAQ DHILLON, CH.
DISCUSSION On-
334
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
215
report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 11 of 2015)
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Continuous increase in liver and kidneys diseases in the country 193
-Increase in road accidents due to dilapidated condition of road at Saikrawali Dinga Kunja, Gujrat 81
ADNAN FAREED, QAZI
DISCUSSION On-
387
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON-
-10th June, 2015 3
-11th June, 2015 125
-12th June, 2015 221
-15th June, 2015 255
-16th June, 2015 327
-17th June, 2015 397
AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 331
AHMED KHAN BALOCH, MR. *(Parliamentary Secretary for Public Prosecution)*
DISCUSSION On-
488
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 178
-The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill 2015 (Bill No.23 of 2015) 178
-The Punjab Mass Transit Authority Bill 2015 (Bill No. 22 of 2015)

PAGE NO.

AHMED KHAN BHACHER, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 401
AHMED SAEED, QAZI
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 305

AKHTAR ALI, BAO
question REGARDING-
-Details about aids granted out of Benevolent Fund to government servants *(Question No. 6008*)* 61
ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH. *(Parliamentary Secretary for S & GAD)*
Answers to the questions REGARDING-
-Details about allotment of government residences in violation of rules and regulations *(Question No. 2985*)* 32
-Helicopters in use of Punjab Government and other details *(Question No. 2146*)* 16
-Number of government residences in GOR-I Lahore and other details *(Question No. 2153*)* 24
-Out of turn allotment of government residences in Lahore and other details *(Question No. 3054*)* 42
ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR
question REGARDING-
-Details about education system in Post Graduate College district Rajanpur *(Question No. 4569*)* 162
ALLAUDDIN, SHEIKH
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Continuous increase in liver and kidneys diseases in the country 194
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 376
question REGARDING-
-Details about Book Bank in Civil Secretariat Lahore *(Question No. 3591*)* 45
AMJAD ALI JAVAID, MR.
DISCUSSION On- 337

PAGE NO.

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 175

questions REGARDING- 175

-Details about government colleges in district Toba Tek Singh *(Question No. 5794*)* 54

-Details about private universities *(Question No. 5790*)*

-Justification of examinations given by NTS in presence of Punjab Public Service Commission *(Question No. 5848*)* 55

-Matter about increase in grants given out of Benevolent Fund *(Question No. 5857*)*

ASIF MEHMOOD, MR.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 384

462

Privilege motion REGARDING-

-Insulting behaviour of Police personnel with MPAs

AUTHORITIES-

-Of the House 5

AYSHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*

BILLS-

-The Punjab Finance Bill, 2015 250

-The Punjab Infrastructure Development Cess Bill, 2015 *(Introduced in the House)* 251

BUDGET-

-SPEECH FOR FINANCIAL YEAR 2015-16 225

Punjab sales tax on services act 2012-

-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 251 250

250

Schedules OF Budget-

-PRESENTATION OF SCHEDULE OF ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

-Presentation of Schedule of Supplementary Budget for the year 2014-15

AZMA ZAHID BUKHARI, MRS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 355

PAGE NO.

B

BILLS-
-The Punjab Infrastructure Development Cess Bill, 2015 *(Introduced in the House)* 251
-The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 211-213, 250
-THE PUNJAB FINANCE BILL, 2015 *(INTRODUCED IN THE HOUSE)* 205-210
-The Punjab Motor Vehicles Transaction Licensees Bill 2015 *(Considered and passed by the House)* 91-101, 101-116
-The University of Jhang Bill 2015 *(Considered and passed by the House)*
-The University of Sahiwal Bill 2015 *(Considered and passed by the House)*
BUDGET-
-General discussion on Annual Budget for the year 2015-16 259,331,393,401
-Speech for financial year 2015-16 225

C

CABINET-
-Of the Punjab 5

Call attention Notices REGARDING 183
-Details about arrested accused persons in Baghdad -ul- Jadeed, Bahawalpur 184
-Details about murder of the son and the friend of MPA Gujranwala 187
-Details about murder of two brothers by firing of Rawalpindi Police
-Details about robbery in Moza Ahli Rawana (Police Station Kot Momin) Sargodha 181
CHIEF MINISTER OF THE PUNJAB

-SEE UNDER MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-*** 452
-On the sad demise of mother of Mr. Ghazanfar Abbas Chheena, MPA
-On the sad demises of Ch. Shamshad Ahmed Khan, MPA, son of Mrs. Sultana Shaheen MPA, brother of Malik Asif Bha, Advocate of Daska Bar and martyrs of Barma 14

D

DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 259, 331,393,401

PAGE NO.

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.

question REGARDING-

-Number of employees in Anti-Corruption Department Lahore and other details *(Question No. 3171*)* 50

-Out of turn allotment of government residences in Lahore and other details *(Question No. 3054*)* 41

FAIZA MUSHTAQ, MRS.

-Oath of office 13

FARZANA NAZIR, DR.

question REGARDING-

-Details about making useable the cricket ground of Hailey College Punjab University *(Question No. 2708*)* 136

G

GHULAM MURTAZA, CH.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 321

GULNAZ SHAHZADI, MRS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 470

h

HAMMAD NAWAZ KHAN TIPPU, MR

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 444

HIGHER EDUCATION DEPARTMENT-

questions REGARDING-

-Details about action taken against illegally residing students in hostels of Punjab University Lahore *(Question No. 3313*)* 172

-Details about boys colleges of Faisalabad *(Question No. 4822*)* 165

-Details about colleges and staff in Sahiwal *(Question No.3551*)* 142

-Details about education system in Post Graduate College district Rajanpur *(Question No. 4569*)* 162

-Details about funds granted to colleges in Sahiwal *(Question No. 3552*)* 146

152

PAGE NO.

-Details about government and private hospitals in district Lahore *(Question No. 4073*)* 175
-Details about government colleges in district Toba Tek Singh *(Question No. 5794*)* 174
-Details about Government Girls Degree College Malikwal, Mandi Bahauddin *(Question No. 5447*)* 136
-Details about making useable the cricket ground of Hailey College Punjab University *(Question No. 2708*)* 175
-Details about private universities *(Question No. 5790*)* 160
-Details about recruitments of class IV employees in UET Taxila *(Question No.4473*)* 150
-Details about regularization of IT employees of Higher Education Department *(Question No. 3799*)* 130
-Details about service structure of College Librarians *(Question No.3275*)* 137
-Establishment of Women University in Bahawalpur and other details *(Question No. 3328*)* 172
-Inauguration of sub campus of Bahauddin Zakariya University *(Question No. 3316*)*

HINA PERVAIZ BUTT, MISS.
DISCUSSION On-
464
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

I

IFTIKHAR HUSSAIN CHHACHHAR, CHAUDRY
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 419
IJAZ AHMAD ACHLANA, MEHR *(Parliamentary Seceretary for Home)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 449
INAM ULLAH KHAN NIAZI, MR.

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-*** 452
-On the sad demise of mother of Mr. Ghazanfar Abbas Chheena, MPA

J

JAVED AKHTAR, MR.
DISCUSSION On-
383
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

PAGE NO.

K

KANJI RAM, MR.
DISCUSSION On-
494
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
KANWAL NAUMAN, MRS.

question REGARDING-
-Details about quota of special persons in government recruitments *(Question No. 412)* 62
KASHIF ALI CHISHTY, PIR
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 497
KHADIJA UMAR, MRS.

questionS REGARDING-
-Details about Anti-Corruption Department cases in district Lahore during 2012-13 *(Question No. 5584*)* 53
-Details about applications received for different grants in district Gujrat *(Question No. 485*)* 63
-Details about cases of Anti-Corruption registered in Gujranwala range *(Question No. 487)* 65
-Details about corruption cases registered in Gujranwala range *(Question No. 484)* 63
-Details about expiry of allotment period in Chauburji Quarters Garden Estate *(Question No. 631)* 66
-Number of employees in Anti-Corruption Department and other details *(Question No. 5425*)* 53
KHALID GHANI CHAUDHRY, MR.
DISCUSSION On-
366
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

L

LEADER OF THE OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian
LIAQAT ALI, RANA
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 414
LUBNA FAISAL, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 340

PAGE NO.

M

MADIHA RANA, MRS.
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 415

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 69
-The Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015 (Bill No. 31 of 2015)

MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for School Education Additional Charge of Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology, Tourism)*

Answers to the questions REGARDING-
-Details about action taken against illegally residing students in hostels of Punjab University Lahore *(Question No. 3313*)* 172
-Details about government colleges in district Toba Tek Singh *(Question No. 5794*)* 176
-Details about Government Girls Degree College Malikwal, Mandi Bahauddin *(Question No. 5447*)* 174
-Details about private universities *(Question No. 5790*)* 175
-Inauguration of sub campus of Bahauddin Zakariya University *(Question No. 3316*)* 173

MAZHAR ABBAS RAN, MALIK
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 299

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of the Opposition)*
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 259

point of order REGARDING- 76
-Demand for taking up the Adjournment Motion out of turn about blind persons

RESOLUTION regarding- 89
-Condemnation of cruelty to Muslims of Barma (Myanmar) and demand for raising this issue at international level

MEHWISH SULTANA, MS. *(Parliamentary Seceretary for Higher Education)*

Answers to the questions REGARDING- 166
-Details about boys colleges of Faisalabad *(Question No. 4822*)* 142

PAGE NO.

-Details about colleges and staff in Sahiwal *(Question No.3551*)* 163
-Details about education system in Post Graduate College district Rajanpur *(Question No. 4569*)* 146
-Details about funds granted to colleges in Sahiwal *(Question No. 3552*)* 152
-Details about government and private hospitals in district Lahore *(Question No. 4073*)* 136
-Details about making useable the cricket ground of Hailey College Punjab University *(Question No. 2708*)* 161
-Details about recruitments of class IV employees in UET Taxila *(Question No.4473*)* 150
-Details about regularization of IT employees of Higher Education Department *(Question No. 3799*)* 131
-Details about service structure of College Librarians *(Question No. 3275*)* 138
-Establishment of Women University in Bahawalpur and other details *(Question No. 3328*)*

MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION ADDITIONAL CHARGE OF HOME DEPARTMENT
-See under Shuja Khanzada (T.Bt.), Col (Retd)

MINISTER FOR FINANCE
-See under Aysha Ghaus Pasha, Dr.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Sana Ullah Khan, Rana

MINISTER FOR SCHOOL EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY, TOURISM
-See under Mashhood Ahmad Khan, rana

MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution 84,87,117,204,210,213

MUHAMMAD AFZAL, DR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 342

MUHAMMAD AFZAL, RANA
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 346

MUHAMMAD AHMAD KHAN, MALIK
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 405

MUHAMMAD AKRAM, CHODHARY
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 490

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 70
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015 70

PAGE NO.

(Bill No. 24 of 2015)
-The University of Okara Bill 2015 (Bill No. 25 of 2015)
MUHAMMAD ALI, RAJA
DISCUSSION On-
370
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
MUHAMMAD ANEES QURESHI, MR.
DISCUSSION On-
390
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.
DISCUSSION On-
436
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
73
point of order REGARDING-
-Murder of two children by Rawalpindi Police
MUHAMMAD ARSHAD, RANA *(Parliamentary Secretary for Information & Culture)*
DISCUSSION On-
296
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
73
point of order REGARDING-
-MURDER OF TWO CHILDREN BY RAWALPINDI POLICE
MUHAMMAD ARSHAD MALIK, ADVOCATE, MR.
DISCUSSION On-
484
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16
questions REGARDING- 56
-Details about applications received for different grants in district Sahiwal *(Question No. 5903*)* 142
-Details about colleges and staff in Sahiwal *(Question No.3551*)* 146
-Details about funds granted to colleges in Sahiwal *(Question No. 3552*)* 59
-Details about Punjab Government Servants Housing Foundation *(Question No. 5905*)* 130
-Details about service structure of College Librarians *(Question No. 3275*)*
MUHAMMAD ASAD ULLAH, CH. (*Parliamentary Secretary for Food)*
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 343

PAGE NO.

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-***

-On the sad demises of Ch. Shamshad Ahmed Khan, MPA, son of Mrs. Sultana Shaheen MPA, brother of Malik Asif Bha, Advocate of Daska Bar and martyrs of Barma 14

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 453

MOTION regarding-

-SUSPENSION OF RULES FOR PRESENTATION OF A RESOLUTION 117

questions REGARDING- 16

-Helicopters in use of Punjab Government and other details *(Question No. 2146*)* 23

-Number of government residences in GOR-I Lahore and other details *(Question No. 2153*)* 430

QUORUM-

-Indication of quorum of the House during sitting held on 17th June, 2015 119

Resolution REGARDING-

-Condemnation of the statement of Indian Prime Minister Narinder Moodi in confession of the making Bangladesh

MUHAMMAD EJAZ SHAFI, MR.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 311

MUHAMMAD GHIYAS-UD-DIN, ABU HAFS, MR.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 479

MUHAMMAD ILYAS CHINIOTI, AL HAJ

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 499

MUHAMMAD IQBAL, CHAUDHARY

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 313

MUHAMMAD JAVED IQBAL AWAN, MALIK

DISCUSSION On- 438

PAGE NO.

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MUHAMMAD KAZIM ALI PIRZADA, MIAN
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 429

MUHAMMAD MASOOD ALAM, SYED, MAKDUM
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 482

MUHAMMAD NAEEM ANWAR, MR.
DISCUSSION On- 475

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MUHAMMAD SHAHBAZ SHARIF, MIAN *(Chief Minister of the Punjab)*

Answers to the questions REGARDING-
-Details about aids granted out of Benevolent Fund to government servants *(Question No. 6008*)* 61
-Details about Anti-Corruption Department cases in district Lahore during 2012-13 *(Question No. 5584*)* 54
-Details about applications received for different grants in district Gujrat *(Question No. 485*)* 64
-Details about applications received for different grants in district Sahiwal *(Question No. 5903*)* 57
-Details about appointments by Punjab Public Service Commission *(Question No. 4878*)* 51
-Details about appointments by Punjab Public Service Commission during 2011-12 *(Question No. 2470*)* 49
-Details about Book Bank in Civil Secretariat Lahore *(Question No. 3591*)* 46
-Details about cases of Anti-Corruption registered in Gujranwala range *(Question No. 487)* 66
-Details about corruption cases registered in Gujranwala range *(Question No. 484)* 63
-Details about expiry of allotment period in Chauburji Quarters Garden Estate *(Question No. 631)* 67
-Details about pending inquiries in Anti-Corruption Department Gujranwala *(Question No. 5388*)* 52
-Details about Punjab Government Servants Housing Foundation *(Question No. 5905*)* 59
-Details about quota of special persons in government recruitments *(Question No. 412)* 62
-Justification of examinations given by NTS in presence of Punjab Public Service Commission *(Question No. 5848*)* 55
56

PAGE NO.

-Matter about increase in grants given out of Benevolent Fund *(Question No. 5857*)* 53
-Number of employees in Anti-Corruption Department and other details *(Question No. 5425*)* 50
-Number of employees in Anti-Corruption Department Lahore and other details *(Question No. 3171*)*

MUHAMMAD SHAWEZ KHAN, MR.
DISCUSSION On-
362
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MUHAMMAD SIBTAIN KHAN, MR.

Call attention Notice REGARDING 184
-Details about murder of the son and the friend of MPA Gujranwala

MUHAMMAD WAHEED GULL, MR.
DISCUSSION On-
319
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MUHAMMAD WARIS KALLU, MALIK
DISCUSSION On-
292
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MUHAMMAD YAQUB NADEEM SETHI, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 478

MUHAMMAD YOUSAF KASELYIA, CH.
DISCUSSION On-
381
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 72
-The Provincial Motor Vehicles (2nd Amendment) Bill 2015 (Bill No. 28 of 2015) 72
-The Punjab Motor Vehicles Transaction Licensees Bill 2015 (Bill No. 29 of 2015)

MUKHTAR AHMED BHARATH, MALIK, DR.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-Accounts of the Punjab Government by Auditor General of Pakistan for the year 2009-10 337

MUMTAZ AHMAD MAHARWI, MIAN
DISCUSSION On-
364

PAGE NO.

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MUNAWAR HUSSAIN RANA ALIAS MUNAWAR GHOUS KHAN, RANA

DISCUSSION On- 378

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

MOTION regarding- 213

-SUSPENSION OF RULES FOR PRESENTATION OF A RESOLUTION 214

Resolution REGARDING-

-Demand for declaring the site of Marri Gorchani (Rajanpur) as a health provoking place

N

Naat-e-Rasool-e-MaqbooL (saw) Presented in the House in sessions held on- 12

-10th June, 2015 128

-11th June, 2015 224

-12th June, 2015 258

-15th June, 2015 330

-16th June, 2015 400

-17th June, 2015

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.

DISCUSSION On- 372

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

question REGARDING- 152

-Details about government and private hospitals in district Lahore *(Question No. 4073*)*

NAHEED NAEEM, MRS.

DISCUSSION On-

-Annual Budget for the year 2015-16 473

NAJMA BEGUM, MRS.

DISCUSSION On- 496

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

PAGE NO.

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***

ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding- 193
-Continuous increase in liver and kidneys diseases in the country
-Increase in road accidents due to dilapidated condition of road at Saikrawali Dinga Kunja, Gujrat 81

DISCUSSION On- 427
-Annual Budget for the year 2015-16

NIGHAT SHEIKH, MS.

questions REGARDING-
-Details about action taken against illegally residing students in hostels of Punjab University Lahore *(Question No. 3313*)*
-Inauguration of sub campus of Bahauddin Zakariya University *(Question No. 3316*)* **172**

172

NOTIFICATIONS of-
-Appointment of time and date for presentation of Annual Budget for the year 2015-16
-Appointment of time and date for presentation of Supplementary Budget for the year 2014-15
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid **1**
-Summoning of 15th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 10th June, 2015 **1**

251

1

O

OATH OF OFFICE-
-Faiza Mushtaq, Mrs.

PAGE NO.

13

OFFICERS-
-Of the House

9

ORDINANCE *(Laid in the House)*-
-The Punjab Institute of Quran and Seerat Studies (Amendment) Ordinance 2015 91

P

Panel of Chairmen-
-Announcement regarding Panel of Chairmen for 15th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 10th June, 2015 13

Parliamentary Secretaries- 7

-OF THE PUNJAB

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR FOOD
-See under Muhammad Asad Ullah, Ch.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HIGHER EDUCATION

-SEE UNDER MEHWISH SULTANA, MS.

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR HOME
-See under Ijaz Ahmad Achlana, Mehr

PARLIAMENTARY SECERETARY FOR INFORMATION & CULTURE
-See under Muhammad Arshad, Rana

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PUBLIC PROSECUTION

-SEE UNDER AHMED KHAN BALOCH MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD
-See under Ali Asghar Manda, Advocate, Ch.

PAGE NO.

points of order REGARDING-
-Demand for taking up the Adjournment Motion out of turn about blind persons 76
-Murder of two children by Rawalpindi Police 73

Privilege motion REGARDING-
-Insulting behaviour of Police personnel with MPAs 462

Punjab sales tax on services act 2012-
-Laying of Notifications relating to amendments in the Second Schedule of the Punjab Sales Tax on Services Act 2012 and the Rules made under the Act ibid 251

Q

QAMAR-UL-ISLAM RAJA, ENGINEER
DISCUSSION On-
-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 423

PAGE NO.

questions REGARDING-

HIGHER EDUCATION DEPARTMENT-

-Details about action taken against illegally residing students in hostels of Punjab University Lahore *(Question No. 3313*)* 172
-Details about boys colleges of Faisalabad *(Question No. 4822*)* 165
-Details about colleges and staff in Sahiwal *(Question No.3551*)* 142
-Details about education system in Post Graduate College district Rajanpur *(Question No. 4569*)* 162
-Details about funds granted to colleges in Sahiwal *(Question No. 3552*)* 146
-Details about government and private hospitals in district Lahore *(Question No. 4073*)* 152
-Details about government colleges in district Toba Tek Singh *(Question No. 5794*)* 175
-Details about Government Girls Degree College Malikwal, Mandi Bahauddin *(Question No. 5447*)* 174
-Details about making useable the cricket ground of Hailey College Punjab University *(Question No. 2708*)* 136
-Details about private universities *(Question No. 5790*)* 175
-Details about recruitments of class IV employees in UET Taxila *(Question No.4473*)* 160
-Details about regularization of IT employees of Higher Education Department *(Question No. 3799*)* 150
-Details about service structure of College Librarians *(Question No. 3275*)* 130
-Establishment of Women University in Bahawalpur and other details *(Question No. 3328*)* 137
-Inauguration of sub campus of Bahauddin Zakariya University *(Question No. 3316*)* 172

S & GAD DEPARTMENT-

-Details about aids granted out of Benevolent Fund to government servants *(Question No. 6008*)* 61
-Details about allotment of government residences in violation of rules and regulations *(Question No. 2985*)* 32
-Details about Anti-Corruption Department cases in district Lahore during 2012-13 *(Question No. 5584*)* 53
-Details about applications received for different grants in district Gujrat *(Question No. 485*)* 63
-Details about applications received for different grants in district Sahiwal *(Question No. 5903*)* 56

-Details about appointments by Punjab Public Service Commission *(Question No. 4878*)* 51
-Details about appointments by Punjab Public Service Commission 49

PAGE NO.

during 2011-12 *(Question No. 2470*)* 45
-Details about Book Bank in Civil Secretariat Lahore *(Question No. 3591*)* 65
-Details about cases of Anti-Corruption registered in Gujranwala range *(Question No. 487)* 63
-Details about corruption cases registered in Gujranwala range *(Question No. 484)* 66
-Details about expiry of allotment period in Chauburji Quarters Garden Estate *(Question No. 631)* 52
-Details about pending inquiries in Anti-Corruption Department Gujranwala *(Question No. 5388*)* 59
-Details about Punjab Government Servants Housing Foundation *(Question No. 5905*)* 62
-Details about quota of special persons in government recruitments *(Question No. 412)* 16
-Helicopters in use of Punjab Government and other details *(Question No. 2146*)* 54
-Justification of examinations given by NTS in presence of Punjab Public Service Commission *(Question No. 5848*)* 55
-Matter about increase in grants given out of Benevolent Fund *(Question No. 5857*)* 53
-Number of employees in Anti-Corruption Department and other details *(Question No. 5425*)* 50
-Number of employees in Anti-Corruption Department Lahore and other details *(Question No. 3171*)* 23
-Number of government residences in GOR-I Lahore and other details *(Question No. 2153*)* 41
-Out of turn allotment of government residences in Lahore and other details *(Question No. 3054*)*

QUORUM-

INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-

-11th June, 2015 206
-17th June, 2015 430

R

RAHEELA KHADIM HUSSAIN, MRS.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-

-The Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 30 of 2015) 69

PAGE NO.

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on -
-10th June, 2015 11
-11th June, 2015 127
-12th June, 2015 223
-15th June, 2015 257
-16th June, 2015 329
-17th June, 2015 399

reports ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-Accounts of the Punjab Government by Auditor General of Pakistan for the year 2009-10 337
-The Child Marriage Restraint (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 11 of 2015) 215
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 24 of 2015) 70
-The Provincial Motor Vehicle (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 23 of 2015) 178
-The Provincial Motor Vehicles (2nd Amendment) Bill 2015 (Bill No. 28 of 2015) 72
-The Punjab Commission on the Status of Women (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 30 of 2015) 69
-The Punjab Mass Transit Authority Bill 2015 (Bill No. 22 of 2015) 178
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 (Bill No.26 of 2015) 178
-The Punjab Motor Vehicles Transaction Licensees Bill 2015 (Bill No. 29 of 2015) 72
-The Punjab Protection of Women against Violence Bill 2015 (Bill No. 31 of 2015) 69
-The Stamp (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 27 of 2015) 177
-The University of Okara Bill 2015 (Bill No. 25 of 2015) 70

Resolutions REGARDING-
-Condemnation of cruelty to Muslims of Barma (Myanmar) and demand for raising this issue at international level 89
-Condemnation of the statement of Indian Prime Minister Narinder Moodi in confession of the making Bangladesh 119
-Demand for declaring the site of Marri Gorchani (Rajanpur) as a health provoking place 214
-Show of deep grief and sorrow on sad the demises of Ch. Shamshad Ahmed Khan (MPA PP-100) and his son 85

S

S & GAD DEPARTMENT-

PAGE NO.

questions REGARDING-

-Details about aids granted out of Benevolent Fund to government servants *(Question No. 6008*)* 61
-Details about allotment of government residences in violation of rules and regulations *(Question No. 2985*)* 32
-Details about Anti-Corruption Department cases in district Lahore during 2012-13 *(Question No. 5584*)* 53
-Details about applications received for different grants in district Gujrat *(Question No. 485*)* 63
-Details about applications received for different grants in district Sahiwal *(Question No. 5903*)* 56
-Details about appointments by Punjab Public Service Commission *(Question No. 4878*)* 51
-Details about appointments by Punjab Public Service Commission during 2011-12 *(Question No. 2470*)* 49
-Details about Book Bank in Civil Secretariat Lahore *(Question No. 3591*)* 45
-Details about cases of Anti-Corruption registered in Gujranwala range *(Question No. 487)* 65
-Details about corruption cases registered in Gujranwala range *(Question No. 484)* 63
-Details about expiry of allotment period in Chauburji Quarters Garden Estate *(Question No. 631)* 66
-Details about pending inquiries in Anti-Corruption Department Gujranwala *(Question No. 5388*)* 52
-Details about Punjab Government Servants Housing Foundation *(Question No. 5905*)* 59
-Details about quota of special persons in government recruitments *(Question No. 412)* 62
-Helicopters in use of Punjab Government and other details *(Question No. 2146*)* 16
-Justification of examinations given by NTS in presence of Punjab Public Service Commission *(Question No. 5848*)* 54
-Matter about increase in grants given out of Benevolent Fund *(Question No. 5857*)* 55
-Number of employees in Anti-Corruption Department and other details *(Question No. 5425*)* 53
-Number of employees in Anti-Corruption Department Lahore and other details *(Question No. 3171*)* 50
-Number of government residences in GOR-I Lahore and other details *(Question No. 2153*)* 23
-Out of turn allotment of government residences in Lahore and other details *(Question No. 3054*)* 41

	PAGE NO.
SAADIA SOHAIL RANA, MRS.	
BILL *(Discussed upon)*-	
-The University of Sahiwal Bill 2015	105
DISCUSSION On-	
-Annual Budget for the year 2015-16	420
SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*	
BILLS *(Discussed upon)*-	
-The Provincial Motor Vehicles (Second Amendment) Bill 2015	211
-The Punjab Motor Vehicles Transaction Licensees Bill 2015	205
-The University of Jhang Bill 2015	91,101
-The University of Sahiwal Bill 2015	101, 107,116
MOTION regarding-	
-Suspension of rules for presentation of a resolution	84,87,204,210,213
ORDINANCE *(Laid in the House)*-	
-THE PUNJAB INSTITUTE OF QURAN AND SEERAT STUDIES (AMENDMENT) ORDINANCE 2015	91 463
Privilege motion REGARDING-	
-INSULTING BEHAVIOUR OF POLICE PERSONNEL WITH MPAS	85
Resolution REGARDING-	
-Show of deep grief and sorrow on sad the demises of Ch. Shamshad Ahmed Khan (MPA PP-100) and his son	
Schedules OF Budget-	250
-PRESENTATION OF SCHEDULE OF ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16	250
-Presentation of Schedule of Supplementary Budget for the year 2014-15	
SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR	
Call attention Notice REGARDING	187
-Details about murder of two brothers by firing of Rawalpindi Police	
DISCUSSION On-	446
-Annual Budget for the year 2015-16	
SHAHZAD MUNSHI, MR.	

PAGE NO.

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING-
-The Punjab Maternity Benefits (Amendment) Bill 2015 (Bill No.26 of 2015) 178

SHAFQAT MAHMOOD, MR.
QUESTION regarding-
-Details about Government Girls Degree College Malikwal, Mandi Bahauddin *(Question No. 5447*)* 174

SHAMEELA ASLAM, MRS.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 500

SHUJA KHANZADA (T.BT.), COL (RETD) (*Minister for Environment Protection Additional Charge of Home Department)*

Call attention Notices (ANSWERS) REGARDING 183
-Details about arrested accused persons in Baghdad -ul- Jadeed, Bahawalpur 184
-Details about murder of the son and the friend of MPA Gujranwala 187
-Details about murder of two brothers by firing of Rawalpindi Police
-Details about robbery in Moza Ahli Rawana (Police Station Kot Moman) Sargodha 181

SUMMONING-
-Notification of summoning of 15th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 10th June, 2015 **1**

SHUNILA RUTH, MRS.
BILL *(Discussed upon)*-
-The University of Sahiwal Bill 2015
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 **102, 104**
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 11th June, 2015 440

206

T

TAHIR, MIAN
QUESTIONS regarding-
-Details about boys colleges of Faisalabad *(Question No. 4822*)*
-Details about regularization of IT employees of Higher Education

PAGE NO.

Department *(Question No. 3799*)* 165

150

TARIQ MEHMOOD, MIAN
DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 302

QUESTION regarding-
-Details about pending inquiries in Anti-Corruption Department Gujranwala *(Question No. 5388*)* 52

TARIQ MEHMOOD BAJWA, MR.
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16

492

TEHSEEN FAWAD, MRS.

Condolence ***(PRAY FOR FORGIVENESS)-***
-On the sad demises of Ch. Shamshad Ahmed Khan, MPA, son of Mrs. Sultana Shaheen MPA, brother of Malik Asif Bha, Advocate of Daska Bar and martyrs of Barma

14

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION On-
-Annual Budget for the year 2015-16 466

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION On-

349

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

point of order REGARDING- 76
-Demand for taking up the Adjournment Motion out of turn about

PAGE NO.

BLIND PERSONS 51

49

questions REGARDING- 137

-Details about appointments by Punjab Public Service Commission *(Question No. 4878*)*

-Details about appointments by Punjab Public Service Commission during 2011-12 *(Question No. 2470*)*

-Establishment of Women University in Bahawalpur and other details *(Question No. 3328*)*

Z

ZAHEER-UD-DIN KHAN ALIZAI, MR.

question REGARDING-

-Details about allotment of government residences in violation of rules and regulations *(Question No. 2985*)* 32

ZEB-UN-NISA AWAN, MRS.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

487

ZILL-E-HUMA, MRS.

question REGARDING-

-Details about recruitments of class IV employees in UET Taxila *(Question No.4473*)*

160

ZULIFQAR ALI KHAN, MR.

DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- **358**

-The Stamp (Amendment) Bill 2015 (Bill No. 27 of 2015)

PAGE

NO.

177

ZULFIQAR GHORI, MR.
DISCUSSION On-

-ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16

316

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2015

(جمعرات18، جمعتہ المبارک19، سوموار22، منگل23، بدھ24،
جمعرات25، جمعتہ المبارک26۔جون2015)
(یوم الخمیس30شعبان المعظم، یوم الجمع یکم، یوم الاثنین4، یوم الثلاثہ5، یوم الاربعاء6، یوم الخمیس7،
یوم الجمع8۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی: پندرہواں اجلاس

جلد15(حصہ دوم): شمارہ جات : 7تا13

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

پندرہواں اجلاس

جمعرات،18۔جون2015

جلد 15:شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	----------	505
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	----------	507
3۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------	508
	سرکاری کارروائی		
	بحث		
4۔	سالانہ بجٹ برائے سال2015-16 پر عام بحث(---جاری)	----------	509

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
5۔	کورم کی نشاندہی	551
6۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	552
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
7۔	تحریک التوائے کار نمبر14/1119 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	564
8۔	سوال نمبر14/2338 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	565
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
9۔	تحاریک استحقاق نمبر14/32اور15/2,13 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	566
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
10۔	تحاریک استحقاق نمبر2013/12,2014/31,25,20,15اور,,5,4,1 2015/16,15,14,12,11,10,8,7 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	566
11۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	567
	رپورٹ(میعاد میں توسیع)	
12۔	نشان زدہ سوال نمبر269ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے مسئلہ کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	586
13۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	587

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعتہ المبارک،19۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 8	
14۔	ایجنڈا	607
15۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	609
16۔	نعت رسول مقبول ﷺ	610
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
17۔	سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث(۔۔۔جاری)	611
	سوموار،22۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 9	
18۔	ایجنڈا	655
19۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	663
20۔	نعت رسول مقبول ﷺ	664
	تعزیت	
21۔	بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت	665
	تحاریک التوائے کار	
22۔	جام پور(راجن پور)میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ(۔۔۔جاری)	666
23۔	پنجاب آرٹس کونسل میں گھپلوں کا انکشاف(۔۔۔جاری)	667
24۔	ملک میں گردوں اور جگر کی بیماریوں میں مسلسل اضافہ(۔۔۔جاری)	669
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
25۔	مطالبات زر برائے سال16-2015 پر بحث اور رائے شماری	671

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،23۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 10	
26۔	ایجنڈا	745
27۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	753
28۔	نعت رسول مقبول ﷺ	754
	تحاریک التوائے کار	
29۔	صوبہ میں بچوں سے جنسی تشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ اوراس پر حکومتی چشم پوشی کا مظاہرہ(۔۔۔جاری)	756
30۔	واسا کے جنریٹروں کے ڈیزل اور پٹرول کی چوری کا انکشاف(۔۔۔جاری)	757
31۔	حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں حالیہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے کھڑی فصلیں تباہ، سروے کروانے اور ریلیف دینے کا مطالبہ(۔۔۔جاری)	758
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
32۔	مطالبات زر برائے سال16-2015 پر بحث اور رائے شماری(۔۔۔جاری)	759
	تحاریک استحقاق	
33۔	ڈی سی او اور اے سی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا	794
34۔	مطالبات زر برائے سال16-2015 پر بحث اور رائے شماری(۔۔۔جاری)	796
	بدھ،24۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 11	
35۔	ایجنڈا	827
36۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	831

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	بدھ،24۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 11	
37۔	نعت رسول مقبول ﷺ	832
	پوائنٹ آف آرڈر	
38۔	صوبہ میں ہونے والی لوڈشیڈنگ کے متعلق قرارداد کو take up کرنے کا مطالبہ	833
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
39۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب2015	835
40۔	مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب2015	856
41۔	منظور شدہ اخراجات برائے سال16-2015 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جانا	862
42۔	مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں2015	866
43۔	مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ2015	869
44۔	مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب2015	871
45۔	مسودہ قانون (ترمیم) غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2015	878
46۔	قواعد کی معطلی کی تحریک قرارداد	880
47۔	کراچی اور اندرون سندھ میں شدید گرمی کی وجہ سے سینکڑوں افراد کی ہلاکت پر افسوس کا اظہار	881

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات،25۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 12	
48۔	ایجنڈا	887
49۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	889
50۔	نعت رسول مقبول ﷺ	890
	حلف	
51۔	نومنتخب معزز ممبر اسمبلی کا حلف	891
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
52۔	ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث	892
	رپورٹیں (میعاد میں توسیع)	
53۔	تحاریک التوائے کار نمبر 237 اور 728 برائے سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	902
54۔	نشان زدہ سوال نمبر 14/2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	903
55۔	کورم کی نشاندہی	904
56۔	ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	905
	جمعتہ المبارک،26۔جون2015	
	جلد 15:شمارہ 13	
57۔	ایجنڈا	969
58۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	977

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
59۔	نعت رسول مقبول ﷺ	978
	تحاریک التوائے کار	
60۔	رحیم یار خان میں ساڑھے تین ارب روپے سے مکمل ہونے والی سیوریج سکیم فلاپ ہونے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا(۔۔۔جاری)	979
	پوائنٹ آف آرڈر	
61۔	پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جانب سے پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے حوالے سے تحریک التوائے کار اور ایم کیو ایم کا بھارت کی ایجنسی "را" کے ساتھ مل کر دہشت گردی سے متعلق قرارداد کو فوری take up کرنے کا مطالبہ	981
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
62۔	ضمنی مطالبات زر برائے سال 15-2014 پر بحث اور رائے شماری	983
63۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 15-2014 کا ایوان کی میز پر رکھ جانا	1029
64۔	قواعد کی معطلی کی تحریک	1029
	قرارداد	
65۔	ایم کیو ایم کا بھارت کی ایجنسی "را" کے ساتھ مل کر دہشت گردی سے متعلق تحقیقات کا مطالبہ	1030
	تحاریک التوائے کار(۔۔۔جاری)	
66۔	ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب کی شائع کردہ آٹھویں جماعت کی جغرافیہ کی کتاب میں پاکستان دشمن مواد چھاپنے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ	1032
67۔	اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ	1034
68۔	انڈکس	

505

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ18۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

"سالانہ بجٹ برائے سال16-2015پر عام بحث"

507

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

جمعرات،18۔جون2015

(یوم الخمیس،30۔شعبان المعظم1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ
عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ﴿١٨٣﴾ أَيَّامٗا
مَّعۡدُودَٰتٖۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوۡ عَلَىٰ سَفَرٖ
فَعِدَّةٞ مِّنۡ أَيَّامٍ أُخَرَۚ وَعَلَى ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدۡيَةٞ
طَعَامُ مِسۡكِينٖۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيۡرٗا فَهُوَ خَيۡرٞ لَّهُۥۚ
وَأَن تَصُومُواْ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ ﴿١٨٤﴾

سورۃ البَقَرَۃ آیات 183 تا184

مومنو!تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو(183)(روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں)وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلادیں اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے۔اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے(184)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضور اپنے کرم کے حصار میں رکھنا
دیار نور کے قرب و جوار میں رکھنا
جیوں تو گنبد خضراء کے سائے میں آقا
جو مر بھی جاؤں تو اپنے دیار میں رکھنا
جب آپ اپنے غلاموں کو یاد فرمائیں
ہمیں بھی شاہ مدینہ شمار میں رکھنا
قدم قدم پہ لگا ہے تجلیوں کا ہجوم
ذرا سنبھل کے قدم کوئے یار میں رکھنا

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی جیسے آپ سب کو معلوم ہے کہ 15۔جون سے 16-2015 کے بجٹ پر عام بحث جاری ہے چونکہ کل محترمہ نے اسے wind up بھی کرنا ہے اس لئے آپ مہربانی فرما کر ذرا اختصار سے کام لیں، میرے پاس بہت لمبی چوڑی لسٹ ہے اگر ہم ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے تو سب کو موقع لے گا۔اب تک right side سے 53 نام ہیں اور چھ نام آپ کے ہیں۔ میں ڈاکٹر مراد راس سے کہوں گا کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔جناب سپیکر!سب سے زیادہ افسوس کی بات ہے کہ اپنے حلقے کے issues پر بات کرنے کے لئے ایک سال کے اندر دس منٹ دیئے جاتے ہیں۔آپ لوگوں کے ان issues پر دس منٹ سے زیادہ بات نہیں کر سکتے، میں آج تیسری دفعہ کھڑے ہو کر ان issues پر بول رہا ہوں۔

جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ان کو دس دس منٹ اور ہمیں پانچ منٹ۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!اگر آپ نے بولنا ہے تو میں بھی بہت اونچا بول سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے کہ کتنے منٹ ہیں۔ان کو بات کرنے دیں۔جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں معزز وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ آج تین سال ہو گئے پلیز جو پوچھا جائے کم از کم ان کے جوابات تو دیئے جائیں کہ یہ کیوں ہو رہا ہے اور ان چیزوں کو ٹھیک کیوں نہیں کیا جا رہا؟ ہر سال یہی issues آتے ہیں، ہر سال یہی بتایا جاتا ہے آج میں پھر کھڑے ہو کر یہی issues بتاؤں گا اور پھر کوئی جواب نہیں آئے گا۔سب سے بڑا issue یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کریں، کوئی بات کریں محترمہ note کر رہی ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ہم بھی لوگوں کے ووٹ سے الیکشن جیت کر یہاں آئے ہیں لیکن ہمارا حق ہمیں نہیں دیا جاتا، ہماری سکیمز نہیں لی جاتیں، ہمارے فنڈز کا کچھ نہیں کیا جاتا اور جو ہم سے ہارے ہوئے لوگ ہیں یہ سب کچھ انہیں دیا جاتا ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ میرے ساتھ چلیں میں چل کر دکھاتا ہوں اور سب سے پہلے پانی کا issue بتاتا ہوں کہ گلبرگ، ماڈل ٹاؤن، گارڈن ٹاؤن کا حلقہ ہے۔ آپ میرے ساتھ چلیں اور جا کر گلبرگ میں پانی کا حال دیکھیں۔ آج مجھے یہاں کھڑے ہو کر بات کرتے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں کہ آپ گلاس میں پانی ڈال کر پی نہیں سکتے، آپ اس پانی کے ساتھ برتن نہیں دھو سکتے چونکہ اس میں سیوریج کا پانی شامل ہو رہا ہے۔ ہم نے self fund raising کر کے حلقے میں دس فلٹریشن پلانٹ لگائے ہیں۔ کون سا ایم پی اے self fund raising کر کے دس فلٹریشن پلانٹس لگاتا ہے، یہ کوئی بات ہے اور یہ کہاں کا انصاف ہے؟ سیوریج کے پائپ تک تو پیسے دے کر ٹھیک کروانے ہوتے ہیں کیونکہ وہ پینے کے پانی میں mix ہو رہا ہے چونکہ اب بلدیاتی الیکشن آ رہے ہیں تو کیا زبردست چیز ہوئی ہے، میں تین سال سے واسا کے پیچھے پڑا ہوا تھا کہ یہاں پر ٹیوب ویل لگوا دیں، ٹیوب ویل لگوا دیں، ٹیوب ویل لگوا دیں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں لگ سکتا مگر اب بلدیات کے الیکشن آ رہے ہیں تو تین ٹیوب ویل issue ہو گئے ہیں۔ اب یہ تین ٹیوب ویل کہاں سے آ گئے ہیں؟ میں معزز وزیر سے پوچھتا ہوں کہ with in the past one month یہ تین ٹیوب ویل کہاں سے آئے ہیں؟ ایک کبوتر پورہ میں لگ رہا ہے، ایک جی این ایچ بلاک کے اندر لگ رہا ہے اور ایک فیروز پور روڈ والی سائیڈ پر لگ رہا ہے۔ یہ تین ٹیوب ویل کدھر سے آئے ہیں؟ یہ وہی فنڈز ہیں جو ہمیں issue ہونے چاہئیں تھے اور وہی سکیمز ہیں جو ہمیں issue ہونی چاہئیں تھیں لیکن ہم سے ہارے ہوئے لوگوں کو دے رہے ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہر دفعہ یہاں آ کر یہی issues اٹھاتے رہے ہیں ان کا کوئی جواب ہے اور نہ ہی کوئی حل ہے۔ یہ تو اس طرح لگ رہا ہے کہ ہم یہاں آ کر دیوار کے ساتھ سر مارتے رہتے ہیں اور پھر اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے جو بات کی ہے محترمہ اپنی wind up تقریر میں اس کا جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں پوری بات کر رہا ہوں کہ یہ تین سال سے ہو رہا ہے اور بار بار وہی issues ہیں۔ میں دوسرا issue قبرستان کا بتاتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، کیا کہا؟

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!یہ وہی issues ہیں issues change ہی نہیں ہوتے۔میں صرف اپنے حلقے کی بات نہیں کر رہا بلکہ یہاں پر جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کا یہی issue ہے لاہور کے اندر پانی کا issue ہے یا قبرستان کا۔آپ آ کر دیکھیں کہ قبر کے اوپر قبر بنائی جا رہی ہے اور سات سے آٹھ لوگ ایک ہی قبر کے اندر ہیں، میرے ساتھ کوئی چلے تو سہی، حکومت کی طرف سے میرے ساتھ جانے کو بھی کوئی تیار نہیں ہے۔گلبرگ، ماڈل ٹاؤن اور گارڈن ٹاؤن جیسے علاقوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ تو نمبر 1 حلقہ ہو گا۔یہ حلقے کہاں سے نمبر 1 بنتے ہیں اگر وہاں پر یہ حال ہے تو میں ان سے پوچھوں گا کہ باقی جگہوں کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر!سردیوں میں تو سوئی گیس ویسے ہی نہیں آتی،آپ میرے ساتھ چلیں آج بھی سوئی گیس نہیں آ رہی، مکہ کالونی کی گلی نمبر دس، گیارہ، بارہ، تیرہ، چودہ، پندرہ اور گلی نمبر بیس تک سوئی گیس نہیں آ رہی۔لوگ اتنی گرمی میں سارا سارا دن اور ساری ساری رات بیٹھ کر انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ کب سوئی گیس آئے گی کب کھانا پکے گا اور کب ان کی زندگی کے معاملات آگے چلیں گے۔ہر دفعہ یہی issues ہیں مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ کتنی دفعہ انہی issues کو repeat کیا جائے گا۔آپ سکولز کی طرف آ جائیں ہم یہاں پر سکولز پر بڑا دعویٰ کرتے ہیں کہ we are doing such a great job.بجٹ بڑھتا جا رہا ہے لیکن problems حل نہیں ہو رہے۔پلیز معزز منسٹر صاحبہ!آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو لے کر چلتا ہوں اور میں جو بھی issues کہہ رہا ہوں یہ میں اپنے لئے تو نہیں کہہ رہا، مجھے تو ضرورت نہیں ہے۔میں جن چیزوں کی آپ سے بات کر رہا ہوں یہ میں اپنے لئے تو نہیں کہہ رہا۔ہم تو عوام کے issues کے لئے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔آپ میرے ساتھ سکول میں چلیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ میں اڑھائی سال سے ای ڈی او کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ گنگا آئس فیکٹری گرلز ہائی سکول کو فرنیچر دے دیں ایک ہی کلاس میں آدھی بچیاں زمین پر بیٹھی ہوئی ہیں اور آدھی بچیاں کرسیوں پر بیٹھی ہوئی ہیں۔میں نے ای ڈی او سے کہا کہ آپ اس سکول میں فرنیچر بھجوا دیں دو سال کے بعد انہوں نے ٹوٹا ہوا فرنیچر بھجوایا۔آپ ابھی میرے ساتھ چل کر دیکھیں کہ انہوں نے ٹوٹا ہوا فرنیچر بھجوایا۔اتحاد کالونی کے اندر بچے درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔میں آپ کو یہ گلبرگ کے حالات بتا رہا ہوں ہم نے fund raising کی اور خود ہی سکول بنایا آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو دکھاتا ہوں، ہم نے پیسے اکٹھے کر کے سکول بنایا اور ای ڈی او سے کہا کہ یہ سکول لے لو ہم تمیں فری سکول دے رہے ہیں لیکن وہ لینے کے لئے تیار نہیں چونکہ یہ سکول پی ٹی آئی والوں نے بنایا ہے۔آپ ہی

مجھے بتائیں کہ یہ سارے کیا چکر ہیں؟ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ سکول بنا کر دیں، فلٹریشن پلانٹ بھی لگا کر دیں، میں آپ کو فلٹریشن پلانٹ کے حوالے سے بتاتا ہوں کہ ہم نے گرومانگٹ کے اندر چھوٹے سائز کا فلٹریشن پلانٹ لگایا چونکہ ہم تو اتنا بڑا لگا نہیں سکتے، حکومت والے آتے ہیں اور ہم سے دس گنا بڑا فلٹریشن پلانٹ لگا دیتے ہیں۔ یہ فنڈز کہاں سے آ رہے ہیں اور یہ سب چیزیں کہاں سے آ رہی ہیں؟ ہم جہاں پر کوئی چھوٹی چیز بناتے ہیں وہ آگے بڑی چیز بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ان کو یہ کرنے کی کون اجازت دے رہا ہے اور ان کو یہ کرنے کے لئے کون فنڈز دے رہا ہے، یہ سکیمز کہاں سے آ رہی ہیں، ای ڈی او سکول لینے کے لئے تیار کیوں نہیں اور پلیز میرا آپ سے سوال ہے کہ ای ڈی او سکول لینے کے لئے تیار کیوں نہیں؟ سکول تیار پڑا ہے اور میں دینے کے لئے تیار ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے سوالات وقفہ سوالات میں ضرور دیں اور اس کا جواب لیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب نہیں آئے گا۔ بچے ایک سال پڑھتے رہیں گے اور وہ ایک سال تک درخت کے نیچے بیٹھے رہیں گے ان کو ریلوے ٹریک کراس کر کے کینٹ والی سائیڈ پر پڑھنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ یہاں ایک سال تک جواب نہیں آنا اور جب جواب آنا ہے تو ہم کھڑے ہو کر اسے چیلنج نہیں کر سکیں گے اور انہوں نے کہنا ہے کہ ہم نے اس وجہ سے سکول نہیں لیا۔ اگر معاملات حل کرنے ہیں تو میرے ساتھ چلیں۔ اگر کوئی problems حل کرنے ہیں تو میرے ساتھ چلیں اور میں بتاتا ہوں کہ problems کیا ہیں؟

جناب سپیکر! پولیس کا الگ issue ہے۔ آپ جا کر تھانوں کی حالت دیکھیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں یا کسی کو بھیج دیں۔ نصیر آباد کا تھانہ جوتوں کی فیکٹری کے اندر بنایا ہوا ہے۔ ان کے پاس گاڑیاں، فرنیچر اور نہ ہی بیٹھنے کا کوئی انتظام ہے۔ جہاں پر انسپکٹر بیٹھا ہوتا ہے اس کے ساتھ تھانے کے اندر ہی موٹر سائیکل پارک کئے جاتے ہیں۔ پولیس کو اربوں روپے کا بجٹ دیا جا رہا ہے لیکن حالات دن بدن خراب ہوتے اور جرائم بڑھتے جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ گارڈن ٹاؤن کے طارق بلاک اور شیر شاہ بلاک میں چلیں وہاں پر محافظ یعنی پولیس کے لوگ جرائم کرنے والوں کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور یہ بات وہاں کے لوگ کہتے ہیں۔ آپ لوگوں کی بات یہاں سُننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہاں آ کر ہم بڑی اچھی اچھی باتیں کرتے ہیں کہ اس سال ہم نے بجٹ میں اتنا زیادہ اضافہ کر دیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ لوگوں کے کون سے مسائل solve ہو رہے ہیں؟ میرے پاس موبائل فون کے اندر چھ ہزار نمبرز ہیں اور ان سب لوگوں کے مسائل ہیں۔ میرے بعد یہاں پر ابھی بڑی اچھی باتیں ہوں گی اور چھ یا دس معزز

ممبران اس بجٹ کی تعریف کریں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ وہ سب کچھ کریں جو کرنا چاہتے ہیں، آپ کو روکنے والا بھی کوئی نہیں مگر جو لوگوں کے مسائل ہیں at leastان کو تو حل کریں۔یہاں پر بڑی بڑی commitments کی جاتی ہیں کہ ہم لاہور میں فلٹریشن پلانٹس لگا رہے ہیں اور ہم لاہور کا پانی صاف کرنے لگے ہیں۔اگر آپ کو اس مسئلے کا حل چاہئے تو میں بتاتا ہوں کہ بی آر بی نہر پر فلٹریشن پلانٹس لگائیں اور وہاں سے سارے لاہور کو پانی مہیا کریں۔ میں کہتا ہوں کہ میرے حلقے میں جو نئے تین ٹیوب ویلز لگے ہیں وہ نہیں لگنے چاہئیں تھے۔لاہور میں مزید ایک نلکا بھی نہیں لگنا چاہئے کیونکہ water level بہت نیچے جا چکا ہے۔آپ بی آر بی نہر پر فلٹریشن پلانٹس لگائیں تو میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس سے سارے لاہور کو پانی مل جائے گا۔اسی طرح ہمیں سیوریج کے مسائل درپیش ہیں۔ جیل روڈ سے لے کر فیروزپور روڈ تک سیوریج کا پورا منصوبہ میرے پاس ہے۔یہ سیوریج اس لئے ٹھیک نہیں ہو رہا کیونکہ پہلے لوگ بڑے بڑے گھروں میں رہتے تھے۔ پہلے دو، تین یا چار کنال کے گھر میں چار، پانچ یا دس لوگ رہتے تھے لیکن اب وہاں پر کئی منزلہ عمارتیں کھڑی ہو گئی ہیں اور جو سیوریج سسٹم دس لوگوں کے لئے بنا تھا آج وہی ایک ہزار لوگ استعمال کر رہے ہیں اسی وجہ سے سیوریج کا نظام ٹھیک نہیں ہو رہا۔اس حوالے سے میرے پاس ایک پورا plan تیار ہے اگر آپ کو چاہئے تو میں provide کر دیتا ہوں۔ جیل روڈ سے لے کر فیروزپور روڈ تک پورا نیا سیوریج سسٹم ڈالنے پر 7۔ارب روپے خرچ ہوں گے۔اس منصوبہ پر عملدرآمد ہو جائے تو لوگوں کو بہت بڑا relief ملے گا۔چونکہ یہ کام سڑک کے نیچے ہونا ہے، کسی کو نظر نہیں آنا اس لئے اس پر کوئی عملدرآمد کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم اربوں روپے پُلوں پر لگا رہے ہیں لیکن لوگوں کی basic necessities کو پورا نہیں کر رہے۔آج پھر میں نے کھڑے ہو کر یہ بات point out کر دی ہے۔اللہ اللہ خیر صلا۔یہاں ہماری بات کوئی سُننے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہاں آپ کی بات سارے سُن رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر کوئی unreasonable بات نہیں کی۔ میں نے جن مسائل کی طرف نشاندہی کی ہے یہ basic and every day issues ہیں لہذا گزارش کروں گا کہ ان کی طرف دھیان دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ڈاکٹر نجمہ افضل خان صاحبہ!

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں وزیر خزانہ پنجاب،حکومت پنجاب اور بالخصوص خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔پنجاب کی تاریخ میں 400۔ارب روپے کا development package پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔یہ 400۔ارب روپیہ پنجاب کے عوام کی زندگیوں میں خوشحالی اور بہتری لائے گا۔

جناب سپیکر!تعلیم کے شعبہ میں 27 فیصد رقم کا ریکارڈ اضافہ کیا گیا ہے۔پرائمری سکولوں کی missing facilities کو پورا کرنا،یونیورسٹیوں کا قیام،ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل سنٹرز کا قیام اور ٹیکنیکل تعلیمی اداروں میں seats کا اضافہ ان والدین کے لئے بے پناہ خوشیوں کا پیغام ہو گا کہ جن کے بچوں کی first division تو ضرور آتی ہے لیکن اس کے باوجود انہیں داخلہ نہیں ملتا۔جنوبی پنجاب میں دو نئے میڈیکل کالجوں کا قیام،بہت سے نئے سکولوں اور کالجوں کا اجراء اور دانش سکولوں کے لئے 2۔ارب روپے مختص کرنا یہ پنجاب کے غریب اور بے سہارا بچوں کے لئے خوشیوں کا پیغام لے کر آ رہا ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح صحت کے شعبہ میں 19 فیصد اضافہ ایک بہت بڑی خوشخبری اور بہتری کا پیش خیمہ ہے۔Health Sector Reforms and Road map کے مطابق اگر ہم implementation کروانے میں کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے شعبہ صحت میں ایک انقلاب آ جائے گا۔فیصل آباد میں بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر وہاں پر میں ایک Trauma Centre کے قیام کے لئے درخواست کروں گی کیونکہ یہ وقت کی اہم ضرورت ہے۔خواتین میں breast cancer کی بروقت تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی خواتین موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔ان کے لئے Breast Clinic قائم کیا جائے جہاں ایک چھت کے نیچے ان کو تشخیص،علاج اور follow-up کی سہولتیں مہیا ہو سکیں۔اس سے بہت سی خواتین کی جان بچ سکتی ہے اس کے لئے PC-I داخل ہو چکا ہے اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے 6 کروڑ روپے کی منظوری کی منتظر ہوں۔فیصل آباد اور ارد گرد کے علاقے کی خواتین کے لئے یہ ایک قابل تحسین اقدام ہو گا۔

جناب سپیکر! پاکستان کے آج کے حالات میں لاء اینڈ آرڈر قائم رکھنا سب سے اہم مسئلہ ہے۔ میں یہاں خصوصی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ پاکستان میں International Cricket کی بحالی ہوئی اور بیرون ملک کی ٹیم نے صرف لاہور میں میچ کھیلنے پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ یہ بات بذات خود ایک good governance کے سرٹیفکیٹ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم 70۔ارب روپے کی خطیر رقم سے نہ صرف اپنی پولیس کو بہتر ہتھیار، گاڑیاں اور سکیورٹی کا سامان لے کر دے سکیں گے بلکہ نئی elite force کا قیام بھی ممکن ہو سکے گا۔ یہ اقدام عوام کے لئے باعث اطمینان ہو گا۔ جہاں میں پولیس سے بہتر کارکردگی کی توقع رکھتی ہوں وہاں پنجاب پولیس کی بے شمار قربانیوں اور شہادتوں پر خراج تحسین بھی پیش کرنا چاہتی ہوں۔ یہاں میں حزب اختلاف کے غیر ذمہ دارانہ روّیے اور پنجاب پولیس کو گلوبٹ کا نام دینے پر پُرزور مذمت کرتی ہوں۔ ہر ادارے میں بہتری کی گنجائش ہوتی ہے لیکن ریاست کے اہم ادارے کو بدنام کرنا، ان کو demoralize کرنا ایک بہت بڑی immaturity اور غیر اخلاقی حرکت ہے جس کی تائید کوئی ذمہ دار سیاسی جماعت نہیں کر سکتی۔ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے دوران حزب اختلاف نے غیر ذمہ داری کی انتہا کر دی تھی۔ پوری دنیا نے دیکھا کہ بجٹ تقریر کو سنے بغیر اس کو reject کیا گیا۔ میں اس روّیے کی مذمت کرتی ہوں۔ پورے پاکستان نے دیکھا کہ حزب اختلاف کی طرف سے کیا روّیہ اختیار کیا گیا، بجٹ کو سُنے بغیر اس کو reject کرنا بالکل غلط بات ہے۔

جناب سپیکر: آپ ان کو چھوڑیں اپنی بات کریں۔

ڈاکٹر نجمہ افضل خان: جناب سپیکر! حزب اختلاف کے اس روّیے سے قوم کی ایک بدنما تصویر دکھائی گئی۔ شاید ان کی تربیت اور اخلاقیات میں دھرنے کا ماحول اتنا رچ بس گیا ہے۔ اسے عوام نے کل بھی reject کیا اور آئندہ بھی reject کرے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بڑھتی ہوئی آبادی ہمارے لئے ایک priority challenge ہے۔ اس کا ترجیحی بنیادوں پر سدّباب کیا جائے اور اس حوالے سے ایک مناسب حکمت عملی تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑھتی ہوئی آبادی کے اثرات اور فیملی پلاننگ کی افادیت کے حوالے سے ایک بھرپور مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ اس میں ہمارے مذہبی سکالرز اور مردوں کی involvement بھی ضروری ہے۔ ہمارے ہیلتھ موبلائزر اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کو specialize scientific training دی جانی چاہئے تاکہ وہ گھر گھر جا کر بہتر services، شعور اور آگاہی عوام کو دے سکیں۔ یونین کونسل کی سطح پر اس

بارے میں working policy بنائی جائے اور ان کی کارکردگی کو سختی سے monitor کیا جائے۔ فوری طور پر خالی اسامیوں کو پُر کیا جائے اور محکمہ بہبود آبادی کے لئے معقول بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور اس دُعا سے اپنی تقریر کا اختتام کرتی ہوں کہ:

خُدا کرے کہ میری ارض پاک پر اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے صدیوں
یہاں خزاں کو بھی گزرنے کی مجال نہ ہو

بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ۔ صرف بجٹ بنا دینا کمال نہیں بلکہ اصل امتحان اُس کی affective utilization and implementation ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پچھلے سال اکثر اداروں کا 50 فیصد بجٹ lapse ہو گیا تھا اور عوام کے کسی کام نہ آیا تھا۔ یہ اس پنجاب حکومت کا تسلسل کے ساتھ آٹھواں بجٹ ہے اور اگر ہم اس کی allocation versus utilization کا trend دیکھیں تو پتا یہ چلتا ہے کہ گزشتہ پچھلے کئی سالوں میں allocation تو بڑھتی چلی گئی مگر utilization کا تناسب ہر آنے والے سال کے ساتھ کم ہوتا گیا۔ اسی طرح اس سال بھی پنجاب حکومت نے 1.4 trillion rupees کا بجٹ پیش کیا ہے مگر یہ دیکھنا باقی ہے کہ آمدن اور اخراجات کے اہداف کس حد تک achieve ہوتے ہیں؟ اس سلسلہ میں پچھلے سال کی کارکردگی پر اگر تھوڑی سی نظر ڈالیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ 15-2014 میں ڈویلپمنٹ بجٹ 345 بلین روپے رکھا گیا تھا اُس کو revise کر کے اُس کی utilization صرف 170 بلین ہوئی تھی۔ Higher Education receive the cut of 2 billion لٹریسی کے لئے 50 ملین بجٹ رکھا گیا تھا مگر ایک پیسا بھی release نہیں کیا گیا۔ انسانی حقوق اور اقلیتوں کے لئے 300 ملین روپے بجٹ رکھا گیا اور اُس میں سے ایک پیسا بھی release نہیں کیا گیا۔ سکولز ایجوکیشن کا ہدف 398 ملین تھا جبکہ اس میں سے صرف 245 ملین روپے خرچ کیا گیا۔ سپیشل ایجوکیشن کے لئے 400 ملین روپے بجٹ رکھا گیا اور اُس میں سے zero release تھی۔ اس سال پھر سپیشل ایجوکیشن کے لئے 419 ملین روپے بجٹ رکھا گیا ہے اور یہ بہت بڑا سوالیہ نشان ہے کہ اس کا انجام کیا ہو گا؟ آئی ٹی ایک اہم شعبہ ہے اُس کے لئے پچھلے سال 163 ملین روپے بجٹ رکھا گیا تھا مگر

صرف تین ملین release ہو کر خرچ ہوا تھا۔ پچھلے سال کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے بڑے وثوق سے کہا جاتا ہے کہ یہ budget document بھی صرف ایک paper commitment ہو گا اور حکومت فنڈز مہیا کرنے میں ناکام ہو گی۔ اسی طرح اگر ہم estimates of receipts دیکھیں تو پنجاب حکومت کے دعوؤں کو یہ بھی غلط ثابت کرتی ہیں کیونکہ revenue collection کا ہدف کبھی پورا نہیں ہوتا۔ پچھلے سال ٹیکس ٹارگٹ 164 بلین تھا جبکہ صرف 114 بلین achieve ہوا تھا۔ اس سال بھی 160 بلین کا ٹارگٹ رکھا گیا ہے۔ یہ targets reality based نہیں ہوتے ہیں اور اس ناکامی کی بڑی وجہ lack of proper planning by financial managers ہے۔ اس دفعہ fortunately ہمارے ساتھ جو وزیر خزانہ ہیں وہ خود ماہر معاشیات ہیں تو ہم اُمید کرتے ہیں کہ جو targets achieve نہیں ہوتے اور جو non reality based targets رکھے جاتے ہیں ان کے اوپر نظر ثانی کی جائے گی۔ اس کی بڑی واضح مثال luxury houses پر tax ہے۔ انہوں نے پچھلی دفعہ اس کا ہدف 500 بلین دیا تھا مگر collection صرف 14 بلین ہوئی تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ اتنے impracticable قسم کے targets رکھتے ہیں اور اُن targets کو achieve کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی proper planning نہیں ہوتی۔ اس سال پھر luxury houses پر tax کا ٹارگٹ 825 بلین دیا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ جب 500 بلین میں سے صرف 14 بلین collect ہوا تو اس figure سے ہمیں کیا achieve ہو گا تو یہ figures پورے بجٹ کے process پر ایک سوالیہ نشان ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ energy crisis ہے اور اس کے لئے حکومت نے بہت سے Coal Power Plants کا اعلان کیا ہے مگر یہ سب کے سب Power Plants آبادی کے نزدیک، شہروں میں اور زرعی رقبہ جات پر لگائے جا رہے ہیں۔ یہ صحت اور ماحول کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ Coal Burning Plants دنیا کے pollutants میں اضافہ کرتے ہیں اور on record موجود ہے کہ ان سے radiator material کا اخراج ایک nuclear power plant سے زیادہ ہوتا ہے اور جہاں یہ plants لگے ہوتے ہیں ان کے ارد گرد کی آبادیوں میں کینسر، پھیپھڑوں کی بیماریاں، دل کی بیماریاں اور گردوں کی بیماریاں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ ان کے pollutants میں سے جو mercury نکلتا ہے وہ کئی کئی میل تک پانی کے ذخیروں، جھیلوں اور دریا میں fish کو poison کرتا ہے تو پینے کا پانی جس کے لئے اتنا بڑا بجٹ رکھا گیا ہے تو اگر آپ اُس کو poison

ہونے سے ہی نہیں بچا سکتے تو اُس کے لئے بجٹ رکھنے سے کیا فائدہ ہو گا؟ان سے جو pollutants نکلتے ہیں اگر ان کا minimum level بھی ہو تو یہ ارد گرد کی آبادیوں میں چھوٹے چھوٹے بچوں کا intelligence level decrease کر دیتے ہیں یعنی جب ہوا میں ایسے pollutants شامل ہوتے ہیں تو اُن چھوٹے بچوں کا IQ اُس طرح سے develop نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر!اب تو باہر کے ممالک میں بھی یہ Coal Power Plants کو discourage کیا جا رہا ہے حالانکہ وہاں پر environment protection کے لئے مؤثر اقدامات ہوتے ہیں کیونکہ اُن کے rules and regulations بہت strict ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کا تو یہ حال ہے کہ پچھلی دفعہ environment protection budget 190 million تھا اُس کو کم کر کے 50 ملین کر دیا گیا ہے تو پھر ہم ان Coal Power Plants کے لئے اپنی environment کو کس طریقے protect کریں گے جبکہ ہمارے پاس ایسے ریگستانی علاقے موجود ہیں جہاں پر انسانی صحت پر اثر انداز ہوئے بغیر یہ plants لگائے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!ایک اور بہت اہم بات ہے کہ جب سے این ایف سی ایوارڈ بنا ہے اُس کے بعد پنجاب فنانس کمیشن کیوں نہیں تشکیل دیا جا رہا؟ جو کہ اضلاع کے poverty indicators, pollution and area کو مدنظر رکھتے ہوئے فنڈز کی منصفانہ تقسیم کی جا سکے۔اس بجٹ میں اس معاملہ پر کچھ focus کیا گیا ہے مگر پھر بھی بہت سے پسماندہ علاقے رہ گئے ہیں۔

جناب سپیکر!پاکستان کے لوگ ایشیاء میں سب سے heavily tax nation ہیں اور ہمارے پاس indirect taxation as compared to direct taxation بہت زیادہ ہے اس کی وجہ سے تمام بوجھ امیروں سے غریبوں کی طرف ٹرانسفر ہو جاتا ہے۔ حکومت سے التماس ہے اور جیسا کہ ہماری وزیر خزانہ بھی ماہر معاشیات ہیں تو indirect taxation کو control کرنے کے لئے اس پر تھوڑا سا غور کیا جائے اور tax کا بوجھ بڑھانے کی بجائے tax net بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں صرف یہ کہوں گی کہ جس ملک میں VIP's کی سکیورٹی کے اوپر، اُن کے لئے کتے خریدنے کے لئے،اُن کے jammers کے لئے اور اُن کی سکیورٹی کے لئے گاڑیوں کے لئے کروڑہا روپیہ خرچ کر دیا جاتا ہے وہاں پر چندہ مانگنے کے لئے 1122 کے اشتہارات اخبار میں آتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ عوام کی ضرورت کے لئے لوگوں کو چندہ مانگنا پڑتا ہے اور ناجائز سکیورٹی پر کروڑوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی۔ محترمہ ثوبیہ انور ستی صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔ڈاکٹر عالیہ آفتاب صاحبہ!

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو مبارکباد دینا چاہوں گی جنہوں نے اتنا متوازن بجٹ پیش کیا۔ سب سے پہلے تو میں اُن کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد بھی دینا چاہوں گی کہ ہماری پارٹی کی قیادت نے پہلی خاتون وزیر خزانہ کا فیصلہ کیا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ہیلتھ کے حوالہ سے بات کرنا چاہوں گی۔ اگر ہم پچھلے سال کے مقابلہ میں اس سال ہیلتھ کا بجٹ دیکھیں تو اُس میں 45۔ارب روپے کا اضافہ کیا گیا جو کہ بہت ہی اہمیت کا حامل لگتا ہے۔اس کے علاوہ مفت ادویات کے لئے 10۔ارب 82 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس کے علاوہ ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے بہت زیادہ اور اچھے کام سرانجام دیئے۔ جب ہم ہیلتھ کی بات کرتے ہیں اور اگر جعلی دوائیوں کو دیکھیں تو بہت ساری companies جعلی دوائیاں بنا رہی تھی جس کی وجہ سے جعلی دوائیوں کا کاروبار بڑھتا جا رہا تھا۔ حال ہی میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے Joint Task Force تشکیل دی اور اس force نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے جہاں پر بھی جعلی دوائیاں بن رہی تھیں وہاں پر جا کر چھاپے مارے، اُن کو گرفتار کیا، وہاں سے جعلی دوائیاں recover کیں، اُن کے خلاف ایف آئی آرز درج کیں اور اُن کو سزائیں بھی دیں۔ اس معاملہ میں لاہور، ساہیوال اور اوکاڑہ میں بہت زیادہ چھاپے مارے گئے۔ حال ہی میں ہمارے ہاں Drug Testing Laboratories بھی قیام میں آئیں جہاں پر لاہور، بہاولپور اور ملتان میں Drug Testing Laboratories کام کر رہی ہیں اور راولپنڈی اور فیصل آباد کی یہ laboratories, pipeline میں موجود ہیں۔ حال ہی میں ہمارے BHU's کو 24/7 services provide کرنے کے لئے کہا گیا اور اب یہ بہت اچھی چیز ہے کہ BHU's میں جو میڈیکل آفیسر اور لیڈی ہیلتھ وزٹرز تعینات ہیں اُن کی monitoring, tablet کے ذریعے کی جا رہی ہے اور وہاں پر check and balance جیسی چیزیں بھی اب دیکھی جا رہی ہیں۔ ہمارے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز اور تحصیل ہیڈکوارٹرز کے اندر جو ہسپتال آتے تھے اُن کو missing facilities provide کی جا رہی ہیں اور وہاں پر میڈیکل سپیشلٹ تعینات کئے گئے ہیں اور انہیں بہت heavy salaries بھی دی جاتی ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں teaching hospital کا انعقاد کیا گیا ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے۔ جیسے ہم یہاں بات کرتے ہیں vaccine related programme ابھی introduce کیا گیا ہے جس میں ہماری 9 بیماریاں ہیں جن میں ملیریا، ٹائی فائیڈ، ہیپاٹائٹس (بی) اور پولیو جیسی بیماریوں کو address کیا گیا ہے اور اُن کی ویکسین دی جاتی ہے۔اس میں 300 میڈیکل

آفیسرز کو تعینات کیا گیا ہے۔ان کو موٹر سائیکلیں دی گئی ہیں،android phones دیئے ہیں جو وہاں جا کرdata collect کرتے ہیں اور پھرdashboard systems سے ان کےcheck and balance کا پتا چل جاتا ہے۔ گورنمنٹ نے حال ہی میں یہannounce کیا کہ چلڈرن ہسپتال لاہور میںPediatric Cardiology Institute بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں کہتی ہوں کہ اس کی implementation بہت جلد کرنی چاہئے اور اگر اس پرimplementation ہو گئی تو یہchild health کے لئے بہت بڑی چیز ہو گی۔ اگر ہم دیکھیں تو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی موجود ہے جس میں بہت دیر لگ جاتی ہے۔یہ گورنمنٹ کا بہت اچھاinitiative ہے جو اٹھایا گیا ہے۔اس کے علاوہ جب ہم بات کرتے ہیں کہ حال ہی میںchild mother کی غذا اور نشوونما کے لئے بھی ڈیپارٹمنٹ نے بہت کام کیا ہے اور ایک پمفلٹ چھاپا گیا ہے جس میں ہم یہ بتاتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی ذہنی نشوونما اور جسمانی صحت کے لئے ماں کو کیا کرنا چاہئے۔اس میں انہوں نے تصویریں چھاپی ہیں جو وہ مختلف علاقوں میں جا کر ماؤں کو بتاتے ہیں کہ اس طرح سے آپ بچے کی نشوونما کریں۔یہ بھی ایک بہت اچھاstep ہے۔اسی طرح ہمارے ڈی جی ہیلتھ نے ابھی ایک ٹیم launch کی ہے۔ ہم جب یہ بات کرتے ہیں تو ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ ڈینگی جیسی بیماریوں کا مقابلہ کیا ہے۔ ہم نے تھیلیسیمیا کے لئےPunjab Thalassemia Provincial Plan کوannounce کیا ہے جس کے لئے ہم نے اس کے لئے یہاں پرBlood Banks رکھے ہیں۔ ہمیں ان کا بھی بہت اچھاresponse آ رہا ہے۔اس کے علاوہcommunicative diseases پر بھی بہت کام کیا گیا ہے۔ ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے حال ہی میںnon communicative diseases پر بھی بہت کام کیا ہے۔ ہم جبnon communicative diseases کی بات کرتے ہیں تو ان میںdiabetes, heart problems, hyper tension اورHIV aids جیسی بیماریاں شامل ہیں۔یہاں بہت دفعہcommunicative diseases کے بارے میں بات کی جاتی ہے لیکنnon communicative diseases کے بارے میں کبھی بھی آواز نہیں اٹھائی گئی۔ہم جبnon communicative diseases کی بات کرتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے یہ بھی دیکھنا ہے کہ کیا وجوہات ہیں جس کی وجہ سے یہ وجود میں آتی ہیں۔یہاں جب ہمnon communicative diseases کی بات کرتے ہیں تو میں مینٹل ہیلتھ کے بارے میں بات کرنا چاہوں گی۔ ہماری مینٹل ہیلتھ سےnon communicative diseases کا تعلق بھی ہے۔

مینٹل ہیلتھ جس کو ہم اپنی ذہنی نشوونما کہتے ہیں یا ذہنی صحت کہتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو پاکستان کیاglobally بھی مینٹل ہیلتھ raise پر ہے۔ مینٹل ہیلتھ problem جسے ہم ذہنی تناؤ یا tension کہتے ہیں وہ بڑھ رہی ہیں۔ ہمارے ہاںunfortunately اس کو یہ taboo سمجھا جاتا ہے اور اس کو redress نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر وزیر اعلیٰ سے اپیل کروں گی کہ اگلے بجٹ میں مینٹل ہیلتھ پر کوئی recognition دی جائے اور اس پر بھی ہم کوئی فنڈز مختص کریں اورawareness campaign چلائیں کیونکہ اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ ہم ذہنی تناؤ کا شکار ہوتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا اس لئے ہمیں یہ بھی سمجھ نہیں آتی کہ ہم اس کا کیا علاج کریں کیونکہ ہمیں اس کیsymptoms اور وجوہات ہی معلوم نہیں ہوتیں کہ ہمیں کس وجہ سے یہ tension, depression یا ذہنی دباؤ ہو رہا ہے اس کے لئے ہم کوئی پالیسی وضع کرنی چاہئے کیونکہ ہمارےpsychiatric wards بھی یہاں پرdevelop ہیں لیکن ہم دیکھیں تو ہمیں یہ بھی نہیں پتا کہ ایکpsychiatric اورpsychologist میں کیا فرق ہے۔ اگر ہم اس کیawareness campaign سکولوں اور کالجوں میں تصاویر اور لیکچر کے ذریعے کریں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہم بہت ساری چیزوں کوredress کر سکتے ہیں۔ ہم جب مینٹل ہیلتھ کی بات کرتے ہیں تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہhealthy mind produces a healthy body کیونکہ ہماری مینٹل ہیلتھ جسمانی ہیلتھ سےrelated ہے ہم اس کو علیحدہ نہیں کر سکتے۔ ہم نے اگر آج مینٹل ہیلتھ پر کام شروع کیا تو آج کے بیج بونے کا پھل ہمیں آگے جا کر ملے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جناب خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ابھی اپنے ہوٹل سے آ رہا تھا تو جیل روڈ بند تھا، گنگا رام ہسپتال کی طرف گیا تو وہ راستہ بھی بند تھا۔ یہ احتجاج بجٹ کے خلاف ہم لوگ نہیں کر رہے بلکہ عوام کر رہی ہے۔ ہم دعوے کر رہے ہیں کہ یہ ساتواں آٹھواں بجٹ اس گورنمنٹ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے۔ ہمیں وہاں پر جانے کا حق ہے۔ ہم عوام کے ساتھ جائیں گے۔ ہمارے بھائی کل کہہ رہے تھے کہ آپ دھرنے کی سیاست کر رہے ہیں۔ اگر عوام احتجاج کرے تو کیا ہم وہاں نہ جائیں؟

جناب سپیکر! میں اپنی بہن وزیر خزانہ سے دو چیزوں کیrequest کرتا ہوں۔ پہلے میں ہیلتھ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں جتنے بھی ہسپتال ہیں ان میں آج سے دو سال پہلے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پارکنگ فیس کا خاتمہ کیا تھا۔ اب غریب آدمی جاتا ہے تو وہاں پر ان

سے 25روپے پارکنگ فیس لی جاتی ہے۔ براہ مہربانی اس کا خاتمہ کیا جائے۔ فیصل آباد میں اگر کوئی پان کی دکان بھی ہے تو وہاں بھی جگا ٹیکس پارکنگ کی مد میں وصول کیا جارہا ہے، بنک کے باہر پارکنگ فیس ہے اور نادرا کے باہر پارکنگ فیس ہے۔ان سے جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ ایک شعبہ بنادیا ہے۔یہ حقیقت میں جگا ٹیکس ہے اس پارکنگ فیس کو ختم کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسری بات یہ ہے کہ آج گنے کی کرشنگ کو تقریباً چار سے پانچ ماہ گزر گئے ہیں گیارہ ملیں ہیں جن میں سے چار پانچ کا مجھے پتا ہے ان میں رمضان شوگر مل، اتفاق شوگر مل اور حدیبیہ ہے ابھی تک کسانوں کو ادائیگی نہیں کی گئی۔ان کو پرچیاں تھمادی گئی ہیں اور وہ بے چارے صبح آٹھ بجے لائنوں میں لگتے ہیں، شام تک لائنوں میں رہتے ہیں اور ان کی باری نہیں آتی۔یہ بہت بڑا ظلم ہے۔آپ کپاس کو دیکھ لیں، گنے کی فصل کو دیکھ لیں، مکئی کی فصل کو دیکھ لیں کسان تباہ ہو گیا ہے۔اس وقت کسان بڑے ہی مشکل حالات میں ہے۔ میں اپنی بہن ماہر معاشیات کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ ان کا بھی سدباب کیا جائے۔

جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن یہ ہے کہ میرے حلقہ میں سب سے زیادہ آٹھ تھانے آتے ہیں۔ میں جب وہاں سے منتخب ہوا تھا تو سات پر ویسے ہی ویرانے تھے۔پولیس نے جب کبھی ریڈ کرنی ہو تو ان کے پاس پٹرول کے پیسے نہیں ہوتے، گاڑیوں کے ٹائر ٹھیک نہیں ہیں پولیس کو آزاد کیا جائے اور ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے تاکہ کرپشن سے وہ آزاد ہو سکیں۔ ہم جب انہیں ریڈ کرنے کا کہتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پٹرول نہیں ہے اور ٹائر ٹھیک نہیں ہیں وہ کہاں جائیں۔ان کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک ڈاکٹر بہن فیصل آباد سے تعلق رکھتی ہیں وہ یہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ فیصل آباد میں جتنا ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے پنجاب کے کسی شہر میں اتنا نہیں پھیل رہا۔ پانی کے لئے بجٹ میں فنڈز رکھے گئے ہیں لیکن implement نہیں ہوتا۔ یہ ساتواں آٹھواں بجٹ ہے لیکن عوام کو کیا سہولت ملی ہے؟ وہاں ہیپاٹائٹس سے لوگ مر رہے ہیں۔ میں اپنی بہن محترمہ وزیر خزانہ سے یہ request کرتا ہوں کہ فیصل آباد میں صاف پانی کے پلانٹس لگائے جائیں کیونکہ ہیپاٹائٹس کی سب سے زیادہ ratio فیصل آباد اور سیالکوٹ میں ہے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی بات کروں گا ان کی تنخواہوں میں جو 7.5 فیصد اضافہ کیا گیا ہے کیا یہ جائز ہے؟ان کی تنخواہوں میں کم از کم 15 سے 20 فیصد اضافہ ہونا

چاہئے۔ میری بہن مجھے یہ بتادیں کہ ایک مزدور کی تنخواہ12000 سے13000 ہوئی ہے،آپ مجھے ایک گھر کا بجٹ بنا کر بتادیں کہ کیا کوئی مزدور13000 روپے میں اپنا گزارا کر سکتا ہے۔یہاں بچے بھوکے مر رہے ہیں۔ ہم نے دانش سکول بنا دیئے ہیں۔ ہمارے ارد گرد گورنمنٹ کے جو سکول ہیں اور دانش سکولوں کے لئے ان جگہوں سے چالیس کلو میٹر دور جانا پڑتا ہے۔ ہمارے حلقوں میں اوریونین کونسلوں میں جو سکول موجود ہیں ان کو ہم کیوں اپ گریڈ نہیں کرتے۔ وہاں چھتیں نہیں ہیں، وہاں لیٹرین اور باتھ رومز نہیں ہیں۔ میں آپ کو فیصل آباد کے کئی ایسے سکولوں کی نشاندہی کرتا ہوں جہاں پر بچیوں کے سکولوں میں لیٹرین نہیں ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحبہ کو ساتھ لے جا کر دکھا سکتا ہوں کہ ایسے کئی سکول ہیں۔ جہاں پر ٹیچرز موجود نہیں ہیں۔ایجوکیشن کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ پیسے نہیں رکھے گئے لیکن اگر ان پرimplementہی نہیں ہونا تو ان پیسوں کا کیا فائدہ ہے؟ میںrequest کرتا ہوں کہ جتنی میں نے گزارشات خاص کر ہسپتالوں کی پارکنگ فیس اور لاء اینڈ آرڈر تھانوں کے حوالے سے بات کی ہے ان پر عملدرآمد کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں ڈاکٹر صاحبہ کو پنجاب کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں اور میاں محمد شہباز شریف کو جو انہوں نے بجٹ سازی میںinput دیئے اور جتنا وقت دیا اس کے لئے میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ مجھے اتنا وقت نہیں دیں گے اس لئے میںdirectly بغیر کسی مزید تمہید کے تجاویز پر بات کروں گا۔ جو ہسپتالوں کے حالات ہیں وہ آپ کے ایوان میں بیٹھے ہوئے دوسرے معزز ممبران اور ڈاکٹر صاحبہ کے علم میں بھی ہیں۔ یہ کتنے دکھ کی بات ہے کہ پروفیسر حضرات جن کی ایک ایک دن کی آمدنیmillions میں ہے ان کو پنجاب ریونیو اتھارٹی نے رجسٹرڈ نہیں کیا۔ میں نے یہ معاملہ بجٹ میٹنگ میں اٹھایا تو مجھے اس وقت کے چیئرمین افتخار قطب نے یہ کہا کہ ابھی ہم ہیلتھ سیکٹر کو نہیں لے رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اگر ہیلتھ سیکٹر کو نہیں لیا جائے گا تو گورنمنٹ اپنے بیوروکریٹس اورpoliticians کے لئے جو پیساreimburse کر رہی ہے وہ کس base پر کر رہی ہے جبکہ اس پر ٹیکس نہیں آرہا ہے۔ جہاں سے ٹیکس وصول ہو سکتا ہے وہاں سے ٹیکس وصول کیوں نہیں کیا جاتا؟ میری صرف اتنی سی بات ہے کہ جو اس ملک میں ٹیکس گزار لوگ ہیں ان کو represent کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دوں گا کہ میڈیا پر16 فیصد سیلز ٹیکس لگا انہوں نے ایک اشتہار دیا تو وہ16 فیصد سیلز ٹیکس کہاں گیا اس کا کچھ پتا نہیں کہ کہاں گیا؟ میں ہیلتھ

کے معاملات میں یہ بتانا چاہتا ہوں اور ڈاکٹر صاحبہ سمجھتی ہیں کیونکہ وہ ماشاءاللہ economist ہیں کہ یہ جو technical bid and financial bid یہ مسئلہ کیا ہے؟ جب آپ ٹینڈرز پر earnest money لیتے ہیں اس میں میڈیسن، ایمبولینس اور موبائل ہسپتال ہوں میں نے ثابت کیا ہے کہ میں نے locally موبائل ہسپتال کتنے میں صرف 55 لاکھ روپے میں بنا کر دکھایا جو کہ میرے حلقے میں چل رہا ہے اور جو سندھ میں بھی چل کے آیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو technical bid and financial bid کا مسئلہ ہے آپ یقین کریں میں ذمہ واری سے کہہ رہا ہوں کہ Technical Committee میں کرپٹ ترین لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ صرف ان کمپنیوں اور firms سے جن کے ساتھ ان کا معاملہ طے ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحبہ اس بات کو سمجھتی ہیں کہ اگر پانچ کمپنیوں نے bid کی ان میں سے تین کو technically out کیا اور باقی دو نے آپس میں پیسے مک مکا کئے اور ٹینڈر ہو گیا اور -/10 روپے کا ٹینڈر -/10,000 میں ہو جائے تو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے کیونکہ اس کو technically knock out کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! جن میں یہ چاہتا ہوں کہ ٹیکس کی آمدنی جتنی مرضی بڑھتی جائے پنجاب میں اللہ کرے تیل بھی نکل آئے لیکن اگر expenses کو کنٹرول نہ کیا گیا تو کبھی بھلا نہیں ہو گا اور کبھی بہتری نہیں آئے گی۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں 1122 کے لئے ambulances لی گئیں اور جسٹس عائشہ ملک کا اس پر تاریخی فیصلہ ہے لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ آپ یہ Chinese Ambulances نہیں لے سکتے، آپ حیران ہوں گے میں ذمہ واری سے کہہ رہا ہوں ڈاکٹر صاحبہ اس کیس کو نکال کر دیکھیں کہ specification change کی گئی اور HIACE کی جگہ HIASE کر کے Chinese HIASE لی گئیں اور اس طرح تباہی پھیر دی گئی۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا وہاں ایسے لوگ نہیں بیٹھے جن کے اندر درد دل ہو کہ وہ دیکھیں کہ پیسا کہاں جا رہا ہے؟ آپ آمدنی ٹیکسیشن انوسٹمنٹ 50 فیصد بڑھا لیں اگر یہی کچھ ہو گا تو results یہی کچھ رہیں گے۔

جناب سپیکر! میں آج ذمہ داری سے یہ بات on the floor of the House کہہ رہا ہوں ایک اچھا موبائل ہسپتال 6x4 جو ہے وہ with every equipment ڈیڑھ کروڑ میں بن سکتا ہے۔ یہ جو چھ چھ کروڑ روپے کی biding آ رہی ہے یہ کیوں اور کیسے آ رہی ہے؟ میں آپ کو بتانا یہ چاہتا ہوں کہ جب تک ہم ہیلتھ کے معاملات کو اس طریقے سے نہیں دیکھیں گے کہ جب تک ہم پرائیویٹ ہسپتالوں کے business کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ کیسے business کر رہے ہیں۔ آپ اللہ

نہ کرے کہ کسی ہسپتال میں جائیں دو منٹ کے بعد آپ کے پاس وردی اور بغیر وردی کے لوگ آئیں گے I mean hospital کے لوگ آئیں گے اور وہ کہیں گے کہ جلدی سے اپنے مریض کو فلاں ہسپتال میں لے جاؤ نئیں تے ایہہ چلیا جے۔اب جس کے پاس پیسے نہیں ہیں وہ کیا کرے گا؟ پرائیویٹ ہسپتال والے اتنا بڑا business کر رہے ہیں ان پر straightaway 100 percent taxation ہونی چاہئے اور باقاعدہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ پیسا reimburse بھی ہو رہا ہے۔یہ گورنمنٹ اپنے ملازمین، بیوروکریٹس اور سیاستدانوں کا پیسا اگر reimburse کر رہی ہے اگر یہ بل reimburse کر رہی ہے تو اس کی basic invoice کون کاٹ رہا ہے اس invoice کو base بنا لیا جائے۔ڈاکٹر صاحبہ سمجھتی ہیں جو زبان میں کہہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! پرائیویٹ میڈیکل کالج بن گئے، گورنمنٹ کے سیکٹر میں بھی بن گئے لیکن faculty ہی نہیں ہے۔کہاں سے یہ faculty آئے گی اور یہ میڈیکل کالجز کیسے چلیں گے ؟یہاں تک کہ فاطمہ جناح میڈیکل کالج کو نوٹس موصول ہوا ہے کہ یہ de notify ہونے والا ہے تو اس پر توجہ دی جائے۔ایک ہزار فیصد سے زائد منافع لیبارٹریز کما رہی ہیں پندرہ بیس ہزار سے کم ٹیسٹ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: یہ موبائل فون جن صاحب کا ہے اسے بند کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہیلتھ پر ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں کہ 70 لاکھ مریض اس وقت ہیپاٹائٹس سی کے صرف پنجاب میں ہیں۔یہ جو Sovaldi medicine ہے پاکستان نے بڑی محنت کے بعد امریکہ سے اس کی مارکیٹنگ کی اجازت لی جس کی قیمت صرف دو ہزار روپے ہے۔وہ کون سے ہاتھ ہیں جو اس میڈیسن کی اب تک مارکیٹنگ نہیں ہونے دے رہے ہیں اور وہ پاکستان میں آنے کے باوجود مریضوں کو کیوں نہیں مل رہی؟ یہ تو مختصر سی گزارشات ہیلتھ پر تھیں اب کچھ گزارشات زراعت پر کرنا چاہتا ہوں۔میں نے آپ سے اجازت لی ہوئی ہے میرا کل کا بھی وقت تھا وہ بھی اس میں add کر دیں۔ میری کوئی بھی بات irrelevant نہیں ہو گی جہاں ایک لفظ بھی irrelevant ہو وہاں مجھے روک دیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میرا تو قصور نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے آپ کا قصور تو کبھی بھی نہیں ہے۔ویسے قصور آپ ہی کا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! گنے کے کاشتکار کو 180 روپے من کا کہا گیا کیا ان کو ملا ہے؟ میرے حلقے کی مل نے کہا اور خود میرے سامنے admit کیا کہ ہم نے آپ کے 100 کروڑ روپے دینے ہیں۔ میں ایک بات پوچھتا ہوں کہ ان کا hypothecation stock and pledged stock کہاں گیا ہائی کورٹ نے چار دن پہلے اوکاڑہ کی ایک مل کے بارے میں کہا کہ وہاں جا کر سٹور دیکھیں آپ سن کر حیران ہوں گے کہ صرف 460 بوری نکلی تو سٹاک کہاں گیا اگر payments نہیں ہوئیں تو سٹاک کہاں گیا؟ اب ظلم یہ کہ ڈاکٹر صاحبہ کے علم میں ہو گا کہ پچھلے ہفتے یوٹیلٹی کارپوریشن نے شوگر ملوں سے چینی ساڑھے تین روپے کلو excess پر خریدی ہے۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ چینی کن ملوں سے خریدی ہے لیکن میرا آپ کے توسط سے ڈاکٹر صاحبہ سے یہ سوال ہے کہ جو ارب ہا روپیہ گیا کم از کم ان پر یہ پابندی لگا دیتے کہ آپ اپنے اس پیسے سے اپنے debt clear کر دیں۔ کوئی clear نہیں کئے گئے اور جس شخص نے approval دی وہ شخص چھٹی پر چلا گیا۔ یہ جو ساڑھے تین روپے کلو excess آیا ہے یہ اسی عوام کی جیب سے جائے گا اور payment پھر بھی کاشتکار کو نہیں ملے گی۔ پنجاب اسمبلی کی جو سٹینڈنگ کمیٹی ہیں اور خاص طور پر جو خزانہ کی کمیٹی ہے۔ میں تو کسی سٹینڈنگ کمیٹی میں نہیں ہوں لیکن میں یہ چاہتا ضرور ہوں کہ یہ بجٹ یا جو بھی آنے والا بجٹ ہے اس کی باقاعدہ nitty gritties خزانے کی سٹینڈنگ کمیٹی میں دیکھنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! جی جی، ٹھیک ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پنجاب کے گوداموں میں 26 لاکھ ٹن گندم پڑی ہوئی تھی۔ اس کے باوجود وہ کون سے ہاتھ تھے جنہوں نے 14 لاکھ ٹن گندم کی اجازت دی اور یوکرائن سے 7 لاکھ ٹن گندم آ گئی۔ میں ڈاکٹر صاحبہ کو بتاتا ہوں ڈاکٹر صاحبہ اس کے ریکارڈ کو نکالیں کہ دس دن تک dictation صحیح نہیں کی گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ 7 لاکھ ٹن گندم یوکرائن کی پاکستان میں اُتر گئی۔ سندھ گورنمنٹ نے 9۔ارب روپے کا فیڈرل گورنمنٹ سے claim کر دیا لیکن کیا پنجاب نے claim کیا؟ ہمارا 20۔ارب روپیہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ مجھے صرف دو منٹ دے دیں تو میں جلدی جلدی بات کر لیتا ہوں۔ ویسے میں آپ کو بتا دوں کہ یہ زیادتی ہے۔ میں جو بھی بات کر رہا ہوں اِس پنجاب اور عوام کے فائدے کے لئے کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سب نے عوام کی بات کرنی ہے۔ آپ نے اکیلے نہیں کرنی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ٹائم انہیں دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ہی نہیں ہے تو میں کیسے دے دوں؟ (قہقہہ)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! Non-authorized and non-documented areas کو ٹیکس میں نہیں لایا جا رہا۔ میری کمپنیاں PRA کو 16 فیصد دے رہی ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھتا ہوں کہ یہ OLX classified, Pakistan deals اور اس طرح کی تمام کمپنیاں کہیں ہیں؟ یہ بالکل بھی نہیں ہیں۔ جب آپ across the board taxation نہیں کریں گے تب تک آپ ٹیکس نہیں مانگ سکتے جو کہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ ڈاکٹر صاحبہ سے ایک میٹنگ کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پہلے میں آپ سے تو میٹنگ کروں۔

جناب سپیکر: میرے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر آپ convince ہو گئے تو بہتر ہو جائے گا۔ آج میں ایک بات کرنے لگا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میڈیا بھی اس کو سنے اور باقی تمام ممبران بھی سنیں۔ ہم لوگوں سے اڑھائی فیصد زکوٰۃ تو لے نہیں سکتے جبکہ ہم چار فیصد پر encashment دے رہے ہیں۔ ایان ملک ایسے نہیں گئی، یہاں اور کتنی ایان ملک ہیں جو روزانہ پیسا لے کر جا رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری بات سنئے۔ چار فیصد پر اس وقت encashment کا ریٹ ہے اور جو میں زبان بول رہا ہوں اسے ڈاکٹر صاحبہ سمجھتی ہیں۔ ہم اڑھائی فیصد زکوٰۃ لے کر روپے کو white نہیں کرنا چاہتے۔ ہم اسلامی ملک کہلاتے کیونکہ آئی ایم ایف منع کرتا ہے؟ چار فیصد پر ہم encashment دے دیتے ہیں جس کو مان بھی لیتے ہیں لیکن حرام کے مال کو ہم کہتے ہیں کہ چار فیصد

دے دو تو باہر سے T.T آئے گی۔ یہ T.T کیسے آتی ہے؟ جتنی افغانستان کو E-form کے تحت export ہو رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے۔ جتنی E-form کے تحت export ہو رہی ہے اور اس کا ڈاکٹر صاحبہ کو پتا ہو گا کہ وہ تمام ڈالر پاکستان سے خریدے جا رہے ہیں۔ میں all Pakistan Exchange Companies کا الحمد للہ پنجاب سے پہلا president ہوں اور ذمہ داری سے کہتا ہوں کہ اس ملک کی جڑوں میں کون بیٹھ رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وہ پیسا کابل سے اور کابل سے سیدھی T.T دبئی لگتی ہے اور یہاں سے چار فیصد پر پیسا white ہو جاتا ہے۔ میرے جیسے لوگ جن کا white پیسا genuine ہے اُن کا کیا قصور ہے؟

جناب سپیکر: چلیں، میں آپ سے باقی باتیں کر لوں گا۔ بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کسی اور کو بھی ٹائم دینا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! حکومتی بنچوں کی طرف سے کوئی بندہ genuine ہو تو اُس کو سن لیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! سب ہی genuine ہیں۔ ایسی باتیں نہیں کرتے۔ ڈاکٹر صلاح الدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے مجھے صرف 30 فیصد بولنے دیا ہے اور باقی 70 فیصد ابھی بات رہتی ہے۔ ایجوکیشن پر بھی نہیں بولنے دیا اور چونیاں شوگر مل پر بھی نہیں بولنے دیا حالانکہ یہ آپ کا بھی کام تھا۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔ میں اور آپ دونوں بیٹھ کر بات کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ہم تو چالیس سال سے بیٹھے ہوئے ہیں لیکن فائدہ کوئی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صلاح الدین خان صاحب!

ڈاکٹر صلاح الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے پہلا بجٹ غالباً1985 میں پیش کیا تھااور آج 30 سال بعد 16-2015 کا بجٹ پیش ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ 30 سالہ سیاسی تجربے کے بعد یہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے یہ بالکل غریب دوست نہیں ہے بلکہ غریبوں کے ساتھ زیادتی ہے اور اس میں ایک مخصوص طبقے کو نوازا گیا ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 7.5 فیصد اضافہ غریب لوگوں کے ساتھ بالکل مذاق ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے زیادہ سیاسی تجربے کے بعد یہ حکومت ایک غریب شخص محمد رفیق کا بجٹ ہی پیش نہیں کر سکی۔ وہ محمد رفیق جس کی تنخواہ13ہزار روپے ہے وہ کرائے کے گھر میں رہتا ہے،اُس نے بچوں کے سکولوں کی فیس بھی دینی ہوتی ہے اور گیس و بجلی کے بل بھی دینے ہوتے ہیں۔ایک بات بڑی باعثِ حیرت ہے کہ میٹرواور پُلوں کا جتنا بجٹ ہوتا ہے وہ سارے کا سارا خرچ ہو جاتا ہے لیکن ترقیاتی بجٹ پچاس فیصد بھی خرچ نہیں ہو سکتا اور اس دفعہ بھی figures یہ آئی ہیں کہ تقریباً48 فیصد خرچ ہوا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی قانون سازی ہونی چاہئے اور ماہانہ رپورٹ کے ذریعے پوچھا جانا چاہئے کہ کتنا بجٹ خرچ ہوا؟اسی طرح جون کے مہینے میں جو بجٹ صَرف کیا جاتا ہے اس پر پابندی ہونی چاہئے بلکہ 30۔ مئی تک یہ بجٹ خرچ ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں اپنے حلقہ پی پی۔44 میانوالی کو discuss کروں گا۔ سب سے پہلے میں تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے کہوں گا کہ اس بجٹ میں تعلیم کے لئے300۔ارب20 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جو تقریباً27 فیصد بنتا ہے اور یہ بہت اچھی بات ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ سے میرے حلقے کی عوام کو کیا ملا؟ چودہ دانش سکول قائم ہو چکے ہیں اور چار مزید بننے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحبہ سے کہوں گا کہ وہ میری بات غور سے سنیں۔ایجوکیشن کا جو already existing system ہے اس میں بہت زیادہ کمیاں ہیں۔ میں اپنے حلقے کا ذکر کروں گا کہ میرے حلقے کی تمام یونین کونسلوں میں لڑکیوں کے ہائی سکول نہیں ہیں۔ منسٹر صاحبہ خود ایک خاتون ہیں جو بڑی ہمدردی سے اس بات پر غور کریں گی کہ میرے حلقے میں یونین کونسل ساوانس اور یونین کونسل پائیکھیل میں لڑکیوں کا ہائی سکول نہیں ہے۔ اس کے بعد یونین کونسل ماڑی انڈس کا ایک دُور دراز علاقہ بنی افغان ہے جو کہ ہزاروں گھروں پر مشتمل ہے وہاں پر لڑکیوں کا مڈل سکول ہے جبکہ ہائی سکول نہیں ہے اور اس کی اشد ضرورت ہے۔ اسی یونین کونسل ماڑی میں ایک دُور دراز علاقہ ڈھوک بھرتال ہے جو 1300 گھروں پر مشتمل علاقہ ہے لیکن وہاں پر لڑکیوں کا پرائمری سکول تک نہیں ہے جو بڑے افسوس کی بات ہے۔ جہاں پر دانش سکول بن رہے ہوں اور ایجوکیشن پر بہت زیادہ funding بھی ہو رہی ہو تو وہاں میں یہ سمجھتا

ہوں کہ ایک common man یا اپوزیشن کے ایم پی اے کو اس سے کیا غرض ہے کہ کسی ڈیپارٹمنٹ کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہمارے حلقے اور حلقے کی عوام کو اس میں سے کتنا حصہ مل رہا ہے؟ منسٹر صاحبہ یہ بھی سُن لیں کہ میرے ہی حلقے میں گورنمنٹ پرائمری سکول رِکھی اور گورنمنٹ پرائمری سکول پائنکھیل دونوں گرلز سکول ہیں جو کہ تقریباً1927-28 سے قائم ہیں اور ابھی تک بجلی سے محروم ہیں۔اس کے علاوہ ہائر ایجوکیشن کے متعلق بات کریں تو میرے ہی حلقے میں چار یونین کونسلوں پر مشتمل ایک علاقہ ہے جس کو چکرالہ کہتے ہیں۔آپ خود سوچ لیں کہ اس علاقے میں کتنی آبادی ہو سکتی ہے جبکہ وہاں کی بچیاں ڈگری کالج سے محروم ہیں؟ میانوالی میں سرگودھا یونیورسٹی کا کیمپس مسائل کا شکار ہے جس کی طرف میں منسٹر صاحبہ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ وہ کیمپس بغیر SNE کے چل رہا ہے اس کے لئے کوئی funding نہیں ہے بلکہ وائس چانسلر صاحب کی بڑی مہربانی ہے کہ وہ یونیورسٹی کے فنڈز میں سے ہی وہ کیمپس چلا رہے ہیں۔ایجوکیشن میں بہت بڑا مسئلہ یہ ہے کہ merging ہو رہی ہے اور سکول بند ہو رہے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ چار اساتذہ ہوتے ہیں اور دو student ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کے سکول سسٹم کا یہ failure ہے کہ چار اساتذہ اور دو student ہیں حالانکہ ان اساتذہ کی اچھی خاصی salary ہے۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات مختصر کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، آپ باقی باتیں لکھ کر دے دیں۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ مزید دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، سب کا ٹائم ہے۔

ڈاکٹر صلاح الدین خان: جناب سپیکر! میرے ضلع میانوالی کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا Diagnostic Centre, Trauma Centre اور اس کے ساتھ صغیرہ میٹرنٹی ہوم کے لئے کوئی funding ہی نہیں ہو رہی، ابھی تک ان کی کوئی SNE نہیں بنی اور وہ بغیر فنڈز کے چل رہے ہیں جو فنڈ ڈی ایچ کیو کے پاس آتا ہے۔

جناب سپیکر! میں کوئی لمبی چوڑی بات نہیں کروں گا لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ پولیس کے لئے اچھی خاصی رقم رکھی گئی۔ ضلع میانوالی کی تحصیل عیسیٰ خیل میں تھانہ مکڑوال وہاں کی برسر

اقتدار فیملی کی ذاتی پراپرٹی میں ہے جس کا گیٹ شام کو بند ہو جاتا ہے جس سے لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے حالانکہ تھانہ بنانے کے لئے لوگ زمین donate کر چکے ہیں تو مہربانی کر کے وہ تھانہ بنایا جائے تاکہ لوگوں کو آسانی رہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔Next ہیں جی، چودھری زاہد اکرم صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا۔ بجٹ برائے مالی سال 16-2015 ایک متوازن اور زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والوں کے مسائل کا حل کرنے کے لئے عوام دوست ہے۔ اس شاندار بجٹ پر میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، ان کی ٹیم اور بالخصوص محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! کسی بھی ملک میں ترقی اور اس کی خوشحالی کے لئے تعلیمی شعبے کو اہمیت نہ دینا سراسر زیادتی ہے لیکن خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایجوکیشن سیکٹر میں 310 بلین روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے جو کل بجٹ کا 27 فیصد بنتی ہے جس سے ملک میں شرح خواندگی میں اضافہ ہو گا اور سستی تعلیم مہیا ہو گی۔ درس گاہوں کا قیام، جھنگ، ساہیوال اور اوکاڑہ میں یونیورسٹیوں کا قیام، ضلع بہاولنگر میں میڈیکل کالج، چشتیاں اور ہارون آباد میں ڈگری کالجوں کا قیام وزیر اعلیٰ پنجاب کا جنوبی پنجاب کے ساتھ محبت اور علم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے جس سے ذہین اور باصلاحیت طلباء کے لئے تعلیمی راہیں کھلیں گی۔ خادم اعلیٰ پنجاب نے میرٹ سسٹم کو اپنا کر نوجوانوں میں قابلیت سے رشوت اور سفارش کی لعنت کو ختم کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان کی معیشت میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے جس کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔ حکومت پنجاب نے اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کسانوں کو زرعی ضروریات کی سستی اور فوری فراہمی کے لئے 144 بلین روپے کی رقم مختص کی ہے جس سے کسانوں کو ٹریکٹر، زرعی آلات، drip system اور ان سے متعلقہ اشیا مہیا کی جائیں گی جس کی بدولت کسانوں کی اوسط پیداوار میں اضافہ ہو گا اور ملکی معیشت ترقی کی راہ پر گامزن ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان تمام چیزوں کے میسر ہونے کے باوجود وزیر زراعت اور بالخصوص خادم اعلیٰ پنجاب کی کسانوں پر توجہ کی اشد ضرورت ہے اور ایوان زراعت پنجاب کا functional ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ کاشتکاروں کی نمائندگی سے زراعت

اور متعلقہ امور پر مشاورت سے بہتری لائی جا سکتی ہے۔آبپاشی بھی زراعت کا ایک متعلقہ حصہ ہے جیسے زندگی پانی کے بغیر ناممکن ہے اسی طرح زراعت بھی پانی کے بغیر ناممکن ہے۔اس ضمن میں بہاولپور ڈویژن بالخصوص میرے ضلع بہاولنگر میں ہیڈ سلیمانکی سے نکلنے والی نہروں کے پانی کی غیر منصفانہ تقسیم سے ضلع بہاولنگر کے تمام کاشتکاروں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔افسوس یہ ہے کہ پیڈا سسٹم میں مقامی FOاور محکمہ انہار کے افسران کی ملی بھگت سے کاشتکار بُری طرح متاثر ہوئے ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ اس مسئلے کو ترجیحی بنیادوں پر حل کیا جائے۔

جناب سپیکر!ملک اور بالخصوص صوبہ پنجاب کو اندھیروں سے نکالنے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب کی کاوشیں نہایت ہی قابل تحسین ہیں جنہوں نے پنجاب میں بجلی کی قلت کو دور کرنے کے لئے سولر سسٹم اورcoal power plantلگانے کے لئے اقدامات کئے۔۔۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!وہ لکھی ہوئی تقریر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں،وہhintsلے رہے ہیں اورpointsلے رہے ہیں۔جی،اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!نوجوانوں میں بے روزگاری کو کم کرنے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خود روزگار سکیم کا اجراء ایک احسن اقدام ہے جس کے تحت50ہزار گاڑیاں اور75ہزار روپے فی کس بلا سود قرضہ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔اس ضمن میں31بلین روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے۔دیہی علاقوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا"گرین روڈ منصوبہ"ایک منفرد اور پاکستان کی تاریخ میں ایک پہلا قدم ہے جس کے تحت دیہی علاقوں میں کارپٹ روڈ بنائی جائیں گی جس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ،مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!ایک شعر عرض کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز(چودھری زاہد اکرم): جناب سپیکر!میں اپنی بات اس شعر پر ختم کروں گا کہ:

یارب پھلا پُھولا رہے چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بُوٹے میں نے پالے ہیں
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اس معزز ایوان میں تمام ممبران کو رمضان المبارک کی پیشگی مبارکباد دوں گی۔ اس بابرکت مہینے کے آنے سے پہلے عوام یہ توقع کر رہی تھی کہ ایک ایسا بجٹ پیش کیا جائے گا جس سے عوام کو ریلیف ملے گا لیکن نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس سے اس وقت پورے صوبہ کے عوام پر مایوسی کا عالم طاری ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ request کروں گی کہ جو بھی یہاں پر ممبران اظہار خیال کر رہے ہیں وہ suggestions لکھ رہی ہیں لیکن محترمہ وزیر خزانہ ان تمام چیزوں کا فائدہ تب ہے اگر ان suggestions کو کوڑے کی ٹوکری میں پھینکنے کی بجائے ان پر عملدرآمد ہو۔ یہاں پر ہم بیٹھ کر عوام کی بات کر رہے ہیں اور عوام کا پیسا استعمال ہو رہا ہے لیکن جو پہلے practices ہوئی ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ جو بھی کوئی suggestions آئیں تو ان پر بڑا بڑا time spent کیا گیا مگر اس کا end result بالکل زیرو ہے جس طرح کہ آج کے بجٹ کی صورت میں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ محترمہ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اگلے تین سالوں میں پنجاب کی شرح تقریباً آٹھ فیصد کر دیں گے اور 20 لاکھ ملازمتوں کے مواقع فراہم کئے جائیں گے تو میری یہ request ہے کہ بجائے اگلے تین سال کا جو لائحہ عمل انہوں نے دیا ہے بہت ہی اچھا ہوتا اگر وہ پچھلے سات سال کی ناکامیوں پر روشنی ڈالتیں تو آج آپ کو بڑا واضح فرق نظر آتا کہ اس بجٹ میں ہم نے کیا لیا ہے اور کیا کھویا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ پچھلے سات سالوں کا حکومت پنجاب یہ جواب دے کہ ترقی کے اُس عمل کو جس کی بنیاد چودھری پرویز الہیٰ نے رکھی تھی، کیوں روک دیا گیا؟ ترقی کے اُس عمل کو کیوں روک دیا گیا جب 2007 میں پنجاب کی ترقی کی شرح 7.9 فیصد تھی۔ ہر سال 10 لاکھ ملازمتوں کے مواقع فراہم کئے گئے تھے لیکن محترمہ وزیر خزانہ نے جس رفتار سے اپنی figures دی ہیں کہ 2018 میں ہم یہ ہدف حاصل کر سکتے ہیں۔ مجھے محترمہ وزیر خزانہ اگر یہ بتائیں گی کہ one man show ہونے کے باوجود ترقی کا پہیہ کیوں رک گیا ہے اور بے روزگاری کا گراف کیوں up ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ کہوں گی کہ لوڈشیڈنگ جو کہ اس وقت سب سے بڑا مسئلہ ہے 2014 میں لوڈشیڈنگ کے جو حالات تھے آج 2015 میں بھی لوڈشیڈنگ کے وہی حالات ہیں۔ 2009 میں اس floor پر کھڑے ہو کر یہاں پر حکومتی بنچوں سے یہ دعویٰ کیا گیا تھا اور وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم 500 میگا واٹ بجلی provide کریں گے۔ آج یہ حالت ہے کہ 2015 میں 200۔ارب روپیہ خرچ کرنے کے بعد صرف 18 میگا واٹ بجلی مہیا کی گئی ہے، یہ ہے good governance میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے کہوں گی کہ وہ ایوان میں آکر بتائیں کہ قائداعظم سولر پارک کے باعث پنجاب میں کتنی electricity provide کر سکے ہیں، کتنی بند industries چلا سکے ہیں؟ جیسے ہمارے mostly معزز ممبران نے ذکر کیا ہے۔ میں اگر وزیر آباد Cardiac hospital کا ذکر نہیں کروں گی تو علاقے کی عوام کے ساتھ نہایت ہی ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں کہنا چاہوں گی کہ اگر میٹرو بسوں کے لئے اربوں روپیہ خرچ کیا جا سکتا ہے تو اُن میٹرو بسوں سے اگر 30 فیصد بھی اُس وزیر آباد Cardiac hospital کے لئے جس سے عوام کی جان اور صحت کا تعلق ہے اگر اُس پر خرچ کیا جاتا تو آج وہاں کے لوگوں کا جو حال ہے وہ نہ ہوتا۔آج جو پی آئی سی پر بہت سی اُنگلیاں اُٹھ رہی ہیں وہ بھی نہ اُٹھتیں اگر وہ ہسپتال بن گیا ہوتا۔اسی طرح سے چودھری پرویز الہیٰ کے بہت سے ایسے منصوبے سیرت اکیڈمی ہے، پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ ہے، میو ہسپتال کا سرجیکل ٹاور ہے اس لئے میں پوچھنا چاہوں گی اپنی وزیر موصوف سے کہ درجنوں ایسے منصوبے ہیں جو سات سال سے بند پڑے ہیں بتائیں اُن منصوبوں کو کیوں بند کیا گیا ہے اُس کی کیا وجہ ہے؟ چودھری پرویز الٰہی سے کیا insecurities ہیں؟ اگر ان کے اندر اتنی قابلیت ہے تو میرا خیال ہے کہ ان منصوبوں کو بند نہیں کیا جانا چاہئے تھا۔Rescue کے بارے میں ہر ممبر نے بات کی ہے اس سے ہی اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، 2011 میں اس کے لئے 2100 ملین روپے بجٹ رکھا گیا آج اس کو چار سال بعد 1900 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔اگر وزیر اعلیٰ اپنا ہیلی کاپٹر بدل سکتے ہیں، اپنی گاڑیاں بدل سکتے ہیں، افسران اپنی گاڑیاں بدل سکتے ہیں تو کیا دُکھی انسانیت کے لئے 1122 rescue کی گاڑیاں نہیں بدلی جا سکتیں اور اُن کے لئے یہ پیسا نہیں رکھا جا سکتا؟ ہر سال 18000 حادثات ہوتے ہیں، ہر ماہ 1500 حادثات ہوتے ہیں اور ہر روز 500 حادثات ہوتے ہیں۔حادثات کے وقت 1122 rescue کے جانثار وہاں پہنچتے ہیں لیکن اس کے لئے بجٹ کو بڑھانے کی بجائے اور اس کو تحصیل level پر لے جانے کی بجائے اس کو کم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ آپ کا ٹائم ختم ہوا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے صرف دو منٹ بھی بات نہیں کی ہے آپ نے خود میرا ٹائم count کیا ہے؟

جناب سپیکر: ٹائم تو سب کے لئے fix ہے سب کا برابر ہے۔آپ کی بڑی مہربانی۔بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ بڑی ناانصافی ہے میں نے تو ابھی دو منٹ بھی بات نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ کیا فرما رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم نے حکومتی ممبران کو تقریر میں ڈسٹرب نہیں کیا لیکن لگاتار ہماری تقریر میں ان کی interruption ہو رہی ہے یہ نہایت زیادتی کی بات ہے۔at least ایک بجٹ تقریر ہوتی ہے جس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس بڑے مواقع ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جی، نہیں۔یہاں پر ہر سال آتے ہیں اور اعداد و شمار کے گورکھ دھندے میں الجھا دیا جاتا ہے 6500۔ارب روپے پچھلے سات سالوں میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی! بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے ابھی بات ہی نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس آپ کے لئے اتنا ٹائم نہیں ہے۔I am sorry for that میں نے آپ کو دوسروں سے ایک منٹ ٹائم زیادہ دیا ہے۔آپ کی مہربانی! بہت شکریہ۔جی، چودھری علی اصغر منڈا صاحب! منڈا صاحب آپ ذرا اپنی بات کریں گے کسی اور کی طرف مت جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ):

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔**الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و علیٰ** الک **و اصحابک یا** حبیب اللہ .

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد سے ، اُجالا کر دے

جناب سپیکر! میں اس بجٹ بحث کے موقع پر سب سے پہلے ہر دل محبوب، ہر دل عزیز اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اُن کی ٹیم اور پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی ٹیم محکمہ خزانہ کی

ٹیم ،پنجاب کی تاریخ میں پہلی خاتون وزیر خزانہ اور اُن کی تمام ٹیم کو عوام دوست اور عوامی امنگوں کا ترجمان بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاگہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں figuresاور رقوم کی تقسیم کی detail میں نہیں جانا چاہوں گا میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ پنجاب کی تاریخ کا یہ تعلیم کے لحاظ سے، صحت کے لحاظ سے ،ایگریکلچر کے لحاظ سے ،لاء اینڈ آرڈر کے لحاظ سے ،energy shortage کے لحاظ سے یہ ایک تاریخی بجٹ ہے اور اس سے پہلے پنجاب کی تاریخ میں اتنی خطیر رقم کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں ڈویلپمنٹ کے حوالے سے ، پنجاب کی عوام کی بہتری کے حوالے سے اس سے پہلے نہیں رکھی گئی۔ ہماری دو سالہ حکومت کی کارکردگی پنجاب کی آٹھ کروڑ عوام کے سامنے ہے۔ بہتری کی گنجائش ہر جگہ پر موجود ہے میں اپنے اپوزیشن کے بہن اور بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ تنقید برائے تنقید کی بجائے ہمیں مثبت suggestionاور تجاویز دیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کو consider کریں گے اور ہماری حکومت آپ کو appreciate کرے گی وگرنہ پنجاب کی عوام گواہ ہے کہ کس طرح پڑھے لکھے پنجاب کے نام پر پنجاب کے خزانے کو لوٹا گیا، کس طرح یہاں پر وردی وردی کا شور ڈالا گیا، کس طرح پچھلے پانچ سالوں کے دوران قومی اداروں کا بھٹہ بٹھایا گیا۔ ریلوے، پی آئی اے، سٹیل مل اور باقی قومی اداروں کو جس طرح لوٹا گیا اور اُن کا بیڑا غرق کیا گیا پوری پاکستانی عوام اُس کی زندہ گواہ ہے۔ میں کسی کی ذات پر کیچڑ نہیں اُچھالنا چاہتا لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں پنجاب کی عوام کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اب حاجیوں کی applications میرٹ پر مکمل قرانداز ی ہوتی ہے اور ایک بھی حاجی کوٹے پر نہیں جاتا وگرنہ ماضی گواہ ہے کہ اُن بے چارے حاجیوں کو بھی نہ بخشا گیا، اُن کو بھی لوٹا گیا، اُن کی جیبوں سے بھی رقم نکال لی گئی۔ ہمیں یہاں پر بات کرنے سے پہلے اپنے character کو بھی دیکھنا چاہئے کہ ہم نے گزشتہ پانچ سالوں میں یا دس سالوں میں اس پنجاب کی عوام کے ساتھ ،اس پاکستانی عوام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ آج میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میاں محمد نواز شریف کا hart کا آپریشن ہوا تو میں اُن کی صحت کی خیریت کے حوالے سے پوچھنے کے لئے انگلینڈ گیا۔ میں جو بات کر رہا ہوں oath on کر رہا ہوں میں وہاں انگلینڈ میں village area بھی دیکھنے کے لئے گیا تو میں نے وہاں دیکھا village کے علاقے میں carpet roads تھیں۔ ایمانداری کی بات ہے مجھے بڑا رشک آیا اور مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہوئی کہ کاش ہمارے ملک میں بھی دیہات اور کھیت کھلیانوں تک carpet roads بنیں۔

جناب سپیکر! میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج پاکستان کی 67 سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ کھیتوں کھلیانوں تک 12 فٹ کی کارپٹ روڈ مکمل کرانے کا ایک تاریخی

ریکارڈ قائم کرنے کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے میں اس پر سلام پیش کرتا ہوں اور سیلوٹ کرتا ہوں۔یہ ایک تاریخی کام ہے جو تقریباً ڈیڑھ سو ارب روپے سے مکمل ہو گا۔ اسی طرح پنجاب کی عوام کی بنیادی ضرورت صاف پانی ہے۔ وہ صاف پانی کا خواب جواب ہم پورا کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ پنجاب کے ایک ایک کونے میں خاص طور پر جنوبی پنجاب اور ریموٹ کنٹرول ایریا میں صاف پانی کی سہولت دے کر پوری طرح ensure کریں گے۔ان واٹر فلٹر پلانٹس اور واٹر سپلائی سکیم کو مکمل طور پر چالو کریں گے۔ ان پر User Committees, Assurance Committees تشکیل دے کر پنجاب کے ایک ایک رہنے والوں کو ہم صاف پانی مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر!اسی طرح سے توانائی کے حوالے سے چائنا کا پاکستان میں آکر سرمایہ کاری کرنا یہ ہماری حکومت پر ان کے اعتماد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر!امن عامہ کے حوالے سے جس طرح پنجاب حکومت نے فنڈز مختص کئے ہیں یہ بھی ایک ریکارڈ ہے۔ میں چند suggestions حکومت پنجاب کی خدمت میں رکھنا چاہتا ہوں کہ بہتری کی گنجائش ہر جگہ پر موجود رہتی ہے۔ ہمیں ڈویلپمنٹ میں نکھار لانے کے لئے کوئی ایسا میکنزم بنانا چاہئے کہ جس سے ڈویلپمنٹ بہتر ہو سکے۔ اسی طرح زراعت کے حوالے سے ڈرپ اریگیشن اور پختہ کھالوں کے حوالے سے اس سال پنجاب حکومت نے ٹریکٹر پر سبسڈی دینے کا منصوبہ بنایا ہے میں اس پر وزیراعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کسانوں کی طرف سے بھی، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میری suggestion ہے کہ جس طرح ہم نے کسانوں کو سستے ٹریکٹر دینے کا اعلان کیا ہے اسی طرح سستے ریٹ پر سولر ٹیوب ویل لگائے جائیں تاکہ جب تک بجلی کی shortage ختم نہیں ہوتی تب تک زراعت کو پانی کی کمی کی مشکلات سے دوچار نہیں ہونا چاہئے۔ سولر ٹیوب ویل کا لگانا میری تجویز ہے۔اسی طرح میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان اور پنجاب پر جب بھی کبھی کوئی بُرا وقت آیا، جب بھی کوئی معاشی problem آئی تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ زراعت،لائیو سٹاک اور اریگیشن وہ شعبہ جات ہیں جو پاکستان کو معاشیات کے پرابلم سے نکالیں گے۔اگر پاکستان کی خدانخواستہ بُری حالت ہوئی تو زراعت ہی اس کا بہتر ذریعہ معاش ثابت ہو گی۔

جناب سپیکر!میں آخری گزارش کروں گا کہ ٹیچرز کی میرٹ پر بھرتی وزیراعلیٰ پنجاب کے وژن کا بہت بڑا ثبوت ہے میں ان کو اس پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس پر تجویز دیتا ہوں کہ تمام

ڈیپارٹمنٹ میں میرٹ پر بھرتی مکمل کی جائے۔ کرپشن کی لعنت دیمک کی طرح پاکستانی عوام کو چاٹ رہی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ باقیات ہیں مشرفی پروگرام کی۔۔۔

جناب سپیکر: چھوڑیں، چھوڑیں وہ سب نے سن لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ایس اینڈ جی اے ڈی (چودھری علی اصغر منڈا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! وہ باقیات ہے آمریت کی، وہ باقیات ہے سابقہ دور کے کرپشن کی، اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے ہمیں کوئی میکنزم بنانا چاہئے اور اس ملک میں کرپشن کی لعنت کو دور کرنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی۔ جی، فتیانہ صاحب!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! بجٹ ہر سال آتا ہے اور ہر سال عوام کی امنگیں ہوتی ہیں کہ جب budget announce ہو گا تو ہمیں بھی کوئی نہ کوئی ریلیف دیا جائے گا اس لئے وہ بڑی امید سے بجٹ کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر بجٹ کو دیکھا جائے تو بجٹ عکاسی کرتا ہے آپ کی گورنمنٹ کی پالیسی کی کہ آپ کی گورنمنٹ کیا چاہتی ہے۔ میں یہاں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہوں گا کہ ہماری اس گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے یا کیا وژن ہے جو گورنمنٹ ہمیں بتاتی ہے۔ گورنمنٹ کا وژن ہے کہ:

> The Provincial Government envisions Punjab as secure, economically vibrant, industrialized and knowledge-based province, which is prosperous and where every citizen can expect to lead a fulfilling life.

جناب سپیکر! یہاں پر ماشاء اللہ بڑا اچھا وژن لکھ کر دیا گیا لیکن وژن بنانے والے یہ بات بھول گئے کہ پنجاب agriculture based economy ہے، پنجاب کے اندر زیادہ تر عوام کسان ہیں اور ان کا گزارا ایگریکلچر پر چلتا ہے۔ انہوں نے industry-based تو لکھ کر دیا مگر یہاں پر یہ بتانا بھول گئے کہ ہم کسانوں کے لئے بھی کچھ کریں گے۔ اس کے علاوہ اگر آپ دیکھیں گے کہ drivers of growth جو پچھلے سال دیئے گئے تھے اور جو drivers of growth اس سال دیئے گئے ہیں ان دونوں کے اندر بہت تضاد ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اس میں ایک بڑی عجیب و غریب سی چیز دیکھنے کو ملی۔ بجٹ آنے سے چند دن پہلے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے ٹی وی اور کئی جگہوں پر جا کر علی الاعلان کہا تھا کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہو گا لیکن جب ہماری معزز وزیر خزانہ نے یہ tax lay کیا تو مجھے دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ indirect tax پہلے سے ڈبل کر دیئے گئے۔ پہلے 7۔ ارب روپے کے قریب تھے اب

14۔ارب روپے سے بھی تجاوز کر گئے ہیں۔اس کے علاوہ مجھے ایک بڑی حیران کن چیز دیکھنے میں آئی کہ پچھلے سال پنجاب حکومت کے بجٹ کا جو aim تھا کہ ہم جو ریونیو اکٹھا کریں گے وہ 164۔ارب روپے تھا۔لوگ ہر سال بجٹ کا ٹارگٹ بڑھاتے ہیں اور ہماری پنجاب حکومت نے 160۔ارب روپے کر دیا ہے اور 4۔ارب روپے ٹیکس ٹارگٹ کم کر دیا ہے۔ ایک سوال جو خاص طور پر ہمارے اپوزیشن کے ذہنوں میں اٹھ رہا ہے کہ حکومت اپنا ٹیکس ریونیو اکٹھا نہیں کر سکی ٹیکس اکٹھا کرنے کے لئے حکومت نے آج کل کوئی انعامی سکیمیں بھی launch کی ہوئی ہیں۔اگر انعامی سکیموں کے ذریعے ہم نے tax collect کرنے ہیں تو ہمیں اتنے بڑے بڑے اداروں کو بنانے، چلانے اور ان کو تنخواہیں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے زیادہ گڈ گورننس تو اور کوئی ثابت ہوتی نہیں کہ ہمارا ٹیکس ٹارگٹ 164۔ارب روپے سے کم ہو کر 160۔ارب روپے ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر!لوکل گورنمنٹ کا الیکشن ابھی آیا کھڑا ہے، سر کے اوپر ہے اور ہم نے پچھلے سال لوکل گورنمنٹ کے لئے جو بجٹ رکھا تھا وہ 298.8۔ارب روپے تھا اس دفعہ ہم نے اس کو کم کرتے ہوئے 287۔ارب روپے کر دیا ہے جبکہ لوکل گورنمنٹ بننے لگی ہے اور عوام تک ان کی پاور پہنچنے لگی ہے تو ہم ان کا بجٹ بڑھانے کی بجائے پچھلے سال سے بھی کم کر رہے ہیں تاکہ عوام اپنے مسائل کو اس طرح سے نہ حل کر سکے جیسے وہ چاہتے ہیں۔ میں آپ کو environment کے بارے میں بھی بتانا چاہوں گا۔ میرے خیال میں تو ہماری حکومت کی پالیسی ویسے ہی environment کے against ہے کہ جہاں پر درخت ملے یا environment friendly چیز ہو اس کو فوراً تباہ کر دیا جائے۔اس کے لئے تو گورنمنٹ نے کبھی سوچا نہیں ہے اس دفعہ اس کے لئے بجٹ کم کرتے ہوئے 0.33 بلین سے 0.2 بلین کر دیا گیا ہے۔Environment پر ہم بہت اچھا focus رکھتے ہیں۔اس کے علاوہ ایک بڑی حیران کن چیز ہے جب ہم اپنا بجٹ 1440 something۔ارب روپے کا دکھاتے ہیں تو ریونیو کے اندر show کرتے ہیں کہ ہم 302.6 بلین روپے کے loans لے رہے ہیں اور جب آگے ہم اپنی payments کے اندر جاتے ہیں تو 294.2۔ارب روپے loan کی قسط بھی اتار رہے ہیں۔یہ ایسا کیا گورکھ دھندا چل رہا ہے کہ ہم لوگ سال کے اندر تقریباً 6.4۔ارب روپے لے رہے ہیں کہ ہم نے 304۔ارب لیا اور 296۔ارب واپس کر دیا۔یہ گورکھ دھندا کیا ہے؟اس بارے میں عوام کو بتانا چاہئے تاکہ ان کے علم میں اضافہ ہو۔

جناب سپیکر!آج کل بجلی کا بحران چل رہا ہے اور اس ملک میں ہر بندے کا یہ مسئلہ ہے۔ ہمارے پچھلے سال کے بجٹ کے اندر ہائبر ڈپلانٹس کا ذکر کیا گیا تھا اس سال کے بجٹ کے اندر ان کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ وہ ہائبر ڈپلانٹس کہاں گئے، وہ وژن کہاں گئی اور وہ پلاننگ؟ پچھلے سال کے بجٹ میں 48 لاکھ مستحق بچیوں کو stipend دینے کا agreement کیا گیا تھا کہ ہم ان کو دیں گے لیکن اس سال کے بجٹ میں ان 48 لاکھ بچیوں کا stipend بھی غائب ہو چکا ہے اب مجھے نہیں پتا کہ وہ کدھر گیا؟ پچھلے سال کے بجٹ کے اندر کہا گیا تھا کہ 30 ہزار ٹیچروں کو نوکری دی جائے گی۔ ماشاء اللہ اس سال کے بجٹ میں بھی 30 ہزار ٹیچر کی نوکریوں کا اعلان کیا گیا۔ پچھلے سال والے 30 ہزار ٹیچر تو ابھی تک سکولوں اور کالجوں میں نہیں لگے اور اگلے 30 ہزار ٹیچر کب آئیں گے اور کیا کریں گے؟

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ہم یہاں پر پولیس پر اربوں روپے spend کر رہے ہیں ہماری پولیس under staffed ہے اور پولیس آرڈر کے تحت 280 بندوں پر ایک کانسٹیبل ہونا چاہئے جبکہ یہاں 1300 بندوں پر ایک کانسٹیبل ہے۔ اگر 1300 بندوں پر ایک کانسٹیبل ہو گا تو لاء اینڈ آرڈر کے یہی حالات ہوں گے۔ یہاں پر peace کوئی نہیں ہے، یہاں پر لاء اینڈ آرڈر نام کی کوئی چیز نہیں ہے لوگ اپنی گاڑی مسجد کے باہر کھڑی کر کے جائیں تو اس کے شیشے اتر جاتے ہیں۔ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ واپس مل جائے یہ تو چھوڑ دیں لوگ اپنے گھروں کو تالے لگا کر جاتے ہیں واپس آتے ہیں تو تالے ٹوٹے ہوتے ہیں۔ انصاف کا کوئی نام و نشان نہیں ہے اور انصاف دینے والے غائب ہیں۔ اس سے زیادہ مزاحیہ بات کیا ہو سکتی ہے کہ 15 تاریخ کو ڈی آئی جی لاہور ترکی کے tour پر جاتا ہے اور آپ کا سی سی پی او لاہور کہتا ہے کہ ڈی آئی جی کا چارج بھی میں رکھوں گا۔ یہ تو سنا تھا کہ ماتحت کو سینئر کا چارج ملتے ہوئے لیکن یہ پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ سینئر جونیئر کے چارج رکھنا شروع کر دیں۔ کیا لاہور کے باقی پانچ چھ ایس ایس پی ناکارہ اور نااہل ہیں کہ سی سی پی او کو خود اپنے پاس چارج رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

جناب سپیکر!ہم صاف پانی کے بارے میں بڑا سنتے آ رہے ہیں۔ پچھلے سال بھی بڑا پراپیگنڈہ رہا اور اُس سال اس کی مد میں 5۔ارب روپے رکھے گئے اور اِس سال 11۔ارب روپے کر دیئے گئے۔ میرے خیال میں فیصل آباد میں پینے کا پانی سب سے زیادہ گندا ہے۔ انوائرنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے میرے حلقہ فیصل آباد میں پینے کے پانی کا 38 جگہ سے sample کر کے دیا تھا اور کسی بھی ایک جگہ کا PS level 7.5 سے نیچے نہیں تھا۔ کیا وہاں پر صاف پانی کا پلانٹ نہیں لگنا چاہئے؟ وہاں پر صاف پانی کا کوئی پراجیکٹ نہیں ہے اور صاف پانی کے بارے میں حکومت کی کوئی سوچ نہیں۔ فیصل آباد میں صاف

پانی کی جہاں ضرروت تھی میں نے وہاں پر پلانٹس لگتے ہوئے نہیں دیکھے۔ میں آپ سے request کروں گا کہ اگر منسٹر صاحبہ یہ point note کریں کہ فیصل آباد میں سمندری مدھیانہ ڈرین ہے جو کہ فیصل آباد سے گزرتے ہوئے تین تحصیلوں کے اندر toxic waste لے کر جارہی ہیں جو کہ تیس سالوں سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے جس سے چالیس سے پچاس لاکھ لوگوں کی زندگیوں کو سخت خطرہ ہے اور ہیپاٹائٹس کا ہر دوسرا بندہ شکار ہے۔ اس کے بارے یہاں پر resolution بھی پاس ہوئی اور بڑے steps لئے گئے اور ensure بھی کیا گیا۔ اب وہ سب غائب ہو چکا ہے کیونکہ گورنمنٹ کی پالیسی کے اندر گورنمنٹ کو کہیں پر نظر نہیں آتا۔

جناب سپیکر! کسان کے بارے میں تو یہ گورنمنٹ وژن رکھتی ہے اور نہ ہی گورنمنٹ نے اس کے بارے میں کوئی پالیسی سوچی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسان کو گنے کا ریٹ نہیں ملا، کسان کا آلو تباہ ہو گیا، کسان کے ساتھ ابھی گندم کے نام 300 کچھ ارب روپے پچھلے بجٹ میں رکھے ہیں اور مزید procurement کریں گے۔ کیا وجہ ہے کہ 70 فیصد پر وہ ٹارگٹ روک دیا گیا۔ میں نے کئی دفعہ یہ بات ان کے نوٹس میں دی کہ میرے حلقہ کے اندر ماموں کانجن سنٹر پر رشوت لی جارہی ہے، وہاں پر عوام کے ساتھ لوٹ مار کی جارہی ہے اور میرے کئی دفعہ کہنے کے باوجود فوڈ منسٹر کے کانوں پر جوں تک رینگی اور نہ ہی کوئی ایکشن ہوا۔ میں نے اس معزز ایوان میں بھی کئی بار بولنے کی کوشش کی۔ آپ نے وعدہ کیا کہ فوڈ پر بحث کے لئے کوئی دن رکھیں گے مگر وہ دن بھی نہ آسکا کہ ہم فوڈ پر بات کرتے۔ آپ میری بات سنیں کہ اگر کسانوں کے ساتھ یہی حال چلتا رہے گا اور ان کو کوئی ریلیف نہیں دیا جائے گا تو کسان کدھر جائے گا؟ کسانوں کو پہلے ٹیکس ساز کہتے تھے کہ آپ اپنی زمین پر ٹیکس دیں۔ اب کسان سے انکم ٹیکس بھی چارج کرنا شروع ہو گیا ہے۔ کسان انکم ٹیکس بھی دے، وہ زمین پر ٹیکس ادا کرے، وہ pesticide پر ٹیکس ادا کرے، وہ کھاد پر ٹیکس ادا کرے اور وہ پانی کے ٹیوب ویلوں پر بھی ٹیکس ادا کرے تو بے چارہ کسان کدھر جائے؟ کسان کو اس حکومت نے ریلیف دیا کیا ہے اور کسان کے لئے اس حکومت نے کیا کیا ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ سڑکوں کے لئے یہاں پر کئی 100۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا کسانوں کے لئے 50،60۔ ارب روپے رکھا جائے گا؟ اس 60۔ ارب روپے میں سے جس کی less then 30 percent utilization ہو گی۔ یہاں پر laser level کے لئے لکھا گیا کہ کسان کو laser level کر کے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں نے laser level کی بات خود ایگریکلچر منسٹر صاحب کے نوٹس میں دی ہے۔ڈسٹرکٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وہاں پر جو پچھلا ایگریکلچر انجینئر تھا اس نے کرپشن کی انتہا کر دی اور اس نے لوگوں سے 1050 روپے کے حساب سے پیسے چارج کئے۔۔۔

جناب سپیکر:جی، مہربانی، بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!kindly as parliamentary leader میرا ٹائم باقیوں سے زیادہ بنتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کس کے parliamentary leader ہیں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!میں آزاد ممبران کا پارلیمانی لیڈر ہوں۔آپ مہربانی کر کے اس کو چیک کر لیں یہ آپ کا اپنا notified ہے۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ wind up کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:پارلیمانی لیڈر بہت زیادہ ہیں اس لئے آپ کو پتا نہیں لگ سکا۔۔۔

جناب سپیکر:جی، پارلیمانی لیڈر political party کے ہوتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ آزاد لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں۔۔۔

جناب سپیکر:نہیں۔آپ معزز ممبر ہیں۔اس سے زیادہ میں آپ کو کیا کہوں۔

You are honourable member of this House.

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!آپ rules کو دیکھ لیں وہ مجھے allow کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی، بہت شکریہ

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!آپ زیادتی کر رہے ہیں۔آپ آزاد ممبران کے ساتھ ہمیشہ سے زیادتی کرتے ہیں اور ابھی زیادتی کر رہے ہیں۔یہ چیز غلط ہے، میرا kindly اس پر protest نوٹ کریں۔

جناب سپیکر:چلیں!ٹھیک ہے آپ اپنا protest جاری رکھیں۔آپ کی مہربانی،آپ اس پر protest ہی کرتے رہیں۔میں آپ کو دوسروں کے ٹائم سے زیادہ کیسے دے دوں؟

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! میں notified parliamentary leader ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔آپ نہیں ہیں۔آپ کی بڑی مہربانی،آپ تشریف رکھیں۔بہت شکریہ۔جی، میاں مرغوب احمد صاحب!

میاں مرغوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ سیشن میں تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں پنجاب گورنمنٹ بالخصوص وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پہلی بار انہوں نے یہاں بجٹ پیش کیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میاں محمد نواز شریف کی پالیسیوں کا تسلسل اور پنجاب کے اندر میاں محمد شہباز شریف جس طرح اس پر implement کر رہے ہیں، یہ بجٹ throughout اٹک سے لے کر راجن پور اور رحیم یار خان تک overall تمام ڈسٹرکٹ، تمام علاقوں اور تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کی ترجمانی کر رہا ہے۔یہ عوام دوست متوازن اور ایک ڈویلپمنٹ بجٹ ہے۔ یقیناً آج اسی تسلسل کی بنیاد پر لوگ پی ایم ایل(ن) کو پسند کرتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تیسری بار پی ایم ایل(ن) کی ان عوام دوست پالیسوں کی وجہ سے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کو قوم نے بحیثیت وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ منتخب کیا ہے۔ یہ اعتماد کا اظہار ہے اور یہ وہ commitment ہے جو عوام کے ساتھ کی گئی تھی۔ یہ ایسی پالیسیاں ہیں جو عوام کے interest میں ہیں اور ان کو ریلیف مہیا کرتی ہیں۔ماضی کے حکمرانوں کے برعکس جنہوں نے اس ملک کے اندر لوٹ مار کا بازار گرم کیا اور اپنی جیبیں بھریں۔انرجی سیکٹر جو کہ ہمارے منشور کا حصہ بھی ہے پنجاب گورنمنٹ نے اپنے بجٹ میں پہلی بار 258۔ارب روپے کے قریب اس انرجی بحران پر قابو پانے کے لئے رکھے گئے ہیں اور یہ ٹارگٹ رکھا گیا ہے کہ ہم 2017 کے آخر تک بجلی کے بحران کو ختم کریں گے۔یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی ڈویلپمنٹ ہے جو ہونے جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! آج جو پراجیکٹس ساہیوال، بھکھی شیخوپورہ یا مظفر گڑھ اور رحیم یار خان میں لگ رہے ہیں۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ 5420 میگاواٹ بجلی کے جو منصوبے شروع ہیں اور پائپ لائن میں ہیں چاہے وہ کوئلے سے ہیں، گیس سے ہیں یا سولر سے ہیں یا ہائیڈل پاور کے ہیں، یہ پنجاب حکومت بالخصوص میاں محمد شہباز شریف کی وہ commitment کہ ہم اس ملک سے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کریں گے، انرجی بحران کے حوالے سے جو initiatives لئے گئے ہیں میں اس پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آج ایجوکیشن کے اندر 27 فیصد بجٹ reflect ہو رہا

ہے۔یہ گورنمنٹ کی پالیسیوں میں تسلسل کا نتیجہ ہے۔اس ملک میں لوگوں کے چہروں پر خوشیاں لانے کے لئے اس ملک سے poverty کو eliminate کرنا ہے اور اس ملک میں لوگوں کو بہتر روزگار مہیا کرنا ہے۔آج ایجوکیشن کو improve کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بجٹ کا 27 فیصد ایجوکیشن پر خرچ کیا جارہا ہے۔آج سکولوں میں missing facilities کو improve کیا جارہا ہے ،نئے سکول ،کالج اور یونیورسٹیاں تعمیر کی جارہی ہیں۔بالخصوص آج وہ طبقات جن کے پاس اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ کا قیام اور PEF کے ذریعے ان لوگوں کی مدد کی جارہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخی کارنامے ہیں جو کہ آج پنجاب حکومت سرانجام دے رہی ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح ہیلتھ کے شعبے پر آجائیں تو ہیلتھ کے لئے 14 فیصد کے قریب بجٹ میں پیسے رکھے گئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ آج لوگوں کو صحت عامہ کی سہولتیں میسر کرنے کی غرض سے Kidney Liver Transplant اور ریسرچ سنٹر قائم کئے گئے ہیں۔اسی طرح ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو کے لئے پروگرام بنائے گئے ہیں اور وہاں لوکل سطح پر لوگوں کو صحت کی سہولتیں میسر ہوں اور انتظامات بہتر ہوں گے ۔اس غرض سے ڈاکٹروں کو پرکشش packages دیئے جارہے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ بھی قوم کے ساتھ محبت کا ثبوت ہے کہ ہم لوگوں کو صحت عامہ کی سہولتیں مہیا کریں۔اس طرح مجھے یہ بات بھی کہنی ہے کہ آج زراعت جس سے ہمارے پنجاب کے 45 فیصد سے زیادہ لوگ وابستہ ہیں،آج پہلی بار ان کے لئے Rural Development Programme شروع کیا گیا ہے۔آج کھلیانوں سے لے کر شہروں تک جو سڑکیں تعمیر کی جارہی ہیں،اسی طرح گرین ٹریکٹر سکیم شفاف اور transparent طریقے سے پچیس ہزار ٹریکٹر کسانوں کو تقسیم کئے جارہے ہیں۔اس کے علاوہ Drip and Sprinkler Irrigation Scheme شروع کی گئی ہے جس پر سبسڈی دی گئی ہے اور اس کے علاوہ زمیندار کو اس سکیم سے اچھا پانی بھی میسر ہو سکے گا۔مجھے یہ بات کہتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ آج ہر شعبہ زندگی کے اندر improvement ہو رہی ہے۔اسی طرح فنی تربیت کے متعلق آپ دیکھ لیں،لوگوں کو ہنر سکھا کر،international level کے کورسز کروا کر،تین سال کے اندر بیس لاکھ لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح سے ہر شعبہ زندگی میں آگے بڑھا جارہا ہے،میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی طرف سے یہ عوام دوستی ہے۔وہ عوام کے لئے درد دل رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پوری پارٹی اور اس کے منتخب نمائندے بھی

اس پر عمل کر رہے ہیں۔ مجھے یہ بات بھی کہنی ہے کہ پنجاب ایک بڑے بھائی کی حیثیت سے آج بلوچستان کے عوام سے یکجہتی، خیبر پختونخوا کے عوام سے یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، آج جس طرح سے بلوچستان کے اندر پی آئی سی سنٹر کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے اور دوسرے صوبوں کے اندر یکجہتی کے پیغامات دیئے جارہے ہیں، یہ بھی پنجاب حکومت اور میاں محمد شہباز شریف کا خاصا ہے۔ مجھے یہ بات بھی کہنی ہے کہ لاہور شہر کے لئے اورنج لائن ٹرین، میٹرو بس سکیم کا جو منصوبہ دیا گیا ہے یہ بھی آج اپنی مثال آپ ہے۔ اسی طرح دوسرے بڑے شہروں راولپنڈی، اسلام آباد میں جو میٹرو بس سروس شروع کی گئی ہے، ملتان میں اس کی تعمیر شروع ہو چکی ہے، یہ وہ منصوبے ہیں جو کہ لوگوں کے دلوں کے اندر گھر کر گئے ہیں۔ اپوزیشن کو یہ بات سمجھ آ گئی ہے کہ یہ منصوبے آگے بڑھیں گے۔ آج ایوان کے اندر ان کی جو عددی تعداد ہے وہ بھی سب کے سامنے ہیں۔ یہ وہ منصوبے ہیں جب یہ آگے بڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ تعمیر و ترقی ہو گی۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! آخر میں، میں اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے چند ایک تجاویز دینا چاہوں گا، جہاں یہ بہت اچھی باتیں ہیں وہاں میں سمجھتا ہوں کہ ابھی کرنے کے لئے بہت کچھ باقی ہے۔ اس سلسلے میں، میں نے ایک دو گزارشات پیش کرنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ پنجاب کے اندر tax net کو بڑھایا جائے جب تک tax net broad نہیں ہو گا ہم مزید تعمیر و ترقی کے منصوبے شروع نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! دوسری بات میں صحت کے حوالے سے کروں گا کہ اس وقت ڈاکٹروں کی آئے دن جو ہڑتالیں ہوتی ہیں ان کو ختم ہونا چاہئے کیونکہ جو بیمار لوگ ہوتے ہیں ان پر ڈاکٹروں نے شفقت کرنی ہوتی ہے، میری یہ گزارش ہو گی کہ strikes کو بند کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! ایک آخری بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ نے اس صوبے کو معدنیات سے مالا مال کیا ہے۔ آج رجوعہ کے اندر جو معدنیات کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں ان کو جنگی بنیادوں کے اوپر شروع کیا جائے۔ یہ ایک اچھی پیشرفت ہے، ماضی کے حکمرانوں کے برعکس اس

کو transparent بنانا چاہئے اور اس پر تیزی سے کام شروع کرنا چاہئے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب سجاد حیدر گجر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد آصف باجوہ ٹائم کا خیال رکھیں، ٹائم آگے پیچھے نہیں ہوگا، بڑی مہربانی۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آج خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی تمام ٹیم کو جنہوں نے پنجاب کے بجٹ میں تعلیم کے لئے 27 فیصد، صحت کے لئے 14 فیصد، ایگریکلچر کے لئے 12 فیصد اور امن عامہ کے لئے 9.5 فیصد، انصاف کے لئے 400 کے لگ بھگ سول ججز اور 300 کے لگ بھگ ایڈیشنل سیشن ججز کی اسامیاں پیدا کرنے کا پروگرام اس بجٹ میں دیا ہے ان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آج اس بجٹ اجلاس میں وقت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں اپنے حلقہ کے متعلق چند مسائل اور ان کے متعلق ان کے حل کے لئے چند تجاویز دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ جس طرح سے پنجاب گورنمنٹ نے پچیس ہزار ٹریکٹر اور Agriculture equipments کے لئے سبسڈی کا پروگرام پیش کیا ہے اس میں چند ایک مسائل ہیں جن کا شکار زمیندار اور Agriculture equipments بنانے والے لوگ ہیں۔ میں بڑی مؤدبانہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ پچھلے سالوں میں جب حکومت نے یہ پلان دیا کہ Agriculture equipments پر سبسڈی دی جائے۔ اس کے لئے مخصوص لوگوں کی prequalification کی گئی اور میرٹ کو ختم کر کے specific لوگوں کی prequalification کی گئی جبکہ زرعی آلات کے لئے ڈسکہ، اوکاڑہ، میاں چنوں، حافظ آباد، فیصل آباد اور لاہور میں بے شمار لوگ Agriculture equipments manufacture کرتے ہیں۔ جن کو نظر انداز کیا گیا اور انتہائی سخت شرائط رکھ کر کچھ لوگوں کو prequalify کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ اس میں تمام لوگوں کو شامل کیا جائے اور جن شہروں کا میں نے ابھی نام لیا ہے جہاں Agriculture equipments manufacture ہوتے ہیں، سب لوگوں کو اس سکیم کا حصہ بنایا جائے اور openly زمیندار کو، کسان کو، عوام کو موقع دیا جائے کہ وہ جہاں سے چاہیں وہاں سے equipments خریدیں۔ اس کے لئے prequalification کی ضرورت نہیں ہونی چاہئے۔ اس سے پہلے بھی پنجاب حکومت نے ڈیزل انجن

پر سبسڈی دی تھی اور زمیندار کو یہ جہاں کہیں سے بھی ملتا تھا وہاں سے وہ خرید لیتے تھے اور جو انڈسٹری تھی اس کو ڈائریکٹ چیک دیا جاتا تھا تاکہ اس میں شفافیت کا عنصر بھی غالب رہے لیکن یہ جو موجودہ پالیسی ہے اس کے متعلق میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے تاکہ مقابلے کا رجحان پیدا ہو اور جو مخصوص منافع خور لوگ ہیں ان سے جان چھڑائی جا سکے۔اس کے علاوہ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ڈسکہ سٹی کا level down ہے، یہی وجہ ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو تقریباً چوبیس سے چھتیس گھنٹے تک ڈسکہ شہر پانی میں ڈوبا رہتا ہے۔اس کے لئے میں request کروں گا کہ ڈسکہ کے لئے ایک نئی سیوریج سکیم بنائی جائے تاکہ ڈسکہ کے شہریوں کو ان مسائل سے چھٹکارا حاصل ہو سکے۔اس کے علاوہ ڈسکہ میں جو واٹر سپلائی کی سکیم ہے وہ آج سے تیس سال پرانی ہے اور گلیوں کا نالیوں کا گندا پانی شامل ہو جاتا ہے کیونکہ پرانے لوہے کے پائپ اب پھٹ چکے ہیں جس کی وجہ سے واٹر سپلائی میں گندا پانی mix up ہو رہا ہے جس کی وجہ سے عوام کو بے پناہ مسائل ہیں اور ڈسکہ کے شہری ہیپاٹائٹس جیسی بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔اس کے ساتھ میں گزارش کروں گا کہ جس طریقہ سے گورنمنٹ نے تعلیم کے لئے پیسے رکھے ہیں لیکن ڈسکہ شہر میں اس وقت دو ہائی سکول ہیں اور کم از کم تیس پرائیویٹ ہائی سکول ہیں۔ لوگ ان پرائیویٹ سکولوں کی فیسیں برداشت نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ڈسکہ میں دو specific areas ہیں ایک پوروں بھروں کے چیمہ ہسپتال کے قریب ہے اور دوسرا یونس آباد اور گھاگھرا میں کم از کم دو گرلز ہائی سکول بنائے جائیں تاکہ بچیوں کو تعلیم کی سہولتیں مل سکیں۔اس کے علاوہ ڈسکہ تحصیل جو کہ ایک بہت بڑی تحصیل ہے ایک بہت بڑا گاؤں ہے جس کی آبادی کم از کم تیس چالیس ہزار کے لگ بھگ ہے اور وہاں پر بچیوں کے لئے کوئی کالج موجود نہیں ہے لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ ایک گرلز کالج متراں والی میں اور ایک گرلز کالج گلوٹیاں کلاں اور گلوٹیاں خورد میں قائم کیا جائے کیونکہ وہاں سے لوگ ڈسکہ آنے سے قاصر ہیں۔اس وجہ سے لوگ بچیوں کو تعلیم دینے سے بھی قاصر ہیں لہٰذا دو گرلز کالج بنائے جانے کی جو میری تجویز ہے اس پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈسکہ کے چاروں اطراف میں نہریں گزرتی ہیں،ایک نہر جو ہیڈ بمباں والا سے نندی پور کی طرف آتی ہے،آج سے چھ سات سال پہلے ہر سال وہاں سے بھل صفائی کے لئے یا کسی اور وجہ سے جب دسمبر میں نہر بندی ہوتی تھی تو نہر میں ریت نکالی جاتی تھی،اب اس کا bed level اوپر ہو چکا ہے اور نہر کے دونوں طرف سینکڑوں ایکڑ اراضی

سیم کا شکار ہو چکی ہے،اس سلسلے میں بھی میری humble request ہے کہ ایسے انتظامات کئے جائیں کہ جب دسمبر کے دنوں میں نہر بندی ہو تو وہاں نہر کا level down کیا جائے تاکہ لوگوں کی زمینوں کو بچایا جاسکے۔اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام، میں بڑی معذرت کے ساتھ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرے علم میں نہیں ہے یا میں سمجھ نہیں سکا کہ اس کا کیا criterion ہے اور کن لوگوں کی سکیمیں اے ڈی پی میں شامل ہوتی ہیں؟ بڑی معذرت کے ساتھ گزارش کرنا چاہوں گا کہ 14-2013اور 15-2014اور اب 16-2015یعنی تینوں سالوں میں پی پی۔130 کی کوئی ایک سکیم بھی اے ڈی پی میں شامل نہیں ہو سکی۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے کیا criterion ہے ؟کسی حلقے میں اربوں روپے کے فنڈز جاری کئے گئے ہیں اور کسی حلقے میں سو روپے کے فنڈز بھی نہیں دیئے جارہے۔ میں بھی اپنے حلقے کے عوام کو اس لحاظ سے جوابدہ ہوں۔ میں گزارش کروں گا کہ کہ جتنی تجاویز میں نے پیش کی ہیں جتنی سکیموں کے لئے میں نے request کی ہے ان میں سے ایک بھی نہیں رکھی گئی۔آخر اس طرح کے سلوک کی کیا وجہ ہے ؟

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس کے ساتھ ہی میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو دیہی road programme ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!صرف ایک منٹ۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

جناب محمد آصف باجوہ(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس میں، میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ جہاں پر بھی پورے پنجاب میں یہ سڑکیں بنائی جارہی ہیں یہ infrastructure کا بہترین منصوبہ ہے۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر جنگلات سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ پنجاب میں جہاں جہاں بھی دیہی روڈ پروگرام کی سکیمیں ہیں ان کے دونوں اطراف جنگلات والے ہر سال درخت لگائیں تاکہ ہم ماحول کو بہتر بنا سکیں۔

جناب سپیکر: مہربانی۔نواب زادہ حیدر رمدی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نگہت شیخ صاحبہ!

محترمہ نگہت شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تو محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کروں گی اور ساتھ ہی اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی اور ان کو مبارکباد پیش کروں گی کہ انہوں نے ایک خاتون پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو فنانس منسٹر بنایا۔ڈاکٹر صاحبہ نے اب تک جو کام کیااور جو ان کی کارکردگی رہی یقیناًیہ اس کی مستحق تھیں اور میں سمجھتی ہوں کہ ہم خواتین کے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ ہم پر اعتماد کیا گیااور ہمیں اس قابل سمجھا گیا۔پہلے خواتین کو صرف بہبود آبادی یا زیادہ سے زیادہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹس کے لئے ہی قابل سمجھا جاتا تھا لیکن اب ڈاکٹر صاحبہ اپنی کارکردگی سے اس چیز کو ثابت کریں گی کہ خواتین کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات کروں گی، اس میں میری صرف یہ گزارش ہو گی کہ اگر ہم نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کرنی ہے اور دہشت گردی سے جان چھڑانی ہے تو عوام کی شمولیت اور پولیس پر عوام کا اعتماد بحال کرنا ہو گا۔کمیونٹی پولیسنگ کو فروغ دینا ہو گااور اس میں میڈیا کو بھی اپنا role play کرنا پڑے گا اس کے بغیر ہم کبھی بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کر سکتے ہیں اور نہ ہی دہشت گردی پر قابو پا سکتے ہیں۔اس کے لئے ہمیں مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں، عوام کی involvement اور عوام کا پولیس پر اعتماد بحال کریں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک پولیس کے اندر جو کرپٹ افسر ہیں، جو کرپٹ لوگ ہیں ان کو عبرت کا نشان نہ بنائیں اس کے لئے ضروری ہے کہ پولیس کے محکمے کو خصوصی طور پر دیکھا جائے اور اس میں کرپٹ لوگوں کے خلاف سختی سے اقدامات کئے جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر!ہماری جو سکیمز شروع ہوئی ہیں میں اس حوالے سے ڈاکٹر صاحبہ کی توجہ بھی چاہوں گی کہ میٹرو بس اور خصوصاً اپنا روزگار سکیم میں جو ڈاکٹر صاحبہ کا کردار رہا اور lowest bidder کے باوجود 42 کروڑ روپے کی جو مزید بچت کروائی گئی ہے اس کا ڈائریکٹ فائدہ ان لوگوں کو ہوا جن کو مارکیٹ ریٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کم میں یہ گاڑی ملی ہے۔میں یہ reference اس لئے دے رہی ہوں کہ ابھی جو Dolphin Force شروع ہو رہی ہے اور اس میں جو bikes کی خریداری کی گئی ہے، یہ پراجیکٹ ہمارے ہمسایہ ملک ترکی کے اشتراک سے ہو رہا ہے لیکن وہاں کے حالات اور ہمارے حالات میں فرق ہے، وہاں کے روڈز اور طرح کے ہیں اور وہاں کی civilized ٹریفک ہے اس لئے ہمیں اپنے روڈز اور ٹریفک کے مطابق bikes خریدنی چاہئیں تھیں۔ہم نے جو adventure bikes

خریدی ہیں اور ہم اس کا تقریباً ساٹھ کروڑ روپیہ extra paid کر رہے ہیں تو ہم نے وہ چلانی کن روڈز پر ہیں۔ ہم جس مقصد کے لئے خرید رہے ہیں ہمارا وہ مقصد پورا نہیں ہو گا اس لئے ڈاکٹر صاحبہ سے میری گزارش ہو گی کہ آپ اس کو دیکھیں اور ہم جس مقصد کے لئے یہ کر رہے ہیں وہ مقصد پورا ہونا چاہئے۔ میں اس کے بعد وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دوں گی اور میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت ہمارا اہم مسئلہ پینے کا صاف پانی ہے۔

پانی سستا ہے تو پھر تحفظ کیسا
لہو مہنگا ہے تو گلیوں میں بہتا کیوں ہے

جناب سپیکر! ہم نے گلیوں میں لہو کو بہنے سے روکنا بھی ہے اور پانی کی فراہمی کو بھی مؤثر بنانا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے جو 30۔ارب روپے سے جنوبی پنجاب میں صاف پانی کی فراہمی کا پراجیکٹ شروع کیا ہے یہ یقیناً قابل ستائش ہے۔ گدلے پانی سے گردے، گیسٹرو اور خصوصاً ہیپاٹائٹس کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ میرا تعلق لاہور شہر سے ہے اور لاہور شہر میں ایسی جگہیں ہیں جہاں پر صاف پانی بالکل نہیں ملتا۔ لاہور اتنا بڑا شہر ہے اور یہاں پر پینے کا صاف پانی نہیں ہے، جہاں اس اسمبلی کے ملازمین رہتے ہیں وہاں بھی سیوریج ملا پانی مل رہا ہے۔ میں پچھلے tenure سے کوشش کر رہی ہوں کہ گڑھی شاہو میں جو اسمبلی کوارٹرز ہیں وہاں صاف پانی کی فراہمی ہو جائے اور سیوریج ملا پانی نہ ملے لیکن ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہسپتال پر ہسپتال بنانے سے بہتر ہے کہ ہم اس وجہ کو ختم کر دیں جس وجہ سے یہ بیماریاں پھیلتی ہیں۔

جناب سپیکر! اب میں خواتین کی فلاح و بہبود پر بات کروں گی جس کے لئے 16۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں منسٹر صاحبہ خود ایک خاتون ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ خواتین کے مسائل کو بہتر طور پر سمجھتی ہیں کہ اگر ہم خواتین کو financially strong کریں تو ہمارے بہت سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ ہم خواتین کے لئے صرف سلائی مشینوں تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں اور جو جدید اور ترقی یافتہ ممالک میں خواتین کا role ہے اس پر توجہ نہیں دیتے لیکن اگر ہم نے خواتین کو سلائی مشینوں تک ہی رکھنا ہے تو پھر ہم بنگلہ دیش کو role model بنا کر ایسے units کیوں نہیں بنا لیتے جس طرح بنگلہ دیش نے ریڈی میڈ گارمنٹس کے حوالے سے دنیا میں اپنا ایک نام بنا لیا ہے لہٰذا ہم حکومتی سطح پر ایسے stitching centres بنائیں جہاں پر خواتین ٹریننگ حاصل کریں۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی آپ کا ٹائم ختم ہوا۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میرا ابھی ایک point باقی ہے۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی کریں۔

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! ہمیں خواتین کو ایسے stitching centres دینے چاہئیں جہاں پر وہ بنگلہ دیش کی طرح ریڈی میڈ گارمنٹس کا کام کریں اور عالمی سطح پر پاکستان کا نام بنائیں۔ اس کے ساتھ ہی محترمہ وزیر خزانہ سے میری گزارش ہو گی کہ خواتین اور خصوصاً سٹوڈنٹس کے لئے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے اس میں میری ایک تجویز ہے کہ اگر ان کو سکوٹیز دے دی جائیں یہ ایک عجیب سی بات ہے لیکن انڈیا، بنگلہ دیش اور ملائشیا میں خواتین ساڑھی پہن کر بھی سکوٹیز چلاتی ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، مہربانی۔ اگلے مقرر محمد علی کھوکھر صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order. No point of order yet.

آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، ملک محمد علی کھوکھر صاحب!

محترمہ نگہت شیخ: جناب سپیکر! مجھے wind up تو کرنے دیں۔

کورم کی نشاندہی

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں گنتی کرائی جائے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔اب ملک محمد علی کھوکھر صاحب بات کریں گے۔

سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

ملک محمد علی کھوکھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس بجٹ کا growth اور ترقی کی طرف focus ہے اور اس میں سب سے خوش آئند بات یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کے لئے غیر ترقیاتی علاقوں اور متوسط طبقہ کو focus کیا گیا ہے۔یہ trend بہت اچھا ہے اور یہ بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے بالکل عین مطابق ہے۔میں اس میں سے کچھ چیزوں کو point out کرنا چاہتا ہوں۔میں جانتا ہوں کہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا خود بھی اس چیز پر یقین رکھتی ہیں کہ canal irrigation system میں بہتری لانے سے لوگ اور زیادہ انوسٹمنٹ کی طرف آتے ہیں۔آبپاشی کے لئے تقریباً 50 بلین روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔پچھلے سال بھی اس شعبے کے لئے اتنی ہی رقم رکھی گئی تھی اور اس مرتبہ ہم توقع کر رہے تھے کہ اس میں enhancement آئے گی۔میں آبپاشی کے حوالے سے ہی دوسری چیز point out کرنا چاہتا ہوں کہ urbanization کی وجہ سے ہماری نہروں میں excess water available ہے لیکن اس کی مزید تقسیم پر پابندی لگی ہوئی ہے۔اگر وزیر اعلیٰ اس کی منظوری دیں تو پھر یہ پانی ملتا ہے جبکہ کسانوں کی need and requirement ہے کہ وہ پانی ان کو مہیا کیا جائے۔کیا ہی بہتر ہو گا کہ اگر ایک اچھا اور merit based نظام بنا کر ہماری نہروں میں پایا جانے والا excess water کسانوں کو مہیا کیا جائے۔یہ excess water اس وقت ڈیمز میں رُکا ہوا ہے۔

جناب سپیکر!یہ بہت ہی healthy trend ہے کہ ساؤتھ پنجاب کی ترقی کے لئے حکومت نے بہت زیادہ بجٹ مختص کیا ہے لیکن میں چاہوں گا کہ ہمارے ساؤتھ پنجاب کے لئے ملتان میں ایک sub-secretariat قائم کیا جائے۔اس کے اُوپر بہت working ہوئی ہے اور کمیٹیاں بھی بیٹھی ہیں۔

We need the sub-secretariat to be over there. We need the heads of the departments like the Chief Engineering

for Public Health, for Buildings and for Highways to be seated in Multan.

جناب سپیکر!ہمیں اپنے ساؤتھ پنجاب کے مسائل کے لئے ان محکمہ جات کے heads کو لاہور میں آکر ملنا پڑتا ہے۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور ہائی ویز کے چیف انجینئرز کو ساؤتھ پنجاب میں shift کیا جائے۔

جناب سپیکر!Rural Roads Programme شروع کیا گیا ہے اس میں کوئی judicious طریق کار رکھا جائے تاکہ تمام دیہی حلقوں کی اکٹھی اور judicious طریقے سے ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ کسی حلقہ میں دو کلو میٹر اور کسی حلقہ میں 20 کلو میٹر سڑک دی جارہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حلقہ وار number of kilometer roads کی allocation ہونی چاہئے تاکہ سب دیہی علاقے مساوی طور پر uplift ہو سکیں۔

جناب سپیکر!میں point out کرنا چاہوں گا کہ بنیادی مراکز صحت کی طرف بہت زیادہ توجہ دی جارہی ہے۔ یہ BHUs ہمارے دیہی علاقوں میں بڑا اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔اس حوالے سے بھی کوئی بہترین طریق کار طے ہونا چاہئے۔جب محکمہ کسی BHU کی اپ گریڈیشن کے لئے criterion set کرتا ہے تو اس کو timely follow کیا جائے اور اس بارے میں یہ بتا دیا جائے کہ It has to be feasible تو پھر انہی BHUs کی اپ گریڈیشن ہونی چاہئے اور اس criterion سے ہٹ کر کسی BHU کی اپ گریڈیشن نہ کی جائے۔ میں کہوں گا کہ BHUs کی اپ گریڈیشن کے لئے جو بھی laid down criterion ہے اس کو strictly follow کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں آخر میں point out کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کی allocation کے بعد اس کے uses کو ensure کیا جائے۔ پچھلے سال شعبہ زراعت کے لئے 7.5۔ارب روپے سے زیادہ رقم کی allocation ہوئی جبکہ اس کی utilization صرف 1.5۔ارب روپے ہو سکی ہے۔ جن محکموں میں یہ gap آرہا ہے ان کی طرف آپ توجہ فرمائیں اور اس بجٹ کی allocation and utilization کے gap کو کم سے کم ہونا چاہئے۔ میں دوبارہ یہی گزارش کروں گا کہ kindly ہماری canal irrigation کی طرف ضرور توجہ کریں اور یہ revolutionary step ہوگا۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،آپ کی بہت مہربانی۔جناب محمد ثاقب خورشید صاحب!

جناب محمد ثاقب خورشید: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں روایتی انداز میں میاں محمد شہباز شریف کو اس بہترین بجٹ سازی پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے حزب اختلاف کی تنقید اور بلا جواز احتجاج کے باوجود بڑے دلیرانہ انداز سے بجٹ تقریر کی۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد حزب اختلاف نے اپنی دھواں دھار تقریر کی اور عوامی نمائندگان کی ذمہ داری کا احساس دلایا کہ وہ اجلاس میں تیاری کر کے نہیں آتے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اُن کی دو گھنٹے کی طویل جذباتی تقریر کے بعد اُن کے ساتھی ایک گھنٹہ بھی جم کر نہیں بیٹھ سکے۔ وہ مال روڈ پر احتجاج کرنے والوں کو صرف اُکسانے پر ہی لگے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی قیادت کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج سے 39 سال قبل اسی ایوان میں آپ کے والد محترم رانا پھول خان صاحب اور میرے والد محترم میاں خورشید انور صاحب نے وہاڑی اور قصور کو یکم جولائی 1976 کو ضلع بنوایا۔ اُس وقت کے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ نے یہ ایک تاریخی کام کیا اور آج ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے وہاڑی کے عوام کے لئے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کا sub campus بنا کر ایک تاریخی کام کیا جو 2۔ارب روپے کا منصوبہ ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! حکومتوں کے فرائض میں شامل ہوتا ہے کہ وہ اپنے عوام الناس کی صحت، تعلیم اور روزگار کا خاص خیال کرے تو اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے تعلیم پر 27 فیصد بجٹ رکھا ہے اس پر بھی میں مبارکباد دیتا ہوں۔ صحت پر 14 فیصد بجٹ رکھا گیا ہے اس پر بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ حکومت نے یہ اہم ذمہ داری نبھائی ہے۔ رحیم یار خان انجینئرنگ یونیورسٹی، بہاولپور میں ویٹرنری یونیورسٹی، ملتان میں زرعی یونیورسٹی، جھنگ اور ساہیوال میں یونیورسٹیوں اور میرے شہر وہاڑی میں BZU sub campus کا قیام انشاء اللہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ کی قیادت میں وزیر تعلیم اور سیکرٹری سکولز عبدالجبار شاہین سکولز ایجوکیشن پر بڑی محنت سے کام کر رہے ہیں۔ ہماری حکومت کو یہ فخر حاصل ہے کہ ہم نے محکمہ تعلیم میں 100 فیصد شفاف طریقہ سے بھرتیاں کی ہیں اُن teachers کی training کے لئے جو DSD Programme شروع کیا جس کے تحت ایک ماہ کی training دی جاتی ہے اُس پر محکمہ تعلیم قابل مبارکباد ہے۔ میں وزیر اعلیٰ اور اُن کی تمام ٹیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو میرٹ پر teachers کی بھرتی، اُن کی training اور monitoring کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!اس سال ہمارے شہر وہاڑی کے لئے Sewerage and Water Supply Scheme کے لئے 30/35 کروڑ روپیہ مختص کر کے mega scheme دینے پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔بوائز ڈگری کالج کی missing facilities کے لئے جو 3/4 کروڑ روپیہ اس بجٹ میں رکھا گیا ہے اُس پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

(اذانِ ظہر)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،ثاقب خورشید صاحب!آپ wind up کریں۔

جناب محمد ثاقب خورشید: جناب سپیکر!میں صرف دو منٹ میں اپنی بات مکمل کرتا ہوں۔ہمارے قائد نے توانائی بحران کے لئے جو 31 بلین روپے مختص کئے ہیں اس پر وہ انتہائی خراج تحسین کے مستحق ہیں۔میں اس core issue پر ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ ہماری حکومت نے نوجوانوں کی بے روزگاری کے خاتمہ کے لئے ایک طویل عرصہ سے خود روزگار سکیم شروع کی ہوئی ہے ایسے ہی ہم چاہتے ہیں کہ ہر گھرانے میں ایک solar panel دے دیا جائے اور اُس کے پیسوں کی واپسی آسان اقساط میں بجلی کے بلوں میں شامل کر دی جائے جس سے توانائی کا بحران حل کرنے میں کافی مدد ملے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔آپ اپنی written تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔جی، محترمہ سائرہ افتخار صاحبہ!

محترمہ سائرہ افتخار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو بجٹ 16-2015 پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کی تاریخ کی وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے وزیر خزانہ کا قلمدان سنبھالا اور بحیثیت ایک خاتون جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔

جناب سپیکر!وقت بہت مختصر ہے لیکن میں کوشش کروں گی کہ بجٹ کے کچھ چیدہ چیدہ نکات کو ضرور touch کروں اور پھر آپ کے توسط سے کچھ تجاویز میں محترمہ وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کروں گی۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت کی اوّلین ترجیح یقیناً توانائی کے بحران کا خاتمہ ہے اور اس کا shortfallاس وقت ہمارے National GDP کو2 فیصد تک impact کر رہا ہے اس لئے حکومت ہر ممکن ذریعہ سے بجلی پیدا کرنے کی ممکن سعی کر رہی ہے جس کے لئے wind, hydral, small coal projects, LLG یعنی ہر طریقہ سے اس چیز پر قابو پانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ خادم پنجاب رُورل روڈ پروگرام ملک کی تاریخ کا سب سے بڑا، uniqueاور پہلا پراجیکٹ ہے جس کے تحت دیہات کو شہروں سے ملانے والی کم از کم 2ہزار کلو میٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر اور ترقی کا کام کیا جائے گا۔ آج بھی ہماری 70فیصد آبادی دیہات میں رہائش پذیر ہے اس initiativeسے کسانوں کی farm to market access بہتر ہو گی ان کے بچوں کو شہروں کے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع مل سکے گا اور مریض بروقت شہر کے ہسپتالوں میں پہنچ سکیں گے۔ میرے وہ ساتھی جو rural backgroundرکھتے ہیں یقیناً اس initiativeکی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے روایتی تعلیم کے ساتھ ساتھ skill based education کے component پر خصوصی توجہ دی ہے اور خطیر رقم مختص کی ہے۔ TEVTA, PVTCاور PDSFجیسے اداروں میں market driven skills and demand driven skills کی تعلیم شروع کرائی جارہی ہے۔ حکومت پنجاب مستقبل قریب میں دو لاکھ سے زائد skilled and semi skilled labour export کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یاد رہے کہ قطر فیفا2022 کا میزبان ہے اور سٹیڈیم، ہوٹل اور دیگر انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لئے اسے کم از کم چودہ لاکھ human resource کی ضرورت ہے۔ وزیر اعلیٰ کے وژن اور حکم کے مطابق ہمارے لیبر منسٹر اپنی ٹیم کے ساتھ اس initiativeپر دن رات کام کر رہے ہیں۔ آپ عنقریب دیکھیں گے کہ ہمارے مزدوروں کی پہلی کھیپ قطر exportکی جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ gender main streaming, institutions reforms and good governance, export growth and productivity enhancement ہمارے current fiscal year کے KPI's ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہماری inflation چھ فیصد تک sustain رہتی ہے اور ہماری growth rate 5.5 percent کے حساب سے ہو اور ہمارا ٹیکس GDP ratio اگر 10.1 فیصد رہتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان اہداف کو پورا نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر!آج میں آپ کی توجہ ایک ایسے گھمبیر مسئلہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ جس پر قیام پاکستان سے لے کر آج تک کوئی خاص پیشرفت نہیں ہوئی بلکہ کہنا چاہئے کہ ہوئی ہی نہیں ہے۔ آج آپ سڑک پر کھڑے ہو کر دس لوگوں سے پوچھیں گے کہ پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے تو یقیناً ان دس میں سے آٹھ یہی جواب دیں گے کہ energy crisis ہمارا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت ہمارے GDP کو 2 فیصد تک impact کر رہا ہے لیکن اگر اتنا بڑا نہیں تو یقیناً اسی اہمیت کی نوعیت کا مسئلہ غذائیت کی قلت یعنی malnutrition ہے جو کہ ہمارے GDP کو 3.5 سے 4 فیصد تک impact کر رہا ہے۔Energy Crisis is 2 percent and the malnutrition is up to 4 percent لیکن unfortunately اس پر آج تک اتنی زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔ آج حالت یہ ہے کہ 51 فیصد خواتین اور 62 فیصد بچے chronic malnutrition کا شکار ہیں اور اگر اس crisis پر اب توجہ نہ دی گئی تو Pakistan will become demographic nightmare جس سے یہ ہو گا کہ of unskilled and economically nonproductive labour unemployment بڑھے گی، disease stricken burden بڑھے گا۔ جب unemployment بڑھے گی تو crime rate بڑھے گا اور crime rate بڑھنے کی وجہ سے ہماری لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی خراب ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ کے پاس کوئی تجویز ہے تو وہ دے دیں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! بالکل ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم ہر سال 3.524 percent economic drain afford نہیں کر سکتے۔ ایگریکلچر، خوراک، ایجوکیشن، ہیلتھ، سماجی تحفظ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ڈیپارٹمنٹس کی ذمہ داری ہے کہ ہر سال اپنے سالانہ ترقیاتی منصوبہ کے اندر کم از کم ایک ایسی سکیم مختص کریں جو nutrition کو redress کرے۔

جناب سپیکر! گندم کا آٹا ہمارے ملک کا سب سے بڑا stabled food ہے لیکن آٹے کے نام پر بکنے والا سفید ربڑ نما میدہ جو ہم کھا رہے ہیں اس میں فولاد ہے اور نہ ہی فولک ایسڈ جس کی وجہ سے ہمارے بچے اور خواتین خون کی شدید کمی کا شکار ہیں۔ آج دنیا کے 82 ممالک میں flower fortification پر قانون موجود ہے جبکہ ہم اب تک اس پر کسی قسم کی کوئی قانون سازی نہیں کر سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سیدہ عظمیٰ قادری صاحبہ!

سیدہ عظمیٰ قادری: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس معزز ایوان میں آپ نے مجھے اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دینا چاہتی ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک خاتون وزیر خزانہ بننے پر بھی انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ وزیر اعلیٰ کے اس اقدام سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وومن ڈویلپمنٹ میں strongly believe کرتے ہیں اور اسی لئے اس بجٹ میں وومن ڈویلپمنٹ کے لئے 32,166 ملین کا حصہ رکھا گیا ہے جس میں وومن ہیلتھ اور ایجوکیشن کے مختلف پراجیکٹس ہیں۔ یہ کریڈٹ بھی ہماری حکومت کو جاتا ہے کہ ہم سمجھ رکھتے ہیں کہ عورتیں کسی بھی معاشرے کی backbone ہوا کرتی ہیں اور ان کا مردوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرنا ایک بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ایک تندرست اور ذہین ماں ہی ایک تندرست بچے کو جنم دیتی ہے اور وہ پہلی تربیت ماں سے حاصل کرتا ہے۔ یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے اسی لئے ہماری حکومت نے سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے 15 فیصد کوٹا، عمر کی حد میں تین سال کی رعایت، ملازمت پیشہ خواتین کے لئے ڈے کیئر سنٹرز اور ہاسٹلوں کا قیام کیا ہے جس سے خواتین اپنی ڈیوٹی effectively نباہ سکیں گی۔

جناب سپیکر! سب جانتے ہیں کہ تعلیم کے بغیر معاشی ترقی کا خواب ادھورا ہے۔ پاکستان میں غریب اور متوسط طبقات کے لئے تعلیم کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ موجودہ حکومت نے شعبہ تعلیم کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دی ہے اور مالی سال برائے 16-2015 میں تعلیم کے فروغ کے لئے 310۔ارب سے زائد رقم جو کہ بجٹ کا 27 فیصد بنتا ہے مختص کیا ہے۔ اس رقم میں سے ترقیاتی مد میں 55۔ارب 56 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس میں سکول ایجوکیشن کے لئے 33۔ارب 17 کروڑ روپے اور ہائر ایجوکیشن کے لئے 14۔ارب 73 کروڑ، سپیشل ایجوکیشن کے لئے 78 کروڑ 40 لاکھ اور literacy کے لئے ایک ارب 88 کروڑ روپے جبکہ 5۔ارب روپے نوجوانوں میں کھیلوں کے فروغ بشمول 2۔ارب روپے یوتھ انٹرن شپ پروگرام کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔ پنجاب حکومت نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے شروع کردہ وزیر اعلیٰ ریفارمز روڈ میپ پروگرام 2018 کے تحت شعبہ تعلیم کے اہداف مقرر کئے ہیں جس کے تحت تعلیم کے شعبے کی ترجیحات یوں ہیں۔

1۔ سکول جانے کی عمر والے تمام بچوں کا سو فیصد admission یقینی بنانا۔
2۔ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے تمام طلباء کی تعلیم مکمل کروانا۔

3۔ صنفی مساوات کا حصول۔
4۔ علاقائی عدم توازن میں کمی لانا۔
5۔ سکولوں میں بین الاقوامی معیار کا ڈھانچہ قائم کرنا۔
6۔ اساتذہ کی میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کے ذریعے بہتر تعلیم کے حصول کو یقینی بنانا۔
7۔ معیاری تعلیم فراہم کرنا۔
8۔ سکولوں تک رسائی بہتر بنانا۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ electronic libraries کا قیام بھی بہت خوش آئند ہے اس سے بچوں کی reading abilities improve ہوں گی اور وہ اس الیکٹرانک دور میں compete کر سکیں گے۔دانش سکول سسٹم بھی اسی progressive سوچ کا شاخسانہ ہے۔

Daanish Schools and centres of Excellence were established with the objective to alleviate poverty by giving opportunities to the intelligent children of downtrodden and marginalized families. To achieve this objective an Act called Daanish Schools and centres of Excellence Authority Act 2010 was passed by the Provincial Assembly of the Punjab on Feb 24, 2010. The Authority has so far set up 14 schools for boys and girls at 7 different locations in Punjab i.e. Chishtian District Bahawalnagar, Hasilpur District Bahawalpur, Rahim Yar Khan, Harnoli District Mianwali, Jand District Attock, Dera Ghazi Khan and Fazalpur District Rajanpur. All these schools are functional. Some are fully residential and the students and teachers have to reside in the campus. Students are provided with free education, books, food, uniforms, casual wear, sports facility, medical and psychological treatments etc. Presently, 5216 students are studying in 14 Daanish Schools.

جناب سپیکر! میں یہاں پر آپ کی توجہ پرائیویٹ سکولوں کی طرف دلانا چاہتی ہوں جن کی فیسیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور غریب کا بچہ وہاں جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ پنجاب حکومت کی کاوش سے یہ ممکن ہوا مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ پاکستان جیسے developing country کے لئے جہاں پر دانش سکول سسٹم establish ہو سکتا ہے یہ بات بھی establish ہونی چاہئے کہ پرائیویٹ سکولوں میں غریب بچوں کے لئے جو نہ صرف intelligent ہیں بلکہ دل میں ترقی کی امنگ رکھتے ہیں ان کے لئے 5تا10 فیصد تک کا کوٹا رکھا جائے۔ میں یہ تجویز پیش کرتی ہوں کہ اس کے لئے قانون سازی کی جائے اور make sure کر کے اس پر عملدرآمد کروایا جائے۔ کسی دانشور نے کہا ہے کہ Healthy mind makes the healthy body اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے پنجاب حکومت نے Health and Family Planning کے لئے 30.725 ملین مختص کئے ہیں۔ ان میں بہت سارے پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے اور بہت سارے پائپ لائن میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

سیدہ عظمیٰ قادری: جناب سپیکر! میں ابھی wind up کرتی ہوں۔ اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت کی گئی دیگر وزارتوں اور محکموں کے ساتھ ساتھ محکمہ تحفظ ماحول کو بھی وفاق سے صوبوں کو منتقل کیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب نے مختلف شعبہ جات میں تحفظ ماحول کے لئے قابل ذکر منصوبے شروع کئے ہیں جیسا کہ متبادل توانائی کے منصوبہ جات کے لئے 4۔ارب 60 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ اپنی تجاویز محترمہ وزیر خزانہ کو دے دیں۔ بہت شکریہ۔ چودھری شہباز احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، next مخدوم ہاشم جواں بخت صاحب!

مخدوم ہاشم جواں بخت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ ہم 400 بلین روپے ADP میں رکھ رہے ہیں۔ یہ خود 400 بلین روپے اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ ایک بہت balance of over looking budget رکھا گیا ہے کیونکہ جب آپ revenue base بڑھائیں گے اور expense کو کم کریں گے تب ہی آپ کے پاس اتنا gap ہو گا کہ آپ عوام کی صحیح معنوں میں فلاحی خدمت کر سکیں گے۔ میں چاہوں گا کہ پچھلے سال کے بجٹ پر بھی کچھ روشنی ڈالوں یہ جو austerity measures ہیں جس کی وجہ سے ہمارا expenditure 18 بلین روپے سے کم ہوا ہے۔ ریونیو اور گڈ گورننس they go hand in hand ہم جب بھی گڈ گورننس کی بات کرتے ہیں تو اس میں tax measures ضرور شامل ہوتے ہیں۔ جب عوام آپ پر confidence رکھتی

ہے کہ آپ ان کا محنت سے کمایا ہوا پیسا ٹھیک جگہ استعمال کر رہے ہیں تب ہی tax base بڑھتی ہے تب ہی آپ ڈویلپمنٹ کی طرف جا سکتے ہیں اور یہ ثابت ہوتا ہے جب آپ بجٹ کی increase دیکھ رہے ہیں۔PRA کی performance بڑھتی ہوئی دیکھ رہے ہیں کہ اس حکومت نے یقینی معنوں میں اس پر توجہ دی ہے اور گڈ گورننس کر کے دکھائی ہے اور ہم لوگ اس کی طرف رجحان کرتے ہوئے آہستہ آہستہ ٹیکس کلچر کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ میری کچھ تجاویز میں ایک یہ بات بھی شامل ہے کہ اس بجٹ میں بہت بڑی reliance ابھی بھی federal divisible pool پر ہے۔ پنجاب نے بہت اچھا اقدام کیا ہے کہ پراونشل پنجاب ریونیو اتھارٹی کا قیام کیا ہے۔ اس سال کے کچھ measures میں مجھے علم ہے کہ ہم نے ان کے regional Commission offices قائم کئے ہیں۔ پنجاب کا Provincial mandate ہے آپ کا sale services پر ٹیکس لینا ہے یہ ایک بہت وسیع اس میں potential رکھتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ growth strategy کی بات کرتے ہیں تو اس میں 2018 تک PRA کے لئے بھی کم از کم ڈھائی سو بلین کا ٹارگٹ رکھا جائے اور یہ achieve کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا اس وقت اس سال اور پچھلے سال کے بجٹ میں ایک بہت بڑا نمایاں فرق یہ ہے کہ ہمیں ایک golden opportunity Pak china economic corridor کی شکل میں ملی ہے یہ پچھلے بجٹ میں crystallize نہیں ہوئی تھی۔ یہ وزیر اعلیٰ کے بارہ trips یعنی تقریباً بارہ مرتبہ وہ چائنا گئے ہیں یہ ان کی محنتوں، کاوشوں اور وزیر اعظم کی راہنمائی سے اس golden opportunity کو capture کرنا ہے لہٰذا اس کو پوری طرح capture کرنے کے لئے ہم نے صرف اس وقت چار بلین روپے skill development کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش اور recommendation ہے کہ ہماری ووکیشنل ٹریننگ اس وقت پورے پاکستان میں بلکہ پنجاب کی حد تک صرف 10 فیصد آبادی ہے جو سیکنڈری ایجوکیشن کے بعد ووکیشنل ٹریننگ کی طرف جاتی ہے۔ جب آپ ایک طرف دیکھیں کہ آپ کے پاس انرجی کے منصوبہ جات کتنے بڑھتے جا رہے ہیں۔ آپ کے پاس 46 بلین روپے Pak china economic corridor کی بات ہو رہی ہے۔ یہ چار بلین مجھے کم نظر آتا ہے میں چاہتا ہوں اور میری ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا سے سفارش ہے کہ ووکیشنل ٹریننگ کی مد میں C-Pak میں جو منصوبہ جات آ رہے ہیں جو کہ انرجی کے منصوبے آ رہے ہیں جنوبی پنجاب میں شمسی توانائی کے منصوبہ جات آ رہے ہیں ان کے لئے خاطر خواہ اور فنڈز رکھے جائیں اور اس کا بھی take stock ہونا چاہئے۔ ہمارے علاقے

سے آپ بخوبی واقف ہیں کیونکہ آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ ریگستان میں ایک بہت اچھاinitiative لیا گیااس حکومت نے takeover کیا جب اس نےcharge سنبھالا تو یہاں پر زیرو انوسٹمنٹ آرہی تھی شمسی توانائی قائداعظم سولر پارک کی جب بات کی جاتی ہے تو اس ریگستان کے ٹیلوں میں ایک سو میگاواٹ کے منصوبے کی جو بنیاد رکھی گئی تو پنجاب حکومت کا جوactual role ہے وہ اس نے نبھایا ہے۔Facilitator for the people for the business to grow اس sot کی وجہ سے آج900 میگاواٹ کا منصوبہ اور لگنے جارہا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے دو منٹ ایکسٹرا اس بات پر ضرور لوں گا کہ جنوبی پنجاب میں روڈ نیٹ ورک کی بات کی ہے۔ یہ بہت اچھا منصوبہ ہے اگر ہم وہاں پر یہroads لے کر جائیں اور ان کا ایک جال بچھائیںhas to be properly planned this ہمیں ساؤتھ میں1970 کی دہائی میں جناب

As per international public policy survey Multan used to be the sixth most developed city in 1970 in RYK

جناب سپیکر! ہمیں پنجاب کی حد تک جنوبی پنجاب میںregionally connectivity and regional hubs create کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ یہ جو roads کا نیٹ ورک ہے اس میں ضرورlonger term planning کو مدنظر رکھتے ہوئےregional hubs creativity اورeconomic generation کی طرف ہمیں لے کر جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! آخر میں شعبہ زراعت کے بارے میں دو منٹ لینا چاہوں گا۔

27 percent contribution to the Punjab GDP comes from agriculture, 40 percent of the labour force is employed in the agriculture sector, 83 percent of cotton of the national cotton production is from Punjab, 80 percent of wheat production is from Punjab, 97 percent of aromatic rice is produced in Punjab and 66 percent of mangoes are produced in Punjab

جناب سپیکر! اس کے لئے ہم نے ڈویلپمنٹ بجٹ جو رکھا ہے اس میں خاطر خواہ اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میرے علم میں ہے کہ اس میں ایکcomprehensive agriculture

sectorial plan رکھا جارہا ہے لہٰذا میری recommendation ہے کہ ہمیں quality of seeds اور سب سے بڑھ کر ہمارے agriculture loan کی ابھی تک facility کی access نہیں ہے outdated table کی بنیاد پر ان کو loan ملتے ہیں۔ایک چیز middleman کے ذریعے end consumer کسان تک چھ سے سات گنا وقت میں ٹرانسفر ہوتی ہے۔اس کے پاس پیسا ہے کہ وہ اپنی چیز کو hold کر سکے اور نہ ہی اس کے پاس ایسی perishable goods ہیں کہ وہ ان کے ساتھ کچھ اپنا حصہ پا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب! بس کریں۔

مخدوم ہاشم جواں بخت: جناب سپیکر! میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ واحد اور unique موقع ہمارے پاس ہے کیونکہ ہماری economy take off کرنے والی ہے۔ ہم سب کو اس حکومت کے ساتھ مل کر اور ہم cognizance ہیں کہ اس fact کو یہ 8 فیصد تک انشاء اللہ achieve کر سکتے ہیں اور ہم انشاء اللہ ضرور example بن کر رہیں گے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فوزیہ ایوب صاحبہ!

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مظہر عباس راں صاحب! محترمہ! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔

ملک مظہر عباس راں: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اور ایوان کی توجہ آپ کے توسط سے مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کے نام سے ایڈن ہاؤسنگ ڈویلپرز، ایڈن آباد میں ایک پلاٹ بک کروایا تھا جس کا ہم نے تقریباً پچیس تیس لاکھ روپیہ ادا بھی کر دیا ہے۔ اس کے لئے میں نے ایوان میں تحریک استحقاق بھی دی لیکن وہ آج تک take up نہیں ہوئی۔ یہ ایڈن آباد والوں نے لوگوں کے ساتھ بہت بڑی چوری اور ڈکیتی کی ہوئی ہے اس پر کوئی ایکشن لیا جائے اور میری تحریک کو دوبارہ۔۔۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! Already Committee میں یہ معاملہ چل رہا ہے۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے کہتا ہوں کہ اس کو دیکھیں اگر اس کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی تو فوراً اس کی meeting

call کروائیں، ملک صاحب کو بھی اس میں شامل کریں، انشاءاللہ اس معاملے کو دیکھتے ہیں اور آپ نے مجھے اسی سیشن کے دوران بتانا ہے۔ چودھری محمد اکرام مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 14/1119 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری محمد اکرام: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Adjournment motion No. 1119/14 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Adjournment motion No. 1119/14 moved by Mr Amjad "Ali Javed, MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Adjournment motion No. 1119/14 moved by Mr Amjad Ali Javed, MPA PP-86

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔ اب جناب احمد خان بلوچ مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سوال نمبر 14/2338 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Question No. 2338/2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA PP-113

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Question No. 2338/2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA PP-113

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"Question No. 2338/2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA PP-113

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سید حسین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹیں پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر 14/32اور 2,13/15 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں

" تحریک استحقاق نمبر 32 بابت سال 2014، تحریک استحقاق نمبر 2 اور 13 بابت سال2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹیں پیش ہوئیں)

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: رپورٹیں پیش کر دی گئی ہیں۔اب سید حسین جہانیاں گردیزی تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق نمبر2013/12,2014/31,25,20,15اور 2015/16,15,14,12,11,10,8,7,5,4,1 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید حسین جہانیاں گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

" تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر 15,20,25,31 بابت سال2014اور تحاریک استحقاق نمبر 1,4,5,7,8,10,11,12,14,15,16 بابت سال 2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

" تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر15,20,25,31 بابت سال2014اور تحاریک استحقاق نمبر1,4,5,7,8,10,11,12,14,15,16 بابت سال 2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

" تحریک استحقاق نمبر12 بابت سال2013، تحاریک استحقاق نمبر15,20,25,31 بابت سال2014اور تحاریک استحقاق نمبر1,4,5,7,8,10,11,12,14,15,16 بابت سال 2015 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دوماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ ایوب قریشی صاحبہ!

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی موجودہ حکومت کا یہ بجٹ 16-2015 تیسرا بجٹ ہے۔ اس موقع پر میں اپنے قائد میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کو اتنا متوازن اور خوبصورت بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتی ہوں اور ساتھ ہی وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث نے اپوزیشن کے disturb کرنے کے باوجود اتنا خوبصورت بجٹ پیش کیا ہے اس پر ایک بار پھر میں اِن کا شکریہ ادا کروں گی۔ ہماری خواتین کے لئے یہ appreciation ہے کہ ایسی خواتین جو یہ سمجھتی ہیں کہ ہم شاید آگے نہیں آ سکتیں اور ڈاکٹر عائشہ غوث جیسی خاتون پر ہمارے قائد نے اعتماد کیا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم اپنا کام خوبصورتی سے کرتے جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی اپنے حق سے محروم نہیں رہ سکتا۔

جناب سپیکر! آج 16-2015 کے بجٹ پر بات ہو رہی ہے۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب بہاولپور سے ہے تو میاں صاحب کی جب بھی گورنمنٹ آئی تو بہاولپور میں بہت زیادہ ڈویلپمنٹس ہوئیں۔ آج

میں اس موقع پر اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کروں گی کہ انہوں نے اب جو فنڈر کھا ہے اُس میں بھی جنوبی پنجاب کا سب سے زیادہ بجٹ رکھا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ میں امید رکھتی ہوں کہ جنوبی پنجاب میں تھوڑی بہت جو محرومیاں ہیں وہ بہت جلد ختم ہو جائیں گی۔اس دفعہ بجٹ 16-2015 میں تعلیم، صحت، زراعت، اپنا روزگار سکیم، میٹرو بس، اورنج لائن ٹرین اور دانش سکول کے لئے بہت زیادہ بجٹ رکھا گیا ہے تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ لوگ خصوصاً اپوزیشن والے یہ سوال کرتے ہیں کہ اتنا بجٹ کہاں سے آ گیا اور کس طرح اتنی زیادہ پروموشن ہو گئی؟ یہاں پر میں یہ بات clear کروں گی کہ جو فنڈ بڑھایا جاتا ہے وہ ٹیکسوں اور لوگوں کے بنک کے قرضوں کی طرف سے پیسا آتا ہے۔ جو سکیمیں اور ڈویلپمنٹ رہ جاتی ہے تو اُس طرف یہ پیسا جمع کیا جاتا ہے جس سے ملک میں بہتری آتی ہے۔ جنوبی پنجاب کے ترقیاتی بجٹ کا مقصد معاشرے کے تمام طبقات اور علاقوں کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنا ہے اور ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ عوام کو relief دیا جائے اور سب کے لئے یکساں سوچا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کے لئے بہت زیادہ سوچا ہے۔ میں اپنے قائدین کو اپنے اس فیصلے پر appreciate کروں گی کہ انہوں نے منصفانہ تقسیم کو یقینی بنانے کے لئے صوبہ بھر میں حکومت کے بڑے بڑے منصوبہ جات شروع کر رکھے ہیں جیسے لاہور میں گردوں کا جدید ہسپتال بنایا جا رہا ہے اسی طرح مظفر گڑھ میں بھی جدید طرز کا ہسپتال اور راولپنڈی اسلام آباد میں میٹرو بس کے آغاز کے بعد ملتان میں بھی شروع ہو چکا ہے۔ اسی طرح بہاولپور میں ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز یونیورسٹی کا قیام، حاصل پور روڈ، قائداعظم سولر پارک، ملتان میں محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی کا قیام، کارڈیالوجی ہسپتال اور چائلڈ پروٹیکشن انسٹیٹیوٹ کا قیام جو بہت احسن اقدام ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب! آج لسٹ بہت لمبی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ نے کیا فرمایا ہے، میں سمجھ نہیں پایا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کہا ہے کہ لسٹ آج بہت لمبی ہے۔ آپ بسم اللہ کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تھوڑی بات کر لوں گا۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے بجٹ پر بحث کے لئے اظہار کا موقع عطا فرمایا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دیتا ہوں، محترمہ وزیر خزانہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اِن کے ساتھ جو مختلف محکمہ جات کی ٹیمیں منسلک رہی ہیں اُن سب کو

بھی مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے بجٹ تیار کیا ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں یہ سب سے بڑا بجٹ ہے جس میں ترجیحات بھی مناسب ہیں اور خاص طور پر ترجیحات میں تعلیم، صحت اور زراعت کو زیادہ focus کیا گیا ہے۔ اب میں لسٹ کے بارے میں بھی عرض کر لوں جس کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ:

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی اَنی، فولاد کے پنجے، گھومتے پہیے کڑیل باہیں
کتنے لوگ کہ جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں سکھ کی سیجیں
لیکن جو ہر راحت کو ٹھکرائیں آگ پیئں اور پھُول کھلائیں

جناب سپیکر! اس راج محل کے باہر جس میں، میں بھی، آپ بھی اور تمام معزز ممبران خواتین و حضرات جن کے اُفتادگان کے ووٹوں سے ہم سب یہاں پر بیٹھے ہیں وہ باہر مطالبہ کرتے ہیں۔ اُن کی سوچ یہ نہیں کہ لسٹ لمبی ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ پانچ سات منٹ میں کون سی لنکا ڈھالو گے اور ہم سے لنکا نہیں ڈھائی جاتی؟ بجٹ تقریر کرنے سے پہلے جس کی میں عزت واحترام کی حد تک پُوجا بھی کرتا ہوں وہ سرائیکی شاعر ہے اُس کے چند اشعار بھی پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ زندہ حیات ہو تو میں اُس کے ہاتھ پر بیعت بھی کرنے کو تیار ہوں۔ وہ کہتا ہے کہ:

میں ترسی میڈی روہی ترسی
میں کوں آکھ نہ پنج دریائی

یہاں پانچ دریا ملتے ہیں۔ وہ روہی بھی ترسی ہے اور اب ہم پنجاب والے بھی ترسی ہونے والے ہیں جو نظر آ رہا ہے۔ اسی شاعر نے ایک اور بات کہی ہے جو وسائل کی ونڈ سے متعلقہ ہے۔

ہِک دریا اے جو موجاں موڑیندا پے
تریڈھا عذاب بس ہِک کینالا بو گھیندا پے
میں حیران آں بولیاں چُپ اے ہِک گونگا بولیندا اے

جناب سپیکر! گو کہ بجٹ کو میں متوازن بھی سمجھتا ہوں جو پہلے سے اچھا ہے اور ترجیحات بھی بہتر ہیں کہ تعلیم، زراعت اور صحت کو focus کیا گیا ہے لیکن پھر بھی جتنا focus کرنا چاہئے اتنا نہیں کیا گیا کیونکہ کوئی بھی ملک یا قوم ایجوکیشن ٹیکنالوجی، ہیلتھ اور ایگریکلچر کے بغیر معاشی ترقی نہیں کر سکتی اور ہم لوگ معاشی ترقی میں ابھی بہت پیچھے ہیں اس لئے بھی پیچھے ہیں کہ زراعت سے متعلقہ اُفتادگان کے

بارے میں، میں نے کچھ اشعار بھی پڑھ دیئے ہیں۔ابھی bell بج گئی ہے تو پھر میری کوئی بات شاید ہو ہی نہیں سکے گی اور میں صرف شعر ہی پڑھتا رہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!آپ نے شعروں میں ساری بات سمجھادی ہے۔ مجھے بھی سمجھ آ گئی ہے اور منسٹر صاحبہ کو بھی سمجھ آ گئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بات سمجھا نہیں دی۔ یہ زراعت ایسا پیشہ ہے جس پر زراعت سے وابستہ افراد کی cost of production، اس پر لیبر اور اس پر منافع اس پر ان کا منافع ڈال کر پھر فروخت کرنے کی قیمت مقرر کی جائے اور جب تک یہ cost of production یا ان کی in put کو کم نہیں کیا جائے گا اور پیداواری اخراجات کم نہیں کئے جائیں گے اس وقت تک کسان خوشحال نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! دوسری بات اریگیشن کے حوالے سے میں کر دوں کہ یہ TS link canal جو کہ 1964 میں سندھ طاس معاہدے کے تحت نکالی گئی، اس وقت کے انگریز نے یہ بات کہی تھی کہ یہ water logging کرے گی۔ یہ نہر تین اضلاع جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خانیوال کی تین تحصیلوں میں سے گزرتی ہے جس نے تینوں تحصیلوں کے ڈیڑھ لاکھ کاشتکار اور 80 ہزار ایکڑ سے زیادہ زمین کو water logged کر دیا ہے کیونکہ زمین سیم زدہ ہے جسے وہ کاشت کر سکتے ہیں، بیج سکتے ہیں اور نہ ہی کٹائی کر سکتے ہیں۔ دو دو، چار چار مربعوں کے مالک بھی daily wages پر مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ میں اس پر پانچ سات سال سے احتجاج کر رہا ہوں اور اتنے عرصہ سے ایجنسیوں اور مختلف محکمہ جات نے اس کا سروے بھی کیا ہے اور سب نے مشترکہ طور پر کہا کہ اس کی lining ہونی چاہئے لیکن ہمارے سیکرٹری آبپاشی جو ہیں، پچھلے سال 2۔ارب روپے وزیر اعلیٰ کے directive پر ADP میں بھی اس نہر کو lining کرنے کے لئے سکیم رکھوائی گئی تھی جسے نکال دیا گیا کہ نیسپاک سے ہم اس کی feasibility بنوا رہے ہیں تو پتا نہیں وہ 2۔ارب روپے کہاں چلے گئے اور 2۔ارب روپے کے بعد اب پھر جو feasibility .بنی۔ وہ feasibility .بنی ہے تو اس کو lining کیا جائے اپنی مرضی سے جبکہ اس کے پیچھے کچھ ایسے سیاستدان ہیں جو اس کی lining نہیں کروانا چاہتے اور کہتے ہیں کہ 8,7۔ارب روپے کون دے گا۔ میں نے سیکرٹری آبپاشی کو کہا کہ یہ تمہاری جیب سے تو نہیں جانا ہے؟ یہ پنجاب حکومت دے گی وگرنہ اس کا ٹھیکہ چائنا کو دے دو یا جاپان کو دے دو بہر حال وہاں کے لوگوں کا یہ مطالبہ ہے کہ اس کی lining کی جائے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ !اسے note کریں۔ بہت شکریہ۔ میاں صاحب! جی، next محترمہ ثُریا نسیم صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جعفر علی ہوچہ صاحب!

جناب جعفر علی ہوچہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں شکر گزار ہوں جناب سپیکر پنجاب اسمبلی کا کہ انہوں نے مجھے بجٹ بحث پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، پاکستان مسلم لیگ(ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف جنہوں نے پنجاب کی عوام کے لئے خوبصورت بجٹ بنایااوراس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ اور دیگر ماہرین نے انتھک محنت اور کوشش کی اور عوام کے لئے یہ دیکھااور مختلف شعبہ جات کو دیکھتے ہوئے ایک متوازن بجٹ پیش کیا۔ ہر محکمہ کے لئے، ہر غریب کے لئے خاص طور پر جس انداز میں انہوں نے تعلیم، صحت اور یہاں تک کہ ہاؤسنگ سکیم تک یہ کوشش کی کہ غریب لوگوں کو سہولت دیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جتنا حق ایوان میں بیٹھے منتخب ممبران کا ہے اس سے زیادہ حق ان لوگوں کا ہے جن کی بدولت ہم یہاں اقتدار کے ایوان میں پہنچتے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ دانش سکولز یا محکمہ تعلیم کے لئے اتنا بڑا بجٹ رکھا گیااور آج بھی یعنی پچھلے ادوار میں missing facilities میں ہزاروں کی تعداد میں کمرے بنائے گئے۔ کئی سکول بنائے گئے لیکن پھر بھی میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم کے لئے ہم جتنا بھی بجٹ رکھیں وہ کم ہے کیونکہ کوئی قوم اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک ہم تعلیم کو عام نہیں کریں گے۔ جو لوگ یہ سیاست کرتے ہیں کہ ہم انقلاب لائیں گے یا انقلاب کی بات کرتے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ پاکستان میں یا پنجاب میں یا کسی بھی جگہ پر تعلیم کے بغیر انقلاب مکمل نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! قوم اس وقت بنتی ہے جب تعلیم ہو گی اور جس انداز میں منتخب نمائندے یا جن کے پاس سرمایہ ہوتا ہے تو وہ بڑے مان اور دعوے کے ساتھ اپنے بچوں کو اچھے اچھے سکولوں میں بھیجتے ہیں۔ جب دانش سکولوں کی بات ہوئی تو میں کہتا ہوں کہ یہ میاں محمد شہباز شریف کااور ان کی ٹیم کا بہت بڑا کارنامہ ہے کہ پنجاب میں اور خاص طور پر دیہی علاقوں میں جا کر جہاں تعلیم کی شرح بہت کم اور وہاں کے لوگ شاید تعلیم کی طرف اتنے راغب نہ ہوں کہ جس جگہ پر جا کر دانش سکولوں کا قیام ہوا۔ دانش سکولوں میں ایک بچے کو ایجیسن کے معیار کے برابر تعلیمی سہولتیں مل رہی ہیں۔ ہم لوگ بھی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے اچھی سن میں پڑھتے ہوں لیکن ہم afford نہیں کر سکتے مگر وہ غریب آدمی جس کے پاس فیس paid کرنے کے لئے بھی وسائل نہیں ہیں، میں ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ جس طرح دانش سکولز دور افتادہ علاقوں میں کھولے گئے ہیں تو ہر تحصیل بلکہ ہر یونین کونسل کی سطح پر کم از کم ایک مثالی سکول بنا دیا جائے اور ہر تحصیل میں Centre of excellence جس کو محکمہ تعلیم manage کر لے یا وزیر اعلیٰ پنجاب کسی اتھارٹی کے ذریعے manage کروائیں۔ گزشتہ سال یہ تجویز

بھی تھی کہ ہر ضلع میں دو دو Centre of excellence بنائے جائیں لیکن ہر تحصیل میں ایک ایک ایسا سکول ہونا چاہئے جہاں ہر غریب آدمی یہ سوچ رہا ہو کہ میں نے اگر اس سکول میں پڑھنا ہے تو مجھے پورا معیار ملنا ہے اور اگر ہمیں اپنے آپ کو آگے لے کر جانا ہے تو اس سکول میں داخل ہونا ضروری ہے۔ آج ایک وبا چل پڑی ہے اور ہر آدمی کی یہ خواہش ہے کہ ان کے بچے پرائیویٹ سکول میں جائیں حالانکہ پنجاب میں جتنا بجٹ تعلیم کے لئے اور میں سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم نے تعلیم کے فروغ کے لئے دن رات ایک کیا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود لوگوں کے ذہنوں میں ایک ہی بات ہے کہ اگر ہم نے بچوں کو پڑھانا ہے اور انہیں آگے لے کر جانا ہے تو پھر پرائیویٹ سکولوں میں انہیں داخل کروانا ہوگا اور اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے، انتہائی محنت کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح محکمہ تعلیم کے بعد محکمہ صحت ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ نے تقریباً 10ہزار ڈاکٹروں کو گریڈ 18 سے گریڈ 20 میں ترقی دی ہے اور مختلف تحصیل کے ہسپتالوں میں آٹھ ہزار ملازمتوں کے مواقع ڈاکٹروں کے لئے مہیا کئے ہیں۔ جس طرح جگر کی پیوند کاری یا کڈنی کے لئے ایک ہسپتال بنانے جا رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح تعلیم ضروری ہے اسی طرح اس ہسپتال کا قیام بھی بہت ضروری ہے۔ میاں محمد شہباز شریف نے جس انداز میں میاں محمد نواز شریف کی ٹیم کے رکن کے طور پر کام کیا اور وہ پاکستان میں اور پنجاب میں دہشت گردی اور اس سے بڑھ کر بجلی بحران کو ختم کرنے کے لئے جس عزم اور جذبے کے ساتھ نکلے ہوئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت قریب ہے کہ جب میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں بجلی کا یہ بحران ختم ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، جی محترمہ شاہین اشفاق صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو (محترمہ شاہین اشفاق): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر کہ آپ نے مجھے بجٹ 15-2014 پر اظہار خیال کرنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ یہ بجٹ 16-2015 کا ہے 15-2014 کا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو (محترمہ شاہین اشفاق): جناب سپیکر! sorry, sorry میں 16-2015 کے بجٹ پر بات کرتی ہوں کہ یہ بجٹ تاریخی اہمیت کے لحاظ سے پہلا بجٹ ہے اور اس بجٹ کی سب سے اہم بات یہ ہے کہ ایک خاتون نے یہ بجٹ پیش کیا جو کہ ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا پنجاب کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ہیں جنہوں نے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ جس طرح انہوں نے اپنی ذہانت، صلاحیت اور best economist کی حیثیت سے ہر طبقہ ہائے زندگی کو مد نظر

رکھتے ہوئے یہ بجٹ پیش کیا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے ہر طبقے کی نمائندگی کی ہے اور جس طرح انہوں نے یہ بجٹ تیار کیا ہے اور جس action کے ساتھ پیش کیا ہے میں انہیں salute پیش کرتی ہوں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک خاتون کو وزیر خزانہ مقرر کر کے ہم خواتین کا مان بڑھایا ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب خواتین کی ترقی و خوشحالی کے لئے اور اُن کو بااختیار بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنے میں کوشاں ہیں۔ جب 2013 کے انتخابات کے بعد پی ایم ایل (ن) کو حکومت ملی تو ہمیں اُس وقت دھرنوں اور دہشت گردی کا سامنا تھا جس کی وجہ سے مخالفین کا خیال تھا کہ شاید ہم default کر جائیں لیکن الحمدللہ میرے قائدین کی مؤثر اور ٹھوس پالیسیوں کی وجہ سے ہم default ہونے کے خطرے سے باہر نکلے بلکہ ہم نے ترقی کی منازل طے کیں۔اگر ہم گزشتہ بجٹ پر نظر ڈالیں تو ہمارا گزشتہ بجٹ کی کارکردگی کو دیکھ کر یہ ثابت ہوتا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی قیادت میں ہمارے صوبے نے اپنی مثالی کارکردگی دکھائی ہے۔لاہور کے بعد راولپنڈی کا میٹرو پراجیکٹ اُس کے علاوہ امن عامہ کے لئے ٹھوس اقدامات تعلیم، صحت اور دیگر شعبوں میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔موجودہ مالی سال کے بجٹ 16-2015 پر نظر ڈالی جائے تو یہ بھی بہترین بجٹ ہے۔انشاءاللہ اس سے پنجاب حکومت ترقی کے ایک نئے دور میں شامل ہو جائے گی۔نئے دور میں میٹرو ٹرین آرہی ہے اور ملتان کا میٹرو پراجیکٹ ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ نئی یونیورسٹیوں کا قیام ہے،"پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" کا منصوبہ، جدید ہسپتالوں کا قیام اور 25 ہزار سستے ٹریکٹر کسانوں کو فراہم کئے جائیں گے اس کے علاوہ صاف پانی پروگرام اور بہت سے ایسے پراجیکٹ ہیں جو ہمارے ملک اور صوبے کی ترقی میں معاون ثابت ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ بہت شکریہ۔محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کوآپریٹو (محترمہ شاہین اشفاق): جناب سپیکر!میں کچھ تجاویز دینا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہیں انہیں written میں دے دیں۔جی، محترمہ تمکین اختر نیازی۔

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر!آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے وقت دیا میں بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکوں ہماری بہت ہی قابل پہلی خاتون وزیر خزانہ جنہوں نے وزیر اعلیٰ کی راہنمائی میں اس بجٹ کو تیار کیا۔یہ بجٹ مسلم لیگ (ن) کی الیکشن manifesto کی بھرپور عکاسی کرتا ہے ہماری

حکومت کو ورثے میں energy crisis ملا جس کی وجہ سے مرکزی اور صوبائی حکومت دونوں اشتراک کے ساتھ کام میں مصروف ہیں اور 618 بلین روپے اشتراک کے ساتھ رکھے گئے جس میں پنجاب کا contribution 258 بلین روپے ہوگا۔ وزیر اعلیٰ کی جو commitment تعلیم کی طرف ہے اُس میں ٹوٹل بجٹ کا 27 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ جو quality education کے لئے 4.5 ملین روپے estimated ہے جو بچے out of school ہیں اُن کو سکول میں enroll کیا جائے گا اور اُن کو ادھر retain کرنے کی کوشش کی جائے گی، وظائف اور ہر قسم کی support دی جائے گی۔ صحت کے شعبے میں بھی 14 فیصد مختص کیا گیا ہے، health Insurance and prevention and control of hepatitis پر focus کیا گیا ہے اس بجٹ میں عوام کے مسائل کو خاص مد نظر رکھا گیا ہے جیسے حصول انصاف کے لئے ایک ہزار 9 ججوں کی اسامیوں کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ بے روزگاری کے سنگین مسئلے کو حل کرنے کے لئے 10 لاکھ quality jobs کا انتظام کیا جائے گا اور small businesses پر جو tax 17 percent sales تھا اُس کو reduce کر کے 2 فیصد پر لایا گیا ہے، ان منصوبوں سے عوام کی بہت بڑی خیر خواہی نظر آتی ہے۔ export کے ذریعے زر مبادلہ کمانا ملک کی ترقی کے لئے بہت ضروری ہے economic سروے میں پچھلے مالی سال کے دس ماہ میں پاکستان کی exports 20.176 بلین ڈالرز تھی جو کہ بہت ہی کم ہیں لیکن پاکستان کبھی 25 بلین ڈالرز سے exceed نہیں کر پایا۔ میں سمجھتی ہوں کہ جنوبی کوریا جنہوں نے پاکستان کا first five year plan لے کر 1962 میں اپنا کام شروع کیا آج اُن کی exports 570 بلین ڈالرز ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب اس میں بہت بڑا رول ادا کر سکتا ہے کہ زراعت کے شعبے کو اس میں شامل کیا جائے اور آر اینڈ ڈی میں زیادہ سے زیادہ پیسا لگانے کی کوشش کی جائے تاکہ جو research and development stations ہیں وہ universities کی تحویل میں دے دینی چاہئے تاکہ اُس پر research ہو سکے اور research labs ضلعی سطح پر function کریں۔ نئی فصلوں، بیجوں، farming practices پر تحقیق کا کام ہو، زرعی engineering پر بھی خاص توجہ دی جائے اور پاکستان کی زراعت کو value added export oriented بنانے کی پوری کوشش کی جانی چاہئے، میں سمجھتی ہوں کہ ایسی ٹاسک فورس تشکیل دی جائے جو جلد اس پر رپورٹ تیار کرے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں پیش کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رمیش سنگھ اروڑا صاحب!

جناب رمیش سنگھ اروڑا:جناب سپیکر!وزیر خزانہ پنجاب ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو پہلی خاتون وزیر خزانہ بننے پر اور انہوں نے جس طریقے سے بجٹ پیش کیا مبارکباد پیش کرتا ہوں انہیں کیبنٹ میں خوش آمدید کہتا ہوں اس کے ساتھ ساتھ پچھلے دو سال سے جو ہمارے سابقاوزیر خزانہ تھے انہوں نے دو بجٹ پیش کئے دو سال وزارت خزانہ لے کر چلے وہ بھی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں پی ایم ایل(ن) کی لیڈر شپ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اُن کا جو وژن تھا جس طریقے سے وہ چاہتے تھے کہ وزارت خزانہ میں جو ہماری Punjab growth strategy ہے جس کی ہم بات کر رہے ہیں کہ 18-2017 تک 8 growth فیصد پر لے جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ وزیر خزانہ اس میں بڑا contribute کریں گی۔ اگر میں اس بجٹ کے ہر part کو touch کرنا شروع کر دوں تو شاید یہ پانچ سے چھ منٹ کا ٹائم اس کے لئے کافی نہیں ہو گا اس لئے میں جو سوشل سیکٹر کے ڈویلپمنٹ بجٹ میں اُن کے جو چیدہ چیدہ نکات ہیں اُن پر میں روشنی ڈالوں گا۔ میں بتاؤں گا کہ ہماری پی ایم ایل(ن) کی لیڈر شپ اور حکومت کا جو manifesto تھا اُس وژن کو کس طریقے سے translate کر رہے ہیں into activity into action ہم ہمیشہ بات کرتے ہیں ایجوکیشن کی تو سالانہ ترقیاتی منصوبہ کا 14 فیصد بجٹ ہم نے allocate کیا 55.5 بلین روپے کا بجٹ وہ indicate کرتا ہے کہ ہماری direction بڑی clear اور ہم چاہتے ہیں کہ جب "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" کی بات کرتے ہیں تو we are in line with that اور further اُس کو strengthen کرتا ہے کہ international donor community آ کر اُسی ideas کو support کرتی ہے جس میں PEF ہے اور بہت سارے DFID supported projects ہیں جو ہماری line direction کو support کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اُس کے بعد جو ہمارا دوسرا priority area ہے, which is health eight percent of the Annual Develop Plan تقریباً 13.7 بلین روپے ہم allocate کر رہے ہیں towards health اور ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ ہیلتھ کے جو initiatives ہیں جو ہماری disadvantage class ہے ہم اُن quality health services کو grass roots level تک پہنچائیں تو ہماری جو بجٹ کی allocation eight percent towards health ہے اُس کو ہم further strengthen کر رہے ہیں ہم آٹھ اضلاع ایسے select کر رہے ہیں جن میں ہم health insurance facilities کی بات کر رہے ہیں، health insurance card کی بات کر رہے ہیں تاکہ وہ set up of society جو آج تک vulnerable رہا ہے جن

کوquality health services نہیں مل سکیں اُن تک ہم کس طریقے سے رسائی حاصل کریں،ان تک کس طریقے سے پہنچیں تاکہquality health services اُن کو مہیا کر سکیں۔

جناب سپیکر!تیسرا جوmost imported component جس کی طرف میرے باقی معزز دوستوں نے بھی اشارہ کیا۔that is skilled human resource development اس پر ہم نے 4 بلین دیا ہے جس میںTEVTA ہے، PSDF اورPVTC ہے۔اس کے علاوہ ہمارا DFID ہے اس کوPSDF سپورٹ بھی کر رہا ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو آنے والا FIFA-2022 ہے یا ایکسپو2020 دبئی میں ہونے والی ہے جس میں14 لاکھ سے زیادہ لوگوں کی ضرورت ہے ہم اس سال اس میں دو لاکھ سے زیادہ لوگوں کوtrained کر کے بھیجیں گے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش بھی ہو گی کہ چونکہ ہم ہمیشہ human resource and skill development کی بات کرتے ہیں لہٰذا ہمیں اس کے بجٹ کو تھوڑا سا review کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے بجٹ کو تھوڑا سا ہم بڑھائیں تاکہ جب ہم لوگوں کو باہر بھیجیں تو ہمارےsatisfied trained لوگ باہر جا سکیں۔ یہ چیز بھی ہمیں بتا رہی ہے کہ کس طریقے سے حکومت کاskill development کی طرف initiative ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا چوتھاimportant component ہےwhich is water supply and sanitation اس کے لئے ہم نے84 بلین allocate کیا کہ ہم نے کس طریقے سےquality services دینی ہے at the grass roots level community جو اس وقت مسائل ہیں خاص طور پر ہماری جو اپوزیشن ہے وہ تنقید زیادہ کرتی ہے بجائے اس کے کہ وہ تجاویز دیں۔ ہم نے اس سال جنوبی پنجاب میں پانی والےcomponent پر کام شروع کیا ہے ابھی ہم اس کوacross the Punjab لے کر جا رہے ہیں۔ ہم پورے پنجاب کے 36 اضلاع میں صاف پانی والا پراجیکٹ لے کر جا رہے ہیں۔ ہم نے 11 بلین روپے صرف اس پراجیکٹ کے لئےallocate کئے ہیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ باقی ہمارے جو Youth Internship Programmes ہیں۔ ہم نے وومن ڈویلپمنٹ کے لئے 32 بلین روپےallocate کئے ہیں۔ یہ ساری وہ باتیں ہیں جو شاید ہماریinternally ہیں لیکن اس کو ہماریinternational donor community strengthen کرتی ہے۔ ان کےDFID, World Bank, Asian Development Bank کے numbers of projects چل رہے ہیں۔ ان سب کو میں نے tag کیا ہے اگر کوئی

دیکھنا چاہے تو ہماری estimate and receipt book بتا رہی ہے کہ foreign grants کتنی ہیں، loan کتنا ہے وہ ساری bifurcate کر رہی ہے۔ ہمارے پاس جب donor community آتی ہے اور ہمارے پراجیکٹ کی evaluation کرتی ہے یا ان کے midterm evaluation visits آتے ہیں تو ان کی رپورٹ یہ بتاتی ہے کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی جو political will ہے، جو گورنمنٹ آف پنجاب کے resources ہیں ان کو جس طریقے سے allocate کیا جا رہا ہے اور جب کوئی ہمیں ایک component میں سپورٹ کرتا ہے تو ہم further boost up کرتے ہیں کہ اب ہم initiators کو لے کر آگے چلیں۔ میں اپنی وزیر خزانہ، پی اینڈ ڈی اور خاص طور پر وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ donor کے positive comments ہمیں آگے لے کر جانے میں مدد گار ثابت ہوتے ہیں۔ اپوزیشن نے ایک چیز پر بڑا شور شرابا اور ہنگامہ کیا ہے خدارا اس کو ذرا دیکھ لیتے کہ جو وہ وزیر اعلیٰ آفس کی بات کر رہے تھے کہ اس کے لئے بجٹ allocated تھا وہ 219 اور expense 450 ملین روپے تھا۔ اس کو یہ تھوڑا further دیکھتے تو پتا لگتا کہ جو زیادہ expense ہوا ہے وہ وزیر اعلیٰ آفس پر نہیں ہوا بلکہ ہمارے پاس جو international delegations آ رہے ہیں ان پر ہو رہا ہے، جو ہمارے پاس donor community آ رہی ہے، جو ہمارے پاس Turkish آ رہے ہیں، جو ہمارے پاس EMIT کے لوگ آ رہے ہیں اور چائنا کے visitors آ رہے ہیں ان کے VVIP پروٹوکول پر یہ expense ہو رہا ہے۔ اپوزیشن کو تو خاص طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب، حکومت اور ہماری کابینہ کو مبارکباد پیش کرنی چاہئے تھی کہ وہ سلسلہ جو سری لنکا کے میچ کے بعد ٹوٹ گیا تھا ہماری گورنمنٹ کے initiative سے ان کو attract کیا اور پاکستان میں پنجاب حکومت نے انہیں VVIP پروٹوکول دیا ہے۔ اس کا out come دیکھیں کہ اس وقت آپ کی میٹرو راولپنڈی میں سپورٹ کر رہی ہے، میٹرو لاہور میں سپورٹ کر رہی ہے۔ آپ کے پاس انٹرنیشنل کرکٹ ٹیم آ رہی ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے بھی درخواست کروں گا کہ kindly ان کو facilitate کرنے کے لئے bifurcate کر دیجئے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ آفس کے اخراجات کتنے ہیں اور جو ہمارے international delegates آتے ہیں ان پر ہمارا کتنا خرچ آتا ہے تو شاید ان کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے اور ان کو پتا لگ جائے کہ یہ expense اس میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جو minorities development fund ہے اس کو increase کیا گیا ہے میں اس پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں کچھ چیزوں کے بارے میں چاہوں گا

کہ ہماری وزیر خزانہ ان پر ذرا غور فرمائیں ایک تو یہ ہے کہ skill development کے بارے میں، میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ اسے تھوڑا دیکھنے کی ضرورت ہے اس کے لئے 4 بلین کم ہے اس کو بڑھایا جائے تاکہ ہم آنے والے دور میں جس میں انرجی آپ کی top priority ہے اس میں quality کے لوگ trained ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر سیکٹر میں ہم جہاں input کی بات کرتے ہیں تو ان کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ اگر وہ تھوڑی سی subsidized ہوں اور لوگ اس کو زیادہ سے زیادہ استعمال کر سکیں۔

جناب سپیکر! ایک بہت اہم چیز ہے جو آپ کے علاقہ سے بھی relate کرتی ہے اور پورے پنجاب سے بھی کرتی ہے۔ وہ خادم اعلیٰ روڈز کا پروگرام ہے۔ یہ بہت اچھا initiative ہے دو ہزار کلو میٹر روڈ کو ہم strengthen کرنے جا رہے ہیں۔ اس میں دیکھنے کی یہ ضرورت ہے کہ کیا ان میں disasters resistance ہے؟ یہ تو نہیں کہ ہم روڈ کا نیٹ ورک دو ہزار کلو میٹر بنا دیں اور ان پر پلیاں نہیں ہیں اور disasters کا component شامل نہیں کیا گیا تو خدانخواستہ کوئی خرابی ہو۔ میرا تعلق نارووال سے ہے اور ہم دو سال سے سیلاب کو دیکھ رہے ہیں۔ عام طور پر روڈ بن جاتے ہیں لیکن پلیاں نہ ہونے کی وجہ سے یا پانی صحیح نکاس نہ ہونے کی وجہ سے روڈ ٹوٹ جاتے ہیں اس لئے disasters resistance کا component دیکھ لیں اور دوسرا environment ہے جسے ہم ہمیشہ نظر انداز کرتے ہیں جو انتہائی اہم ہے۔ یہ نہ ہو کہ ہم تیس فٹ روڈ چوڑا کر دیں لیکن اس کے اطراف میں درخت اکھاڑ کر پھینک دیں اور بعد میں پتا چلے کہ ہم نے environment کا سب سے بڑا نقصان کیا ہے۔ اس کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شازیہ کامران صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ لبنیٰ ریحان صاحبہ!

محترمہ لبنیٰ ریحان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے مالی سال 16-2015 کے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں 1447۔ارب روپے سے زائد کا بجٹ پیش کرنے پر ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کی میں قیادت میں بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بجٹ عوام دوست، غریب پرور، فلاحی و انقلابی بجٹ ہے جس پر ہم ناز کر سکتے ہیں اور یہ بجٹ میاں محمد شہباز شریف خادم اعلیٰ پنجاب کی انتظامی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے لیکن اپوزیشن ہمیشہ تنقید برائے تنقید اور مخالفت برائے مخالفت پر زور رکھتی ہے۔ میں ان کے لئے کہتی ہوں کہ:

نہ کر بندیا میری میری
نہ تیری نہ میری
چار دناں دا میلہ
دنیا فیر مٹی دی ڈھیری

جناب سپیکر! یہ بجٹ ایک ہزار447۔ارب سے زائد کا ہے لیکن اس میں سب سے زیادہ اہمیت شعبہ تعلیم کو دی گئی ہے اور اس کے لئے کل310۔ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔اس رقم کو سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں اور متعلقہ اداروں پر متوازن طریقے سے تقسیم کیا گیا ہے حتیٰ کہ ایجوکیشن سیکٹر کے ہر حصے کو cover کیا گیا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف تعلیمی وظائف کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں کیونکہ وظائف اصل میں motivation کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور اگلے سال تک پنجاب ایجوکیشن اینڈوومنٹ فنڈز کے وظائف حاصل کرنے والے طلباء کی تعداد ایک لاکھ سے بڑھ جائے گی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کا وژن ہے پنجاب کا ہر بچہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو۔اسی لئے "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" کا منصوبہ سامنے آیا۔بجٹ میں جو خطیر رقم ایجوکیشن کے لئے مختص کی گئی ہے اس سے وہ تمام سیکٹر جو پہلے نظر انداز ہو رہے تھے انہیں فعال بنایا جائے گا۔ میں یہاں پر ایک تجویز دوں گی کہ اساتذہ کو زیادہ سے زیادہ ٹریننگ دی جائے جس سے تعلیم میں کافی حد تک بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! پاکستان کی خواتین آبادی کا نصف سے زیادہ حصہ پر مشتمل ہیں اور ملک کی ترقی میں اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔ ملک کی ترقی کے لئے خواتین کی ترقی اور فلاح و بہبود بے حد ضروری ہے۔ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے بجٹ میں 32۔ارب16 کروڑ روپے صرف کئے جا رہے ہیں جس میں پندرہ فیصد کوٹا ملازمتوں کا رکھا گیا ہے، ڈے کیئر سنٹرز اور ہاسٹلز کا قیام اور ملازمتوں میں عمر کی حد میں اضافہ خوش آئند بات ہے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبہ کے لئے کل 166۔ارب 13 کروڑ روپے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔اس بجٹ کی رقم کو ہیلتھ انشورنس، ایمبولینسوں کی خریداری، ادویات کی فراہمی، نئے ہسپتالوں کے قیام، نئی بھرتیوں، موبائل ہسپتالوں، ماں اور بچے کی صحت، دیہی مراکز اور دیگر صحت سے متعلقہ منصوبوں پر خرچ کی جائے گی۔ میرے شہر راولپنڈی میں کڈنی سنٹر کا قیام انتہائی ضروری تھا جسے بنانے کے لئے وزیراعلیٰ نے منظوری دی اور وہ ہنگامی بنیادوں پر اپنی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔یہاں سے لاکھوں مریض مستفید ہوں گے اور وہاں پر ڈائیلسز کی سہولت میسر ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب کا State of Art Pakistan Kidney and Liver Institute and Research Centre پر جو کام شروع کیا گیا ہے وہ بہت ہی اچھا منصوبہ ہے۔ جس سے ان غریبوں کو ریلیف ملے گا جو اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کا focus صاف پینے کا پانی فراہم کرنا ہے۔ یہ انتہائی اہم پراجیکٹ ہے جو پنجاب کی عوام کی صحت کا ضامن ہے۔اس منصوبے پر وزیراعلیٰ نے اربوں روپے کی رقم مختص کی ہے جو عوام کی بھلائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! لاہور میٹرو بس کے کامیاب منصوبے پر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور قیادت مبارکباد کی مستحق ہے اور اس کے بعد راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس کے منصوبے کو بھی ایک ریکارڈ مدت میں مکمل کر لیا گیا ہے۔ یہ تحفہ یقیناً میرے شہر کے لئے انمول ہے جس سے لاکھوں لوگ روزانہ مستفید ہو رہے ہیں اور وزیراعلیٰ کو دعائیں دے رہے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بھی ہماری قیادت ایسے منصوبوں کو مکمل کرتی رہے گی۔ ہماری اپوزیشن تنقید کر کے شرم کے مارے پانی پانی ہو رہی ہے۔ جیسا کہ اب ملتان میں بھی اس کا کام شروع ہو گیا ہے۔اس کے علاوہ اورنج ٹرین کا منصوبہ چائنا کی مدد سے ریکارڈ مدت میں مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے کے لئے موجودہ حکومت نے پولیس کے لئے جو بجٹ رکھا ہے وہ 109۔ارب روپے کا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس رقم سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہو گی۔ پولیس reforms پر کام جاری ہے اور اس حوالے سے جو task force بنائی گئی ہے اس سے بھی شہریوں کو ریلیف ملے گا۔اس کے علاوہ میں اپنی پاک فوج کی تعریف بھی ضرور کروں گی کہ جو ہر محاذ پر پاکستان کی حفاظت کر رہی ہے لیکن پھر بھی ایک پارٹی کے سربراہ فوج پر تنقید اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن میں اپنی فوج کے لئے کہتی ہوں کہ:

خطہ پاک کو بچانا ہی پڑے گا ہم کو
اپنا گھر بار لٹانا ہی پڑے گا ہم کو
کب تلک مرتے رہیں گے یونہی فرداً فرداً
سر ہتھیلی پہ اٹھانا ہی پڑے گا ہم کو
اب ضرورت ہے کہ پھر نعرہ تکبیر لگے
ساتھ یہ نعرہ لگانا ہی پڑے گا ہم کو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں پاکستان کی بہتر طریقے سے خدمت کرنے کی توفیق دے۔(آمین)

پاکستان زندہ باد
پاکستان پائندہ باد

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آمین، بہت شکریہ۔چودھری فضل الرحمٰن!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ جناب شوکت علی لا لیکا صاحب!

جناب شوکت علی لا لیکا: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ سیشن میں تقریر کرنے کا موقع دیا۔ میں حکومت کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور خاص طور پر جنوبی پنجاب پر توجہ دینے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کوئی تو مسیحا آیا جس نے جنوبی پنجاب کے زخموں پر مرہم رکھا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اس کی ٹیم کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی گزارش کرتا ہوں کہ جو تجاویز ہم یہاں دیتے ہیں اگر صحیح تجاویز ہوں تو کم از کم انہیں consider کی جائیں۔ یہ اس حکومت کا تیسرا بجٹ پیش ہوا ہے اور بجٹ پر بحث کے لئے پانچ دن مختص کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس ضلع کا باسی ہوں جس ضلع میں ایک ہی pond سے جانور اور انسان پانی پیتے ہیں اور وہ پانی دریائے ستلج کا ہے۔ قصور کے مقام پر جو فیکٹریاں لگائی ہیں ان کا زہر آلود پانی دریائے ستلج میں آ رہا ہے اور اس کو treat کیا جائے۔ اگر ہم فیکٹری مالکان کو پابند نہیں کر سکتے اور ہم مجبور ہیں تو پنجاب گورنمنٹ اس کے لئے بجٹ رکھے۔ ہم ایک طرف صاف پانی دے رہے ہیں، ہمیں صاف پانی بے شک نہ ملے لیکن ہمیں زہر ملا پانی بھی نہ دیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ اگر یہ صحیح بات ہے تو kindly اس کو لازمی consider کریں۔

جناب سپیکر!اب میں زراعت کے شعبہ پر آتا ہوں کیونکہ وقت کم ہے اور میں صرف اپنی تجاویز پر آؤں گا۔زراعت کا شعبہ وہ شعبہ ہے جس نے ہر دور میں اس ملک کی معیشت کو سنبھالا دیا لیکن بد قسمتی سے اب جو کسان کا حال ہے۔اس سے آپ بھی واقف ہیں اور میں بھی واقف ہوں۔کیا کسان کو کپاس کی صحیح قیمت مل گئی اور کیا گندم کی قیمت مل گئی؟ہم نے گنے کی امدادی قیمت دی لیکن کسان کو نہیں ملی اور چاول کی قیمت بھی کسان کو نہیں ملی۔آپ جتنی چاہیں امدادی قیمت مقرر کرتے رہیں کسان تک نہیں پہنچے گی۔وزیر خزانہ نےadmit کیا ہے کہ زراعت کا شعبہ 66 فیصد برآمدات کر رہا ہے جب یہ شعبہ 66 فیصد کی برآمدات کر رہا ہے تو اس کو انڈسٹری کا درجہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ہمارے کسان کو انڈسٹری کے برابر لایا جائے۔ہم ٹیکس دیتے ہیں اور پندرہ قسم کا ٹیکس ہم سے لیا جاتا ہے اور ہمیں ساتھ بدنام کیا جاتا ہے کہ یہ زرعی انکم ٹیکس نہیں دیتے۔آج طے ہو جائے کہ ہمیں انڈسٹری کے برابر کر دیں۔ ہم زرعی ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن جو دس قسم کے ٹیکس کسان سے لئے جا رہے ہیں خدارا ان سے بچائیں۔ ہم ایک ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہمیں انڈسٹری کے برابر کریں۔ 65 سال سے انڈسٹری پر جتنی توجہ دی جا رہی ہے اور اگر اس کے برابر آپ ایک سال زراعت پر دے دیں تو انقلاب نہ آئے تو جو چاہیں مجھے سزا دیں۔

جناب سپیکر!ہم نے تو اپنی گزارشات ان در و دیوار کو سنانی ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ امدادی قیمت کی صورت میں جو سبسڈی دی جاتی ہے اگر اس کی جگہ سیل ٹیکس ختم کر دیں تو جتنا ریلیف کسان کو ملے گا وہ آپ کے بھی علم ہے اور میرے بھی علم میں ہے۔5۔ارب روپے ٹریکٹر کی مد میں رکھے گئے ہیں اور 150۔ارب روپے اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے رکھے گئے لیکن اس پر مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ٹریکٹر پر ڈیوٹی معاف کر دی جائے اور اگر اس مد میں ڈیوٹی لینی ہے تو مرسیڈیز والوں سے لیں،BMW پر ڈیوٹی لگائیں اور لینڈ کروزر پر لگائیں۔ایک طرف عیاشی ہے اور ایک طرف ٹریکٹر کسان کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر:لا لیکا صاحب!wind up کریں۔

جناب شوکت علی لا لیکا:جناب سپیکر!میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ بھی کسان کے بیٹے ہیں کچھ کسانوں کا احساس کریں اور کچھ وقت کا بھی احساس کریں گے۔آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔میں مختصر سی گزارش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،آپ اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب شوکت علی لا لیکا:جناب سپیکر!اگر ٹیوب ویل پر سبسڈی نہ دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ کسان سے زیادتی ہو گی۔ میں جس انداز سے بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن اب مجھے جلدی کرنی پڑے گی۔اگر آپagro industry پر توجہ دیں تو ایک سال میں زرعی انقلاب آئے گا۔ میں بات کو مختصر کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہمارا جو نہری نظام ہے اس نہری نظام کے خلاف ایک سازش ہو رہی ہے اور یہ سازش کا شکار ہے۔ یہ سب سے بڑا نہری نظام تھا لیکن پیڈا ایکٹ کے تحت نہریں تباہ کر دی گئی ہیں۔اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کی کوئی رٹ نہیں ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ ضلع بہاولنگر میں جو موگے لگے ہوئے ہیں یا کٹ لگے ہوئے ہیں اس پر اریگیشن کی کوئی رٹ نہیں اور لوگ اپنی مرضی سے پانی لگا رہے ہیں اور وہاں پر خانہ جنگی کی صورتحال ہے۔ خدا کے واسطے اس پیڈا ایکٹ کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر!دوسری بات کہ یہ ہے کہ جو پانی چوری کی دفعہ ہے اس دفعہ کو ڈکیتی کی دفعہ میں بدلا جائے۔ یہ ڈکیتی ہے چوری نہیں ہوتی۔ جب کوئی دن دہاڑے پانی چوری کرتا ہے وہ دن دہاڑے ڈکیتی کرتا ہے۔اب میں آخر میں مختصر بات کرنا چاہوں گا کہ گنے کے لئے جوCPR دی جاتی ہیں اس کی بجائے آپCPR کی جگہ چیک دے دیں۔ فیکٹری مالکان کی فیکٹریاں بجلی اور گیس سے نہیں چلتی بلکہ وہ کسان کے خون اور پسینے سے چلتی ہیں۔ کسان کو پانچ لاکھ روپے پانچ سال تک نہیں ملتے لیکن کسان 50ہزار روپے کے زرعی بنک کے قرضے میں جیل میں ہوتا ہے۔ زرعی ترقیاتی بنک کو پابند کیا جائے، فیکٹری مالکان کسان کوCPR کی بجائے چیک دیں اور وہ زرعی بنک چیک لینے کا پابند ہو۔اگر مناسب ہو تو محترمہ وزیر خزانہ اس کوnote کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:بہت شکریہ۔جناب محمد عمر جعفر صاحب!

جناب محمد عمر جعفر:جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں محترمہ وزیر خزانہ کوcongratulate کہوں گا کہ وہ صوبہ پنجاب اور پاکستان کی پہلی خاتون وزیر خزانہ ہیں۔

I think, she is a role model to all the girls in Punjab and Pakistan.

ان کو دیکھتے ہوئے کہ ہم بھی یہachieve کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سےIf we put efforts we can achieve the top seats in the government. First of all. میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ کوcongratulate کروں گا کہ انہوں نے people friendly budget پیش کیا۔ میں اس کےthree and four points آپ کو دوں گا۔First of all آپ ایجوکیشن پرfocus کریں۔

20 percent of the whole budget will be going to education. This is the large sum and Inshallah hopefully all budget should be utilized in this year. First example

میں اپنے area کی بات کروں گا کہ خواجہ فرید کالج یونیورسٹی رحیم یار خان جس میں آئی ٹی انجنیئرنگ بن رہی ہے وہ صرف local area students کو cater نہیں کرے گی بلکہ وہ پورے بلوچستان اور سندھ کو بھی cater کرے گی۔ رحیم یار خان پورا catchment area ہے اور یہ یونیورسٹی ان سب کو facilitate کرے گی۔ This is very positive step. So again thank to Chief Minister. دوسرا انہوں نے four new Daanish school announce کئے ہیں۔ This is a very successful story which the other people do not realize. تو اس کے لئے Actually I would ask for more funds for the current Daanish Schools جو ابھی present ہیں کہ ان کے لئے new halls, new class-rooms, new science labs بنیں۔ This is good, sir کہ آپ اپنے نیٹ ورک کو expand کریں لیکن جو current network ہے اس کو بھی تھوڑا سا focus کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر! تیسرا انہوں نے reconstruction of seventy-four hundred Colleges for boys۔ جن کی بلڈنگز dangerous ہیں اور damage ہو چکی ہیں۔ schools and girls should also be included in this and I think hopefully they will be جو They are not safe to study there میں خود رحیم یار خان گرلز کالج میں گیا تھا جو کہ بہت پرانا ہے اور 1960 کا بنا ہوا ہے۔ اس کی building is not safe, I would say پہلے بھی میں نے اس سلسلے میں request کی تھی کہ اس پر focus کریں تاکہ جلدی سے جلدی کام ہو سکے۔ آگے وہ may be red-tapism of bureaucrats ہو، انہوں نے اس کام کو تھوڑا سا slow کیا ہوا ہے، اس کو تھوڑا سا streamline کریں and hopefully this will be done soon. اس کے بعد ہم Southern Punjab کو focus کریں، دیکھیں کہ وزیراعلیٰ نے Which is very good and we gratefully four percent more than the population of Southern Punjab وہ اس بجٹ میں include کیا ہوا ہے welcome that decision. One example دیکھیں کہ میٹرو ملتان میں شروع ہو گی۔ جیسا کہ لاہور میں کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے، آپ دیکھ لیں راولپنڈی، اسلام آباد میں ساری

Buses are packed. People want to use this service and Inshallah this will be a success story in Multan.

Regarding Southern Punjab جب اسے ملتان میںlaunchکیا جائے گا۔اس کے بعد major problem again میرے ایکcolleagueنے بتایا تھا کہ صاف پانی کا وہاں پر بہت problemہے۔اس منصوبے کاآغاز بھی جنوبی پنجاب سےlaunchکیاہے۔

Which is good news again and which is welcomed by everyone and every MPA who is from Southern Punjab.

This is number one issue we جناب سپیکر!جب سے میںelectہواہوں are facing there. nine water treatment plants اب انہوں نےرحیم یار خان سٹی کے لئےannounceکئے ہیں۔ایک تواس میں سے بن گیاہے and we are very grateful for that جلد سے جلد

This should be completed soon because waterborne diseases I think are the highest cause of death in children. For example typhoid is one of the leading cause of deaths.

یہ اگر آپfocusکریں گے توآپ کے ہیلتھ سیکٹر میں جوpressureہے وہ کم ہو جائے گا۔

This is proactive decision and another positive programme which is launched in the rural areas

This will help the۔ہیںFarm to Market Roads جناب سپیکر!جو They can go to the کے جو لوگ ہیںlocal areas کہfarmers as well as market easily. They can sell their crops; they can sell their good; جتناeconomic incentiveدیں گے جتناbusinessکوeasyکریں گے اتنی زیادہ آپ کیeconomyبڑھے گی اور اتنا زیادہ آپ کاtax revenue increaseہو گا۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 269 ایل ڈی اے ایمپلائز ہاؤسنگ سکیم ٹھوکر نیاز بیگ لاہور کے مسئلہ کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"The issue of LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig based in the reply of starred question No. 269 asked by Mrs Ayesha Javed Malik MPA, W-317.

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The issue of LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig based in the reply of starred question No. 269 asked by Mrs Ayesha Javed Malik MPA, W-317.

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The issue of LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig based in the reply of starred question No. 269 asked by Mrs Ayesha Javed Malik MPA, W-317.

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 4 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد
میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"
(تحریک منظور ہوئی)

سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب محمد توفیق بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ایک تو بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں دوسرا جس جرأت مندانہ انداز سے انہوں نے اس دن بجٹ پیش کیا اس سے ہمارا بھی حوصلہ بڑھا ہے، ہمارے اپوزیشن والے بھائی یا جو بہنیں ہیں جنہوں نے اس دن کالی پٹیاں باندھ لی تھیں۔ ہمیں تو ان کا پتا ہی نہیں چلتا جب ان کی مرضی ہوتی ہے باندھ لیتے ہیں جب ان کی مرضی ہوتی ہے اتار دیتے ہیں۔آج انہوں نے یہ کالی پٹیاں اتاری ہوئی تھیں۔ میں اپنی بہن وزیر خزانہ کو دل اتھاہ کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس کے بعد میں اپنی بجٹ تقریر کی طرف آتا ہوں کہ ایک حدیث مبارک ہے۔

إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

اس بات کا پوری قوم نے قائد میاں محمد نواز شریف کو اور میاں محمد شہباز شریف کو عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے کو دیکھتے ہوئے جواب دیا ہے۔ جہاں کہیں بھی الیکشن ہوتے ہیں جہاں کہیں بھی ضمنی الیکشن ہوتے ہیں کنٹونمنٹ بورڈ کے الیکشن ہوتے ہیں، گلگت بلتستان کی فضاؤں میں جب الیکشن ہوتے ہیں تو لوگوں نے "شیر" پر مہر لگا کر میرے قائد میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف کی عوام کی خدمت کرنے کی جو نیت ہے اس کا reply کیا ہے۔ میں اس بات کو اس معزز ایوان میں کر کے بڑا فخر محسوس کر رہا ہوں کہ میرے قائد پر لوگوں نے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ جب پچھلی دفعہ جنرل الیکشن تھے تو جس جگہ سے ہم پانچ ہزار ووٹوں سے جیتتے تھے اس جگہ سے اڑتیس ہزار ووٹوں سے جیتے ہیں جس جگہ سے ہم ہارے تھے ادھر بھی ہم چالیس ہزار سے جیتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری حکومت میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف کی قیادت میں بھرپور عوامی خدمت کر رہی ہے۔ میں اگر ان کے کارنامے گنوانا شروع کر دوں تو پانچ منٹ اسی میں ختم ہو جائیں گے۔ میں اپنی بات کی طرف آتا ہوں جہاں تک

پالیسیاں بنانے کی بات ہے، عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے ہماری منسٹر صاحبہ، ہمارے دیگر حکومتی ممبران اسمبلی، حکومتی لوگ جو پالیسیاں بناتے ہیں وہ بڑی محنت بھی کرتے ہیں، مثال کے طور پر تعلیم کے لئے ہم نے اس وقت 27 فیصد بجٹ رکھا ہے اور اس کا بھرپور response بھی مل رہا ہے، لوگ اس کو خوش آئند بھی کہتے ہیں۔ مگر ہمیں پریشانی ground reality پر ہوتی ہے۔ جب ہم لوگوں سے جا کر ملتے ہیں، جب ہم سکول میں جاتے ہیں، رزلٹ دیکھتے ہیں تو رزلٹ پرائیویٹ سکولوں کے مقابلے میں کچھ نہیں ہوتا۔ ہم اربوں روپے سرکاری سکولوں پر لگاتے ہیں، سیاسی مداخلت کو بھی ختم کر دیتے ہیں، کسی ایم پی اے کو ایک ٹیچر بھرتی کروانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ سفارش کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ ٹیچر حضرات سے میں گزارش کرتا ہوں کہ آپ لوگ بھی اس معاملے میں اپنا کردار ادا کریں۔ ہمارے گورنمنٹ سکولوں میں بچوں کو اوّل آنا چاہئے۔ پچاس ہزار اور ستر، ستر ہزار ہم ان ٹیچروں کو تنخواہیں دیتے ہیں مگر اس کے باوجود ان کا رزلٹ اچھا نہیں ہوتا۔ میں آپ کو یہ ground reality بتا رہا ہوں۔ اس طرح ہم نے 14 فیصد بجٹ کا ہیلتھ کے لئے بھی رکھ دیا ہے، یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے، بہت اچھی بات ہے مگر جب ہم ہسپتالوں میں جاتے ہیں تو لوگ ہمیں یہ نہیں کہتے کہ ہمیں دوائی نہیں ملی، لوگ ہمیں یہ نہیں کہتے کہ ہم ادھر گئے ہیں تو وہ کہتے ہیں باہر سے مرہم پٹی لے کر آؤ، وہ تو انہوں نے مہیا کی ہوئی ہیں لوگ ہمیں یہ کہتے ہیں کہ وہاں پر تو ڈاکٹر ہی موجود نہیں ہے، ہمیں لوگ کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کا روّیہ ہمارے ساتھ ٹھیک نہیں ہے، ہم جاتے ہیں تو ڈاکٹر ہمیں سیدھے منہ دیکھتے نہیں ہیں۔ عوام کو تو اس طرح کی شکایات ہیں اور جب ہم تھانوں کے لئے، دہشت گردی کے خاتمے کے لئے، تھانہ کلچر کو بدلنے کے لئے اربوں روپے رکھتے ہیں تو لوگ ہمیں یہ شکایت تو نہیں کرتے کہ ہم تھانے میں جاتے ہیں تو ہمیں بلڈنگ اچھی نہیں ملتی، ہم تھانوں میں جاتے ہیں تو ہمیں وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی، لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ تھانیدار ہم سے رشوت مانگتا ہے، تھانیدار ہم سے کام کرنے کے پیسے مانگتا ہے۔ اگر ہم نے اس بات کو ٹھیک نہ کیا تو یہ اربوں روپیہ جو ہم ان کو دے رہے ہیں اس کو بڑی خصوصی توجہ سے آپ کو اور ہمیں دیکھنا پڑے گا۔ مجھے شعر یاد آگیا ہے:

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
زمین بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازم تکمیل تمنا کے لئے
ورنہ صرف رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے

جناب سپیکر!اس بات کو ہمیں بھرپور طریقے سے دیکھنا چاہئے،جو ground reality ہیں اس کو دیکھنا چاہئے۔بیورکریسی کا جو سسٹم ہے اس کو دیکھنا چاہئے ورنہ لوگ ہمیں پانچ سال بعد یہ سوال کریں گے۔یہ لوگ توانہی عہدوں پر قائم رہیں گے،ہمارے ٹیچرز بھی اسی طرح سے رہیں گے،ڈاکٹر بھی اسی طرح سے تنخواہیں لیتے رہیں گے۔ہم اگر اربوں روپے خرچ کرکے بھی عوام کو facilities نہ دے سکے،جب ہم ان کے دروازے پر جاتے ہیں تو پھر لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں۔یہ تو میاں محمد نواز شریف،میاں محمد شہباز شریف پر اللہ کا فضل ہے،میں بتارہاہوں کہ ان کو ان کی نیتوں کا پھل مل رہاہے ورنہ جن کے لئے ہم پیسے مختص کرتے ہیں یہ صحیح معنوں میں اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتے۔ان کو اپنی ڈیوٹی کرنی چاہئے اگر ہم میاں محمد شہباز شریف کے وژن پر کام کررہے ہیں توان سرکاری افسران کو بھی میاں محمد شہباز شریف کے وژن پر کام کرنا پڑے گا۔پھر انشاءاللہ تعالیٰ پنجاب کے عوام اور زیادہ اعتماد کا اظہار کریں گے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بٹ صاحب!بہت شکریہ۔حاجی عمران ظفر صاحب!

حاجی عمران ظفر:اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔الصلوۃ والسلام علیک یاسیدی یارسول اللہ۔وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ،یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے بجٹ کے حوالے سے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف صاحب کو،ہماری معزز وزیر خزانہ یہاں بیٹھی ہیں ان کو اور ان کی پوری ٹیم کو 1447۔ارب،24 کروڑ روپے کا عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتاہوں۔میں اس بجٹ میں خصوصی طور پر سب سے پہلے تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا کہ تعلیم کے لئے 310۔ارب، 20 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور یہ ٹوٹل بجٹ کا 27 فیصد ہے۔چار نئے دانش سکول بنائے جائیں گے یقین کیجئے میں نے خود چشتیاں کے مقام پر دانش سکول کا visit کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ واقعی خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ ایسا کارنامہ ہے جسے آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔امیروں کے بچے تو ایسے بڑے سکولوں میں داخلہ لے سکتے تھے لیکن غریبوں کے بچوں کو یہ حق نہیں تھا آج الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب نے امیر اور غریب کے درمیان تفریق کو ختم کیا اور ایسے دانش سکول بنائے جن میں غریبوں کے بچے بھی آسانی سے داخلہ لے سکتے ہیں۔اس بجٹ میں 990 ہائی سکولوں میں کمپیوٹر لیب دی جائیں گی،نئے سکول بنیں گے،نئے کالجز بنیں گے،7500 سکولوں میں missing facilities دی جائیں گی

،24500اضافی کمروں کی تعمیر ہو گی،500 نئے سکول بنیں گے۔خادم اعلیٰ پنجاب کا سب سے بڑا کارنامہ ذہین طلباء وطالبات کو وظائف دینے کے لئے پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ میں2۔ارب روپے رکھنا ہے جو کہ ایک بہترین پراجیکٹ ہے جس سے ہمارے طلباء وطالبات جو نمایاں پوزیشن حاصل کرتے ہیں ان کو وظائف دیئے جاتے ہیں،انہیں بیرون ملک یونیورسٹیوں کے دورے کرائے جاتے ہیں،انہیں گارڈ آف آنر پیش کئے جاتے ہیں۔اس سے پہلے پنجاب میں یہ رواج نہیں تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب کی یہ ایک تعلیم دوستی کا ثبوت ہے کہ جن کو دن رات یہی فکر ہے کہ پنجاب کے ہمارے جو بچے اور بچیاں سکول میں نہیں ہیں ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ ان کو سکولوں میں لانا ہے۔پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت16لاکھ بچے پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان کے لئے 10۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں صحت کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ 166۔ارب،13 کروڑ روپے جو کہ بجٹ کا14 فیصد ہے صحت کے لئے رکھے گئے ہیں۔گریڈ18 سے لے کر گریڈ20 تک دس ہزار ڈاکٹروں کی نئی اسامیاں پیدا کی جائیں گی اور جگر کی پیوند کاری کے لئے Pakistan Kidney and liver Institute and Research Centre کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔واقعی ہمارے ملک میں جس طرح ہیپاٹائٹس کے مریضوں کی تعداد بڑھ رہی ہے بے چارے غریبوں کے پاس تو ٹیسٹ کرانے کے لئے پیسے نہیں ہیں،آج الحمد للہ خادم اعلیٰ پنجاب نے اس سنٹر کا قیام کر کے غریبوں کے لئے ایک بہترین موقع فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر!میں اس حوالے سے اپنی معزز وزیر سے یہ گزارش کروں گا کہ خصوصی طور پر ہیپاٹائٹس کے حوالے سے سکولوں میں بچوں کے ٹیسٹ ضرور کرائے جائیں کیونکہ یہ ایسی مرض ہے کہ اس وقت تک اس کا پتا نہیں چلتا جب تک اس کے ٹیسٹ نہ کرائے جائیں لہذا میری گزارش ہے کہ سکولوں میں ہیپاٹائٹس ٹیسٹ کے لئے انتظامات کئے جائیں۔الحمد للہ ہم نے ہیلتھ میں بے شمار پیسا دیا ہے اس لئے میں آپ کی وساطت سے ڈاکٹر صاحبان سے بھی اپیل کروں گا کہ خدارا آئے دن آپ لوگ ہڑتالیں کرتے ہیں اور غریب ہسپتالوں میں مرتے ہیں لیکن ان ڈاکٹر صاحبان کے پرائیویٹ کلینکس تو بند نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کوئی ایسا قانون بنایا جائے کہ جو پرائیویٹ سیکٹر میں ڈاکٹر صاحبان کروڑوں روپے مہینے کے کماتے ہیں ان کی طرف بھی دھیان دیا جائے یہ ہڑتالیں تو روز کرتے ہیں لیکن ان کے پرائیویٹ ہسپتال چل رہے ہوتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں کاشتکاروں کے لئے خصوصی طور پر جو پیکیج رکھا گیا ہے کہ 150۔ارب روپے کی نئی کارپٹ سڑکیں بنائی جائیں گی اس سے ہمارے کسانوں کو فائدہ ہو گا۔ میں آخر میں میٹرو بس کے حوالے سے ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب کا غریب دوست پراجیکٹ ہے آج باتیں کرنے والے بڑی باتیں کر رہے ہیں اور میٹرو بس کو جنگلہ بس بنا دیا لیکن ڈیڑھ سے پونے دو لاکھ افراد روزانہ سفر کرتے ہیں یہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں سستا ترین باعزت سفر ہے جو بیس روپے میں شاہدرہ سے لے کر گجومتہ تک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ اگلے مقرر جناب جاوید اختر صاحب!

جناب جاوید اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے بہت ہی balanced اور بہت ہی عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ میں بجٹ تقریر پر آنے سے پہلے میاں محمد شہباز شریف کا ذاتی طور پر اور میرے حلقے کی عوام بھی مشکور ہیں کہ انہوں نے سوری لنڈ ہل پاور پراجیکٹ پر کام شروع کرایا ہے جس کی کچھ amount پچھلے سال رکھی گئی تھی۔ یہ handsome amount 2۔ارب روپے کا پراجیکٹ ہے۔ آپ بہتر جانتے ہیں لیکن ایوان کے بہت سارے بھائی یہ سوچتے ہوں گے کہ یہ 2۔ارب کی اتنی heavy amount کیوں رکھی گئی ہے، یہ مرحلہ وار جاری ہونی ہے اور 2017 تک اس پراجیکٹ نے مکمل ہونا ہے۔

جناب سپیکر! میں مختصر سا بتا دوں کہ جو دریا سے پانی آتا ہے وہ بہت تیز اور بہت speedy ہوتا ہے اور ہمارے جو نیچے والے علاقے ہیں سوری لنڈ ہل پاور پراجیکٹ ہے، اس کے ساتھ مواضعات ہر سال صفحہ ہستی سے مٹ جاتے تھے۔ اس پراجیکٹ کے شروع ہونے سے وہاں پانی جو تباہی پھیلاتا تھا اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور میرے حلقے کی 38 ہزار ایکڑ اراضی قابل کاشت ہو جائے گی اور اس سے سبز انقلاب آئے گا۔ اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں میں اور میرے حلقے کے عوام ان کے انتہائی مشکور ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں بجٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ بجٹ میں حکومت کی prioritiesکا پتا چلتا ہے کہ حکومت کی prioritiesکیا ہیں ماشاء اللہ یہ بجٹ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کے وژن کی عکاسی کر رہا ہے۔اس میں ہر شعبہ ہائے زندگی کو touchدیا گیا ہے۔ تعلیم کے لئے اتنی handsome amountرکھی گئی ہے جو میرے خیال میں 27 فیصد بنتی ہے اس سے ایجوکیشن کے نظام میں انقلاب آئے گا اور پچھلے دو سال سے وزیر اعلیٰ نے اس میں جو efforts کی ہیں ان کے ثمرات ابھی نظر آ رہے ہیں لیکن اس میں مزید بہتری کی گنجائش ہے جیسا کہ مجھ سے پہلے بھی میرے فاضل بھائی کہہ رہے تھے کہ دیہاتی علاقوں میں کچھ ٹیچرز ہیں جو گھر بیٹھ کر تنخواہیں لیتے ہیں انہوں نے سکولوں کے رجسٹر گھروں میں رکھے ہوئے ہیں اس لئے اس میں مزید کافی بہتری کی گنجائش ہے۔

جناب سپیکر!میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ان سکولوں کو چلانے کے لئے وہاں یونین کونسل کی سطح پر آپ کو دو تین تو اچھے لوگ مل ہی سکتے ہیں اگر ایک مانیٹرنگ کمیٹی بنا دیں تو یہ سکول چل سکتے ہیں ویسے تو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں لیکن وہ بے کار ہیں کوئی کام نہیں کرتیں۔ میں تھانے کے حوالے سے بھی یہی تجویز دوں گا، ہم نے اب بھی پولیس کو 96۔ارب روپیہ دیا ہے لیکن معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ تھانوں کی صورتحال وہی ہے ہم ابھی تک تھانہ کلچر کو نہیں بدل سکے۔اس کو ہمارے قائد بدلنا چاہتے ہیں اور میں اس سلسلے میں بھی تجویز دوں گا کہ ہر تھانے کی سطح پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔ایک تھانے کی حدود میں آپ کو کم از کم تین اچھے آدمی تو مل ہی جائیں گے۔یہ کمیٹی ایماندار لوگوں پر مشتمل ہو۔لوگ پولیس سٹیشن جاتے ہیں تو پیسے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔جائز اور ناجائز سب کاموں کے لئے پیسے دینے پڑتے ہیں۔کوئی بااثر آدمی فون کرے یا پھر پیسے دیئے جائیں اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوتا۔ میری تجویز ہے کہ تھانہ کلچر کو بدلنے اور محکمہ تعلیم کی نچلی سطح کے نظام کو ٹھیک کرنے کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اس سے بہت بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر!شعبہ صحت کے لئے بجٹ کا14 فیصد مختص کیا گیا ہے۔ابھی میرے فاضل دوست بات کر رہے تھے اور میں بھی وہی دہراؤں گا کہ ہمارے BHUs and RHCsخالی پڑے ہیں۔اگر دن کو ڈاکٹر ڈیوٹی پر ہوتا ہے تو رات یا شام کو کوئی ڈاکٹر موجود نہیں ہوتا۔ میرا گاؤں شادن لنڈ ڈیرہ غازی خان سے پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔یہاں سے مریض پہلے ڈیرہ غازی خان جاتا ہے اور اگر وہ ملتان refer کرتے ہیں تو مریض راستے میں ہی expireہو جاتا ہے۔ میرا قصبہ پچاس ہزار آبادی پر مشتمل ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ ہمارے RHCمیں ایک ایمرجنسی وارڈ بنا دی جائے تاکہ علاقے کے لوگ

اس سے مستفید ہو سکیں۔اس طرح حادثات کی صورت میں اس علاقے کے لوگوں کو درپیش آنے والی مشکلات کا سدّباب بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر!زراعت ہمارے ملک کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔اس شعبے میں بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔باہر سے گندم950روپے فی من میں مل رہی ہے جبکہ ہماری گندم کی لاگت1300روپے فی من ہے۔ہمیں اپنی inputsکی قیمتوں میں کمی لانی ہو گی تاکہ ہم اپنی زرعی پیداوار کے حوالے سے دوسرے ملکوں کی منڈیوں میں بھیcompeteکر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جاوید اختر صاحب!آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذاwind upکر لیں۔

جناب جاوید اختر:جناب سپیکر!میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ بات کی تھی اور اس کو سب نے appreciateکیا تھا۔میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ کو یہ بات آج دوبارہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم دیہاتوں میں ہر سال گلی،نالی،سولنگ اور سیوریج کے لئے اربوں روپے کے پراجیکٹس دیتے ہیں لیکن صفائی کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے ہر دوسرے سال یہ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔میری تجویز ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر صفائی کے لئے ٹریکٹر ٹرالی اور دوسرا سامان مہیا کر دیا جائے تو اس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔اگر دیہات میں صفائی نہیں ہو گی تو بہت سی بیماریاں پھیل جائیں گی۔میں یہ گزارش کروں گا کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر ٹریکٹر ٹرالی،صفائی کا دوسرا سامان مہیا کیا جائے اور سینٹری ورکر رکھے جائیں تاکہ دیہاتوں میں مناسب طریقے سے صفائی ہو سکے اور لوگ بیماریوں سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر!اب میں دیہی ٹیوب ویلوں کے حوالے سے ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔میں یہ بات on recordلانا چاہتا ہوں کہ ایک زمانے میں زرعی ٹیوب ویلوں کا فلیٹ ریٹ ہوا کرتا تھا اور اُس وقت455زرعی ٹیوب ویلز کام کر رہے تھے۔اگر اب زرعی ٹیوب ویل پانی کے لئے استعمال ہو تو اس کا ڈیڑھ سے دو لاکھ روپے بل آتا ہے۔میرا یہ مطالبہ ہے کہ ہمارے علاقے میں بھی میانوالی اور بلوچستان کی طرح زرعی ٹیوب ویلوں کے لئے استعمال ہونے والی بجلی کا فلیٹ ریٹ بحال کیا جائے تاکہ وہاں کاکاشتکار بھی خوشحال ہو سکے۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ نے اس بجٹ میں Rural Roads Programmeدیا ہے اور پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا منصوبہ بھی دیا گیا ہے۔یہ دونوں منصوبے بے انتہا اچھے ہیں۔ان کی افادیت کا پتا آپ کو2018کے الیکشن میں چلے گا۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:بڑی مہربانی۔باؤ اختر علی صاحب!

باؤاختر علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!عرض کرتا ہوں کہ:

کی محمد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

جناب سپیکر!میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف،وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم کو سال16-2015 کا 1447۔ارب،24 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا بجٹ پر بحث کے دوران continuously بیٹھی ہوئی ہیں۔یہ بہت صبر آزما مرحلہ ہے اور اس پر بھی میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!میں آٹھ سال پیچھے جاؤں گا کیونکہ مسلم لیگ(ن) کا یہ آٹھواں بجٹ ہے اور پچھلے پانچ سال مرکز میں کسی اور پارٹی کی حکمرانی تھی۔آٹھ سال پہلے پاکستان اور خصوصی طور پر صوبہ پنجاب کا جو حال تھا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔یہ بات on record ہے کہ 2008 سے لے کر اس آٹھویں بجٹ تک وزیر اعلیٰ پنجاب خود سوئے اور نہ ہی اپنی ٹیم کو سونے دیا۔ہر سال بہتر سے بہتر بجٹ پیش کیا گیا اور حزب اختلاف اسی طرح بنچوں پر شور مچاتی رہی۔لوگ ہمیں ووٹ دے کر بھیجتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں کی تنقید برائے تنقید کی جائے بلکہ میں کہتا ہوں کہ تنقید برائے اصلاح ہونی چاہئے۔جب پچھلے سال بجٹ پیش کیا گیا تو ایک پارٹی کے ممبر نے قائد حزب اختلاف کی سر پرستی میں پارلیمنٹ کے اندر جو ہنگامہ کھڑا کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔سال15-2014 کے درمیان جو کچھ ہوا اس کو ساری قوم جانتی ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب ترقی کی طرف رواں دواں رہے اور یہ کنٹینر پر چلے گئے۔قائد حزب اختلاف نے یہاں ایوان میں دو گھنٹے بجٹ تقریر کی اور اس میں تنقید کے علاوہ اور کوئی پہلو نہیں تھا۔میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں اصلاح کا پہلو موجود ہے۔

جناب سپیکر!میں یہ کہوں گا کہ آج صوبہ پنجاب کو دوسرے صوبوں پر فوقیت حاصل ہے۔یہ فوقیت کیوں حاصل ہے؟اس کی وجہ صوبہ پنجاب کی good governance ہے۔صوبہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو کا اپنے تمام محکمہ جات پر کنٹرول ہے۔میں ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کیونکہ وہ اپنے قائد کے vision کو بروئے کار لائے اور اس پر عمل پیرا ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!اب میں بجٹ پر آؤں گا۔ کسی بھی ملک کے بجٹ کی ریڑھ کی ہڈی تعلیم، صحت اور زراعت ہوتی ہے۔آپ دیکھیں کہ بجٹ کا 27 فیصد حصہ تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ تعلیم میں جو ترقی اور enrolment ہو رہی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، باؤ صاحب!آپ wind up کریں،آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔اجلاس کا ٹائم آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

باؤاختر علی: جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔آپ اپنے صوبہ میں شرح خواندگی دیکھیں اور خادم اعلیٰ پنجاب کا اس میں وژن دیکھیں۔ زراعت کے لئے 14 فیصد بجٹ رکھا گیا اور صحت کے معاملہ میں بہت ساری اصلاحات کی گئیں اور بہت زیادہ محنت کی جا رہی ہے لیکن میں محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ ہسپتالوں میں local purchase کے نظام کو change کرنے کی ضرورت ہے۔ ہسپتال tender میں نہیں جاتے یہ سارا سال quotation پر چلتے ہیں۔Life saver medicine کے سوا quotation پر کوئی medicine, local purchase پر نہ خریدی جائے۔اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ ایک تو کروڑوں روپیہ کی بچت ہو گی اور دوسرا quality medicines ملیں گی لہذا open tender کے ذریعے اس پر عملدرآمد کیا جائے۔

جناب سپیکر!لوگوں کو awareness campaign کے ذریعے taxes میں لایا جائے۔ آپ پوری دنیا میں دیکھیں کہ ٹیکس نظام کے اندر 100 فیصد لوگ ہیں وہ ڈنڈے کے ذریعہ سے یا زبردستی ٹیکس نظام میں نہیں ہیں انہیں awareness دی جاتی ہے کہ آپ ٹیکس نظام کے اندر آئیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ رُخسانہ کوکب صاحبہ!

محترمہ رُخسانہ کوکب: جناب سپیکر!میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ میں اپنے قائدین میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ جنہوں نے صوبہ پنجاب کو بہترین حالیہ بجٹ دیا ہے۔ حالیہ بجٹ انشاء اللہ عوام کے اندر بہتری لے کر آئے گا اور بجٹ 16-2015 تمام شعبہ ہائے زندگی کے لئے انتہائی مؤثر ثابت ہو گا۔

جناب سپیکر!معاشی ترقی ہو یا قرضوں کی فراہمی، دہشت گردی کا خاتمہ ہو یا سیلاب میں گھرے ہوئے افراد، صحت و تعلیم کا فروغ ہو یا کاشتکاروں کو مضبوط کرنے کے لئے زراعتی اقدامات ہوں، سڑکوں کی توسیع کے منصوبے ہوں، پینے کے صاف پانی کا منصوبہ ہو یا ڈاکٹروں کی دستیابی،

Mobile Health Centres کا قیام ہو یا محنت کشوں کے عملی منصوبے، آشیانہ سکیم ہو یا دہشت گردی کا خاتمہ کے منصوبے، میٹرو بس ہو یا سڑکوں کی تعمیر و پلوں کا قیام، خواتین کے لئے Health Care Centres اور hostels کا قیام ہو یا ٹیکس کی وصولی کے نظام میں بہتری کا عمل، ملازمین کی بہتری کے لئے تنخواہ میں اضافہ ہو، ہماری حکومت زندگی کے ہر شعبہ میں بہترین اور مؤثر اقدامات اُٹھا رہی ہے اور صوبہ میں بہتری و خوشحالی لانے کا سبب بنی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرے بنچوں کے ساتھی غیر ضروری تنقید کر کے ملک اور قوم کو تماشا نہ دکھائے بلکہ مثبت تنقید کر کے جمہوری عمل کو فروغ دے۔ آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو ترقی کی طرف گامزن کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری رفاقت حسین گجر صاحب!۔۔۔ نہیں ہیں۔ جناب محمد اکبر حیات ہراج صاحب!

جناب محمد اکبر حیات ہراج: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد اللہ رب العالمین۔ الصلوۃ والسلام علیک یا سید الانبیا والمرسلین و سید الاولین والآخرین۔

I am not going into details because a lot has already been said. I just want to congratulate honourable Chief Minister, the Finance Minister and their team. I have seen some parts of papers of budget and feel like that it encompasses almost each and every aspect of development and growth. The team deserves appreciation. Last thing that I would like to say is that farmers are back bone of this country they are poor and weak and can not endure that kind of burden when their crops ripe and they are not given proper/suitable rates of their crops. So I request that this thing may please be taken care of in future. Thanks.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔ بہت شکریہ۔ محترمہ فرزانہ بٹ صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شازیہ طارق صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد عمران قریشی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شفقت محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نبیلہ عندلیب صاحبہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ حسینہ بیگم صاحبہ!

محترمہ حسینہ بیگم: جناب سپیکر! آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا جس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ صوبہ پنجاب میں سستے رمضان بازار لگائے گئے ہیں، ملتان میں میٹرو بس کا قیام کیا گیا ہے، خواتین کی ترقی کے لئے 23۔ارب روپے دیئے گئے ہیں، ماں اور بچے کی صحت کے لئے کام شروع ہے، کام کاج کرنے والی خواتین کے لئے ضلعی حکومت نے بہت کام کئے ہیں اور حکومت نے خواتین کے لئے سرکاری ملازمتوں میں 15 فیصد کوٹا مقرر کیا ہے تو میں ڈاکٹر عائشہ غوث صاحبہ کو اچھا بجٹ پیش کرنے پر دل وجان سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ مہر محمد فیاض صاحب!

مہر محمد فیاض: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو ایک بہترین اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ انہوں نے میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے عین مطابق تعلیم کو تقریباً325۔ارب روپیہ دیا ہے۔ اس پر بھی میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ میاں صاحب نے جب سے حکومت سنبھالی ہے انہوں نے تعلیم اور صحت کو اپنی پہلی ترجیح پر رکھا ہے۔ ہماری حکومت نے روڈز کی بہتری کے لئے جو KPRRP شروع کیا ہے یہ بھی ایک بہترین پروگرام ہے۔ اس کے لئے بھی یہ مبارکباد کے مستحق ہیں کیونکہ جب تک انفراسٹرکچر نہیں ہو گا بنیادی سہولیات میسر نہیں ہوں گی تو یہ صوبہ ترقی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر! جن لوگوں نے ادھر بڑا شور ڈالا تھا انہیں مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کرم سے ہم نے پچھلے دور حکومت میں بھی پانچ بجٹ پیش کئے تھے اور اُدھر شور مچانے والے اور تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اور عوام کی دعاؤں سے وہ آج اُدھر سے مٹ گئے ہیں اور یہ لوگ جو شور ڈال رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ عوام ان سے بھی انتقام لے گی اور ان کا بھی نام نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں میاں محمد شہباز شریف کو بہت مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے دینہ کے لئے underpass کی صورت میں ایک بہت بڑا میگا پراجیکٹ دیا ہے۔ جی ٹی روڈ پر حادثات میں ہماری ہر ماہ بڑی قیمتی جانیں ضائع ہوا کرتی تھیں۔ آج سے تقریباً سولہ سترہ سال پہلے جب میاں محمد نواز شریف کی حکومت ختم کی گئی تھی تو روڈز سیکٹر میں کوئی میگا پراجیکٹ شروع نہیں ہوا تھا۔ انہوں نے جو جی ٹی روڈ ڈبل کی تھی اور موٹروے بنائی تھی وہ وہیں تھی۔ آج اللہ تبارک وتعالیٰ نے میاں صاحب کو پچھلے دور میں ہمت دی اور انہوں نے گوجرانوالہ میں ایک بہت بڑا کام کیا اور flyover بنایا۔

آج اللہ نے ہمیں یہ توفیق دی ہے کہ دینہ میں ایک underpass بنایا ہے۔اس کے علاوہ گوجر خان میں ایک flyover بنا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں امن عامہ کی صورتحال پر بات کرنا چاہوں گا۔ ہم جتنے چاہے ترقیاتی کام کر لیں، جتنی یونیورسٹیاں بنالیں، جتنے ہسپتال بنالیں جب تک کسی ملک میں یا کسی صوبہ میں امن وامان قائم نہیں ہو گا تو ہر چیز بے کار ہو جائے گی۔آپ جب تک ہمیں دہشتگردوں، قبضہ مافیا، کرپشن سے اور ان دھرنے والوں سے جان نہیں چھڑوائیں گے تو یہ سب بے کار ہے۔ امن و امان کے لئے جو 82.5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس پر میں وزیر خزانہ کو سراہتا ہوں اور آپ نے 6642 محکمہ پولیس میں بھرتیاں کی ہیں خوش آئند ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں اس سے ڈبل بھرتیاں ہوں گی کیونکہ پولیس نفری کی ہمیں کمی کا سامنا ہے۔پولیس کی سہولیات کی کمی ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ VVIP's کو جو بڑی بڑی گاڑیاں سکیورٹی کے لئے دی جاتی ہیں یہ صرف وزیر اعلیٰ یا گورنر کو نہیں دی جارہیں بلکہ بہت سے بڑے لوگ انوسٹمنٹ لے کر آرہے ہیں انہیں بھی سکیورٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔انہیں ہوم ورک مکمل کر کے آنا چاہئے کہ ان میں جو آلات لگتے ہیں وہ چھوٹی گاڑیوں میں گرمی کی وجہ سے نہیں چل سکتے۔ اس کے لئے میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ مثال تو بڑی دیتے ہیں کہ وہاں ایک جرم ہوا اور ہیلی کاپٹر سے انہوں نے trace کر لیا۔ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ کم از کم ہر ڈویژنل سطح پر پولیس کے پاس ایک ہیلی کاپٹر ہونا چاہئے تاکہ جہاں پر جرائم ہوں وہ فوری طور پر trace ہو جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فائزہ مشتاق صاحبہ!

محترمہ فائزہ مشتاق: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!حکومت پنجاب کا بجٹ برائے مالی سال 16-2015 ہمارے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی کامیاب پالیسیوں اور ترجیحات کا آئینہ دار ہے جس میں ایک عام آدمی کی رسائی صحت، تعلیم اور دیگر زندگی کی سہولیات تک ممکن بنائی گئی ہے۔

جناب سپیکر!بجلی کے اس بحران کے دور میں حکومت پنجاب نے اس سیکٹر پر 34۔ارب ڈالر کی خطیر رقم مختص کی ہے جو ایک بہت اچھی بات ہے جس سے انشاء اللہ بجلی کی پیداوار میں اضافہ بھی ہو گا اور لوڈشیڈنگ میں کمی ہو گی۔ شمسی توانائی کا منصوبہ قائداعظم سولر پارک ایک خوش آئند منصوبہ ہے جس کے لئے اس بجٹ میں بھی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ میں بھی حکومت نے 27 فیصد کل بجٹ کا حصہ رکھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت تعلیم کے فروغ کے لئے انتھک محنت کر رہی ہے۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت کے شعبہ کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے اور تقریباً 14 فیصد حصہ اس کے لئے رکھا گیا ہے جس کے تحت عوام کو علاج معالجہ کی بہترین سہولیات پہلے کے مقابلے میں زیادہ آسانی سے میسر آ سکیں گی۔

جناب سپیکر! پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس کی آبادی کا 70 فیصد حصہ زراعت سے منسلک ہے۔ اگر زراعت کا شعبہ ترقی کرے گا تو یہ ملک پاکستان بھی انشاء اللہ ترقی کرے گا اس کے لئے میں میاں محمد شہباز شریف کے انقلابی قدم کی تعریف کرنا چاہوں گی جو انہوں نے سولر ٹیوب ویل کے لئے بہت اچھی رقم مختص کی ہے جس سے انشاء اللہ اس ملک میں زرعی reforms بھی آئیں گی اور اللہ رب العزت میاں صاحب کو اس کام میں کامیابی عطا کرے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ایک بہت پسماندہ علاقے ضلع منڈی بہاؤالدین سے ہے۔ میرے شہر میں سڑکوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے اس کے لئے حکومت پنجاب نے فنڈز دیئے ہیں لیکن وہ شہر کی صورتحال کے حساب سے بہت کم ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ سڑکوں کے لئے بجٹ کو بڑھایا جائے اور مزید فنڈز دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری درخواست یہ ہے کہ میرے شہر میں ریلوے لائن نے شہر کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کی آمد کے اوقات میں پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے شہریوں کو بہت دیر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے میں درخواست کرتی ہوں اور یہ درخواست ان سے پہلے بھی بہت بار کی جا چکی ہے کہ وہ میرے شہر منڈی بہاؤالدین کو دو underpasses یا دو overhead bridges کی تعمیر کے لئے فنڈز دیں تاکہ شہریوں کی مشکلات میں کمی ہو۔

جناب سپیکر! میری تیسری اور آخری درخواست یہ ہے کہ میرے شہر منڈی بہاؤالدین میں پنجاب یونیورسٹی یا گجرات یونیورسٹی کا کیمپس قائم کیا جائے تاکہ بچے اور بچیوں کو اعلیٰ تعلیم کے لئے لاہور اسلام آباد یا فیصل آباد نہ جانا پڑے۔ میرے والد صاحب 1997 میں ایم پی اے رہے تھے تو انہوں نے اس وقت منڈی بہاؤالدین ڈگری کالج میں تین مضامین میں ایم اے کی کلاسز کا اجراء کرایا تھا۔ اب اتنے سال گزرنے کے باوجود اس میں مزید ایک مضمون کے ایم اے کرانے کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ میری یہ

درخواست ہے کہ منڈی بہاؤالدین ایک ایسا شہر ہے جس میں تعلیم کے لئے یونیورسٹی کیمپس دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ فرح منظور صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید رضا علی گیلانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید عبدالعلیم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید زعیم حسین قادری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمود الحسن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد ارشد جاوید وڑائچ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نسیم لودھی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار بہادر خان میکن صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب مناظر حسین رانجھا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری اشفاق احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نبیرہ عندلیب صاحبہ!

محترمہ نبیرہ عندلیب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو پہلی خاتون وزیر خزانہ کا اعزاز حاصل کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسم بامسمیٰ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

جناب سپیکر! 12۔جون2015 کو محترمہ وزیر خزانہ پنجاب نے 16-2015 کے لئے حکومت پنجاب کا میزانیہ پیش کیا۔ یہ میزانیہ نامساعد حالات میں پیش کرنا ہی بہت بڑا کارنامہ ہے ایک طرف ہمیں دہشتگری کا سامنا ہے، دوسری طرف ملک کے قدرتی حالات کی ناموافقت ہے اور پھر پنجاب جو آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑا صوبہ ہے اس میں ہونے والی ترقی زیادہ آبادی کی نذر ہو جاتی ہے۔ یہ پہلو بھی قابل ذکر ہے کہ جو میں تاکید سے آپ کے سامنے بیان کرنا چاہوں گی کہ میزانیہ کی کاپی کس قانون کے تحت اُردو زبان میں شائع کی گئی؟ سب سے پہلے میں میزانیہ کی خصوصیات آپ کے سامنے بیان کرنا چاہوں گی کہ تعلیم کے لئے 310۔ارب 20 کروڑ روپے، صحت کے لئے 166۔ارب 13 کروڑ روپے، زراعت کے لئے 144۔ارب 39 کروڑ اور امن عامہ کے لئے 109۔ارب 25 کروڑ رکھے گئے ہیں۔ مذکورہ مختص فنڈز چاروں اہم شعبوں کے لئے رکھے گئے ہیں لیکن ان رقوم کے خرچ کرنے کا mechanism لازمی بنایا جائے۔ عام طور پر بیوروکریسی ابتدائی چھ ماہ میں رقوم خرچ کرنے کی طرف ویسے ہی توجہ نہ کرتی ہے جیسا کہ سال کے آخری تین ماہ میں کرتی ہے جس بناء پر کم رقم خرچ ہو پاتی ہے اور کافی lapse ہو جاتی ہے۔ ترقیاتی امور جو کہ عوام الناس کو روزگار فراہم کرتے ہیں، کا صحیح انداز میں

بروقت مکمل ہونا ضروری ہے۔اس سے اہم منصوبہ مطلوبہ ہدف سے کم میں تیار ہو جاتا ہے جبکہ ایسا نہیں ہوتا اس لئے mechanism کے ساتھ ساتھ monitoring کو بھی یقینی بنایا جائے۔ حکومت کی میرٹ پالیسی کی تعریف کرنا بہت ضروری ہو گی کیونکہ مختلف شعبہ جات میں نوکریاں 100 فیصد میرٹ پر دی گئی ہیں۔ حکومت نے جو نئے ایڈیشنل ضلعی و سیشن ججوں اور سول ججوں کے لئے ایک ہزار سے زائد اسامیاں پیدا کی ہیں ان کی بھی میرٹ پر ہی تعیناتی ہونی چاہئے۔ حکومت سرکاری ملازمین اور پنشنرز کے لئے دس فیصد تنخواہوں کا اضافہ کرے۔ محنت کشوں اور کارکنوں کے لئے کم از کم اجرت 12 سے 13 ہزار مقرر کی گئی ہے اس کی پرائیویٹ سیکٹر میں implementation کے لئے monitoring کرنا انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی ترقی میں بھی بہت اہم پیشرفت کی گئی ہے جس سے وہاں کے لوگوں کا حوصلہ بڑھے گا۔ پنجاب میں امن وامان کی صورتحال بہت بہتر ہے اس کے لئے محکمہ داخلہ و پولیس مبارکباد کی مستحق ہے لیکن ابھی بھی پولیس کی اخلاقی صورتحال اور روّیے میں مزید بہتری کی گنجائش ہے۔اس کے علاوہ ٹیکنیکل تعلیم سے تربیت یافتہ ہنر مند افراد پر خصوصی توجہ دی گئی ہے اس سے بڑھ کر انہیں بیرون ملک ملازمتوں کے لئے بھی کوشش کی جائے تاکہ زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! بس آخر پر ایک چھوٹی سی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آخری بات کر لیں۔

محترمہ نبیرہ عندلیب: جناب سپیکر! میری آخری بات یہ ہے کہ میں چاہتی ہوں کہ حکومت نیک نیتی سے کام کر رہی ہے جس کے فوائد بھی ہمارے سامنے ہیں اور اللہ تعالیٰ غیب سے مدد بھی ضرور فرمائے گا لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ عوامی سطح پر بھی یہ نیک نیتی حاصل ہو جائے تو اس کے لئے آپ کو اخلاقیات کے دائرہ کار پر غور کرنا پڑے گا اور اس کے لئے میڈیا، علماء، اساتذہ اور نصاب پر اخلاقی طور پر توجہ دیں جس کا لائحہ عمل میرے پاس تیار ہے جو انشاء اللہ میں محترمہ وزیر خزانہ کو بھی دوں گی لہٰذا اسے تعلیم میں شامل کیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سید عبدالعلیم شاہ صاحب!

سید عبدالعلیم: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں پر سارے دوستوں نے بڑی تفصیل سے بجٹ پر بات کی ہے۔ بجٹ کو کس انداز سے دیکھا جاتا ہے تو ہمارے بجٹ کے جو مالیاتی انڈیکس ہوتے ہیں اور عالمی مالیاتی ادارے ہوتے ہیں اُن کے indicators سے کسی ملک کی معیشت کو دیکھا جا سکتا ہے؟-2011 12 میں ہمارے جو مالیاتی انڈکس تھے اور 14-2013 اور 2015 میں ہیں اِس وقت الحمدللہ پاکستان کے مالیاتی انڈیکس بہتری کی طرف جا رہے ہیں اور پوری دنیا اس بات کو تسلیم کر رہی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تمام budgets پر depend کرتا ہے یعنی جب ہمارا مالیاتی انڈیکس ہماری معیشت کا بہتر ہو رہا ہے تو بجٹ بہتر پیش کیا جا رہا ہے اور بہتر کام کیا جا رہا ہے۔ یہاں جتنی بھی گفتگو ہوئی ہے اس میں سب سے اہم چیز یہ ہو گی کہ اس بجٹ میں جتنا بھی پیسا رکھا گیا ہے اس کی utilization ہے۔ یہاں صاف پانی کے لئے پیسا رکھا گیا، صحت کے لئے رکھا گیا اور بیماریوں کا ذکر کیا گیا تو سوال یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں پیدا کیوں ہوتی ہیں اور ہمارے ملک کے اندر دوسرے ملکوں کی نسبت diseases زیادہ کیوں ہیں؟ ہمارے ملک کے اندر آپ ہسپتال میں جائیں تو محسوس ہوتا ہے کہ سب لوگ بیمار ہیں، کورٹس میں جائیں تو محسوس ہوتا ہے کہ سب لوگ کورٹس میں موجود ہیں یعنی پوری قوم اور community اسی جگہ پر محسوس ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں problem یہ ہے کہ اس وقت water supply and sanitation کے اوپر ہمارے پیسے کی انوسٹمنٹ بے بہا ہو رہی ہے۔ Contamination of water کیوں ہو رہی ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں کیونکہ ہمارا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ اور لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس چیز کو بہتر انداز میں handle نہیں کر رہا؟ ہم بڑے اچھے انداز میں دیہاتوں اور شہروں میں sewer system کو فروغ دے رہے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے sucker machines دے کر سارا کام مکمل کر لیا ہے۔ Contamination of water اس سیوریج نظام کی وجہ سے ہو رہی ہے جیسا کہ آج لاہور کا پانی دریائے راوی میں ڈالا جاتا ہے اور mostly تمام جگہ پر یہی حال ہو رہا ہے کہ تمام industrial estates کے فضلات کو بھی پینے کے پانی کی سہولیات میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ جب تک ہم water and sanitation کو بہتر نہیں کریں گے ہم water treatment plants ہر جگہ پر sewer کے ساتھ نہیں لگائیں گے۔ آج دنیا بہت ترقی کر گئی ہے اور sewer کے سسٹم سے پینے کا پانی مہیا کیا جا رہا ہے۔ تمام بیماریوں سے آج ہسپتال بھرے ہوئے ہیں۔ صحت پر جتنا بھی پیسا خرچ کر لیں لیکن جب تک ہم basic چیز کو نہیں پکڑیں اُس وقت تک ہم اس چیز میں اپنے targets کو achieve نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بڑھتی ہوئی آبادی ہے اور ایک بے ہنگم آبادی نے نہ صرف صوبہ پنجاب کو بلکہ پورے پاکستان

کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے لہٰذا اس چیز پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ جس تیزی سے آبادی بڑھ رہی ہے اور جس تیزی سے وسائل اُن کے لئے utilize ہو رہے ہیں تو طلب اور رسد کے موازنے کو جب ہم اکنامکس کے اندر دیکھتے ہیں تو اُس میں بہت زیادہ فرق سامنے آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر good governance کی بات بھی کی گئی ہے۔ یہاں پر جتنے بھی اسمبلی کے ممبران موجود ہیں یا موجود نہیں ہیں تو ہم لوگ میڈیا کی وہ چیزیں face کرتے ہیں جن کا ہم سے تعلق بھی نہیں ہوتا چاہے وہ وزیر اعظم ہیں، چاہے وزیر اعلیٰ ہیں، چاہے وزراء حضرات ہیں، چاہے ایم پی اے صاحبان، ایم این اے صاحبان اور چاہے لوکل باڈی کے ممبران ہیں۔ آپ کے good governance کا جو level ہے وہ سرکاری ملازم سے start ہوتا ہے۔ پنجاب گورنمنٹ نے 2008 سے 2013 تک اور 2013 سے 2015 تک political system کے اندر ایم این اے اور ایم پی اے صاحبان کی involvement کو تقریباً ختم کر دیا ہے اور آج بھی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور پولیس کے اندر کوئی بھی پوسٹنگ ٹرانسفر نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی طرح ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بھی یہی صورتحال چل رہی ہے لیکن پھر بھی اس کے باوجود سرکاری مشینری بہتر انداز میں perform کیوں نہیں کر رہی؟ اس لئے میری submission یہ ہو گی کہ اس check and balance کو جہاں ہم سیاستدان اپنی accountability تصور کرتے ہیں وہاں سرکاری ملازمین کی good governance کا جائزہ بھی اس اسمبلی میں لیا جائے۔ میرے اندازے کے مطابق اس وقت جتنے بھی محکمے ہیں اُن کی annual progress report ایوان میں پیش نہیں کی جاتی۔ اگر اس کو ایوان میں پیش کیا جائے تو جہاں ہماری accountability ہوتی ہے وہاں سرکاری ملازمین کی accountability بھی اسی طرح ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ عرض کروں گا کہ بجٹ کے حوالے سے جتنی بھی یہاں گفتگو ہوئی ہے اور اس میں خصوصی جنوبی پنجاب کے حوالے سے وزیر اعلیٰ نے جو کام کیا ہے وہ ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ ہم لوگ سوچا کرتے تھے کہ کبھی ڈیرہ غازی خان کے اندر یونیورسٹی یا میڈیکل کالج ہو گا، کبھی ہمارے پاس کیڈٹ کالج ہو گا اور ہم سوچتے تھے کہ دانش سکول کا سسٹم کبھی ہمارے پاس آئے گا تو آج الحمدللہ اسی وزیر اعلیٰ اور وزیر اعظم کی بدولت ڈیرہ غازی خان اور راجن پور میں دانش سکول کام کر رہے ہیں، مزید بھی بنایا جا رہا ہے اور کیڈٹ کالج بنایا جا رہا ہے۔ ہم کبھی جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دُور کرنے کے لئے جب مری جاتے تھے تو مری کی ہم بے بہا ترقی کو دیکھ کر یہ سوچتے تھے کہ ہمارے پاس بھی

ماڑی اور فورٹ منرو جیسے دو مقامات موجود ہیں تو کیا کبھی ہمارا بھی اس کے اندر حصہ آئے گا کہ ہمارے پاس بھی لوگ یہاں آکر اس علاقے کی ترقی میں حصہ لیں گے تو الحمد للہ وزیر اعلیٰ کے ہم انتہائی مشکور ہیں کہ انہوں نے جہاں فورٹ منرو کے لئے FDA بنائی وہاں انشاء اللہ تعالیٰ ماڑی کے لئے بھی FDA کی گزارش کر رہے ہیں جیسا کہ آپ نے بھی کی ہے۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو دُور کرنے کے لئے dual carriage way roads بنائے جا رہے ہیں اور ملتان میں میٹرو ٹرین شروع کی جا رہی ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ جنوبی پنجاب کے حوالے سے وزیر اعلیٰ کا وژن انتہائی clear ہے اور ہم وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر اعظم پاکستان کو جنوبی پنجاب کے لوگوں کی طرف سے اُن کا انتہائی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کے لئے جو کام کیا ہے اس حوالے سے میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہی گزارش ہو گی کہ جس طریقے سے انہوں نے اس میں محنت کی ہے تو جب ہم water and sanitation کو cover کر لیں گے تو ہم جتنا بھی پیسا صحت پر invest کر رہے ہیں وہ اگلے آنے والے budgets کے اندر کم ہوتا چلا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، آج کی لسٹ بھی مکمل ہو گئی ہے اور اجلاس کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل سے رمضان المبارک شروع ہو رہا ہے اور سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 پر بحث کا کل آخری دن ہے۔ کل گیارہ بجے تک سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ اس کے بعد وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گی للذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 19۔ جون2015 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعتہ المبارک،19۔جون2015

(یوم الجمع، یکم رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد 15:شمارہ 8

607

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ19۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

609

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،19۔جون2015

(یوم الجمع،یکم رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح9بج کر10منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد خالد عثمان علوی الازہری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

قَدۡ أَفۡلَحَ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ ۝١ ٱلَّذِينَ هُمۡ فِي صَلَاتِهِمۡ خَٰشِعُونَ ۝٢
وَٱلَّذِينَ هُمۡ عَنِ ٱللَّغۡوِ مُعۡرِضُونَ ۝٣ وَٱلَّذِينَ هُمۡ لِلزَّكَوٰةِ
فَٰعِلُونَ ۝٤ وَٱلَّذِينَ هُمۡ لِفُرُوجِهِمۡ حَٰفِظُونَ ۝٥ إِلَّا عَلَىٰٓ
أَزۡوَٰجِهِمۡ أَوۡ مَا مَلَكَتۡ أَيۡمَٰنُهُمۡ فَإِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُومِينَ ۝٦ فَمَنِ
ٱبۡتَغَىٰ وَرَآءَ ذَٰلِكَ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡعَادُونَ ۝٧

سورۃ المؤمنون آیات1 تا 7

بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے(1) جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں(2) اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑے رہتے ہیں(3) اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں(4) اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں(5) مگر اپنی بیویوں سے یا(کنیزوں سے) جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ (ان سے) مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں(6) اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ (اللہ کی مقرر کی ہوئی حد سے) نکل جانے والے ہیں(7)

وما علینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دے بسم لی خیرات ماحول لو ہم لو درکار ہے روسی یا بی
ایک سیریں بھلک،ایک لوری ڈلک ح و تاریک ہے زندلی یا بی
اے لوید مسیحا سیری قوم کا حال میسیٰ لی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے لمزور اور بے ہنر ہاتھ سے پسین لی چرح نے برتری یا بی
چ میرے دَور میں جرم ہے عیب ہے بھوٹ ضنِ سیم اج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے راہ روی ایک ازار ہے اہی یا بی

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 پر بحث کا آج آخری دن ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ چار ایام میں ہمارے 106 معزز ممبران نے حصہ لیا ہے تو آج کی لسٹ 38 ممبران کی ہے جس کے بعد محترمہ وزیر خزانہ wind up کریں گی۔ میں سب سے التماس کروں گا کہ اختصار سے اپنی بات کریں اور اصل میں جو تجویز دینا چاہتے ہیں اُس پر زیادہ focus کریں تاکہ دوسروں کو بھی ٹائم مل سکے۔ چونکہ جمعہ کی نماز کا بھی ٹائم ہو جائے گا تو اس کے بعد کسی کو تقریر کا ٹائم نہیں مل پائے گا اس لئے اس سے پہلے پہلے جو کرنا ہے آپ کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے جناب آزاد علی تبسم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار علی رضا خان دریشک صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فائزہ احمد ملک!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ خواجہ محمد نظام المحمود!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد صدیق خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک تیمور مسعود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ان کا نام اب سب سے پیچھے چلا جائے گا۔ جناب احسان الحق باجوہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد کاشف صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد نعیم صفدر انصاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ ادھر موجود ہیں۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات شروع کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے ممبران کو، محترمہ وزیر خزانہ پنجاب ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو محدود وسائل میں یہ عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ اس عوام دوست بجٹ نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے معاشی خواب کو حقیقت کا رنگ دے دیا ہے۔

جناب سپیکر! باتیں کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے لیکن ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ جو کہتے ہیں کر کے دکھاتے ہیں۔ لاہور جیسے شہر میں جہاں ٹریفک کا ایک سمندر ہے لیکن انہوں نے قلیل مدت میں یہاں بڑے بڑے bridge کھڑے کر دیئے جن کا منہ بولتا ثبوت آزادی چوک، کلمہ چوک اور میٹرو بس جیسے منصوبے ہیں۔ ان تمام منصوبہ جات کی شفافیت اور ان کی ایمانداری کا اندازہ رجوعہ سادات چنیوٹ کی معدنیات کے منصوبے سے لگایا جا سکتا ہے کہ جسے سابق دور میں حکمرانوں نے لوٹنے کا پروگرام بنایا تو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ان کے سامنے ایک آہنی دیوار بن کر ڈٹ گئے، اس قومی دولت کو ان کے حلق سے ہاتھ ڈال کر نکال لیا، اس خزانے کی ایک محافظ کی طرح حفاظت کی اور ان وسائل کو عوام کے سامنے رکھ دیا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں خصوصی طور پر تعلیم، صحت اور infrastructure پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ معاشی طور پر پسماندہ لیکن ذہین طلباء و طالبات کو معیاری تعلیم دینے کے لئے چودہ دانش سکول قائم کئے گئے اور چار مزید دانش سکول قائم کئے جائیں گے۔ یہ وہ دانش سکول ہیں جن کی تین طالبات جن کا تعلق حاصل پور جیسے پسماندہ علاقہ سے ہے اور انہوں نے لاس اینجلس میں ایک International Science Fair میں participate کیا جہاں پر 70 ممالک کے طلباء و طالبات موجود تھے تو ان بچیوں نے وہاں پر پانچویں پوزیشن حاصل کر کے پاکستان کا نام روشن کیا۔ اپوزیشن ہمیشہ دانش سکولوں پر تنقید کرتی ہے اور میرے خیال میں ان بچیوں کا پاکستان کا نام روشن کرنا یہ طمانچہ ہی تنقید کرنے والوں کے لئے کافی ہے۔

جناب سپیکر! اس معاشرے میں انتہا پسندی کے خاتمہ کے لئے تعلیم کا فروغ انتہائی ضروری ہے اسی لئے اس بجٹ میں کل بجٹ کا تقریباً 27 فیصد تعلیم کے لئے مختص کیا گیا ہے جس میں پسماندہ اضلاع ساہیوال اور میرے اپنے ضلع جھنگ میں یونیورسٹی شاید لوگوں کے لئے ایک خواب کی طرح تھی لیکن اللہ کے فضل سے اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی مہربانی سے آج وہاں پر یونیورسٹی کا قیام حقیقت میں بدل گیا ہے اور ایک independent university کا تحفہ جھنگ کی عوام کو دے دیا ہے جو کہ تعلیمی میدان میں ایک انقلاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ 990 ہائی سکولوں میں کمپیوٹر لیب کی تنصیب اور ہزاروں سکولوں میں missing facilities کی فراہمی ہو گی اور بے شمار نئے سکول بنائے جائیں گے۔

جناب سپیکر!صحت کے شعبہ میں کل بجٹ کا14 فیصد صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے مختص کیا گیا ہے جس میں سب سے زیادہ زور پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لئے دیا گیا تاکہ لوگوں کو جگر جیسے موذی مرض اور دیگر امراض سے بچایا جاسکے۔لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنے کے لئے 11۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جبکہ لوگوں کو جگر اور کڈنی کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ہیلتھ سنٹر قائم کئے جائیں گے، موبائل ہیلتھ یونٹس اور ہیلتھ انشورنس جیسے اقدامات کئے جائیں گے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی کاوش اور کوشش سے تقریباً8 سے10 ہزار گریڈ18 سے20 تک کے ڈاکٹروں کی اسامیاں پیدا کی گئی ہیں تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ علاج معالجہ کی سہولیات میسر ہو سکیں۔

جناب سپیکر!زراعت کے حوالے سے بھی حکومت پنجاب کسانوں اور کاشتکاروں کو سہولیات مہیا کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہے۔کسانوں اور کاشتکاروں کو آسان اقساط پر بلا سود ٹریکٹر فراہم کئے جائیں گے جبکہ نہروں اور بیراجوں کی مزید بہتری کے لئے ایک خطیر رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر!جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ملک کو توانائی اور دہشتگردی جیسے بحران درپیش ہیں اور اس سلسلے میں حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان ضرب عضب جیسے جرأت مندانہ آپریشن کے ذریعے دہشتگردی کے ناسور کو کُچل رہی ہے اور توانائی کے بحران کو حل کرنے کی غرض سے حکومت پنجاب نے تقریباً3700 میگاواٹ کے منصوبوں کے لئے اربوں روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے تاکہ توانائی کے بحران کو حل کیا جاسکے۔

جناب سپیکر!حکومت ایک طرف ان منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے دن رات کوشاں تھی تو ایک طرف بہت سارے ملک دشمن عناصر وطن عزیز کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے منصوبہ بندی کر رہے تھے اور دھرنے دے رہے تھے۔اس چار ماہ کے دھرنے نے ملک کی معیشت کو ایسا جھٹکا دیا کہ یہاں پر چینی صدر کو ملک میں لانے کی کوششیں کی جارہی تھیں تو اس دھرنے کی وجہ سے چین کے صدر کا دورہ ملتوی ہوا جس سے پاکستانی عوام کے دلوں کو شدید تکلیف پہنچی اور ملک کی اقتصادی راہداری جیسے منصوبے بروقت پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکے لیکن پھر بھی پاکستان کی دانشمندانہ قیادت، ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب کی دن رات کی کوشش سے چینی صدر کا دورہ ممکن ہو سکا اور پاکستان کے اندر 46۔ارب روپے کی سرمایہ کاری مقدر بنی۔انشاء اللہ تعالیٰ اس سرمایہ کاری سے پاکستان دنیا میں ایشیئن ٹائیگر بن کر ابھرے گا۔

جناب سپیکر:انشاءاللہ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ راشدہ یعقوب):جناب سپیکر!پاکستان کا نام دنیا بھر میں بلند ہو گا اور کے پی کے کے چنگیز خانی بجٹ کے بعد وہاں کے عوام پنجاب میں ہجرت کرنے کا سوچ رہے ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔جی،چودھری احسان الحق باجوہ صاحب!وقت کا خیال رکھیں کیونکہ ہم نے پہلے بتادیا ہے کہ پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہیں ملے گا۔This I tell you

جناب احسان الحق باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر اور میرے معزز ممبران اسمبلی السلام علیکم۔

جناب سپیکر:وعلیکم السلام۔

جناب احسان الحق باجوہ:جناب سپیکر!شکریہ۔آپ نے مجھے بجٹ سیشن میں بولنے کا موقع دیا۔سب سے پہلے تو میں میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے غریب پرور اور متوازن بجٹ پیش کیا۔یہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کو بہت سے مسائل درپیش ہیں جنہیں حل کرنے کے لئے اس دفعہ سب سے بڑا بجٹ جو تقریباً1400۔ارب روپے کا رکھا گیا ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس بجٹ سے ہمارے ملک کے کافی مسائل حل ہوں گے۔

جناب سپیکر!تعلیم کے فروغ کے لئے تقریباً310۔ارب روپے اور سالانہ ترقیاتی پروگراموں کے لئے 400۔ارب روپے،صحت کے شعبہ کے لئے 166۔ارب روپے مجموعی طور پر توانائی کے لئے 618۔ارب روپے ،چھوٹے کاشتکاروں اور کسانوں کو سبسڈی دینے کے لئے5۔ارب روپے اور لائیوسٹاک کے لئے8۔ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس بجٹ کے بعد ہمارے کافی سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر!کون کہتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو نظر انداز کیا گیا ہے؟جنوبی پنجاب کے لئے تو بہت بڑا بجٹ مختص کیا گیا ہے اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں ملتان کے لئے 26۔ارب روپے سے میٹرو بس کا قیام،30۔ارب روپے سے جنوبی پنجاب کے گیارہ اضلاع میں صاف پینے کا پانی فراہم کرنے کا پروگرام،150۔ارب روپے سے بہاولپور سولر پارک کا قیام،167۔ارب روپے سے سڑکوں کی تعمیر و مرمت،67۔ارب روپے سڑکوں کی سپیشل مرمت اور ملتان میں میاں محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی کا قیام،بہاولنگر میں قائداعظم میڈیکل کالج کا قیام،چولستان میں ایک ارب 30کروڑ روپے سے

ترقیاتی پروگرام، حاصل پور سے بہاولپور تک 4۔ارب 90کروڑ روپے سے dual carriageway یہاں میں گزارش کرنا چاہتا ہوں جس طرح بہاولپور سے حاصل پور dual carriageway بنائی گئی ہے اسی طرح سے حاصل پور سے براستہ چشتیاں بہاولنگر بھی dual carriageway بنائی جانی چاہئے میں نے last week بھی کہا تھا اس پر فوری کام شروع ہونا چاہئے۔ بہاولنگر سے لاہور تک بھی dual carriageway ہے اور بہاولپور سے حاصل پور تک بھی dual carriageway ہے یہ درمیانی ایک چھوٹا سا ٹوٹا ہے جو dual carriageway نہیں بنا اُس پر فوری کام ہونا چاہئے۔ جنوبی پنجاب سے آنے والے لوگوں کا نہ صرف سفر کم ہو گا بلکہ اُن کے وقت کی بھی بچت ہو گی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جنوبی پنجاب کو زیادہ بجٹ دیا گیا ہے اور جنوبی پنجاب کو oblige کیا گیا ہے۔ ہمارا ضلع بہاولنگر بہت پسماندہ ترین ضلع ہے ہمارے ضلع کی ترقی کا انحصار صرف اور صرف زراعت پر ہے اور زراعت کا انحصار صرف اور صرف پانی پر ہے۔ یہاں میں تھوڑا سا کچھ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ضلع میں پانی نہ ہونے کے برابر ہے لیکن ہم میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ہیڈ سلیمانکی کو اپ گریڈ کرنے کے لئے کافی بجٹ دیا ہے جس طرح ہیڈ سلیمانکی اپ گریڈ ہو رہا ہے اسی طرح ہمارے ضلع بھر کی نہروں کی لائننگ کی جانی چاہئے۔ لائننگ کئے جانے سے نہ صرف پانی کا ضیاع ختم ہو گا بلکہ ہمارے کاشتکار خوش ہو جائیں گے اور پانی بھی پورا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جس طرح قائد محترم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف جس لگن اور خلوص نیت سے پاکستان کے مسائل حل کرنے میں سنجیدہ ہیں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ ہماری قیادت کے حریف اور ہمارے مخالف اس بات سے خوف زدہ ہیں کہ پاک چین دوستی سے جس طرح اقتصادی راہداری، 44۔ارب ڈالر کا package، گوادر پورٹ کا فعال ہونا اور خاص طور پر گلگت بلتستان میں الیکشن میں کامیابی اور خصوصی طور پر افواج پاکستان کا ہماری قیادت کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہونا اور ہمارے ملک سے دہشتگردی کا خاتمہ ہونا یہ بہت بڑی مثال ہے۔ اب تو انٹرنیشنل سروے کی رپورٹ بھی آچکی ہے کہ ہمارے ملک میں 90 فیصد دہشتگردی ختم ہو چکی ہے یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پاکستان اس وقت ایک نئے موڑ پر چل پڑا ہے اور پاکستان نئی سمت میں چل پڑا ہے انشاء اللہ ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری قیادت کے ہوتے ہوئے ایک نیا پاکستان ہم بنائیں گے پی ٹی آئی نہیں بنا سکتی۔ پی ٹی آئی صرف کھوکھلے نعرے لگاتی ہے ہم نیا پاکستان بنائیں گے۔ یہ وہ حقائق ہیں جس پر ہماری قیادت کے مخالف اور حسد کرنے والے پریشان ہیں اگر پی ایم ایل (ن) کی گورنمنٹ اسی طرح ترقی کے یہ

منازل طے کرتی رہی تو انشاء اللہ آنے والے 2018 کے الیکشن میں ہمارے مخالفوں کو پاؤں رکھنے کی جگہ بھی نہیں ملے گی۔یہی وجہ ہے کہ آج کل ہمارے مخالفین ہر وہ حربہ استعمال کر رہے ہیں جس سے ہمارا ملک ترقی نہ کر پائے انشاء اللہ 2018 تک ہماری قیادت کی کاوشوں کی وجہ سے ہمارے ملک میں تقریباً مسائل ختم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی! شکریہ

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! آخر میں ایک شعر پڑھوں گا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسان الحق باجوہ: جناب سپیکر! میں اپوزیشن کو یہ دعوت دیتا ہوں آئیں ہمارے ساتھ مل کر تعمیر و ترقی کی سوچ بنائے اور پاکستان کو آگے لے کر چلیں آخر میں شعر عرض کرنا چاہتا ہوں:

روشن کریں گے اپنے لہو سے ایسے چراغ ہم
بجھ بھی جائیں گے تو اُجالا نہ جائے گا

جناب سپیکر: آپ کی بہت مہربانی! شکریہ۔جی، ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اپوزیشن کے ممبر کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تقریر کر چکے ہیں۔جی، سردار خالد محمود وارن صاحب!

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! شکریہ۔آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے 16-2015 کے بجٹ پر مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔سب سے پہلے میں اپنی وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کوں وزیر بنتے، تے سال 16-2015 دا بجٹ پیش کرن دے اتے مبارکباد پیش کریناں، انہاں دی ٹیم کوں وی خراج تحسین پیش کریناں کہ انہاں نے پنجاب دا تے پنجاب دی تاریخ دا سب توں اچھا بجٹ پیش کر کے پنجاب دی عوام دا دل جیت گھدا۔میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف دا وی شکریہ ادا کریناں کہ انہاں نے اپنی پارٹی دے بنیادی اصولاں دے مطابق پاکستان دی عوام دی صحیح ترجمانی کریندے ہویاں 52 فیصد خواتین جیہڑے پاکستان دے اندر رہندیاں ہن انہاں نوں صحیح معنیاں وچ نمائندگی دیندے ہویاں اے حق ادا کیتا اے کہ خواتین کوں وزیر خزانہ دی سیٹ ڈے کے مخالفین دے منہ تے ایک طمانچہ ماریا اے کہ اساں عورتاں دے حقوق دے صرف علمبردار نہیں بلکہ عورتاں دے حقوق ڈیوناں چاہندے آں۔پنجاب دا اِہ بجٹ جیہڑا پیش کیتا گیا اے۔۔۔

جناب سپیکر: اردو میں بات کریں، ایسے بات نہ کریں۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! اردو وچ صحیح معنے وچ تقریر نہیں تھیندی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ بجٹ پر بات کریں۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! یہ میرا ٹائم کاٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بولیں آپ۔ اردو میں بات کریں۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! سائیں اردو اگر صحیح نہیں آندی تے سرائیکی وچ بول گیاں تے ایندے وچ کوئی حرج نہیں۔

جناب سپیکر: سانوں سمجھ نہیں آئے گی تے اسیں کی کراں گے۔ زبان یار من ترکی و من ترکی نمی جانم۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! 16-2015 دے بجٹ دے اندر ساڈے ایوان وچ بیٹھے ہوئے معزز ممبران نے جنوبی پنجاب دے ممبران کوں طعنہ دیندے ہویاں کئی تقریراں کیتیاں لیکن انہاں نے اپنی اکھاں اتے عینک پاتی اوئی ہائی جنہاں کوں جنوبی پنجاب کڈھائی و نجن دا موقع ای نہیں ملا۔

جناب سپیکر: پھر بھی آپ اسی طرح ہیں، پھر آپ بیٹھ جائیں۔ I am not allowing you.

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میں اردو میں بات کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے میرے قائد اور محترمہ وزیر خزانہ صاحبہ نے میٹرو بس سروس شروع کروائی اور ہمارے مخالفین میٹرو بس کے لئے کہتے ہیں کہ یہ جنگلا بس ہے تو میں اُن کو یہ کہتا ہوں کہ اگر میٹرو بس جنگلا بس ہے تو میرے قائد میاں شہباز شریف کی طرز پر سندھ میں اور خیبر پختونخوا میں یہ آوازیں عوام کی طرف سے کیوں آرہی ہیں کہ ہمیں بھی میٹرو بس منصوبہ بنا کر دیا جائے؟ ایسے منصوبے بنانے سے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف کا اور پنجاب کی عوام کا image بلند ہوا۔ پورے پاکستان میں ہماری جماعت کی مقبولیت اسی میٹرو بس کی وجہ سے ہے۔ آج پورے پاکستان میں آوازیں آرہی ہیں کہ ہمیں بھی میٹرو بس چاہئے، ہمارے مخالفین عوام میں نہیں رہتے کیونکہ غریب کا بچہ بس میں آتا ہے یہ ہمارے مخالفین لینڈ کروزر پر چلنے والے لوگ ہیں ان کو غریب کی مجبوریوں اور غریب کی سواری کا کیا پتا۔ میرے قائد نے grass roots level پر جا کر اپنی پارٹی کا

مشورہ لے کر میٹرو بس شروع کی ہے اور ملتان میں میٹرو بس کا اعلان کر کے جنوبی پنجاب کی عوام کے دل جیتے اور اسی طرح بہاولپور میں قائداعظم سولر پارک بنا کر توانائی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے ایک اور قدم اٹھایا جس سے انہوں نے بہاولپور کی عوام کے دل جیتے۔ وہاں پر غریب آدمی کو روزگار ملا۔ اسی طرح بہاولپور سے حاصل پور تک 77 کلو میٹر کی ڈبل روڈ بنا کر بہاولپور اور بہاولنگر شہر کو ملایا اور وہاں کی عوام کے دل جیتے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ ایک سڑک کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو مظفر گڑھ اور بہاولپور کو ملاتی ہے اس کا 52 کلو میٹر کا سفر بنتا ہے۔ ہیڈ پنجمند سے ایشیا گھی مل، وزیر صاحبہ اس کو نوٹ کر لیں یہ ہمارے بہاولپور اور مظفر گڑھ کے لوگوں کی ڈیمانڈ ہے اس سے بہاولپور اور مظفر گڑھ کے لوگوں کے لئے فاصلہ کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ حکم نامے جاری نہ کریں بلکہ اپنی تقریر کریں۔ آپ حکم نامے جاری کرتے ہیں، وزیر صاحبہ کو کیا کہہ رہے ہیں؟ مجھے مخاطب ہوں۔ بڑی مہربانی، آپ کا ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! دو منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ بس اب آپ wind up کریں۔

سردار خالد محمود وارن: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔ بنیادی ہیلتھ سنٹر جو صحت کے لئے بہت ضروری ہے وہ میرے حلقے کی یونین کونسل مڈھ پیروامیں نہیں ہے، ایک بنیادی ہیلتھ سنٹر خیر پور ڈاھا کو آر ایچ سی کے لئے اپ گریڈ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ ایک مڈل گرلز سکول ہے اس کو ہائی سکول کا درجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ ایک غوث پور مڈل سکول ہے اس کو بھی اپ گریڈ کرنے کی بہت ضرورت ہے تاکہ عوام میں تعلیم کا معیار بلند ہو۔ ہمیں ایک ستلج بیراج پر پل چاہئے، ایک سڑک اسماعیل پور روڈ سے انور حسن چغتائی بستی تک چاہئے، ایک روڈ بستی عالی واں سے امام بارگاہ کی پپلی راجن تک چاہئے اور ایک روڈ خیر پور ڈاھا سے بستی اقبال آرائی تک چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ جی، رانا محمود الحسن صاحب!

رانا محمود الحسن: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ پنجاب ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا یہاں بہت سی باتیں ہوئی ہیں اور ایک نعرہ مسلسل لگایا جاتا ہے کہ "تبدیلی آ رہی ہے، تبدیلی آئے گی، تبدیلی لے کر آئیں گے"

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تبدیلی باتوں سے نہیں آنی بلکہ تعلیم کے ذریعے سے آنی ہے۔ تعلیم کے لئے میاں محمد شہباز شریف نے، میں خاص طور پر ساؤتھ پنجاب کا ذکر کرتے ہوئے کہوں گا کہ 42 سال پہلے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے وہاں پر بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی اور بہاولپور میں اسلامیہ یونیورسٹی بنائی۔ اس کے بعد میاں محمد شہباز شریف نے ملتان کو "محمد نواز شریف زرعی یونیورسٹی" دی ہے، انجینئرنگ یونیورسٹی دی ہے، وومن یونیورسٹی دی ہے اور ملتان کے اندر بچیوں کے پانچ نئے ڈگری کالج بنے۔ اس کے علاوہ ہم وہاں پر تین نئی یونیورسٹیاں مزید لانا چاہ رہے ہیں۔ نشتر کالج کو انشاء اللہ میڈیکل یونیورسٹی کا درجہ دلائیں گے، انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی اور بہاولپور میں لائیوسٹاک کی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان میں غازی یونیورسٹی، بہاولنگر میں میڈیکل کالج، ساہیوال میں میڈیکل کالج، جھنگ میں نئی یونیورسٹی کا قیام اور ساہیوال میں نئی یونیورسٹی کا قیام۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی جانب سے جو تنقید ہوتی ہے میں انہیں یہی کہوں گا کہ:

رفاقتوں کے نئے خواب خوشنما ہیں مگر
گزر چکا ہے تیرے اعتبار کا موسم

ان کے پاس خیبر پختونخوا کا صوبہ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ خیبر پختونخوا کی بات نہ کریں بلکہ بجٹ پر بات کریں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی بات کریں ایسے نہ کریں۔

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! میں دو مرتبہ قومی اسمبلی کا ممبر رہ چکا ہوں وہاں پر درمیان میں ممبران کبھی بھی cross talk نہیں کرتے۔

MR SPEAKER: Carry on.

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! انہوں نے اس طرح کے چلے ہوئے کارتوس، اس طرح کی سیاسی طوائفیں اکٹھی کی ہیں اور اس طرح کے لوگوں کو اکٹھا کیا ہے کہ جن سے سمجھتے ہیں کہ تبدیلی لے کر آجائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ نہیں۔ آپ بجٹ پر آئیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ پر بات کر رہے ہیں؟

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک بات پر بھی قائم نہیں رہتے۔ جوڈیشل کمیشن کی بات کی پھر اس کو تحقیقاتی کمیشن میں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بجٹ پر بات کریں۔

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ:

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جن کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ شعر و شاعری کرنے آئے ہیں یا بجٹ پر بات کرنے آئے ہیں؟

MR SPEAKER: No cross talk.

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! یہ بارہویں کھلاڑی کے طور پر ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ بجٹ پر آئیں۔

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! افتخار عارف نے کہا کہ بارہواں کھلاڑی بھی کیا عجب کھلاڑی ہے۔ کھیل ہوتا رہتا ہے، شور مچتا رہتا ہے، داد پڑتی رہتی ہے اور وہ انتظار کرتا ہے ایک ایسے لمحے کا، ایک ایسی ساعت کا جس میں حادثہ ہو جائے اور جس میں سانحہ ہو جائے اور جس میں انگلی اٹھ جائے لیکن افتخار عارف تم بھی بارہویں کھلاڑی ہو۔

جناب سپیکر: یہ آپ کیا کر رہے ہیں، آپ بجٹ پر آئیں۔

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ economic corridor اس ملک کی تقدیر بدلنے کا فیصلہ ہے۔ الحمد للہ یہ کام میاں محمد نواز شریف کے ہاتھوں سے سرانجام ہونے جا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا انقلابی قدم ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ممکن ہوا ہے کہ اس ملک میں 46۔ارب ڈالر کی سرمایہ کاری ہونے جا رہی ہے۔ ایک جانب موٹروے بن رہی ہیں اور وہ سب کے سب جنوبی پنجاب سے ہو کر گزر رہی ہیں۔ جو economic corridor بننے جا رہا ہے وہ ان راستوں سے گزر رہا ہے جو بالکل غیر ترقی یافتہ ہیں، جو بالکل پسماندہ علاقے ہیں اور جن کے بارے میں کسی نے نہیں سوچا۔ ہماری قیادت کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ متفقہ طور پر پورے ملک کی قیادت اکٹھی بیٹھی اور انہوں نے بیٹھ کر یہ فیصلے کئے ہیں۔ میں میاں محمد نواز شریف کو اس کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تعلیم کے حوالے سے میاں محمد شہباز شریف نے جنوبی پنجاب کے اندر جو اقدامات

اٹھائے ہیں میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گا کہ وہ یقیناً جنوبی پنجاب کے سر سید ہیں اور اب ہم انشاء اللہ نئے افق کھول رہے ہیں۔تبدیلی تعلیم کے ذریعے سے ہی آئے گی، تعلیم کے ذریعے سے ہی ہم اپنی نوجوان نسل کو کامیاب کریں گے اور ہم آگے کی جانب بڑھیں گے۔ہمارا جو corridor تعمیر ہو رہا ہے اس سے ہمارا وسط ایشیائی ریاستوں تک داخلہ ممکن ہو گا اور جو علامہ اقبال کہا کرتے تھے۔

جناب سپیکر: اب پنجاب پر آ جائیں، مہربانی کریں اور اس کو wind up کریں یہ تو سب نے پڑھا ہے۔

رانا محمود الحسن: جناب سپیکر! میں یہی تجویز دوں گا کہ کسان کے لئے بیج، کھاد اور بجلی کے نرخوں پر نظر ثانی کی جائے۔خاص طور پر بیج اور کھاد کی import پر ہر طرح کی ڈیوٹی ختم کی جائے تاکہ یہاں کا کسان خوشحال ہو سکے اور ہم آگے کی جانب بڑھ سکیں۔آپ سے اجازت چاہتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ:

میں زندگی کی دعا مانگنے لگا ہوں بہت
ہو سکے تو ان دعاؤں کو مختصر کر دے
میری زمین میرا آخری حوالہ ہے
میں رہوں نہ رہوں تُو اس کو بارور کر دے
میں اپنے خواب سے کٹ کر جیوں تو میرے خدا
اجاڑ دے میری مٹی کو دربدر کر دے
میرے خدا مجھ کو اتنا تو معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو میرا گھر کر دے

جناب سپیکر: ڈاکٹر نادیہ عزیز صاحبہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! شکریہ۔میں سب سے پہلے قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے اتنا خوبصورت، متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔میں خاص طور پر وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو بھی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔یہ بہت خوش آئند ہے کہ آج ہم خواتین میں سے بھی ایک خاتون ایک اہم عہدے پر فائز ہے اور میں ان کو باضابطہ طور پر ان کی اچھی کارکردگی پر مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ خواتین کا mainstream politics میں آنا اور اس طرح سے work کرنا، میاں صاحب کی encouragement ظاہر کرتی ہے کہ وہ خواتین کو

mainstream politics میں لانا چاہتے ہیں۔بجٹ پر بہت سارے لوگوں نے باتیں کیں اور تقریر بھی بہت ساری ہوئیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ تقریروں کے اندر تعریف کے ساتھ ساتھ مثبت تنقید بھی ہونی چاہئے اور مثبت تجاویز بھی آنی چاہئیں۔اگر آپ نے مجھے ٹائم دیا تو I will try my best کہ میں جائز تنقید بھی کروں اور تجاویز بھی دوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی،ٹائم سب کا ہے لیکن آپ کو پانچ منٹ کے اندر اندر wind up کرنا پڑے گا تاکہ دوسروں کو بھی موقع مل سکے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز:جناب سپیکر!میں ایجوکیشن اور ہیلتھ پر بات کرنا چاہوں گی کہ تقریباًاس بجٹ کا 41فیصد بجٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ پر رکھا گیااور یہ ایک بہت خوبصورت اضافہ ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ جتنا 27فیصد بجٹ ایجوکیشن کے لئے رکھا گیا ہے اس سے ہمارے چیف منسٹر صاحب کی تعلیم دوست پالیسیاں واضح ہوتی ہیں۔ نئی یونیورسٹیوں کا قیام، نئے کالجوں کا قیام، نئے دانش سکولوں کا قیام اور نئے سکولوں کا قیام،Education Endowment Fund, laptops Schemes اور اس کے علاوہ بہت سی ایسی سکیمیں ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کہ وزیراعلیٰ کا focus تعلیم پر ہے۔یہ چیز بھی ظاہر ہے کہ وہ ہر مہینے خود ایجوکیشن کا جائزہ لیتے ہیں۔اس طرح سے اگر میں ہیلتھ پر بات کروں کیونکہ میں خود بھی ہیلتھ میں ایک ممبر کے طور پر کام بھی کر رہی ہوں تو جس طرح Health Sector Reform Road Map پر کام ہو رہا ہے وہ قابل قدر ہے۔اس سے پہلے بھی ہیلتھ پر focus کیا گیا لیکن پچھلے سال بھی جس طرح سے ہیلتھ پر focus کیا گیااور باقاعدہ ٹیمیں بنائی گئیں،اس میں ماہرین ڈاکٹرز کو include کیا گیا،ہماری سول سوسائٹی کے لوگوں کو include کیا گیااور اب اس پر properly implement ہو رہا ہے۔آپ دیکھیں گے کہ جس طرح سے BHUs, RHCs, DHQ اور THQ کو اپ گریڈ کیا جا رہا ہے اور ان کی missing facilities کو دور کیا جا رہا ہے جس طرح سے ادویات کی خریداری کے لئے شفاف طریقہ adopt کیا جا رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ مجھے پورا یقین ہے کہ جس جذبے اور وژن کے ساتھ ہم لوگ اپنے قائد کی سربراہی میں آگے بڑھے ہیں ہم رواں سال کے آخر میں اپنے بہت سارے goals achieve کریں گے ۔ اگر میں ہیلتھ انشورنس سکیم کا ذکر نہ کروں تو غلط ہوگا۔ہیلتھ انشورنس سکیم کے لئے تقریباًڈھائی ارب روپے مختص کئے گئے اور یہ آٹھ اضلاع میں launch کی جا رہی ہے اور آٹھ اضلاع کے لوگوں کو ہیلتھ انشورنس دی جائے گی۔

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی وزیراعلیٰ کا وژن ہے کہ وہ لوگ جو اپنا علاج نہیں کرا سکتے ان کا حکومتی سطح پر علاج کرایا جائے گا۔ ایک اور بہت خوبصورت اضافہ پاکستان کڈنی لیور ٹرانسپلانٹ انسٹیٹیوٹ ہے جو وقت کی ضرورت ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس انسٹیٹیوٹ کا قیام ایک اہم پراجیکٹ ہے جس کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ وہ لوگ جو بیرون ملک علاج کے لئے جاتے تھے اور کروڑوں روپیہ حکومت کا خرچ ہوتا تھا اور لوگوں کے بھی خرچ ہوتے تھے تو انشاء اللہ تعالیٰ ان کو یہاں پر ہی پاکستان اور پنجاب کے اندر یہ health facilities میسر ہوں گی۔ حتیٰ کہ ان کا مفت علاج بھی یہاں پر ہو گا۔ اس کے علاوہ موبائلز ہیلتھ یونٹس ہیں، ہماری ڈسپنسریز ہیں اور بیش بہا ایسے منصوبے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وزیراعلیٰ کا focus directly health پر بھی ہے۔ ہمارا صاف پینے کے پانی کا پراجیکٹ ہے جو 70۔ارب روپے سے زیادہ کا ہے۔ میں ایک بات اور ضرور کرنا چاہوں گی کہ یہاں پر جب یہ حکومت 2013 میں تشکیل پا رہی تھی تو سب سے بڑا problem energy crisis تھا اس energy crisis کو میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے properly address کیا ہے۔ ہمارے نئے کوئلے سے چلنے والے پراجیکٹس اس وقت کام کر رہے ہیں۔ گیس سے چلنے والا نیا پاور پراجیکٹ چل رہا ہے، ہائیڈرل پاور پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے، قائداعظم سولر پاور پارک پر کام ہو رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے کہ ہمیں جو energy crisis mandate کا ملا تھا اگر ہم اسی جذبے اور وژن کے ساتھ چلتے رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اپوزیشن کو اگلے دس برس یہاں پر آنے کا موقع نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی، بہت شکریہ

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! مجھے تھوڑی سی تعریف کے بعد اور بھی بات کر لینے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ مشکل۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! آپ مجھے دو منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ دو منٹ ہو ہی نہیں سکتے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! یہ بڑا important issue ہے وہ میں discuss کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ دوسروں کا بھی ٹائم ہے انہوں نے بھی بولنا ہے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز:جناب سپیکر!لوگ تو زیادہ نہیں ہیں اگر آپ مجھے دو منٹ اور دے دیں تو ڈاکٹر عائشہ غوث پاشاصاحبہ سے ایکrequest بھی کرنا چاہوں گی کہ ہمارے جو بڑے اربوں روپے کے پراجیکٹس ہوتے ہیں ان کاتوthrough forward نہیں ہوتاوہ توچھ یانو مہینے میںcomplete کر لئے جاتے ہیں لیکن جو ہمارے چھوٹے پراجیکٹس ہوتے ہیں اور ہمارے چھوٹے ڈسٹرکٹ کے پراجیکٹس ہوتے ہیں جن کا تخمینہ دس لاکھ یاپندرہ لاکھ یا بیس لاکھ کا ہوتاہے ان کو چار سال پر محیط کر دیا جاتاہے۔یہ اس چیز پر توڑا ساسوچیں اور یہ پراجیکٹس کم از کم۔۔۔

جناب سپیکر:آپ ان کے ساتھ علیحدہ بیٹھ کر بات کر لیں۔بہت شکریہ۔جی،ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!شکریہ۔میں سب سے پہلے ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام اپنے بہن اور بھائیوں کو رمضان کریم کی مبارکباد پیش کرتی ہوں اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ یہ مہینہ ہم سب کے لئے اور ہمارے ملک کے لئے بابرکت ثابت ہو۔بجٹ حکومت کی آمدنی اور اخراجات کا تخمینہ ہوتاہے۔اس میں مختلف منصوبے بنائے جاتے ہیں جو کہ ملک کی معاشی ترقی کی رفتار میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔حکومت پنجاب کا16-2015کا بجٹ انتہائی محنت سے اور تمام شعبوں کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیاہے۔ان نامساعد حالات میں اس سے بہتر بجٹ بن ہی نہیں سکتا تھااس پر میں وزیراعلیٰ پنجاب اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔میں تمام ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں کچھ مختصراً بیان کرنا چاہوں گی۔تعلیم،تعلیم کی بنیادی اہمیت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔تعلیم میں سرمایہ کاری نسلوں میں سرمایہ کاری کے مترادف ہے۔تعلیم ہی انسان کو باہم عروج پر پہنچاتی ہے اور علم سے ہی انسان کو فرشتوں پر برتری دی گئی۔ہماری حکومت نے تعلیم میں 310۔ارب روپے کی رقم مختص کی ہے۔یہ کوئی مذاق نہیں ہے،آج تک کسی بھی حکومت نے ایجوکیشن کو اتنی فوقیت نہیں دی تھی۔یہ کریڈٹ اسی حکومت کا بنتاہے کہ 27فیصد بجٹ تعلیم کے لئے رکھا گیاہے اور یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔کسی عمارت کی بنیادیں جتنی مضبوط ہوں گی وہ عمارت اتنی ہی دیرپا ہو گی۔اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئےbasic education پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔میری مراد سکولوں سے ہے۔سکولوں کے لئے مختص رقم سے نہ صرف پرانے سکولوں کو مزید تعلیمی سہولیات فراہم کی جائیں گی بلکہ پانچ سو نئے سکول کھولے جائیں گے اور پانچ ہزار سکولوں کو شمسی توانائی فراہم کرنے کا منصوبہ ہے۔ہائر سیکنڈری سکول میں آئی ٹی لیب کا قیام وزیراعلیٰ کے وژن کی غمازی کرتاہے کیونکہ موجودہ تیزی کے ساتھ ترقی کرتے ہوئے دور میں آئی ٹی لیب کا قیام بہت ہی خوش آئند ہے۔ہمارے طالب علم خاص طور پر جو

گورنمنٹ سکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں وہ اس سے مستفید ہوں گے۔بجٹ میں تعلیم کے شعبے میں اٹھائے گئے حکومتی اقدامات قابل تحسین ہیں لیکن اس ضمن میں میری کچھ تجاویز بھی ہیں جو کہ ان اقدامات کو زیادہ مؤثر بنا سکتی ہیں۔مثلاً افرادی قوت کی منصوبہ بندی کو صوبے میں متعارف کرانے کی ضرورت ہے اس مقصد کے لئے موجودہ افرادی وسائل کو بھرپور انداز میں منظم کرنے اور ترقی دینے کی ضرورت ہے۔میری حکومت سے درخواست ہے کہ وہ مستقبل کی افرادی قوت کا ضرورت کے مطابق اندازہ لگائے اور تعلیمی نظام کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔گورنمنٹ نے جوTEVTA کی طرف توجہ دی ہے تاکہ ہنر مند لوگ پیدا کئے جا سکیں۔اس ادارے کو مزید فعال بنانے کی ضرورت ہے۔جس طرح چائنا نے اپنی آبادی سے فائدہ اٹھایا،انہوں نےbasic education کے ساتھ ساتھ ہنر مندی کی تعلیم دی۔چائنا جو کہ بالکل زیرزمین ہی سمجھیں،اب وہ اس وقت سپر پاور بن چکا ہے۔ان کی معیشت جو اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہے وہ صرف اور صرف انہی وسائل کی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر!وقت کم ہے اس لئے میں تیزی کے ساتھ بیان کر رہی ہوں ورنہ میں چاہتی تھی کہ detail میں جاؤں۔۔۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے۔میں اس بات کو جانتا ہوں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب سپیکر!معاشی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں ایک صحت مند معاشرہ کردار ادا کر سکتا ہے،وزیراعلیٰ پنجاب کی خواہش ہے کہ پنجاب میں ہر شہری کو صحت کی بہترین،جدید سہولیات میسر ہوں اور ان کو وہ سہولیاتdoor step تک پہنچائی جائیں۔صحت کے شعبے میں بھی166.13۔ارب روپے کا بجٹ مختص کیا گیا ہے جو کہ کل بجٹ کا14 فیصد بنتا ہے اور یہ پچھلے سال کے مقابلے میں15 فیصد زیادہ ہے۔اس سے ہسپتالوں میں مفت ادویات اور جدید سہولیات کی فراہمی کی جائے گی۔ایم آئی آر اور سٹی سکین جو کہ پہلے ہی ہو رہا ہے اب تمام ٹیچنگ ہسپتالوں میں یہ سہولت فراہم کی جائے گی۔صحت، خاندانی منصوبہ بندی کی سہولیات کی فراہمی،پاکستان کڈنی اینڈ لیور انسٹیٹیوٹ لاہور کے قیام کا فیصلہ، ہیلتھ انشورنس سکیم کے اجراء کا فیصلہ،یہ سہولت شروع میں آٹھ اضلاع میں مہیا کی جائے گی۔اس طرح حکومت پنجاب نے شعبہ صحت کی بہتری کے لئے کچھ اور اقدامات بھی کرنے ہیں۔اس میں بہاولنگر، بھکر اور اٹک میں نئے میڈیکل کالجز کا قیام شامل ہے۔لاہور میں کینسر ہسپتال،ملتان میں کینسر ٹریٹمنٹ سنٹر،گوجرانوالہ،راولپنڈی،بہاولپور میں بچوں کے ہسپتال قائم کئے جا رہے ہیں۔ مرید کے میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کا کیمپس قائم کرنا،پیڈیاٹرک کارڈیالوجی اینڈ کارڈیک سرجری

اور فیصل آباد میں جنرل ہسپتال کا قیام شامل ہے۔اس کے علاوہ ٹی ایچ کیو، ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں جدید سہولیات کی فراہمی شامل ہے جو کہ ہماری حکومت کا احسن قدم ہے۔اسی طرح فاطمہ جناح میڈیکل کالج یونیورسٹی فار وومن کا قیام بھی اتنا ہی خوش آئند ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کے لئے علیحدہ سے بجٹ مختص کیا جائے،اس کے علاوہ ڈاکٹروں کو سپیشل الاؤنسز دیئے جائیں اور ان کو کام کرنے کے لئے بہترین سہولیات دی جائیں۔اب میں توانائی کے متعلق جلدی جلدی بات کرتے ہوئے صرف اتنا بتا رہی ہوں کہ اس وقت چائنا نے 360۔ارب کی سرمایہ کاری کرنی ہے مگر اس کے باوجود حکومت نے 31۔ارب روپے کا بجٹ اس مد میں بھی رکھا ہے۔سب سے زیادہ خوشخبری کی بات یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں کوئلے سے بجلی پیدا کرانے کے لئے ایک اہم ادارہ فعال ہو چکا ہے،اس کے لئے بھی وزیر اعلیٰ نے سپیشل فنڈز رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ لوکل سطح پر یعنی آپ کی پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس میں بھی کول ٹیکنالوجی سے بجلی پیدا کی جا رہی ہے۔معاشی اقدامات تو بہت ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر بھرپور توجہ دی ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، شکریہ۔تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! آخر میں یہ گزارش کروں گی کہ تنخواہوں میں پندرہ فیصد اضافہ کیا جائے، لوگ مہنگائی کی وجہ سے مر رہے ہیں،اس کے علاوہ آپ کی جو ٹیم ہے، پنجاب اسمبلی کے جو ایم پی ایز ہیں ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر کے عید کی خوشخبری دی جائے کیونکہ وہ آپ کی ٹیم ہے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! ان کو بھی خوشخبری دیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔اللہ بہتر کرے گا،اللہ تعالیٰ تمام معاملات کو بہتر کرے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! آخر میں، میں وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور میاں شہباز محمد شریف کی کوششوں کو سراہتے ہوئے ان کو appreciate کروں گی۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسلام اسلم صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔چودھری فقیر حسین ڈوگر صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جناب اویس قاسم خان صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔خواجہ محمد وسیم صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جی، چودھری اشفاق احمد صاحب!

چودھری اشفاق احمد:

نحمدو و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمO بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO ایاک نعبدہ و ایک الستعین O

نہایت ہی واجب الاحترام سپیکر صاحب!السلام علیکم۔سب سے پہلے تو میں آپ کو اور اپنے معزز ممبران کو ماہ رمضان کی آمد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میری دعا ہے کہ اس نیک مہینے میں ہم زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹیں۔اس کے بعد میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم بالخصوص میں اپنی وزیر خزانہ کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس ماحول میں اتنی دلیری سے تقریر کی اور بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر!میرا تعلق جنوبی پنجاب کے ضلع لیہ سے ہے،یہاں میں نے بجٹ کی بحث کے دوران اپنے لیہ کے ایک معزز ممبر جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے ان کی تقریر میں نے سنی ہے تو انہوں نے بارہا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کسی کا نام نہ لیں اگر آپ اپنی کوئی تجویز دینا چاہتے ہیں تو دیں،آپ جو کہنا چاہتے ہیں اپنی بات کرنا چاہتے ہیں وہ کریں۔

چودھری اشفاق احمد: جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔انہوں نے محترمہ وزیر خزانہ کو لیّہ آنے کی دعوت دی کہ آپ لیّہ آئیں،ہیلتھ سیکٹر کی بات کی،ایجوکیشن سیکٹر کی بات بھی کی اور کالجوں کی بات بھی کی کہ وہاں پر کوئی کالج ہے اور نہ ہی ہیلتھ میں کوئی چیز ہے۔میں اس کی وضاحت بھی کر دیتا ہوں بلکہ میں قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور لیّہ کو دیکھیں،وہ لاہور کے متعلق بار بار ہاں کہہ رہے تھے کہ تخت لاہور،اگر اپوزیشن لیڈر لیہ کو جا کر دیکھیں تو وہ پھر لیہ کو بھی تخت لیہ کہیں گے۔انہوں نے کالجز کی بات بھی کی تھی،میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر female کے لئے گورنمنٹ ڈگری کالج کی تعداد 9 ہے۔وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پر کوئی کالج نہیں ہے اور بوائز کالج اس وقت چھ ہیں، بوائز کالجز فار کامرس چار ہیں اور کامرس گرلز کالج ایک ہے۔

جناب سپیکر!آپ اس چیز سے اندازہ لگالیں کہ وہاں پر ایجوکیشن سیکٹر کے 36 اضلاع میں سے ہمارا چھٹا نمبر ہے۔جو لوگ ایجوکیشن سیکٹر کی مانیٹرنگ کرتے ہیں ان کے مطابق ہمارا ضلع لیہ کا چھٹا نمبر ہے۔اسی طریقے سے انہوں نے ہیلتھ سیکٹر کی بات بھی کی تھی،ہیلتھ سیکٹر میں ہماری وہاں تین تحصیلیں

ہیں۔اس کے علاوہ ٹی ایچ کیو ہسپتالوں کی تعداد پانچ ہے،رورل ہیلتھ سنٹروں کی تعداد تین ہے،بیسک ہیلتھ سنٹروں کی تعداد 39 ہے۔اسی طریقے سے میں آپ کو ایک خاص بات بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملحقہ اضلاع جس میں صوبہ سرحد کا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ شریف ہے۔آپ وہاں کا ریکارڈ چیک کر سکتے ہیں کہ وہاں کے مریض ہمارے ہاں لیہ میں آتے ہیں اور سارا treatment لیہ سے لیتے ہیں۔الحمد للہ ہمارے لیہ میں جتنی اچھی سرجری ہوتی ہے میں کہتا ہوں کہ پورے جنوبی پنجاب میں کسی جگہ نہیں ہوتی ہو گی۔ہمارے معزز ممبر بار بار وزیر خزانہ کو لیہ کی دعوت دے رہے تھے تو میں پھر ایک مرتبہ قائد حزب اختلاف میاں محمود الرشید کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور آ کر چیک کریں۔ وہاں الحمد للہ ہمارے لیہ میں بڑی ترقی ہو رہی ہے اور اس دفعہ کی آپ budget book دیکھ لیں، جس طرح پہلے بجٹ میں گجرات، گجرات، گجرات ہوتا تھا اس دفعہ ہمارے لیہ کے متعلق دیکھ لیں کہ سب سے زیادہ منصوبے لیہ سے متعلق ہیں۔ میں اپنے حلقے کی بات کروں گا کہ میرے حلقے میں وزیر اعلیٰ نے ایک بڑا زبردست منصوبہ رکھا ہے۔جس روڈ پر انڈسٹری لگی ہوئی ہے وہاں پر انہوں نے 3۔ارب 37 کروڑ روپے کا فنڈز مہیا کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ جنوبی پنجاب کے لئے بہت بڑا منصوبہ ہے،اس کے ساتھ ہی میں اپنی تقریر کا اختتام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ سردار علی رضا خان دریشک!

سردار علی رضا خان دریشک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بجٹ 16-2015 پر اپنی بات کرنے سے پہلے وزیر موصوفہ کی توجہ بجٹ 15-2014 کی طرف لے کر جاؤں گا۔ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے اور میرا خیال ہے کہ جنوبی پنجاب کے بھی سب سے پسماندہ ضلع راجن پور ہے۔اس بجٹ میں 345 بلین روپے اے ڈی پی میں رکھے گئے تھے اور اس میں سے 190 بلین خرچ ہوا ہے جو کہ ڈویلپمنٹ کے بجٹ allocated کا 55,50 فیصد بنتا ہے۔اگر میں جنوبی پنجاب کی طرف آؤں تو ہماری utilization صرف 25 فیصد ہے۔ میں پھر اس بات کو repeat کرتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے ڈویلپمنٹ بجٹ کی utilization is just 25 percent. کاغذوں میں یہ بجٹ رکھا جاتا ہے اور اس کے بعد جب utilization کی باری آتی ہے تو یہی بجٹ re-appropriate کر کے نارتھ والی سائیڈ پر آ جاتا ہے۔اس طرح ضمنی بجٹ 15-2014 کے متعلق عرض کروں گا اور ڈاکٹر صاحبہ سے سوال ہو گا کہ یہ کن رولز کے تحت ضمنی بجٹ 15-2014 میں وزیر اعلیٰ کی طرف سے directives آئے اور سینکڑوں کی تعداد میں آ رہے ہیں۔Rules and regulations کو bypass کر کے یہ

بجٹ خرچ کیا جارہا ہے۔ متوازن بجٹ کا دعویٰ کرنے والے، اس کو بھی چھوڑ دیں میں پہلے یہ گزارش کروں گا کہ اپنے laws کی پاسداری تو کر لیں، قانون کے مطابق تو بجٹ کو بنالیں۔ ہمارے ساتھ شروع سے یہ ہو رہا ہے، میں نے پچھلے سال بھی یہی بات کی تھی کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے۔ جنوبی پنجاب کے لئے کاغذوں میں بجٹ رکھا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کو re-appropriate کر کے کبھی لاہور رنگ روڈ میں آجاتا ہے کبھی یہ ایل ڈی اے میں شامل ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر ایسا کیوں ہے؟ مجھے اس کا جواب دیا جائے، اسی طرح سے اس دفعہ جو ہمارے ساتھ کیا گیا ہے، میرے معزز بھائیوں اور بہنوں نے بہت خوبصورت انداز میں اور بہت خوشامدی انداز میں بجٹ پر بات کی۔ اس دفعہ کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا volume 400۔ ارب روپے ہے جس میں سے جنوبی پنجاب کا share جو ہے .That is 36 percent مجھے ڈاکٹر صاحبہ! 36 percent sector vise بتادیں کہ وہ کتنا بن رہا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ میں نے بجٹ دیکھا ہے، اب تو ہمیں کاغذوں میں بھی پورا بجٹ نہیں دیا جارہا 36 فیصد جو بولا گیا ہے اس کو اگر آپ sector vise دیکھ لیں تو ہمارا وہ بھی پورا نہیں ہو رہا۔ اس دفعہ جنوبی پنجاب کو جو سب سے بڑا تحفہ دیا گیا ہے میرے خیال میں جو ہمارا میگا پراجیکٹ ہے that is Metro اگر خدا لگتی بات پوچھیں ایوان اقتدار جو ملتان سے belong کرتا ہے ان کی خواہش ہے کہ میٹرو بنے نہ وہاں کے لوگوں کی خواہش ہے۔ ہمارے مسائل different ہیں، ہمارے پاس پینے کا پانی نہیں ہے، ہمارے پاس basic necessities نہیں ہیں فلڈ آتا ہے تو ہماری مائیں بہنیں سڑکوں پر آجاتی ہیں۔ خدارا اس ایوان کو کس وقت luxury اور necessities کا فرق نظر آئے گا؟ یہ luxury ہے۔ ہمارا مسئلہ ٹریفک یا ٹرانسپورٹ نہیں ہے بلکہ ہمیں زندگی کی بنیادی سہولیات تو فراہم کی جائیں۔

جناب سپیکر! میں میٹرو کے merit یا demerit پر نہیں جاتا میں اس سے پہلے ڈسٹرکٹ ناظم بھی رہا ہوں میں بات کرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ ذاتیات پر آگئے، اگر وہاں پر ہمارا کوئی ناظم کہہ دیتا کہ کچی سڑک بنادیں تو ہمارے ڈی سی او صاحب کہتے تھے کہ یہ feasible ہی نہیں ہے۔ میری گزارش ہے کہ کیا میٹرو کے منصوبہ کا cost and benefit analysis نکالا گیا ہے؟ اگر اس کا cost and benefit analysis نکالا جائے تو میری اپیل ہے کہ یہ منصوبہ sustainable ہی نہیں ہے، یہ منصوبہ feasible ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: راجن پور میں میٹرو چلا رہے ہیں؟

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! ہمارا حق مار کر چلایا جارہا ہے۔ کہا جارہا ہے کہ ملتان کو جنوبی پنجاب کا 19۔ارب روپیہ دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میری گزارش سنیں راجن پور کو تو پاکستان کا حصہ ہی نہیں سمجھا جاتا۔

جناب سپیکر: کس نے کہا کہ پاکستان کا حصہ نہیں سمجھا جاتا؟

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! اتنی جلدی کیا ہے؟ مجھے بات تو پوری کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! اتنی جلدی کیا ہے؟ دیکھیں اب Orange Line بنائی گئی، مان لیا آپ cost and benefit analysis کو چھوڑ دیں luxury and necessities کے فرق کو بھی نظر انداز کر دیں۔ میری اپیل یہ ہے کہ آپ نے ابھی جو Orange Line بنائی اس میں حکومت کی کیا مجبوری تھی کہ ایک چائنیز Marin Co. کو single line کنٹریکٹ دیا جارہا ہے کوئی competition نہیں ہے اور اس کمپنی کو کنٹریکٹ دیا جارہا ہے جس کا ٹرینوں میں کوئی experience ہی نہیں ہے جو Defence line کی کمپنی ہے۔ چلیں یہ بھی آپ لوگوں کو مبارک ہو۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں لیکن یہ درمیان میں بول رہے ہیں۔ حکومت نے صاف پانی کے لئے 11۔ارب روپے مختص کئے ہیں میرا سوال یہ ہے کہ اس سے پہلے جو 5۔ارب روپے مختص کئے گئے تھے وزیر صاحبہ مجھے اس کی تفصیل بتادیں کہ وہ کہاں لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ آپ کو بتائیں گی۔ آپ ان سے direct question نہ کریں بلکہ آپ مجھ سے بات کریں۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! میں بتارہا ہوں کہ پچھلے 5۔ارب روپے میں سے بھی پیسے re-appropriate کر کے لاہور کی رنگ روڈ میں ڈالے گئے ہیں۔ یہ ظلم ہے، ہم کہتے ہیں کہ رنگ روڈ بنے آپ لاہور کو پیرس بنادیں لیکن راجن پور کے لوگوں کو کم از کم جینے کا حق ضرور دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ لاہور والوں کو بات کرنے کا حق دیں۔آپ کی مہربانی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!آپ بجٹ اٹھا کر دیکھیں کہ 2005 کے وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے جتنے منصوبے ہیں وہ ابھی بھی مکمل نہیں ہوئے، جو منصوبے 2007 سے چل رہے ہیں وہ بھی مکمل نہیں ہوئے لیکن لاہور، فیصل آباد اور راولپنڈی کا کوئی منصوبہ ہوتا ہے تو وہ ایک ایک سال میں مکمل ہو جاتا ہے۔خدارا اہم کچھ نہیں مانگتے۔۔۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: جناب سپیکر!ان کا ٹائم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔time is for all جو ٹائم دوسروں کا ہے وہی ان کا ہے۔سردار صاحب!پلیز wind up کریں آپ کی بڑی مہربانی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!آپ میری عرض سن لیں کہ دانش سکول کیا ہے۔

"دانش سکول ہے آگے دوڑتے پیچھے چوڑ"

جناب سپیکر: دانش سکول جن کا ہے آپ کو پتا ہی ہے۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!میری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!میں wind up کر رہا ہوں، دانش سکول میں جو existing system ہے آپ اسے دیکھ نہیں رہے آپ صرف یہ دیکھ لیں کہ۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میں سن رہا ہوں، بڑی مہربانی۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر!میڈم آپ کی باری آئے گی تو بات کر لینا۔جناب!آپ construction کے issues کو ہی اٹھا کر دیکھ لیں۔ بھائی!آپ اتنی جلدی جلدی construction کروا رہے ہیں آپ خود دیکھ لیں کہ دانش سکولز کی کتنی انکوائریاں چل رہی ہیں۔وزیر موصوفہ نے یہاں پر قائداعظم سولر پارک کا ذکر کیا اور ایسے کہا کہ جیسے پتا نہیں جنوبی پنجاب کے لئے کیا کر دیا ہے۔میری submission یہ ہے کہ آپ لوگ ہمارے غریب عوام کے ٹیکسوں کے پیسوں کو ضائع کر رہے ہیں آپ اس کا third party analysis کرائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی

سردار علی رضا خان دریشک: وزیر صاحبہ! یہ منصوبہ ڈگریز پر viable ہے اور وہاں پر 40 ڈگری ہے۔ آپ اس کا third party analysis کرائیں سب کچھ سامنے آ جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔

سردار علی رضا خان دریشک: جناب سپیکر! راجن پور سے سوئی گیس گزر رہی ہے لیکن وہاں کی عوام کو نہیں مل رہی اور ہماری بات بھی نہیں سنی جاتی۔

جناب سپیکر: آپ کی جو جائز بات ہو گی وہ کیوں نہیں سنی جائے گی، ضرور سنی جائے گی۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! آج اس ایوان کے اندر سب سے پہلے اپنے رب کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے خدا کو سامنے رکھتے ہوئے اس ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تمام ممبران کی اور آپ کی سلامتی چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ 16-2015 کا بجٹ پیش کرنے والی محترمہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے بڑے ہی مدبرانہ اور بڑے ہی اچھے انداز میں یہ بجٹ جو 1447.2۔ ارب روپے پر محیط ہے اس ایوان کے اندر پیش کر کے پنجاب کی پبلک کو سہولیات میسر کر کے، غریب عوام کی بھلائی کے لئے، ان کی تعلیم کے لئے، ان کی بے روزگاری کے خاتمے کے لئے یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں اس پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ساری ٹیم کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آج یہ جو بھائی اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ کر یہ بات کہتے ہیں کہ یہ بجٹ غریب کا بجٹ نہیں ہے، یہ بجٹ مزدور کا بجٹ نہیں ہے، یہ بجٹ بے روزگاری کے خاتمے کا بجٹ نہیں ہے تو یہ بات کان کھول کر سن لیں کہ میری بہن نے قائداعظم بانی پاکستان کے نام سے ایک پارک کا ذکر کیا تو [**********]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ کسی کا نام لے کر بات نہیں کرتے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! یہاں پر قائداعظم محمد علی جناح کا نام لیا گیا، یہاں پر بانی پاکستان کا نام لیا گیا میں کہتا ہوں کہ جتنی مرضی محنت کر لیں، جتنے مرضی دھرنے دے لیں، جتنا مرضی شور کر لیں خدا کی قسم اس طرح کا نام ان کے اس بندے کا نہیں آئے گا جس کا یہ خواب ہے کہ رات کو سو جاؤں صبح دھرنا ہو جائے اور پرسوں میں وزیراعظم بن جاؤں۔ یہ وزیراعظم کا خواب پورا نہیں ہو گا۔ جب تک قائداعظم محمد علی جناح بانی پاکستان ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترم! آپ بجٹ پر آئیں، بجٹ کی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! آپ کو ان کے نام سے درد نہیں ہونا چاہئے اور آج یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف جس جوانمردی، جس ایمانداری اور جس جانفشانی سے اس ملک کی خدمت کر رہے ہیں اس لئے آج خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا نام لینے سے ان لوگوں کے پیٹ میں درد ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! میں آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف ایک دیوانگی کی حد کر اس کرتے ہوئے اپنی پبلک کی، پنجاب کی عوام کی خدمت کر رہے ہیں تو آج یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ غریب کا بجٹ ہے اور یہ بجٹ، مزدور کا بجٹ ہے۔ ان کی فلاح و بہبود کے لئے اس بجٹ کا اعلان کیا گیا ہے۔ میں آج یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میرے قائد نے شعبہ تعلیم کے لئے 310۔ارب روپے مختص کئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 27 فیصد بنتا ہے۔ اس طرح ہم نے تعلیم کے میدان میں گاڑی کو پہیے لگا دیئے ہیں تاکہ غریب کا بچہ تعلیم حاصل کر سکے۔ حزب اختلاف کو دانش سکولوں کا بڑا درد ہوتا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ دانش سکول نہیں ہونے چاہئیں۔ کیا اس لئے دانش سکول نہ بنائیں کیونکہ وہاں پر غریب اور مسکین کا بچہ پڑھتا ہے؟ آپ کو درد اُٹھے گا، آپ کو تو تکلیف ہو گی اس لئے کہ میرے قائد خادم اعلیٰ پنجاب نے ہمیشہ اچھے کام کرنے کی قسم کھا رکھی ہے اور آپ لوگوں نے اس کی نفی کرنے کی قسم کھا رکھی ہے۔

جناب سپیکر: طارق مسیح گل صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا اس لئے wind up کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! یہ بجٹ میاں محمد شہباز شریف کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ میں آج یہ بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے لئے 46۔ارب ڈالر کا package دھر نا سیاست کرنے والوں کو ہضم نہیں ہو رہا۔۔۔

جناب سپیکر: طارق مسیح گل صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا اس لئے تشریف رکھیں۔ اگلے مقرر چودھری محمد اشرف صاحب ہیں۔ میں نے floor چودھری صاحب کو دے دیا ہے اس لئے آپ بیٹھ جائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ بات کر لینے دیں۔ میں اقلیتوں کے حوالے سے کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں نے floor چودھری محمد اشرف صاحب کو دے دیا ہے۔ آپ کے پیچھے مقرر کھڑے ہیں اس لئے تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب طارق مسیح گل): جناب سپیکر! ایک بات تو کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ I say no and I mean it. آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری محمد اشرف صاحب!

چودھری محمد اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے پوری قوم کو اکٹھا کر کے، ایک ساتھ بٹھا کر اس ملک پاکستان کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی ٹھان لی ہے اور میں ان کے اس عمل کو appreciate کرتا ہوں۔ اس وقت ملک پاکستان مشکل ترین حالات سے گزر رہا ہے اور ان حالات کو مل جل کر ہی بہتر کیا جا سکتا ہے۔ اب جذبات کی باتیں کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ اب تو ساری قوم کو ایک ہو کر ملک پاکستان کی ترقی کے لئے کام کرنا ہو گا اور میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق اس ملک کو آگے لے کر چلنا ہو گا۔ ہمیں ایک دوسرے کو قبول کرنا ہو گا، ایک دوسرے کی بات سُننی ہو گی اور ہمیں ہر اچھی تجویز کو تسلیم کرنا ہے، چاہے وہ حزب اختلاف کی طرف سے آئے یا حزب اقتدار کے بنچوں کی طرف سے دی گئی ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں محمد شہباز شریف جیسے وزیر اعلیٰ کم ہی ملتے ہیں۔ ہر اچھے کام میں

کوئی نہ کوئی کمی ضرور رہتی ہے۔یہ سب انسانوں کے بنے ہوئے قوانین ہیں لہذاان میں بہتری کی گنجائش ضرور ہوتی ہے اور پھر اچھی تجویز کو مان لینا اعلیٰ ظرفی ہے۔ہمارے وزیر اعلیٰ ہر اچھی بات کو تسلیم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔موجودہ حالات میں یہ ایک بہترین بجٹ ہے جس میں شعبہ تعلیم کے لئے ایک کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر کی جارہی ہے اور missing facilities کو تیزی سے پورا کیا جارہا ہے،کچھ سکولوں کو اپ گریڈ کیا جارہا ہے،نئے کالجز بن رہے ہیں اور یونیورسٹیاں قائم کی جارہی ہیں۔وقت،حالات اور اپنی گنجائش کے مطابق سارے کام کرنے ہوتے ہیں البتہ اس میں بعض کاموں کو priority دی جاتی ہے۔یہ ایک متوازن اور اچھا بجٹ ہے اور ہم سب نے مل کر اس پر عملدرآمد کو یقینی بنانا ہے۔انشاءاللہ تعالیٰ اس بجٹ کی وجہ سے زندگی کے ہر شعبہ میں تیزی سے ترقی ہوگی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے لہذا wind up کر لیں۔

چودھری محمد اشرف: جناب سپیکر!محکمہ آبپاشی اور صحت کے لئے بھی اس بجٹ میں بہت زیادہ رقوم مختص کی گئی ہیں۔میں یہاں ذکر کرنا چاہوں گا کہ گجرات کے لئے دریائے چناب پر ایک نیا bridge تعمیر کرنے کی منظوری دی گئی ہے جس پر جلد ہی کام شروع ہونے والا ہے۔اسی طرح نالہ بھمبر جو کہ دریا سے کم نہیں ہے اس کو بھی channelize کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر!گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج دیونہ سال 2014-15 کے ADP میں شامل تھا لیکن وہ 2015-16 میں جاری نہیں رہ سکا تو میری گزارش ہے کہ اس کو اس بجٹ میں شامل کیا جائے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!میں آج بجٹ پر بحث نہیں کرنا چاہتی۔

جناب سپیکر: چلیں،ٹھیک ہے۔رانا عبدالرؤف صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔سردار قیصر عباس مگسی!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔چودھری شہباز احمد!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔میاں طاہر صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔رائے منصب علی خان صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔حاجی ملک وحید صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔محترمہ عذرا صابر خان صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔جی،محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اگر بجٹ پر بات کرنے کے لئے کوئی اور نہیں ہے تو میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی آپ کی۔ یہ خواتین کے نام چل رہے ہیں۔(قہقہے)

جی،اویس قاسم خان صاحب!

جناب اویس قاسم خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں بجٹ16-2015 پر اپنی محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے عین مطابق یہ بجٹ ترتیب دیااور پیش کیا۔ پاکستان مسلم لیگ(ن) کے انتخابی منشور کے مطابق جو اعلانات کئے گئے اُس کی ایک واضح جھلک اس بجٹ میں دیکھنے کو ملی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک چیز کا ہمیشہ ہی چرچا رہا کہ دیہی حلقے نظر انداز ہو رہے ہیں اور بڑے شہروں کو ترقیاتی لحاظ سے زیادہlook after کیا جاتا ہے اس بجٹ میں واضح طور پر خادم اعلیٰ روڈ پروگرام کے لئے 52 بلین روپیہ کا تعین کیا گیا ہے یہ حکومت پنجاب کا انتہائی قابل تحسین اقدام ہے۔ اس سے پہلے دیہی علاقوں میں خستہ حال سڑکوں کی وجہ سے انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔اُن سڑکوں کی تعمیر و ترقی کا دَور پچھلے سال15۔ارب روپیہ سے شروع کر کے اس سال 52۔ارب روپیہ تک لے جایا گیا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری حکومت کا دیہی علاقوں کے ساتھ commitment کا ایک واضح ثبوت ہے اور اس پر ہماری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح اس بجٹ میں اٹک، بھکر اور بہاولنگر میں میڈیکل کالجز کے قیام کا اعلان کیا گیا ہے میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ چھوٹے اضلاع کے لئے ایک بڑاانقلابی قدم ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے سال تعلیم کے لئے24 فیصد بجٹallocate کیا گیا تھا اس سال اس کو 27 فیصد تک لے جایا گیا ہے اور یہ بھی وزیراعلیٰ پنجاب کی تعلیم کے ساتھ جوcommitment ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کو باشعور کرنے، انہیں اپنے حقوق سے صحیح طور پر آگاہ کرنے اور اپنے حقوق کا تحفظ کرنے کے لئے تعلیم انتہائی ضروری ہے۔ تعلیم کے بجٹ کاmajor حصہ دیہی حلقوں میں خرچ کیا جا رہا ہے یہ بھی ایک انتہائی قابل تحسین اقدام ہے۔اسی طرح ہیلتھ کے لئے ٹوٹل بجٹ کا14 فیصد allocate کیا گیا ہے یہ بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے اور یہ دیہات کےBHU's میں ہمیں عملی طور پر بھی نظر آنا شروع ہو گیا ہے کہ جہاں بہت کم ڈاکٹرز ملتے تھے اب اُن کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔BHU's کوuplift کرنے کے سلسلہ میں ہیلتھ میں مزید بہتری کی گنجائش بھی ہے۔

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اپنی ان تھک کوششوں اور محنت سے China Pakistan Economic Corridor کے تحت لاہور میں Orange Line Train کا اجراء کرایا ہے اور اب یہ منصوبہ materialize ہونے جا رہا ہے۔اس منصوبہ پر چائنا پنجاب حکومت کے ساتھ 165 بلین روپے کی انوسٹمنٹ کر رہا ہے تو یہ یقینی طور پر انقلابی قدم ہو گا اور پاکستان میں ایک نیا trend ہو گا۔ خادم اعلیٰ پنجاب نے لاہور اور راولپنڈی میں میٹرو بس کا آغاز کرایا ہے تو اب لاہور میں Orange Line Train اور ملتان میں میٹرو بس کا منصوبہ اس بجٹ میں رکھا گیا ہے یہ انتہائی قابل تحسین اقدام ہے۔

جناب سپیکر!میں محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ظفروال کو 2009 میں تحصیل کا درجہ دیا گیا تو پچھلے دو سالوں میں اس کے تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے لئے 50 بلین روپے بھی مختص کئے گئے جس سے زمین acquire کر لی گئی ہے میری یہ گزارش ہے کہ اُس ہسپتال کی مکمل تعمیر اسی مالی سال میں کرائی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اپنی بہن وزیر خزانہ کو بہت بہت مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں اور ساتھ یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ آج ہمارے لئے بہت خوشی اور اطمینان کی بات ہے کہ ایک خاتون اُس seat پر بیٹھی ہیں کہ جو realize کریں گی کہ جب بھی بجٹ آتا ہے تو سب سے زیادہ پسنے والا طبقہ house wives ہوتی ہیں تو میں اُمید رکھتی ہوں کہ وہ ان سب چیزوں کو ذہن میں رکھیں گی کیونکہ وہ بھی as a house wife جانتی ہوں گی تو وہ ہم لوگوں کا ضرور خیال کریں گی۔

جناب سپیکر!ہر سال بجٹ آنے سے پہلے ہی اُس کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو جاتے ہیں جس طرح اس دفعہ کوئی ایک مہینہ پہلے چینی کی قیمت 60 روپے ہوئی، پھر 65 ہوئی، پھر 67 ہوئی اسی طرح مختلف چیزوں کا ریٹ 5 فیصد سے لے کر 10 فیصد تک بڑھ گیا تو priority set کرنے والی بات ہے۔ حکومت کو یہ بھی make sure کرنا چاہئے کہ جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو اُس سے پہلے at least ان چیزوں پر کنٹرول رکھنا چاہئے کیونکہ بجٹ سے پہلے قیمتوں کا بڑھ جانا ایک طرح سے حکومت کی ناکامی ہے۔

جناب سپیکر! میں ہر دفعہ اپنے علاقہ کی بات کرتی ہوں اور کئی دفعہ تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ بات کر کر کے اب میں تھک چکی ہوں کہ میں کتنی دفعہ بتاؤں کہ ہم لوگ کتنے remote area سے ہیں اور وہاں پر ہمیں کس کس چیز کی ضرورت ہے؟ ضرورتیں تو وہاں پر اتنی چیزوں کی ہیں کہ نام لیتے لیتے میں تھک جاؤں اور شاید آپ بھی سُنتے سُنتے تھک جائیں۔ ہمارے علاقہ میں زراعت کو priority ہے اور ہمارا بارانی علاقہ ہے تو میں زراعت کے حوالہ سے ضرور کچھ کہنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر! جہلم والوں کے ساتھ pre partition زیادتی ہوتی آئی ہے۔ انگریزوں نے یہاں پر نہری نظام بنایا اور پانی نہروں میں سب سے پہلے جہلم سے داخل ہوتا ہے اور پھر جہلم سے آگے اُس پانی کو distribute کر دیا جاتا ہے۔ 1960 میں جب سندھ طاس معاہدہ ہوا تو اُس میں سے جہلم کو تو اس طرح نکال دیا گیا جیسے اس پانی پر ہمارا تو کوئی حق ہی نہیں ہے۔ رسول بیراج سے 17 ہزار کیوسک پانی قادر آباد، قادر آباد سے 16 ہزار کیوسک پانی بلوکی اور پھر بلوکی سے پانی ہیڈ سلیمانکی لے جایا گیا۔ یہ ہمارے ساتھ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ ہم آج تک ایک نہر مانگتے آئے جو کہ بہت practical بھی ہے اور feasible بھی ہے لیکن ہمیں وہ ایک نہر نہ دی گئی حالانکہ ہمارا ہی پانی اتنے زیادہ اضلاع کو جا کر سیراب کرتا ہے۔

جناب سپیکر! راوی اور بیاس کا پانی تو ویسے ہی میٹھا ہے۔ ہمیں دیکھیں کہ ہمارے علاقہ میں salt mines ہیں جن کی وجہ سے تھل کا علاقہ almost بنجر ہو چکا ہے، وہاں پر پینے کا پانی ہے اور نہ ہی زرعی استعمال کے لئے پانی ہے کیونکہ پانی کڑوا ہے اور پھر depth اتنی ہے کہ ہمیں مجبوراً turbines لگانی پڑتی ہیں۔ آپ بھی بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ turbine لگانے پر بہت خرچ آتا ہے جو عام ٹیوب ویل کے مقابلے میں چار گنا زیادہ ہوتا ہے۔ میری اس حکومت سے نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ میرے علاقے کو priority دی جائے۔ میں نے وہاں حالات دیکھے ہیں۔ عورتیں آج بھی پینے کے پانی سے بھرے چار چار گھڑے سروں پر لے کر آتی ہیں۔ یہ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ پوری دنیا میں پانی کے مسئلہ کو priority دی جا رہی ہے تو ہمیں بھی دی جائے۔

جناب سپیکر! پولیس کو یہ 70۔ارب روپے سے کیا ٹھیک کریں گے۔ اس کا اندازہ تو ہم نے پرسوں لگا لیا کہ پولیس کو جو بجٹ دیا جا رہا ہے یہ کس لئے دیا جا رہا ہے۔ یہ بجٹ ظاہری بات ہے اس لئے دیا جائے گا کہ ڈنڈے سوٹے لے کر جو بھی کوئی اپوزیشن کا معزز ممبر ہو گا اس کے راستے میں کھڑے ہو جائیں۔

جناب سپیکر!ہیلتھ پر 14.5 فیصد بجٹ رکھا گیا ہے۔ پچھلے سال 50 فیصد lapse ہوا۔

جناب سپیکر: محترمہ! شکریہ۔Time is over now

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں دو منٹ میں بات ختم کر لیتی ہوں۔ یہ تو زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: کیا میں ساروں کے ساتھ زیادتی کر رہا ہوں؟ مجھے بڑا افسوس ہے۔ آپ نے کٹ موشن پر بھی بات کرنی ہے۔ آپ کو تو وقت مل جائے گا ان کو تو نہیں ملنا۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ جیتی رہیں۔ شاباش۔ محترمہ ثریا نسیم صاحبہ!

محترمہ ثریا نسیم: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ماہ رمضان کا پہلا روزہ ہے اس لئے میں سب سے پہلے اس معزز ایوان کو ماہ رمضان کی آمد پر مبارکباد دیتی ہوں۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ جس نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی پنجاب حکومت کی بجٹ برائے مالی سال 16-2015 کے مرحلہ سے سرخرو کیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جن کی visionary لیڈر شپ کے تحت موجودہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے پنجاب کا تیسرا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو تاریخ میں پہلی بار ایک خاتون ممبر ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو وزیر خزانہ پنجاب مقرر کرنے پر اور پنجاب کا بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! خواتین کے حقوق مردوں کے شانہ بشانہ کردار، خواتین کی صلاحیتوں کا اعتراف اور حوصلہ افزائی کی مثال اس سے قبل کسی صوبہ میں نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! جس کامیابی سے وزیر خزانہ نے بجٹ پیش کیا ہے وہ بھی قابل تحسین ہے۔ آج پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ترجیحات قوم کے سامنے ہیں۔ ہماری وفاقی حکومت کی کارکردگی ہو یا پنجاب حکومت کی کارکردگی آج اپنے تو اپنے غیر بھی اس بات کے معترف ہیں کہ پنجاب حکومت نے پوری دیانتداری، خلوص نیت اور محب الوطنی کے جذبے سے سرشار ہو کر وطن عزیز کو بحرانوں سے نکالنے کے لئے شبانہ روز محنت شروع کی ہوئی ہے۔ حکومت پنجاب کا حالیہ بجٹ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ بنیادی سہولتوں کی فراہمی، صوبہ میں جاری ترقیاتی کاموں اور نئے منصوبوں کے آغاز کے لئے کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عام آدمی کے معیار زندگی کو بہتر بنانے، محروم طبقات کی فلاح و بہبود

سمیت بلا کسی سیاسی، لسانی اور تعصباتی تقسیم کے صوبہ کے دور دراز علاقوں تک ترقیاتی کاموں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت جذبہ حب الوطنی سے سرشار ہے۔ یہ وطن عزیز کو لوڈشیڈنگ کے اندھیروں، دہشتگردی کی لعنت، جہالت، بے روزگاری اور عدم برداشت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات دلانا چاہتی ہے۔ ملک کی کمزور معیشت کا پہیہ ترقی کی طرف گامزن ہے۔ آج سے چند سال قبل جب پنجاب میں کچھ ایسے عناصر برسراقتدار تھے جنہوں نے ذاتی مفادات کے لئے کرپشن کی داستانیں رقم کیں۔ آج ہماری حکومت نے صوبہ پنجاب کے طول وعرض میں وزیراعلیٰ پنجاب کی قیادت میں بلاتفریق ترقیاتی کاموں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ لاہور میٹرو بس کا رونا رونے والے راولپنڈی میٹرو بس پر تنقید کر رہے ہیں اور کل یہ لوگ ملتان میٹرو بس پر چیخ و پکار کریں گے۔ یہ لوگ بدقسمتی سے اپنا منفی کردار ادا کرتے رہیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنا مثبت کردار ادا کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! وقت کی کمی آڑے نہ آئے تو میں تبدیلی اور انقلاب کے دعویداروں کی حقیقت سے بھی ایوان کو آگاہ کرتی لیکن افسوس کہ سیاست کے مفادات کے حصول میں یہ لوگ [******]* انہیں عوامی ترقی کے لئے جاری منصوبے نظر نہیں آ رہے۔

[**********]

[**********]

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ غلط بات کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں جو غیر پارلیمانی ہوں۔ میں غیر پارلیمانی الفاظ حذف کرتا ہوں۔

محترمہ ثریا نسیم: جناب سپیکر! میں تعلیم، لوڈشیڈنگ پر جاری منصوبوں، امن وامان کے قیام کے لئے کئے گئے اقدامات، زراعت کے شعبہ میں انقلابی پروگرام کا آغاز، صوبہ بھر میں دیہی سڑکوں کی تعمیر کا ذکر کروں گی۔ میں قائداعظم سولر پارک بہاولپور اور رجوعہ میں معدنی ذخائر کی تلاش اور مظفر گڑھ میں ترکی کے تعاون سے ہسپتال کے قیام کا ذکر بھی کروں گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ بڑی مہربانی۔ جناب محمد صدیق خان صاحب!

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! روزہ داروں کی خواہش ہے کہ سوموار کو اجلاس evening کی بجائے morning میں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: اس پر پھر بات کریں گے۔ ابھی میں نے انہیں floor دیا ہے۔ جناب محمد صدیق خان!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیوں؟ (قہقہہ)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے بجٹ 16-2015 پر بات کرنے کے لئے موقع دیا ہے۔ منسٹر صاحبہ کی جو تقریر تھی اس کا صفحہ 7 پیرا نمبر 25 پر ہے کہ "رجوعہ کے ان ذخائر کے ساتھ ماضی میں جس مجرمانہ غفلت اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا گیا۔" اور پیرا 24 میں 2۔ ارب 17 کروڑ روپے allocation show کی گئی ہے لیکن میں نے white paper ملاحظہ کیا ہے جس کے صفحہ نمبر 3 پر بہت بڑی contradiction موجود ہے۔ White paper میں جو allocation show کی گئی ہے کہ:

> Rs. 1.48 billion have been earmarked for the Mines & Mineral sector in the financial year 2015-16.

تو مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ جو contradiction ہے کہ اس بجٹ میں جو منسٹر صاحبہ کی صفحہ نمبر 7 پر تقریر ہے اس allocation کو base کیا جائے یا جو وائٹ پیپر کے صفحہ نمبر 3 میں allocation show کی گئی ہے اس کو base کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ کے حوالے سے جتنا بڑا contents ہوتا ہے ایک عام ممبر یا میرے جیسا ایک layman اتنی جلدی اس کو سمجھ نہیں سکتا لیکن عمومی طور پر پاکستان میں جتنے بھی میزانیے بنائے جاتے ہیں اس پر ابھی تک ہم ایک روایتی procedure سے نکل کر آگے نہیں جا سکے کہ ہم جو میزانیہ دیں وہ reality پر base کرتا ہو کیونکہ یہ آمدن اور اخراجات کا میزانیہ ہوتا ہے۔ آج تک موجودہ حکومت کا یہ تیسرا بجٹ پیش ہو رہا ہے اس میں آمدن اور اخراجات کے حوالے سے جتنا بھی میزانیہ پیش کیا گیا آج تک ان تینوں budgets میں چاہے وہ GDP کے حوالے سے ہو یا ڈویلپمنٹ utilization کے حوالے سے ہو اس دفعہ بھی اس بجٹ میں جو ڈویلپمنٹ پروگرام کی utilization

ہے وہ60فیصد ہو چکی ہے اور40فیصد2014-15 utilizationکے بجٹ میں ڈویلپمنٹ پروگرام میں نہیں ہو سکی اور اسی طرح revenue collectionکے جو targets تھے ان میں بھی کم و بیش 12سے14فیصد کی کمی پائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی good governance کی بنیاد کو اس کی financial managementکی بنیاد پر ناپا اور تولا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے اگر موجودہ گورنمنٹ کی کارکردگی دیکھی جائے تو ان تینوں budgetsمیں receiptsکا targetپورا ہو سکا اور نہ ہی بالخصوص ADPکی utilizationکا targetپورا ہو سکا۔ میں اس حوالے سے درخواست کروں گا۔ایک طرف یہ چیز سامنے آرہی ہے کہ اس بجٹ کو بنانے والوں کو خراج تحسین پیش کی جارہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ روایتی الفاظ ہیں جبکہ ہمیں روایتی الفاظ سے نکل کر حقیقت کے روپ میں آنا پڑے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ہم عوامی نمائندے ہیں، عوام نے ہمیں ایک mandateدے کر یہاں بھیجا ہے اور وہ mandateبنیادی طور پر یہ ہے کہ ہمارے قول و فعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔اس حوالے سے بالخصوص تینوں budgetsکا میزانیہ جو موجودہ گورنمنٹ کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اس میں receiptsکے targetپورے ہو سکے اور نہ ہی ADPمیں جو development programme تھا اس پر utilizationکا targetپورے ہو سکے۔اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ کسی بھی حوالے سے قابل تعریف نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: خان صاحب!آپ کی مہربانی، بہت شکریہ۔ جی، حاجی ملک محمد وحید صاحب!ماحول کو ذرا ٹھیک ہی رکھنا میں آپ کا ممنون ہوں گا۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!نرم ہی ماحول رکھوں گا۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔امابعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
وہ طلاطم خیز موجوں سے گھبرایا نہیں کرتے

جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے چند منٹ تقریر کا موقع فراہم کیا۔ میں اس معزز ممبران اسمبلی کو رمضان المبارک کی مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ رب العزت کی مہربانی سے آج ہم نے اپنی زندگی میں اس رمضان المبارک کو بھی دیکھا۔ میں ابھی یہاں پر سُن رہا تھا کہ ہم اس کو

قابل تعریف بجٹ نہیں کہتے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مخالفت برائے مخالفت کی سیاست ہے کیونکہ یہاں پر اپوزیشن کی طرف سے بھی اور ہماری طرف سے بھی بڑی دبنگ تقریریں ہوتی ہیں۔آپ نے یہ بھی دیکھا اور سنا ہو گا کہ میں نہ مانوں۔ بھئی!آپ نہ مانیں کیونکہ ہمارے پاس figures ہیں۔ ہم نے کام کر کے دکھایا ہے اور کوئی ہم زبانی کلامی یہاں پر آکر اپنی کارکردگی show نہیں کرتے۔یہاں پر اہداف کی بات بھی ہوئی تھی کہ جو اہداف show کئے گئے ہیں وہ پورے نہیں کئے گئے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ پونے چار ماہ وہاں پر ڈگڈگی بجا کر ایک کنٹینر پر تماشا سجائے دبنگ نعرے مارتے رہے اور وہاں پر کسی قسم کی کوئی مسائل کی بات نہیں کی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب!آپ بجٹ پر بات کریں۔اس بات کو چھوڑیں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!بجٹ پر بھی آؤں گا مجھے اس پر چند باتیں کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب!نہیں،آپ کی بڑی مہربانی۔(قطع کلامیاں)

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں پر کسی غریب کی بات نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: آپ لوگ درمیان میں interrupt نہ کریں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں پر کسی غریب کی بات نہیں ہوئی،وہاں پر کسی کسان کی بات نہیں ہوئی اور وہاں پر کسی قسم کی پیارے ملک پاکستان کے مفاد کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ میں بجٹ پر بھی بات کروں گا لیکن میں ان اہداف پر بات کرنا چاہتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ملک صاحب!آپ پنجاب کے بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!یہ بجٹ پر بات کریں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!محترمہ میری بات سنیں اور درمیان میں نہ بولیں۔آپ ان کو منع کریں۔

MR SPEAKER: No cross talk and no comments. Malik sahib!

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر!بات یہ ہے کہ میں انہیں اہداف کی بات کے جواب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہاں پر پونے چار ماہ تماشا سجایا گیا اور پھر بھی آپ اہداف کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب!آپ بجٹ پر آجائیں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! پھر پاکستان میں سیلاب آیا آپ پھر بھی اہداف کی باتیں کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ شکر الحمد للہ کہ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی ہم نے جس طرح۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران نے معزز ممبر کو جا کر کچھ سمجھایا)

وہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارا جو دھرنا تھا وہ دھاندلی پر تھا تو پنجابی میں یہ بات میں ضرور کہوں گا کہ دھاندلی دھاندلی کر دی میں آپے ہی دھاندلی ہوئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جب اپنے گھر میں آگ لگی ہے تو پھر بڑا کچھ ہوا ہے۔ مجھے میرے سینئر نے کہا ہے لہذا اب میں بجٹ پر واپس آ جاتا ہوں۔ الحمد للہ پچھلے سال کی طرح۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! میرے کہنے کا کوئی اثر نہیں ہوتا؟

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! آپ کے کہنے کا اثر تو بہت زیادہ ہے، آپ کا اثر تو پورے ایوان پر ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! مہربانی۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! جن میری بہنوں اور بھائیوں کو میٹرو بس پر بہت غصہ چڑھتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی الحمد للہ۔۔۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! نہیں، کسی کو غصہ نہیں چڑھتا۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! الحمد للہ اس کا سفر اب لاہور سے پنڈی کی طرف بھی رواں دواں ہے، غریب لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں، ہم انشاء اللہ ملتان میں بھی جائیں گے، وہاں پر بھی ہم اس ٹرین کا آغاز کریں گے اور لاہور میں انشاء اللہ ایک نئی روایت قائم کرنے جا رہے ہیں کہ ہم یہاں پر میٹرو ٹرین کا بھی شاندار افتتاح کرنے والے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ میں الحمد للہ اس بار بجٹ کا 27 فیصد حصہ رکھا گیا ہے۔ چونکہ ٹائم نہیں ہے لہذا اسی بات پر مختصر کرتے ہوئے بات کروں گا کہ missing facilities کو پورا کیا گیا ہے، پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن، دانش سکول اور ایک لاکھ 30 ہزار اساتذہ کی اسامیاں میرٹ پر دی ہیں۔ یہ الحمد للہ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی شاندار کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ یہاں پر ایک لاکھ 30 ہزار اساتذہ میرٹ پر بھرتی کئے گئے۔ اسی طرح 14 فیصد بجٹ صحت کے لئے رکھا ہے جس میں فلٹریشن پلانٹ بھی شامل ہے۔ پورے پنجاب میں ہم الحمد للہ صاف پانی پروگرام کو گاؤں تک لے کر جائیں گے

اور urban and rural دونوں کو مدنظر رکھا جائے گا۔اس کے علاوہ آپ نے دیکھا ہے کہ ہسپتال اور یونیورسٹیاں بن رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، مختصر کریں۔

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! میں مختصر کر دیتا ہوں۔ ہم نے گاؤں گاؤں کارپٹڈ روڈ بچھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ لوگ جو ایک نئی سڑک کو ترستے تھے ہم نے اُن کے لئے ہر گاؤں میں الحمد للہ کارپٹڈ سڑک بچھانے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ مہربانی

حاجی ملک محمد وحید: جناب سپیکر! اس کے علاوہ چھوٹے کاشتکاروں اور کسانوں کے لئے 25ہزار ٹریکٹر فراہم کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ فیضان خالد ورک صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فرح منظور صاحبہ!

محترمہ فرح منظور: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا جو ہماری وزیر خزانہ ہیں اُن کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک غریب پرور اور عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے وزیر خزانہ کا عہدہ سنبھالنے کا موقع ایک خاتون کو دیا جس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنی بہنوں پر بہت اعتماد کیا ہے اور ڈاکٹر عائشہ غوث صاحبہ ہم سب کے لئے بہت فخر کی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں اِن سے پہلے وزیر خزانہ کا عہدہ سنبھالنے کے لئے کسی خاتون کو وزیر مقرر نہیں کیا گیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بجٹ ہم سب اور عوام کی امیدوں اور امنگوں پر پورا اترتا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2۔ارب روپے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے لئے رکھے ہیں۔ میرے بھائی میاں ثاقب خورشید صاحب جن کی اس یونیورسٹی کے لئے بہت ساری کاوشیں ہیں اُن کی وساطت سے بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کے لئے جو رقم دی گئی اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں اور اپنے ایم پی اے بھائی کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے ڈسٹرکٹ وہاڑی میں ایک اہم مسئلہ سٹی سکین مشین کا ہے جس کا میری بہن شمیلہ اسلم صاحبہ پہلے ذکر کر چکی ہیں۔ وہاں پر کوئی مریض بیمار ہو کر ہسپتال جاتا ہے تو فوری

اسے ملتان یا بہاولپور refer کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مریض آدھے راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری وزیر اعلیٰ سے یہ دردمندانہ اپیل ہے کہ مہربانی فرما کر ڈسٹرکٹ وہاڑی کو جلد از جلد سٹی سکین مشین مہیا کی جائے تاکہ کئی بچے یتیم ہونے سے بچ جائیں اور کئی مائیں اپنے بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے زندہ دیکھ سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ لائیو سٹاک کے لئے کافی بجٹ رکھا گیا ہے۔ دیہاتوں میں 48 فیصد خواتین مویشیوں کی دیکھ بھال کر رہی ہیں در حقیقت یہ خواتین ہماری لائیو سٹاک مینجر ہیں۔ یہ خواتین معاشی طور پر پسماندہ خواتین ہیں لہٰذا ان کے حالات میں بہتری لانے کے لئے میری کچھ تجاویز ہیں جو میں دینا چاہتی ہوں۔ لائیو سٹاک کے حوالے سے milk collection fields میں ان خواتین کو اگر تربیت دی جائے تو یہ بہتر طریقے سے لائیو سٹاک میں کام کر سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! راولپنڈی میں میٹرو بس بنانے پر میں اپنی حکومت کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور ملتان میں بھی اب میٹرو بس بنائی جا رہی ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ آس پاس کے رہنے والے لوگوں کو بہت زیادہ سہولت مہیا ہو گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح کسانوں کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ کسان بھائیوں کے لئے گورنمنٹ نے بہت کام کئے ہیں مگر اہم مسئلہ یہ ہے کہ ٹیوب ویل کا پانی 800 روپے فی گھنٹہ وہ خود خریدتے ہیں جسے آپ سمجھیں کہ اُن کے ساتھ یہ زیادتی والی بات ہے جبکہ انہیں سرکاری پانی 24 منٹ مہیا کیا جاتا ہے جو ایک ایکڑ کو دیا جاتا ہے اور وہ ناکافی ہے لہٰذا مہربانی فرما کر دیہاتوں کا یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس کو زیر غور لایا جائے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ہمارا ملک دن بدن ترقی کی طرف بڑھ رہا ہے، انشاء اللہ یہ ایک روشن پاکستان ہو گا اور پوری دنیا دیکھے گی کہ پوری دنیا میں پاکستان کا نام کس طرح روشن کیا گیا ہے۔ بہت شکریہ پاکستان پائندہ باد۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ عذرا صابر خان صاحبہ!

محترمہ عذرا صابر خان: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بڑا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور وزیر اعلیٰ کی بہت شکر گزار ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا بجٹ پیش کیا اور تمام شعبوں کو اتنا پیسا دیا ہے کہ وہ اچھا کام کر سکیں گے۔ میرے گوجرانوالہ میں کافی سڑکیں وغیرہ بن گئی ہیں

لیکن ابھی بھی ایک بہت بڑی کمی ہمارے گوجرانوالہ میں ہے کہ وہاں پر ایک ہی ڈسٹرکٹ ہسپتال ہے اس لئے ہمیں ڈسٹرکٹ ہسپتال کے ساتھ ایک اور ہسپتال چاہئے جو بہت ہی ضروری ہے کیونکہ گوجرانوالہ کے ساتھ ساتھ گاؤں بہت زیادہ ہیں جو سب اسی ایک ہی ہسپتال میں آتے ہیں۔ وہاں گوجرانوالہ میں ایک مزید ہسپتال کی اشد ضرورت ہے اور اگر آپ ہمیں ایک ہسپتال کی منظوری دے دیں گے تو ہم آپ کے بہت شکر گزار ہوں گے۔ بس میں نے اتنا ہی بولنا تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ میری گل صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔جناب محمد عارف خان سندھیلہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب ماجد ظہور صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ مخدوم سید مرتضیٰ محمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ فائزہ احمد ملک!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ خواجہ محمد نظام المحمود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک تیمور مسعود صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔اب میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشاصاحبہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تمام معزز ممبران اسمبلی اور خاص طور پر اپوزیشن کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے اس بجٹ سیشن کی بحث میں بھرپور حصہ لیا۔ اس کے علاوہ میں میڈیا کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے عوام کے مسائل، بجٹ میں حل اور حکومتی ترجیحات کو بہتر انداز میں پیش کیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ جس نے اس حکومت کا تیسرا بجٹ ہمیں پیش کرنے کی توفیق دی اور ہماری حکومت کی ترجیحات اور پالیسیوں میں تسلسل کا یہ بجٹ آئینہ دار ہے۔ ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ بجٹ سیشن میں ہماری اپوزیشن کے معزز ممبران نے بھی انہی priorities پر زور دیا جو کہ ہم نے بجٹ میں نمایاں کی ہیں۔ واضح طور پر ہمارا بجٹ عوام کی ترجیحات کا عکاس ہے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہہ چکی ہوں کہ ہم بجلی اور توانائی فراہم کرنا چاہتے ہیں، زراعت کو ترقی دینا چاہتے ہیں، تمام بچوں کو سکول بھیجنا چاہتے ہیں، تمام بیماروں کا علاج کرانا چاہتے ہیں، ہر گھر میں صاف پانی دینا چاہتے ہیں، روزگار کے مواقع پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اپنے شہریوں کو امن دینا چاہتے ہیں۔ اِن سب کے ساتھ ساتھ ہم معیشت کو استحکام بھی دینا چاہتے ہیں اور آئندہ مالی بجٹ ہماری پالیسیوں میں تسلسل اور استحکام کا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کے ممبران نے بار بار یہ بات اٹھائی کہ بجٹ صرف بیوروکریسی نے بنایا ہے۔ میں ان کی خدمت میں گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ آرکیٹیکٹ اور مزدور میں فرق ہوتا ہے۔

میٹرو بس کسی افسر کی سوچ تھی، موٹروے کسی افسر کا خواب تھا، کوئی افسر فلڈ کی مد میں اس قدر رقم تقسیم کرنے کا قائل تھا اور نہ ہی کسی افسر کو قائد اعظم سولر پارک بنانے کا خیال آیا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ محکمہ خزانہ اور پلاننگ کے افسران نے بجٹ بنانے کے لئے دن رات محنت کی ہے اور ہمارا جو وژن ہے یہ ہماری جماعت کے قائدین کا وژن ہے جس نے اس کو بجٹ میں ڈھالنے کی مدد کی ہے۔ اس کے علاوہ pre-budget session کی مشاورت بھی اس کا حصہ بنی ہے۔ اس میں ممبران اسمبلی پر مشتمل resource mobilization Committee بھی حصہ ہے اور اس میں academic اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کی بھی مشاورت شامل ہے۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبران کی توجہ اس جانب مبذول کرواؤں گی کہ pre-budget session کے دوران جن شعبہ جات کے لئے فنڈز مختص کرنے کی طرف نشاندہی کی گئی تھی، مالی سال 16-2015 کے بجٹ میں خاص طور پر انہی کو ترجیح دی گئی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ موجودہ حکومت ممبران اسمبلی کی آراء کو کس حد تک ترجیح دیتی ہے۔ میں یہاں چند اہم شعبہ جات کے لئے مختص فنڈز کا ذکر کرنا چاہوں گی جن پر pre-budget Session ممبران اسمبلی نے توجہ دلائی تھی۔ ایجوکیشن پر 310۔ارب 20 کروڑ روپے، صحت پر 166۔ارب 13 کروڑ روپے، دیہی عوام کی ترقی اور زراعت کے لئے 144۔ارب 39 کروڑ روپے، امن عامہ کی فراہمی پر 109۔ارب 25 کروڑ روپے، انرجی کے لئے 31۔ارب روپے، واٹر سپلائی و نکاسی آب کے لئے 24۔ارب روپے، اس کے علاوہ roads بشمول خادم پنجاب پروگرام 69۔ارب روپے، جنوبی پنجاب، اقلیتیں اور خواتین، پینے کے پانی کے یہ سب وہ heads ہیں جس پر ہمیں pre-budget session میں ترجیح دینے کو کہا گیا تھا اور آپ دیکھیں کہ ہم نے significant allocations ان سارے heads پر رکھی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ اجلاس کے دوران ممبران نے کئی بار service delivery میں بہتری کی طرف توجہ دلائی۔ ہماری حکومت کی ترجیح بھی ہے کہ عوام کو بہترین service delivery فراہم کی جائے۔ اس سلسلے میں ہم نے citizen feedback system متعارف کرایا ہے جس کے تحت شہریوں کو کسی بھی محکمے کی service delivery کے بارے میں موبائل فون پر feedback دینے کی سہولت فراہم کی گئی ہے۔ مزید برآں حکومت پنجاب نے ایک centralized اور state of the art performance management system (ذمہ دار شہری) شروع کیا ہے جس کے تحت شہری کسی بھی محکمے کی کارکردگی اور service delivery کے بارے میں کوئی بھی تجویز یا شکایت

درج کرا سکتے ہیں جس کا feedback ان کو موبائل فون کے ذریعے حکومت پنجاب کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ یہ سہولت شہریوں کے لئے 24 گھنٹے میسر ہے۔ تمام ضلعی حکومتیں اور ڈی سی او officers بھی اس feedback system کے ساتھ منسلک ہیں۔

جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں لوکل گورنمنٹس کا بھی بار بار ذکر کیا گیا ہے۔ موجودہ حکومت کی ترجیحات میں لوکل گورنمنٹ بھی شامل ہیں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ضلعی حکومتوں، تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن، یونین کونسل ایڈمنسٹریشن اور کنٹونمنٹ بورڈز کے لئے مجموعی طور پر 269۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں لوکل گورنمنٹس میں ترقیاتی سکیموں میں 12۔ارب روپے الگ سے مختص کئے گئے ہیں۔ صوبائی فنانس کمیشن کی تشکیل اور ایوارڈ بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر! معزز قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں مختلف محکمہ جات کی طرف سے اپنے بجٹ میں مختص فنڈز کے کم استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جبکہ اصل حقیقت یوں ہے کہ سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں 4۔ارب 48 کروڑ روپے، سپیشل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں چھ کروڑ 21 لاکھ روپے، لٹریسی ڈیپارٹمنٹ میں ایک ارب 40 کروڑ روپے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ایک ارب 68 کروڑ روپے، واٹر سپلائی کے لئے ایک ارب 33 کروڑ روپے، لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ایک ارب 57 کروڑ روپے اور سڑکوں کی مد میں 48 کروڑ روپے ضلعی حکومتوں کو ٹرانسفر کر دیئے گئے ہیں جن کی کل مالیت 11۔ارب 13 کروڑ روپے بنتی ہے، جس کو ترقیاتی بجٹ میں شاید شامل نہیں کیا گیا۔ یہاں میں یہ امر واضح کرتی چلوں کہ حکومت پنجاب سالانہ ترقیاتی پروگرام پر عملدرآمد کا ماہانہ اجلاسوں میں جائزہ لیتی ہے۔

جناب سپیکر! رواں مالی سال کے دوران 31 مئی تک ترقیاتی بجٹ کی مد میں 81 فیصد فنڈز خرچ کئے جا چکے ہیں جبکہ پچھلے مالی سال یعنی 14-2013 کے دوران 31 مئی تک 77.5 فیصد ترقیاتی فنڈز خرچ کئے گئے تھے جو کہ جون 2014 تک 92 فیصد ہو گئے تھے۔ اسی trend کو مدنظر رکھیں تو یہ بات ظاہر ہے کہ جون 2015 تک ترقیاتی بجٹ کا 90 فیصد سے زیادہ خرچ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں مختصراً یہ بھی بتاتی چلوں کہ چند بڑے بڑے محکمہ جات مثلاً زراعت 93 فیصد، تعلیم 93.4 فیصد، ہائر ایجوکیشن 87 فیصد، سپیشل ایجوکیشن 100 فیصد اور خواندگی کا محکمہ 92 فیصد تک فنڈز کا استعمال کر چکا ہے۔

جناب سپیکر! معزز ایوان کے ممبران نے نابینا افراد کے بارے میں بھی ذکر کیا۔ اگلے مالی سال میں سوشل پروٹیکشن اتھارٹی کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں جو کہ معذور افراد کو وظائف کی فراہمی پر خرچ کئے جائیں گے اور ان کو روزگار فراہم کرنے کی کوششیں بھی جاری ہیں۔

جناب سپیکر! ممبران اسمبلی کی تجاویز کے لئے میں شکر گزار ہوں اور میں نے ان کو محکموں تک پہنچا بھی دیا ہے۔ جن شعبوں کا ذکر اکثر ہوا ہے ان میں تعلیم اور صحت ہیں جن میں reforms کا میں مختصراً ذکر کرنا چاہوں گی۔ تعلیم ہماری ترجیحات میں اولین حیثیت رکھتی ہے اور ہماری حکومت نے شعبہ تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کے شروع کردہ reforms roadmap 2018 پر عملدرآمد کے لئے آئندہ مالی سال میں سکول ایجوکیشن کے بجٹ میں 33۔ارب 17 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس سے نئے پرائمری سکولوں کا قیام، missing facilities کی فراہمی، بوسیدہ عمارتوں کی تعمیر نو، سائنس، IT lab کی تعمیر اور نئے دانش سکولوں کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے صحت کے سیکٹر میں انقلابی اور بنیادی اصلاحات کی ہیں جن کے ثمرات نظر بھی آنا شروع ہو گئے ہیں اور صحت کی تمام سطح پر جس میں پرائمری، سیکنڈری اور tertiary شامل ہے، اصلاحات کی جارہی ہیں۔ میں اس سلسلے میں ذکر کروں کہ پرائمری ہیلتھ کیئر میں وزیر اعلیٰ Roadmap شروع کیا گیا ہے جس کے تحت BHUs میں ڈاکٹروں کی موجودگی، ادویات کی فراہمی اور infrastructure کی بحالی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! سرکاری ہسپتالوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے ابتدائی طور پر دس اضلاع میں تمام ہسپتالوں کو private service providers کو contract out کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایک شفاف طریقے سے منتخب ہونے والے ان private service providers کو حکومت ان ہسپتالوں کا بجٹ فراہم کرے گی اور یہ private service providers تمام شہریوں کو مفت علاج فراہم کرنے کے پابند ہوں گے۔ یہ ماڈل دنیا کے بہت سے ممالک میں کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس ضمن میں یہ بھی وضاحت ضروری ہے کہ اس سے کسی سرکاری ڈاکٹر کو ملازمت سے نہیں نکالا جائے گا جبکہ ان ہسپتالوں کی صرف management private service providers کے حوالے کی جائے گی۔

جناب سپیکر! تحصیل ہیڈ کوارٹر اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی مرمت و تعمیر کے لئے بھی ایک ارب 25 کروڑ روپے ضلعی حکومتوں کو دیئے گئے ہیں جس پر کام شروع ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ

ساتھ ان ہسپتالوں میں معیاری ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔مزید برآں ان میں موجود تمام آلات کو فی الفور قابل استعمال بنادیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!Debate کے دوران وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کا بھی ذکر آیا ہے تو میں بتاتی ہوں کہ اس میں Outpatient Ward کو دسمبر 2014 سے operational کر دیا گیا تھا جبکہ ایمرجنسی اور Inpatient Ward کو operational کرنے کے لئے ضروری اسامیاں منظور کر دی گئی ہیں جن پر بھرتی کا عمل جاری ہے۔تمام ضروری equipment کی خرید کا عمل مکمل کر دیا گیا ہے۔ اس میں سے جو equipment موصول ہو گیا ہے اس کو install بھی کر دیا گیا ہے اور باقی کا equipment delivery کے process میں ہے۔

جناب سپیکر!میو ہسپتال کے سرجیکل ٹاور کا بھی ذکر ہوا تو اس پراجیکٹ کے PC-1 کو revise کر کے منظور کر دیا گیا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے موجودہ بجٹ میں 30 کروڑ روپے کے فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔اس پراجیکٹ کے delay کی بنیادی وجہ اس کے ابتدائی PC-1 کے اندر موجود بنیادی خامیاں تھیں جن کو اب مریضوں کو بہترین سہولت دینے کے لئے ہم صحیح کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر!آج ایک معزز ممبر نے قائداعظم سولر پاور پلانٹ کے سولر پاور پینل کے سسٹم design کی flaws بتائیں کہ 25 سینٹی گریڈ پر وہ نہیں چل پائے گا۔میں گزارش یہ کرنا چاہتی ہوں کہ جتنے بھی بڑے سولر پارکس ہیں وہ ریگستانی علاقوں میں ہیں امریکہ America میں Desert Arizona دیکھیں،Africa کا Sahara Desert دیکھیں،China کا Gobi Desert دیکھ لیں یہ انہی Desert میں لگے ہوئے ہیں۔کیا ان جگہوں میں کبھی 25 ڈگری سے کم temperature ہوتا ہو گا؟تو میں صرف ممبر کی information کے لئے بتانا چاہتی تھی۔اس کے علاوہ منصوبوں کو تیز رفتاری سے مکمل کرنے کے لئے ہم نے transparency اور standards پر کبھی compromise نہیں کیا۔ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے تمام منصوبے شفاف اور کرپشن سے پاک ہیں۔گزشتہ سالوں میں حکومت پنجاب کو کسی مالی سکینڈل میں ملوث نہیں پایا گیا۔چاہے وہ قائداعظم سولر پارک ہو،چاہے وہ پاکستان میٹرو بس ہو یا وہ لاہور کی میٹرو بس ہو ہم بجا طور پر اپنے منصوبوں کی رفتار اور شفافیت پر فخر کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!آخر میں،میں تمام معزز ممبران کی شکر گزار ہوں جنہوں نے بجٹ پر بحث میں حصہ لیا،میں خاص طور پر اپوزیشن کے ممبران کی ممنون ہوں جو بلاشبہ کسی بھی جمہوری ایوان کی رونق

ہوتے ہیں۔ میں تمام میڈیا کی بھی مشکور ہوں جنہوں نے بجٹ کے معاملات عوام تک پہنچائے۔ میں تمام اسمبلی سٹاف کی شکر گزار ہوں جن کی مدد ہمارے ساتھ رہی اور محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی کے افسران اور سٹاف کی بھی جن کی محنت سے ہمارا وژن numbers میں تبدیل ہوا۔ سب سے آخر میں ایک دفعہ پھر عوام کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ اُن کی حکومت اُن کی ترقی اور خوشحالی کے لئے شب و روز مصروف ہے۔ اللہ ہماری مدد فرمائے۔ پاکستان زندہ باد

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ بروز سوموار کو سالانہ بجٹ 16-2015 کے مطالبات زر پر voting کا آغاز ہو گا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 22۔جون 2015 کو دن 2:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

سوموار،22۔جون2015

(یوم الاثنین،4۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد 15:شمارہ 9

655

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

سوموار،22۔جون2015کو2:00بجے دوپہر اور منگل23۔جون2015
کو10:00بجے صبح منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاسوں کی فہرست کارروائی

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال2015-16

مطالبات زر برائے سال2015-16پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو76لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال2015-16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدافیون برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال2015-16جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21002

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4۔ارب24کروڑ71لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال2015-16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال2015-16جلد اول کے صفحات 11تا46ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21003

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8کروڑ67لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال2015-16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال2015-16 جلد اول کے صفحات47تا62ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21004

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو64کروڑ9لاکھ55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹیکس یا اسٹام برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال16-2015 جلد اول کے صفحات 63تا73 ملاحظہ فرمائیں۔

656

مطالبہ نمبر PC-21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب 34 کروڑ8لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 75 تا 97 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7کروڑ61لاکھ18 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 99 تا 111 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو12کروڑ79لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات113تا127 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو85کروڑ74لاکھ37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات129تا 152 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21009

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب46کروڑ 76

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے

لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

صفحات 153 تا 303 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC–21010

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 26۔ارب 93 کروڑ 46 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد اول کے صفحات 321 تا 831 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC–21011

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12۔ارب، 74 کروڑ 48 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد اول کے صفحات 833 تا 899 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC–21012

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7۔ارب 52 کروڑ 41 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد اول کے صفحات 901 تا 941 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC–21013

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد اول کے صفحات 943 تا 1035 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14 کروڑ 43 لاکھ 70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16–2015 جلد اول کے

PC-21014 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے۔ صفحات1037 تا1051 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21015 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو56۔ارب33 کروڑ72 لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات1053 تا1313 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21016 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو63۔ارب6کروڑ11لاکھ 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات1315 تا1691 ملاحظہ فرمائیں۔

658

مطالبہ نمبر PC-21017 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو12۔ارب59 کروڑ 53لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1693 تا1745 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21018 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب،27کروڑ،74 لاکھ،65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔ تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات1747 تا1873 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21019 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو61کروڑ76لاکھ81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1875 تا1893 ملاحظہ فرمائیں۔

پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر PC-21020

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4۔ارب32کروڑ96لاکھ 70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 1895 تا2014ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21021

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ51لاکھ43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2015تا2039ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21022

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب24کروڑ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2041 تا2110 ملاحظہ فرمائیں۔

659

مطالبہ نمبر PC-21023

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب76کروڑ69لاکھ 35ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2111 تا 2225ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21024

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب94کروڑ20لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات2227 تا2275 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21025

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب32کروڑ27لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2277 تا2335ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21026

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34کروڑ20 لاکھ 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2337 تا2353ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21027

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک۔ارب49کروڑ 18لاکھ 81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2355 تا2368 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21028

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب4۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2375 تا2380 ملاحظہ فرمائیں۔

660

مطالبہ نمبر PC-21029

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو21کروڑ71لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2381تا2405ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21030

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو23۔ارب54کروڑ58لاکھ،

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے

54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔

صفحات2407 تا 2412ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21031

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔کھرب79۔ارب27 کروڑ6لاکھ16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2413تا2559ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21032

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ45 لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2561 تا 2577 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13033

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب23۔ارب28 کروڑ78لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2579 تا 2599 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-13034

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ67 لاکھ10ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2601 تا 2612 ملاحظہ فرمائیں۔

661

مطالبہ نمبر PC-13035

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2613 تا 2617 ملاحظہ

	اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدقرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13050	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدسرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2641 تا 2645 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-22036	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2 کھرب20۔ارب 71کروڑ54لاکھ 67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات1 تا1053 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو48۔ارب68کروڑ 14لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2016کو ختم ہونے والے مالی سال-2015 16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدتعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلددوم کے صفحات1تا 58 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو5کروڑ81لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدزرعی ترقی وتحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلددوم کے صفحات59تا 62ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12040	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدناؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات63 تا67 ملاحظہ فرمائیں۔

662

مطالبہ نمبر PC-12041	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو69۔ارب49کروڑ17لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات وپل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات69 تا274ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو60۔ارب55کروڑ31 لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات275تا 644ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12043	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب35کروڑ5لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات645 تا658ملاحظہ فرمائیں۔

663

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

سوموار،22۔جون2015

(یوم الاثنین،4۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر2بج کر50منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ
بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ
وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

سورۃ التّین آیات1 تا 8، سورۃ العلق آیات 1 تا 5

انجیر کی قسم اور زیتون کی(1)اور طور سینین کی(2)اور اس امن والے شہر کی(3) کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے(4) پھر (رفتہ رفتہ)اس (کی حالت) کو(بدل کر)پست سے پست کر دیا(5) مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے(6)تو(اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟(7) کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟(8)

(اے محمدؐ)اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے (عالم کو)پیدا کیا(1) جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا(2) پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے(3) جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا(4)اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا(5)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

یہ دنیا اک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں ہے بس ایک بستی میں
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ میرے جان و دل قربان
تری آنکھیں بتاتی ہیں تری منزل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد کی غلامی کا
وہ میرے دل میں رہتے ہیں میرا بھی دل مدینہ ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔آج کی کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔آج تحریک استحاق بھی ہے اور تحاریک التوائے کار بھی ہیں۔اس کے بعد سرکاری کارروائی گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2015-16 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ملک میں شدید قسم کی لوڈشیڈنگ ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں۔پاکستان کی 67 سالہ تاریخ میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے اتنے بڑے پیمانے پر اموات ہوئی ہوں۔آج صورتحال یہ ہے کہ وفاقی حکومت کی بار بار یقین دہانیوں اور اعلانات کے باوجود سحری اور افطاری کے موقع پر اور وقفے وقفے سے جو غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے اس سے پورے ملک کے طول و عرض میں بالخصوص پنجاب کے دیہی اور شہری علاقوں میں یہ لوڈشیڈنگ عذاب کی طرح طاری ہو گئی ہے۔اس سے لوگ بلک رہے ہیں، مسجدوں میں صبح کے وقت پانی نہیں تھا اور بجلی نہ ہونے کی وجہ سے حالات انتہائی دگرگوں ہیں۔اس حوالے سے ہم نے ایک قرارداد جمع کروائی ہے اس میں ڈاکٹر سید وسیم اختر بھی میرے ساتھ ہیں۔لوڈشیڈنگ کی وجہ سے جو ہلاکتیں ہوئی ہیں ان پر ہم نے اظہار افسوس کیا ہے اور ان کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کی ہے۔ ہم نے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کم از کم رمضان المبارک میں جو آپ نے لوڈشیڈنگ کا شیڈول دیا ہے اس سے ہٹ کر غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ فی الفور بند کی جائے اور بجلی کی ترسیل کو یقینی بنایا جائے۔میری آپ سے استدعا ہے کہ اس قرارداد کو out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب ذرا تشریف لے آئیں، اتنی دیر ہم دوسرا کام کرتے ہیں جب وہ آ جائیں گے پھر ہم اس کو دیکھتے ہیں۔

تعزیت

بجلی کی لوڈشیڈنگ کی وجہ سے ہلاک ہونے والوں کے لئے دعائے مغفرت

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جو اتنی ساری ہلاکتیں ہوئی ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت کر لی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے آپ دعا کرادیں۔

(اس مرحلہ پر لوڈشیڈنگ سے ہلاک ہونے والوں
کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

یہ تحریک استحقاق جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔امجد علی جاوید صاحب! میرا خیال ہے کہ پہلے لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں تو یہ آپ کے لئے بھی بہتر رہے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔یہ تحریک التوائے کار نمبر 161 ہے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! ہم اپنا سیشن بھی لاء منسٹر صاحب کے آنے پر ہی شروع کرتے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔یہ اُن سے متعلقہ باتیں ہیں سیشن کے لئے تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں جو آپ کی بات سن رہے ہیں اور میں بھی سن رہا ہوں۔یہ تحریک التوائے کار میاں نصیر احمد کی ہے اس کا نمبر 161 ہے، اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

جام پور (راجن پور) میں محکمہ انہار کی کروڑوں روپے کی اراضی پر بااثر افراد کا قبضہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار encroachment ہٹانے کے لئے تھی اور موقع پر کارروائی کرنی تھی۔آج بھی ڈیپارٹمنٹ والے آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم encroachment ہٹانے کے لئے کارروائی کر رہے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کو چند دن کے لئے pending کر دیں انشاء اللہ کارروائی مکمل ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار پہلے بھی pending ہوئی تھی، جب اجلاس مکمل ہو جائے گا کیا پھر کارروائی مکمل ہو گی؟ گوندل صاحب! یہ ایسے نہیں ہونا چاہئے۔ مستقبل میں آپ careful رہیں۔ One should be very careful. یہ آخری بار ہے اس کے بعد اس تحریک التوائے کار کو pending نہیں کیا جائے گا آپ اس کا جواب positive لیں گے اور مجھے بتائیں گے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 196 امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔اس تحریک التوائے کار کا کیا کرنا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو بھیpendingفرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں،اس تحریک التوائے کار کوpending کیا جاتاہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 216/15چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

پنجاب آرٹس کونسل میں گھپلوں کاانکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): شکریہ۔جناب سپیکر! فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے گزشتہ تین سالوں میں جوامدادی گرانٹ دی گئی ہے اس کا زیادہ تر حصہ ملازموں کی تنخواہوں پر مشتمل ہے جبکہ بقایابہت کم رقم متفرق اخراجات کے لئے ہے۔ تمام ملازموں کی تنخواہ مع الاؤنسز ماہانہ بنیادوں پر ان کے بنک اکاؤنٹس میں ٹرانسفر ہوتے ہیں جبکہ کیش پر کوئی لین دین نہیں ہوتا لہذا تنخواہ میں سے خُورد بُرد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سال 12-2011 سے گزشتہ تین سالوں میں جو رقم امدادی گرانٹ کے ذریعے پنجاب آرٹ کونسل کو ثقافتی سرگرمیوں کے لئے ملی ہے اس میں کچھ رقم ڈویژنل آرٹ کونسل کو منتقل کر دی گئی ہے اور بقایا جو رقم پنجاب آرٹ کونسل نے خرچ کی ہے۔اس تمام کا حساب اس وقت موجود ہے۔ کلچر پنجاب کونسل آف دی آرٹ کی رقاصاؤں، سازندوں اور گلوکاروں پر مشتمل ایک گروپ ہے جو کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر پرفارم کر چکا ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ ہر سال اس کی درست طور پر monitoring کرتا ہے اور ماہانہ بنیادوں پر منظور شدہ نرخوں پر ان کی تنخواہوں کے طور پر بنک اکاؤنٹس میں ان کی تنخواہیں جمع کرائی جاتی ہیں۔ یہاں اس امر کی نشاندہی کرنا ضروری ہے کہ کلچر گروپ کے ممبران کو ماہانہ بنیادوں پر دیا جانے والا اعزازیہ مہنگائی کے تناسب سے بہت کم ہے۔ پنجاب آرٹ کونسل کے ملازمین کو پنشن کی سہولت میسر نہ ہے جبکہ ملازموں کے پنجاب آرٹ کونسل سے CP fund regulation 1992 کے تحت ان کو Contribution Provident Fund قائم کیا گیا ہے جو کہ ریٹائرمنٹ کے بعد ملازموں کو یکمشت ادا کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔ جی،اس تحریک التوائے کار کوdispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/236میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیاہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کا جواب نہیں آیا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کوnext week تک کے لئے pending کیاجائے۔

جناب سپیکر:جی،اس تحریک التوائے کار کوnext week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر15/239جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب ایک ٹی ایم اے کی طرف سے آیا ہے لیکن اس کے ساتھ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے بھی مفصّل جواب چاہئے اس لئے اس تحریک التوائے کار کو بھیpending فرمادیں کیونکہ جواب صرف ایک ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آیاہے۔

جناب سپیکر:نہیں،یہ دیکھیں کہ کتنے دن ہوگئے ہیں؟یہ بات توٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ایک موقع دے دیں۔انشاءاللہ جواب منگوالیتے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ:جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار کئی دفعہpending ہوچکی ہے۔یہ کوئی پہلی دفعہpending نہیں ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔جی،اس تحریک التوائے کار کو کل تکpending کر دیتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!نہیں،کل تک تومشکل ہے۔

جناب سپیکر:نہیں۔پھر یہ ٹھیک نہیں ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!آپ دو دن دے دیں انشاءاللہ جواب منگوالیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر دو دن کے بعد اس میں کوئی آڑ آئے گی تو آپ کو اس کا جواب دینا پڑے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 15/246 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

ملک میں گردوں اور جگر کی بیماریوں میں مسلسل اضافہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ ملک میں گردوں اور جگر کے امراض میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ان امراض کے پھیلاؤ میں بہت سے عوامل شامل ہیں جن پر قابو پانے کے لئے حکومت پنجاب انتہائی تندہی سے کام کر رہی ہے۔ ان امراض کی تعداد میں اضافہ کی ایک بڑی وجہ آبادی کی شرح میں تیزی سے اضافہ ہے جو کہ نہ صرف resources کی کمی کے باعث بڑھ رہا ہے بلکہ ان دونوں امراض سمیت دیگر مہلک بیماریوں کی شرح میں اضافہ کا سبب ہے۔ محکمہ صحت ان امراض کی روک تھام کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لا رہا ہے اور PKLI کے نام سے جدید سہولتوں سے مزین ہسپتال کی تعمیر شروع کر دی گئی ہے مزید برآں شیخ زید ہسپتال لاہور میں جگر کی بیماریوں اور پیوند کاریوں سے متعلق جدید سنٹر نے پہلے ہی کام شروع کر رکھا ہے۔ جہاں کامیابی سے جگر کے تمام امراض کا شافی علاج موجود ہے اور جگر کی پیوند کاری کے کامیاب آپریشن بھی ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ بھر کے تمام سرکاری ہسپتالوں میں خصوصاً تدریسی ہسپتالوں میں ان امراض اور دیگر مہلک امراض کی تشخیص اور بعد ازاں مکمل علاج معالجہ تمام سہولتیں موجود ہیں اور ہزاروں مریضوں کے لئے باعث شفاء ہیں۔ جہاں تک میو ہسپتال لاہور کے KEMU سے جدا ہونے کا تعلق ہے یہ عرض ہے کہ میو ہسپتال محکمہ صحت کا بڑا تدریسی ہسپتال ہے۔ KEMU کے پروفیسر اور دیگر تدریسی عملہ روزاوّل کی طرح میو ہسپتال میں علاج معالجہ کی سہولیات دینے کے ساتھ طلباء undergraduate اور PGR بھی تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! مزید برآں محکمہ صحت نے ہسپتال کو فنڈز وغیرہ کی فراہمی میں تیزی کی وجہ سے اب یہ ہسپتال اپنے زیر التواء پراجیکٹس کی تکمیل کر رہا ہے۔ ان پراجیکٹس کے باعث ہسپتال کی کارکردگی میں نمایاں بہتری آ جائے گی۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی ایکٹ کے تحت ایک خود مختار یونیورسٹی کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ اس ایکٹ کے تحت میو ہسپتال، کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے دائرہ اختیار میں نہ آتا تھا تاہم تمام طلباء کی بہتری اور مریضوں کو بہتر طبی سہولیات پہنچانے کے لئے

میو ہسپتال کو محکمہ صحت کے تابع کر دیا گیااور اس کاالحاق KEMU سے کیا گیا۔ ہسپتال میں KEMU کے پروفیسر حضرات مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں اور طلباء کی تعلیم کا ذریعہ بھی ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک لیڈی ولنگڈن اور لیڈی ایچی سن ہسپتالوں کی سپردگی کا تعلق ہے یہ ہسپتال KEMU کے ساتھ پہلے ہی الحاق کے لئے جا چکے ہیں۔ KEMU کو ان ہسپتالوں کو چلانے کے مکمل اختیارات دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! محکمہ صحت نے گردوں کی غیر قانونی پیوند کاری کے قبیح کاروبار روکنے کے لئے Human Organ Transplant Act 2012 کا اجراء کر دیا ہے جس کے تحت Punjab Human Organ Transplant Authority بھی قائم کی جا چکی ہے۔ مزید برآں تمام تدریسی ہسپتالوں میں گردے اور جگر کے امراض کے علاج کے لئے بھی ڈاکٹرز موجود ہیں۔

جناب سپیکر! غیر تصدیق شدہ، مضر صحت اور حرام جانوروں کے گوشت کی روک تھام اور مجرموں کے خلاف سخت کارروائی کے لئے حکومت پنجاب نے پنجاب فوڈ اتھارٹی قائم کر رکھی ہے جو کہ بطریق احسن اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے جو بہت لمبا چوڑا جواب پڑھا ہے آپ اس سے مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر: جی، آپ جواب سنتے رہے ہیں اور وہ پڑھتے رہے ہیں۔ آپ کا لکھا ہوا ادھر آپ کو بھیج دیا گیا ہے۔ اگر اس کے باوجود آپ کی satisfaction نہیں ہوئی، جہاں آپ کو غلط لگے یا محکمے کی بات غلط نظر آتی ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔ میں نے تمام ہسپتالوں کے مختصراً حالات پیش کئے تھے۔ میں صرف پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ باقی ساری باتیں چھوڑ دیں۔ انہوں نے ہسپتالوں کی اتنی rosy picture پیش کی کہ جیسے پتا نہیں کہ وہاں اتنے پھول برس رہے ہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ جو interferon injections کی جگہ ایک ایسی میڈیسن جس کی انہوں نے RND prices ختم کر کے صرف 2 ہزار روپے میں sanction کیا ہے وہ ہیپاٹائٹس سی سے متعلقہ ہے وہ کیوں نہیں مارکیٹ کر رہے؟ مجھے صرف اس کا جواب دے دیں کہ اس کو مارکیٹ کیوں نہیں کیا جا رہا تاکہ وہ چھ لاکھ روپے کی میڈیسن صرف لوگوں کو پندرہ یا سولہ ہزار روپے مل جائیں۔ یہ صرف اس کا جواب دے دیں باقی چلیں میں بھی مان لیتا ہوں۔ باقی جو ہسپتالوں کا حال ہے اللہ کسی کو ہسپتال نہ دکھائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!شیخ صاحب متعلقہ دوائی مجھے لکھ کر دے دیں۔انشاء اللہ آج ہی مارکیٹ اور محکمہ سے پتا کروالیتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!مارکیٹ میں اگر یہ دوائی موجود ہو تو میں یہ بات ہی کیوں کروں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ یہ دوائی کا نام مجھے دے دیں،آج ہی پتا کروا کر صبح ان کو بتادیں گے کہ اس دوائی کی مارکیٹنگ کیوں نہیں ہو رہی،اگر ہو رہی ہے تو یہ کتنی مقدار میں ہو رہی ہے اور اگر نہیں ہو رہی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال 16-2015 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر:اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 16-2015 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔سال 16-2015 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 43 ہے۔حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 43 مطالبات زر میں سے چھ مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے کٹ موشنز پیش کی جائیں گی۔

1۔	پولیس	2۔	خدمات صحت
3۔	تعلیم	4۔	زراعت
5۔	عمومی انتظامات	6۔	آبپاشی و بحالی اراضی

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:آپ کو کیا ہوا ہے،آپ نے میری بات نہیں سنی؟

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب سپیکر:مجھے پہلے پڑھ لینے دیں۔کٹ موشنز کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج شروع ہو کر کل بروز منگل مورخہ 23۔جون 2015 دوپہر ایک بجے تک جاری رہے گی۔باقی ماندہ مطالبات زر

پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ(4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ سب سے پہلے ہم ایجوکیشن کو لے لیتے ہیں۔جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق تھی؟

جناب سپیکر: اس معاملے میں آپ سے پہلے بھی بات ہوئی تھی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! قواعد کے مطابق اسے priority پر آنا تھا۔

جناب سپیکر: آپ سے پہلے بات ہوئی تھی، آپ تشریف رکھیں۔سب سے پہلے ہم ایجوکیشن سے شروع کرتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو پولیس کا محکمہ تھا۔

جناب سپیکر: پولیس بھی آ جائے گی، ایجوکیشن کے بعد پولیس کو take up کر لیں گے۔وزیر تعلیم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہم ان سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔وزیر خزانہ مطالبہ زر PC-21015 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21015

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

> "ایک رقم جو 56۔ارب 33 کروڑ 72 لاکھ 25 ہزار سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "ایک رقم جو 56۔ارب 33 کروڑ 72 لاکھ 25 ہزار سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر21015-PC میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے: میاں محمود الرشید، جناب محمد عارف عباسی، سید اعجاز حسین بخاری، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد علی خان دریشک، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ ناہید نعیم، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، میاں ممتاز احمد مہاروی، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، سردار علی رضا خان دریشک، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، ڈاکٹر نوشین حامد، جناب خرم شہزاد، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ شنُیلا رُوت، جناب محمد صدیق خان، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب عبدالمجید خان نیازی، محترمہ نگہت انتصار، چودھری مونس الٰہی، جناب احمد شاہ کھگہ، سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ باسمہ چودھری، سردار محمد آصف نکئی، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، مخدوم سید اکبر علی محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب احسن ریاض فتیانہ۔

آپ میں سے کون move کرے گا؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں move کروں گا۔

Sir, I move that an amount…..

جناب سپیکر: اردو میں پڑھیں اور شروع سے پڑھیں "آئی" سے نہیں "میں" سے پڑھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیا فرمایا ہے؟

جناب سپیکر: اردو میں پڑھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہ move کرتا ہوں کہ 56۔ارب، 33 کروڑ روپے۔۔۔

جناب سپیکر: اردو میں شروع کریں کہ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The amount 56 billion 33 crore 7.2 Million 25 thousand

کو کم کر کے۔۔۔

جناب سپیکر: اپنا موبائل فون بند کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرے پاس تو موبائل فون نہیں ہے۔

جناب سپیکر:آپ کی جیب میں کہیں ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میری جیب میں نہیں ہے،ویسے بھی میرا فون تو بند پڑا ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آپ مہربانی کر کے اپنی cut motion کو repeat کر دیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں نے چونکہ کافی بولنا ہے اس لئے مجھ میں سے پہلے ہی بجلی نکل رہی ہے۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو56۔ارب33کروڑ72لاکھ25ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر21015-PC تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر!یہ اتنی ضروری بات نہیں ہے جتنی ضروری بات میں نے ابھی کرنی ہے۔

جناب سپیکر:آپ کون سی ترمیم کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ایجوکیشن کے متعلق بات کر رہا ہوں کہ اسے کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔(قطع کلامیاں)

"ایک رقم جو56۔ارب33کروڑ72لاکھ25ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر21015-PC کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر:مجھے اب دہرانے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!آپ دہرا دیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو56۔ارب33کروڑ72لاکھ،25ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر21015-PC کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

وزیر خزانہ(ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!میں اس کی مخالفت کرتی ہوں۔

جناب سپیکر:جی،ڈاکٹر صاحب!اب آپ جو بحث کرنا چاہتے ہیں،کریں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!بڑی مشکل سے باری آئی ہے۔ہم نے ساری finally بات چیت کر لی ہے اب ضروری باتیں کر لیتے ہیں کیونکہ۔۔۔

جناب سپیکر: کیا کہا آپ نے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اچھا ہو گیا کہ پچھلے پانچ منٹ سے جو commotion چل رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔ آج زبردست بات ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ متعلقہ وزیر صاحب ادھر ہیں۔

جناب سپیکر: اسی لئے میں نے یہ کیا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے بہت اچھا کیا ہے کیونکہ جب ایجوکیشن کی باری آتی ہے تو وہ بیٹھے ہوئے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ تین سال سے ایک ہی تقریر ہو رہی ہے اور میں تیسری دفعہ بھی وہی باتیں کہنے آیا ہوں جو تین سال سے کہہ رہا ہوں۔ یہاں سے منسٹر صاحب اٹھیں گے اور جواب دیں گے at the end of all this انہوں نے بڑی زبردست تعریفیں کرنی ہیں کہ سب کچھ زبردست ہے کوئی problem نہیں ہے، کوئی issue نہیں ہے، سب کچھ پڑھا لکھا ہے اور ایک پڑھا لکھا پنجاب بڑی خوبصورتی سے چلتا جا رہا ہے۔ یہ وہی پرانی باتیں ہیں اب میں اس بات سے شروع کرنے لگا ہوں کہ basic چیز Article 25 A of the Constitution of Pakistan ہے کہ پانچ سے سولہ سال کی عمر تک کے بچوں کے لئے free education ہے۔ ذرا مجھے بھی بتائیں کہ یہ کہاں پر مل رہی ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دفعہ صرف تعریفیں کرنے کی بجائے جواب دیئے جائیں۔ یہاں پر جو سوال پوچھے جا رہے ہیں کھڑے ہو کر ان کے جواب دیئے جائیں، صرف تعریفیں کر کے چلے جانے سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو رہا۔ پانچ سے سولہ سال کی عمر کے بچوں کو free education کا کہا گیا ہے یہ جس سسٹم کے حساب سے کہتے ہیں کہ پانچ سے سولہ سال کے بچوں کو free education مل رہی ہے وہ نہیں مل رہی۔ کیوں نہیں مل رہی؟ کیونکہ وہ یہ نہیں دیکھ رہے کہ کتنے بچے بیچ میں سے drop out ہو رہے ہیں وہ صرف دیکھتے ہیں کہ جنہوں نے آ کر نام لکھوا دیا ایک دفعہ attendance لگ گئی ہے اور ایک دفعہ ان کا نام سکول میں چلا گیا ہے so they think it means کہ سارے بچے سکول جا رہے ہیں the main problem is کہ ان میں سے کتنے بچے drop out کر چکے ہیں۔ کتنے بچے ہیں جن کی جو بھی وجوہات ہیں وہ سکولوں سے کیوں نکل چکے ہیں ان کو کبھی کسی نے count نہیں کیا اس لئے drop out کا نمبر سب سے ضروری نمبر ہے کیونکہ جا کے جمع کرانا تو بڑا آسان ہے کہ ہم نے اتنے بچے سکولوں میں جمع کروا دیئے لیکن کتنے بچے کس طرح اندر perform کر رہے ہیں اور کتنے بچے اندر رہ گئے ہیں؟

The end of the day it is most important question

جناب سپیکر! میں یہاں پر کچھ figures دوں گا کیونکہ ہم نے بھی تھوڑی سی پڑھائی لکھائی کی ہے اس لئے کچھ figures ہیں جو کہ گورنمنٹ کے ہیں جو گورنمنٹ نے دیئے ہیں یا different authorities ہیں یا different لوگ جو اسے research کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی حکومت پنجاب کے سکولوں پر کچھ research کی ہے ۔ سب سے پہلا نمبر in government schools Punjab آتا ہے government schools in Punjab approximately 51 or 52 thousand کہہ لیں اتنے ہیں۔ان میں سے جن کی completely finished buildings ہیں جن کی پوری بلڈنگز ہیں ان کی تعداد 11 ہزار ہے یعنی صرف 11 ہزار سکولوں کی complete buildings ہیں۔ جن سکولوں میں بجلی نہیں ہے ان کی تعداد 6500 ہے۔اگر آپ exact نمبر چاہتے ہیں تو میں منسٹر صاحب کو بتا دیتا ہوں کہ 6514 سکولوں کے اندر بجلی نہیں ہے۔Boundary walls پر چلے جائیں چونکہ دسمبر میں جو حادثہ ہو چکا ہے اس کے بعد بڑی زبردست سکیورٹی کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ سکولوں کے اندر سکیورٹی ہونی چاہئے۔ اگر آپ سکیورٹی پر جائیں تو ہم لاہور سے بھی باہر نہیں جائیں گے اور میں آپ کو اپنے حلقے میں لے کر جاتا ہوں وہاں پر جو ٹیچرز پڑھا رہے ہیں ان سے ان کی اپنی verification کے لئے ہزار ہزار روپیہ لیا جا رہا ہے ۔ مجھے ذرا بتائیں کہ کتنے سکولوں میں cameras لگے ہیں کیونکہ وہ تو میرے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور مجھے فون آتا ہے کہ آ کر تاریں اور کیمرے لگوا دیں۔ ہم کس قسم کی سکیورٹی کی بات کر رہے ہیں؟ میں یہ بھی exact نمبر دے دیتا ہوں چونکہ منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں اس لئے اچھا ہے کہ وہ exact figure note کر لیں گے 2706 is the exact No of the schools جن کی boundary walls نہیں ہیں، boundary walls ہی نہیں تو تار کہاں لگے گی یا کیمرہ کہاں لگے گا؟ میں ابھی آپ کو بتا رہا ہوں کہ جب یہاں ایجوکیشن کی ساری debate ختم ہو گی تو ادھر سے ایک بڑی خوبصورت تقریر پیش کی جائے گی، بڑی زبردست تقریر ہو گی جس کے اندر سب کچھ زبردست نظر آئے گا۔ایک نمبر dangerous buildings کا ہے dangerous buildings کا یہ مطلب ہے کہ جو بلڈنگز گرنے والی ہیں آپ ان میں نہیں بیٹھیں گے، میں بھی نہیں بیٹھوں گا، ہم میں سے کوئی بھی نہیں بیٹھے گا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی چاہے گا کہ ہمارا بچہ ادھر بیٹھ کر پڑھ رہا ہو۔اس کا exact figure 4727 ہے جن کی بلڈنگز خطرناک قرار دی گئی ہیں کہ یہ بلڈنگز بہت خطرناک ہیں یہاں پر انسانوں کو اندر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ مجھے

صرف یہ بتادیں کہ کون چاہے گا کہ ان کا بچہ جا کر ایسی بلڈنگ میں بیٹھ کر پڑھے ؟ یہ سکولز چل رہے ہیں ان کو بند نہیں کیا گیا، ایک سکول کو بھی بند نہیں کیا گیا۔ اب مجھے یہ بتائیں کہ یہ کون کرے گا؟ اس چیز کا جواب دیا جائے۔ ہمارے بچے ہمارا future ہیں لیکن ہم تو ان کے سکولوں کی بلڈنگز تک کو secure نہیں بنا رہے، ان کو بلڈنگز change کر کے نہیں دے رہے، ان کو سکیورٹی نہیں دے رہے، کیمرے نہیں دے رہے، دیواروں پر لگانے کے لئے تاریں نہیں دے رہے۔ اسی طرح میرے پاس بہت سارے facts ہیں one room school یہ ایک بڑی زبردست چیز ہے کہ ایک کمرے کے اندر پورا سکول چل رہا ہے کیا آپ کو ان کی تعداد کا پتا ہے ؟ ان کی تعداد کتنی ہو گی سو، دو سو، تین سو، چار سو یا ایک ہزار ؟ نہیں، چار ہزار one room school چل رہے ہیں۔ اگر آپ ایک علاقے میں ایک کمرے کا سکول لگا لیں تو آپ ایک کمرے کے اندر کتنے بچے بٹھا لیں گے اور ایک کمرے کے اندر کتنا بڑا سکول چلا لیں گے ؟ اگر گورنمنٹ نے سکول کھولا ہے تو کیا وہ چار گھروں کے لئے کھولا ہے، پانچ گھروں کے لئے کھولا ہے یا دس گھروں کے لئے کھولا ہے ؟ ہم one room school level پر چار ہزار سکول چلا رہے ہیں یہ گنتی کے دو تین چار دس یا سو سکول نہیں بلکہ چار ہزار سکول چلا رہے ہیں۔ Facts and figures تو بہت سارے ہیں اگر میں دیتا جاؤں گا تو ہم ساری دوپہر ساری شام بیٹھے رہیں گے افطاری بھی یہیں گزر جائے گی اگلی سحری بھی آ جائے گی شاید پھر افطاری بھی آ جائے اور نمبرز ختم نہیں ہوں گے۔ میں نے آپ کو صرف موٹے موٹے facts بتا دیئے ہیں تاکہ کم از کم ان کے جوابات دیئے جائیں۔ ہم سارے یہاں بیٹھ کر بڑی اچھی speeches کرتے ہیں اور بہت زیادہ اچھی باتیں کرتے ہیں کہ یہ چیزیں بڑے زبردست طریقے سے اچھی طرف جا رہی ہیں۔ اگر ایجوکیشن کا بجٹ بڑھتا جا رہا ہے تو ان چیزوں کو ٹھیک کیوں نہیں کیا جا رہا؟ دانش سکول بنائیں، دانش سکول کو میری پوری support ہے مگر جو existing schools ہیں پہلے ان کو تو ٹھیک کریں۔ آپ دس لاکھ دانش سکول بنائیں ہمیں ان سے کوئی problem نہیں ہے کسی کا کوئی issue نہیں ہے۔ دانش سکول کا کوئی issue نہیں ہے مگر جو existing schools ہیں پہلے ان کو ٹھیک کریں جو اس وقت existing حالات ہیں جن میں سے میں نے صرف تھوڑے سے حالات آپ کو بتائے ہیں ان کو ٹھیک کریں۔

جناب سپیکر! سکولوں میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ پینے کا صاف پانی تو بڑی دُور کی بات ہے، آپ میرے ساتھ میرے حلقے میں چلیں جو کہ یہاں سے 20 منٹ کی drive پر ہے۔ آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں ہو گا۔ منسٹر صاحب بھی میرے ساتھ چلیں اور میں ان کو سکولوں میں مہیا کیا گیا

فرنیچر دکھاتا ہوں۔وزیر تعلیم اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں یہ بڑی اچھی بات ہے۔میں نے اپنی پچھلی تقریر کے اندر جو pointsبیان کئے تھے ان کو repeatکرنا چاہوں گا۔ہم نےfunds raisingکر کے ایک سکول بنایا ہے اور اسے حکومت کوhandoverکرنا چاہتے ہیں لیکن ای ڈی او اس کو لینے کے لئے تیار نہیں۔یہ سکول اتحاد کالونی میں ہے۔بچے درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے تھے۔ہم نےfunds raisingکی، سکول تیار کیا لیکن حکومت اس کوtakeoverکرنے کے لئے تیار نہیں۔اب بھی بچے ریلوے ٹریک کراس کر کے اتحاد کالونی سے کینٹ میں جا کر درختوں کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔یہ سکول پی ٹی آئی سے تعلق رکھنے والے ممبر نے بنوایا ہے اس لئے حکومت اس کوtakeover نہیں کرنا چاہتی۔پچھلے دو مہینے سے سکول تیار پڑا ہے لیکن ای ڈی او اس کو لینے کے لئے تیار نہیں۔سکول والوں کو فرنیچر ہم خود خرید کر دے رہے ہیں۔ای ڈی او کو دو سال پہلے کہا تھا کہ فلاں فلاں سکول میں فرنیچر فراہم کر دیں لیکن اب تو انہوں نے ہمارا فونattendکرنا ہی چھوڑ دیا ہے چنانچہ ہم نے اپنے علاقے کے سکولوں کے لئے خود اپنی جیب سے فرنیچر خرید کر دیا ہے۔آپ وزیر تعلیم یا کسی بھی وزیر کو بھجوادیں کیونکہ اس وقت ماشاءاللہ کافی وزراء تشریف فرما ہیں۔وہ میرے ساتھ جا کر دیکھیں کہ سرکاری سکولوں میں جو بلیک بورڈ مہیا کئے گئے ہیں وہ اتنے ناقص ہیں کہ ان پر لکھا ہوا پڑھا ہی نہیں جا سکتا۔دو سال کے بعد ای ڈی او نے فرنیچر بھیجا لیکن وہ بھی ٹوٹا ہوا ہے جبکہ دوسری طرف محکمہ تعلیم کا بجٹ متواتر بڑھایا جا رہا ہے۔میں پوچھتا ہوں کہ یہ بجٹ کہاں پر خرچ ہو رہا ہے، مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ بجٹ کہاں پر خرچ ہو رہا ہے؟سکولوں میں سکیورٹی میسر نہیں، عمارتیں خستہ حال ہو کر گر رہی ہیں، پینے کا پانی مہیا نہیں اور واش رومز موجود نہیں ہیں۔چار ہزار کے قریب سکولوں کی عمارتیں خطرناک declareکی جا چکی ہیں لیکن پھر بھی ان میں بچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ یہ بجٹ کہاں پر خرچ ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر!ایک اور fact عرض کروں گا۔مجھے راولپنڈی شہر کے حوالے سے بتایا گیا اور میرے راولپنڈی کے بھائی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔راولپنڈی میں 24فیصد سکولوں کے اندر پینے کا صاف پانی میسر نہیں۔میں نےfunds raisingکر کے اپنے حلقہ لاہور کے چھ سکولوں کے اندر فلٹریشن پلانٹس لگوائے ہیں۔یہ فلٹریشن پلانٹس لگوانے کے لئے مجھے پیچھے ہٹنا پڑا اور میں نے یہ پلانٹس دوسرے مختلف لوگوں کے ذریعے سے لگوائے ہیں کیونکہ مجھے علم تھا کہ اگر ای ڈی او کو معلوم ہو جاتا کہ یہ فلٹریشن پلانٹس میں لگوا رہا ہوں تو اس نے لگنے ہی نہیں دینے تھے۔یہ حالات ہیں کہ میں نے کسی اور

کو آگے کیا کہ یار! تم آگے آؤ اور یہ فلٹریشن پلانٹس فلاں فلاں سکولوں میں لگوا دو کیونکہ اگر میں ای ڈی او کے پاس گیا تو اس نے یہ نہیں لگنے دینے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ای ڈی او کو پتا نہیں چل سکا اور وہ چھ فلٹریشن پلانٹس ان سکولوں میں installہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ہر سال یہی مسائل بتائے جاتے ہیں لیکن ان کو حل کرنے کی طرف حکومت کوئی توجہ نہیں دیتی۔ مجھے کوئی ایک آدمی دے دیں کہ جس کو میں ساتھ لے جاؤں اور یہ سارے مسائل دکھا سکوں۔ میری آپ سے صرف یہی درخواست ہے کہ کوئی ایک بندہ دیں کہ جس کو یہ problems بتائی جائیں۔ پچھلے تین سالوں سے یہی مسائل درپیش ہیں۔ میں نے سمجھا تھا کہ بجٹ کے دوران یہاں پر اپنے مسائل کو point outکروں گا تو ان کا کچھ نہ کچھ حل نکلے گا لیکن ان مسائل کا کوئی حل نہیں نکلا بلکہ مسائل دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سپیشل ایجوکیشن ایک زبردست topic ہے۔ حکومت نے اس حوالے سے زبردست initiative لیا اور 400 ملین روپے اس کے لئے مختص کئے گئے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہم Handicapped Childrenاور خصوصی تعلیم والے بچوں کو priority دینے کی بجائے اس حوالے سے مختص شدہ بجٹ کا 80 فیصد استعمال ہی نہیں کر سکے۔ اگر ان خصوصی بچوں کی ہماری حکومت مدد نہیں کرے گی تو پھر ان کی کون مدد کرے گا؟ حکومت سپیشل ایجوکیشن کے بجٹ کو استعمال کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ at the end of the dayاس کی allocation کہیں اور moveکر دی جاتی ہے۔ اب اگر میں یہاں پر میٹرو کا لفظ استعمال کروں گا تو میرے حزب اقتدار کے بھائیوں کو اعتراض ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ جتنی مرضی میٹروز بنائیں میں آپ کے ساتھ ہوں، میری پوری supportہے مگر جو existingچیزیں ہیں ان کو پہلے ٹھیک کریں اور یہ نہ کریں کہ تمام پیسا نکال کر میٹرو بناتے جائیں۔ اگر حکومت نے سپیشل ایجوکیشن کے لئے 400 ملین روپے رکھے ہیں تو یہ استعمال ہونے چاہئیں۔ یہ استعمال نہیں ہو رہے تو کدھر جا رہے ہیں، کس کی جیب میں جا رہے ہیں، کس accountمیں اور کس allocationپر ہیں؟

جناب سپیکر! ہمارے پرائیویٹ سکولوں کا issue بھی بڑا زبردست ہے۔ پنجاب میں اس وقت 35 ہزار کے قریب پرائیویٹ سکولز چل رہے ہیں۔ ہم تعلیم کا سسٹم ٹھیک نہیں کرنا چاہتے، کوئی ایک standard بنانا نہیں چاہتے، انگلش میڈیم کو الگ اور اردو میڈیم کو الگ رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم امیر اور غریب کا difference maintain کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہ سارا نظام تعلیم ایک جھوٹ پر

چلائے جارہے ہیں۔جب تک پرائیویٹ اور سرکاری سکولوں کا نصاب ایک نہیں کیا جائے گا اس وقت تک یہ سسٹم ٹھیک نہیں ہو سکتا۔پرائیویٹ سکول اپنی مرضی سے فیس بڑھا دیتے ہیں۔ہر سال وہ دس فیصد فیس بڑھا دیتے ہیں لیکن ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔مجھے پتا ہے کہ بہت سے لوگوں نے اپنے بچوں کو پرائیویٹ سکولوں سے اس لئے اُٹھوا لیا ہے کیونکہ انہوں نے فیسیں بہت زیادہ بڑھا دیں ہیں۔یہاں بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ پرائیویٹ سکول ہر سال فیسیں بڑھا دیتے ہیں کیونکہ مجھے پتا ہے کہ ان سب کے بچے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔یہاں پر 95 فیصد ایسے معزز ممبران بیٹھے ہیں کہ جن کے بچے پرائیویٹ سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ہر چھ مہینے یا سال کے بعد پرائیویٹ سکولوں والے کہہ دیتے ہیں کہ اتنی فیس بڑھ گئی ہے لیکن ان پر کوئی کنٹرول ہے اور نہ ہی انہیں کوئی پوچھنے والا ہے۔حکومت کو اس حوالے سے پرائیویٹ سکولوں میں کوئی نہ کوئی قدغن لگانی چاہئے۔میں نے سُنا ہے کہ اس دفعہ حکومت نے ایک حکم جاری کر دیا ہے کہ پرائیویٹ سکولز اس دفعہ گرمیوں کی چھٹیوں کی یکمشت فیس نہیں لیں گے بلکہ ایک ایک ماہ کی فیس وصول کی جائے گی۔یہ کیا ہے؟لوگوں نے اس کے خلاف عدالت میں petitionsدائر کر دی ہیں۔دیکھیں،اگر عوام کے لئے کوئی بہتری کا کام کرنا ہے تو اسے صحیح طرح سے کر کے دکھائیں۔یہ صرف ہوائی فائر کرتے ہیں جس کا پتا ہی نہیں چلتا کہ لگی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر!میں آخری دو pointsپر بات کروں گا۔اگر ہم نے سب بچوں کے لئے ایک جیسی تعلیم مہیا نہ کی تو پھر ہم اپنی آنے والی نسل کا بہت بڑا نقصان کریں گے۔دیکھیں،اگر کچھ بچے کسی انٹرویو کے لئے جاتے ہیں جس میں سے ایک اردو میڈیم،دوسرا انگلش میڈیم سے پڑھا ہے اور تیسرا ایچیسن کالج سے آیا ہوا ہو تو اردو میڈیم والا ان بچوں کا مقابلہ کیسے کرے گا؟اب جو بچہ اردو میڈیم سے پڑھ کر آیا ہے اس کے لئے تو chanceہی کوئی نہیں۔جب تک ہم یکساں نظام تعلیم رائج نہیں کریں گے اس وقت تک یہ ملک اور قوم ترقی نہیں کر سکتی۔اس وقت 95 فیصد بچے اردو میڈیم کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں اور ان کا مقابلہ انگلش میڈیم سکولوں سے پڑھے ہوئے بچوں کے ساتھ ہے۔ان کو تو opportunityمل ہی نہیں سکتی۔

جناب سپیکر!میں آخر میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وزیر تعلیم آج اپنی جوابی تقریر میں ان مسائل کا کچھ حل بتائیں۔ہمارے ساتھ کوئی بندہ بھیجیں جس کو ہم نشاندہی کر سکیں کہ یہ issuesکہاں پر اور کس طرح سے ہیں؟صرف میرے نہیں بلکہ یہاں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران کے یہی مسائل ہیں۔سب

کے حلقوں میں یہ مسائل درپیش ہیں اور میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب ان مسائل کو حل کرنے کے لئے فوری اقدامات اُٹھائیں۔ بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے اجلاس کے شروع میں آپ سے گزارش کی تھی اور ابھی ابھی مجھے اطلاع آئی ہے کہ آج بھی کئی لوگ پورے ملک کے اندر گرمی کی وجہ سے جاں بحق ہو گئے ہیں اور اس میں دس لوگ پنجاب کے بھی شامل ہیں۔ ہم یہاں ٹھنڈے یخ ہال میں بیٹھے تقریریں کر اور سُن رہے ہیں جبکہ باہر لوگ گرمی سے تڑپ رہے ہیں۔ رمضان المبارک میں کسان، مزدور اور غریب لوگ جاں بحق ہو رہے ہیں، تڑپ رہے ہیں۔ پورے پنجاب کے اندر آج ہر شہر اور قصبے میں لوگ احتجاج کرتے ہوئے باہر سڑکوں پر ہیں۔ میں نے آپ سے گزارش کی ہے کہ اگر وزیر قانون نہیں آئیں گے تو ہماری قرارداد بھی پیش نہیں کرنے دیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی بے حسی کی بات ہے حکمرانوں نے جتنے وعدے اور دعوے کئے وہ سارا فریب تھا اور بجلی کی لوڈشیڈنگ پہلے سے بھی زیادہ بدترین ہو گئی ہے۔ آج بجلی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ گرمی سے مر رہے ہیں جو پاکستان میں کبھی نہیں ہوا۔ ہمارے ایک دو لوگ جو اپنی cut motion پر بولیں گے وہ یہاں رہیں گے اور ہم باقی لوگ یہاں سے walkout کر رہے ہیں اور جو لوگ مرے ہیں اُن کے لواحقین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے جا رہے ہیں اور آپ سے گزارش ہے کہ وزیر قانون صاحب کو بھی بلائیں تاکہ وہ ایوان میں آکر اس قرارداد پر بھی بات کریں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ walkout نہ کریں۔ وزیر قانون کی موجودگی کے بغیر rules کی suspension ممکن نہیں ہے۔ آپ تھوڑا سوچیں تو سہی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف walkout کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الھم صلي علي محمد و اله و عترته بعدد كل معلوم لك

جناب سپیکر! شعبہ تعلیم کے حوالے سے آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ اس حوالے سے جو cut motion ہے اُس حوالے سے میں اپنی چند گزارشات اس ایوان کے سامنے رکھ سکوں۔ تعلیم کے شعبہ میں بجٹ کے اندر بڑے بلند بانگ دعوے کئے گئے۔ سال 14-2013,13-2012 کے دوران

جتنے بھی بجٹ پیش کئے گئے میں اُن تمام کی بجٹ utilization بھی آپ کے سامنے رکھوں گا اور جس شعبہ میں بجٹ کو استعمال کرنے کی اہمیت دی گئی اس حوالہ سے بھی میں جسارت کروں گا کہ ایوان کے سامنے رکھ سکوں۔

جناب سپیکر!اٹھارہویں ترمیم کے بعد اس کے نتیجہ میں شعبہ تعلیم کی جو پالیسی، معاملات اور قانون سازی کے جو اختیارات صوبوں کو منتقل ہو چکے ہیں اُس حوالے سے صوبوں نے تعلیم کے لئے اپنی اپنی ترجیحات بنانی ہیں۔

جناب سپیکر! میں جس شہر لاہور کے اندر رہتا ہوں میں سب سے پہلے اس شہر کے اندر سکولوں کی حالتِ زار آپ کے سامنے بیان کروں گا۔ ضلع لاہور کے اندر پانچ سے سولہ سال کی عمر کے بچے 25لاکھ 91ہزار 921 ہیں۔اس عمر کے تقریباً16لاکھ 34ہزار339 بچے سکول جاتے ہیں اور اس عمر کے جو بچے سکول نہیں جا رہے وہ تقریباً9لاکھ 57ہزار682 ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس عمر کے بچوں کی سکول میں داخلہ کی شرح63 فیصد ہے اور اس عمر کے بچے جو سکول نہیں جا رہے اُن کی شرح37 فیصد ہے۔آپ نے اس پر بہت بجٹ رکھا اور کہا کہ ہم تعلیم کے معاملہ میں قوم کو سہانے خواب دکھائیں گے اور پڑھا لکھا پنجاب دیں گے۔ پڑھا لکھا پنجاب کے سلسلہ میں اتنا پیسا شاید تعلیم پر خرچ نہیں ہوا جتنا پیسا ان کی شعبدہ بازیوں کے اوپر اخباروں میں اشتہارات کی شکل میں خرچ ہوا۔ صبح اُٹھتے ہی روزانہ ایک ہنستے مُسکراتے چہرے کے ساتھ ایک تصویر جو قوم کو سالانہ اربوں روپیہ میں پڑتی ہے وہ ہمیں دیکھنے میں ملتی ہے۔غریب کے گھر کھانے کو روٹی نہیں، پینے کو پانی نہیں، اُس کے گھر میں بجلی نہیں، اُس کا بچہ سکول نہیں جاتا اور اربوں روپیہ اشتہارات کی شکل میں قوم کے خون پسینے کی کمائی تعلیم کے اشتہارات کی شکل میں یہ روزانہ خرچ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر!اگر سکولوں کے اندر بچوں اور ٹیچر کا تناسب دیکھا جائے تو ایسے سکول بھی ہیں جہاں پر 165 بچوں پر صرف ایک ٹیچر ہے۔ ضلع لاہور میں میٹرک کی سطح کے سکول 1216 ہیں جن میں سے 643 سکول لڑکوں کے ہیں اور 573 سکول لڑکیوں کے ہیں۔اب بات یہ ہے کہ اس پر جتنا بجٹ رکھا گیا، کہا گیا اور بڑا شور ڈالا گیا میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ تعلیم پر اتنا بجٹ رکھ رہے ہیں آپ نے کتنے نئے سکول بنائے ہیں؟ جو سکول پہلے بنے ہوئے ہیں آپ اُن کے اندر missing facilities پوری نہیں کر سکے۔ یہ دانش سے خالی ذہنوں والے حکمران جو دانش سکولوں پر خرچ کر رہے ہیں میں اُس حوالہ سے آپ کے سامنے کچھ facts and figures رکھوں گا۔آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی

رپورٹ کے مطابق تمام books کے حوالہ جات میں آج یہاں پر جو quote کروں گا میں آپ کو بتاؤں گا کہ دانش سکولوں اور تعلیم کی آڑ میں کتنی بڑی mega corruption کی جا رہی ہے۔ ان کی accounting میں Danish School and Centre of Excellence Authority نام کا کوئی نظام ہی موجود نہیں ہے۔ اس حوالہ سے Audit year 2012-13 کے Chapter-5 کے comments کے حوالہ سے میں آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ آپ اُس کو دیکھ سکیں۔ and internal audit

> The project was funded under grant No. PC-21015 Education Budget Rupees 5397.53 million was allocated by the Govt. of the Punjab against which an expenditure of rupees 5270.03 million was incurred by the Managing Director/Chief Executive Officer, Danish School and Centre of Excellence Authority. Audit methodology included data collection, examination, and analysis of record, discussion with Engineering Staff of consultant, surveys and interviews. Site visits were also conducted to have a physical view of the building. Authority has not yet frame its rules of procedure, accounting system has not been got approved from the Auditor General of Pakistan.

جناب سپیکر! جب آپ تعلیم پر پیسا خرچ کرنے جا رہے ہیں۔ آپ کو پوچھنے والا کوئی نہیں سوائے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کے جو آپ کے کل بجٹ کے 20 فیصد کا آڈٹ کرتا ہے۔ اس 20 فیصد آڈٹ کے اندر بھی حکومت اس قابل نہیں ہے کہ وہ یہ بتا سکے کہ جو پیسا انہوں نے رکھا تھا وہ کہاں پر استعمال ہوا ہے۔ اس کے رولز اور bylaws نہیں بنائے گئے۔ ان کا internal audit system نہیں بنایا گیا۔ یہ قوم کے خون پسینے کی کمائی ہے کسی کے ذاتی پیسے نہیں ہیں۔ اس ایوان کے اندر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ میں اس جھوٹ کے حوالے سے بھی ایک بات بیان کروں گا کہ میڈم منسٹر نے اپنی wind up تقریر کے دوران فرمایا کہ معزز قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں مختلف محکمہ جات کی طرف سے اپنے بجٹ میں مختص فنڈز کے کم استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جبکہ اصل حقیقت یوں ہے کہ وہ

کہتی ہیں کہ محکمہ سپیشل ایجوکیشن نے6کروڑ21لاکھ روپے خرچ کئے۔White Paper میں نے نہیں چھاپا یہ انہوں نے خود چھاپا ہے۔اس کے اندر سپیشل ایجوکیشن پرZero percentبجٹ استعمال ہوا ہے۔(شیم، شیم)

جناب سپیکر! یہ ایوان کیsanctityہے کہ اس کو غلطfiguresبتائی جائیں، کیا ایوان کے اندر جھوٹ بولا جائے؟ میں تو یہ سمجھتا تھا کہ میڈم منسٹر آئی ہیں چیزیں کچھ بہتری کی طرف جائیں گی لیکن معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔یہ بھی ایسی ہی ہو گئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہWhite Paperہے اس میں یہ خود چھاپ کر اور خود ہی جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: میں تمام حضرات سے گزارش کرتا ہوں، میں بار بار کہہ نہیں سکوں گا کہ ٹیلیفون کا استعمال ادھر بیٹھ کر نہ کریں۔ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں گا۔اب جو بھی فون کا استعمال کرے گا تو وہ ضبط ہو جائے گا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!دانش سکول رحیم یار خان کی تعمیر کے دوران گھپلا ہوا ہے۔دانش سکول رحیم یار خان کی تعمیر کے دوران ٹھیکیداروں کو معاہدہ سے ہٹ کر201ملین کے بجائے343ملین روپے ادا کئے گئے۔اس طرح142.23ملین روپے کی اضافی رقم جس کی کوائف کے مطابق منظوری نہیں لی گئی وہ ادا کی گئی۔آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابقunjustified paymentریکارڈ پر ہے۔ ان کو کون پوچھے گا؟انہوں نے تو اس محکمہ کے رولز ہی نہیں بنائے۔انہوں نے توinternal auditsystemہی نہیں بنایا۔آپ نے رحیم یار خان کے اندر بڑے دعوؤں کے ساتھ ایک سکول بنا دیا جہاں پانچ سو بچے پڑھتے ہیں وہاں کے باقی سکولوں کا کون پرسان حال ہے؟ وہاں پرmissing facilitiesہیں، وہاں اساتذہ نہیں ہیں، باتھ رومز نہیں ہیں، لائٹس نہیں ہیں، فرنیچر نہیں ہے اور چار دیواری نہیں ہے۔یہ دانش سکول کو روتے رہے ہیں اور یہ حکومت دانش سے خالی ہے۔اربوں کھربوں روپیہ اپنی کی ہوئی بات کو پورا کرنے کی تسکین کے لئے خرچ کر رہے ہیں۔اس کے بعد رحیم یار خان کے اندر ان کا جو دانش سکول ہے اس کی تعمیر پر805ملین روپے خرچ ہوئے جبکہ اس کوائف کے مطابقTDWPکی منظوری لازمی تھی۔آڈیٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق ہے کہ:

> Irregular award of the work to the contractor without administrative approval and detail technical sanctions estimated Rs.4354.564 million.

جناب سپیکر!اندھیر نگری چوپٹ راج۔ان کا جو دل کرے وہ کرتے پھریں ان کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے۔یہ اسمبلی کے اندر جھوٹ بولتے ہیں،اسمبلی کے اندر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔یہ کتابیں بول رہی ہیں میں نہیں بول رہا۔یہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہے۔جب قانون اور قاعدے سے ہٹ کر چیف منسٹر بات کرے گا تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے اندر رہنے والے دس کروڑ عوام قانون اور قاعدے کو follow کریں گے۔جب وزیر اعلیٰ خود قانون اور قاعدے کو follow نہیں کرے گا تو پھر باقی عوام کیسے کرے گی اور باقی ڈیپارٹمنٹس کیسے کریں گے؟

جناب سپیکر!دانش سکول چشتیاں کے اندر دوران تعمیر 134 ملین کا طے شدہ معاہدہ تھا لیکن 156 ملین کی ادائیگی کی گئی جو 34 فیصد زیادہ تھی۔آڈیٹر جنرل اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے کہ:

Weak supervisory and financial control resulted unjustified payment of Rs.14227570/-.

جناب سپیکر!جب آپ ان آڈٹ رپورٹس پر دھیان نہیں دیں گے تو پھر کیسے کام صحیح ہو گا؟ آپ اپنی انگلی کو ہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں چیز بنا دو،اسمبلی کس مقصد کے لئے ہے۔یہاں پر بجٹ پاس نہیں ہوتے بلکہ یہاں مذاق کیا جاتا ہے۔ انہوں نے ایک نیا کام پکڑا ہوا ہے۔ وہ یہ ہے کہ let say کسی پراجیکٹ کے لئے -/100 روپے رکھا جاتا ہے،اس کی utilization نہیں ہوتی۔ میں آپ کو مثال سے ثابت کروں گا کہ یہ اپنی مرضی سے 100 روپے کو 80 یا 70 روپے کر دیتے ہیں اور جتنی utilization ہوتی ہے اس کو 70 پر تقسیم کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے maximum بجٹ کی utilization کی ہے پھر ایوان کا کیا تقدس رہ جاتا ہے جس کے اندر آپ اتنی موٹی موٹی کتابیں پیش کرتے ہیں اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کچھ نہیں کرتے تو آپ تو مہربانی کریں۔آپ تو تقدس کا خیال رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کیا میں نعت شریف سناؤں۔آپ قصیدہ دے دیں میں وہ پڑھ دیتا ہوں۔ میں اسی پر بول رہا ہوں۔یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی کھا رہے ہیں اس پر بھی نہ بولوں۔آپ اور ہم نہیں بولیں گے تو کون بولے گا؟

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی ہے۔آپ بولیں۔ میں نہیں روک رہا۔ میں بولنے سے نہیں روکتا لیکن ایوان کے تقدس کا خیال رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ایوان کا تقدس یہ ہے کہ اس کے اندر جھوٹ نہ بولا جائے۔ایوان کا یہ تقدس نہیں ہے کہ یہاں پر غلط figures پیش کی جائیں۔

جناب سپیکر!ایجوکیشن کے حوالے سے لیپ ٹاپ سکیم رکھی گئی۔ ہر گھر کے اندر جہاں بجلی نہیں آتی وہاں پر لیپ ٹاپ دے دیا گیا ہے۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ وہ اسے چولہے پر لگا کر بیٹری چارج کریں گے۔اس رپورٹ کے اندر لیپ ٹاپ سکیم جو ایجوکیشن کا حصہ ہے۔یہ لیپ ٹاپ سکیم اس قوم کو بجلی اور روزگار میسر نہیں کر سکی لیکن کرپشن کا ایک میگا سکینڈل آپ نے 11-2010 میں شروع کیا اور وہ آج تک چل رہا ہے۔کیوں چل رہا ہے کیونکہ اس میں اکٹھے پیسے آتے ہیں؟ 5۔ارب 54 کروڑ روپے ضد اور ہٹ دھرمی کے ساتھ اس دفعہ پھر آپ نے لیپ ٹاپ کے لئے رکھا ہے۔اس صوبے میں لوگوں کے پاس روزگار نہیں ہے، اگر یہ یہی پیسا بجلی پر لگاتے، انرجی کو پورا کرنے کے لئے لگاتے تو ہم سمجھتے کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ان کے آگے کوئی بولتا نہیں ہے کیونکہ بیوروکریسی نے اپنے پیسے کمانے ہیں، اپنے پیسے کھانے ہیں اور اپنی کمیشنیں کھانی ہیں وہ ان کو حصار میں لیتی ہے اور یہ حصار میں آجاتے ہیں۔جب پولیٹیکل آدمی، پولیٹیکل سی ایم اپنی ٹیم کے ساتھ بیٹھ کر بات نہیں کرے گا اور وہ بیوروکریسی کے ساتھ بات کرے گا تو پھر چاہے وہ دانش سکول ہو، لیپ ٹاپ ہو یا کوئی اور سکیم ہو اس طرح سکینڈل سرعام منظر عام پر آئیں گے۔انہوں نے تعلیم کو بھی مذاق بنا لیا ہے۔ میٹرو بنا کر شاید ان بسوں کے اندر کلاسز لینی ہیں سکول ہمارے ٹھیک نہیں کر سکے پھر کہتے ہیں کہ فنڈ رکھ دیا جائے۔ تعلیم پر فنڈز کیوں لگائے جائیں جبکہ غریب آدمی نے اپنے بچے کو خود ہی پڑھانا ہے تو ہم پھر فنڈز ان کی کرپشن کے لئے رکھیں؟اس وجہ سے ہماری تحریک ہے جو کہ ہم نے پیش کی ہے کہ اس کا فنڈ reduce کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے کیونکہ یہ اس کے capable نہیں ہیں۔ میں اس حوالے سے تھوڑی سی figure بیان کروں گا کہ آپ نے اپنے میگا پراجیکٹ مکمل کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بجٹ اور ایجوکیشن کے بجٹ سے نکال کر اس پر لگا لئے۔آپ کو کوئی نہیں پوچھتا، آپ نے کس کی اجازت سے لگائے ہیں[**********]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ مہربانی کریں۔Don't be personal

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہائی کورٹ کا معزز جج آپ کو کچھ لکھتا ہے اور آپ اس کے against کچھ کروالیتے ہیں۔ آپ اپنے پولیس ونگ سے جو کہ ن لیگ کا پولیس ونگ ہے اس سے اپنی تحقیقات کروالیتے ہیں۔ یہ کہاں کا قانون ہے؟ ٹیچرز کی availability and attendance کے حوالے سے ان کی جو رپورٹ شائع ہوتی ہے اس میں تضاد پایا جاتا ہے اور یہ تضاد اس شکل میں کہ جس طرح پولیس کا محکمہ ایف آئی آر درج نہیں کرتا تاکہ حکومت کو بچا سکے کہ اس سال کرائم کم ہوا ہے۔ یہ بھی اس حوالے سے اپنی efficiency دکھاتے ہیں کہ سکول کے اندر جو سٹوڈنٹس آ رہے ہیں وہ پورے آ رہے ہیں یہ 92 فیصد show کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ٹیچرز کی حاضری show کرتے ہیں۔ جس شعبے پر سب سے زیادہ پیسا خرچ کرنے کی ضرورت ہے وہ تعلیم ہے۔ غریب کا بچہ اگر نہیں پڑھ سکتا تو صوبے میں کوئی تعلیمی نظام نہیں ہے۔ قوم کے معمار ٹیچرز کبھی سڑکوں پر مار کھا رہے ہوتے ہیں ان کو آپ پوچھتے نہیں ہیں۔ آپ الٹی سیدھی گیمیں کرواتے ہیں۔ آپ قذافی سٹیڈیم اور پنجاب سٹیڈیم کے اندر جو مرضی آپ کا دل کرے کر لیتے ہیں اور آپ ایجوکیشن کا فنڈ کھینچ لیتے ہیں۔ آپ پرائیویٹ کالجز اور schools کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان گیمز میں حصہ لیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ سے مراد سپیکر ہے یا آپ گورنمنٹ کو کہہ رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کے توسط سے گورنمنٹ تک پہنچا رہا ہوں۔ کبھی کبھی آپ خود بھی گورنمنٹ بن جاتے ہیں تو اس حوالے سے میں نے کہا کہ تھوڑا سا حصہ آپ کو بھی دے دوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں کبھی گورنمنٹ نہیں بنتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ٹھیک ہے جو آپ کا حکم ہے۔ کبھی کبھی آپ بن جاتے ہیں کیونکہ جب اُدھر سے جواب نہیں آتے تو آپ درمیان میں آ کر جواب دے دیتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ sometime ہو جاتا ہے۔ مہربانی

جناب سپیکر! آخر میں میری استدعا ہے کہ مہربانی کر کے اگر آپ تعلیم کے شعبے کو بہتر کرنا چاہتے ہیں تو تھوڑی سی توجہ اس طرف کریں۔ میں نے پہلے بھی آخری بجٹ تقریر میں کہا تھا کہ یقین مانیں کہ ان سکولوں کی buildings میں سریا اور سیمنٹ استعمال ہوتا ہے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ مہربانی کر کے یہ میٹرو سے ہٹ کر اس طرف توجہ کریں کیونکہ سریے اور سیمنٹ کا استعمال اِدھر بھی ہوتا ہے تو انشاء اللہ اِدھر سے بھی ان کو حصہ آئے گا۔ بہت شکریہ

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر! شکریہ۔Esteem colleague نے بہت اچھی باتیں شیئر کی ہیں، میں بھی اس میں کچھ contribute کروں گا۔ اگر آپ نوٹ کریں تو میں آپ کی وساطت سے ایجوکیشن منسٹر کے علم میں اضافہ کرنا چاہوں گا35110016 .EMIS code No ہے یہ میرے خیال میں سکولوں کے کوڈ ہیں۔ پنجاب حکومت نے اپنی اعلیٰ کارکردگی دکھاتے ہوئے یہ portal بنایا ہے جس میں تمام اضلاع کے تمام سکولوں کا ریکارڈ دیا گیا ہے۔ اس پر بہت تقاریر ہوئیں اور اربوں روپے ہم نے اس پر خرچ کر لئے تو میں صرف یہ چاہوں گا کہ اگر اس پر کوئی دھیان ہو جائے کہ ہمارے قول و فعل میں کتنا بڑا تضاد ہے۔ ہمیں شرم نہیں آتی اور یہ میں منسٹر صاحب کو نہیں کہوں گا یہ میں محکمے کو کہوں گا کہ ہمیں شرم نہیں آتی لیکن منسٹر صاحب بھی ذمہ دار ہیں کہ وہ اس چیز کا نوٹس لیں۔ محکمے کو شرم نہیں آتی کہ کس ڈھٹائی کے ساتھ وہ کیا رپورٹ کر رہا ہے۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے اگر آپ دیکھنا چاہیں تو دیکھ سکتے ہیں یہ EMIS code No. 35110016 ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ 500 سٹوڈنٹس without furniture total induction 622 ہے یعنی 122 سٹوڈنٹس کے پاس فرنیچر ہے باقی کے 500 سٹوڈنٹس تھڑے پر ہیں اور یہ یہاں پر اربوں روپے لگا رہے ہیں کہ ہم missing facilities provide کر رہے ہیں۔ اس ریکارڈ میں لکھا ہوا ہے کہ 500 سٹوڈنٹس کے پاس جون 2015 تک فرنیچر ہی نہیں ہے تو انہوں نے پڑھنا کیا ہے؟ وہاں پر کھیل کا میدان ہے اور نہ ہی وہاں پر اس کے علاوہ کوئی اور facilities ہیں۔ اس طرح ہم اپنے بچوں کا مستقبل روشن کر رہے ہیں۔ Acknowledge کریں کہ وہاں پر کچھ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اگلا کوڈ میں صرف دو تین کوڈ ہی بتاؤں گا کیونکہ sampling ہی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! کوڈ نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر! اگلا کوڈ نمبر 35110034 چونیاں کا ہے۔ میں نے کہا کہ کوئی urban city بھی آ جائے یہ صرف ایک ہی نہیں اور بھی بہت سارے آئیں گے۔ یہ سکول آٹھ کنال پر مشتمل ہے اس کا covered area 3375 Sq.ft ہے۔ وہاں پر انہوں نے فٹبال گراؤنڈ بنا لیا ہے۔ میری سمجھ سے باہر ہے کہ آٹھ کنال کے اندر یہ کون سے سائز کا فٹبال گراؤنڈ انہوں نے بنا دیا ہے اور وہاں پر پیسے بھی مختص کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات کہ total eleven teachers without furniture. میں آپ کو خدا کا واسطہ دے سکتا ہوں آپ کی وساطت سے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ یہ گپ شپ کو ختم کریں۔ مہربانی فرمائیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! تعلیم کی ہم بات کر رہے ہیں اور یہاں پر اپنی ہی باتیں چل رہی ہیں۔ کم از کم جب بات ہو رہی ہو اس وقت ہی کوئی seriousness دکھا دیں کہ کسی غریب کے بچے کے لئے کوئی بات ہو رہی ہے۔ وہاں پر گیارہ ٹیچرز ہیں ان کے بیٹھنے کے لئے کرسی نہیں ہے اور لکھنے کے لئے میز نہیں ہے اور missing facilities and privileges کی تقاریر یہاں پر ہو رہی ہیں یہ آپ کا محکمہ رپورٹ کر رہا ہے، یہ کوئی این جی او نہیں ہے یا کوئی وقاص حسن مؤکل نے وہاں پر ایجنٹ نہیں چھوڑے ہوئے۔ یہ میں ریکارڈ کی بات اس میں سے نکال کے دے رہا ہوں۔ میں دیکھ لوں گا کہ کیا حشر ہوتا ہے۔ میں نے اپنے حلقے کی بات کرنی ہی چھوڑ دی ہے۔ وہ تو ویسے ہی منکر ہو گئے ہیں۔ اگلا کوڈ لکھیں 31210003 بہاولپور احمد پور شرقیہ صادق گڑھ پیلس ہے۔ 600 students without furniture تو شمالی پنجاب کدھر ہے؟ 600 سٹوڈنٹس کے پاس فرنیچر نہیں ہے جبکہ ہم تقاریر کرنی شروع کرتے ہیں تو آنحضرت عالیجاہ سے لے کر نیچے تک آتے ہیں، کیا یہ کرنے والی بات ہے؟ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں لیکن یہ کسی نے ریکارڈ نہیں کیا کہ 600 طلباء آپ کے پاس ہیں جو without furniture ہیں۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات آپ کو کمال بتاؤں گا کہ 593 enrolled student ہیں۔ میں دوبارہ بول دیتا ہوں کہ 600 students without furniture and 593 enrolled students ہیں۔ اس تعداد کو 600 ہی کر دیتے مطلب کہ کچھ تو اس تعداد میں balance کر دیتے۔ بتایا گیا ہے کہ بہاولپور کے اس سکول میں ٹیبل ٹینس ہے۔ میں منسٹر صاحب کو شرطیہ کہہ سکتا ہوں کہ پورے پنجاب کے یہاں ایم پی اے صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں اگر کسی نے سرکاری سکول میں ٹیبل ٹینس دیکھا ہو تو ہاتھ کھڑا کر دیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی بنچوں سے چند معزز ممبران نے ہاتھ کھڑا کیا)

جناب سپیکر: جی، آپ آگے چلیں اور اس بات کو چھوڑیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! چار ممبران نے ہاتھ کھڑا کیا ہے اور میں اِن کو چیلنج نہیں کرتا۔ میں نے مان لیا کہ ٹیبل ٹینس ہوں گے، کیوں نہ ہوں گے بلکہ swimming pool بھی ہوں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!600 students without furniture ہیں جبکہ enrolled 593 ہیں۔ ہم آگے چلتے ہیں کیونکہ لمبا سفر ہے۔ Teachers without furniture 27 جبکہ ٹوٹل teachers 23 ہیں اس کا مطلب ہے کہ اِن کے پاس ٹوٹل حساب ٹھیک نہیں گیا اور یہ اُسی بہاولپور کے صادق گڑھ پیلس سکول کے figures ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایک محکمہ کو تنخواہ دی جارہی ہے اور اربوں روپیہ وہ فنڈ میں مانگ رہے ہیں،آپ utilization کو چھوڑ دیں لیکن اگر آپ اپنا ریکارڈ ہی ٹھیک نہیں کر پا رہے تو آپ نے کسی کو صحیح تصویر کیا دکھانی ہے؟ یہاں پر کس کی بات پر یقین کیا جائے، اگر اِن کے جھوٹ کو یقین مانا جائے تو پھر بھی ٹھیک نہیں کرتے۔(شور وغل)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!House in order کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!آپ confiscate کریں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر!آپ نے کہا تھا کہ فون use ہوگا تو confiscate کریں گے۔

جناب سپیکر: جی،آپ intervene نہ کریں، میں خود اپنا کام کروں گا۔ جی، مؤکل صاحب!آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں صرف یہ مثال کے طور پر کہوں گا کہ میرے والد سردار حسن اختر مؤکل نے اپنی پرائمری مؤکل ہائی سکول یا مؤکل مڈل سکول سے کی۔ میں یہ reference صرف اس لئے دے رہا ہوں کہ ہمارے بزرگوار جو ہم سے بڑے اور پُرکھ تھے اُن لوگوں کی مثالیں تھیں کہ انہوں نے ٹاٹ والے سکولوں میں پڑھا ہے۔ ٹاٹ پر بیٹھنا شاید شرمندگی نہیں ہے لیکن اچھی اور قابل تحسین بات یہ تھی کہ اُس وقت کے استاد کی عزت تھی، اُس وقت کے استاد کو پتا تھا کہ اُس نے بچے کو تعلیم کیا دینی ہے؟ یہ buildings اگلی نسل نہیں بڑھاتیں، یہ buildings knowledge نہیں بڑھاتیں بے شک وہ دانش سکول ہو، ایچیسن کالج ہو یا وہ ٹاٹ والا سکول ہو جبکہ اصل اس کڑی کی سب سے مضبوط chain استاد، کتاب اور knowledge ہے۔ ہمارے اساتذہ کو آپ ٹریننگ دے رہے ہیں

کہ وہ انگلش پڑھیں گے لیکن اُن سے اردو نہیں پڑھی جاتی۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم جو اربوں روپے لگا رہے ہیں اس میں ہم achieve کیا کر رہے ہیں؟ ہمارے استاد کی جو قابلیت ہونی چاہئے تھی وہ بُری سے بُری ہوتی جا رہی ہے۔ یہ buildings بنائیں اور missing facilities دیں جو پتا نہیں پوری ہوتی بھی ہیں یا نہیں، پتا نہیں سکول بنتے ہیں یا نہیں لیکن جو موجود ہیں ہم اُن کے لئے کیا کر رہے ہیں؟ ایک لمبی چوڑی تقریر آ جائے گی کہ ہم نے اتنے اساتذہ کی ٹریننگ کر دی۔ بھئی! ٹریننگ کی ہے تو کیا achieve کیا ہے؟ یہاں سب ماشاء اللہ بہت اچھے ایم پی ایز ہوں گے لیکن جو دو تین اچھے قابل ایم پی اے صاحبان ہیں وہ کہتے ہیں کہ سنی سنائی باتیں ہیں اور ہم کیسے وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس جا سکتے ہیں یا اُن کی میٹنگز میں کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟ انہوں نے پچھلے سال ایک بات کی کہ Kips یعنی Key Performance Indicators ہوں گے اور ہر چیز پر indicator declare کیا جائے گا کہ یہ benchmark ہے لیکن وہ کون سے key performance indicators ہیں، ہمیں بھی بتائے جائیں؟ آپ تقریر نہ کریں اور میں نے اگر آپ کو یہ چیزیں بتائی ہیں تو آپ کی سرکاری ویب سائٹ سے یہ نکال کر دی ہیں لہٰذا آپ بھی میرے ساتھ مستند بات کریں اور اسے سرکاری چرچا تو نہ بنائیں۔ میں نے ابھی تک اگر کسی قسم کی کوئی غلط بات کی ہے تو آپ کہیں کہ میں چیلنج کرتا ہوں۔ میں نے مانا کہ چار ٹیبل ٹینس کورٹس ہوں گے بالکل ہوں گے لیکن key performance indicators کدھر ہیں؟ اب حالت یہ ہے کہ ہمارے اساتذہ یا ہمارے پورے structure پر pressure اتنا زیادہ ڈال دیا گیا ہے کہ بچے پاس کرو، induction 99 percent ہونی چاہئے اور اگلی کلاس میں پروموشن 99 فیصد ہونی چاہئے۔ اگر آپ کو independent organization آ کر کہتی ہے کہ آپ کا پانچویں کلاس کا بچہ دوسری کلاس کا حساب نہیں کر سکتا تو اس کو ماننے کے لئے کوئی تیار ہی نہیں ہوتا جبکہ یہ حقیقت ہے کہ آپ کا آٹھویں کلاس کا بچہ تیسری کلاس کی انگلش نہیں پڑھ سکتا۔ یہاں پر ڈنگ ٹپاؤ نہیں چلنا اور ہم کب تک اس خیال میں رہیں گے کہ ہمارا تعلیم کا نظام بڑا اچھا چل رہا ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ حقیقت افسوس کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہم ہر غلط match میں پڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں missing facilities اور ہم کہتے ہیں missing facilities، وہ کہتے ہیں سکول کی چار دیواری اور ہم کہتے ہیں سکول کی چار دیواری لیکن تعلیم کیا مل رہی ہے اور اس کا کون indicator دے رہا ہے؟ اگر ہمارے منسٹر صاحب کو پتا ہے تو ہمیں بتائیں۔ جس چیز کا مجھے پتا نہیں اُس کے متعلق میں سوال نہیں کروں گا۔ مجھے بتائیں کہ بچے out of school کیوں ہیں؟ وہ اس لئے ہیں

کہ اُن کے پاس قاعدے نہیں ہیں اور اس لئے ہیں کہ اُن کے ماں باپ کہتے ہیں کہ دو وقت کی روٹی کھانے کے لئے ہم نے بچے کو کسی دکان پر لگانا ہی لگانا ہے۔ بھئی! جب تک ہم کسی چیز کی تہہ تک نہیں پہنچیں گے تب تک ہم اُس کا حل کیسے نکالیں گے؟ حکومت یہ ماننے کو ہی تیار نہیں کہ یہ issue ہے، جب وہ مانے گی نہیں تو issue کا حل کہاں سے آئے گا اور یہ کس وقت تک چلے گا؟ میں نے پہلے بھی یہ بات کی ہے اور اب دوبارہ یہی بات کرتا ہوں کہ ہم نے اس بجٹ پر پچھلا ہفتہ لگایا اور اس سے پہلے pre-budget session بھی کر لیا لیکن کوئی ایک چیز تو مجھے بتائیں اور منسٹر صاحبہ کھڑی ہو کر کہیں کہ ایم پی اے صاحب! آپ نے جو لمبی تقریر کی تھی اُس کے اندر سے یہ ایک یا آدھی چیز incorporate ہو گئی ہے۔ ہم کیوں بول رہے ہیں، کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں اور کس کے لئے ضائع کر رہے ہیں؟ اب اگر میں نے یہ ساری تقریر کی ہے تو اس کے اندر میرے bragging rights نہیں ہیں۔ حکومت اگر اس چیز کو acknowledge کر لے گی تو بہتری کی بات ہے اور اگلے سال آ کر ہمیں کہہ سکتی ہے کہ آپ نے یہ تین points دیئے تھے لہٰذا یہ کارکردگی ہے اور ہماری ویب سائٹ پر ایک digit یا ایک نمبر جو دیا ہوا ہے وہ غلط نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے تقریر بھی کر سکتا تھا کہ دیکھیں یہ اتنے بچے out of school ہیں اور یہ ہو رہا ہے وہ ہو رہا ہے لیکن میں نے اس بات کی بنیاد وہ بنائی ہے جو آپ کے محکمے کی ویب سائٹ بتا رہی ہے۔ میں بالکل یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگلے پورے ایک سال میں کچھ اور کروں یا نہ کروں لیکن اس ویب سائٹ کے پیچھے ضرور پڑا رہوں گا اور دیکھوں گا کہ ان کی کتنی کارکردگی ہے؟ منسٹر صاحب آئیں اور مہینے بعد آ کر کہیں کہ آپ کے چیلنج کو ہم قبول کرتے ہیں اور اس ویب سائٹ پر ایک چیز بھی غلط نہیں ہے۔ بھئی! اصل تصویر دکھائیں گے تو پتا چلے گا اور کیا یہ ہمارا حق نہیں ہے؟ ہم باتیں یہ کر رہے ہیں کہ سرکاری سکولوں کو ایسا ہونا چاہئے جبکہ محکمہ ہی آپ کو صحیح تصویر نہیں دے رہا تو پھر صحیح کدھر سے ہونا ہے؟ منسٹر صاحب ویب سائٹ پر جائیں گے تو یہی نمبر ہوں گے۔ میں ذمہ داری کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ اگر ان کے پاس پورے پنجاب کی کوئی سمری ہے تو اسی ویب سائٹ کی کاپی ہے۔ ہمارے پاس 78 ہزار کمرے نہیں ہیں اور جو موجود ہیں اُن کے ساتھ ہم کیا کر رہے ہیں؟ محکمے نے دھڑلے کے ساتھ جھوٹ بولا ہوا ہے جس پر آپ سب کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کو چیلنج کریں۔ میں حکومتی بنچوں سے یہ کہہ رہا ہوں کیونکہ آپ کی اور ہماری بھی ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر محکمے نے غلط کیا ہے تو اُس کو defend کیوں کیا جا رہا ہے؟ منسٹر صاحب کھڑے ہو کر بالکل یہی کہیں گے کہ یہ سب ٹھیک ہے۔ میں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کروں گا اور آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے request

کروں گا کہ ہم اربوں روپیہ لگا رہے ہیں لیکن اس میں سے کچھ تو نکل آئے۔ کیا ہمارے بچے سائنسدان نہیں بن سکتے، ہمارے بچے اتھلیٹ نہیں بن سکتے اور ہمارے بچے شاعر نہیں بن سکتے ؟

جناب سپیکر: آپ ہی سوچیں اور بتائیں کہ پھر 56۔ارب روپے کو ختم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے تو اس کے کیا نتائج آئیں گے ؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! آپ کو بھی پتا ہے کہ یہ cut motion اس لئے دی گئی ہے کہ بجٹ کم کیا جائے، یہ اس لئے ہے کہ آنکھیں کھولی جائیں اور منسٹر صاحب کی آنکھیں کھولی جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، آپ کی یہ 6 cut motions ہیں، کل 1:00 بجے تک آپ کے پاس وقت ہے اور یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ جتنا اجلاس چلائیں، اس کے بعد "گلوٹین" apply ہو گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے آپ کے توسط سے مبارک دینا چاہوں گا کہ ایک سال بعد معزز وزیر تعلیم کی شکل دیکھنے کو نصیب ہوئی۔

جناب سپیکر: نہیں، اس ایوان میں اس طرح کی بات اچھی نہیں لگتی اور میں نے انہیں کئی بار دیکھا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ٹی وی پر ضرور نظر آتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، چھوڑیں اس بات کو اور اب آپ آگے چلیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے معزز ممبران نے بہت باتیں کیں۔ یہ تو سنٹرل پنجاب کی بات ہو رہی تھی اور اگر سنٹرل پنجاب میں یہ حال ہے تو جب ہم جنوبی پنجاب پر آئیں گے تو وہاں پر کیا حال ہو گا؟ ویسے تو پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت یہ آٹھواں بجٹ پیش کر رہی ہے اور آٹھ سال سے ہم پڑھا لکھا پنجاب سُن رہے ہیں۔۔۔

MR SPEAKER: Order in the house, Order in the House.

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں سامنے بیٹھے وزراء صاحبان کی seriousness دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہنس رہے ہیں اور کوئی چیز نوٹ نہیں فرما رہے۔ اگر انہیں کوئی احساس ہو۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ان کا ہمیں بھی پتا ہے کہ یہاں کچھ نہیں ہونا۔ انہوں نے عددی اکثریت سے یہ بجٹ منظور کروا لینا ہے لیکن میں حکومت کو یہ بات باور کرانا چاہتا ہوں اور ریکارڈ

پر لانا چاہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے خدارا اس کے متعلق سوچیں۔آج تیسرا بجٹ ہے، میں پچھلی اسمبلی میں نہیں تھا تو میں معزز وزیر تعلیم کو آج تیسرے بجٹ میں یاد دلوا رہا ہوں کہ میرا وہ حلقہ ہے جہاں ہائر سیکنڈری سکول تو دور کی بات ایک کالج بھی نہیں ہے، کیا یہ پڑھا لکھا پنجاب ہے؟ یعنی پورے حلقہ میں ایک کالج نہ ہو اور ایک ہائر سیکنڈری سکول نہ ہو تو اس پڑھے لکھے پنجاب میں انہی کی حکومت نے میرے حلقہ میں چک نمبر TDA/120 میں ایک سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے 69لاکھ روپے کی رقم 2008 کے بجٹ میں رکھی اور 40لاکھ روپے خرچ ہوئے پھر اس کے بعد اس بلڈنگ کی طرف کسی نے نہیں دیکھا جو کہ اب بھوت بنگلہ بنی ہوئی ہے اور میں پوچھتا ہوں کہ 2008 سے اب تک باقی پیسا کہاں گیا؟ وہ سکول وہاں کا ہائر سیکنڈری سکول نہ بن سکا اور وہ ہائی سکول ہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! یہ Question Hour نہیں ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ ایک بات نہیں کر رہا۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی آپ کی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس میں مہربانی والی کیا بات ہے؟ آج بڑی مشکل سے معزز وزیر تعلیم آئے ہیں تو کاش وہ ہماری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! ان کی بات سنیں اور آپ کی بات منسٹر ہی نہیں بلکہ سب سُن رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میرے حلقہ میں 64 پرائمری سکول ہیں جو Indus river کے مغربی طرف ہیں جہاں صرف 24 سکول ٹیچرز ہیں باقی سکول ٹیچرز نہیں ہیں اور سکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ یہ پڑھا لکھا پنجاب ہے اور کیا آپ یہی تعلیم دینا چاہتے ہیں؟ ہر سال ہمیں اربوں روپے کا بجٹ سنا دیا جاتا ہے، اس وقت بھی ہماری بہن منسٹر صاحبہ نے 310۔ارب روپے تعلیم کے لئے مختص کیا ہے اور پچھلے سال 15-2014 کے بجٹ میں سے جنوبی پنجاب میں ایجوکیشن کی مد میں ایک تہائی بھی خرچ نہیں ہوا جو کہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ خدارا اگر آپ کی توجہ جنوبی پنجاب پر نہ گئی یا آپ جنوبی پنجاب کو نہیں دیکھنا چاہتے اور آپ کا صوبہ فیصل آباد یا جھنگ تک رُک جاتا ہے تو میں آج بھی کہتا ہوں، پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اور کہتا رہوں گا کہ خدا کے لئے جنوبی پنجاب کے پسماندہ اضلاع کو خیبر پختونخوا میں لگا دیں۔

جناب سپیکر: دیکھ بھال کے گھر پہنچنا۔(قہقہہ)

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ہم literacy rate کی بات کرتے ہیں، جب ہمارے اساتذہ کو ان سڑکوں پر پُرامن احتجاج کرتے ہوئے گھسیٹا جائے گا، انہیں مارا جائے گا، ان پر پرچے دیئے جائیں گے، انہیں حوالات میں بند کیا جائے گا اور انہیں جبری ریٹائر کیا جائے گا تو کیا پڑھا لکھا پنجاب آگے بڑھے گا؟ انتہائی شرم کی بات ہے کہ ضلع لیہ میں اس وقت بھی تین سینئر ترین اساتذہ کو جن کے میں نام لے سکتا ہوں، کو جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے حالانکہ ان کی تین تین سال سروس ابھی باقی تھی اور ان کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے لاہور میں آکر احتجاج کیا۔ پُرامن احتجاج ہر آدمی کا حق ہوتا ہے، جتنی آپ نے تنخواہ بڑھائی، missing facilities کے لئے تو پیسا دے رہے ہیں جو خرچ نہیں ہوتا۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کو یہ باور کرانا چاہتا ہوں کہ خدارا، خدارا میں کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا خدا کی قسم ہمارے معزز وزیر صاحب اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب کبھی جھنگ سے آگے نکلیں۔ دریائے سندھ انہیں کچھ نہیں کہتا، ان کو کشتی پر نہیں بٹھائیں گے بلکہ لانچ پر بٹھائیں گے، ہم خود بیٹھیں گے تاکہ وہاں جاکر یہ وہاں کے حالات دیکھیں کہ وہاں پر تعلیم میں کیا ہو رہا ہے؟

جناب محمد زبیر خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! جب منسٹر صاحب کھڑے ہوں گے تو پھر ہم سب کھڑے ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر اس معزز ایوان کو اسی طرح چلانا ہے تو جب منسٹر صاحب کھڑے ہوں گے تو ہم بھی سارے کھڑے ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: میں نے انہیں کب بولنے کی اجازت دی ہے بلکہ انہیں بٹھایا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آخری بات کرنے لگا ہوں کہ missing facilities میں ہمیں یہاں بجٹ تقریر میں بتایا گیا کہ گرلز سکولوں میں تمام missing facilities موجود ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔263 لیہ میں 35 گرلز پرائمری سکول ہیں جہاں toilet اور چار دیواری نہیں ہے۔ میں میاں محمد اسلم اقبال کی بات کو second کروں گا کہ اس ایوان میں جب غلط

figures بتائے جائیں گے اور جھوٹ بولا جائے گا تو پھر کیا ہو گا، ہم اپنی بات تو کر سکتے ہیں۔ میں پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ جہاں آپ چار دیواری بنائیں، جہاں آپ missing facilities دیں، جہاں آپ toilets بنائیں تو خدا کے لئے اپنے نام کی بڑی بڑی تختیاں ضرور لگائیں، خادم اعلیٰ صاحب کی لگائیں، اپنے ایم این ایز اور ایم پی ایز کی لگائیں لیکن خدارا ان حلقوں میں کام کریں جہاں سے پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ق)، پی ٹی آئی یا آزاد ممبران منتخب ہو کر آئے ہیں۔ تختیاں یہ ضرور لگائیں لیکن ان حلقوں کو تو ignore مت کریں اور وہاں پر کام ہونے چاہئیں۔ بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں کچھ گزارشات ایجوکیشن کے حوالے سے کرنا چاہتی ہوں کہ اس کے لئے کل رقم جو مختص کی گئی ہے، کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔ اگر ہم اپنے ہی آئین کو دیکھیں اور پاکستان کے آئین کے آرٹیکل A-25 کے مطابق ہر پاکستانی بچے کا یہ حق ہے کہ اسے مفت تعلیم دی جائے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ پاکستان خود بہت سی ایسی universal treaties کا signatory ہے جہاں پر انہوں نے اس بات پر معاہدہ کیا ہے کہ ہم اسے عملی جامہ پہنائیں گے لیکن بڑے دکھ کی بات ہے اور میں carefully یہ کہہ رہی ہوں کہ جب ہم بہت ہی اہم issue پر بات کر رہے ہیں جو کہ ایجوکیشن کا issue ہے جو کسی بھی معاشرے اور ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے اور ہمارا جو رویہ ہے وہ اتنا غیر سنجیدہ ہے۔

MR SPEAKER: Order in the house, order in the House

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! ہم اسمبلی میں اتنے casual موڈ میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ پنجاب کی ایک highest body ہے۔ ہم بات تو ایجوکیشن کی کر رہے ہیں جو کہ اتنا ضروری subject ہے اس پر رُونے کو جی چاہتا ہے کہ کیا حالات ہیں جن باتوں کو ہمارے معزز ممبران نے بے نقاب کیا اگر اُن کو دیکھا جائے تو لمحہ فکریہ ہے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں اور ہم نے کس طرح سے اس کو بہتر بنانا ہے؟ یہ تمام جو cut motions ہیں اس لئے نہیں دی جاتیں کہ اس کے اوپر ہنسا جائے، اس کو مذاق میں اُڑا دیا جائے بلکہ اس لئے دی جاتی ہیں تاکہ اس میں بہتری آسکے اور حکومت کو یہ موقع دیا جائے وہ اپنی غلطیوں کو دیکھ سکے اور اُن کو بہتر بنا سکے۔ میں ایوان سے درخواست کروں گی کہ مہربانی کر کے اس کو سنجیدگی سے دیکھا جائے اگر ہم پچھلے سال کے بجٹ کو دیکھیں ایجوکیشن کی مد میں 45 بلین روپے allocate ہوئے تھے اُس میں سے ہم نے آدھا بجٹ خرچ کیا، ہم پنجاب میں پورا بجٹ بھی خرچ نہ کر سکے۔ کیا ہم نے سارے بچوں کو تعلیم دے دی ہے کہ ہمیں اس بجٹ کی ضرورت نہیں پڑی؟ اُس پیسے کو ہم نے نہ جانے کہاں

غائب کر دیا ہے کل جب میں اپنی بجٹ تقریر کر رہی تھی تو میرے بھائی وزیر اقلیتی امور جو ابھی آرہے ہیں اُٹھ کر کہنے لگے کہ میں نے یہ کہا کہ پنجاب میں ایک بھی سکول تعمیر نہیں ہوا تو میں یہ budget book سے code کر رہی تھی یہ میری اپنی inventory نہیں تھی میں نے خود ایجاد نہیں کیا آپ کی budget books کہتی ہیں کہ آپ نے minorities کے لئے جو پیسے مختص کئے تھے اُس میں سے کوئی پیسا آپ نے خرچ نہیں کیا اور جہاں پر بھی آپ دیکھیں تعلیم اتنا important subject ہے جیسے میں نے پہلے کہا it is key to development آج ہم اپنے ملک کا جو حال دیکھ رہے ہیں جہاں دہشت گردی عروج پر ہے، نفرتیں بڑھ رہی ہیں ہمارے بچے drug addicts ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے بچوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے ہم سب جانتے ہیں وہ اس لئے ہو رہا ہے کہ تعلیم کی کمی ہے، تعلیم کو ہم نے مذاق بنا لیا ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جو مرضی اپوزیشن کے لوگ بولتے رہیں ہم نے کرنی تو اپنی مرضی ہے یہ بول بال کر چپ کر جائیں گے اور پھر ہم اپنا بجٹ پاس کروالیں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ رویہ درست نہیں ہے۔ پنجاب میں 47 فیصد بچے out of school ہیں جو کہ تقریباً 12 ملین بچے بنتے ہیں 80 فیصد سکول جن کے پاس یہ facilities نہیں ہیں boundary walls, security systems, electricity, washrooms, furniture اور اُن کی بلڈنگ dangerous ہیں پینے کا صاف پانی وہاں موجود نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات جس کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کے 62 ہزار سکول ہیں اور پنجاب میں پرائیویٹ سکولوں کی تعداد 80 ہزار ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہمارے پرائیویٹ سکول بڑھتے جا رہے ہیں اور حکومت جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کو تعلیم دے اُس کے سکول کم سے کم ہوتے جا رہے ہیں؟ پچھلے سال آپ نے ایجوکیشن کی مد میں ایک بھی سکول تعمیر نہیں کیا اور جب میں یہ کہہ رہی تھی تو منسٹر صاحب نے اُٹھ کر کہا کہ نہیں جی ہم نے اتنے سکول بنا لئے ہیں یہ آپ کی budget books کہہ رہی ہیں میں نہیں کہہ رہی ہوں آپ مہربانی کر کے اُن کو ذرا غور سے دیکھیں۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ minorities نے خاص طور پر مسیحیوں نے تعلیم کے شعبے میں بہت خدمات سرانجام دی ہیں۔ پنجاب میں پیپلز پارٹی کی حکومت کے وقت ہمارے سکولوں کو nationalize کر دیا گیا تھا اور پھر جب دوبار denationalize ہوئے اُس میں حکومت نے nationalize سکولوں کو یہ کہا تھا کہ آپ کچھ رقم تقریباً 2 سال کی salaries جمع کروائیں۔ بہت سے سکولوں نے کروائیں اور کچھ سکول ایسے ہیں جنہوں نے رقم جمع کروا بھی دی لیکن وہ سکول آج تک واپس نہیں ہوئے۔ میں یہ دو سال سے کہہ رہی ہوں اب

یہ تیسرا سال ہے۔ میری یہ استدعا ہے کہ ان سکولوں جن میں school Saint Francis ہے، رنگ محل سکول ہے اور Marry college راولپنڈی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ جو institutions ہیں یہ بہت اچھی خدمت سرانجام دے رہے تھے اگر حکومت کے پاس فنڈز بھی نہیں ہیں اور اُن کی will بھی نہیں ہے خرچ کرنے کی تو یہ سکول ہمیں واپس دے دیں ہم ان کو دوبارہ سے بحال کر لیں گے آپ دے کر تو دیکھیں بہاریں آجائیں گی۔ ہمارے تقریباً ستائیس institutions ایسے ہیں جس کی لسٹ بھی میں نے پچھلی دفعہ اپنی تقریر کے بعد ایجوکیشن منسٹر صاحب کو دی تھی انہوں نے مجھے یقین دہانی بھی کروائی تھی کہ ہم اس بارے میں کچھ سوچیں گے لیکن آج تک افسوس کے ساتھ کہہ رہی ہوں کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔ مہربانی کر کے اس کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ جیسے کہ میرے بھائی نے پہلے بات کی کہ دیکھیں ہم missing facilities کی بات کر رہے، furniture کی بات کر رہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جو سب سے ضروری چیز ہے وہ آپ کی text books ہیں۔ آپ بچوں کو کون سا نصاب پڑھا رہے ہیں؟ بہت سی researches ہوئی ہیں جس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے نصاب میں ایسی نفرت آمیز چیزیں درج ہیں وہ بھی میں نے پورا پلندہ منسٹر صاحب کو پچھلی دفعہ دیا تھا کیونکہ اگر ہم بچوں کو تعلیم دینا چاہتے ہیں، اُن کو اچھا شہری بنانا چاہتے ہیں، اُن میں قوت برداشت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اُن میں پیار محبت ڈالنا چاہتے ہیں تو پھر ہمارا نصاب بہتر ہونا چاہئے۔ اگر ہمارا نصاب اس طرح کا ہو گا جس سے نفرتیں بڑھیں گی تو پھر اس ایجوکیشن کا کوئی فائدہ نہیں اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ اس رقم کو ایک روپیہ کر دیا جائے کیونکہ جو کام آپ کے کرنے کے ہیں وہ تو آپ کر نہیں رہے اور جو نہیں کرنے کے ہیں وہ آپ کرتے جا رہے ہیں۔ میں آپ کی توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے بہت سے ایسے minorities کے علاقے ہیں جس میں سے میں صرف یوحنا آباد کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ جہاں سے ہمارے خادم اعلیٰ الیکشن لڑے اور جیتے یہ اُن کے حلقہ میں آج بھی ایک گورنمنٹ سکول نہیں ہے۔ مہربانی کر کے minorities کو اس طرح سے نظر انداز نہ کیا جائے وہاں پر ڈیڑھ سے دو لاکھ کی آبادی ہے جو کہ Christians community پر مشتمل ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہاں پر ایک سکول ہونا بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ دانش سکولز بنائیں بے شک بنائیں اس میں کوئی ایسی بُری بات نہیں ہے لیکن جو ہمارے existing schools ہیں جو already exist کر رہے ہیں اُن کو پہلے بہتر بنائیں تاکہ عام بچہ جو گلی محلوں میں پھر رہا ہے، جو drug addict

بنتا جارہا ہے، جو pick pocketer بنتا جارہا ہے اور جو دہشت گرد بنتا جارہا ہے جس کے اندر قوت برداشت ختم ہوتی جارہی ہے اُن کو تعلیم دی جاسکے۔اگر آپ گلیوں محلوں میں جاکر دیکھیں ہزاروں کی تعداد میں بچے گھوم رہے ہوتے ہیں اُن کے پاس کوئی facilities نہیں ہیں کہ وہ سکول جا سکیں۔یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے علاقوں کے بچوں کو سکول لے جانے کے انتظامات کرے اور آخر میں ٹیچرز کی بات کروں گی جیسے نصاب بہت ضروری ہے اسی طرح ایک سکول کے لئے ٹیچرز بھی بہت ضروری ہیں اور اگر ٹیچرز ریگولر نہیں ہیں یا وہ trained نہیں ہیں تو اُن کو گاہے بگاہے training دینا بہت ضروری ہے اُن کو refresher course کرانا، اُن کو on the job training دینا بہت ضروری ہے اور اُن کی حاضری بہت ضروری ہے۔کیوں نہیں ہم biometric system شروع کرتے کہ جس کے ذریعے ٹیچرز کی حاضری لگائیں جیسے ہم نے صوبہ خیبر پختونخوا میں کیا ہے تاکہ ہمیں پتا لگے کے کتنے ٹیچرز سکول میں موجود ہیں ہم Laptop Schemes پر بڑا زور دیتے ہیں لیکن بہت سے بچے اور والدین یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو بچوں کو سکول بھیجنے کے لئے فیسیں نہیں ہیں ہم نے Laptop کو کیا کرنا ہے ؟اس لئے میرا خیال ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم یہ Laptop System کریں اس کو ختم کرکے ہم اُن بچوں کو جن کے ماں باپ فیسیں نہیں دے سکتے، بچوں کو سکول نہیں بھیج سکتے، یونیفارم نہیں لے کر دے سکتے یہ پیسا وہاں پر خرچ کیا جائے۔Laptop تو بہت سے بچے جاکر بیچ آتے ہیں آپ بڑی خوشی خوشی اُن کو دیتے ہیں ایک ایک بچے کے پاس تین تین Laptop ہو گئے ہیں اور وہ جاکر دو بیچ آتے ہیں اس کا بھی کوئی monitoring system بنائیں اور اس کو طریقے سے کریں تو یہ بہتر ہو گا کہ آپ ان parents کو help out کریں جو اپنے بچوں کی فیسیں نہیں دے سکتے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!ان کو منع کریں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ cross talk کیوں کرتے ہیں؟آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔آپ سننے کی ہمت رکھیں آپ نے جواب بھی دینا ہے۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر!یہ ان کا بہت غلط طریقہ ہے۔شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر!میں نے بات تو نہیں کرنی تھی لیکن میں ایک لائن ضرور بولنا چاہتی ہوں۔اگر آپ نے حکومتی پرفارمنس دیکھنی ہے تو میں نے آج سے تین سال پہلے یہاں کھڑے ہو کر اپنی پہلی تقریر میں ایک سکول این اے۔119 کو mention کیا تھا وہ سکول ڈیڑھ مرلے کا آج بھی

اسی پوزیشن میں ہے،اس کی کوئی بھی missing facility دور نہیں کی گئی۔یہاں آکر ان کا بھید کھل جاتا ہے کہ انہوں نے کتنی پرفارمنس کی ہے۔شکریہ

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب!آپ پوائنٹ آف آرڈر پر آنا چاہتے ہیں؟کچھ خیال کریں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں نے ایک چھوٹی سی وضاحت کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی،کریں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!یوحنا آباد بہت بڑی آبادی ہے وہاں پر گورنمنٹ گرلز شہباز شریف ہائی سکول ہے وہ near to completion ہے،پندرہ بیس دن کے بعد اس کی inauguration ہو گی۔میں ان کو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے بار بار بجٹ کا کہا ہے۔ہمیں پچھلے سال 50 کروڑ روپے بجٹ ملا تھا جب یہ پوچھنا چاہیں میں پورے ایوان میں بتادوں گا کہ وہ بجٹ کہاں کہاں پر لگا ہے اور کتنے لوگوں کو سکالرشپ دیئے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں صرف ان کے لئے یہ شعر کہنا چاہتا ہوں:

اکثر دھوکا دے جاندے نے شکلوں ویکھے جاچے لوگ
سانوں آکے راہواں دسن اپنے گھروں گواچے لوگ
(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!یہ شعر انہوں نے دسویں دفعہ پڑھا ہے، یہ کوئی اور شعر یاد کرلیں۔(قہقہہ)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں ان کے لئے یہ شعر پیش کرتا ہوں کہ:

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ!فائزاحمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں آج cut motion کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں اور میں ایک مختصر تجویز کے ساتھ یہ امید کروں گی کہ میری اس تجویز کو صرف مذاق سمجھ کر رد نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو seriously adopt کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، جی، آپ فرمائیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! کیونکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جتنی تجاویز دی جاتی ہیں ان کو ہمیشہ ردی کی ٹوکری کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے دس پر بھی عمل کر لیا جائے تو سسٹم ٹھیک کام کرنے لگے گا۔ میں منسٹر صاحب کو یہ تجویز دوں گی کہ ہماری اس اسمبلی کے اندر دو طرح کے پارلیمنٹیرین موجود ہیں۔ کچھ ایسے پارلیمنٹیرین موجود ہیں جو پارلیمنٹ میں بہت active کردار ادا کر رہے ہیں ان میں male اور female بھی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان کے اندر mostly خواتین reserve seats پر اپنا بھرپور کردار ادا کر رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ ایسے مرد حضرات جن کے پاس کوئی کام نہیں ہے اور وہ پارلیمنٹ میں آتے ہیں ان کو ان کے حلقوں کے اندر حکومت سکول assign کرے، منسٹر صاحب ان کی ڈیوٹیاں لگائیں، ان کو assignment دی جائے اور ہر مہینے اس assignment کو چیک کرنے کے لئے reserve seats سے دو خواتین کو اس کمیٹی کا حصہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کے پاس ایسی کوئی power نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! یہ میری suggestion ہے اور میں دعوے کے ساتھ کہتی ہوں کہ چار مہینے کے اندر پنجاب کے ہر علاقہ میں نہ صرف سکولوں کی بلکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی حالت بھی بہتر ہو جائے گی۔ یہ میرا چیلنج ہے، میں آج یہاں کھڑی ہو کر کہہ رہی ہوں کہ اگر یہ assignment ان ممبران کو دے کر ان کی monthly چیکنگ کی جائے کہ انہوں نے کیا improvement کی ہے۔ یہاں بات کی گئی ہے جس کی وجہ سے مجھے بڑا افسوس ہوا ہے اور اسی وجہ سے مجھے یہ suggestion دینا پڑی ہے۔ آج میرے ایک ممبر ساتھی نے باہر مجھے کہا کہ یہ جو 33 فیصد نمائندگی اس ایوان میں بیٹھی ہے اس کا مقصد کیا ہے۔ میں نے انہیں جو جواب دینا تھا وہ میں نے انہیں وہیں دے دیا تھا لیکن میں آج ایوان میں یہ suggestion دوں گی کہ monitoring کے لئے ان reserve seats کو رکھیں اور ان مرد

حضرات کو ڈیوٹیاں دیں تاکہ یہ سکولوں کی حالت بہتر کریں۔[**********]ان کے حلقے پانچ سال کے اندر درست ہو جائیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے، یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے جائیں۔ محترمہ!آپ کی مہربانی،ایسی بات اچھی نہیں لگتی۔توہین آمیز باتیں اچھی نہیں ہوتیں۔وہ ممبران ہیں اور وہ میرے لئے معزز ممبران ہیں۔آپ بھی معزز ہیں اور وہ بھی اتنے ہی معزز ہیں،ایسی بات اچھی نہیں لگتی۔جی،صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!جو ایجوکیشن کی ڈیمانڈ ہے جس کا نمبر PC-21015 ہے جو اس پر cut motion دی گئی ہے میں اس کو support کرتا ہوں اور endorse کرتا ہوں۔بجٹ 14-2013 میں allocation کی گئی تھی کہ ٹیچرز کو refresher courses کرائے جائیں گے۔جس طرح quality education کی بات کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو اکیسویں صدی کے تقاضے ہیں، ٹیچرز قوم کے معمار ہیں انہوں نے قوم کو بنانا ہے کیا ان میں وہ professional capability موجود ہے کہ وہ ہمارے بچوں کو اس اکیسویں صدی کے جو چیلنجز ہیں اس کے مطابق تعلیم سے آراستہ کر سکتے ہیں؟اس کے لئے سال 14-2013 کے بجٹ میں refresher courses کے لئے allocation کی گئی تھی لیکن میں یہ انتہائی افسوس سے کہوں گا کہ ایجوکیشن سٹاف کے refresher courses نہ کروائے جا سکے۔

جناب سپیکر!میں اس حوالے سے سمجھتا ہوں کہ آج ہمارا جتنا بھی ٹیچنگ سٹاف ہے وہ ہمارے بچوں کو ایجوکیشن نہیں دے سکتا۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ٹیچرز جو ہمارے بچوں کے معمار ہیں جس نہج پر ان سے توقع کی جا رہی ہے، جو اکیسویں صدی کے تقاضے ہیں اس کے مطابق refresher courses نہ کروانے کی وجہ سے وہ ہمارے بچوں کو کوالٹی ایجوکیشن نہیں دے سکتے۔اس کے ساتھ ساتھ آرٹیکل 25(a) کے مطابق اس ملک کا ہر بچہ جس کی عمر پانچ سے سولہ سال تک ہو سٹیٹ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو تعلیم دی جائے لیکن پنجاب میں ایک کروڑ 20 لاکھ بچے جن کو تعلیم نہیں دی جا رہی میں سمجھتا ہوں کہ اس سٹیٹ کے ذمہ دار آرٹیکل 25(A) کی violation کر رہے ہیں، آئین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور آئین سے غداری کر رہے ہیں اس لئے یہ جو allocation ہے جس کے

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

against cut motion دی گئی میں اس کی تائید کرتا ہوں، تصدیق کرتا ہوں اور اس کو support کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پچھلے سال اور اس سال کے بجٹ کے اندر مجھے یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ان میں بڑا تضاد پایا جاتا ہے۔ پچھلے سال ایک سکیم جو اس گورنمنٹ نے دی کہ ہم تقریباً 4.8 ملین بچیوں کو مالی معاونت دیں گے وہ اس سال نظر نہیں آ رہی۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایسی سکیمیں جو ہم لوگ بناتے ہیں تو کیا ان بچیوں کو ایک ہی سال مالی معاونت کی ضرورت تھی، کیا اگلے سال مالی معاونت کی ضرورت نہیں تھی؟ اگر ہم لوگوں نے ایسی سکیمیں بنانی ہوتی ہیں جو ہمیں محسوس ہوں کہ اگلے سال تک نہیں جاری رہ سکیں گی اور ناکام ہوں گی تو ہم ایسی چیزوں کو پہلے سوچ بچار کر کے کیوں نہیں لے کر آتے؟ یہ پیسا میرا یا کسی بھی ممبر کا ذاتی نہیں ہے یہ عوام کے خون پسینے کی کمائی ہے جو کہ ہم بذریعہ ٹیکس ان سے نچوڑ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایک چیز پوچھنا چاہوں گا کہ اتنے سالوں سے ماشاء اللہ آٹھواں بجٹ یہ گورنمنٹ پیش کر رہی ہے تو کیا ایسی وجوہات ہیں کہ ہر سال یہ گورنمنٹ اور محکمہ missing facilities کو پورا کرنے کے لئے اربوں روپیہ رکھتا ہے؟ کیا وجوہات ہیں کہ تقریباً دس سال پورے ہونے کو آ گئے ہیں اور یہ missing facilities پوری نہیں ہو سکیں؟ اگر یہ پیسا جس طرح سے مختص کیا جا رہا ہے اگر اسی طرح سے یہ خرچ ہوتا اور صوبے کے ہر ڈسٹرکٹ میں لگتا تو میرے خیال میں آج آٹھویں بجٹ کے اندر missing facilities Head ہمیں دیکھنے میں نہ آتی۔ یہ عوام کا پیسا ہے اور ہمیں اور خاص کر اس ایوان کو چاہئے کہ وہ اس کو scrutinize کرے، وہ احتساب کریں اور پوچھے کہ یہاں پر صرف ایک روپیہ نہ کیا جائے بلکہ صرف ان سے یہ بھی پوچھا جائے کہ آج تک جو انہوں نے اربوں کھربوں روپے لئے ہیں وہ انہوں نے کدھر خرچ کئے ہیں؟ میں ایک example code کرنا چاہوں گا جو کہ مجھے کل بھی دیکھنے میں آئی۔ یہاں پر کچھ ماہ قبل پارلیمانی سیکرٹری برائے ایجوکیشن نے میرے ساتھ commit بھی کیا تھا کہ وہ میرے حلقہ کا دورہ کریں گی کیونکہ میں نے چیلنج کیا تھا کہ سوال کا جواب غلط ہے۔ وہ آج تک تو آ نہ سکی لیکن وہ اس ہاؤس میں بھی آنے سے چلی گئی۔ وہاں پر جو سکولز ہیں جن کی دیواریں نہیں ہیں لیکن فرنٹ کی دیوار شاید آپ کو نظر آ جائے مگر side کی پھر بھی کچی گارے کی تین تین اور چار چار فٹ کی دیواریں ہیں اور وہ demolished ہیں۔ وہاں پر دربار صلاح الدین ایک جگہ اور موضع ہے وہاں پر ایک سکول ہے جس کے اندر سایہ تک نہیں ہے اور کلاس روم تک نہیں

ہے۔صرف ایک عدد واش روم ہے اور اس کی three quarter کے قریب دیواریں تیار ہیں۔یہ ہماری missing facilities کا criterion ہے؟ پچھلے سال ہم لوگوں نے کہا کہ تیس ہزار کے قریب ٹیچرز بھرتی کئے گئے اور اس سال انہوں نے پھر بجٹ کے اندر لکھا ہے کہ تیس ہزار اور ٹیچرز بھرتی کئے جائیں گے۔ پچھلے سال کے تیس ہزار ٹیچرز کدھر ہیں، سکولوں کے اندر ابھی تک اساتذہ پھر کیوں نہیں complete ہو سکے اور کیا ایسی وجوہات ہیں کہ وہ تیس ہزار ٹیچرز پچھلی دفعہ آئے وہ آکر کدھر غائب ہو گئے؟ وہ انسان تھے یا فرشتے یا کیا تھے؟

جناب سپیکر: یہ Question Hour تو نہیں ہے۔آپ cut motion پر آئیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈیپارٹمنٹ کی performance تو بالکل سامنے ہے کہ آئے دن نئے سے نئے پرائیویٹ سکولز کھلتے جا رہے ہیں۔ ہر گلی اور محلے کے اندر with out regulation کوئی بھی بندہ اٹھ کر سکول کھول لیتا ہے اور لوگ اپنے بچے اس میں بھیج رہے ہیں۔ یہ اس چیز کو صاف واضح کرتی ہے کہ عوام کا اعتماد اس حکومت اور اس ایجوکیشن سسٹم پر کتنا زیادہ ہے کہ عوام اپنے بچوں کو ان پرائیویٹ سکولوں میں بھیج رہی ہے لیکن سرکاری سکولوں میں نہیں بھیج رہی۔ میں یہاں پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں کوئی ممبر یا وزیر اٹھ کر بتا دے کہ جس کے بچے اس وقت سرکاری سکول میں پڑھتے ہوں؟ ماشاءاللہ یہاں پر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے اعلیٰ عہدیداران بھی بیٹھے ہیں ان میں سے کوئی بتا دے کہ ان میں کسی کے بچے سرکاری سکول میں پڑھتے ہوں؟ یہ کیسا تضاد ہے کہ ایجوکیشن چلانے والے اور ایجوکیشن بنانے والے خود اپنے بچوں کو تو ان سکولوں میں نہیں پڑھانا چاہتے لیکن وہ چاہتے ہیں کہ عام آدمی کے بچے ان سکولوں کے اندر جا کر پڑھیں۔ چلیں! میں فنڈز پر تو بات نہیں کروں گا کہ کتنے کس محکمہ نے پیسے utilize کئے کیونکہ میرے بہت سارے ممبران بتا چکے ہیں اور repeat کرنے کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں laptops پر بات کرتا ہوں۔ یہ حکومت اتنے لاکھوں laptops دے رہی ہے اور ہر سال دیتی آ رہی ہے۔ ہمارے اپنے سکولوں کے اندر computer labs نہیں ہیں تو ہمیں پہلے اپنی computer labs بنانی چاہئیں نہ کہ ہم لوگوں کو دو دو، تین تین laptops per student دے دیں۔یہاں سکروٹنی کوئی نہیں ہے اور اس پر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے کہ ایک بچہ جس کے پاس laptop ہے اور وہ حکومت نے دیا ہے اس کو دوبارہ laptop اگلے سال کیوں دینا ہے؟ اس کی بجائے کسی اور بچے کو دیا جائے تاکہ laptop سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں اور زیادہ سے

زیادہ عوام کو فائدہ پہنچ سکے۔اس ملک اور صوبے کے اندر ہماری یوتھ اور آنے والے لوگ صحیح طرح ایجوکیشن حاصل نہیں کر رہے اس کی main reason ہمارے اساتذہ اور ٹیچرز ہیں۔میرے خیال میں ہمارے ٹیچرز تعلیم دینے کے علاوہ ہر کام کر رہے ہیں۔اگر پولیو کے قطرے پلانے ہیں وہ ان ٹیچروں نے پلانے ہیں،اگر الیکشن کرانے ہیں تو وہ ان ٹیچروں نے کرانے ہیں۔میرے خیال میں کوئی بھی ایسا کام کرنا ہوتا ہے تو وہ ان ٹیچروں نے کرنا ہوتا ہے ماسوائے پڑھانے کے،کیا ایسی وجوہات ہیں کہ یہاں پر اور لوگ نہیں مل سکتے کہ ان ٹیچروں کو وہ کام کرنے دیا جائے کہ جس چیز کے لئے وہ بھرتی ہو کر آئے ہیں تاکہ ہماری آنے والی نسلوں کو پڑھا لکھا کر اچھی طرف لے جائیں۔اگر یہی performance رہی جو کہ اتنے سالوں سے ہم دیکھتے آ رہے ہیں اور چل رہی ہے تو میرے خیال میں اس ڈیپارٹمنٹ کو ایک روپیہ بھی اور نہیں دینا چاہئے۔ان کا احتساب کرنا چاہئے اور پوچھنا چاہئے کہ ان کے آج تک کے دیئے ہوئے پیسوں کو انہوں نے کدھر غائب کیا ہے؟میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گا کہ kindly آپ اس پر بے شک اسمبلی کی ایک کمیٹی بھی بنائیں اور اس کو scrutinize کرائیں۔یہاں اتنی زیادہ مالی غبن کے حوالے سے جو چیزیں code کی گئی ہیں،اگر وہ مالی غبن جاری ہے تو اس پر ایکشن لینا چاہئے کیونکہ یہ عوام کا پیسا ہے اور اسے کسی کو کھانے کا حق نہیں ہے۔اگر good governance کے دعوے اصل میں حقیقت ہیں تو kindly اس پر ثابت کر کے دکھائیں اور اس پر کوئی رپورٹ لا کر اسمبلی میں دکھائیں تاکہ ہمیں بھی پتا چلے کہ ان لوگوں نے اس پر کچھ کر کے دکھایا ہے۔شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں اپنی گفتگو کا آغاز۔۔۔

جناب سپیکر: جی،میں نے نام تو محترمہ کا لیا تھا۔چلیں!آپ کی مرضی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں اپنی گفتگو کا آغاز آئین کے آرٹیکل نمبر251 سے کرنا چاہتا ہوں۔میرے ہاتھ میں The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan ہے اس کے آرٹیکل نمبر251 کا جز(1) ہے۔

(1) The National language of Pakistan is Urdu and arrangements shall be made for its being used

for official and other purposes within fifteen years from the commencing day.

(2) Subject to clause (1), the English language may be used for official purposes until arrangements are made for its replacement by the Urdu.

جناب سپیکر!میں پورے ایوان بالخصوص وزیر تعلیم اور ان کے توسط سے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر اس وقت medium of education English ہے اور میں نے آئین کی کلاز 251 جو آپ کی خدمت میں پیش کی ہے اس کو سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔اس کے مطابق ملک کے اندر جتنے بھی تعلیمی ادارے۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ جی!cut motion پر آئیں۔اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں cut motion پر بات کر رہا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ English medium of education unconstitutional ہے۔میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ حکمرانوں کے ذہنوں کے اندر جو بات سمائی ہوئی ہے کہ انگریزی کے بغیر ہم ترقی نہیں کر سکتے۔۔۔

جناب سپیکر:جی، محترم!آپ cut motion پر آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں cut motion پر آ رہا ہوں۔Ultimately cut motion پر آ کر بات ختم کروں گا۔میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس غلط medium of education کے نتیجے کے اندر جس stage پر بھی بورڈ کا امتحان ہوتا ہے،اگر بورڈ کا امتحان پرائمری کی سطح پر ہے تو آپ statistics نکال کر دیکھ لیں کہ سب سے زیادہ failure انگریزی زبان کے اندر ہے اور اس کے بعد mathematic کے اندر ہے۔مڈل کے امتحان کو دیکھ لیں اس کے اندر بھی یہی کیفیت ہے۔ میٹرک کے بعد جو dropouts ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ بچے English medium کے اندر نہیں چل سکتے۔یہ اتنا زیادہ پیسے کا ضیاع ہے۔۔۔

جناب سپیکر:شاہ جی!cut motion پر آئیں۔آپ مہربانی کریں۔خدا کا واسطہ ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں cut motion پر بات کر رہا ہوں۔یہ جو سرمائے کا اتنا زیادہ ضیاع ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔یہ مناسب نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!اس لئے ہم نے یہ گزارش کی ہے کہ اس پرcutلگائی جائے۔۔۔

جناب سپیکر: آپcut motion پر بات کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میںcut motion پر ہی بات کر رہا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ یہ اتنی زیادہ بڑی رقم ان کو دے رہے ہیں اور یہ انگریزی زبان کی ترویج اور انگریزی کے ذریعے سے تعلیم دینے کی جو کوشش ہو رہی ہے یہ deliver نہیں کر رہی،dropout ہو رہے ہیں اور اتنے خرچے کے باوجود علم بچوں کو نہیں پہنچ رہا۔آپ دیکھیں جیسے جاپان، جرمنی، فرانس ،اٹلی اور سپین میں ہے یعنی ہر جگہ پر ان کی اپنی زبان کے اندر تعلیم دی جاتی ہے،اس میں بچہ زیادہ بہتر طریقے سے تعلیم حاصل کرتا ہے اور علم کو سیکھتا ہے۔اس وقت انگریزی ذریعہ تعلیم کے تحت اکثر ہمارے بچے "رٹا"لگاتے ہیں اور اسی پر ہماری گاڑی چل رہی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنجاب اور ملک کے اندر اس وقت یہی تعلیمی نظام چل رہا ہے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تعلیم پر ہماریpriority ہے،اس پر ہم خرچہ کرتے ہیں،ظاہر ہے ہم خرچہ کرتے ہیں بجٹ میںallocation بھی کرتے ہیں ہمیں بھی اس حوالے سے معلوم ہے لیکن میں اس موقع پر ایک دو واقعاتquote کرنا چاہتا ہوں۔اشفاق حسین صاحب اس ملک کے بڑے مایہ ناز ڈرامہ رائٹر رہے ہیں، بہتuprightآدمی تھے،انہوں نے اپنا ایک مشاہدہquote کیا تھا جو میں نے روزنامہ "نوائے وقت "میں پڑھا تھا۔وہ لاہور سے شیخوپورہ جا رہے تھے گرمیوں کے دن تھے،انہوں نے لکھا کہ راستے میں گاڑی پنکچر ہو گئی اور ڈرائیور نے سائیڈ پر لگائی، مجھے کہا کہ آپ ذرا اتر جائیں مجھے ابھی آدھا گھنٹہ لگے گا،آپ کسی درخت کے سائے کے نیچے کھڑے ہو جائیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحبcut motion پر آجائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میںcut motion پر ہی بات کر رہا ہوں۔اشفاق صاحب نے کہا کہ میں گاڑی سے اتر گیا۔۔۔

جناب سپیکر: Please come to the cut motion.cut motion پر بات کریں

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں نے دیکھا کہ سڑک کے سامنے درخت کے نیچے60،70سال کا ایک بزرگ چارپائی ٹھوک رہا تھا اور ایک آٹھ نو سال کا خوبصورت بچہ جو اس کوassist کر رہا تھا،اس کو

ہتھیار پکڑا رہا تھا۔اشفاق صاحب نے کہا کہ میں road cross کر کے دوسری سائیڈ پر چلا گیا اور میں نے بابا جی کو سلام کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ بچہ کون ہے؟اس نے کہا یہ میرا اپنا بیٹا ہے۔انہوں نے کہا کہ آپ اس عمر میں بچے کو کس کام پر لگا رہے ہیں۔اس کو آپ تعلیم کے لئے سکول میں بھیجیں۔بابا جی نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا باؤ جی مجھے نہیں پتا کہ آپ کون ہیں لیکن میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 1971 کے اندر پاکستان دولخت ہو گیا اس کو ان پڑھوں نے توڑا تھا یا پڑھے لکھوں نے توڑا تھا۔ اس نے کہا مجھے تو یہ موٹی بات سمجھ آئی ہے کہ پاکستان کو توڑنے کے ذمہ دار اس ملک کے پڑھے لکھے ہیں اس لئے میں ایسی تعلیم سے باز آیا میرا بچہ ایسی تعلیم حاصل نہیں کرے گا۔اشفاق صاحب نے کہا میں جب واپس آیا اور میں نے واپس آ کر اگلے روز تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلروں کو بابا جی کا یہ سوال لکھ کر بھیجا،انہوں نے کہا کہ یہ مشاہدہ جو اس واقعہ کے حوالے سے میں لکھ رہا ہوں، کسی ایک وائس چانسلر نے اس حوالے سے جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: شاہ جی،آپ cut motion پر بات کریں۔آج میرے خیال میں آپ کی ٹھیک طرح سے تیاری نہیں لگتی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان سے گزارش کروں گا کہ تعلیم ہے مگر تربیت کدھر ہے؟آپ خود دیکھیں کہ آپ کا ہر ڈیپارٹمنٹ کرپشن کی دلدل کے اندر ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کی نشاندہی کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!ہمارے اس تعلیمی نظام سے جو لوگ نکل رہے ہیں،یہ کرپشن کر رہے ہیں، کمیشن لے رہے ہیں اور پورے نظام کو یہ جو financial corruption کی دیمک ہے اس کو کھا رہی ہے۔اس کے لئے مہربانی کریں اور تعلیمی نظام کے اندر اس کے لئے کوئی سوچ بچار کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!آخری بات میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت ہمارا جو آئین ہے اس کے آرٹیکل 25(A) میں لکھا ہوا ہے کہ:

> The state shall provide free and compulsory education to all children of the age five to sixteen years in such manner as may be determined by law.

جناب سپیکر: اب آپ انگریزی میں کیوں پڑھ رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ مجھے آئین کا یہ حوالہ انگریزی میں ہی ملا ہے اس لئے میں نے انگریزی میں ہی دینا ہے۔

جناب سپیکر:چلیں!.come to the point

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں یہ عرض کروں گا،آئین کا آرٹیکل(A)25 کہہ رہا ہے،اس کی روشنی میں یہ پوچھوں گا کہ یہ پرائمری سے لے کر میٹرک تک، تعلیمی ادارے جو فیسیں لیتے ہیں چاہے وہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہیں یا سرکاری ہیں،اس کا کیا جواز بنتا ہے ؟

جناب سپیکر:جی،مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے یہ آئین کی خلاف ورزی ہے، ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارے ہمارے ملک کے اندر موجود ہیں جو تیس تیس ہزار روپے ماہوار فیس لیتے ہیں اور حکومت اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی۔وہ اتنے powerfulلوگ ہیں،ابھی چند روز پہلے کی بات دیکھ لیں حکومت نے ایک دوا ین جی اوز پر پابندی لگائی،امریکہ کا ایسا باؤآیا کہ دوسرے ہی دن پرائم منسٹر نے پابندی اٹھالی۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ۔محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر:شکریہ۔جناب سپیکر!بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔میں یہاں پر بات کرنا چاہوں گی کہ موجودہ پنجاب حکومت مسلسل سات سال سے برسر اقتدار ہے۔۔۔

میاں محمد ثاقب خورشید:جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!حکومت کے لئے اپنے منشور اور وعدوں پر سو فیصد عملدرآمد کرانے کے لئے ایک آئینی مدت دی جاتی ہے جو کہ پانچ سال کی تھی۔موجودہ حکومت نے پچھلے پانچ سال میں اپنی آئینی مدت پوری کی اور اب اس tenureکے دو سال بھی پورے کر چکی ہے یعنی مسلسل سات سال سے موجودہ حکومت برسر اقتدار ہے۔اگر میں1985 سے لے کر 2015 تک کا calculate period کروں تو یہ تقریباً30 سال بنتے ہیں۔اس وقت میں صرف سات سالوں کی بات کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر:جی،آپ cut motion پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اسی پر بات کرنا چاہ رہی ہوں کہ سات سال سے مسلسل یہ حکومت بر سر اقتدار ہے۔ آج یہ پورا ایوان، صوبہ expect کر رہا تھا کہ آج ان کے وزیر اعلیٰ جن کو خادم اعلیٰ کا خطاب دیا جاتا رہا ہے، وہ آج اس ایوان میں آئیں گے اور یہ بات کریں گے کہ آج پنجاب کی شرح خواندگی تقریباً 100 فیصد ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ بھی آ کر اپنی بات آپ کو سنائیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گی کہ اگر وہ اپنا یہ ہدف پورا کرتے تو ہم یہاں پر ڈیسک بجا کر ان کو welcome کرتے ان کو خوش آمدید کہتے اور انہوں نے جو وعدے کئے تھے ان کو بھی پورا کرتے تو ہم ان کو یہاں پر ضرور appreciate کرتے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! لیکن مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج سات سالوں کے بعد بھی اگر وہ یہ کہتے کہ ان کی enrolment سو فیصد ہے، یہاں پر کوئی بھی سکول ایسا نہیں ہے جس کی چھتیں خراب ہوں، امتحانی نظام شفاف ہے اور ہماری ٹیکسٹ کی کتابیں بھی غلطیوں سے پاک ہیں تو آج ہمیں بہت فخر ہوتا اور آج ہم ان کو appreciate کرتے لیکن جو ground reality ہے وہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ 2007 میں پنجاب کی شرح خواندگی 62 فیصد تھی اب سات سالوں میں شرح خواندگی ایک فیصد کم ہو چکی ہے۔ اس کو کہتے ہیں good governance جس کے موجودہ حکومت نے دعوے کئے ہیں۔ جب ہم ایجوکیشن کے بجٹ کو سنیں تو اربوں کا بجٹ ہوتا ہے اور سب سے زیادہ افسوس کی بات ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا اپنے شہر میں دو لاکھ نوے ہزار بچے سکول سے باہر ہیں، نہایت ہی افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس شہر کے ایک سو ستائیس سکول ایسے ہیں جو خطرناک قرار دے دیئے گئے ہیں اور وہاں پر غریب لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں۔ اب ہو گا کیا، خدانخواستہ کوئی ایسا حادثہ پیش آ جائے گا تو وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس اس کا بہت آسان سا solution ہے۔ وہ پانچ لاکھ روپے کا چیک پکڑیں گے اور میڈیا وہاں پر پہلے سے موجود ہو گا، وہ جا کر اس کو پانچ لاکھ کا چیک دے دیں گے۔ جس کا بچہ چلا گیا ہے کیا وزیر اعلیٰ صاحب ان کے بچے کو واپس لا کر دے سکتے ہیں؟ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا بالکل بھی نہیں۔ کتنے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے پانچ سالوں سے اس ملک میں یہ وتیرا بن گیا کہ جہاں کہیں کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین cut motion پر بات کریں کی نعرے بازی کرتی رہیں)

جناب سپیکر: اب آپ cut motion پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں cut motion پر ہی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ cut motion پر بات کریں۔ مہربانی، بہت شکریہ۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! افسوس کی بات یہ ہے کہ۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please.

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ بات وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ یہ جو پانچ لاکھ کا چیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کٹ موشن پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں کٹ موشن پر ہی بات کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اقتدار کی معزز خواتین کٹ موشن پر بات کریں کی نعرے بازی کرتی رہیں)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جب وہ پانچ لاکھ روپے کا چیک کیش کروانے جاتے ہیں تو اکثر وہ چیک بھی bounce ہو جاتا ہے اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ سب نے بجٹ کے متعلق بہت detail سے بات کی figures بھی بتائے کہ کہاں کہاں کیا مسائل ہیں۔اب میں رواں مالی سال کی بات کروں گی، مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ 24۔ارب روپے کا بجٹ جو پچھلے سال announce ہوا اور رواں سال میں ایجوکیشن کی مد میں صرف 14۔ارب روپیہ خرچ ہوا ہے، ہائر ایجوکیشن میں تقریباً 11.55۔ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا جبکہ خرچ صرف 4۔ارب روپیہ ہوا ہے۔اگر آپ اس کا totally calculate کریں تو یہ 30 فیصد بنتا ہے جو bad governance اور ایک مجرمانہ غفلت ہے۔ ہم میٹرو بس کے against نہیں لیکن اگر آپ اس کی مد میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ابھی بھولے نہیں؟ آپ ایجوکیشن پر آئیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں condemn نہیں کر رہی بلکہ ایک example دے رہی ہوں اور میں comparison کر رہی ہوں یہ ایک priority ہے، لاء اینڈ آرڈر، ہیلتھ اور ایجوکیشن کسی بھی good governance میں priority ہوتی ہے لیکن یہاں تو priorities بالکل برعکس ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ سات سال کی شاندار حکومت کے بعد اب صورتحال یہ ہے کہ پانچ سو ایسے سکول ہیں جن میں پینے کا صاف پانی نہیں ہے۔ایک ہزار سکول بغیر ٹائلٹ کے ہیں آپ imagine کریں کہ بغیر ٹائلٹ کے ایک ہزار سکول ہیں۔چھ سو سکول بجلی اور پنکھوں سے محروم ہیں، سات ہزار سکولوں کی عمارتیں انتہائی خطرناک قرار دی جا چکی ہیں،،پچیس ہزار اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں، 32 فیصد سیکنڈری سکول لیبارٹری کی سہولت سے محروم ہیں، 14 فیصد پرائمری سکول boundary wall سے محروم ہیں۔سات سال کے بعد بنیادی سہولتوں سے محروم شرم والی بات ہے۔یہاں پر کسی نے یہ بات نہیں کی اس لئے میں وزیر خزانہ اور وزیر تعلیم سے ضرور پوچھنا چاہوں گی کہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ لاہور میں 147 اور مجموعی طور پر تقریباً تین سو سکول ایسے ہیں جو کہ این جی اوز کے سپرد کر دیئے گئے ہیں۔میں ان سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ این جی اوز کے پاس ایسا کیا میکنزم ہے،ان کے پاس کون سی جادو کی چھڑی ہے جس سے ایجوکیشن بہتر ہو جائے گی ؟آپ اربوں روپیہ اپنے دفاتر اور ان کو facilitate کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں لیکن آپ ایجوکیشن کے لئے آہستہ آہستہ اپنی جان چھڑا کر جو کہ آپ کی اپنی responsibility ہے آپ یہ این جی اوز اور پرائیویٹ سیکٹر پر ڈال رہے ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ ان سکولوں میں جو بچے پڑھ رہے ہیں وہ ہمارے اس ملک کا future ہیں لہٰذا میں آپ کے توسط سے وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ این جی اوز کون ہیں اور کس basis پر ان کو یہ سکولز دیئے گئے ہیں اور یہ بھی بتائیں کہ۔۔۔

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر:آپ اس کے لئے سوال دیں تو اس کا جواب لیں گے لیکن ابھی آپ cut motion پر بات کریں۔مہربانی۔وہ آپ کا حق ہے وہ جواب دیں گے اور میں جواب لوں گا۔

محترمہ خدیجہ عمر:جناب سپیکر!میں آخر میں یہی کہوں گی کہ آپ کی priority لاء اینڈ آرڈر،ہیلتھ اور ایجوکیشن ہے لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ موجودہ حکومت کی priorities میں یہ تینوں subjects شامل نہیں ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر:بہت شکریہ

قاضی احمد سعید:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!ایجوکیشن کے حوالے سے اس cut motion میں یہ تحریک کہ اربوں روپے کی رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔اپوزیشن کی طرف سے یہ نہیں

ہے کہ انہوں نے یہ تمام باتیں ایجوکیشن کے خلاف کی ہیں بلکہ ان کا مقصد یہ ہے کہ ایجوکیشن کے حوالے سے جو پالیسی بنائی گئی ہے، جو پالیسی بنائی جاتی ہے اور اس پالیسی میں اربوں روپے ضائع کر دیئے جاتے ہیں اس پر اپوزیشن نے بات کی ہے۔ بات تو وہیں پر جائے گی معذرت کے ساتھ "بھینس کے آگے بین بجانا" میرا مقصد منسٹر صاحب کی طرف نہیں ہے بلکہ میرا اشارہ ان policy makers کی طرف ہے۔ پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب، لیپ ٹاپ، سولر سکیم، دانش سکول میں ان کے خلاف نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: کب سے؟

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو لوگ ان کو پالیسی بنا کر دیتے ہیں تو یہ بھی دیکھیں کہ جب ان سکیموں پر اربوں روپیہ لگایا گیا اس کی مثال دیکھ لیں کہ کتنے کروڑ روپے کے سولر دیئے گئے اور ان کی اشتہار بازی پر کتنے کروڑ روپے خرچ ہوئے؟ لیپ ٹاپ پر کتنے کروڑ روپے خرچ ہوئے اور اس کی اشتہار بازی پر کتنے خرچ ہوئے؟ کاش اپوزیشن کی طرف سے ان cut motions پر ایک تجویز پر بھی یہ عمل کر لیں۔ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میرا یہ لگاتار تیسرا tenure ہے، میں پالیسی بنانے والوں اور ارباب اختیار لوگوں کو مشورے دینے والوں سے پوچھنا چاہتا ہوں منسٹر صاحب موجود ہیں، لاء منسٹر صاحب موجود ہیں اور میڈم صاحبہ بھی موجود ہیں 2008 میں خان بیلا ڈسٹرکٹ رحیم یار خان میں چالیس پچاس سال بعد پانچواں گرلز ڈگری کالج بنا بلکہ جب سے یہ پاکستان بنا 65 سال ہو گئے ہیں پورے ڈسٹرکٹ میں چار گرلز ڈگری کالج تھے ہماری خوش قسمتی ہوئی کہ 08-2007 میں ارباب اختیار نے شفقت کی، رحم کیا اور خان بیلا میں گرلز ڈگری کالج بن گیا اور 2008 میں functional ہو گیا۔ یہ ایجوکیشن پر اربوں روپیہ خرچ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کو یہ پتا ہے کہ آج سے پانچ چھ سال پہلے بننے والے کالج میں کیا انہوں نے ایک لیکچرار بھی تعینات کی ہے؟ جواب آئے گا کہ جناب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی ہوتی ہے۔ اس ڈگری کالج کو بنے سات سال ہو گئے ہیں اس میں صرف ایک پرنسپل ہے جس نے daily wages پر، پندرہ ہزار روپے ماہانہ پر طالبات hire کی ہیں اور سات سال سے اس کالج میں وہ طالبات پڑھا رہی ہیں۔ کہاں گیا اربوں روپیہ؟ ہمیں آپ سے اختلاف نہیں ہے۔ ہم جب ساؤتھ پنجاب کی بات کرتے ہیں تو اس لئے کہتے ہیں کہ ہمیں ایچیسن جیسا کالج دو، ہمیں جی سی جیسا کالج دو، ہمیں پنجاب یونیورسٹی جیسی یونیورسٹی دو۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ آٹھ سال ہو گئے گرلز ڈگری کالج خان بیلا میں ایک لیکچرار بھرتی نہیں ہو سکی۔ ارباب اختیار اس کا کیا جواب دیں گے؟ ہم اس لئے کہہ رہے ہیں کہ جو policy maker بیٹھے ہیں یہ پالیسیاں بنا کر چیف ایگزیکٹو کو دیں گے،

چیف ایگزیکٹو کہیں گے کہ اس پر عمل کریں۔ابھی ایک فاضل محترمہ بتارہی تھیں کہ کتنا بڑا صوبہ ہے، کتنا بڑا ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب سپیکر!لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پچھلے سال 30 فیصد بجٹ ایجوکیشن پر خرچ ہوا ہے۔اب اس 30 فیصد میں ان policy makers سیکرٹریوں کے دورے،contingency کے خرچے شامل ہیں اور باقی بچا کھچا سات،آٹھ یا دس فیصد بجٹ تعلیم پر خرچ ہوا ہوگا۔میری محترمہ وزیر خزانہ سے submission ہے کہ تعلیمی اداروں میں missing facilities کو پورا کیا جائے۔مثال کے طور پر گورنمنٹ بوائے ہائر سیکنڈری سکول خان بیلا میں کئی سو بچوں کے بیٹھنے کے لئے چھت میسر نہیں اور وہ درختوں کے سائے میں بیٹھتے ہیں۔رحیم یار خان میں کئی ایسے سکول ہیں کہ جہاں پر ٹائلٹ،گیٹ،چاردیواری اور بجلی نہیں ہے۔میں تنقید نہیں کر رہا بلکہ یہ کہتا ہوں کہ ان کو check and balance میں رکھیں۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے لہٰذا جو لوگ آپ کو پالیسی بنا کر دیتے ہیں یا اس پر عملدرآمد کرنے کے ذمہ دار ہیں ان پر check and balance بھی رکھیں۔آٹھ سال قبل دس کروڑ روپے کی لاگت سے گرلز ڈگری کالج خان بیلا بنا تھا لیکن وہاں پر ابھی تک ایک لیکچرار کی تعیناتی بھی نہیں کی گئی۔ارباب اختیار اس کا کیا جواب دیں گے ؟

جناب سپیکر!میں آخر میں آپ کی وساطت سے ارباب اختیار کی نذر یہ شعر کروں گا کہ:

تیکوں گاوے کھیر پلائم پیتے پانی کھارے
میڈی روہی ترسی رہ گئی تیڈے شہر فوارے
واہ تیرے بھائی چارے واہ تیرے بھائی چارے

جناب سپیکر:جی،منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن/ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!یہاں پر مطالبہ زر نمبر PC-21015 بسلسلہ مد تعلیم و پرکوٹی کی تحریک پیش ہوئی ہے۔میں اس حوالے سے یہ کہوں گا کہ پنجاب میں ایجوکیشن پر جو focus رہنا چاہئے تھا ماضی کے اندر وہ نہیں رہا۔جب 2008 کے الیکشن میں پنجاب کی عوام نے پاکستان مسلم لیگ (ن) پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں آمریت کے بعد دوبارہ حکومت دی تو ہماری طرف سے فوری طور پر ایک تاریخ ساز دور کا آغاز کیا گیا۔حکومت کی طرف سے شعبہ تعلیم،سکولوں اور دوسرے تعلیمی اداروں پر خصوصی توجہ دی گئی۔پنجاب کے اندر پہلی دفعہ stock-take کیا گیا،data تیار کیا گیا کہ پنجاب کے اندر کتنے سکول ہیں

اور ان کے اندر کن کن basic facilities کی کمی ہے۔دو سال کے عرصے میں پورے پنجاب کے سکولوں کا ایک stock-take کیا گیا اور سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے سال 2010 میں ایک پروگرام شروع کیا گیا۔صوبہ پنجاب میں 54ہزار کے قریب سکولز ہیں۔ایک data تیار کیا گیا اور پوری تفصیل اکٹھی کی گئی کہ کن سکولوں میں پینے کا صاف پانی، لیٹرین، فرنیچر، بجلی اور چار دیواری میسر نہیں ہے۔اسی طرح کس کس سکول میں کتنے اساتذہ کی کمی ہے۔شعبہ ایجوکیشن پر ایمرجنسی لگائی گئی۔پہلے تو "پڑھا لکھا پنجاب" کے صرف جھوٹے نعرے لگائے جاتے تھے لیکن سال 2010 کے بعد عملی طور پر شعبہ تعلیم کی بہتری کے لئے اقدامات اُٹھائے گئے ہیں۔میں یہ بات حکومت پنجاب یا قائد پنجاب کی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ بین الاقوامی ایجنسیاں جو کہ پنجاب یا پاکستان میں تعلیمی نظام کو monitor کر رہی ہیں انہوں نے yearly basis کے اوپر اپنی رپورٹ میں یہ سب کچھ کہا ہے۔حکومت پنجاب نے اس حوالے سے اپنے آپ کو self-accountable ٹھہرایا ہے۔ابھی جس page یا website کی بات کی جاتی ہے اس کا وجود پہلے نہیں تھا۔محکمہ تعلیم نے اپنے آپ کو پہلی دفعہ accountable ٹھہراتے ہوئے اپنی yearly progress کو عوام کے لئے open کیا۔Right to Information Act آنے سے پہلے ہی سکولز ایجوکیشن نے اپنے دروازے عوام کے لئے کھول دیئے تھے۔ہم نے یہ کام ایک novel approach کے ساتھ شروع کیا۔ہر مہینے stock-take کیا جاتا ہے کہ تعلیمی اداروں میں کون کون سی facilities and resources provide کی جا رہی ہیں، ہر دو مہینے بعد وزیر اعلیٰ پنجاب کے level پر ایک stock-take ہوتا ہے جس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہم کہاں پر کھڑے ہیں اور کہاں پر پہنچنا تھا؟ مجھے یہ بتاتے ہوئے فخر محسوس ہو رہا ہے کہ جب ہم نے یہ stock-take شروع کیا تو ہم نے ایک way forward بنایا تھا۔ہم نے futuristic approach رکھی تھی اور ایک وژن کے ساتھ اس سفر کو شروع کیا تھا۔وہ وژن یہ تھا کہ ہمیں اپنے سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے کتنے فنڈز درکار ہیں اور اگلے دو، چار یا دس سالوں میں اپنے ایجوکیشن سسٹم کو کھڑا کرنے کے لئے کتنے وسائل چاہئے ہوں گے؟ جب ہم نے 2010 میں اس پروگرام کا آغاز کیا تو اربوں روپے ہم نے missing facilities کو پورا کرنے کے لئے خرچ کئے۔سال 2014 میں پنجاب کے اندر ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ کو متعارف کروایا گیا جس کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے اب دنیا کے دوسرے ممالک اس کو as role-model اپنے ملکوں میں رائج کر رہے ہیں۔یہ نہ صرف صوبہ پنجاب بلکہ پاکستان کے لئے فخر کی بات ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "جھوٹ، سب جھوٹ" کی آوازیں)

اب ذرا صبر سے سُن لیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں، ان کو چھوڑیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن/ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پچھلے ادوار میں سکولوں میں طالب علموں کی حاضری کبھی 61,65,67 یا 71 فیصد رہی ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب کی سربراہی میں کام کرتے ہوئے محکمہ سکولز ایجوکیشن کی انتھک محنت کی بدولت آج سکولوں میں طالب علموں کی حاضری 92 فیصد ہو چکی ہے اور ہمارا vision and mission اس کو 98 فیصد تک لے کر جانے کا ہے۔ اسی طرح اساتذہ کی سکولوں میں حاضری پہلے 74 فیصد تھی آج اللہ کے فضل سے 93 فیصد ہو چکی ہے۔ یہ رپورٹ حکومت پنجاب کی نہیں بلکہ مختلف تنظیمیں جو کہ ہمیں monitor کرتی ہیں یہ ان کی رپورٹس ہیں اور اگر اس میں چھٹیوں کو نکال دیا جائے تو اساتذہ کی سکولوں میں حاضری 100 فیصد بنتی ہے۔ اس کے بعد پنجاب کے 36 اضلاع کے اندر ہم ایک نیا نظام لے کر آئے اور ہم نے مختلف traffic lights کو symbol کے طور پر رکھا۔ ہم نے سکولوں میں پائی جانے والی missing facilities, teacher attendance, enrolment and retention کا احاطہ کیا، accountability شروع کی اور 2010 کے stock-take کے مطابق 36 اضلاع میں سے 35 ضلعے Red تھے۔ اس کے بعد ہم نے ان سکولوں میں missing facilities کو پورا کیا اور آج سال 2015 کے stock-take کے مطابق کوئی ایسا ضلع نہیں جو کہ Red ہو۔ آج پنجاب کے تمام اضلاع Green ہیں۔ یہ بھی بین الاقوامی تنظیموں کی رپورٹ ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے اس سفر کا آغاز 2010 میں کیا، میں یہ نہیں کہتا کہ ہم نے تمام targets achieve کر لئے ہیں۔ یہاں پر بے تحاشا challenges ہیں اور ہم نے ان کو achieve کرنے کے لئے ایک way-forward بنایا ہے۔ اب اس کے لئے جن resources کی ضرورت تھی ان کو حاصل کرنے کے لئے ہم حکومت کے ساتھ بیٹھے اور حکومت کو اس حوالے سے ایک novel idea پیش کیا۔ پنجاب کے اندر پنجاب کی عوام کے تعاون سے پہلی دفعہ ہم نے سکولز ایجوکیشن کے لئے سکولز کونسل کے ذریعے یہ پیسا missing facilities کو پورا کرنے کے لئے دینا شروع کیا۔ Third-party evaluation کرائی تاکہ ایک شفاف طریقے سے وہ پیسا جو missing facilities کے لئے دیا جاتا ہے۔ وہ پیسا وہاں پر پہنچے اور اُس پیسے کا صحیح مصرف ہو۔ اُس کے بعد ہم نے یہ دیکھا کہ جن

سکولوں کے اندر challenges زیادہ ہیں، جہاں پر ہم سمجھتے ہیں کہ مزید resources کی ضرورت ہے وہاں پر ہم پہلے missing facilities کو پہنچانے پر زور دے رہے تھے لیکن اس سال ہم نے quality پر زور دینا شروع کیا ہے۔ Quality کیا ہے؟ اس پنجاب کے اندر ہم نے اڑھائی سالوں میں ایک لاکھ 40ہزار ٹیچرز کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا اور اُن ٹیچرز کی بھرتی پر ایک انگلی نہیں اٹھی۔ اس بھرتی کے اندر پہلی دفعہ سائنس کے مضامین کے ٹیچرز پر focus کیا گیا یہاں پر ایم ایس سی، ایم فل، پی ایچ ڈی کے اندر میتھ، سائنس کیمسٹری اور بیالوجی کے ٹیچرز کی بھرتی کی گئی اور ٹیچرز کو انگلش کی training دی گئی۔ ہم نے different projects شروع کئے اور پہلی دفعہ ہوا کہ ہم نے پنجاب کے اندر in service training دی اور pre-service training بھی شروع کی۔ وہ ٹیچرز جو آج بھرتی ہو کر آ رہے ہیں آج اُن ٹیچرز کے معیار کو نہ صرف assess کیا جاتا ہے اور چونکہ وہ ٹیچر ایک transparent طریقہ سے آ رہا ہے اور ہم ہر سال 40ہزار ٹیچر بھرتی کریں گے کیونکہ ہر سال 25ہزار ٹیچر retire ہو گا اور 15ہزار ٹیچر نیا آئے گا اور اس طرح student teacher ratio کو بھی ہم maintain کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اس کے ساتھ ساتھ smart interventions لے کر آ رہے ہیں۔ Accountability کی جو بات ہوئی ہم نے ڈی ایم اوز اور اے ای اوز کو tablet دیئے ہوئے ہیں جن سے وہ monitoring کرتے ہیں۔ وہ جس سکول میں جاتے ہیں وہ اُس سکول کا data collect کرتے ہیں کہ اس وقت سکول میں بچے کتنے ہیں، ٹیچرز کتنے ہیں، missing facilities کی کیا صورتحال ہے اور ہر مہینے یہ data, electronically ہمیں submit ہوتا ہے۔ ہم نے ایک main dash board بنایا ہے وہاں پر پنجاب کے ہمارے تمام سکولوں کی condition سامنے آتی ہے۔

جناب سپیکر! ہم اس کے ساتھ ساتھ جہاں پر اور بہت زیادہ ہم innovations کر رہے ہیں وہاں پر ہم نے E-Learn Punjab کے تحت اپنے تمام syllabus کو digitalize کیا ہے اور ہائی سکولوں کے اندر ہماری جو چھ ہزار کمپیوٹر لیبز موجود ہیں اور ایلیمنٹری سکولوں کے اندر پانچ سو کمپیوٹر لیبز موجود ہیں ہم اپنے بچوں کو پائلٹ پراجیکٹ کے اندر کچھ سکولوں میں tablets بھی مہیا کر رہے ہیں تاکہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا E-Learn Punjab کا جو initiative ہے جس کے تحت آج ہم نہ صرف کتابیں مہیا کر رہے ہیں بلکہ ہماری کتابیں اب digital formation میں بھی موجود ہیں جو ہم provide کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑا مسئلہ جہاں بجلی کی فراہمی کا تھا ہم نے پنجاب کے وہ پانچ ہزار

سکول identify کئے جو off grid تھے جہاں پر بجلی لے کر جانا ایک مہنگا سودا تھا وہاں پر ہم solar provide کر رہے ہیں تو یہ ہے وہ چمکتا دمکتا پنجاب، تعلیم کے ساتھ وابستہ پنجاب اور اپنے بچوں کے ساتھ ہماری یہ commitment ہے۔یہاں پر different figures پیش کی گئیں تو میں یہاں پر صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت پنجاب کے سرکاری سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد 10.86 ملین ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے اندر ہم نے 1.8 ملین بچوں کو داخلہ دلایا ہوا ہے اور پرائیویٹ سکولوں کے اندر 9 ملین بچے پڑھ رہے ہیں اس طرح ہم پورے پنجاب کے اندر 22.46 ملین بچوں کو تعلیم دلوا رہے ہیں اور National Institute of Population Studies کے مطابق پنجاب میں پانچ تا سولہ سال کی عمر کے 30.6 ملین بچے ہیں یہ وہ figure ہے جو تمام اداروں کی طرف سے آئی ہوئی ہے اس کے مطابق out of school دیکھا جائے تو وہ 8.26 ملین ہے جس میں سے ہم 4 ملین بچوں کو اپنے سکولوں کے اندر لے کر آ چکے ہوئے ہیں۔3.6 ملین بچے خصوصی تعلیم، بنیادی اور غیر رسمی تعلیم اور آپ اگر کسی بھی وقت پنجاب کے سکولوں میں جائیں تو پنجاب کے سکولوں میں 2010 کے مقابلے میں کسی بھی دن 10 لاکھ بچہ زیادہ ملتا ہے۔ ہم نے اللہ کے فضل سے آج جو محنت کی ہے اور ہماری یہ جو کارکردگی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا وژن، ہماری commitment اور حکومت کی commitment بہت clear ہے اور ہم نے اس پر نہ صرف تمام وسائل کو استعمال کیا ہے بلکہ ہم نے اُس کا بہتر استعمال کیا ہے۔یہاں پر key performance indicators کی بات ہوئی تو میں اپنے بھائی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ Kip's کو بہت diligently follow کیا جاتا ہے۔یہاں پر dangerous buildings کی بات ہوئی ہم نے اس سال ان کے لئے 15۔ارب روپیہ رکھا ہے۔ ہم نے جو forward way بنایا ہے اُس میں dangerous buildings سے لے کر جن سکولوں میں enrolment اچھی ہے وہاں پر additional class rooms سے لے کر، جن سکولوں کے اندر پڑھائی اچھی ہے وہاں پر additional funds دے کر، جن ضلعوں کے اندر girls child کا سکولوں میں جانے کا مسئلہ ہے اُن کو stipend دینے سے لے کر، جن بچوں یا بچیوں کو اپنی تعلیم جاری رکھنے میں مسئلہ ہے اُن کو پنجاب ایجوکیشن انڈومنٹ فنڈ جو اس وقت 15½۔ارب روپے کا فنڈ بن چکا ہے جس سے ایک لاکھ بچوں کی کفالت کی جاتی ہے اُن کی تعلیم کا خرچہ اُٹھایا جاتا ہے اور یہ ایک اس طرح کا پراجیکٹ ہے جو دنیا میں کہیں اور نہیں ہے اور اس پراجیکٹ کو اب دنیا میں follow کیا جا رہا ہے۔ ہم نے اس سال پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت 225 نئے سکول

بنائے جو یہاں پر بار بار کہا جاتا ہے کہ نئے سکول نہیں بنائے۔اب ہم بہتری اور ایک جدت لے کر آ رہے ہیں۔آپ اگر دیکھیں کہ ایک بچہ جو سرکاری سکول میں پڑھتا ہے اُس پر جتنی لاگت آتی ہے اُس سے آدھی لاگت کے اندر یہ پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ جو پوری دنیا میں چلتی ہے، جس کے اندر ہم نے بہترین اداروں کو اپنا partner بنایا ہے اور ان اداروں کی مدد کے ساتھ ہم پنجاب کے اُن علاقوں کے اندر جہاں پر سکولز نہیں ہیں ہم نے اُن کا بھی پورا map تیار کر لیا ہے۔اس وقت پنجاب میں پانچ ہزار سے زیادہ سکول پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت چل رہے ہیں جن کی تعداد میں اس آنے والے سال میں 1500 سکولوں کا اور اضافہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میری بہن نے ایک بات کی میں اُن کا بہت احترام کرتا ہوں وہ ہمارے ساتھ شروع سے اپوزیشن میں بھی رہیں لیکن اس پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران معزز ہیں اور ہر کوئی عوامی انتخاب کے طریق کار کے عمل سے گزر کر یہاں تک پہنچا ہے تو اُن کے بارے میں کوئی اس طرح کی بات کرنا لیکن حکومت کا یہ وژن ہے کہ ہم نے schools adopt کا جو کام شروع کیا ہے اُس کا آغاز ہم نے گورنمنٹ کے تمام سیکرٹریز سے کیا انہوں نے اور سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں نے schools adopt کرنے شروع کئے۔ہم نے VC's کو کہا کہ آپ schools adopt کرنا شروع کریں اور وہ سکول adopt کریں جن کی حالت بہت خراب ہے اور ای ڈی اوز نے تمام ڈسٹرکٹس کے اندر اُن خراب حالت والے سکولوں کی نشاندہی کی تو نشاندہی کرنے کے بعد پہلے phase میں ہم نے یہ کیا۔

جناب سپیکر! دوسرے phase کے اندر آج وزیر اعلیٰ پنجاب نے schools adopt کئے ہوئے ہیں، منسٹرز نے schools adopt کئے ہوئے ہیں، parliamentarians نے schools adopt کئے ہوئے ہیں تو آج پنجاب کے نمائندے اپنے بچوں کی تعلیم کے ساتھ کھڑے ہیں، اُن کے بہتر مستقبل کے ساتھ کھڑے ہیں اور حکومت کی یہ commitment بھی ہے۔یہ تمام parliamentarians اپنے حلقہ کے اندر جا کر سکولوں کا visit کرتے ہیں، اُن کو monitor کرتے ہیں اور ہم نے اس پر checks رکھے ہیں کہ جو پیسا جاتا ہے اُس کو شفاف طریقہ سے کس طرح لگایا جانا ہے، اُس پیسے کا استعمال کس بہترین طریقہ سے کیا جانا ہے اور اُس کے ذریعے بچوں کو بہترین معیار کس طرح دینا ہے؟ یہاں پر دانش سکول کی بات ہوئی میں اس ایوان کے ساتھ share کرنا چاہوں گا۔ زیادہ پرانی بات نہیں ہے چند مہینے پہلے کی بات ہے کہ امریکہ کے اندر ایک مقابلہ ہوا، وہ مقابلہ environment پر تھا اور اس پر ماڈل مانگے گئے تھے۔ پاکستان کے اندر selection ایک

independent ادارے کے ذریعے ہوئی اور short listing کے بعد دانش سکول حاصل پور کی بچیاں منتخب ہوئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ان بچیوں کا مقابلہ بڑے بڑے پرائیویٹ سکولوں کی chains سے تھا۔ ان بچیوں کا ماڈل پہلے نمبر پر آیا اور وہ امریکہ گئیں۔امریکہ میں سو سے زائد ملکوں کا مقابلہ تھا۔ان تین قوم کی بیٹیوں میں سے ایک بیٹی کے والد صاحب وفات پا چکے ہیں اور دو بیٹیوں کے والد مزدوری کرتے ہیں۔ قوم کی ان بیٹیوں نے وہاں پر جا کر پوری دنیا کے اندر پاکستان کو پانچویں پوزیشن دلوائی۔ یہ ہے وہ talent جو دانش سکول سے نکل رہا ہے۔ یہ ہے وہ وژن جو وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کا ہے کہ غریب کے بچے کو بھی اچھی اور معیاری تعلیم کا حق حاصل ہے۔جہاں پر ہم اپنے سکولوں کی حالت کو بہتر کر رہے ہیں، جہاں پر ہم نئے سکول لے کر آ رہے ہیں وہاں پر ہم پارٹنر شپ بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے سکول ایجوکیشن کو آگے بڑھایا ہے۔اب یہ ایک بند دروازہ نہیں بلکہ کھلا دروازہ ہے جس کے اندر آ کر آپ بھی اگر سمجھتے ہیں کہ کہیں پر بہتری کی ضرورت ہے تو خدارا تنقید برائے تنقید نہ کریں کیونکہ یہ قوم کا مستقبل ہے جس کی بات ہو رہی ہے۔ یہ آنے والے پاکستان کی بات ہو رہی ہے۔ یہ پاکستان کے future leaders کی بات ہو رہی ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کا ذمہ حکومت کا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جہاں میں نے ٹیچرز ٹریننگ کی بات کی وہیں پر ہم نے اپنے سلیبس اور نصاب پر بھی کام کیا ہے۔ ہم نے پہلی دفعہ ایک بورڈ بنایا ہے جس پر کابینہ کمیٹی بنی اور بطور وزیر تعلیم میں نے سیکرٹری سکول ایجوکیشن اور ہماری ٹیم نے پورا کام کیا۔ ہم نے اس میں eminent educationist، ادیب اور دانشوروں کو بٹھایا اور انہیں کہا کہ ہمیں point out کریں کہ ہمارے سسٹم کے اندر کس چیز کی کمی ہے۔ ہم نے عدم تشدد، فرقہ واریت کے خلاف اور پاکستانیت پر working کی تو کابینہ کی سب کمیٹی جو رانا ثناء اللہ خان کی سربراہی میں بنی تھی اس نے اسے دیکھا اور آج ہم نے اپنے سلیبس کے اندر انقلابی تبدیلیاں کی ہیں۔ آئندہ آنے والے دور کے اندر یہ بچے پاکستان کا سرمایہ بن کر ابھریں گے۔ ہم نے یہ جو ایک علم کی شمع جلائی ہے یہ روشن شمع پورے پاکستان کو منوّر کرے گی۔اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنے ایگزامینیشن کمیشن کے سسٹم کو درست کیا اس کو robust بنایا،اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سال ہمارے کہیں پر paper out ہونے کی شکایت نہیں آئی اور objective system لے کر آئے ہیں کہ جو پڑھے گا وہی وہ paper دے سکے گا اس لئے بچوں کے اندر بھی پڑھنے اور آگے بڑھنے کی خُو پیدا کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں پر ہم نے سکول ایجوکیشن پر اتنا کچھ کیا ہے وہاں پر ہائر ایجوکیشن پر بھی کام کیا ہے۔یہاں بار بار لیپ ٹاپ کی بات ہوتی ہے۔آپ یقین کریں کہ پاکستان کے اندر آگے جانے کا ایک ہی راستہ ہے۔ پاکستان کی ترقی کا ایک ہی راستہ ہے کہ ہم تعلیم کے میدان میں ترقی کریں۔ ہم تعلیم کے میدان میں جھنڈے گاڑھیں اور دنیا کا مقابلہ صرف اور صرف تعلیم کے ذریعے کیا جا سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ حکومت نے جہاں پر یونیورسٹیوں کے سٹرکچر پر توجہ دی اور صوبائی ہائر ایجوکیشن کمیشن بنا کر یونیورسٹیوں کے لئے ہم نے standards متعین کئے۔ ہم نے یونیورسٹیوں کو باقاعدہ targets دیئے اور ہم نے کالجوں پر بھی کام کیا۔ ہم پنجاب کے اندر میرٹ کی بنیاد پر لیپ ٹاپ دیتے ہیں۔اگر اس میرٹ کی پالیسی پر پنجاب کے سو فیصد بچے بھی آ جائیں تو ہم سو فیصد بچوں کو بھی لیپ ٹاپ دیں گے۔کیونکہ آگے جانے کا یہی طریقہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب میں ایک study ہوئی کہ لیپ ٹاپ کا بچوں کو کیا فائدہ ہوا ہے؟ یہاں پر خود نمائی کی بہت زیادہ بات کی جاتی ہے تو آپ یقین کریں اس لیپ ٹاپ کی وجہ سے کئی بچے آج اپنا کاروبار چلا رہے ہیں۔آج اپنے گھر کے لئے روزگار مہیا کر رہے ہیں۔آج آئی ٹی کی انڈسٹری میں پاکستان کی ترقی ہو رہی ہے۔ یہ آغاز 1997 میں میاں محمد نواز شریف نے optic fiber بچھا کر کیا تھا اور پاکستان میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا ایک revolution لے کر آئے تھے۔یہ قیادت کا وژن ہوتا ہے اور یہ visionary قیادت کی بات ہوتی ہے۔آپ کو بھی اس بات کی آج سے پانچ چھ سال بعد سمجھ آئے گی جب یہ بچے عملی طور پر پاکستان کے اندر کام کر رہے ہوں گے اور پاکستان کا نام روشن کر رہے ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہم نے ایک اور کام نالج پارک کا شروع کیا ہے۔یہ حکومت پنجاب کا ایک انتہائی اہم پراجیکٹ ہے۔ جنوبی کوریا میں 1980 میں نالج پارک بنا اور اس سے SAMSUNG جیسی کمپنی نے جنم لیا۔آپ جاپان اور چائنا کو دیکھیں ان ملکوں کی ترقی کے اندر نالج پارکس کا ایک بہت بڑا کردار ہے۔ حکومت پنجاب نے نالج پارک کے لئے یہ triple helix ہیں جس کے اندر انڈسٹری، academies اور ریسرچ کو اکٹھا کیا جا رہا ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ یہ پنجاب اور پاکستان کی ترقی کا زینہ یہ نالج پارک بنے گا۔ یہ وژن پھر ایک visionary leader نے دیا جو آئندہ کی سوچتا ہے، جو آگے کی سوچتا ہے، جو ترقی کی سوچتا ہے، جو ملک کو آگے لے کر جانے کی سوچتا ہے اور پاکستان کی ترقی کے لئے سوچتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایجوکیشن کے لئے جو بجٹ دیا گیا ہے کاش یہاں سے یہ بات ہوتی، آرٹیکل 140 کے تحت تو کہنا پڑتا ہے کہ ایک روپیہ کیا جائے لیکن کاش کوئی ایک ممبر اپنی تقریر میں کہتا کہ اس بجٹ کو

مزید بڑھایا جائے۔ کوئی ممبر یہ کہتا کہ اس کے اندر مزید بہتری لائی جائے۔ ہر ایک نے یہ کہا کہ اس کو ختم کر دیا جائے۔ پنجاب کے اندر جو علم کی شمع جلی ہے اس نے پاکستان کو روشن کرنا ہے اور یہ شمع بجھ نہیں سکتی اس لئے یہ پیسے پنجاب کی تعلیم کے مستقبل کے لئے ضروری ہیں۔ پنجاب کو آگے لے کر جانے کے لئے ضروری ہیں اور پاکستان کو دنیا میں اس کا کھویا ہوا مقام دلانے کے لئے ضروری ہیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو56۔ارب33کروڑ72لاکھ25ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر21015-PC تعلیم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو56۔ارب33کروڑ72لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر21013-PC بابت پولیس پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر21013-PC

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ

"ایک رقم جو87۔ارب8کروڑ53لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو87۔ارب8کروڑ53لاکھ 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر پر کٹوتی کی تحریک آئی ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں اس کا نمبر PC-21013 ہے اور یہ پولیس سے متعلقہ ہے۔ یہ تحریک میاں محمود الرشید اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے آئی ہے۔ کیا سب کا نام لینا ضروری ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ضروری ہے تو آپ کی مرضی ہے۔ میرے خیال میں سب متفق ہیں۔ انہوں نے کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ یہ رقم ایک روپیہ کر دی جائے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو87۔ارب8کروڑ53لاکھ 47ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر21013-PC "پولیس" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو87۔ارب8کروڑ53لاکھ 47ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر21013-PC "پولیس" کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I oppose.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! کیا اتنی بڑی رقم پولیس پر اس لئے خرچ کی جا رہی ہے کہ وہ پھر ماڈل ٹاؤن جیسے واقعات پیش کرے۔ کیا پولیس کے لئے اربوں روپے اس لئے بڑھائے جا رہے ہیں کہ وہ ڈسکہ جیسے حالات پیدا کرے یا راولپنڈی میں نہتے نوجوانوں پر گولیاں چلائے۔ میں تنقید نہیں کر رہا کیونکہ اچھے پولیس افسران بھی موجود ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ پنجاب میں ہر شخص اپنے آپ کو اور اپنی جان و مال کو غیر محفوظ تصور کر رہا ہے۔ جب آپ آئی جی سے لے کر ایک ایس ایچ او تک کو پروٹوکول کے لئے استعمال کریں گے۔ جب آپ پولیس کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال کریں گے تو پھر ماڈل ٹاؤن جیسے

واقعات جس میں چودہ نہتے لوگوں کو شہید کیا گیا، ڈسکہ میں دو وکلاء پر گولیاں برسائی گئیں اور راولپنڈی میں دو نوجوان جو گزر رہے تھے ان پر فائرنگ کی گئی، ملک میں ہوتے رہیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ پولیس کو بہت سی duties دینی پڑتی ہیں جیسا کہ پروٹوکول کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں نوجوان اور گاڑیاں درکار ہوتی ہیں جس میں ہائی کورٹس کے ججز اور منسٹرز کے پروٹوکول، bank duties and polio duties کے علاوہ بھی پولیس کی بہت سی duties ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے بجٹ میں بھی ان کے لئے فنڈ بڑھایا گیا اور اس بجٹ میں بھی ان کے لئے فنڈز بڑھائے گئے۔ کیا ان کو گاڑیوں کا پٹرول نہیں ملتا، کیا ان کو گاڑیاں فراہم نہیں کی جاتیں، کیا ان کو وردیاں مہیا نہیں کی جاتیں یہ ان کی contingency نہیں ہے؟ اس کے علاوہ جو پنجاب پولیس کا حال ہے۔ یہ بات کرنے میں، میں کوئی امر مانع نہیں رکھتا کہ ان کی بے راہ روی سے پنجاب police state بن گیا ہے لہٰذا میں اس کا ذمہ دار ارباب اختیار کو سمجھتا ہوں کہ ان کو اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھنا چاہئے تھا۔ پنجاب کے تھانوں میں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے اور پولیس کی سرپرستی میں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے، ان حالات میں پنجاب کا شہری اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے، ایک قانون کا محافظ ایک وکیل اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے تو اتنی بڑی رقم اتنے بڑے فنڈ ان کو دینا میں سمجھتا ہوں کہ بڑی زیادتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ جب پولیس کو ذاتی انا اور مفادات کی خاطر استعمال کریں گے تو میرے خیال میں پولیس پھر اپنے کام سے ہٹ جائے گی۔ پولیس اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کر سکے گی۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جو ارباب اختیار لوگ ہیں جیسا کہ لاء اینڈ آرڈر کا ڈیپارٹمنٹ ہے اور پولیس محافظ ہے ان پر آپ رقم خرچ کریں لیکن ایسا نہ ہو کہ آپ ان کو اتنا سر پر چڑھائیں کہ جن لوگوں کی حفاظت کرنا ان کا فرض ہے ان پر وہ گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کی نذر اس شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں چاہتی ہوں کہ پہلے شُنیلا آپا بات کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ نے بات نہیں کرنی؟ جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں پولیس کی کارکردگی کو اس cut motion کے حوالے سے سپورٹ کرتا ہوں۔ 15-2014 کے بجٹ میں بھی پولیس کے perks and privileges میں اس صوبے کی عوام کے خون پسینے کی جو کمائی taxes کی صورت میں تھی اس میں ایک خاطر خواہ رقم پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے رکھی گئی تھی بلکہ باقی اداروں کے نسبت امتیازی طور پر پولیس کے perks and privileges میں اضافہ کیا گیا گو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کو بہت اہم ذمہ داریاں state کی طرف سے دی گئی ہیں کہ انہوں نے عوام کی جان و مال کا تحفظ کرنا ہے، انہوں نے مجرموں کو قانون کے شکنجے میں لانا ہے اور مجرموں کو سزا دلوانی ہے لیکن بدبختی سے پنجاب کی پولیس ایک سیاسی پولیس بن چکی ہے۔ یہ بھی ہماری بدبختی ہے کہ ہمارے آج کے حکمرانوں نے ہماری اس پولیس کو جو ذمہ داری دی ہے وہ ایک mission سے کم نہ ہے لیکن کچھ دن قبل ہوم منسٹر کی اسمبلی میں جو speech تھی اس میں he himself admitted that the Punjab police is involved in politics یعنی جس صوبے کا ہوم منسٹر خود اسمبلی میں اس کو admit کر رہا ہو کہ پنجاب کی پولیس میں کہیں نہ کہیں یا کسی نہ کسی حد تک سیاست موجود ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس مؤقف کو مزید تقویت ملتی ہے جس میں، میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پولیس ان حکمرانوں کی tool بن چکی ہے۔ جو difference of opinion رکھنے والے لوگ ہیں اُن کو پولیس سے انصاف دلوانے سے قاصر ہیں، یہ پولیس مظلوم کو اُس کا حق نہیں دے رہی، ظالم کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور motivation نہیں رکھتی۔ اس تحریک کے ذریعے پولیس کے فنڈز کو demand کیا گیا ہے جس کے خلاف جو تحریک پیش کی گئی ہے اُس کو میں اس حوالے سے support کرتا ہوں کہ پولیس کی کارکردگی بالخصوص اس کا سیاست میں involve ہونا جس کی تائید موجودہ وزیر داخلہ پنجاب نے بھی کی ہے، جس کی میڈیا رپورٹنگ بھی ہوئی ہے وہ بھی میرے پاس موجود ہے اور اگر آپ کہیں تو میں آپ کے سامنے پیش کر دوں گا اس لئے میری بات کا بہت وزن ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی یہاں ممبران تشریف فرما ہیں اس تحریک کی تائید میں اپنے ووٹ کا استعمال کریں گے۔ شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! پہلے میں حسبِ حال ایک شعر عرض کرنا چاہتی ہوں کہ:

رزق اگلا ہے زمیں نے تو سبھی کا لیکن
پھر سرِ راہ یہ غربت کا تماشا کیوں ہے
روشنی جس کے پسینے سے جنم لیتی ہے
وہی مزدور اُجالے کو ترستا کیوں ہے

جناب سپیکر! پولیس کا یہ 87۔ارب کا بجٹ ہے بلکہ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ تاریخ ساز بجٹ ہم اپنی پولیس پر لگانے جا رہے ہیں تاکہ ہم پولیس گردی کو مزید مضبوط کر سکیں۔ وہ پولیس جو کبھی راولپنڈی میں دو معصوم بھائیوں کے قتل کا سبب بنتی ہے، ڈسکہ میں straight گولیاں مارنے کا سبب بنتی ہے اور ماڈل ٹاؤن واقعہ تو history میں اپنا ایک نام چھوڑ گیا ہے۔ ہم نے 87۔ارب لگا کر ایک ایسی فیکٹری لگائی ہے جہاں ہم ملزم بھیجتے ہیں اور وہاں سے وہ مجرم بن کر نکلتے ہیں۔ پولیس پر پیسا ضرور لگائیں کیونکہ پولیس وہ ادارہ ہے جو آپ کے معاشرے میں عام عوام کو تحفظ فراہم کرنے اور لوگوں کی حفاظت کے لئے ہے نہ کہ لوگوں کو لوٹنے کے لئے ہے۔ آج جب آپ باہر نکلتے ہیں تو جتنا ڈر آپ کو ایک گن پوائنٹ والے انسان سے ہوتا ہے اتنا پولیس والے سے بھی ہوتا ہے کہ اب نہ جانے یہ کیا کرنے والا ہے؟ ایک عام آدمی جرائم کی شکایت لے کر تھانے جاتے ہوئے دس بار سوچتا ہے کیونکہ اوّل تو عام آدمی کی ایف آئی آر کٹتی نہیں ہے اگر کٹ گئی تو کتنے پیسے لگیں گے اور کہیں یہ مجھے ہی نہ پھنسا دے۔ ایک تفتیشی ایس ایس پی، ایس پی اور ایس ایچ او کو بالکل بے کار کر دیتا ہے۔ اگر تفتیشی نے پیسے لے لئے ہیں تو آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایس پی کو بڑا کہا ہے کہ کیا کروں کیونکہ تفتیشی نے پیسے لے لئے ہیں، وہ قابو نہیں آ رہا اور بیس ہزار روپے لے کر بیٹھ گیا ہے؟ اسے بے شک I.O کہہ لیں اور اپنی زبان بولیں جو تھانوں میں بولی جاتی ہے۔ میں اُن کی بات کر رہی ہوں جو عام عوام سے deal کرتے ہیں اور روزانہ تھانوں میں جاتے ہیں۔ تفتیشی تفتیش کرتا ہے جو کبھی پوری نہیں ہوتی۔ لگتا ہے کہ آپ تھانے کچہریوں میں کبھی گئے ہی نہیں۔ آپ جا کر دیکھیں تو پتا چلے کہ عوام کس حال میں ہے، عوام بے چاری تو اس حال میں ہے ہی لیکن آپ تھانوں کا جا کر حال دیکھیں جو بدترین صورتحال میں ہیں۔ تھانوں میں ایک عام انسان کا پولیس کی موٹی وردی میں شدید گرمی میں بیٹھنا کیونکہ وہاں چھتیں ہیں، دروازے ہیں اور نہ باتھ روم ہیں۔ جب ہم proper پولیس سٹیشن نہیں بنا رہے اور پولیس کو facilities نہیں دے رہے تو یہ بجٹ

ہم کہاں لگا رہے ہیں، عوام کو پولیس سے سہولت میسر نہیں ہے تو پھر ہم بجٹ کہاں پر لگا رہے ہیں؟ ہم بجٹ لگا رہے ہیں کیونکہ last year ضمنی بجٹ میں ہمیں پتا چلا تھا کہ پولیس کے بجٹ میں سے لاکھوں روپے کا گھوڑا سعودی شہزادے کو گفٹ کیا گیا تھا اور لاکھوں روپے کا عقاب بھی گفٹ کیا گیا تھا۔ یہ ہے بجٹ کی وہ صحیح جگہ جہاں یہ لگنا چاہئے کیونکہ ہم نے اپنے آقاؤں کو بھی تو خوش رکھنا ہے۔ میں پولیس کے متعلق کیا بتاؤں کہ اُن بے چاروں کی اپنی کیا صورتحال ہے؟ اُن کی اپنی صورتحال یہ ہے کہ 15ہزار پولیس والے 12 سال کی ملازمت کے بعد فارغ کئے جا رہے ہیں تو اُن کا کیا مستقبل ہے؟ وہ لوگ جو آپ کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں وہ کیسے کرپشن نہ کریں کیونکہ جب اُن کی جانیں جاتی ہیں تو ان کی families کو کون دیکھتا ہے؟ وہ ہماری جان بچانے کے لئے اگر بیٹھے ہیں تو اُن کا کیا مستقبل ہے کیونکہ 12 سال کی ملازمت کے بعد آپ اُن کو اٹھا کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ آپ باہر گیٹ پر پولیس والوں کو دیکھ لیں جن کے لئے ہمارے پاس ایک کولر لگانے کے لئے بجٹ نہیں ہے جس کے بارے ہم کہتے ہیں کہ ہم دیکھیں گے اور غور کریں گے۔ ہمارے پاس ایک میٹرو پر لگانے کے لئے لاکھوں کا بجٹ ہے، اپنی عیاشیوں اور وزراء کے tours کے لئے لاکھوں کا بجٹ ہے، ہمارے پاس وزیراعلیٰ ہاؤس کے دفتروں کے بہترین کھانے پکوانے کے لئے لاکھوں کا بجٹ ہے لیکن بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بے چارے پولیس والوں کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ہم جس پولیس کی بات کر رہے ہیں اُن کے لئے بڑا انکشاف ہے شاید آپ لوگوں کے دل دھڑکیں اور شاید ہمیں لگے کہ ہم نے کیا کیا ہے؟ گزشتہ سال 2014 کے پہلے پانچ ماہ اور 2015 کے پہلے پانچ ماہ کے جرائم کی شرح نکالی جائے تو رواں مالی سال کے دوران جرائم کی شرح میں تقریباً 281 فیصد اضافہ ہوا ہے جو ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ میں تنقید برائے تنقید کرنے نہیں آئی کیونکہ یہ پولیس بھی ہماری ہے اور یہاں رہنا بھی ہم لوگوں نے ہے۔ ہم لوگ عام شہری ہیں جنہیں پولیس سے واسطہ کسی وقت بھی پڑ سکتا ہے اور پولیس کی ہمیں بھی حفاظت کے لئے ضرورت ہے۔ ہمیں غنڈہ گردی کے لئے اور اندھوں پر ڈنڈے برسانے کے لئے پولیس کی ضرورت نہیں ہے۔ پولیس آپ کی حفاظت کے لئے ہے نہ کہ وہ آپ کے لئے ہی خطرہ بن جائے۔ پولیس تھانوں میں اِن پولیس والوں کو بھی آپ انسان سمجھیں اور یہ تھانے جنہیں آپ نے ملزموں کو مجرم بنانے کی فیکٹریاں بنائی ہوئی ہیں ان میں اصلاحی تبدیلیاں لے کر آئیں کیونکہ زمانہ بہت بدل گیا ہے۔ جیل پہلے اصلاح کے لئے بنائی جاتی تھی۔ یہ تھانے مجرموں کو پکڑیں، اُن کو بہتر انسان بنائیں اور اس سوسائٹی کا حصہ بنائیں نہ کہ ہم اُن کو بدترین بنا دیں کہ وہ ظلم و تشدد کی انتہا کر دیں۔ اس کے علاوہ ہم اپنے ذاتی پروٹوکول سے باہر نکلیں کیونکہ پانچ ہزار کی

نفری پر وٹوکول پر لگی ہوئی ہے اور کرکٹ ٹیم آ گئی ہے تو پانچ ہزار نفری اس کے لئے لگی ہوئی ہے لیکن عام شہری کی حفاظت کون کرے گا؟ ان تمام حقائق کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ میں جو رقم مختص کی گئی ہے وہ اگر صحیح جگہ پر لگے تو ضرور لگنی چاہئے اور صحیح جگہ پر نہ لگے تو ایک روپیہ کر دینی چاہئے۔ شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بڑے خوش تھے کہ میں چلی گئی ہوں اور تقریر نہیں کروں گی لیکن میں آ گئی ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر! میں پولیس کے بجٹ پر کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتی ہوں اور اس بات کو support کرتی ہوں کہ اس بجٹ کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ پولیس کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے، جس طرح سے ایجوکیشن بہت اہم ڈیپارٹمنٹ ہے تو اسی طرح یہ بھی بہت اہم ڈیپارٹمنٹ ہے اور اس کی بہت زیادہ اہمیت ہے لیکن بد قسمتی سے ہمارے صوبے میں خاص طور پر اس کے ناجائز اور غلط استعمال سے عوام بہت بیزار ہیں۔ اب لوگ حلقوں اور علاقوں میں دہشت گردی سے اتنے خوف زدہ نہیں ہیں جتنے وہ پولیس گردی سے خوف زدہ ہیں کیونکہ پولیس اپنی من مانی کرتی ہے، پولیس لوگوں کے گھروں میں گھس جاتی ہے اور کوئی چادر اور چار دیواری کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔ پنجاب میں لاہور، راولپنڈی اور ڈسکہ میں ہونے والے بہت سے واقعات کا ذکر آپ نے سنا ہے لیکن میں دو تین واقعات کا ذکر ضرور کرنا چاہوں گی جن میں سے پچھلے سال نرسوں نے احتجاج کیا تھا، احتجاج کرنا ہر شخص کا آئینی حق ہے اور اگر ان بیٹیوں، بہنوں اور ہماری ماؤں نے احتجاج کیا تھا تو پولیس نے ان کے ساتھ جو ظلم و زیادتی کی اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی جس میں ایک نوجوان لڑکی جو حاملہ تھی، اس کا بچہ بھی ضائع ہو گیا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ کس قسم کے رویے ہیں اور یہ کس قسم کے ہمارے محافظ ہیں جو ہماری ہی عزت کو لوٹ لیتے ہیں؟

جناب سپیکر! میں یہاں پر کوٹ رادھا کشن میں میاں بیوی اور ان کے ساتھ بچے کا بھی ذکر کرنا چاہوں گی کیونکہ آپ سب جانتے ہیں کہ میرا تعلق minority community سے ہے اور یہ لوگ میرے دل کے بہت قریب ہیں۔ وہاں پر جو بھی واقعہ ہوا اس میں پولیس ملوث تھی جو وہاں کھڑی ہو کر دیکھتی رہی اور کسی نے انہیں بچانے کے لئے آگے قدم نہیں اٹھایا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج تک ان لوگوں کو کوئی سزا نہیں ملی۔ پھر جوزف کالونی میں بھی پولیس خاموش تماشائی بنی رہی اور انہوں نے لوگوں کو وہاں پر بھی ریلیف نہیں دیا۔ یہاں پر میں یوحنا آباد میں ہونے والے واقعہ کا بھی ذکر کرنا

چاہتی ہوں جو کہ بہت افسوسناک واقعہ تھا جہاں پر دو بچوں کی lynching ہوئی جسے میں سمجھتی ہوں کہ نہایت ہی تکلیف دہ اور painful واقعہ تھا لیکن وہاں پر پولیس موجود تھی اور آٹھ گھنٹے پولیس انہیں دیکھتی رہی اور میں سمجھتی ہوں کہ اتنی دیر میں تو پورے پنجاب کی پولیس وہاں آ سکتی تھی لیکن پولیس نے کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا جس سے اس واقعہ کو روکا جا سکتا۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں بھی جب lynching ہوئی تو وہاں پر بھی پولیس خاموش تماشائی بنی رہی اور ہم ان کے لئے اتنی بڑی رقم مختص کر رہے ہیں تو یہ کس بات کے لئے کر رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ ان کی کبھی کوئی ٹریننگ نہیں ہوئی اور ان کے behavior titles اتنے ظالمانہ ہیں، ان کے روّیے اتنے خراب ہیں اور بڑی بدتمیزی سے بات کرتے ہیں۔ ابھی دو تین دن پہلے کی بات ہے کہ ہم کلرکوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لئے ان کے پاس گئے اور جب واپس آئے تو پولیس افسران یہ جانتے ہوئے کہ ہم ایم پی ایز ہیں، قائد حزب اختلاف ہمارے ساتھ ہیں، ہمیں گھوریاں نکال رہے تھے اور ہمیں اسمبلی کے اندر نہیں آنے دے رہے تھے۔ وہ اپنی ڈیوٹی نہیں کر رہے تھے بلکہ کسی کے فرمان کے مطابق اپنا کام کر رہے تھے جو میں سمجھتی ہوں کہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ پولیس بُری طرح سے politicize ہو گئی ہے اور ہمارے ایم این ایز معذرت کے ساتھ میرے بھائی بہنیں ہیں اور میں خود بھی ایم پی اے ہوں لیکن ہم اپنا اثر و رسوخ دکھاتے ہیں۔ جب تک ایم پی اے یا ایم این اے پولیس سٹیشن نہ جائے تو ایف آئی آر درج نہیں ہوتی اور ان کا کام نہیں ہوتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ عام آدمی وہاں پر کیسے اپنا کام کروا سکتا ہے کیونکہ ایم این اے اور ایم پی اے ویسے ہی ہاتھ نہیں آتے لہذا میں سمجھتی ہوں کہ یہ پچھلے سے پچھلے سال پانچ سالہ سُنبل کا rape case ہوا تھا اور آج تک پولیس اس کے ملزمان کا پتا نہیں چلا سکی۔ یہ کیسی پولیس ہے، کوئی انوسٹی گیشن نہیں ہوئی اور کچھ پتا نہیں چلا کہ اس بچی کے ساتھ کس نے زیادتی کی اور کس نے ظلم کیا؟ بہت بڑے بڑے دعوے بھی ہوئے لیکن آج تک بچی پر ظلم ڈھانے والوں کا پتا نہیں چل سکا۔ ابھی تھوڑے دن پہلے 10 تاریخ کا واقعہ ہے کہ دیپالپور کی ساجدہ بی بی اسمبلی کے باہر آئی تھی جس کے ساتھ rape ہوا اور آج تک اس کا case رجسٹرڈ نہیں ہو سکا۔ کبھی ڈی پی او اُسے اے سی کے پاس بھیج دیتا ہے اور اے سی اُسے دوبارہ ایس ایچ او کے پاس بھیج دیتا ہے پھر پنچایت بٹھا دیتے ہیں لیکن اس لڑکی کے ساتھ جو ظلم ہوا اس کا آج تک case ہی درج نہیں ہوا جسے میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم پنجاب کے crimes profile کو دیکھیں تو all reported cases کی تعداد 2015 سے up to April 1209157 reported cases ہیں اور اس کے برعکس

پچھلے سال اپریل میں1208434 تھے لیکن اس دفعہ بڑھ گئے ہیں۔ پچھلے سال بھی ان کے بجٹ کو بڑھایا تھااور جرائم پہلے سے کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گئے ہیں۔لوگوں کے ساتھ جوcrime ہوا ہے اس کی تعداد 1406059 ہے جو کہ پچھلے سال اپریل میں یہ تعداد16656 تھی۔ اسی طرح پراپرٹی کے cases بھی بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں جن کی تعداد29319 ہے،local and special laws میں بھیup to April تعداد53388 ہےاور31781 miscellaneous ہیں۔ یہ ہمارے پنجاب کیreport ہے,Punjab crimes profile ہےاور یہ کسی این جی او یا کسی ایسے ادارے کی نہیں ہے۔ پھرall reported cases میںcases پہلے تو رجسٹرڈ ہی نہیں ہوتے اور یہ وہ ہیں جو رجسٹرڈ ہوئے ہیں۔ اب دیکھیں جو رجسٹرڈ ہیں ان کی شرح کتنی زیادہ ہے 1209157 یہ وہ تعداد ہے جو اپریل تک رجسٹرڈ cases ہیں۔اسی طرح سے جو چالان ہوئے وہ92082 ہیںunder investigation 28141 ہیں6940 untraced 1994, cancelled اورprosecution جو ہے26973 convicted 29391, acquitted یہ ہمارے پنجاب کیcrime کی پوزیشن ہے اور پھر ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ پولیس کے لئے اتنی بڑی رقم مختص کر دی جائے تاکہ پنجاب میںgood governance کے جو دعوے ہیں اور لوگوں کی safety اور security کے جو معاملات ہیں ان کو دیکھیں تو یہ بہت بڑےfigures ہیں۔

جناب سپیکر!میں ایک بات کہنا بھول گئی کہ یوحناآباد کےincident کے بعد پولیس نے وہاں پر جو پولیس گردی کی،لوگوں کے گھروں میں گھس کر ان کے بچوں کو وہاں سے اٹھایا،ایک ایک گھر سے چھ،چھ لوگوں کو اٹھالیااور بغیر کسی وجہ کے آج بھی ابھی تک یہ ایسے ہی ہو رہا ہے،لاء منسٹر صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ درخواست بھی کرنا چاہتی ہوں کہ مہربانی کر کے اس معاملے کو دیکھیں کیونکہ وہاں ہماریminority کے لوگ بڑے خوف زدہ ہیں اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ہاں جو لوگ ملوث ہیں انہیں آپ ضرور سزا دیں لیکن معصوم لوگوں کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔وہاں سے لوگ اپنے گھر چھوڑ کر چلے گئے ہیں،اپنے گھر فروخت کر کے چلے گئے ہیں اور یہ تو بہت زیادتی ہے کہ ہمیں اپنے ہی گھر میں حفاظت میسر نہیں ہے soاس معاملے کو بھی میں سمجھتی ہوں کہ دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر!میرے پاس اور بھی بہت زیادہ figures ہیں، اگر ہم crime against property دیکھیں تو اس میں ڈکیتی کے صرف568 کیسز رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور اس کا مطلب ہے کہ

ایسے مقدمات رجسٹرڈ ہی نہیں کر رہے۔ Robbery کے 5757، burglary کے 4550, theft صرف 606 اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ بہت اچھی رپورٹ ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم رجسٹرڈ ہی نہیں کرتے۔ اگر آپ تھانوں میں جائیں اور وہاں پر تھانوں میں لگے ہوئے چارٹ کو دیکھیں، جتنی مرضی ڈکیتیاں ہو جائیں اس پر zero ہی آئے گا، وہ ایسے واقعات کو رپورٹ ہی نہیں کرتے اور وہ ایف آئی آر ہی نہیں درج کرتے۔ اسی وجہ سے لوگ تھانوں اور کچہریوں میں جانے سے بہت گھبراتے اور ڈرتے ہیں۔ Motor vehicle theft 5945, motor vehicles snatching 1675 اسی طرح سے اور crimes بڑھتے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کو سات سال at a stretch ہو گئے ہیں جبکہ ہماری پولیس کی کارکردگی بہت ہی ناگفتہ بہ ہے اور بہت زیادہ خراب ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ سارے افسر ایسے ہیں، ہمارے کئی پولیس افسر بہت اچھے بھی ہیں لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں زیادہ سے زیادہ جو فنڈز ہیں اُس کو پولیس کی training کے لئے استعمال کرنا چاہئے، ان کو manners سکھانے چاہئے کہ خواتین سے کیسے بات چیت کرنی ہے ان کو تو خواتین سے بات کرنی بھی نہیں آتی بچوں سے بات کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے یہ جو اتنے پیسے آپ مانگ رہے ہیں مجھے نہیں پتا کہ آپ کس مد میں مانگ رہے ہیں اور ان پیسوں کے ساتھ کیا ہونے والا ہے جیسے پچھلے سال ہوتا رہا پنجاب کی عوام بہت پریشان رہی ہے۔ میں اس تحریک کو fully support کرتی ہوں کہ اس کو کاٹ کر ایک روپیہ کر دیا جائے تاکہ اس کو ضائع کرنے سے تو بہتر ہے کہ اس کو کسی اور جگہ پر لگا یا جائے۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے مجھے پولیس کے بجٹ کے حوالے سے بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ میں اپنی چند گزارشات آپ کے سامنے رکھ سکوں کہ اتنا heavy budget جو پولیس کو دیا گیا ہے یہ تیسرا بجٹ ہے اور پہلے دو بجٹ کے دوران جو پیسا استعمال ہوا ہے جس مقصد کے لئے یہ پیسا رکھا گیا تھا کیا وہ مقاصد حاصل ہو سکے اور ٹارگٹ achieve ہو سکے یا نہیں ہو سکے؟ ہر تقریر کے اندر، ہر جگہ پر، ہر سیمینار کے اندر، ہر ورکشاپ کے اندر، ائرپورٹ پر اور کسی public place پر معزز وزیر اعلیٰ کی ایک ہی بات ہوتی ہے کہ ہم تھانہ کلچر کو تبدیل کریں گے۔ 1985 سے لے کر 2015 تک ہم یہی سنتے آئے ہیں کہ تھانہ کلچر تبدیل ہونا چاہئے، تھانہ کلچر تبدیل کریں گے۔ 14-2013 کے اندر جو بجٹ پیش کیا گیا اُس کے اندر اُس وقت منسٹر صاحب نے جو statement دی تھی وہ میں آپ کے سامنے پڑھوں گا اُس کے بعد والے بجٹ کی statement بھی میں آپ کے سامنے رکھوں گا تاکہ سارا ایوان اس بات کا

تعین کرے کہ ہم جو تھانہ کلچر کی بات کرتے ہیں اس کو ہم کتنا تبدیل کر سکے اور اُس میں ہم کیا بہتری لے کر آئے ہیں یا ہم نیچے کی طرف جا رہے ہیں یا ہم بہتری کی طرف جا رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں جب تک امن وامان کی صورتحال کو صوبے کے اندر بہتر نہ کیا جائے اُس وقت تک کوئی انوسٹمنٹ نہیں آسکتی۔ ہماری بہن منسٹر صاحبہ نے فرمایا کہ ہم پرائیویٹ انوسٹمنٹ کا جو volume ہے اُس کو double کریں گے حالانکہ میرا سوال تھا کہ ہمیں بتایا جائے کہ اب GDP کی شرح کتنی ہے کہ ہم اس کو سات سے آٹھ فیصد کریں گے کیونکہ جب تک آپ کا امن وامان ٹھیک نہیں ہو گا آپ کے صوبے میں انوسٹمنٹ نہیں آسکتی اور لوگ یہاں سے دوسری جگہوں پر جانا شروع ہو جائیں گے تو میں سب سے پہلے بجٹ 14-2013 کے اُن جملوں کو ضرور پڑھوں گا کہ جو یہاں پر انہوں نے بڑے فخر کے ساتھ اُس وقت بیان کئے تھے اُس بجٹ کا صفحہ نمبر 7 ہے اس طرح تھانہ کلچر تبدیل کرنے کے لئے ماڈل پولیس سٹیشن کا منصوبہ بھی مسلم لیگ (ن) کے گزشتہ دور حکومت میں شروع کیا گیا تھا اس منصوبے کو بھی تیزی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔ ابھی تک حکومت پنجاب 100 پولیس سٹیشنوں کو ماڈل پولیس سٹیشن کا درجہ دے چکی ہے۔ اس کے ساتھ یہ تھا کہ ان ماڈل پولیس سٹیشنوں کے قیام کا مقصد عوام اور پولیس کے درمیان خود اعتمادی کی فضا کو فروغ دینا ہے تاکہ جو مقدمہ اگر درج نہیں ہو رہا تو عوام پولیس پر اعتماد کریں اور لین دین کر کے اپنا مقدمہ درج کروالے کیوں کہ ویسے تو غریب آدمی کی تھانہ کے اندر سنی نہیں جاتی لیکن شاید قائداعظم کی تصویر والے نوٹ کے ذریعے اُس کی سنی جائے۔ یہاں پر بڑے بلند و بانگ دعوئے کئے گئے یہ 14-2013 کا بجٹ تھا لیکن اُس کے بعد کیا ہوا وہ آپ کے سامنے ہے پولیس وہیں پر رہی اور حالات پہلے سے زیادہ بگڑ گئے۔ پھر 15-2014 کا بجٹ آیا تو اس کے صفحہ نمبر 9 پر یہ بڑے فخر سے بیان کیا گیا جو میں پڑھ دیتا ہوں یہ فخر کی بات تھی یا ٹارگٹ achieve نہ ہونے کے بعد شرمندگی کی بات تھی۔ سال 15-2014 کے دوران پولیس کے بجٹ میں 16 فیصد اضافہ کر کے اُسے 70۔ارب 51 کروڑ روپے سے 81۔ارب 66 کروڑ روپے کرنے کی تجویز پیش کی جا رہی ہے اُس وقت جو ہمارے منسٹر صاحب تھے اُنہوں نے پیش کی تھی۔ حکومت اس رقم سے بہتر تربیت جدید ساز و سامان کی فراہمی اور ٹیکنالوجی کے ذریعے پولیس کی استعداد کار کو بہتر بنانا چاہتی ہے۔ اس کے علاوہ میں درمیان سے skip کرتے ہوئے جدید ترین کیمرے اور دوسرے آلات سے آراستہ کیا جائے گا، دہشت گردی سے نمٹنے اور امن وامان کی اضافی ضروریات کے لئے 5۔ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے، ایلیٹ فورس کے جوانوں اور افسروں کو خصوصی پروگرام کے تحت جدید ترین تربیت دی جا رہی ہے اور بدلتے ہوئے

حالات کی نزاکت کے پیش نظر حکومت نے ایلیٹ فورس کی افرادی قوت میں خاطر خواہ اضافے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ بجٹ 15-2014 تھا اب ہم موجودہ سال میں آگئے ہیں جس میں محترمہ منسٹر صاحبہ نے یہ بجٹ بیان کرتے ہوئے اس کے صفحہ نمبر 16 اور 17 پر جو چیز بیان کی تھی وہ میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں تاکہ اُس کے مطابق پھر اس پر مزید بحث کر لی جائے۔ عوام کو روایتی تھانہ کلچر سے نجات دلانے اور ایک خوشگوار ماحول میں اُن کی شکایات کے فوری ازالے کے لئے صوبہ بھر میں مختلف مقامات پر 80 پولیس سٹیشن قائم کئے جارہے ہیں۔ خوشگوار ماحول تو یہ ہوگا جس کے ساتھ واردات ہوگی۔ ایس ایچ او کو پتا چلے گا وہ دروازے پر receive کرنے آئے گا تاکہ receive کر کے عزت کے ساتھ اُس کو اندر لے جا کر بٹھایا جائے گا اور اس کی بات سنی جائے گی۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ خوشگوار ماحول تو یہی ہو سکتا ہے جس کے ساتھ ڈکیتی ہوئی ہوتی ہے، جس کے گھر چوری ہوئی ہوتی ہے یا جس کے مکان و دکان پر قبضہ ہو گیا تو اُس کو ریاست نظر آتی ہے، ریاست کے ادارے نظر آتے ہیں جہاں سے وہ توقع کرتا ہے کہ یہاں سے مجھے انصاف ملے گا لیکن اگر وہ ادارے کھوکھلے ہو چکے ہوں، دیمک زدہ ہو چکے ہوں اور اُن اداروں کی رٹ نہ رہی ہو تو پھر ایک عام آدمی، غریب آدمی جو اس ملک کے اندر پاکستان کے آئین کی جو سبز رنگ کی کتاب ہے جس کے مطابق وہ زندگی گزار رہا ہے وہ کدھر جائے گا؟ یہاں پر میں یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں جو مزید انہوں نے آگے کی کہ 16-2015 کے لئے محکمہ پولیس کے بجٹ میں مجموعی طور پر 94۔ارب 67 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز پیش کی جارہی ہے۔ یہ رقم دوسرے اخراجات کے علاوہ جدید خطوط پر تربیت، جدید ساز و سامان کی فراہمی اور ٹیکنالوجی کے ذریعے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے پر صرف کی جائے گی۔

جناب سپیکر! دوسرے اخراجات کا جو لفظ استعمال کیا گیا اُس سے تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ دوسرے اخراجات سے مراد یہ ہے کہ رائیونڈ روڈ کی جو سکیورٹی ہے، جاتی امرا کی سکیورٹی ہے اُس کے لئے جو last budget کے اندر میں نے تقریر کی تھی منسٹر صاحب نے اُس کو deny کیا میں اُس کو ثبوت کے ساتھ پیش کروں گا کہ انہوں نے کتنے پیسے وہاں پر کیمرے لگانے کے لئے، floodlight لگانے کے لئے وہاں پر ایک wall boundary, mesh wall boundary کے لئے رکھے گئے ہیں۔ جب آپ پولیس کی رقوم کو ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کریں گے، آپ اُس کو ذاتی بجٹ سمجھ کر استعمال کریں گے تو وہ عوام جو روزانہ ٹیکس دیتی ہے جو بازار سے چیز بعد میں خریدتی ہے پہلے ٹیکس دے کر آتی ہے کہ اس سے نظام حکومت چلے اور اپنے بچے کو گھر اگر چیز بعد میں کھلاتی ہے وہ sales tax کی مد

میں یا دوسرے taxes کی مد میں وہ پیسے پہلے دے کر آتی ہے۔یہ کہاں کا قانون ہے کہ ایک عام آدمی اگر دکان پر گارڈ نہ رکھے تو پولیس اگر اُس کی دکان بند کر دیتی ہے کہ وہ پرائیویٹ گارڈ رکھے؟ اگر حکومت کرنے والے لوگوں کو اپنی جان ومال کا اتنا ہی ڈر ہے تو پھر وہ اپنے پرائیویٹ گارڈ کیوں نہیں رکھتے ایک دکاندار کی دکان تو بند کر دی جاتی ہے اس بنا پر کہ اس نے گارڈ نہیں رکھا لیکن جب حکمرانوں کی بات آتی ہے تو سینکڑوں میل تک جو ان کے لمبے لمبے گھر بنے ہوئے ہیں وہاں پر رکھنے کے لئے پنجاب کی پولیس اور غریب عوام کی خون پسینے کی کمائی کو استعمال کیا جاتا ہے۔اگر صوبے کے اندر میرٹ کی اتنی بات کی جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کے جو کمانڈر آئی جی ہیں انہیں بھی وہ لیٹر لکھتے ہوئے سو دفعہ سوچنا چاہئے تھا کہ میں عوام کے پیسے کو حکمران کو خوش کرنے کے لئے ان کی ذاتی جگہوں پر استعمال کر رہا ہوں۔ یہ انہیں سو دفعہ سوچنا چاہئے تھا۔پولیس کی اس وقت جو بدترین حالت ہے اس کی وجہ حکمرانوں کا پولیس کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہے پھر صوبے کے اندر امن وامان کی کوئی صورتحال نہیں ہو گی۔آپ تھانوں کی حالت دیکھ لیں کہ وہاں عوام کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے،اپنی ایف آئی آر جو حقیقت پر مبنی ہوتی ہے اس کو درج کروانے کے لئے اسے کسی ایم پی اے،ایم این اے کی سفارش کی ضرورت پڑتی ہے یا علاقے سے معتبر لوگوں کو لے جایا جاتا ہے۔اگر وہ بھی اس کو دستیاب نہ ہو تو فوری دستیابی انصاف کے لئے اس کو پیسوں کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر!پولیس کا کام Mission of the Punjab Police is prevention and deduction of crimes, maintenance of law and order and enforcement of the constitution of Pakistan ہے جبکہ ہم نے اس سے ہٹ کر کام کرنا شروع کر دیا ہے۔جب آپ میرٹ کی بات کرتے ہیں تو یہ بات ذہن میں رکھی جائے کہ اگر آپ خود میرٹ follow نہیں کریں گے تو پھر کوئی بندہ بھی اس کو follow نہیں کرے گا۔تبدیلی اوپر سے شروع ہوتی ہے کبھی نیچے سے شروع نہیں ہوتی۔جب صوبے کے اندر 17 گریڈ کے بندے کو،19 گریڈ کے اوپر اور 19 والے کو 21 گریڈ والے کے اوپر ترجیح دیں گے تو جو آپ کے سینئر آفیسر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کیا کریں گے؟ کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ میں 17 گریڈ والے آدمی سے بہتر کام لے سکتا ہوں۔اسی طرح وہ بھی سوچتا ہے جو posting لیتا ہے کہ میں 17 والا 19 میں بیٹھا ہوں میری تو دس سال بعد باری آنی تھی اب میں enjoy کروں۔پانچ چھ گاڑیاں کھڑی ہیں موجیں کروں۔Unlimited پٹرول ہے،بڑا گھر ہے،بنگلہ ہے موجیں کروں۔حکمرانوں کے جائز اور ناجائز احکامات پر عمل کروں بس وہ اس کی ڈیوٹی بن جاتی ہے۔اس کے علاوہ اس نے کیا کرنا ہے؟ جب آپ میرٹ کی پالیسی پر عمل کریں گے تو پھر ساری چیزیں ٹھیک

ہو جائیں گی۔ جب ایک ترازو میں سب کو تولیں گے تو معاملات ٹھیک ہو جائیں گے۔اپنے خاندانوں کی حفاظت کے لئے پنجاب پولیس میں جو اچھے اچھے آفیسر تھے، جو نوجوان تھے ان سب کو ہم نے اپنی ڈیوٹیوں پر لگا دیا ہے اب غریب عوام کہاں جائے؟ میں تو اس بارے میں ایک ہی شعر کہوں گا کہ:

بنے ہیں اہل ہوس مدعی بھی منصف بھی
کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

جناب سپیکر! تھانوں کی حالت زار یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے لاہور کے حوالے سے تھانوں کا حدود اربع بیان کرنے کی جسارت کروں گا۔ پچھلے بجٹ کے اندر جو پیسے تھے، بجٹ کے اندر جو ماڈل تھانوں کی بات کی گئی وہ ہمیں تو کہیں نظر آئی نہیں۔ جو تھانے موجود ہیں اگر انہیں ٹھیک کیا جاتا، ان کے بیٹھنے کی جگہ ٹھیک کی جاتی، تھانوں کے اندر پبلک کے بیٹھنے کی جگہ ہوتی۔ تھانوں میں پنکھے نہیں ہیں۔ جب ایک ایس ایچ او کا ایک تھانے سے دوسرے تھانے تبادلہ ہوتا ہے تو وہ اپنا سامان ٹرک بھر کر لے جاتا ہے۔اس تھانے میں وہ اپنا بیڈ لگاتا ہے۔ اگر حکومت اس کو اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے ان تھانوں کو بہتر کرے گی اور تھانوں میں بیٹھے ہوئے انوسٹی گیشن آفیسر یا ایس ایچ او کو comfortable کرے گی، اس پر پیسے لگائے گی کیونکہ آپ نے پچھلے دور میں پیسے نہیں لگائے اور اب پھر پیسے مانگ لئے، ہم اس لحاظ سے بجٹ میں تقریر کر رہے ہیں تو پھر آپ پچھلے پیسے ختم کر دیں۔ پولیس کی گاڑی خراب ہوتی ہے تو وہ عوام کے چندے سے ٹھیک ہوتی ہے، پولیس کی گاڑی میں جو پٹرول ڈلتا ہے وہ عوام کی جیبوں سے نکلنے والے چندے سے ڈلتا ہے۔ تھانوں کے اندر جو کلی پینٹ ہوتا ہے وہ عوام کی جیبیں کاٹ کر کیا جاتا ہے کیونکہ پیسا اوپر سے چلتا ہے لیکن نیچے نہیں آتا وہ اوپر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ جب آپ چھوٹے گریڈ کے بندے کو بڑے گریڈ پر لگاتے ہیں تو وہ آپ کو خوش کرنے کے لئے آپ کے کام کرتا ہے اور اپنے پیٹ کو پالنے کے لئے، اپنی جیب کو بھرنے کے لئے مرضی کے کام کرتا ہے۔ جب آپ میرٹ کو ملحوظ خاطر نہیں رکھیں گے تو پھر آپ کے ساتھ یہی سلوک ہو گا۔

جناب سپیکر! میں ایک بات جو یہاں پر کہنا چاہتا ہوں جو شاید ایوان کے اندر بہت کم استعمال ہوئی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ لاہور کی پولیس میں بہت اچھے آفیسر بھی ہیں لیکن اس پولیس کے اندر قبضہ مافیا، منشیات فروش، جرائم کرانے والے، جرائم کو support کرنے والے ابھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ پانچ پانچ بار dismiss ہوئے اور اس کے بعد پھر سیٹوں پر آ گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے نعرہ لگایا کہ تھانہ کلچر کو بدلیں گے ہم بھی ان کے ساتھ ہیں، ہم بھی چاہتے ہیں کہ

تھانہ کلچر کو بدلہ جائے۔ کیاان غنڈوں کی موجودگی میں، کیاان کرپٹ پولیس افسران کی موجودگی میں جو لوگوں کے مکانوں، پلاٹوں پر قبضہ کرواتے ہیں، جو منشیات بیچتے ہیں، کیاآپ سمجھتے ہیں کہ آپ تھانہ کلچر کو ٹھیک کریں گے ؟ وہ توآپ کو ٹھیک کر رہے ہیں۔ وہ آپ کی ضرورت بنتے جارہے ہیں۔ جب آپ تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کا نعرہ لگاتے ہیں تو پھر آپ کو سب سے پہلے پولیس کے اندر گھسی ہوئیں کالی بھیڑوں کے خلاف ایکشن لینا پڑے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اگر آپ پولیس کے اندر بیٹھی کالی بھیڑوں کے خلاف ایکشن نہیں لیں گے اور یہ سوچتے رہیں کہ ہم نے ان کو کسی بڑے واقعہ کے سامنے کھڑا کرنا ہے کیونکہ وہ کھڑے ہو سکتے ہیں لیکن جو ایماندار افسر ہے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے محمد علی نیکوکارا کو باہر نکال پھینکا کیونکہ اس نے آپ کا حکم نہیں مانا تھا۔ جس نے اسلام آباد کے اندر کہا کہ میں یہ ایکشن نہیں کروں گا، یہ میری نظر میں ناجائز ہے آپ نے اس کو نوکری سے فارغ کر دیااور اس کی اس طریقے سے تفتیش کی کہ حد کر دی۔ پتا نہیں اس پر کون کون سے ایکٹ لگا دیئے اور ادھر جس نے ماڈل ٹاؤن کے اندر آپ کا حکم مانا تھااس کے ساتھ آپ نے کیا کیا ہے ؟ جب تک آپ ان پولیس افسروں کو نکیل نہیں ڈالیں گے تب تک آپ کے معاشرے کے اندر امن وامان پیدا نہیں ہو سکتا چاہے آپ 10 ہزار ارب روپیہ امن وامان کے لئے رکھ لیں۔ میں چیلنج کے ساتھ کہتا ہوں یہاں پر لاء منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں اور وزیر داخلہ بھی بیٹھے ہیں اگر آپ انٹیلی جنس کی رپورٹوں کے مطابق پولیس کی تمام کالی بھیڑوں کی لسٹ نکالیں اور وزیر اعلیٰ صاحب اعلان کریں کہ جس کے کپڑوں پر اس طرح کے کوئی داغ ہیں اس کو فیلڈ پوسٹنگ نہیں دی جائے گی پھر ہم کہیں گے کہ آپ نے بجٹ کا صحیح استعمال کیا ہے۔ اگر آپ ان کالی بھیڑوں کو اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نہیں نکالیں گے تو پھر یہاں پر امن وامان ٹھیک نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر!میں یہاں ایک اور بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ سپیشل برانچ جس کا بنیادی کام ہی یہ ہے کہ وہ internal سکیورٹی کے حوالے سے انفارمیشن collect کرتی ہے، ایجنسیوں کے ساتھ مل کر اپنی پولیس اور اپنی گورنمنٹ کو انفارمیشن دیتی ہے تاکہ ملک کے اندر internal سکیورٹی کے میکنزم کو بہتر کیا جائے۔ میں ترجیحات کے بارے میں بتانا چاہوں گا کہ آپ سپیشل برانچ سے کام کیا لے رہے ہیں۔ سپیشل برانچ نے کرنا کیا ہے اور آپ ان سے کروا کیا رہے ہیں؟ روزانہ کی بنیاد پر سبزی منڈی کے اندر سبزیاں کس بھاؤ بکتی ہیں یہ سپیشل برانچ کا کام ہے۔ لاگ بک جس کے ذریعے ان کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں وہ میں نے دیکھی ہے کہ سپیشل برانچ کا فلاں بندہ سبزی منڈی جا کر ٹینڈے، آلو، پیاز اور ٹماٹر کی

قیمتوں کا روزانہ کی سطح پر جائزہ لے گا اور رپورٹ کرے گا۔ یہ internal سکیورٹی کے ادارے کو ہم نے فوڈ پر لگا دیا۔ جب وہ بار بار سبزی منڈی یا پھل منڈی میں جائے گا تو پھر وہ ایک کرپشن کا منبع ہو گا۔ جس دن مال کم آئے گا، جس دن سامان کم آئے گا، جس دن اشیاء کم آئیں گی اس دن قیمتیں بڑھ جائیں گی۔ Demand and supply کا جو concept ہے وہ جب disturb ہو گا تو پھر سپیشل برانچ والوں کا وہاں پر role زیادہ ہو جاتا ہے۔ وہ ان کے ساتھ مل کر پیسے لیتے ہیں تاکہ آگے رپورٹ کر سکیں کہ جو آپ نے کہا تھا اس کے مطابق اشیاء فروخت ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر! رمضان بازار آ گیا۔ رمضان بازار کے اندر بھی سپیشل برانچ کی ڈیوٹیاں ہیں۔ اب آپ یہ مجھے بتائیں کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ سپیشل برانچ کا جو کام ہے۔ وہ internal سکیورٹی کا ہے لیکن ہم نے ان کی ڈیوٹیاں کہاں پر لگائی ہوئی ہیں۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جب برسات آئی تو سیلابی ریلے آئے اور سیلاب آ گیا تو وہاں پر سپیشل برانچ کی ڈیوٹیاں، میٹرو بس شروع کی گئی تو start کے اندر جو ان کے ہاتھ رومز تھے، ان کے اندر جو پانی تھا اس کو ensure کرنے کا کام بھی سپیشل برانچ کو دیا گیا کہ آپ نے یہ دیکھنا ہے کہ ہاتھ رومز کے اندر پانی ہے یا نہیں ہے۔ یہ internal سکیورٹی والے ہیں جب آپ "جس کا کام اسی کو ساجھے" نہیں کرنے دیں گے تو پھر آپ کیا امید کرتے ہیں کہ جس کی جو ذمہ داری ہے کیا وہ اس کے مطابق کام کر سکے گا؟ پھر ڈینگی کے حوالے سے ان کی ڈیوٹیاں مختلف جگہوں پر لگا دی گئیں کہ آپ نے رپورٹ کرنی ہے کہ کس علاقے میں کیا ہو رہا ہے اور کیا نہیں ہو رہا؟ پھر ایک اور کام، کسانوں پر جو ظلم کیا گیا کہ fertilizer کی دکانیں جو دیہاتی ایریا میں بنی ہوتی ہیں جہاں پر کھاد یا fertilizer آتی ہے اس کو دیکھنا کہ متعلقہ دکاندار گورنمنٹ کے ریٹ کے مطابق بیچ رہا ہے یا نہیں؟ اس میں بھی سپیشل برانچ کی ڈیوٹی ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہاں ایوان کے مزاج کے مطابق یہ figures ٹھیک نہیں ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کے حالات بہتر ہوں، ہمارے صوبے کے حالات بہتر ہوں، یہاں پر foreign انوسٹمنٹ آئے، یہاں پر ہمارے بچے محفوظ ہوں، یہاں پر روٹی سستی ہو اور یہاں پر لوگوں کی جان مہنگی ہو تو پھر آپ کو اپنا پولیس سسٹم ٹھیک کرنا پڑے گا لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر روٹی مہنگی ہو جائے اور انسان کی جان سستی ہو جائے تو جو سسٹم چل رہا ہے پھر اس کو چلنے دیں۔

جناب سپیکر! میں اگلی بات یہاں پر کرائم کے حوالے سے بیان کرنا چاہوں گا۔ یہاں پر پہلی بات یہ ہے جب کسی بندے کے ساتھ کوئی واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو پہلے اس کی ایف آئی آر درج نہیں

ہوتی۔ پولیس کے اپنے statistics ہیں کہ جن کے مطابق انہوں نے اپنے وزیراعلیٰ کو خوش کرنا ہے،آئی جی صاحب سے لے کر نیچے تک کیونکہ کیس کی رپورٹنگ نہیں ہوتی۔ وہ آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ ہم سب کو پتا ہے کیونکہ ہم ایم پی ایز لوگوں کے representatives ہیں۔ ہم کو پتا ہے کہ لوگوں کی "ایف آئی آر" کا اندراج نہیں ہوتا۔ یاد رکھیں! اگر آج ہم ایم پی ایز اس لحاظ سے "ایف آئی آر" کا اندراج کروانے میں لوگوں کو support نہیں کرتے تو صوبے کی صورتحال بہتر نہیں ہوگی بلکہ صوبے کے حالات امن وامان کے حوالے سے نیچے کی طرف جائیں گے۔

جناب سپیکر! کرائم کے حوالے سے 2015 کے figures اپریل 2014 تک کے figures سے زیادہ ہیں۔ اگر good governance کی صورتحال صوبے کے اندر اتنی ہی اچھی ہے تو پھر اس چیز کو آپ نے Net پر کیوں ڈالا ہے یا آئی جی صاحب کے دفتر سے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق کرائم کا گراف دن بدن اوپر کی طرف جا رہا ہے اور نیچے کی طرف نہیں آ رہا۔ اگر میں یہاں پر figures پڑھنی شروع کروں تو کافی دیر ہو جائے گی لیکن میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس ایوان کو چاہئے کہ آزادانہ "ایف آئی آر" کے اندراج کے لئے ہم حکومت کے ساتھ ملیں اور پولیس کے ساتھ مت ملیں۔ جب کسی کے ساتھ ڈکیتی کی واردات ہوتی ہے تو "ایس ایچ او" یہ کہتا ہے کہ آپ مہربانی کر کے چوری کی واردات لکھوالیں اور آپ ڈکیتی کی واردات نہ لکھوائیں۔ وہ لوگ بے چارے مجبور ہو جاتے ہیں جن کی نہیں سنی جاتی اور وہ پیسے دے کر cases کا اندراج کرواتے ہیں اور جن کی نہیں سنی جاتی وہ گھر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب پولیس پر لوگوں کا اعتماد بحال نہیں ہو رہا۔ پھر کچھ ایسے واقعات ہوئے کہ جس کی بناء پر میں آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا اپنی پولیس پر اعتماد کیوں اٹھ گیا ہے؟ جب پولیس عام طور پر قانون شکن گینگ کی شکل اختیار کرے گی تو پھر جو تفصیلات میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ کے سامنے بیان کی ہیں ان سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہو گا کہ کس طرح سے پولیس کے اندر وارداتیئے، قبضہ گروپ مافیا اور منشیات فروش بڑی بڑی سیٹوں پر لاہور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کافی دیر سے آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بڑے بھائی ہیں، ضرور دیکھنا چاہئے۔ غور سے دیکھنے کی چیز بار بار دیکھیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! پھر ادارہ منہاج القرآن پر جو پولیس گردی ہوئی جس کے نتیجے میں چودہ افراد کا قتل ہوا آج تک اس کی رپورٹ سامنے نہیں آ سکی۔ ڈسکہ کے اندر پولیس کی درندگی اور وحشیانہ پن کھل کر

سامنے آیا لیکن آپ نے صرف ایک مقدمہ درج کیا اور اس کے بعد اس چیز کو بند کر دیا گیا۔ یوحنا آباد میں اتنا بڑا واقعہ ہو گیا وہ پولیس کی نااہلی کا منہ بولتا ثبوت ہے اور اسی طرح راولپنڈی کے اندر دو بھائیوں کا سر عام قتل کیا گیا۔ ہمارا دین تو یہ کہتا ہے کہ جس نے ایک انسان کو قتل کیا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اطلاع عرض ہے کہ تمام مرد و خواتین ممبران اسمبلی بشمول اپوزیشن کے معزز ممبران اسمبلی بشمول آفیسرز آف دی ہاؤس اور سرکاری گیلری کے آفیسران کی افطاری کے لئے اسمبلی کیفے ٹیریا میں بندوبست کیا گیا ہے آپ بھی وہاں پر تشریف لائیں گے جبکہ معزز خواتین ممبران کے لئے کمیٹی روم (بی) میں افطاری کا بندوبست کیا گیا ہے۔ پریس کے نمائندگان کی افطاری کا بندوبست ان کے میڈیا کیمپ میں کیا گیا ہے جبکہ پنجاب اسمبلی اور دیگر سرکاری ملازمین کے لئے دربار گیٹ کے ساتھ بندوبست کیا گیا ہے۔ شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! افطاری کے بعد بھی اجلاس جاری رہے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ معزز وزیر اعلیٰ پنجاب 90 روز میں میگا پراجیکٹ کی تکمیل کے بہت بڑے دعویدار ہیں لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے طویل ترین عرصہ اقتدار کے باوجود پولیس کلچر کو تبدیل کرنے میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ بارہا پولیس کلچر تبدیل کرنے کے جھوٹے دعوے سیاسی مفادات کی بھینٹ چڑھا دیئے گئے۔ میں صرف لاہور کے تھوڑے سے figures بیان کر کے اپنی بات کو سمیٹ دوں گا۔ ہمارے لاہور شہر میں تقریباً لگ بھگ کوئی 84 تھانے ہیں، 84 تھانوں میں فی تھانہ 20 سے 24 کانسٹیبل نہیں ہیں اور ان کی نفری کم ہے۔ اس میں 304 ہیڈ کانسٹیبل نہیں ہیں، چار اے ایس آئی اور دو کے قریب سب انسپکٹر کم ہیں۔ جب آپ تھانوں کے اندر نفری پوری نہیں کریں گے، آپ ساری نفری کو اپنے خاندان کے پروٹوکول کے لئے لگا لیں گے، آپ رائیونڈ جاتی ہوئی سڑکوں کو نوگوایریا بنا دیں گے اور آپ ماڈل ٹاؤن کی جاتی سڑکوں کو نوگوایریا بنا دیں گے تو پھر آپ کو کہیں پر دو بیرئیر لگے نو گوایریا نظر آتا ہے لیکن آپ کو جاتی امرا اور H-block جاتی ہوئی سڑکیں نوگوایریا نظر نہیں آتی؟ پنجاب بھر کی پولیس آپ کے ہاں deputeکر دی گئی ہے، اچھے اچھے آفیسر نکال کر اپنی اولادوں کے ساتھ سکواڈ میں لگا دیئے ہیں تو پھر عوام کا پرسان حال کون ہو گا اور کون ان کو پوچھے گا؟ یہ حقیقت پر مبنی باتیں ہیں

حکومتی بنچوں میں بیٹھے معزز ممبران اپنے کانوں میں چاہے روئی لے لیں لیکن یہ سچ پر مبنی باتیں ہیں۔ آج اگر ہم اپنا حق نہیں مانگیں گے کل حق نہیں ملے گا۔

جناب سپیکر! آخری بات جو میں کہہ کر آپ سے اجازت چاہوں گا وہ یہ ہے کہ پولیس کا جو اتنا بھاری بھر کم بجٹ رکھا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جس طرح میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ پولیس اپنا فنڈ خود اکٹھا کر لیتی ہے ان کے پاس منشیات فروش بھی ہیں قبضہ گروپ بھی ہیں سارا کچھ موجود ہے۔ جب فنڈ ان کے اپنے ہو جاتے ہیں تو اس چیز سے نکلنے کے لئے اس فنڈ کو ختم کر دیا جائے اور کسی بہتر مقصد جیسے تعلیم یا صحت پر لگا دیا جائے۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! روزے کا ٹائم ہو گیا ہے اگر آپ پانچ منٹ میں wind up کر دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب! پھر کل پر ہی نہ رکھ لیا جائے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کرنل صاحب نے بھی کل میرے خیال میں wind up کرنا ہے، پانچ سات منٹ میں بات کر لیتا ہوں باقی پھر کل بات کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچ منٹ بات کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بہت ساری باتیں میں اس لئے نہیں کرنا چاہتا کہ یہ سب ہم face کر رہے ہیں، عوام بھی face کر رہی ہے اور ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم اس کو بہت اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اگر میں بہت زور و بیاں میں عرض کروں گا تو پھر بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اپوزیشن تنقید کر رہی ہے اور بے جا تنقید کر رہی ہے۔ میں بہت ہی ادب سے اور درد مندی سے یہ درخواست کروں گا کہ جو کچھ بھی میں کہوں گا وہ کسی تنقید برائے تنقید یا گورنمنٹ کو led down کرنے کے لئے نہیں کرنا چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ پولیس کے کلچر کو بہتر کرنا چاہتی ہے اور ہمارے شجاع خانزادہ صاحب جو وزیر داخلہ ہیں، ان سے off the record discussion ہوتی رہتی ہے یہ بھی اس پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہیں، ہم سب اس تشویش کے اندر برابر کے شریک ہیں لیکن میں اپنے آپ سے بھی پوچھتا ہوں ان سے بھی یہ پوچھتا ہوں کہ دو سال تو اب ہو گئے ہیں، یہ اب تیسرا بجٹ ہے۔ کوئی جوہری تبدیلی پولیس کلچر کے اندر رونما نہیں ہوئی ہے۔ عوام ایک مشکل کے اندر ہے اس کا مل بیٹھ کر کوئی حل نکالنے کی ضرورت ہے بلاشبہ ماضی کے اندر پولیس کی جو بھرتیاں ہوتی تھیں اور یہی regime جو اس وقت برسر اقتدار ہے میاں محمد نواز شریف ہیں، میاں محمد شہباز شریف ہیں، میں نے 1988 سے 1990 کا دور دیکھا ہے اس میں ایم پی ایز صاحبان کو سپاہیوں کے لئے، ٹیچرز کے لئے، پٹواریوں کے

لئے اور نائب تحصیلداروں کے کوٹے الاٹ ہوئے تھے۔ ٹھیک ہے وہ وقت گزر گیا اب اس بات پر میں خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف نے پولیس کی induction میں teachers کی induction کے اندر سفارش کو ختم کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس کے اندر انہوں نے کوئی کوٹا سسٹم نہیں ڈالا،اس بات کی میں تحسین کرتا ہوں، جو ٹھیک بات ہے وہ ٹھیک بات ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو induction اب ہو رہی ہے اس کے ذریعے سے بھی کوئی بہتری کی توقع رونما نہیں ہو رہی۔ میں بہاولپور کے اندر ایک آفیسر جو وہاں پر ایس ایس پی رہے،ڈی پی او رہے یہاں لاہور میں ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹر بن گئے۔ میں ایک کام کے سلسلے میں ان کے پاس گیا تو ان سے اس موضوع پر بات ہو رہی تھی، ان کے علاج سے ان کے diagnosis سے شاید ایوان اتفاق نہ کرے یا میں بھی نہ کروں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کلچر کب ختم ہو گا؟ ڈی آئی جی ہیڈ کوارٹر تھے کیونکہ وہ upright آدمی تھے کہنے لگے ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ off the record بیٹھے ہیں آپ نے کہیں میرا نام لے کر اس کو quote نہیں کرنا۔ کہنے لگے یہ پورا department cancerous ہو گیا ہے۔اب اس نے چھوٹی موٹی دوائیوں سے ٹھیک نہیں ہونا اس کے اندر سرجیکل آپریشن کی ضرورت ہے،اس نے کہا میں آپ کی خدمت کے اندر بالکل دردمندی کے ساتھ یہ بات عرض کر رہا ہوں کہ آپ ایک دن فیصلہ کر لیں اور Right from IG to Police Constable. سب کو آپ جبری ریٹائرڈ کر دیں، پانچ چھ مہینے میں آپ نئی force develop کریں،اچھی تنخواہیں دیں،ان کے duty hours ٹھیک کریں،ان کو پوری سہولیات دیں اور چھ مہینے میں پنجاب مرتا نہیں ہے کچھ نہیں ہوتا لوگ اپنا بندوبست اس حوالے سے خود کر لیں گے۔ یہ ان کی ایک تجویز تھی لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پولیس کلچر ہے،افطاری کا ٹائم ہو گیا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ ان کی اپنی مشکلات ہیں duty hours ٹھیک نہیں ہیں، سہولیات نہیں ہیں،دو دو گھر ہر ایک کو maintain کرنے ہوتے ہیں کیونکہ تبدیلی بار بار ہوتی ہے پورا گھر بار بار شفٹ نہیں ہوتا، بچے تعلیم حاصل کر رہے ہوتے ہیں ان کو بار بار آپ دوسری جگہ پر داخل نہیں کرا سکتے۔ان کی اپنی بے شمار اس حوالے سے مشکلات ہیں لیکن جو عوام کی مشکلات ہیں وہ اپنی جگہ موجود ہیں اور میں نے پہلے بھی یہ بات عرض کی کہ کوئی بھی فرد جب تھانے کے اندر داخل ہوتا ہے، چاہے وہ مدعی ہے چاہے وہ ملزم ہے پولیس کے نزدیک وہ سائل ہوتا ہے اور پولیس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ تھانے میں اس کی جیب میں سے کتنے پیسے نکل سکتے ہیں اور جتنے پیسے نکلتے ہیں اس حوالے سے انصاف کا قلم مڑتا جاتا ہے۔پورا کا پورا

جوڈیشل سسٹم بھی جو کم از کم، ہمارا فوجداری نظام ہے وہ پولیس کی ایف آئی آر پر depend کرتا ہے، اس کا جو اندراج ہے وہ جس طرح سے ہوتا ہے وہ میرے اور آپ کے سامنے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو جرائم کی دنیا کے اندر induction ہو گئی ہے، اس میں پڑھے لکھے بے روزگاروں کی بھی induction ہو گئی ہے، اس کو cater کرنے کی پولیس کے اندر capacity نہیں ہے۔

جناب سپیکر! بار بار دوست احباب کہہ رہے ہیں کہ میں wind up کروں، میں یہ عرض کروں گا کہ افطاری کا ٹائم ہو گیا ہے ایک آدھا منٹ رہ گیا ہے، میں اپنی اس گفتگو کو discontinue کرتا ہوں اور دو چار باتیں میری جو رہ گئی ہیں، صبح چونکہ کرنل صاحب نے wind up بھی کرنا ہے اس لئے میں اپنی دو چار باتیں صبح تین چار منٹ کے اندر کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو ختم کروں گا۔ بہت مہربانی، بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں افطاری کا ٹائم ہو چکا ہے۔ محترمہ نے بھی بات کرنی ہے، آپ بھی پھر کل تک اس کو رکھ لیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 23۔جون 2015 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

منگل،23۔جون2015

(یوم الثلاثہ،5۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد15:شمارہ10

745

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

سوموار، 22جون2015کو2:00بجے دوپہر اور منگل23جون2015 کو10:00بجے صبح منعقد ہونے والے اسمبلی کے اجلاسوں کی فہرست کارروائی

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ گوشوارہ بابت سال16-2015

مطالبات زر برائے سال16-2015پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو76لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدافیون برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلداول کے صفحات 1تا9 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21002

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4۔ارب24کروڑ71 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلداول کے صفحات 11تا 46ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21003

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8کروڑ67لاکھ72ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات 47 تا62ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21004

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو64کروڑ9لاکھ55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹیکٹ یا اشٹام برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 63 تا73 ملاحظہ فرمائیں۔

746

مطالبہ نمبر PC-21005

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب 34کروڑ8لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 75 تا97 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21006

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7کروڑ61لاکھ18ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات99 تا111 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21007

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو12کروڑ79لاکھ88 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات113 تا127 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21008

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو85کروڑ74لاکھ37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات129 تا152 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو15۔ارب46کروڑ 76

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے

21009 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

صفحات153تا303ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21010 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو26۔ارب93کروڑ46 لاکھ5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات321تا831 ملاحظہ فرمائیں۔

747

مطالبہ نمبر PC-21011 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 12۔ارب،74 کروڑ48 لاکھ23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدنظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد اول کے صفحات833تا899ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21012 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب52 کروڑ41 لاکھ 33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو
30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات901تا941ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21013 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو87۔ارب8کروڑ53لاکھ47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات943تا1035ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14 کروڑ43لاکھ70 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو

تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے

PC-21014	30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات1037 تا1051 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو56۔ارب33 کروڑ** 72لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات1053 تا1313 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو63۔ارب6 کروڑ11 لاکھ** 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال16-2015جلد دوم کے صفحات 1315تا1691ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21017	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو12۔ارب59 کروڑ** 53لاکھ73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1693 تا1745 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو8۔ارب27 کروڑ74 لاکھ** 65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات1747 تا1873 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو61کروڑ76 لاکھ81ہزار** روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1875 تا1893 ملاحظہ

	مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4۔ارب32 کروڑ96 لاکھ 70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 1895تا2014ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو18کروڑ51لاکھ 43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2015تا2039ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب24 کروڑ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2041 تا2110 ملاحظہ فرمائیں۔

749

مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔ارب76 کروڑ69 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2111تا2225ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3۔ارب94 کروڑ20 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات2227 تا2275 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو7۔ارب32 کروڑ27 لاکھ 61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2277تا2335ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو34کروڑ20 لاکھ 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2337تا2353ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک۔ارب49 کروڑ18لاکھ 81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2355 تا2368 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب4۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2375 تا2380 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو21 کروڑ71 لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2381تا2405ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو23۔ارب54کروڑ58لاکھ	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے

21030	54ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات2407 تا 2412ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2۔کھرب79۔ارب27کروڑ 6لاکھ16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 2413تا2559ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو6کروڑ45لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2561 تا2577 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13033	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک کھرب23۔ارب 28کروڑ78لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2579 تا 2599 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13034	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو3کروڑ67لاکھ10ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور زاور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2601 تا 2612 ملاحظہ فرمائیں۔

751

مطالبہ نمبر PC-13035	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2613 تا 2617 ملاحظہ

	اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدقرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-13050	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ** ایک رقم جو6۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرمایہ کاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات2641 تا 2645 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-22036	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ** ایک رقم جو2کھرب20۔ارب71کروڑ 54لاکھ 67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال-2015 16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد اول کے صفحات 1تا 1053ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12037	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ** ایک رقم جو48۔ارب68کروڑ14لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 جون 2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات1تا58 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12038	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ** ایک رقم جو5کروڑ81لاکھ 50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدزرعی ترقی وتحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات59تا 62ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12040	**ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ** ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زربرائے سال16-2015جلد دوم کے صفحات 63تا67ملاحظہ فرمائیں۔

752

مطالبہ نمبر PC-12041	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو69۔ارب49کروڑ17لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات وپل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات 69 تا274ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12042	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو60۔ارب55 کروڑ 31 لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال-2015 16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015جلد دوم کے صفحات275تا644ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-12043	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو11۔ارب35کروڑ5 لاکھ 90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 16-2015 جلد دوم کے صفحات645تا658ملاحظہ فرمائیں۔

753

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

منگل،23۔جون2015

(یوم الثلاثہ،5۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿١٤﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
نَّارٍ ﴿١٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٦﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـَٔاتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

سورۃ الرَّحمٰن آیات14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا(15) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(16)وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک(ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25)جو (مخلوق)زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26)اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تھی جس کے مقدر میں گدائی تیرے در کی
قدرت نے اُسے راہ دکھائی تیرے در کی
ہیں ارض و سماوات تیری ذات کا صدقہ
محتاج ہے یہ ساری خدائی تیرے در کی
میں بھول گیا نقش و نگارِ رُخ دنیا
صورت جو میرے سامنے آئی تیرے در کی
رویا ہوں میں اُس شخص کے پاؤں سے لپٹ کر
جس نے بھی کوئی بات سنائی تیرے در کی
آیا ہے نصیر آج تمنا یہی لے کر
پلکوں سے کئے جائے صفائی تیرے در کی

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ میں امجد علی جاوید صاحب کو کہوں گا کہ وہ انتظار کر لیں اور لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں۔ اس کے بعد جب موقع ملے گا آپ کو تحریک استحقاق پڑھا دیں گے۔ Let him come.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! اس میں کیا حرج ہے؟ میرے خیال میں کل بھی جب وہ آئے ہیں آپ اِدھر اُدھر کہیں چلے گئے ہوں گے۔ جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو تحریک استحقاق پڑھ دیں تاکہ اس کے جواب کا پتا چلے کہ آیا وہ فوری جواب دینا چاہتے ہیں، اس کے لئے کوئی وقت لینا چاہتے ہیں یا اس تحریک استحقاق کو direct ہی کمیٹی کے سپرد کروانا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری رانا صاحب اور گوندل صاحب سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے کہا تھا کہ یہ تحریک استحقاق admit کر کے کمیٹی کے سپرد کر دی جائے گی۔ گوندل صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب! کیا آپ کو اس تحریک استحقاق کے بارے میں کہیں سے کچھ کہا گیا اور یہ تحریک استحقاق ابھی تو پڑھی ہی نہیں گئی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ اس کے جواب میں کیا کہیں گے؟ میرے خیال میں لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو آ لینے دیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 266/15 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

صوبہ میں بچوں سے جنسی تشدد کے واقعات میں مسلسل اضافہ اور اس پر حکومتی چشم پوشی کا مظاہرہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو جنسی تشدد کا شکار، عدم توجہی اور بے سہارا بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے پاس کردہ ایکٹ 2007 کے تحت قائم ہے جو کہ جسمانی و جنسی تشدد کے شکار بچوں کو تحفظ فراہم کرتا ہے۔ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو PDNC Act 2007 کے تحت بچوں کے حقوق کو پامال کرنے والوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا ہے جو کہ بچوں کو جسمانی تشدد و جنسی استحصال اور جرائم میں ملوث لوگوں کے خلاف کارروائی کرتا ہے۔ اب تک چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو نے 120 ایف آئی آر PDNC Act 2007 اور PPC 1860 کے تحت درج کروا چکا ہے۔ PDNC Act 2007 زیر جائزہ ہے اس کی افادیت بڑھانے کے لئے تندہی سے کام جاری ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو تحفظ فراہم کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ حکومتِ وقت نے اس پر نئی enactment کرنے کے لئے بھی اپنا تحرک کر رکھا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مکمل طور پر بچوں کو تحفظ دے کر اس قسم کے جرائم کرنے والوں کے خلاف حسبِ ضابطہ قانونی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر:اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 268 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے جو لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھی جانی ہے۔

جناب سپیکر:نہیں۔یہ تحریک التوائے کار تو 21-05-15 کو move ہو گئی تھی۔

واسا کے جنریٹروں کے ڈیزل اور پٹرول کی چوری کا انکشاف

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ٹھیک ہے۔آپ کی مہربانی۔اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جہاں تک پٹرول پمپس کے پیمانوں کی چیکنگ کا تعلق ہے تو یہ ذمہ داری نئے قائم ہونے والے دفتر Directorate General of Industries, Prices, Weights and Measures حال ہی میں تفویض کی گئی ہے۔پٹرول پمپس کو قانون کے تحت وضع شدہ معائنہ کے طریق کار کے مطابق چیک کیا جاتا ہے اور شکایت موصول ہونے پر یا inspection کے دوران پیمانے میں کمی پائی جانے کی صورت میں پٹرول پمپ مالکان کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کی جاتی ہے۔پٹرول پمپ مالکان کے مارکیٹنگ لائسنس منسوخ کرنے کا اختیار اسی دفتر کو حاصل ہے اور جہاں کہیں بھی قانون کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے تو اُن کے خلاف حسبِ ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی،not pressed لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 269 بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: یہ یونیورسٹی کیمپس کے متعلقہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر:کب تک pending کیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!اگلا ہفتہ آنا ہی نہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو کیسے پتا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! جو ایجنڈا circulate ہوا تھا اُس میں اگلا ہفتہ ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات نہیں کر رہا اِدھر والوں سے کہہ رہا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 270 بھی ان کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار بھی next week تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 300 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: اس کی آپ نے detail دینی تھی اور میرے خیال میں آپ سے اُن کی بات بھی ہو گئی ہے؟

حلقہ پی پی۔32 سرگودھا میں حالیہ بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے کھڑی فصلیں تباہ، سروے کروانے اور ریلیف دینے کا مطالبہ

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس حوالے سے بات ہوئی تھی۔ پہلے جو رپورٹ بھیجی گئی تھی اس میں وہ کہتے ہیں کہ 50 فیصد سے کم نقصان ہے تو پھر اُن کو ہدایت کی تھی کہ آپ از سرِ نو جائزہ لیں۔

جناب سپیکر: چلیں، وہ خود بھی کہہ رہے تھے کہ اس تحریک التوائے کار کو بے شک dispose of کر دیں۔اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر303ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔کیااس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول نہیں ہوااستدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کو بھی next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ امجد جاوید صاحب کی تحریک استحقاق کے حوالے سے جب لاء منسٹر صاحب آئیں گے تو ان کو موقع دیا جائے گا کیونکہ میں نے ان سے کہہ دیا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مطالبات زر برائے سال16-2015 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

مطالبہ زر نمبر PC-21013

جناب سپیکر: اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال16-2015 کے مطالباتِ زر پر کارروائی دوبارہ شروع کرتے ہیں۔ کل مورخہ 22۔جون2015 کے اجلاس میں مطالبہ زر نمبر PC-21015 پر پیش کردہ کٹوتی کی تحریک پر ووٹنگ ہو چکی ہے اور مطالبہ زر نمبر PC-21013 پر کٹوتی کی تحریک پیش کی جا چکی ہے اور اس پر بحث جاری تھی کہ اجلاس کا وقت ختم ہو گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے اعلان بھی کیا گیا ہے کہ cut motions کے ذریعے مطالباتِ زر پر کارروائی آج دوپہر ایک بجے تک ہو گی اُس کے بعد ایک طریقہ ہے جس کا میں نام لینا پسند نہیں کرتا بہر حال Rule 144(4) کے تحت اس کو لیں گے۔اب ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔ مطالبہ زر نمبر PC-21013 جو پولیس پر ہے اس پر کون بولے گا؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!کیا دوبارہ بول لیں؟

جناب سپیکر: نہیں،آپ پہلے بول چکے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ پولیس اور لاء اینڈ آرڈر پر مجھے تو سمجھ بھی نہیں آتی کہ کیا بات کی جائے؟

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پھر اس کو رہنے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اسی طرح ہی رہنے دیں۔ جو سسٹم چل رہا ہے وہ بالکل زبردست ہے اور اس سسٹم نے نہ ہی change ہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کھل کر بات کریں اور personal کہیں نہیں ہونا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں personal کیوں ہوں گا؟

جناب سپیکر: آپ کھل کر بات کریں جو آپ کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیا میں نے ابھی تک ایک بات بھی personal کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، ایک دوسرے کی عزت کا خیال کریں باقی معاملات ٹھیک ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری تقریر کے اندر as usual ہمیشہ سوال ہی ہوتے ہیں جن کے جواب آتے ہی نہیں اور پھر ہم کوشش کرتے ہیں کہ سوال دوبارہ پوچھتے رہیں شاید کوئی یقین دہانی ہو جائے کہ کبھی نہ کبھی جواب آئے گا۔ میں آج صرف تین چار منٹ کی چھوٹی سی تقریر کروں گا اس سے زیادہ نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جتنی مرضی بات کریں یہ آپ کی صوابدید ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں تھوڑی سی لمبی بات کروں گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اِن کو حکومت کرتے ہوئے پچیس سال ہو گئے ہیں۔ کون سا ایسا plan ہے، کون سی ایسی details ہیں، کون سے ایسے tools ہیں جو ان کے پاس نہیں ہیں اور کون سا mind set ہے جو ان کے پاس نہیں ہے؟ ہم پولیس کو بہتر کرنے کی صرف دعا کرتے رہتے ہیں اور statements دیتے رہتے ہیں لیکن کبھی کچھ ہوتا نہیں۔ یہ تو incapability اور incompetence ہوئی کہ entire incompetence goals پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ میں personal نہ ہوں جبکہ میں personal نہیں ہو رہا بلکہ ایک issue پر بات کر رہا ہوں۔ یہ incompetence ہی ہوئی کہ ابھی تک ہم پولیس کو ٹھیک ہی نہیں کر سکے۔ میں اِن کو گارنٹی دیتا ہوں کہ ایک گھنٹہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں، اگر political will ہو تو ایک گھنٹے کے اندر یہ سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے۔ اگر political will

ہو گی تو ایک گھنٹے میں مسئلہ solve ہو سکتا ہے مگر پچیس سال گزر گئے اور ہر دفعہ کی طرح زبردست statement آج بھی بنے گی کہ پٹواری سسٹم ٹھیک ہو رہا ہے، ایجوکیشن ٹھیک ہو رہی ہے، پولیس ٹھیک ہو رہی ہے اور پولیس کو ٹھیک کرنا ہے لیکن پہلے جا کر پولیس کی حالت تو دیکھیں۔ ہم جتنا پولیس کا بجٹ بڑھاتے جا رہے ہیں اتنی ہی پولیس خراب ہوتی جا رہی ہے اور پولیس کا سسٹم اتنا ہی خراب ہوتا جا رہا ہے۔ ایلیٹ فورس پر ایلیٹ فورس بنائے جا رہے ہیں جو صرف VIPs کے لئے ہے۔ مجھے سڑکوں پر ایلیٹ فورس سوائے VIPs گاڑیوں کے پیچھے کبھی نظر نہیں آئی۔ مجھے یہ ابھی تک سمجھ نہیں آ رہی کہ اگر ان کے پاس plan نہیں ہے، اِن کے پاس mind set نہیں ہے، اِن کے پاس tools نہیں ہیں اور اِن کے پاس وہ capability یا competence نہیں ہے تو ہم سے رجوع کر لیں ہم اِدھر اس ملک کے دشمن تو نہیں بیٹھے ہوئے۔ ہم بھی اس ملک کے خیر خواہ ہیں اس لئے ہم سے بات کر لیں شاید ہم اچھے ideas ہی دے دیں گے۔ یہ tried and tested ہیں لیکن انہوں نے کچھ نہیں کرنا جس کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ تھانہ گلبرگ جو توں کی فیکٹری کے اندر ہے۔ آپ کیا expect کرتے ہیں کہ جب انہیں equipment ہی نہیں دیا جا رہا۔ میں آپ کو ایک interesting incident بتاؤں کہ ایک بندے کو گرفتار کروانا تھا تو پولیس والوں کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس گاڑی ہے نہ کھڑی ہوئی گاڑی کے لئے پٹرول ہے۔ یہ بات میں آپ کو ماڈل ٹاؤن تھانے کے متعلق بتا رہا ہوں۔ یہ بات کسی گاؤں کی ہے اور نہ ہی لاہور سے باہر کی جگہ کا بتا رہا ہوں بلکہ ماڈل ٹاؤن تھانہ کے متعلق بات کر رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارے پاس گاڑی ہے اور جو گاڑی کھڑی ہے اس کے اندر بھی پٹرول نہیں ہے اس لئے ہمیں گاڑی دیں تاکہ ہم بندے کو apprehend کر سکیں۔ Apprehension کے لئے یہ سب کچھ چاہئے تو باقی حالات کا آپ خود اندازہ لگائیں۔ ہم کن چیزوں کی یہاں پر کھڑے ہو کر تعریفیں کرتے ہیں اس بات کی مجھے سمجھ نہیں آتی؟ کتنی تعریفیں کریں گے جب چیز ہی کوئی ٹھیک نہیں ہو رہی۔ ابھی ہم پھر یہاں پر ایک تقریر سُنیں گے کہ جی یہ ہو گیا اور وہ ہو گیا۔ کیا ہو گیا بھئی، کچھ ہوا ہے اور نہ کچھ ہو رہا ہے۔ میں ہر دفعہ اپنی تقریر میں یہی کہتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی چلے تو سہی۔ میں انہیں دکھاتا ہوں کہ اصل حالات کیا ہیں؟ یہاں بیٹھ کر ٹھنڈے کمرے میں بڑے آرام سے اچھی تقریریں کرنا بڑی زبردست بات ہے اور یہ بڑا آسان ہے، باہر جا کر دیکھیں کہ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟ یہاں پر سارے تعریفوں کے پُل باندھ دیں گے، ابھی میرے بعد چار ممبر اُدھر سے کھڑے ہوں گے اور پانچ اِدھر سے کھڑے ہو کر تعریفوں کے پُل باندھیں گے۔

جناب سپیکر! میری صرف یہ request ہے اور میں نے آج بڑی مختصر سی تقریر کی ہے کیونکہ یہ حل نہیں ہے۔ ہمارے پاس حل ہے کہ پولیس کو depoliticize کریں اور ہم وہی باتیں بار بار repeat کریں گے مگر بیٹھ کر اس کو بہتر کرنے کا لائحہ عمل بنایا جا سکتا ہے۔

Why do we keep doing the same things again and again and again and again?

کوئی اس نظام کو بدلنے کے لئے تیار نہیں اور کوئی system کو change کرنے کے لئے تیار نہیں اور اس کے پیچھے کوئی political will نہیں ہے۔ صرف یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر کھڑے ہو کر اچھی سی تقریر کی جائے، اگلے سال آئیں گے پھر اچھی سی تقریر کریں گے اور چھ ماہ بعد پھر آئیں گے اور پھر تقریر کریں گے۔ ہم بھی کرتے رہیں گے اور وہ بھی کرتے رہیں گے لیکن عوام کے حالات بہتر نہیں ہو رہے۔

جناب سپیکر! میرا آخری point اب یہ ہے کہ حکومت سب سے پہلے، ہم اپوزیشن گنتی کے یہاں ایم پی ایز ہیں، میں گنتی کے کہتا ہوں کیونکہ ہیں ہی گنتی کے اور سچ بولنا چاہئے۔ اگر انہیں حکومت ان کا حق نہیں دے سکی تو دس کروڑ عوام کو کیا حق دے گی؟

جناب سپیکر: یہ بات note کریں جی جو انہوں نے کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بالکل درست بات کی ہے۔ جو ہمارا حق یہاں پر بنتا ہے وہ ہمیں نہیں مل رہا تو یہ دس کروڑ عوام کو کیا دیں گے؟ میرا یہ آخری point تھا کہ پہلے ہم یہاں اس گھر کے اندر اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں، یہاں پر ہم انصاف کر لیں، یہاں پر انصاف نہیں مل رہا تو باہر بے چارے عوام کے ساتھ کیا ہو گا؟ بہت بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے کل بات نہیں کی تھی؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں۔ جب افطار کا وقت۔۔۔

جناب سپیکر: اگر بول چکے ہیں تو پھر شاید آپ کو موقع نہیں ملے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ ایسے نہیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ان کا 50 فیصد وقت رہتا تھا اور انہیں بٹھا دیا گیا۔

جناب سپیکر: کس نے کہا تھا کہ 50 فیصد رہ گیا ہے؟(قہقہہ)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! افطاری کا وقت ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آگے آپ کو موقع ملے گا۔ شاہ صاحب! یہ request ہے کہ آپ please بیٹھ جائیں۔ Have you seat جی، نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! آج ایک دفعہ پھر اور میرا خیال ہے کہ اس کے بعد پھر ہمیں اسی طرح کی کٹوتی کی تحاریک پیش کرنے کا موقع ملتا رہے گا لیکن بات یہ ہے کہ جب بجٹ allocation کی جاتی ہے تو کیا اس کے مسلمہ اصول کو کبھی سامنے رکھا گیا؟ یہ بات obvious ہے کہ اسی لئے بجٹ allocation کی جاتی ہے تاکہ ہم عوام کی بھلائی کے لئے اپنے وہ مقاصد حاصل کر سکیں، وہ انتظامات کر سکیں اور عوام کے جان و مال کا تحفظ جن اداروں کی ذمہ داری ہے ان سے وہ targets achieve کروائے جا سکیں۔

جناب سپیکر! کیا کبھی یہ بات کسی نے سوچی ہے کہ کیا بجٹ کی performance based allocation ہوتی ہیں اگر ہوتی ہیں تو اس کا criterion کیا ہے۔ آج ہم پولیس کو اتنا بجٹ allocate کرتے ہیں تو اس کا کیا check and balance ہے، کیا وہ performance ہے کہ ہم ہر سال بجٹ کو بڑھاتے ہیں اور اس کے باوجود ہمیں ماڈل ٹاؤن اور ڈسکہ جیسے واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں اور آئے دن سڑکوں پر لوگوں کے گلے پڑتی یہ ظالم پولیس بے لگام ہوتی نظر آتی ہے کیوں انہیں اتنی کھلی چھٹی دے دی گئی ہے، میں کیا کہوں کہ کون سا ایسا ڈیپارٹمنٹ ہے اور کون سی ایسی پالیسی ہے جو اس حکومت نے عوام کے ریلیف کے لئے آج تک بنائی ہے، کیا یہ good governance ہے کہ یہ سپریم ادارہ ہے اور یہاں پر بھی ہمیں یہی face کرنا پڑ رہا ہے تو پھر وہ پنجاب کی دس کروڑ عوام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ پولیس کو جب ہم بجٹ allocate کرتے ہیں تو کیا اس کی وجوہات یہ ہیں کہ اب چوریاں نہیں direct ڈاکے پڑنے لگے ہیں، کیا ایف آئی آر جو ہماری ایک complaint یا درخواست ہے، سُنی جانے لگی ہے، کیا اس پر عمل ہونے لگا ہے، کیا اب تفتیش میرٹ پر ہونے لگی ہے اور کیا اب انصاف ہر انسان اور ہر شہری کو اس کی دہلیز پر ملنے لگا ہے؟ یہ باتیں سوچنے کی ہیں۔ کیا اب ہر انسان کی جان و مال کا تحفظ پولیس نے اپنی ذمہ داری سمجھ لی ہے؟ بات کی جاتی ہے رویّوں کی اور مجھے جب بھی ایوان میں بات کرنے کا موقع ملا تو میں نے ہمیشہ یہ بات کی ہے کہ ہمیں سب سے پہلے اپنی نیتیں اور روّیے ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا پولیس آج اخلاق کی

زبان کو سمجھ چکی ہے؟ یہ وہ سوالیہ نشانات ہیں جو ہماری good governance کے دعوے کرنے والی پنجاب حکومت پر ہیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ کہ کیا اب وارداتوں میں پولیس ملوث نہیں ہے، آئے دن ہمیں میڈیا جو بھی چیز highlight کرتا ہے اس میں سب سے پہلا کردار ایک پولیس افسر کا ہوتا ہے تو check and balance کا کون سا اصول ہے خدارا ہمیں بتایا جائے، کیا ہم انہیں اتنا heavy بجٹ دیں جبکہ ان کی performance zero ہے اور مجھے کوئی ایک سال بتا دیا جائے جس میں ہم نے یہ بات کہی ہو کہ یہ ہمارا target تھا اور اس سال ہم نے اتنے فیصد اس کو achieve کیا ہے؟ وارداتوں کی شرح دیکھی جائے تو بڑھتی ہی گئی ہے اور آج تک اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! جب تک ہم اداروں کو خود مختار نہیں کریں گے، انہیں independent نہیں کریں گے اور انہیں depoliticize نہیں کریں گے تو میں نہیں سمجھتی کہ ہم وہ targets یا وہ مقاصد حاصل کر سکتے ہیں۔ آج ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ان پولیس افسران کے کون سے ایسے فرائض ہیں جن کی ادائیگی کے لئے ان کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں، کیا ہم نے اپنی ذاتی حفاظت کے لئے انہیں appoint کیا ہے، کیا آج تک ہم نے ان کی پروموشن کے لئے کوئی ایسا criterion رکھا ہے جو میرٹ کی بنیاد پر ہو؟ بالکل نہیں، بالکل نہیں۔ Criterion یہ ہے کہ خوشامدی افسران جو ہماری تابعداری کرتے ہیں اور جو خادم اعلیٰ کو خوش کرتے ہیں وہی کسی نہ کسی مقام پر آپ کو دیکھنے میں نظر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب تک ہم اپنے ذاتی مفادات سے نکل کر، خالی دعوؤں سے نہیں، خالی نعروں سے نہیں بلکہ اپنی نیت سے اور اپنے عمل سے اس بات کو ثابت نہیں کرتے کہ ہم نے اس ملک اور اس قوم کی بھلائی کے لئے ان اداروں کو مضبوط کرنا ہے۔ میں نے شروع میں بھی یہ بات کی اور یہاں پر منسٹر حضرات تشریف فرما ہیں اگر اپنے ان الفاظ سے اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ performance نہیں ہو رہی اور پولیس deliver نہیں کر رہی تو کیا یہ خیال وہاں بیٹھے ہوئے میرے بھائیوں اور بہنوں کا نہیں ہے، بالکل میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے جتنے بھی خیالات ہیں اور جو بھی ہماری سوچ ہے وہاں بیٹھے ہوئے بھی ہر انسان اور ہر پارلیمنٹیرین کی وہی سوچ ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سوچ رکھتے ہیں، سمجھ رکھتے ہیں لیکن اُس کے باوجود ہم اپنے حکمرانوں کو، اپنے لیڈرز کو، جنہیں ہم لیڈر مانتے ہیں اُن کو good governance کے جھوٹے وعدوں دعوؤں کی بجائے عمل پر کیوں مجبور نہیں کرتے، کیوں اپنی parliamentary committees کی meetings میں ہم ان چیزوں کو highlight نہیں کرتے، اگر کرتے ہیں تو پھر result کیوں نظر نہیں آتے؟ وجوہات میں نے پہلے بھی عرض کی ہیں اس

لئے میں سمجھتی ہوں کہ جب تک ہم اداروں کے اندر سیاسی مداخلت کو ختم نہیں کریں گے، ان کو independent نہیں کریں گے، ان کو اپنے ذاتی مفادات کے لئے استعمال نہیں کریں گے اور ان کو اُن مقاصد کے حصول کے لئے آزاد نہیں کریں گے جو اس ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے ہو گی، انسانوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ہو گی تب تک ہم کبھی بھی کوئی دعوے جن کا ہم اظہار کرتے ہیں وہ مقاصد ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ بہت شکریہ

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں دو تین points کی بات کروں گا ڈاکٹر مراد راس صاحب نے ابھی بتایا ہے کہ 28 سال سے پی ایم ایل (ن) کی گورنمنٹ ہے اور ہر بجٹ میں پیسے بڑھا دیئے جاتے ہیں اور out put نہیں ہوتا۔ اس کی بنیادی وجوہات میں جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک محکمہ پولیس میں political interference ہو گی تب تک تھانہ کلچر تبدیل ہو گا نہ ہی ہم لوگوں کو انصاف دلا سکیں گے۔ جب ہمارے صوبے کا وزیر اعلیٰ اپنے پاس آر پی اوز، ڈی پی اوز کے انٹرویو لے کر اُن کی posting کرے گا تو وہ کیا انصاف دیں گے ؟ آج بھی ایسے علاقے ہیں جہاں political victimization ہو رہی ہے اپوزیشن کے لوگوں کا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے جب ہمارے ایم این ایز، ایم پی ایز کے کہنے پر ایس ایچ اوز تعینات ہوں گے تو وہاں جرائم میں اضافہ ہو گا یا جرائم کنٹرول ہوں گے ؟ ایک سائل کس کس جگہ دھکے کھائے گا جب ایک واقعہ ہوتا ہے ایک آدمی پرچہ درج کروانے جاتا ہے تو سب سے پہلے اُس سے پیسوں کی ڈیمانڈ کی جاتی ہے جبکہ ایف آئی آر کا مطلب ہی فسٹ انفارمیشن رپورٹ ہے یہاں کہیں بھی فری رجسٹریشن نہیں ہے بغیر پیسے کے ایف آئی آر درج نہیں ہوتی تو وہ بے چارہ پہلے پیسے دیتا ہے اپنی ایف آئی آر درج کرنے کے لئے پھر دوسری دفعہ ایف آئی آر درج ہونے کے بعد وہ ایک آئی او کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ اب پیسوں کا دوسرا مرحلہ ہے چاہے وہ مدعی ہو چاہے وہ الزام علیہ ہو دونوں سے آئی او پیسے وصول کرتا ہے۔ جب مدعی پولیس کے پاس جاتا ہے کہ میرے ملزمان کو پکڑیں تو وہ کہتے ہیں ہمارے پاس گاڑی تو ہے لیکن پٹرول نہیں ہے ذرا دو ہزار روپے کا ڈیزل ڈلوائیں تو پھر آپ کے ملزمان کو پکڑنے جاتے ہیں۔ یہ تھانہ کلچر تبدیل ہوا ہے ؟ آٹھ آٹھ، دس دس دفعہ مدعی بے چارہ ڈیزل ڈلوا ڈلوا کر دھکے کھا کھا کر واپس آجاتا ہے اور اُس کے ملزمان گرفتار نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! تیسرا مرحلہ اگر مقدمہ کا چالان ہو یا خارج ہو ایس ڈی پی او صاحب تصدیق فرمائیں گے۔ وہ بے چارہ تیسری دفعہ ایس ڈی پی او صاحب کے پاس پیش ہو گا اور وہاں پیسے دے گا تب جا کر مقدمہ خارج ہو گا یا چالان ہو گا۔ حکومت پنجاب کہتی ہے کہ کرپشن سے پاک صوبہ۔ میں پہلے بھی

عرض کر چکا ہوں کہ جب تک political interference رہے گی کرپشن ختم نہیں ہو گی۔پولیس میں اچھے لوگ بھی ہیں،اچھے ڈی پی اوز بھی لگے ہوئے ہیں،اچھے آر پی اوز بھی لگے ہوئے ہیں لیکن ان پر check and balance نہیں ہے اُن کو فری ہینڈ نہیں دیا گیا۔اگر وہ حکومتی اکابرین کی بات نہیں مانتے تو اُن کا ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے اُس کی مثال میں یہاں quote کروں گا محمد علی نیکوکار ایس ایس پی اسلام آباد نے جب حکومت کے غلط احکامات نہیں مانے تو اُس کو dismiss from service کر دیا گیا ۔ایسی بہت سی مثالیں ہیں پولیس میں اچھے افسران بھی ہیں میں آپ کے توسط سے معزز وزیر داخلہ تشریف فرما ہیں کہ خدارا اس تھانہ کلچر کو ٹھیک کرنا ہے تو اپنے آر پی اوز،اپنے ڈی پی اوز پر اعتماد کریں اُن کو فری ہینڈ دیں۔یہ ایم این ایز،ایم پی ایز کے کہنے پر ایس ایچ اوز کی posting کو بند کیا جائے۔میں اچھے افسران کی مثال دیتا ہوں ضلع لیّہ میں،میں نام quote کرتا ہوں کہ تین انسپکٹر ایک سعید روہنگا،رب نواز کھیتران ایسے ایس ایچ اوز ہیں جو ایک روپیہ تک رشوت نہیں لیتے لیکن اُن کو وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: مجھے بتائیں اب ایک روپیہ کون لیتا ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں کہہ رہا ہوں ان میں کالی بھیڑیں بھی موجود ہیں اور اچھے لوگ بھی موجود ہیں اگر تھانہ کلچر کو ٹھیک کرنا ہے تو خدارا رجسٹریشن فری کریں، میرٹ پر تعیناتیاں ہوں، صحیح تفتیش ہو اور اُس پر check and balance ہو۔میں زیادہ لمبی بات نہیں کرتا میں آپ کے توسط سے وزیر داخلہ سے اجلاس کے بعد کچھ وقت لینا چاہتا ہوں بہت سی باتیں اُن کو بتاؤں گا اگر مہربانی کریں تو میری بات سن لیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی،next ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں دوبارہ بات کر سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: اگر گنجائش ہوتی تو میں آپ کو ضرور اجازت دیتا۔جی،منسٹر صاحب !

MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION/HOME (Col (Retd) Shuja Khanzada): Mr Speaker! Thank you very much and the members of opposition. Thank you very much again.

جناب سپیکر: اردو میں بات کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں اردو میں ہی آرہا تھا start تھوڑا سا انگریزی میں تھا میں قدر کرتا ہوں آج اپوزیشن کے ممبران کی جنہوں نے آج ہمارے پورے پولیس کے نظام کوcriticize کیا ہے کچھ criticism میں سمجھتا ہوں کہ وہ بالکل حق پر تھے اور وہ criticism میں نے نوٹ کر لی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں زیادہ تر criticism out of context تھی شاید وہ صرف ایک تقریر کرنے کے لئے تھی ہم سب چاہتے ہیں،اس سوسائٹی کا ہر فرد چاہتا ہے کہ ہمارا لاء اینڈ آرڈر، ہماری پولیس نمایاں اور exemplary force ہو جو کہ friendly ہو جس سے ناانصافی کا نظام انصاف میں بدل جائے اس کے لئے ہم بھی کوشاں ہیں۔ ہماری بھی یہی کوشش ہے کہ ایک غریب شخص کو اس کی دہلیز پر انصاف ملے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ تھانہ کلچر کو فوراً تبدیل کیا جائے لیکن میں یہاں پر آپ کے سامنے تھانہ کلچر کے معنی explain کرنا چاہتا ہوں۔ یہ صرف ایک تھانہ نہیں ہے جس کو آپ نے تبدیل کرنا ہے جس سے آپ سمجھیں گے کہ ایک اچھا ایس ایچ او ہو گا جو آپ کو entertain کرے گا، جو آپ کو چائے یا کافی پلائے گا۔ جس طرح ترکی میں رواج ہے کہ وہاں پر جب پولیس سٹیشن جاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ کہتے ہیں کہ کافی بار، ٹی بار سامنے ہے وہاں پر جا کر آپ کافی یا چائے پی سکتے ہیں۔ ہم وہاں ایک تھانے میں گئے تو وہاں کے ایک پولیس آفیسر نے ہمیں بتایا کہ ہمارے پاس ہر روز ایک بوڑھا شخص دس بجے کافی پینے آتا ہے اور پھر پانچ بجے کافی پینے آتا ہے۔ میں انشاء اللہ امید کرتا ہوں کہ ہم جس راستے پر چل رہے ہیں بہت جلد ہمارے تھانے بھی اسی معیار پر آجائیں گے۔ یہاں پر بھی تھانہ friendly ہو گا، بڑا اچھا ہو گا، وہاں آپ کو انصاف ملے گا، جب آپ وہاں جائیں گے تو آپ کو بھرپور اخلاق ملے گا اور entertainment بھی ہو گی۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!جو یہ باتیں کر رہے ہیں آپ نے ان پر ہنسنا نہیں ہے۔

جناب سپیکر:نہیں، نہیں۔ میں نہیں ہنس رہا ہوں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!پچھلے چودہ سال سے پاکستان ایک بہت بڑی لعنت میں پھنسا ہوا ہے اور وہ لعنت terrorism کی ہے۔ Terrorism, extremism اور فرقہ واریت نے ہماری بنیادوں کو کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ The society creates the crime and the criminal commits it تو جو بھی crime create ہوتا ہے وہ سوسائٹی کرتی ہے اور اس اثناء میں جبکہ دہشت گردی پورے پاکستان میں عروج پر تھی، جب دہشت گردی پر کوئی کنٹرول نہیں تھا، جب 60 ہزار لوگ مرد، خواتین، بچے، بوڑھے، فوج کے جوانوں

اور پولیس کے جوانوں نے شہادت حاصل کی۔ منہ سے کہہ دینا بڑا آسان ہے لیکن 60 ہزار ایک بہت بڑی population کی ratio ہے جو اس دہشت گردی کی نذر ہو گئی۔ کسی صوبے کی کوئی writ نہیں تھی بلکہ writ دہشت گردی کی تھی، writ extremism کی تھی اور writ انتہا پسندی کی تھی۔ جہاں تک law enforcing agency کا تعلق تھا وہ خیبر سے لے کر کراچی تک total ineffective ہو گئی تھی۔ اس میں دہشت گردی صرف لوکل نہیں تھی بلکہ اس میں انٹرنیشنل ایجنسیاں بھی involve تھیں اور اس میں "را" involve تھی۔ میں اس ایوان میں صاف کہتا ہوں کہ اس میں "را" 90 فیصد involve تھی اور اس کے علاوہ 10 فیصد وہ ممالک involve تھے جو پاکستان کے دشمن تھے۔ میں یہاں پر سچی بات بتاؤں گا کہ کسی حکومت کو اُس وقت اس کے میکنزم کا پتا نہیں تھا کہ اس کو کس طرح سے کنٹرول کیا جائے۔ اس پر کافی میٹنگز ہو چکی تھیں۔ ساؤتھ وزیرستان ایک base تھا جہاں فوج operate کر رہی تھی، north وزیرستان میں فوج نہیں جا رہی تھی کیونکہ وہاں ایک حکومت جو اس وقت حاضر وقت تھی انہوں نے یہ اجازت نہیں دی تھی کہ آپ north وزیرستان میں جائیں۔ یہ علاقہ تقریباً terrorism کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہاں پر میں پاک فوج کو خراج تحسین پیش کروں گا اور پورے معزز ایوان کی طرف سے پیش کروں گا کہ انہوں نے جو اس کا base تھا، جو ان کا ہیڈ کوارٹر تھا، جو communication on infrastructure تھا اور جو financial hub تھا اس کو totally ختم اور neutralize کر کے رکھ دیا ہے۔ آج پورے پاکستان میں دہشت گردی کا گراف تیزی سے نیچے آ رہا ہے جس پر میں بعد میں بات کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم پاکستان آرمی کو attribute کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جب پوری قوم نے یک جاں ہو کر یہ سمجھا کہ ہم جب تک اس دہشت گردی کو ختم نہیں کریں گے اس وقت ہم آگے نہیں بڑھ سکتے اور گورنمنٹ کا مقصد بھی دہشت گردی کو ختم کرنا تھا۔ لوگوں میں اس وقت جان آئی، قوت آئی، ایک جذبہ آیا جب پشاور میں ایک بہت بڑی tragedy آرمی پبلک سکول میں ہوئی جس میں تقریباً 144 بچے شہید ہوئے۔ اس کے بعد یہ قوم جاگی اور اس قوم نے سمجھا کہ ابھی اس دہشت گردی کے خلاف ہم سب نے لڑنا ہے۔ ساری political parties نے فیصلہ کیا کہ ہم نے لڑنا ہے۔ میں اُس میٹنگ میں خود بھی تھا جب 17 تاریخ کو ساری political parties اکٹھی ہوئیں۔ ان کا ایک ہی نعرہ تھا کہ دہشت گردی کو ہم سب نے مل کر ختم کرنا ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ دہشت گردی پاکستان سے مٹ رہی ہے، ختم ہو رہی ہے تو یہ ہماری

جو political parties ہیں، ہماری جو بھی سرکاری قوتیں ہیں، جو بھی ہماری law enforcing agencies ہیں یہ تمام کریڈٹ ان کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک National action plan ہے جو کہ 20 points پر مشتمل ہے جس میں ہماری پنجاب میں APEX Committee ہے جس کو ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب head کر رہے ہیں، اس میں ہمارے کور کمانڈر صاحب ہیں اور باقی ساری انٹیلی جنس ایجنسیاں ہیں۔ آج اگر میں آپ کو اس floor پر یہ بتادوں کہ جو پرفارمنس APEX Committee پنجاب کی ہے جس کو صرف آرمی ہی نہیں چلا رہی ہے اس کو انٹرنیشنل ایجنسیوں اور میڈیا ایجنسیوں نے بھی سراہا ہے کہ اس وقت پنجاب میں بہت اچھا کام ہو رہا ہے۔ اللہ کے کرم سے آپ خود بھی دیکھ رہے ہیں کہ دہشت گردی جو ہر alternative base پر کچھ نہ کچھ ہوتی تھی، ٹارگٹ کلنگ ہوتی تھی، suicide attacks ہوتے تھے، بھتہ خوری ہوتی تھی اس میں نمایاں کمی آگئی ہے۔ میں دو دن پہلے IB سے discuss کر رہا تھا کہ 28 سے 38 فیصد major crime میں کمی آگئی ہے۔ یہ اس لئے آئی ہے کہ ہماری Law Enforcing Agencies جس میں ہماری پولیس، ہماری CTD، انٹیلی جنس ایجنسیاں، ہماری آرمی اور رینجرز نے مل کر یہ آپریشن شروع کیا ہے اس سے یہ دہشت گردی کا گراف کم ہوا ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اگر یہی ہماری trace رہی تو انشاء اللہ بہت جلد اس خطے سے یہ دہشت گردی ختم ہو جائے گی۔ ہمارا سب سے بڑا امتحان کیا تھا؟ ہمارا سب سے بڑا امتحان کرکٹ میچ تھا۔ اس سرزمین پر لوگ کرکٹ کے crazy ہیں اور پاکستان کے خلاف انٹرنیشنل ورلڈ نے بائیکاٹ کر دیا تھا۔ ہماری کوتاہیوں کی وجہ سے سری لنکا ٹیم کے اوپر دہشت گردی ہوئی جس کی وجہ سے ICC نے totally ban کر کے رکھ دیا تھا۔ ہمارے پاس یہ ایک opportunity تھی جب زمبابوے ٹیم نے کہا کہ ہم نے پاکستان میں آکر میچ کھیلنے ہیں۔ میں دو تین چیزیں ایوان کے ساتھ share کروں گا۔ کافی ممالک جو ہمارے خلاف ہیں انہوں نے ہر زور لگایا، انہوں نے ہر عمل اختیار کیا کہ یہ میچز پاکستان میں نہ ہوں۔ جب زمبابوے ٹیم کے آنے سے پہلے کراچی میں blast ہوا تو تھوڑی hesitation تھی کہ اب یہ ٹیم نہیں آرہی ہے۔ ہم نے ان کو یقین دلایا کہ آپ آئیں ہماری سکیورٹی absolutely perfect ہے، ہم آپ کو full secure کریں گے اور آپ دیکھیں گے کہ میچز کس طرح ہوں گے۔ ہم نے ان کو convince کیا اور وہ وہاں سے چل پڑے۔ جب وہ دبئی پہنچے ان کے ٹیم مینجر Wilson کو اس کے cell پر ایک text آتا ہے کہ آپ پاکستان تو جا رہے ہیں لیکن وہاں آپ کے ساتھ وہی سلوک ہو گا جو آج کل داعش عراق اور شام میں کر رہی ہے کہ جہاں پر

لوگوں کے سر کٹ رہے ہیں۔ وہ گروپ آپ کے لئے بیٹھا ہے، آپ trap ہو جائیں گے اور آپ کی پوری ٹیم موت کے منہ میں چلی جائے گی۔ انہوں نے ہمیں یہاں پر لکھا کہ ہم دبئی ائرپورٹ پر ہیں اور ہمیں یہ massage ملا ہے۔ جس میں بہت بڑی threat ملی ہے۔ جب ہم نے وہ threat trace back کی تو ہمیں پتا چلا کہ وہ message New Delhi سے چلا تھا اور اس میں "را" involve تھی۔ "را" نے پورا plan کر کے اس کو یہ message دیا تھا۔ ہم نے تو ان کو convince کر دیا اور وہ آ گئے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ "را" اور TTP کی کوئی efforts نہیں تھیں اور یہاں پر پانچ میچ ایک جگہ پر ہو رہے ہیں کیا وہ اس کو ٹارگٹ نہیں کریں گے؟ یہ بڑا target easy تھا۔ ہر میچ ادھر ہو رہا تھا اور مہمان ٹیم ایک ہی ہوٹل میں رہتی تھی لیکن میں یہاں پر پولیس، Law Enforcement Agencies اور رینجر کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کی، انہوں نے اپنے آپ کو motivate کر کے سب کو motivate کیا اور آج آپ کی انٹرنیشنل کرکٹ کی سیریز بحال ہو گئی ہیں اور سنا ہے کہ انشاءاللہ اگلے winter season میں سری لنکا کی ٹیم آ رہی ہے، بنگلہ دیش کی ٹیم آ رہی ہے، آئرلینڈ کی ٹیم آ رہی ہے اور آسٹریلیا کی ٹیم اگلے سال آ رہی ہے۔ یہ وہ law enforcement کی effectiveness تھی جنہوں نے آپ کی انٹرنیشنل ورلڈ میں اور خاص طور پر کرکٹ بورڈ میں ٹوٹل صورتحال بدل کر رکھ دی ہے۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ تھوڑا سا street crime پر بھی بولیں ناں۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس پر بھی آ رہا ہوں۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ ان کو بولنے دیں۔ Floor ان کے پاس ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اپوزیشن کے سوالات کے جوابات دیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ منسٹر صاحب! please carry on.

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو پولیس کے اندر کالی بھیڑیں ہیں۔ یہ بتائیں کہ ان کو کب نکال رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، No, please. منسٹر صاحب! please carry on

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر جی،ان کو بولنے دیں۔انہوں نے آپ کو تو interrupt نہیں کیا،آپ بھی انہیں interrupt نہ کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!ابھی تو میرے پاس یہ کافی facts ہیں جو میں نے ابھی آپ سے share کرنے ہیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!قذافی سٹیڈیم میں جو کچھ ہوا۔ہم وہ discuss نہیں کرنا چاہتے۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!آپ اس کو بھی discuss کریں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ ہمیں بتائیں کہ جو کالی بھیڑیں پولیس کے اندر ہیں ان کو کب نکال رہے ہیں۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میرا خیال ہے کہ میری تقریر آپ کو اچھی نہیں لگ رہی اس لئے آپ بار بار اس پر criticize کرنا چاہتے ہیں۔میں جو overall picture آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ سوال بعد میں دیں گے پھر آپ سے جواب لے لیں گے۔آپ اپنی بات کریں۔ جی،.carry on

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں ہر چیز cover کر رہا ہوں۔اس صورتحال کو international world نے دیکھا تو آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چین 46 ملین ڈالر کی انوسٹمنٹ اس ملک میں کر رہا ہے اور یہ اس لئے کر رہا ہے کہ آپ کی security situation بالکل آج کل international world میں satisfactory بیان کی جاتی ہے۔ اگر آپ moody rating دیکھیں تو پاکستان اپنی rating سے ہر دن اوپر جا رہا ہے۔وہ اس لئے کہ آپ کی سکیورٹی مینجمنٹ دن بدن بہتر ہوتی جا رہی ہے اور اس سے ہمارے پاکستان کا overall image بہت اچھا اور بڑا positive جا رہا ہے۔ خاص کر اس میں صوبہ پنجاب کی بہت بڑی contribution ہے because Punjab is the largest province with population اور ہم GDP میں جو contribute کر رہے ہیں تو اس کا کریڈٹ میاں محمد شہباز شریف کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر!perceptionsہوتی ہیں اور ہر تھانہ کلچر میںperceptionہمیشہ یہی تھیں۔ میں یہاں پر خیبر پختونخوا کی بات نہیں کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے بہتر خیبر پختونخوا کے بارے میں کوئی نہیں جانتا ہے۔۔۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!آپ ضرور خیبر پختونخوا کی بات کریں،آپ لوگوں کے مسائل بھی حل کریں۔۔۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ)شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!ڈاکٹر مراد راس صاحب!آپ میری بات سنیں کہ یہ جتنے بھیpointsہمارے سامنے اٹھا رہے ہیں۔یہیexact pointsپاکستان مسلم لیگ(ن)آج ادھر خیبر پختونخوا اسمبلی میں اٹھا رہی ہے اور وہ اسی طرحcriticizeکر رہے ہیں کہ یہاں پر کچھ نہیں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر!اب میں تھانہ کلچر پر ہی آتا ہوں کیونکہ میرے دوست جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ street crimeپر بات کروں اور چھوٹے چھوٹےcrimeپر بات کروں تو پہلے میں اس پر آجاتا ہوں۔ تھانہ کلچر پر بڑی بحث ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے تقریباً کوئی چار پانچ سال پہلے پولیس کی تنخواہیں بہت بڑھائیں اور اسی پر سارے متفق تھے کہ ان کی تنخواہیں بڑھا دیں تو ان کیperformanceبہتر ہو جائے گی لیکن ہم نےpatchworkکیا ہے تو اس سے ان کی performanceبہتر نہیں ہوئی۔اس کے بعد یہ سوچا گیا کہ تھانہ کلچر کی جوpolicy overallہے ہم نے اس کو بدلنا ہے۔ وہ ایکpolice complainantمیںin stabکرتا ہے اور جب تک اس کا کیسdecideنہیں ہوتا،یہ جیل خانہ جات تک ایکprocedureہے اور ایک پورےprocessہے اس پر پنجاب حکومت نے غور شروع کر دیا ہے۔اس پر کچھreforms already ongroundآچکی ہیں،کچھreforms already groundپر آرہی ہیں اور ہم اپنیcapacity buildingکے مطابق یہreformsلاگو کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس کو کس طرحinکیا ہے۔ہماری پولیس کی سب سے بڑی دوweaknessesتھیں،ایکpolitical interferenceیعنی جو ہماری پولیس کیbasic political inductionتھی وہ ہمیشہpoliticalہوتی تھی۔ جب میں خود پہلی بار ایم پی اے بنا تو مجھے بتا دیا گیا تھا کہ آپ 20لوگوں کا نام دیں اور ہم وہ پولیس میں بھرتی کریں گے تو ہم بڑے خوش ہوئے کیونکہ ہمیں اس پر بڑے ووٹ ملتے ہیں۔ ہم نے پھر 20لوگوں کے نام دے دیئے لیکن جوdamageاس نے کیا ہے،یہ آج کل جس طرح ہمارے بھائی

بات کر رہے ہیں۔یہ وہی damage ہے جو کہ کانسٹیبل میں خرابی شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے ہم نے اس کو arrest کیا، ہم نے اس بار پانچ ہزار پولیس کی recruitment کی ہے جو کہ NTS کے ذریعے ہوئی ہے۔ وہ لوگ جون میں پاس آؤٹ ہو گئے ہیں آپ جا کر ان کی performance دیکھ لیں، ان کی بیرک دیکھ لیں، ان کی ٹریننگ دیکھ لیں اور ان کی motivation دیکھ لیں، totally different from rest of the crowd ہم نے CTD میں 1500 کی induction کی ہے وہ totally on merit through NTS کی ہے آپ ان کی performance دیکھ لیں، جو بھی آج کل نیشنل ایکشن پلان ہے، field CTD alongwith law enforcing agencies میں کام کر رہے ہیں اور deliver بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے پانچ ایس آئی بھرتی کئے ہیں جو کہ آج ایلیٹ سکول میں ٹریننگ کر رہے ہیں ۔ انہوں نے سہالہ میں اپنا ایک سال پورا کر دیا ہے تو آپ ان کو دیکھیں اور ان کی performance دیکھیں۔ ہماری induction میں پالیسی بالکل transparent ہونی چاہئے ۔ ان کی qualification، میڈیکل اور باقی ٹیسٹ بالکل قانون کے مطابق ہونے چاہئیں اور ہم اس پر گامزن ہو گئے ہیں۔ ہماری جو دوسری بڑی weakness تھی وہ اس آئی ٹی کے زمانے میں ہماری پوری پولیس فورس میں IT intervention zero تھی۔ آج کل پوری دنیا IT intervention پر اعتماد کر رہی ہے۔ جب ہم ملک سے باہر جاتے ہیں اور پولیس والوں کو نہیں دیکھتے، ہمیں سڑک پر کوئی پولیس والا نظر آتا ہے اور نہ کسی اور جگہ پر نظر آتا ہے کیونکہ انہوں نے اتنی IT intervention کر کے رکھ دی ہے کہ پولیس کی سڑک پر موجودگی کی ضرورت نہیں ہوتی، ساری چیزیں کیمرہ مانیٹر کر رہا ہوتا ہے اور وہ سکرین پر دیکھ کر جہاں پر problem ہوتی ہے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم نے سمجھا ہے کہ جب تک IT intervention بڑے شہروں میں نہیں آئے گی تو یہ پولیس آگے progress نہیں کر سکتی ہے اور پولیس کی human capacity اپنی limit تک پہنچ گئی ہے تو ہم نے اس کو enhance کس طرح کرنا ہے وہ آئی ٹی کے ساتھ کرنا ہے اس کے لئے ہمارا Safe City Project شروع ہے جو اس کو دیکھنا چاہتا ہے وہ پولیس لائن میں بن رہا ہے اور تقریباً اس پر 80 فیصد کام ہو گیا ہے۔ ہم نے تقریباً آئی ٹی کی سات انٹرنیشنل کمپنی کو شارٹ لسٹ کر دیا ہے اور یہ سات کمپنیاں ایک مہینے کے اندر PRF documents submit کریں گی اس کے بعد کسی ایک کو Bed ملے گا اور ہم اس پر کام شروع کر دیں گے۔ ہم نے پہلے فیز میں تقریباً eight hundred points لاہور میں رکھے ہیں جس پر کیمرے نصب ہوں گے۔ اب اس پر کتنے کیمرے نصب ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ about eighty

first phase میں آئیں گے جو کہ دسمبر تک ہمارا thousand cameras first phase شروع ہو جائے گا۔اس میں کیا چیز ہو گی city surveillance ہو گی crime surveillance ہو گی،اس کے علاوہ rescue اور services بھی اس میں ہوں گی اور اس کے علاوہ Change Management System ہو گا۔یہ Change Management System ایک accountability system ہے جو کہ خود بخود IT automatically کی وجہ سے چل رہا ہوتا ہے اور یہ جو Change Management System ہے ،یہی ہم چاہتے ہیں کہ پولیس میں یہ چیز آ جائے جو کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے بغیر نہیں آ سکتی ہے۔یہ ایک accountability ہوتی ہے جس سے آپ کا مینجمنٹ سسٹم پورا change ہو جاتا ہے۔جن ممالک میں ہم گئے street crime rate دنیا میں سب سے زیادہ میکسیکو میں ہے۔انہوں نے ہمیں بتایا کہ جب سے ہم نے safe city project commission قائم کیا ہے ہمارا crime rate forty percent drop کر گیا ہے۔ اسی طرح لندن ، بیجنگ، شنگھائی، ترکی، انقرہ اور استنبول میں ہر جگہ crime rate drop ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ جب چل پڑے گا تو میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ صرف لاہور میں نہیں چلے گا باقی شہروں میں بھی اس کو ہم شروع کرنے والے ہیں۔اس کی ہم نے اتھارٹی بھی بنا دی ہے اور اس سے انشاء اللہ تعالیٰ لاء اینڈ آرڈر میں اور crime prevention میں بہت زیادہ ہمیں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر!ہم نے اب پولیس کو categories کر دیا ہے،پہلے ایک پولیس تھی وہ mounted police بھی تھی وہ counter terrorism کا کام بھی کرتی تھی وہ watch and ward کا کام بھی کرتی تھی یعنی وہ ہر چیز کرتی تھی ہر فن مولا تھی and that is why police was not effective there. جس طرح باہر کے ممالک میں ہوتا ہے، ہم نے پولیس کو totally segregate کر کے رکھ دیا ہے اور ہم نے ہر پولیس ڈیپارٹمنٹ کو ایک specialize department بنا دیا ہے ۔ جس طرح کہ CTD ہے یہ totally independence of the police ہے،اس میں پولیس کو اس قسم کی ٹریننگ نہیں دی گئی ہے ان کو intelligence کی ٹریننگ دی گئی ہے،ان کو انوسٹی گیشن کی ٹریننگ دی گئی ہے اور ان کو آپریشن کی ٹریننگ دی گئی ہے۔ یہ intelligence wise dominant ہے،اس میں بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں،ہماری بیٹیاں اور بیٹے جو اس میں شامل ہیں وہ بڑے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ میں آپ کو اس معزز ایوان میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس یہ لوگ ایک ہزار کے لگ بھگ ہیں،ان کی جو output ہے

intelligence کی جو output ہے،ان کا arrest کرنے کا جو طور طریقہ ہے ،ان کا جو operation mode ہے، میں سمجھتا ہوں کہ وہ دنیا کے اچھے counter terrorism force سے کم نہیں ہے بلکہ ان کے لگ بھگ اور بالکل برابر ہے ۔یہ ہماری counter terrorism force کی performance ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ ہم نے elite force کو بھی بہتر کر دیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ elite force کس کے لئے ہے ؟میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ پرائم منسٹر ،چیف منسٹر چاہے وہ جو بھی ہو،اس کی Security as per the Blue Book state کی ذمہ داری ہے کہ اس کو secure کرے۔یہ میں As per Blue Book عرض کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ پر غریب عوام کی بھی تو ذمہ داری ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر!اب ذرا ٹھہر تو جا،تو غریب نہیں ہے،تو چپ ہو جا۔قوم کی سب سے بڑی عزت ہی یہی ہوتی ہے کہ ان کی جو لیڈر شپ ہوتی ہے وہ secure ہونی چاہئے،اگر لیڈر شپ ہی secure نہیں ہوتی ہے تو قوم نے کیا secure ہونا ہے اس لئے As per the Blue Book, totally as per the Blue Book جو rules and regulation کہتے ہیں اس کے مطابق کیا جائے۔پرائم منسٹر ،چیف منسٹر کو یہ criticize کر رہے تھے،ان کو جتنی بھی سکیورٹی چاہئے۔ان کی سکیورٹی میں کوئی کمی نہیں ہو گی اور ان کو جتنی بھی سکیورٹی چاہئے ہو گی وہ مہیا کی جائے گی۔باقی جہاں تک elite force کا تعلق ہے اس کو تقریباً ہر جگہ سے نکال دیا گیا ہے اور ان کی ہم نے موبائل ٹیمیں بنا دی ہیں۔آپ کے پاس اس وقت تقریباً سات ہزار elite police force for operation available ہے اور یہی پولیس فورس ہر جگہ پر as rapid deployment force deploy ہوئی ہے اور یہ بڑی effective کام کر رہی ہے۔ان کی ہم نے ٹریننگ بھی تبدیل کر دی ہے۔ہر تین مہینے کے بعد یہ فیلڈ میں جا کر ٹریننگ کرتے ہیں، فائرنگ کرتے ہیں،ان کی ٹریننگ کا سلسلہ ،صرف ان کا ہی نہیں بلکہ ہماری جتنی بھی forces ہیں جو بھی specialize forces ہم نے بنا دی ہیں ان سب کا ٹریننگ کا سسٹم ہم نے totally change کر دیا ہے۔ہم simulator لا رہے ہیں driving simulator لا رہے ہیں اور نیا equipment آ رہا ہے اس قسم کی چیزیں لا رہے ہیں تاکہ یہ لوگ اس سے مستفید ہوں اور effectively کام کریں۔میرے بھائی میاں محمد اسلم کی سکیورٹی کا بھی خیال رکھیں گے۔

جناب سپیکر! ہم نے Ride Police بنادی ہے جو کہ صرف ride کے لئے استعمال ہو گی normally watch and ward کے لئے وہ استعمال نہیں ہو رہی ہے، mounted police ہم نے کر دی ہے، ہمارے پاس کوئی اسی نوے گھوڑے بھی آ گئے ہیں۔ جس طرح میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ terrorism نے ہم کو totally کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے تو اس کی بجائے ہمارے پاس اب یہ mounted police بھی آ جائے گی تو یہاں پر جو riders وغیرہ ہوں گے تو ان کو Ride Police control کر لیا کرے گی۔

جناب سپیکر! اس طرح ہم ایک special protection unit بنا رہے ہیں، یہ جو Pak China economic corridor ہے اس سلسلے میں کافی چائنیز نے پاکستان میں آنا ہے اور already اس وقت پاکستان میں، پنجاب میں کوئی ساڑھے تین ہزار کے قریب موجود ہیں۔ ان کی سکیورٹی ہماری اوّلین ترجیح ہے، اس کے لئے ہم نے Special Protection Unit raise کر دیا ہے، اس میں تقریباً کوئی پانچ سے چھ ہزار لوگ ہوں گے اور ابھی already جو recruits کی پاسنگ آؤٹ پریڈ ہو گئی ہے دو ہزار ہم نے ان میں سے لے لئے ہیں، دو اڑھائی ہزار ہمارے پاس اور ہیں اس کو ہم بڑی effective force raise کریں گے ۔ یہ totally Chinese لوگوں کی سکیورٹی پر تعینات ہو گی اور ابھی چائنیز اور زیادہ آ رہے ہیں۔ اس کے لئے آرمی پورا ایک division raise کر رہی ہے جو کہ تقریباً دس بٹالین پر مشتمل ہو گی اور وہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرے گی اور یہ جتنے بھی چائنیز آ رہے ہیں ان کی سکیورٹی کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ police force deploy ہو گی۔ اس کے بعد جہاں تک interrogation کی بات ہے اس کے لئے ہماری ایک forensic lab بن گئی ہے، اگر کسی نے یہ نہ دیکھی ہو تو میں اپوزیشن کے معزز ممبران سے request کروں گا کہ آپ جائیں اور forensic lab دیکھیں، میں اس پر detail بات نہیں کروں گا آپ خود جا کر دیکھیں اور پھر آپ اپنا opinion اسی ایوان میں دیں اور پورے ایوان کو اس بارے میں بتائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اس کے ساتھ تھانوں کا visit بھی کروا دیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! تھانوں کا بھی visit کروا دیں گے، جس طرح آپ کی طرف سے کہا گیا کہ جوتوں کی فیکٹری میں تھانہ بنا ہوا ہے، وہاں پر بھی جائیں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! سب اکٹھے جاتے ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں نے آپ کو کبھی یہ نہیں بتایا کہ ہر چیز اچھی ہے، میں نے اس لئے آپ سے کہا کہ آپ کی جوcriticism تھی اس میں سے کافی positive points بھی تھے جو میں نےnote بھی کر لئے ہیں،اس پر ہم کوشش کریں گے کہ ان کو بھی بہتر بنائیں لیکن ہم آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں، ہم آگے کی طرف جا رہے ہیںprogress کر رہے ہیں اور انشاءاللہ لاء اینڈ آرڈر کو Law Enforcing Agencies کو بہتر سے بہتر کریں گے اور انشاءاللہ آپ لوگوں کی سکیورٹی کے لئے کر رہے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!تھانوں کو بھیimprove کریں۔

جناب سپیکر:پلیز!آپ ان کوinterrupt نہ کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!یہاں پر سپیشل برانچ کی بھی بات ہوئی تھی، سپیشل برانچ کو ہم مکمل طور پر بند کر رہے ہیں، سپیشل برانچ کو ہم محکمہ پولیس سےtotally نکال رہے ہیں،اس میں ہم اچھےeducated لوگ نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو بھرتی کر رہے ہیں۔آج کل ہمارا یہadd آنے والا ہو گا اور ہم اس میں پہلےphase میں چھ سو لوگوں کوinduct کر رہے ہیں۔ ان کو ہم تقریباً چھ ماہ کی ٹریننگ دیں گے،اس کے بعد ان کیMaster Training ہو گی،اس کے لئے ترکی سےexpert آئیں گے جو ان کوtrained کریں گے، یہ فیلڈ میں جائیں گے تو آپ کو پتا چل جائے گا۔اس کے علاوہ یہ totallyایک سویلین ادارہ بن جائے گا اس میں یہ perception نہیں ہو گی کہ یہ بیمار ہے،category down ہے وہ اپنی ڈیوٹی نہیں کر سکتا تو وہ پولیس ڈیپارٹمنٹ سے سپیشل برانچ میں آ جاتا ہے۔اس سپیشل برانچ کو ہم انشاءاللہstate of the art organization بنائیں گے اور اس پر کام ہم نےalready شروع کر کے رکھ دیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!موجودہ سپیشل برانچ والے تو سبزیوں کے بھاؤ معلوم کر رہے ہوتے ہیں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!بالکل!اس معاملے میں آپ سےagree کرتا ہوں اسی لئے ہم اس کو بہتر کر رہے ہیںsecurity umbrella کے تحت ہم اس کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر:ان کو تقریر کرنے دیں۔.No cross talk

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں آپ کو یہاں پر ایک دو اور چیزیں بتا دیتا ہوں کہ اس وقت ہماری جو لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے اور ہماری یہاں پر APEX Committee بنی ہوئی ہے۔National action plan میں جو cases ہمارے پاس آئے تھے اس میں سے ہم نے تقریباً23ہزار620 تھے۔یہ وہ لوگ تھے terrorism میں directly یا indirectly ملوث تھے betting، financing کر رہے تھے، harbor کر رہے تھے یا خود involve تھے۔وہ تقریباً23ہزار620 تھے۔Arrested accused کی تعداد25ہزار602 جن کے چالان submit کئے گئے وہ80ہزار 471لوگ تھے ۔ جن لوگوں کی conviction ہوئی ہے ان کی تعداد 2ہزار 499ہے ۔ ان کی courts already conviction نے کر لی ہے اور باقی جو ہیں وہ انشاءاللہ تعالیٰ آنے والے دنوں میں convict ہو جائیں گے ۔208ہمارے پاس ایسے cases تھے جو ساری agencies intelligence نے مل کر ہمیں ان کے نام دیئے ہیں۔پنجاب میں ان کی ٹوٹل تعداد208 ہے جن میں سے ابھی تک ہم نے 77 کو پکڑ لیا ہے اور باقیوں کو پکڑنے کی کوشش ہو رہی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ روپوش ہو گئے ہیں،اس صوبے سے باہر نکل گئے ہیں یا وہ وزیرستان چلے گئے ہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہم نے ان کو چھوڑنا نہیں۔ ہم نے طے کیا ہے کہ ہم نے terrorism ختم کرنا ہے کیونکہ یہ سارے لاء اینڈ آرڈر کی جڑ ہے۔جب تک ہم نے terrorism کو redress نہ کیا تو یہ لاء اینڈ آرڈر ٹھیک نہیں ہو گا اس لئے ہم نے سب سے پہلے terrorism اور ساتھ ساتھ لاء اینڈ آرڈر کو بھی ٹھیک کرنا ہے۔

معزز وزراء:جناب سپیکر!اب تقریریں بس کریں۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!مجھے پتا نہیں کہ ہمارے بنچوں پر جو لوگ بیٹھے ہیں ان کو کیا جلدی ہے ؟(قہقہے)

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!ان بے چاروں کو روزہ لگ رہا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ سارے آپ کے خلاف ہیں۔

جناب سپیکر:کوئی بھی خلاف نہیں ہے۔

وزیر داخلہ / تحفظ ماحول(کرنل(ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ):جناب سپیکر!میں نے آج جو اتنی لمبی چوڑی بات کی ہے اس argument کے تحت میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کٹوتی کی جو تحریک زیر بحث

ہے جس پر معزز ممبران حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ایک روپیہ دے دو، آپ ایک روپیہ دے کر پوری پولیس کو unemployed کر دیں گے لہٰذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ان کی کٹوتی کی یہ تحریک مسترد کی جائے اور 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے کی رقم منظور کی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21013 پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 87۔ارب 8 کروڑ 53 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 زراعت پیش کریں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: پہلے ہیلتھ کو take up کر لیں۔

جناب سپیکر: میں پہلے زراعت کو لے رہا ہوں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21018

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21018 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے: میاں محمود الرشید، جناب محمد عارف عباسی، سید اعجاز حسین بخاری، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد علی خان دریشک، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ ناہید نعیم، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، میاں ممتاز احمد مہاروی، جناب وحید اصغر ڈوگر، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، سردار علی رضا خان دریشک، ملک تیمور مسعود، جناب آصف محمود، ڈاکٹر نوشین حامد، جناب خرم شہزاد، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ شنیلا رُوت، جناب محمد صدیق خان، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب عبدالمجید خان نیازی، محترمہ نگہت انتصار، چودھری مونس الٰہی، جناب احمد شاہ کھگہ، سردار وقاص حسن مؤکل، ڈاکٹر محمد افضل، چودھری عامر سلطان چیمہ، محترمہ باسمہ چودھری، سردار محمد آصف نکئی، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، خواجہ محمد نظام المحمود، سردار شہاب الدین خان، رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، مخدوم سید اکبر علی محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب احسن ریاض فتیانہ!

آپ میں سے کون move کرے گا؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21018 زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21018 زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!.I oppose

جناب سپیکر:opposed جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!میں اس سے پہلے زراعت پر بہت دفعہ بول چکی ہوں اور ہر دفعہ۔۔۔

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔جی، محترمہ صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!زراعت پر بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا میں پہلے بھی بہت دفعہ ذکر کر چکی ہوں چونکہ میرا background اسی فیملی سے ہے لیکن آج تک مجھے اس کا جواب دیا گیا ہے اور نہ اس پر کوئی کام ہوا۔ بہر حال پھر بھی میری یہ ڈیوٹی ہے کہ میں بار بار آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کو یقین دہانی کراتی جاؤں کہ ہم غافل نہیں ہیں ہمیں بھی پتا ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا جو میں نے اگلے دن بھی ذکر کیا کہ جو دریائے جہلم کا پانی ہے وہ مختلف ضلعوں میں تقسیم کر دیا گیا بجائے اس کے کہ وہ پانی ہمیں دیا جاتا جس پر جہلم والوں کا حق ہے۔ ہم آج پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترس رہے ہیں۔آپ سے ایک نہر مانگی تھی یہ آج سے نہیں بلکہ یہ میرے father کے ٹائم سے مطالبہ چلا آ رہا ہے جب وہ ایم این اے تھے کہ ہمیں ایک نہر دی جائے جو کہ بہت ہی practical اور feasible ہے۔ ہمارے منہ کے سامنے ڈیم بنا ہوا ہے، ہمارے منہ کے سامنے رسول بیراج سے نہریں نکل رہی ہیں جو مختلف ضلعوں کو جاتی ہیں۔ ہم نے کیا قصور کیا ہے، جہلم والوں کا کیا قصور ہے؟ میں ہر دفعہ اس ایوان سے سوال کرتی ہوں کہ ہمیں پانی سے کیوں محروم رکھا گیا ہے؟زراعت پانی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور وہاں پر کوئی ایسا کاشتکار بھی نہیں ہے ماسوائے چند کے جو بڑے کاشتکار کہلائیں، وہاں چند ایکڑ زمین والے کاشتکار زیادہ ہیں۔اس کے علاوہ میں ایک چھوٹا سا ذکر کروں گی کہ ابھی وہاں پر جو کول پراجیکٹ شروع ہوا ہے کیا کسی نے وہاں پر practically جا کر دیکھا؟ہماری زمینیں تو already پانی کی وجہ سے بنجر اور ویران ہیں۔اگر پانی ہے بھی تو وہ بھی سالٹ مائنز کی وجہ سے اس میں نمک ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس سے کاشت کی جائے۔انہوں نے شہر کے نزدیک کول پراجیکٹ شروع کیا ہے جس سے وہاں کے لوگوں کی زندگیوں کو خطرہ ہے۔آپ کو پتا ہے، مجھے بھی پتا ہے اور جو بھی کوئی educated بندہ ہو گا اس کو اتنی sense ہے کہ اس کول پراجیکٹ سے جو دھواں نکلے گا جو گیسیز نکلیں گی ان کا impact اس آبادی پر کیا ہو گا؟اس سے کینسر ہو سکتا ہے اور نہ جانے کتنی بیماریاں ہو

سکتی ہیں۔ ہم تو already اس علاقے سے ہیں جہاں کہتے ہیں کہ ہم مرے ہوئے ہیں آپ لوگ ہمیں زندہ تصور نہیں کرتے ہیں کیونکہ ہمیں آج تک ان حکومتوں نے کچھ نہیں دیا۔ میری اپنی فیملی اقتدار میں رہی لیکن sorry to say آج اس لئے مجھے ان حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھنا پڑا کہ وہاں میرے علاقے کو کچھ نہیں ملا۔ پانی زراعت کی بنیادی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنی کٹوتی کی تحریک زراعت کے حوالے سے دی ہے لہٰذا اسی تک محدود رہ کر بات کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! زراعت کا تعلق آبپاشی سے ہے اور پانی کے بغیر زراعت ممکن نہیں ہے۔ زراعت اور آبپاشی side by side چلتے ہیں۔ یہاں ایوان میں نذر گوندل صاحب بیٹھے ہیں اور وہ میرے ہی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ میری باتوں کی تصدیق ان سے کر سکتے ہیں۔ بہر حال میری اس ایوان سے بڑی humble request ہے کہ ہمیں انسان سمجھا جائے۔ بے شک وہ چھوٹا شہر ہے لیکن انہوں نے ہمیشہ مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ ہیں لہٰذا مسلم لیگ (ن) کو بھی ان لوگوں کے ساتھ وفا کرنی چاہئے۔ ہمارے علاقے میں جب زیادہ بارش ہو جاتی ہے، آندھی طوفان آتا ہے یا بارش نہیں ہوتی تو لوگ ایک ایک دانے کے لئے ترستے ہیں کیونکہ وہاں پر زیادہ بارش ہو جائے تو گندم تباہ ہو جاتی ہے اور اگر بارش نہ ہو تو پھر بھی گندم کی فصل نہیں ہو پاتی کیونکہ ہمارے علاقے میں پانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں نے یہاں ایوان میں بڑے بڑے دعوے سنے ہیں۔ میرا تعلق جس گاؤں سے ہے میں وہاں پر چھ مہینے گزارتی ہوں اور باقی چھ ماہ میں شہر جہلم میں رہتی ہوں۔ میں نے practically وہاں پر کچھ نہیں دیکھا۔ حکومت نے وہاں کے زمینداروں کو کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں دی۔ پچھلی مرتبہ بجٹ کے موقع پر میں نے بار بار درخواست کی تھی کہ شدید بارشوں اور ژالہ باری کی وجہ سے وہاں کی فصلیں تباہ ہو گئی ہیں۔ اس وقت وہاں کا کسان رُل رہا ہے اور کسانوں کے بہت بُرے حالات ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کسانوں کی مدد کرے۔ مجھے یہاں ایوان میں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ انشاء اللہ اس علاقے کے کسانوں کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا جائے گا لیکن آج تک کچھ نہیں کیا گیا۔ جب اس طرح کی کوئی آفت آتی ہے، جب کاشتکار یا زمیندار کسی قدرتی آفت سے affect ہوتا ہے تو حکومت وقت کا فرض بنتا ہے کہ اس کی مدد کرے۔ ہمارے علاقے کے لوگوں کے لئے اس بجٹ میں کچھ تو رکھیں۔ ناگہانی آفتوں کی وجہ سے ہمارے علاقوں کے جو لوگ متاثر ہوئے ہیں ان کے لئے اس

بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔یہ ہمارا حق بنتا ہے کیونکہ ہم بھی اسی ملک پاکستان کے شہری ہیں۔جس طرح حکومت بڑے شہروں میں لوگوں کو accommodate کرتی ہے اسی طرح ہمارے علاقے کے قدرتی آفتوں سے متاثرہ لوگوں کی مدد کی جائے۔ان بڑے شہروں میں تو سب ٹھیک ہے لیکن ہمارے چھوٹے شہر یا علاقوں میں سب ok نہیں ہے۔میرے ایک بھائی نے بار بار کہا کہ ان کے علاقے میں visit کر کے دیکھیں۔میں بھی کہتی ہوں کہ آئیں میرے علاقے میں لوگوں کے حالات دیکھیں۔میں آپ کو لے کر چلوں گی،نذر حسین گوندل صاحب میرے ساتھ چلیں۔وہ میرے بھائی ہیں اور میرے دل میں ان کے لئے انتہائی احترام ہے۔ان کو علم ہے کہ ہمارے علاقے کے لوگوں کے کیا مسائل ہیں۔یہاں میں ایک ایک مسئلہ discuss نہیں کرنا چاہتی کیونکہ اس کے لئے بہت زیادہ وقت درکار ہو گا۔میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ وہاں میرے علاقے کا کاشتکار اس وقت تباہ حال ہے۔مہربانی کر کے ہمارے کاشتکاروں کو relief دیا جائے۔براہ مہربانی ہمیں بھی انسان سمجھا جائے،براہ مہربانی ہمارے لئے بھی وہ سب کچھ کیا جائے جو آپ اپنے لوگوں کے لئے کرتے ہیں۔شاید ہم آپ کے اپنے نہیں ہیں حالانکہ ہمارے علاقے کے لوگوں نے پاکستان مسلم لیگ(ن) کو ہی ووٹ دیئے ہیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور خصوصاً پنجاب کی زیادہ تر آبادی کا تعلق شعبہ زراعت سے ہے۔آپ کا تعلق بھی ماشاءاللہ ایک سیاسی اور زرعی گھرانے سے ہے۔زراعت کے حوالے سے کٹوتی کی تحریک اس لئے پیش کی گئی کیونکہ شعبہ زراعت کا بیڑہ غرق کر دیا گیا ہے اور اس وقت کسان کا کوئی پُرسان حال نہیں۔پنجاب میں زراعت کے حوالے سے اس حکومت کی طرف سے کسان کا جو معاشی قتل کیا گیا اس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔صوبہ پنجاب میں زیادہ تر آمدنی زراعت اور زرعی اجناس سے ہوتی ہے۔محکمہ زراعت کی نااہلی اور mismanagement کی وجہ سے پچھلے سال 2014 کی گندم گوداموں میں پڑی رہی،وہ برآمد ہو سکی اور نہ ہی استعمال کی گئی۔اس دفعہ گندم خریدنے کے لئے محکمہ تیار نہیں تھا۔خادم اعلیٰ پنجاب کی طرف سے اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات دیئے گئے کہ ہم کسان کا ایک ایک دانہ خریدیں گے۔میں یہ بات on the floor of the House وثوق سے کہتا ہوں اس مرتبہ بڑی بے دردی کے ساتھ کسان کا استحصال اور معاشی قتل کیا گیا۔کسان کو اونے پونے داموں اپنی گندم فروخت کرنا پڑی اور اسی مافیا جو کہ ہمیشہ کسان کی گندم کم داموں پر خریدتا ہے نے گندم خریدی۔یہ محکمہ زراعت کی کارکردگی ہے۔

جناب سپیکر!اسی طرح آپ نے دھان کی فصل کا حشر بھی ضرور دیکھا ہو گا۔ گزشتہ دو سالوں میں2200روپے من فروخت ہونے والی دھان اس مرتبہ ایک ہزار روپے فی من فروخت ہوئی ہے۔ اب ماشاءاللہ پنجاب سے ساؤتھ پنجاب شوگر ملیں منتقل ہو رہی ہیں۔یہ بھی بڑی خوش آئند بات ہے۔یہ حقیقت ہے، میں تنقید نہیں کر رہا کہ شوگر کین کے حوالے سے کسان کے ساتھ جو بدترین ظلم اور زیادتی کی جاتی ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔جب کسان اپنی فصل تیار کر کے اس کو فروخت کرنے کے لئے مل میں لاتا ہے تو ایک ٹرالی پر دس سے چالیس من تک کٹوتی کی جاتی ہے۔ محکمہ زراعت کہاں گیا، محکمہ زراعت کے ای ڈی او اور دوسرے اعلیٰ افسران کہاں سوئے ہوئے ہیں؟میں سمجھتا ہوں کہ اگر پنجاب میں زراعت کے شعبے میں اسی طرح mismanagement ہوتی رہی، کسانوں کے ساتھ زیادتی اور ظلم ہوتا رہا اور ان کا کوئی پُرسان حال نہ رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح دیگر محکمے ختم ہو گئے یہ بھی ختم ہو جائے گا جس سے ملک اور صوبے کو نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ جتنی کرپشن اس محکمہ میں ہے وہ کسی دوسرے محکمہ میں نظر نہیں آتی۔یہ تو کسان کی بہتری کے لئے ہے، پنجاب کی ترقی کے لئے ہے کیونکہ یہ پنجاب کی ترقی کے لئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے لیکن میرا یہ خیال ہے کہ اتنی بڑی رقم اس شعبہ کے لئے دے دینا سراسر زیادتی ہے لہٰذا اس رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی،اب اس cut motion پر کون بات کریں گے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بنیادی طور پر کسانوں کا نمائندہ ایوان ہے اور الحمد للہ وقتاً فوقتاً کسانوں کے issues پر کافی باتیں بھی اس ایوان کے اندر ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے گنے کے سیزن میں سندھ کے اندر وہاں کے وزیر اعلیٰ نے زرداری صاحب کے دباؤ کے اوپر گنے کا ریٹ 150 روپے فی من کر دیا تھا اور یہاں بھی اس کی شروعات ہو رہی تھیں۔ میں نے اس مسئلہ کو اُٹھایا، ایوان نے بروقت check کیا اور آپ نے نوٹس لیا اور الحمد للہ کسانوں کے ساتھ خاموشی سے جو ڈکیتی ہونے والی تھی وہ بچ گئی۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حوالہ سے ہمارا پورا mechanism پوری طرح functional نہیں ہوتا۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ آج پنجاب کے اندر کوئی ایک شوگر ملز بھی ایسی نہیں ہے جس نے کسانوں کو 100 فیصد payment کر دی ہو۔ شوگر ملز والے جان بوجھ کر کسانوں کو پریشان کرتے ہیں اور اس وقت ایک ایک ملز کسانوں کا

کروڑوں روپیہ دبا کر بیٹھی ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر محکمہ function کر رہا ہے تو محکمہ کو یہ ساری چیزیں look after کرنی چاہئیں اور محکمہ کو کس لئے اتنا بجٹ دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف جب اپنی گفتگو سمیٹیں تو وہ اس پر بھی بات کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں گنے کے حوالہ سے ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ وسطی پنجاب کے اندر شوگر ملز نے کسانوں کے ساتھ جو حشر نشر کیا اُس بات پر کسان مجبور ہو کر گنے کی کاشت کو اب ختم کر رہے ہیں اور اُس کے متبادل دوسری فصلات کو ترجیح دے رہے ہیں۔ گو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس معاملہ پر اُن کے ساتھ کیا ہوتا ہے اس کا کچھ پتا نہیں ہے جس طرح وسطی پنجاب کے چاول کے کاشتکاروں کے ساتھ اس سیزن میں جو کچھ ہوا ہے وہ اپنی جگہ ہے لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وسطی پنجاب کے اندر چینی کے جو کارخانے لگے ہیں اور اب یہاں پر گنا کاشت کرنے کا trend ختم ہو رہا ہے تو اب یہ جنوبی پنجاب کی طرف رُخ کر رہے ہیں۔ جنوبی پنجاب cotton area ہے اور cotton ہمارے صوبہ اور ہمارے ملک کی cash crop ہے اس کے ذریعہ سے ہم foreign exchequer کے اندر اضافہ کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس trend کو روکنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ گنے کی فصل زیادہ پانی لیتی ہے اس کو cotton area کے اندر لگائیں گے جہاں پہلے ہی پانی کم ہے تو وہاں زیادہ پانی جائے گا اُس کے نتیجہ کے اندر cotton کی فصل متاثر ہو گی۔ میں اس موقع پر حکومتی بنچوں کو یہ بھی یاد دلوانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے سامنے جب یہ مسئلہ رکھا گیا تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم شوگر ملز کو جنوبی پنجاب کے اندر لگائے جانے کی حوصلہ شکنی کریں گے لیکن اب خاموشی کے ساتھ یہ سلسلہ شروع ہو رہا ہے اور میرے علم میں ہے کہ براہ راست ایک حکومتی شخصیت کی طرف سے چنی گوٹھ کے اندر شوگر ملز لگائے جانے کی منصوبہ بندی ہو گئی ہے جس کے لئے زمین خرید لی گئی ہے اور اسی طرح فیصل آباد سے کوئی شوگر ملز خاموشی کے ساتھ علی پور کے اندر shift ہو رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے پوری قوم کا نقصان ہو گا، صوبہ پنجاب کا نقصان ہو گا اور جنوبی پنجاب کی cash crop, cotton کا نقصان ہو گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو ممالک زراعت کو promote کرتے ہیں وہ فصلات پر GST نہیں لگاتے۔ ہندوستان میں فصلوں پر GST نہیں ہے جبکہ ہمارے ملک میں فصلوں پر GST ہے۔ ہم بار بار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر کسانوں کے اوپر سے GST ختم کر دیا جائے

تو اس سے وہ زیادہ بہتر طریقہ سے perform بھی کریں گے اور اُن کی مشکلات کا ازالہ بھی ہو گا۔اس وقت ہم ہندوستان سے آلو، پیاز، لہسن وغیرہ منگواتے ہیں وہاں فصلوں پر GST نہیں ہے۔ اُن کے بہت سارے صوبوں اور states کے اندر زرعی مقاصد کے لئے بجلی 50 فیصد کم ریٹ پر فراہم کی جاتی ہے اور وہاں پر ایسی states بھی ہیں جہاں پر کسانوں کو بجلی 100 فیصد مفت فراہم کی جاتی ہے اُس کے نتیجہ میں اُن کی فصلوں کی قیمتیں کم ہوتی ہیں۔ جب ہم آلو، پیاز، لہسن وغیرہ import کرتے ہیں تو ہمارے کسان کا استحصال ہوتا ہے۔ ہم اپنے کسانوں کو اس حوالہ سے rebate دیں یا پھر ہم آلو، لہسن، پیاز وغیرہ کی تجارت وہاں سے نہ کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ ہم جب کوئی پالیسی وغیرہ بناتے ہیں تو اُس کو سوچ سمجھ کر بنانا چاہئے۔اس دفعہ بھی اس کی بازگشت ایوان کے اندر آئی اور میں نے ایک اخبار کے اندر میاں محمد شہباز شریف کی statement بھی پڑھی کہ انہوں نے بھی اس پر دکھ کا اظہار کیا کہ پنجاب کے سٹوروں میں لاکھوں ٹن گندم وافر مقدار میں موجود تھی اور فیڈرل گورنمنٹ کے اندر کمیشن مافیا اتنا طاقتور ہے کہ انہوں نے گندم کے اتنے ذخائر کے باوجود low quality کی لاکھوں ٹن گندم import کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی پالیسیوں کو look after کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ میرا تعلق cotton area سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جب فصل لگنے والی ہوتی ہے تو یوریا کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو مارکیٹ سے یوریا غیب ہو جاتی ہے اور وہ محکمہ کی ملی بھگت کے ساتھ خفیہ سٹوروں کے اندر منتقل ہو جاتی ہے اور پھر بلیک پر بہت ہی زیادہ قیمت پر کسانوں کو میسر آتی ہے۔ جب کسان کو DAP کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی غائب ہو جاتی ہے۔ ہر سیزن کے اندر کسان کے ساتھ یہ کھیل ہوتا ہے اور اُس کو بلیک میں یہ خریدنی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی ایک المیہ ہے کہ ہم باہر سے pesticides import کرتے ہیں، پھر اُس میں ملاوٹ ہوتی ہے اور پھر ملی بھگت کے ساتھ low quality کی pesticides کسان کو فراہم کی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں فصل کا نقصان ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے محکمہ کے اندر یہ جو کمزوریاں ہیں محکمہ ان کمزوریوں کو دُور کرے ورنہ ان کو جو اتنا بڑا بجٹ فراہم کیا جا رہا ہے اس لئے ہم نے یہ کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے کہ ان کو اتنا وافر مقدار میں بجٹ فراہم نہ کیا جائے کیونکہ یہ perform نہیں

کر رہے جس کی وجہ سے ان کی پالیسیاں کسانوں کے حق میں نہیں جا رہیں اور محکمہ کسانوں کے مفادات کا تحفظ کرنے میں بری طرح ناکام ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اس حوالہ سے یہ جو تجاویز پیش کی ہیں اس کے اوپر غور کرنے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ جس وقت تک ہمارا کسان خوش حال نہیں ہو گا تب تک پاکستان خوشحال نہیں ہو گا اور پنجاب اُس طریقہ سے ترقی نہیں کر سکے گا جس طرح کی ترقی کے خواب ہمیں دکھائے جاتے ہیں کہ پنجاب نے اس طرح سے ترقی کرنی ہے وہ اس طرح نہیں ہو سکے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب احمد خان بھچر صاحب!

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے وقت دیا ہے۔ میں زراعت کی بے چارگی پر سب سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ جب زراعت کی باری آئی ہے تو ہماری وزیر خزانہ ایوان سے باہر چلی گئی ہیں۔ یہ بھی غنیمت ہے کہ وزیر زراعت تشریف فرما ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کا آغاز اس بات سے کروں گا کہ 21 فیصد زراعت کا GDP میں حصہ بنتا ہے اور ہمارے لئے پچھلے تین سالوں میں کتنا رکھا گیا ہے؟ پچھلے تین سالوں میں 300۔ارب روپے زراعت کی مد میں رکھے گئے ہیں جو اس لحاظ سے خوش آئند ہیں کہ 300۔ارب روپے رکھے گئے لیکن ان کا output کیا ہے؟ محکمہ زراعت کو میں بے چارہ محکمہ کہوں گا کیونکہ ان کے اختیارات نہیں ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد ان سے متعلقہ 34 محکمہ جات میں سے 24 شعبہ جات صوبہ کو منتقل ہوئے۔ ہمارے صوبہ کا 65 فیصد حصہ زراعت پیشہ ہے۔ یہاں میرے دوست بیٹھے ہیں ان میں سے کافی زراعت پیشہ ہیں آپ بھی کسان ہیں اور کسان گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اب جاگیرداروں والی بات تو میں نہیں کہوں گا کیونکہ وہ پنجاب میں تو کم از کم ختم ہو گئے ہیں۔ یہاں پر agriculturist ہیں یا non-agriculturist ہیں۔ اس وقت ہماری زراعت میں یہ حالت ہے کہ آلو، چاول، گنے اور گندم کو دیکھ لیں۔ یہ کٹوتی کی جو تحریک پیش کی گئی ہے اس سے بالاتر ہو کر دیکھیں کہ ایک صوبہ کا 21 فیصد زراعت کا حصہ ہے لیکن آپ اسے دے کیا رہے ہیں؟ اگر کوئی تھوڑا بہت بڑھ بھی جائے گا تو اس سے کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ آپ نے فلور ملوں کو 6۔ارب روپیہ subsidize کیا ہے اور 12۔ارب روپیہ گنے کے لئے subsidize کیا ہے۔ ہمارے کاشتکاروں کے حالات اس وقت یہ ہیں کہ ہماری گندم باہر پڑی ہے۔ کل گندم کا 60 فیصد بھی نہیں خریدا گیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں اگر آپ زراعت کو boost up کریں جو کہ بالکل نہیں

ہو رہی۔ وزیر تعلیم کل فرمارہے تھے کہ ہماری ترقی کا راستہ تعلیم کی طرف سے آگے جاتا ہے۔ میں ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن تعلیم کے ساتھ ساتھ زراعت کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ ہمارے علاقے میں ایک مثال ہے کہ "پیٹ نہ پیئاں روٹیاں تے سب گلاں کھوٹیاں"۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں کاشتکار کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ میں یہاں facts and figures کا اتنا بڑا پلندہ لا سکتا ہوں کہ اگر میں سارا دن بھی کھڑا رہوں تو وہ ختم نہیں ہوں گے لیکن ground reality یہ ہے کہ ہمارے ملک میں صرف کاشتکار ہیں جن کی فصل تین ماہ یا چھ ماہ بعد آتی ہے اور بل ہم ہر مہینے کا دیتے ہیں۔ میں ہمسایہ ملک انڈیا میں گیا تھا تو وہاں پر کاشتکار کی choice پر بل لیتے ہیں کہ آپ تین ماہ کی فصل پر لیں گے یا چھ ماہ کی فصل پر لیں گے۔ اگر ہم نے ہر مہینے بل دینا ہے اور فصل ہماری چھ ماہ کے بعد آتی ہے تو یہ بڑی ناانصافی ہو رہی ہے کہ پنجاب میں جہاں جہاں hard areas ہیں اور جہاں جہاں نہری علاقے ہیں۔ ہماری بہن ابھی پوٹھوہار کے علاقہ کی بات کر رہی تھیں۔ ان تینوں علاقوں کی زراعت کے حوالے سے علیحدہ علیحدہ psyche ہے۔ آپ سولر ٹیوب ویل دیں اور سارا کچھ کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم گورنمنٹ کی اچھی پالیسیوں کو سراہیں گے لیکن یہ صرف اعداد و شمار میں ہے۔ اگر ہمیں 21 فیصد میں سے 4 یا 5 فیصد حصہ ملتا ہے اور اس پر بھی جب ہم اس کی heads میں جاتے ہیں تو وہ پیسا اس طرح پھیل جاتا ہے کہ ہمارے لئے کچھ نہیں بچتا۔

جناب سپیکر! ہمارے منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں اس لئے میں اس ضمن میں یہ عرض کرتا ہوں کیونکہ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ محکمہ زراعت کے پاس اتنے اختیارات نہیں ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وزیر زراعت اور وزیر آبپاشی پاکپتن اور اوکاڑہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ دو سال میں مجھے کچھ زیادہ out puts نظر نہیں آ رہیں۔

جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب زراعت میں subsidy کے بارے میں فرمارہے تھے تو جاپان میں 73 فیصد subsidy ہے، تقریباً 34 فیصد انڈیا میں اور امریکہ میں بھی 70 فیصد سے اوپر subsidy زراعت پر ہے۔ ہمارا اس وقت یہ حال ہے کہ اس مہینے ٹیوب ویلز کے جو بجلی کے بل آئے ہیں اس میں انہوں نے ایک fix charge ڈال دیا ہے۔ وہ fix charge بجلی کے بل سے زیادہ ہے۔ اس وقت ہمارے حالات یہ ہیں کہ اگر آپ pesticides کی طرف جائیں تو جو کسان کو مہیا ہو رہی ہیں وہ اس level کی ہیں کہ جس سے کاٹن کا اگاؤ کم ہوا ہے کیونکہ کاٹن کے بیج کی کوالٹی بہت بری ہے۔ میرے دوست جنوبی پنجاب سے اور سنٹرل پنجاب کے بھی ہیں جو یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم کپاس کے اس بیج پر

rely کر رہے ہیں جو authentic verities نہیں ہیں جو غیر قانونی طریقے سے آ رہی ہیں۔ وہ اس لئے rely کر رہے ہیں کہ ہماری اپنے بیجوں پر جو ریسرچ ہوئی ہے تو ہمیں اپنے بیجوں پر اعتماد نہیں ہے۔ محکمہ زراعت نے پچھلی دفعہ کپاس کی بوائی کے وقت پورے پنجاب میں بندے اپنے بھیجے تھے، میرے ضلع میں بھی گئے تھے انہوں نے وہاں پر ایکشن بھی لیا تھا۔ میں اس بارے میں ان کو appreciate کروں گا لیکن بالخصوص پنجاب میں اور بالعموم پاکستان بھر میں سب سے مظلوم طبقہ کاشتکاروں کا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ sugarcane کا وقت آتا ہے تو پچھلے سال شوگر ملوں کو 2 فیصد پر loan دیا گیا اور 16 فیصد rebate بھی دیا گیا، ایک مخصوص حد تھی اگر اس سے زیادہ crushing ہوئی ہے تو 16 فیصد rebate بھی دیا گیا ہے۔ ہماری یہ حالت ہے کہ ہم نے گندم کاشت کی اور 1300 روپے فی من کے حساب سے فروخت کو ذہن میں رکھا۔ ہم نے گندم کاشت کی، محنت کی اور سارا کچھ کیا پھر ہماری گندم نو سو روپے یا ایک ہزار روپے فی من بکی۔ ہمیں کہا گیا کہ آپ اپنی فرد جمع کرائیں جن پر چاول کی گرداوریاں ہوئی ہیں تو پانچ ہزار روپے فی ایکڑ کسان کو ملیں گے لیکن آج تک وہ پانچ ہزار روپے بے چارے کسان کو نہیں ملے۔ آپ particularly چاول کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کو ذاتی طور پر پتا ہے۔ مجھے آپ کی body language سے لگ رہا ہے کہ آپ میری باتوں سے اتفاق بھی کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں purely agriculturist ہوں۔ میں اس میں point scoring کی بات نہیں کر رہا۔ گورنمنٹ نے دو تین اچھے اقدامات کئے ہیں لیکن میں بار بار یہ کہہ رہا ہوں کہ ان کی implementation صحیح نہیں ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! زراعت سے related کئی شعبہ جات ہیں محکمہ زراعت ایک شعبہ نہیں ہے بلکہ اس میں 24 شعبہ جات ہیں جو کہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبے کو منتقل ہوئے ہیں۔ ان شعبہ جات کی اگر ہم depth میں جائیں تو سارا دن لگ جائے گا لیکن ہم ایگریکلچر کو اتنا easy کیوں لے رہے ہیں؟ ایک دفعہ پنجاب کے کسان پر اعتماد کر کے تو دیکھیں۔ گورنمنٹ نے ہر شعبے پر اعتماد کیا ہے میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ خدانخواستہ میں کسی شعبے پر تنقید کر رہا ہوں لیکن اگر آج گورنمنٹ کو اعتماد نہیں ہوا تو صرف کسان پر نہیں ہوا۔ کسان ہزار فٹ نیچے سے پانی لے کر اپنی زمین کو سیراب کر رہا ہے۔ چھ ماہ کے بعد اس کی فصل تیار ہو کر آتی ہے لیکن وہ بے چارہ ایک ایک ماہ کے بعد بل ادا کر رہا ہے جس کے

لئے وہ ایگر کلچر بنک کے پاس جاتا ہے اور وہاں سے قرضہ لیتا ہے جس کی وجہ سے اس پر سُود لگتا ہے تو جب اس کی چھ ماہ کے بعد فصل تیار ہوتی ہے تو وہ سُود اس سے بہت زیادہ ہو چکا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس ضمن میں صرف یہ عرض کروں گا کہ پنجاب حکومت کسان پر اعتماد کرے اور کسان کا جو معاشی قتل اس وقت ہو رہا ہے اور liking،disliking کی جو پالیسی ہے وہ ختم کی جائے اور بلا تمیز ہمارے جو hard areas پوٹھوہار اور جنوبی پنجاب ہیں ان کے لئے علیحدہ علیحدہ policies بنائی جائیں تو ایک دفعہ آپ کو لگے گا کہ پنجاب میں change آ رہی ہے۔ ہماری میٹرو، roads اور پُل سے بھی کوئی مخالفت نہیں ہے لیکن جب تک کسان خوشحال نہیں ہو گا، جب تک کسان کے گھر میں روٹی نہیں ہو گی اس وقت تک یہ حالات اسی طرح رہیں گے۔ لاہور میں میٹرو بنے تو میانوالی اور رحیم یار خان کے کسان کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ بے شک بنے، بھلے بنے لیکن ہمیں ہمارا حق دیا جائے۔ ہمارے بچے پانی کے لئے ترس رہے ہیں اور ادھر میٹرو بن رہی ہیں۔ ایک کام میں آپ کے توسط سے گورنمنٹ آف پنجاب کو عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: بھچر صاحب! یہ میٹرو زراعت میں شامل ہے؟ آپ زراعت پر بات کریں۔

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کر رہا ہوں۔ صرف اگر اتنا کر دیں کہ یہ loan اور بجلی کو ایگریکلچر کے لئے subsidize کر دیں تو ایک سال میں ہم ان کو بہتر رزلٹ دیں گے۔ میری آخری بات وہی ہو گی کہ جس کا GDP میں 21 فیصد حصہ ہے اس کو تین یا چار فیصد دیا جاتا ہے اور اس میں سے آپ cut motions پاس بھی کروالیں گے تو ہمارا کچھ نہیں جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بھی ایک چھوٹا سا farmer ہوں تو اس حوالے سے ایگر کلچر منسٹر سے عرض کروں گا کہ جو اس سال agriculture growth کے حوالے سے targets تھے وہ achieve نہیں ہو سکے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ سے بھی مخاطب ہوں گا کہ انہوں نے بجٹ تقریر میں کہا کہ ایگریکلچر سیکٹر کی GDP کا جو proportion تھا وہ 21 فیصد ہے لیکن Pakistan Statistics Bureau کی رپورٹ میرے پاس ہے وہ میں معزز ایگریکلچر منسٹر کے سامنے پیش کر دوں گا کہ 21.9 فیصد GDP کا target تھا لیکن 15-2014 میں 14 فیصد ہم اپنا ایگریکلچر share حاصل کر سکے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ agriculture declination کی طرف جارہی ہے، وہ تباہی کی طرف جارہی ہے یہ Pakistan Statistics Bureau کی رپورٹ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں اور دوسری بات زرداری حکومت میں بھی GDP کے 2.62 فیصد targets تھے لیکن انتہائی بد بختی سے موجودہ گورنمنٹ نے اس کے 3.3 فیصد targets رکھے لیکن اس کی achievement 2.9 فیصد ہو سکی تو اس حوالے سے یہ جو اعداد و شمار دکھاتے ہیں بلکہ ان statistics reports میں بالخصوص میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف حکومت کا تذکرہ کیا گیا کہ انہوں نے ہمیشہ ایگریکلچر سیکٹر کو ignore کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جب بھی ان کی حکومت آئی تو جتنے بھی کاشتکار، کسان اور ایگریکلچرسٹ تھے ان سب کو معاشی بد حالی کا سامنا کرنا پڑا تو اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ یہی statistics report ہے کہ جہاں ہمارا 21.6 فیصد target موجودہ DGP تھا اس کا ہم صرف 14 فیصد حاصل کر سکے تو پھر آپ بہتر موازنہ کر سکتے ہیں کہ ایک کسان کی معیشت میں 33 فیصد کمی آئی ہے۔ میں ان اعداد و شمار کی بات کر رہا ہوں، اس ادارے کے سروے کی بات کر رہا ہوں جو پاکستان کا انتہائی viable ادارہ ہے اور جس کے سروے ہر حوالے سے authenticated ہیں۔ میں نے جو اعداد و شمار یہاں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کئے ہیں اس کی ایک کاپی میں منسٹر صاحب کو بھی پیش کرتا ہوں اور ان سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے ایک عام کاشتکار کو، ایک عام کسان کو کسی نہ کسی حوالے سے ریلیف دینے کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ایگریکلچر سیکٹر کے حوالے سے یہاں پر جو اعداد و شمار دیئے گئے کہ 45 فیصد لوگ they are affiliated with the agriculture sector. لیکن میں یہ کہوں گا کہ کم و بیش 54 فیصد لوگ اس پیشے کے ساتھ منسلک ہیں۔ میں نے جن حکومتوں کا ذکر اعداد و شمار اور سروے رپورٹ کے حوالے سے کیا ہے کہ انہوں نے ہمیشہ ایک عام کسان کا استحصال کیا ہے۔اس کے ساتھ میں ایک اور بھی درخواست کروں گا کہ اسی سیکٹر میں market roads کے لئے تین سال میں 150 بلین روپے کی رقم allocate کی گئی۔

جناب سپیکر!میں اپنی تحصیل کی بات کروں گا کہ میری تحصیل mostly industrial area پر مشتمل ہے۔اس میں دو ایگریکلچر یونین کونسلز چھٹہ خلیل اور جلالہ ہیں۔ جتنے بھی roads بنائے گئے ہیں ان کا نام تو field to market roads رکھا گیا لیکن یہ تمام roads industrial areas میں بنائے گئے ہیں۔ یہ دونوں جو زرعی یونین کونسلز ہیں ان میں ایک بھی road نہیں دیا گیا ہے تو اس لئے میں یہی کہوں گا کہ یہاں جتنی بھی حکومت کی طرف سے کارروائی ہوتی ہے وہ حقائق کے نزدیک

نہیں ہوتی بلکہ حقائق سے دور ہوتی ہے تو میں آپ کی اجازت سے یہ رپورٹ منسٹر صاحب کو پیش کرتا ہوں اور اس تحریک کی بھی بھرپور سفارش کرتا ہوں کہ یہ جو 8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی allocation کی گئی ہے اس کو ایک روپے میں convert کرنے کے لئے اپنا بھرپور focus کرتا ہوں اور اس معزز ایوان کے سامنے درخواست بھی پیش کرتا ہوں اور رپورٹ بھی منسٹر صاحب کو دیتا ہوں کہ اس معزز ایوان میں غلط اعداد و شمار نہیں پیش کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! جب علیحدگی میں بیٹھے ہوں تب اگر آپ ان کو یہ رپورٹ دینا چاہیں تو دے دیں۔جی، سردار شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کے توسط سے معزز منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ 15-2014 میں جو بجٹ زراعت کے لئے مختص کیا تھا مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اُس بجٹ کا 22 فیصد utilize ہوا ہے۔ محکمہ زراعت جسے ہمارے ملک اور پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی تو کہا جاتا ہے لیکن کاشتکار اتنا پریشان حال اور مظلوم ہے جس کا اندازہ موجودہ حکومت کو نہیں ہے۔اس موجودہ بجٹ میں جو رقم allocate کی گئی ہے اس حوالے سے میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز، جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جتنا بجٹ یہ رکھا گیا ہے کیا یہ utilize بھی ہو گا یا اس کے لئے بھی ہمیں ضمنی بجٹ میں آنا پڑے گا اور یہ پھر دوبارہ واپس آ جائے گا؟ میں دو تین باتیں عرض کروں گا۔یہاں گندم کی قیمت، شوگر کین، کاٹن اور سبزیوں کی بات ہوئی۔کسان کتنی محنت سے اپنا خون پسینہ ایک کر کے یہ فصلیں کاشت کرتا ہے اور جب یہ منڈی میں آتی ہیں تو غریب کاشتکار جس فصل پر اپنے خون پسینے کی کمائی سے پیسا لگاتا ہے اُس کو اتنا return بھی نہیں ملتا۔ میں معزز منسٹر صاحب سے عرض کروں گا کہ پچھلی دفعہ جو گندم کا ریٹ ملا۔۔۔(شور وغل)

ایوان میں ماشاء اللہ 80 فیصد زمیندار ہیں جن سے آپ کہیں کہ اگر انہوں نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں کیونکہ وہ بات ہی نہیں سن رہے۔

جناب سپیکر: جی،آپ بات کریں۔ وزیر صاحب آپ کی بات سن رہے ہیں اور میں بھی سن رہا ہوں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ معزز ممبران!کیا آپ نے سنا نہیں ہے اور اب تو comments بھی آ گئے ہیں؟ جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!میں نے اس بجٹ میں بڑی کوشش سے کچھ figures تلاش کئے ہیں۔ ماشاء اللہ پچھلے بجٹ میں بھی کاشتکار کو گرین ٹریکٹر دیئے گئے اُس کی جس طرح سے قرعہ اندازی ہوئی وہ تمام لوگوں پر عیاں ہے کہ liking, disliking پر distribution ہوئی اور ماشاء اللہ اس بجٹ میں بھی دو ارب روپے اس ٹریکٹر سکیم کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ زراعت کی ترقی میں بنیادی وجہ یہ ہے کہ آپ seed, fertilizer اور pesticides میں subsidy دیں۔ کاشتکار کو جو seed فراہم کیا جاتا ہے اُس پر بھی کوئی check and balance نہیں ہے کیونکہ دو نمبر بیج کاشتکار کو ملتا ہے۔ اسی طرح pesticide اور fertilizer میں ملاوٹ ہے۔ میں آپ کے توسط سے معزز منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ خدارا اس پر check and balance رکھیں۔ ہم کاشتکار کی بات تو بہت کرتے ہیں لیکن اپنے ہمسایہ ملک انڈیا کی مثال لے لیں۔ وہاں کے پنجاب کا اپنے پنجاب سے موازنہ کریں تو زمین آسمان کا فرق ہے، وہاں وہ گندم میں per yield کتنا لے رہے ہیں اور ہم کتنا لے رہے ہیں؟ ریسرچ پر بات ہوتی ہے تو ہمارے ریسرچ سنٹر خالی پڑے ہوئے ہیں اور پچھلی گورنمنٹ میں یا اِن دو اڑھائی سالوں میں آج تک ریسرچ پر جو کچھ ہوا ہے وہ سب کو پتا ہے۔ میں اپنے ضلع لیّہ میں ایک seed farm کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ میرا رقبہ اس farm کے بالکل قریب ہی ہے جہاں میں شوگر کین 1100 من فی ایکڑ لیتا ہوں جبکہ اُس seed farm میں جو محکمہ زراعت کاشت کرتا ہے وہ 400 سے 500 من نہیں لیتا۔ یہ محکمہ زراعت کا کام ہے۔ اگر ہم watercourses کی بات کریں تو میرے خیال میں ہمارے جنوبی پنجاب کے پسماندہ اضلاع میں پچھلے دو سالوں میں اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں ایک آخری اہم بات کر کے ختم کرتا ہوں کہ جب 1951 میں جنوبی پنجاب میں تھل کینال آئی تو وہاں لیہ میں ایک بہت بڑی زرعی ورکشاپ قائم ہوئی جس کی حالت اگر آج دیکھیں تو وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ وہاں پر equipments پڑے پڑے خراب اور زنگ آلود ہو گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے معزز منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ لیّہ visit کریں اور وہاں کی زرعی ورکشاپ کو functional کریں۔

جناب سپیکر!میں آخر میں اپنی بات دوبارہrepeat کروں گا کہ بیج، کھاد اور ادویات پر زیادہ سے زیادہsubsidy دیں اور خصوصاً بجلی پر دیں۔ کسان بے چارہafford نہیں کر سکتا کیونکہ ایک تو لوڈ شیڈنگ ہے اور دوسرا بہت زیادہ بِل آ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ ڈیزل پر بھیsubsidy دیں۔ ان تمام گزارشات کے ساتھ میری یہی گزارش ہو گی کہ خدارا کاشتکار کو خوشحال کریں کیونکہ پاکستان ایک زرعی ملک اور صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے۔ خدانخواستہ اگر کاشتکار کا بُرا حال ہوا تو یہ صومالیہ بن جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب آ گئے ہیں کیونکہ میں نے امجد علی جاوید صاحب سے تحریک استحقاق پیش کرنے کا اُس وقت وعدہ کیا تھا۔ میاں اسلم صاحب!آپ کے جتنے منٹ ہوں گے وہ میں آپ کو دے دوں گا۔آپ بتا دیں کہ کتنا وقت آپ لینا چاہیں گے ؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! بیس منٹ دے دیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ ویسے ایک منٹ میں انہوں نے تحریک استحقاق پڑھ لینی ہے۔ جی، امجد جاوید صاحب!اپنی تحریک استحقاق پڑھیں۔

ڈی سی او اور اے سی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کی سیاسی ساکھ کو نقصان پہنچانا

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی اپنے حلقہ اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں سرکاری وسائل کی لوٹ مار اور کرپشن کے خلاف آواز اٹھائی۔ ڈی سی او اور محکمہ مال کے دیگر افسران و اہلکاران کی اختیارات سے تجاوز اور غیر قانونی اقدامات اور کرپشن کی نہ صرف مقامی طور پر نشاندہی کی بلکہ اسے اعلیٰ سطح پر بے نقاب کرنے اور اس کی روک تھام اور اپنے شہر اور علاقے کے باسیوں کو اس استحصال سے بچانے کے لئے اسمبلی میں متعدد تحاریک التوائے کار اور سوالات جمع کرائے جس کی انکوائری کے لئے انہیں سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا جس پر کارروائی بھی جاری ہے۔ اس پر مجھے اپنی روش تبدیل کرنے کے پیغامات گاہے بگاہے موصول ہوتے رہے لیکن میں نے دھمکیوں میں آنے کی

بجائے اپنے اٹھائے گئے حلف کے مطابق اپنا کام جاری رکھا اور گزشتہ دنوں سینئر پارلیمنٹیرین میاں محمد رفیق صاحب کے ساتھ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ کی ملی بھگت بلکہ آشیر باد کے ساتھ ہونے والی شدید ترین زیادتی اور توہین پر احتجاج کرنے اور آواز اٹھانے پر ڈی سی او نے مجھے سبق سکھانے کے لئے انتقامی کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ گزشتہ ہفتے گوجرہ روڈ ٹوبہ ٹیک سنگھ پر واقع میری ملکیتی اراضی پر اپنے تمام تر عملے کے ساتھ بروز اتوار جو کہ چھٹی کا دن ہوتا ہے ایسے دھاوا بولا جس طرح کوئی علاقہ فتح کرنے جا رہے ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے جب اپنے ساتھ ہونے والی اس زیادتی اور توہین آمیز سلوک کے باوجود سَر نہیں جھکایا تو دو دن بعد ڈی سی او کے حکم پر اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹی ایم اے کے عملے کے ساتھ وہاں پہنچے اور بغیر کوئی نوٹس دیئے میری ملکیتی اراضی کی چار دیواری گرا دی گئی۔ وہاں تعمیر شدہ دکانات کو seal کرنے کے زبانی احکامات جاری کئے گئے جو کہ عملے کے بتانے پر کہ آپ اس کا اختیار نہیں رکھتے تو اس پر عملدرآمد سے قاصر رہے۔ وہاں موجود میرے ملازمین کو ہراساں کیا گیا اور اس طرح کی مزید کارروائیاں اور اقدامات جاری رکھے ہوئے ہیں۔ سرکاری ملازمین کو یہ ٹاسک سونپا گیا ہے کہ وہ کسی بھی طرح میرے خلاف مواد پیدا کریں تاکہ کسی طرح بھی مجھے سبق سکھایا جا سکے۔ مقصد صرف اپنے اختیارات کی دھاک بٹھانا، مجھے سبق سکھانا، میری تذلیل کرنا، میرے حلقے کے عوام کی نظر میں مجھے گرانا اور بے بس و بے اختیار ثابت کرنا ہے۔ ڈی سی او ٹوبہ ٹیک سنگھ وقاص عالم اور اسسٹنٹ کمشنر ٹوبہ ٹیک سنگھ واصف بشیر کھوکھر کے اختیارات کے تجاوز اور کئے جانے والے اقدامات سے میرے ساتھ سخت زیادتی ہوئی ہے اور میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں معزز ممبر کا personal matter involve ہے اس لئے میں چاہوں گا کہ اس تحریک کو privilege committee کے سپرد کر دیا جائے تاکہ وہ اس معاملے کو اچھی طرح thrash out کر کے رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں، محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں پیپلز کالونی کے علاقہ میں ایک بچے کو ایس ایچ او نے فائر کر کے قتل کر دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو پتا ہے کہ اس کا ایک طریق کار ہے اور اس حوالے سے کوئی تحریری طور پر توجہ دلاؤ نوٹس دیں تو پھر ہم اسے دیکھیں گے۔ مہربانی آپ کی سب نے اس خبر کو پڑھ لیا ہے اور نوٹس لے رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں محمد اسلم اقبال صاحب!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اتنا اہم واقعہ ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میری بہن! آپ اس کا جو طریق کار ہے اس کو دیکھیں۔ ایسے نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ میاں صاحب! Please carry on

مطالبات زر برائے سال 16-2015 پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

مطالبہ زر نمبر PC-21018

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے زراعت پر بولنے کا موقع دیا۔ Cut motions کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے اس میں اپوزیشن کی طرف سے۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! فیصل آباد میں پولیس نے پولیس گردی کر کے ایک معصوم بچے کو قتل کر دیا ہے اور۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ اس کا ایک طریق کار ہے وہ آپ اختیار کریں۔ میں نے floor میاں صاحب کو دیا ہے آپ کو نہیں اس لئے آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں صاحب! آپ بولیں پھر اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہماری طرف سے یہ مطالبہ ہے کہ آپ نے زراعت کے لئے جو بجٹ کے اندر رقم رکھی ہے اسے کم کر کے ایک روپے تک محدود کر دیا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ 15-2014 کے بجٹ کے اندر محکمہ زراعت کے لئے آپ نے جو بجٹ رکھا، اس بجٹ کا جو استعمال ہوا اس کی utilization 22.17 فیصد ہے۔ ڈویلپمنٹ فنڈ جو آپ نے اس شعبے کے لئے last بجٹ کے اندر رکھا، آپ کا وائٹ پیپر یہ کہتا ہے کہ 22.17 فیصد اس کی utilization ہوئی۔ آپ نے 7960 ملین روپے کی

رقم رکھی جبکہ 1762 ملین روپے صرف استعمال ہوئے اور 16-2015 کے لئے آپ نے اس میں دوبارہ بجٹ رکھا وہ 10725 ملین روپے ہے۔ اب آپ اس سے اندازہ لگالیں کہ اس حکومت کی کسان دوستی کتنی ہے؟ مجھے اس میں کوئی شک نہیں اور بات کہتے ہوئے میں بالکل کوئی عار محسوس نہیں کروں گا کہ منسٹر صاحب بہت اچھے انسان ہیں، بڑے محنتی انسان ہیں اور انہوں نے بڑی محنت کی ہے لیکن حکومت کی جو پالیسی ہے جو نظر آنی چاہئے جو trickle-down effect ہے، جو کتابوں کے اندر آپ نے بڑی بڑی رقوم رکھ کر کسان کو اپنی طرف attract کرنے کی کوشش کی تھی وہ بُری طرح flop ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! لاہور کسی وقت میں زراعت کے حوالے سے بہت بڑا زرعی hub رہا ہے۔ کسانوں کے ساتھ دوستی اس حکومت کی اس انداز میں دیکھ لیں کہ لاہور کے گرد و نواح میں جو زرعی زمینیں تھیں، اپنی ذاتی تسکین کو پورا کرنے کے لئے انہیں ختم کر دیا گیا ہے جس کی واضح مثال لاہور نیو سٹی کی ہے۔ لوگوں کی زرعی زمینوں پر قبضے کئے جا رہے ہیں، وفاقی حکومت کے وزیر مل کر ان زرعی زمینوں کے اوپر زبردستی قبضہ کر رہے ہیں۔ آپ کا ایل ڈی اے ڈیپارٹمنٹ ان کے ساتھ اس جُرم میں برابر کا شریک ہے اور پنجاب حکومت اس میں برابر کی شریک ہے۔ آپ نیو ایل ڈی اے سٹی کے اوپر جائیں اور جا کر دیکھیں کہ کس طرح سے کسان کی فصلوں کو برباد کیا جا رہا ہے۔ اس نہر کا پانی روک دیا گیا جو زرعی زمینوں کو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اگر یہی کسان دوستی ہے تو پھر اس بجٹ کو ایک روپیہ کریں کسی اور مد میں لگائیں۔ آپ اپنے ہمسایہ ملک کو دیکھیں کہ وہاں زراعت کے حوالے سے جو سہولتیں دی گئی ہیں، آپ ان کی study کریں کیونکہ جب (ن) لیگ کی حکومت آتی ہے تو اس کی انڈیا کے ساتھ اندر کی دوستی باہر آ جاتی ہے۔ جب یہاں پر اس زرعی صوبے کے اندر آلو 125 روپے کلو گرام ملے گا تو غریب عوام کیا کرے گی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چاہتے ہیں کہ پنجاب جو زرعی صوبہ ہے، یہ ساری زراعت ختم کر دی جائے اور انڈیا کے ساتھ "مودی" کی دوستی کے ساتھ وہاں پر جو واہگہ بارڈر سے trade ہو رہی ہے اس کو کھول دیا جائے۔ پیاز، آلو، ٹماٹر اور چھوٹی چھوٹی چیزیں، وہ ہم سے سات گنا بڑا ملک ہے اور آپ نے جان بُوجھ کر لاہور کے اندر سے زرعی زمینوں کو ختم کیا ہے۔ کیا یہ حکومت کی پالیسی کے اندر نہیں آتا کہ جہاں جہاں زراعت یعنی کھیتی باڑی ہو رہی ہے، ان کو تحفظ فراہم کیا جائے کیا حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے، کیا یہ

منسٹر صاحب کے ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ کیوں اپنی زرعی زمین کو ان مافیا کے ہاتھوں دے رہے ہیں اور یہ حکومت ان مافیا کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر! اس قبضہ مافیا نے نیو ایل ڈی اے سٹی کے اندر غریبوں کا خُون چُوسا ہے اور یہ بڑا scan اسی طرح نکلے گا جس طرح اس آڈٹ بجٹ کے اندر جو میں آگے چل کر اس میں بیان کروں گا کہ اس کے اندر کتنے بڑے بڑے scan ہیں۔ جب حکومت خود کاروبار کرنا شروع کر دے ان چیزوں کا جو غریب آدمی کی اپنی ہوتی ہیں۔ چینی کا کاروبار، ایک طرف ان کی ذاتی شوگر ملیں ہیں تو 52 روپے کلو گرام چینی تھی اور آج بازاروں میں 65 روپے کلو گرام مل رہی ہے کیونکہ۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"جھوٹ، جھوٹ" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر! میں جو بات کروں گا وہ حقائق پر مبنی ہو گی نہیں تو میرے خلاف اس ایوان کا کوئی ممبر تحریک استحقاق لے آئے۔ چونکہ میں نے چینی خریدی ہے تو بات کی ہے اور اگر میں نے نہ خریدی ہوتی تو میں بات نہ کرتا۔

جناب سپیکر! جب اس ملک پر شوگر مافیا راج کرے گا، جب کسان کو گنے کی قیمت نہیں دی جائے گی، جب باردانہ اُس کو میسر نہیں ہو گا، جب آپ اُس کو سہولیات نہیں دیں گے تو پھر یہ زراعت والے ملک کا اسی طرح حال ہو گا۔ پنجاب پانچ دریاؤں کی سرزمین والا صوبہ سُکڑتے سُکڑتے زراعت میں اتنا سُکڑ گیا ہے کہ شاید اس کو زراعت کے اندر hepatitis ہو گیا ہے۔ جب آپ اتوار بازاروں کے اندر شعبدہ بازیاں کر کے بڑے بڑے اشتہارات دے کر آپ غریبوں کے خون پسینے کی کمائی اپنی ذاتی تشہیر پر لگا رہے ہیں اور غریب کو تو رمضان بازار میں کچھ نہیں مل رہا سوائے دھکوں کے۔ دس اتوار بازار، بیس اتوار بازار اور تیس رمضان بازار لگا کر آپ سمجھتے ہیں کہ ڈیڑھ کروڑ کی آبادی والے شہر کو آپ نے سبزیاں مہیا کر دی ہیں۔ رمضان بازار سے پہلے آپ کے ٹی ایم او کے لوگوں نے جو کرپشن کی ہے اُس کی مثال پنجاب کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ کیا کرپشن کی ہے؟ اس کی detail سن لیں اتوار بازاروں کی آڑ میں آپ کے تمام ٹی ایم اوز اور political coordinator نے کروڑوں روپیہ مل کر کھایا ہے۔ میں کہتا ہوں آپ وحدت کالونی اتوار بازار میں چلے جائیں، ندیم شہید بازار میں چلے جائیں، آپ گلشن راوی رمضان بازار میں چلے جائیں جہاں پر آپ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں انہوں نے کروڑوں روپیہ اپنی

جیب میں ڈالا ہے۔آپ کسان کی کیا بات کر رہے ہیں جہاں پر بجٹ کا22.17 فیصد آپ استعمال کرتے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی تحریری ثبوث لائیں ایسے بات ٹھیک نہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں بار دانے کے حوالے سے ہم رُل گئے اور ہمیں بار دانہ نہیں ملا۔ مونجی کی قیمت نہیں ملی آپ اس کو ایگریکلچر صوبہ کہتے ہیں یہاں پر حکومت میں شوگر مافیا اور سیمنٹ مافیا کے ساتھ مل کر غریب عوام کا خون چوسا جا رہا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس پیسے کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔No comments. No cross talk جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی اس تقریر کا آغاز ورلڈ بنک سے شروع کروں گا کیونکہ ویسے تو ساری سیاسی تقریریں ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر: ورلڈ بنک کی بات کیوں کر رہے ہیں ایگریکلچر کے حوالے سے بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ورلڈ بنک نے ہماری زراعت کے اوپر ہی تبصرہ کیا ہے اس لئے میں اس طرف آرہا ہوں کتنے افسوس کی بات ہے دکھ اور شرم کی بات ہے کہ یہاں پر کھڑے ہو کر ہمیں ان statistics کی بات کرنی پڑتی ہے ورلڈ بنک کا سہارا لینا پڑتا ہے کیونکہ شاید اگر کوئی بات کرے تو اس بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے۔ تمام ایوان کے نالج میں اضافہ کرنا چاہوں گا اگر سارے جانتے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے پاکستان اور پنجاب کے اندر جو واٹر کورسز ہیں اُس سے 95 فیصد ایریا irrigate ہوتا ہے اُس 95 فیصد میں سے 40 فیصد واٹر کورسز میں ضائع ہو جاتا ہے ہماری demand بڑھ رہی ہیں۔ ہماری flood irrigation کرتے ہیں اس میں ضائع ہو جاتا ہے 20 سے 25 فیصد جو ہم productivity، ہماری utilization of resources نیچے آرہی ہیں۔اس وقت ہمیں ایک ایک پانی کے قطرے کو بچانے کی ضرورت ہے، ہم اپنا 60 فیصد پانی ضائع کر رہے ہیں اور ہم بہت شاہانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ یہ جو لوڈ شیڈنگ میں ہو رہا ہے اللہ نہ کرے پانچ سالوں میں یہ پانی کے ساتھ بھی ہو گا آپ دیکھ لیں زمیندار پچھلے دو ہفتوں سے کیا کر رہے ہیں؟ میں بھی زمیندار ہوں اپنی عزت بچا کر بیٹھا ہوں اور ایک دن میں بھی سڑکوں پر آجاؤں گا۔ آبپاشی اور زراعت آپس میں بہت اہمیت رکھتے ہیں ہمارا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اس کے اندر اگر کچھ کر رہا ہے تو وہ کہاں کر رہا ہے ہمیں تو نظر نہیں آرہا۔ اب

World Bank سے چیف منسٹر سیکرٹریٹ اس پر اگر آپ تبصرہ کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ میرے پاس اُن ہی کی انفارمیشن ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کس پر تبصرہ کرنا چاہیں؟

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! چیف منسٹر سیکرٹریٹ نے ایگریکلچر پر لکھا ہوا ہے۔ میں اس کے علاوہ personality پر بات نہیں کروں گا میں ڈیپارٹمنٹ اور ایگریکلچر پر ہی رہوں گا۔ چیف منسٹر سیکرٹریٹ نے ایگریکلچر پر جو لکھا ہوا ہے اُس کو میں آپ کے سامنے لانا چاہوں گا۔ اُن کی سب سے بڑی یا جو بہت بڑی کاوش ہے وہ کچن گارڈنز ہیں، ہم ہانگ کانگ نہیں ہیں، تائیوان نہیں ہیں اور ہمیں ابھی چھتوں کے اوپر سبزیاں لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمارے پاس بے شمار زمین ہے وہ بنجر ہو رہی ہے وہاں پر پانی نہیں جا رہا ہے محکمہ کی مہربانی سے وہاں پر ایگریکلچر نہیں ہو رہا لیکن ہمیں اپنی چھت کے اوپر سبزیاں لگانے کی ضرورت نہیں ہے اُن کی بہت مہربانی ہے کہ انہوں نے 30ہزار seeds kit distribute کی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اُن کو چھوڑ دیں آپ اپنی بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! یہ ایگریکلچر محکمہ کی پرفارمنس ہے 30ہزار seeds kits سے کیا ہو جائے گا۔ اس سے پیٹ بھرتا ہے آپ کو ٹماٹر کی قیمت ان سارے فروٹ کی قیمت سے ہی پتا لگتا ہے منسٹر صاحبہ کو پتا ہو گا demand کے مقابلے میں supply وافر ہو گی تو قیمت نیچے آجائے گی اور ناپید ہو گا تو قیمت بڑھ جائے گی۔ میں کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا کیا 30ہزار seeds kit دینے سے مسئلہ حل ہو جائے گا؟ کس مسلمان ملک کے اندر آپ کو رمضان بازار کھولنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کی ہم دوسری بڑی قوم ہیں 97 فیصد ہم مسلمان ہیں اور رمضان کے اندر ہم رمضان بازار کھول کر بیٹھ جاتے ہیں عوام کی سہولت کے لئے باقی گیارہ مہینے ہمیں عوام کی سہولت یاد نہیں آتی اور وہاں پر بِک کیا رہا ہے، وہاں پر کون سی بالٹیاں برتن بِک رہے ہیں یہ سبزیاں بک رہی ہیں۔ ایگریکلچر محکمہ اُس کے اندر facilitate کرتا ہے آپ کہہ رہے ہیں میں ایگریکلچر پر بات کروں 30ہزار seeds kit دے کر کہتے ہیں کہ ہم نے عوام کو سہولت دے دی۔ ایک لاکھ 70ہزار seed packets بھی انہوں نے دیئے ہیں اس سے کیا فرق پڑ گیا ہے، عوام کو کون سا ریلیف ملا ہے؟ پتا لگے کہ اتنی کارکردگی دکھائی کہ جس سے ساری سبزیاں وافر ہو گئی ہیں، کیا ہمارا سارا فروٹ اور ایگریکلچر سسٹم ٹھیک ہو گیا ہے؟ پانی ہم ضائع کر رہے ہیں اور production کا ہمیں پتا نہیں۔ ابھی سردار شہاب الدین صاحب نے مجھے بتایا اور یہ

حقیقت ہے میں بھی اس کا آنکھوں دیکھا گواہ ہوں ضلع قصور میں کاٹن ہوتی تھی مہربانی شوگر کین والوں کی بڑی بڑی ملیں لگا لیں، انہوں نے کہا کہ آپ سال کی فصل لگاؤ بلے بلے ہو جائے گی۔ ہماری شوگر ملز default کر گئیں، کاٹن یہاں سے چلی گئی ہے اور شوگر کین آ گئی ہے اُس کا کوئی پرسان حال ہی نہیں ہے۔ کیا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ اتنا بھی نہیں کر سکتا کہ پنجاب یہ تو نہیں ہے کہ چھ ماہ expand کر جاتا ہے چھ ماہ shrink کر جاتا ہے ایریا تو وہی ہے سارے علاقے کی انفارمیشن ان کے پاس ہے کیوں نہیں ہر فصل پر ایک proper research کرتے، اس کو determine کرتے کہ جی اتنی مکئی ہونی چاہئے ،اتنا چاول ہونا چاہئے، اتنی شوگر کین ہونی چاہئے اور جو extra ہو اُس کو export کرو ساری دنیا یہ کرتی ہے۔ یہاں ہم گندم import کر رہے ہیں کون سی strategy ہے ؟کارکردگی ہماری صفر ہے marketing reforms کے اندر ایک بڑا اعلیٰ پوائنٹ ہے وہ بھی میں آپ کے ساتھ شئیر کرنا چاہوں گا اس پر منسٹر صاحب سے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی تھوڑی سی help لینا چاہوں گا کہ وہ مجھے اس پر تھوڑا سا بتا دیں اور یہ exact words لکھے ہوئے ہیں Agriculture Information Management System پنجاب کے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کو ایک to create awareness across the border. انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم چاہئے جو across the border awareness create کروائے۔ انہوں نے کیا فوج کا کام بھی شروع کر دیا ہے؟ border across پنجاب سے تو نہیں ہندوستان سے بنتا ہے۔ ہمیں وہاں سے کس چیز کی awareness کی ضرورت ہے؟ مثالیں تو آپ کے سامنے ہیں۔ وہ چاند پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم زمین سے بھی نیچے گئے ہوئے ہیں اور ایک انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم بنایا جا رہا ہے۔ کتنے پیسے ہیں؟ یہ تو پتا ہی نہیں ہے، کب تک ہو جائے گا؟ اس کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔ یہاں پر آ کر یہی debate ہو جائے گی کہ ایک انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم بن گیا تھا جس طرح ابھی تھوڑے دن پہلے پولیس والوں کا انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم تھا۔ وہ چھ سال چلا اور چھ سال کے بعد ان کو یاد آیا کہ ان کے پاس تو password ہی نہیں ہے۔ آپ نے پیسے کھانے ہیں کھائیں۔ دکھ ہو رہا ہے مجھے یہ کہتے ہوئے کہ آپ کرپشن کر رہے ہیں۔ کل ٹیلیویژن پر بھی یہی بات ہو رہی تھی کہ 340 بلین کا واپڈا میں ڈیٹا ہے، انہوں نے کہا کہ آدھے دے دو آدھے نہ دو۔ یہ ہے ان کی strategy۔ یہاں منسٹر صاحبہ بیٹھی ہیں کسی ایک دانشمند کو consultant رکھ لیں وہ شاید آپ کو کچھ بتا دے گا۔ مجھے تو کوئی strategy نظر نہیں آتی، مجھے تو کوئی وژن نظر نہیں آتا اگر ہے تو share کریں۔ میں اگر نمبرز دے رہا ہوں تو یہ بھی تو نمبرز دیں اور وہ نمبرز دیں جو سمجھ آئے، جو for accounting ہو، جس پر یہ بحث نہ ہو کہ یہ سرکار ہے اس لئے یہ

بات کر رہی ہے اور یہ اپوزیشن ہے اس لئے یہ بات کر رہی ہے اسی لئے میں نے آپ کو ورلڈ بنک کا کہا ہے کیونکہ وہ آپ کو پیسے دیتا ہے وہ بالکل ٹھیک لکھے گا۔ وہ آپ کا کانا نہیں ہے، اس کو آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تیری مہربانی ان نمبرز کو سچ کر دے۔ بالکل ٹھیک بات ہے گورنمنٹ کہتی ہے کہ ہماری ہر چیز بہتر ہو رہی ہے اور ورلڈ بنک کہتا ہے کہ ہر چیز derivate کر رہی ہے۔ ہمیں صحیح تصویر تو دکھا دو۔ ہم کب کہہ رہے ہیں کہ یہ first world country بن گیا ہے لیکن اس کو third تو رہنے دیں۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے کئی indicators افریقہ کے ممالک سے بڑے ہیں۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کہتا ہے کہ reduce regional disparity جنوبی پنجاب میں بارہ مہینے کی نہریں ہیں اور ہمارے پاس چھ مہینے کی نہریں ہیں۔ چھ مہینے میں سے بھی تین مہینے وارابندی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر زمیندار کو بے شک وہ اس کی ایک ایکڑ زمین ہے یا ہزار ایکڑ ہے اس کو تین مہینے کے لئے نہری پانی ملنا ہے۔ انہوں نے کون سا مینجمنٹ سسٹم بہتر کر لیا ہے؟ پانی تو ابھی بھی اتنا ہی ہے جتنا ساٹھ سال پہلے آتا تھا۔ اگر کم ہوا ہے تو اس کی وجوہات بتائیں، اس کی مینجمنٹ بتائیں، کیا یہ منسٹر اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نہیں بتائے گا کہ چھ مہینے کا کہہ کر تین مہینے نہریں چلتی ہیں؟ آپ کو پتا ہو گا کہ ضلع قصور کا جتنا allocated پانی ہے اتنا پانی نہیں ملتا۔ میں اپوزیشن میں ہوں اس لئے میں نے بات کر دی کیونکہ اپوزیشن نے تنقید کرنی ہے لیکن گورنمنٹ کے ممبران کو کیا ہوا ہے؟ یہاں ہر کوئی کھڑا ہو کر اپنے اپنے حق کی بات کرتا ہے۔ ہم کس سے بات کریں؟ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے ہی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: سب سن رہے ہیں اور نوٹ ہو رہا ہے ادھر سے جواب آئے گا۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کو تنخواہ کس چیز کی ملتی ہے؟ ان کو اس چیز کی تنخواہ ملتی ہے کہ تمہارے پاس جو resources ہیں ان کو proper طریقے سے engage کیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز، اپنی تقریر کو wind up کریں کیونکہ ایک بجے کا ٹائم ہے میں نے منسٹر صاحب کو بھی ٹائم دینا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں wind up کر لیتا ہوں۔ میرا ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ سے ایک اور سوال ہو گا۔

جناب سپیکر: سوال علیحدہ کریں لیکن آپ کٹوتی کی تحریک پر بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر!ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ یہ کہتا ہے کہ وہ foreign exchange کے اندر 80 فیصد contribute کرتا ہے۔ کیا محکمہ ہمیں یہ بتانا پسند کرے گا کہ چاول کے علاوہ ہماری کون سی جنس ہے جسے ہم ایکسپورٹ کرتے ہیں، ہماری کون سی پروڈکشن ہے کہ وہاں اتنی زیادہ اُلٹ پڑی ہوئی ہے کہ ہم نے ساری دنیا میں دینی شروع کر دی ہو؟

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ منسٹر صاحب!wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!ابھی میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔ ظاہر ہے کہ ایگریکلچر پر بحث ہو رہی ہے اور ہمارے تمام ساتھیوں نے یہاں اپنے اپنے جذبات اور ایگریکلچر کے مسائل کا اظہار کیا ہے۔ میں منسٹر صاحب، ایوان اور آپ کی بھی توجہ چاہوں گی کہ جب کہا جا رہا ہے کہ ہم نے بجٹ میں زراعت کے لئے بہت بڑا حصہ کسانوں کو facilitate کرنے کے لئے رکھا ہے تو وہاں حکومت یہ کیوں بھول گئی کہ زراعت کی انکم کے اوپر جو ٹیکس رکھا ہے، ایک انکم ٹیکس وہ ہے جو زرعی زمین کے اوپر ہوتا ہے اور ایک انکم ٹیکس آپ نے زراعت کی آمدنی پر رکھ دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!یہ اس وقت اتنا بڑا ظلم ہے اگر آپ اس کو compare کرنے جائیں تو اس سے بڑا ظلم زراعت پیشہ آدمی کے لئے نہیں ہے۔ اگر اس کی انکم 80 ہزار روپے ہے پھر تو وہ ٹھیک ہے لیکن اگر غلطی سے اس کی آمدنی لاکھ سے اوپر ہو جاتی ہے تو اِس بجٹ کے اندر اس کی tax ratio کو اتنا زیادہ بڑھا دیا گیا کہ وہ افسوسناک حد تک ہے۔ میں اس کو تھوڑا سا compare کرنا چاہوں گی کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک جو زمین ہے اس کے اوپر کوئی ٹیکس نہیں ہے اور ساڑھے بارہ ایکڑ کے بعد جب زمین پچیس ایکڑ تک جاتی ہے تو جو پچھلے قانون کے مطابق ڈیڑھ سو روپیہ چارج ہوتا تھا۔ exceeding 25 acres irrigated or un irrigated area ہے اس کے چار جز 150 rupees اور اگر کوئی 250 اور 300 روپے تھے۔ ماشاء اللہ اس حکومت نے ایک بہت بڑا کارنامہ کیا کہ فکس ریٹ جو عرصہ 97 سے چلے آ رہے تھے ان کو ایک دم اس طرح تبدیل کیا کہ جو ہمارا فیڈرل کا انکم ٹیکس کا قانون ہے اس کو بھی مات کر دیا۔ فیڈرل کا انکم ٹیکس آپ کو agriculture land پر ریلیف دے رہا ہے وہاں پر ٹیکس کی 7 ratio

bars رکھی گئی ہیں جبکہ پنجاب کے اندر آپ جو ٹیکس لگا رہے ہیں اس میں آپ نے 3 bars رکھی ہیں اور یہ انتہائی افسوسناک ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ wind up کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کی 80 ہزار تک exemption ہے، جب 80 ہزار سے ایک لاکھ روپے پر آمدنی آئے گی تو اس پر 5 ہزار روپے ٹیکس ہو گا، دوسرے لاکھ پر 7½ فیصد اضافہ کیا گیا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ اگر کسی کی ڈیڑھ لاکھ روپے آمدنی ہے تو اس کو 7½ فیصد ٹیکس دینا پڑے گا۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اسی طرح یہ increase کر کے تین لاکھ روپے پر 15 فیصد چلی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، ذرا ٹائم دیکھیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گی کہ اس پر حکومت ضرور نظر ثانی کرے یہ معاشی قتل ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے سن لیا ہے وہ اس کا جواب دیں گے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ ایگریکلچر پر بہت سیر حاصل بحث ہوئی ہے میرے دوستوں نے بہت سی تجاویز بھی دی ہیں جو ظاہر ہے کہ محکمے کے لئے بہت سود مند ہیں۔ کٹوتی کی تحریک میں زیادہ تر باتیں واپڈا کے بارے میں ہوئی ہیں، بجلی کے بل کے بارے میں ہوئی ہیں، جی ایس ٹی پر ہوئی ہیں، سبسڈی پر ہوئی ہیں، اریگیشن پر ہوئی ہیں اور wheat کی storage پر ہوئی ہیں۔ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ پر تنقید ضرور ہوئی ہے لیکن کٹوتی کی تحریک کو ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی سے منسلک نہیں کیا گیا۔ میں پھر بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ کو defend کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کروں گا کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا بنیادی کام production ہے۔ اگر آپ پچھلے دو، تین، چار، پانچ سالوں پر نظر ڈالیں. we are having the bumper crops کاٹن کی بات ہوئی اور کاٹن سیڈ کی بات ہوئی۔ ہم نے اس دفعہ پنجاب میں کاٹن کی 10.5 ملین bales لی ہیں جو کہ ایک ریکارڈ ہے۔ اتنے بُرے موسم اور حالات میں ہم نے 10.5 ملین bales لی ہیں۔ Wheat کی despite having the heavy rains یعنی ہم نے wheat کی 19 ملین ٹن production لی ہے۔ اسی

طرح maize لے لیں، ہم maize کی production میں اس کی quantity اور quality میں انڈیا سے بھی آگے ہیں۔اس طرح ورلڈ بنک کی بات کی گئی ہے تو میں یہاں یہ گزارش کرتا چلوں کہ World Bank کا ایک PIPIP assisted programme ہے، وہ 36 بلین روپے کا پراجیکٹ ہے جو کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ run کرتا ہے اور ہمارے زیادہ تر employees اسی ونگ سے تعلق رکھتے ہیں۔Colorado University میں ایک ریسرچ ہوئی تھی جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اگر ہم watercourses کی concrete lining کریں، فیلڈ کی levelling کریں اور drip irrigation کا استعمال کریں تو پانی کی 45 فیصد efficiency increase ہو سکتی ہے اور ہم بچت کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری بہن نے جب بات شروع کی تھی وہ پوٹھوہار ایریا سے تعلق رکھتی ہیں، جو دوست یہاں پر پوٹھوہار ایریا سے تعلق رکھتے ہیں وہ میری اس بات کی گواہی دیں گے کہ sweet and green revolution is knocking at the door of Pothohar. وہاں Olive کی growth ہو رہی ہے، وہاں grape vineyards لگ رہے ہیں اور پوری پوٹھوہار valley کو Olive Valley بنایا جا رہا ہے۔ہمارے بجٹ میں زیادہ پیسا اسی valley کے لئے رکھا گیا ہے اور drip irrigation میں 60 فیصد subsidy ہمارا ڈیپارٹمنٹ ہی دے رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہماری نئی ریسرچ کے اداروں کی بات ہوئی ہے تو ادھر ایک state of art کام ہو رہا ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ sixties میں یہ میکسی پاک کا green revolution جو آیا تھا یہ ہمارے ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے ذریعے ہی آیا تھا۔Dr. Norman Borlaug جو کہ امریکہ سے آیا تھا اور انہوں نے ادھر ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں ریسرچ کی تھی میکسی پاک ایک ورائٹی introduce کروائی تھی جس سے انڈیا بھی مستفید ہوا، بنگلہ دیش بھی مستفید ہوا، Mexico کو بھی فائدہ ہوا اور ہماری wheat کی yield ایک دم ڈبل ہو گئی تھی۔ہمارے ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے yield بڑھانے میں، vertically production بڑھانے میں اور horizontally زمین کی expansion کے لئے بہت کام کئے ہیں UNDP پراجیکٹ کے تحت ہم ڈیڑھ لاکھ ایکڑ سے زائد زمین استعمال میں لائے ہیں۔اس کے علاوہ we are going to have a revamping in our extension اور ایک Farmer Facilitation Centre قائم کیا جا رہا ہے جو کہ ریسرچ اداروں کی انفارمیشن اور ریسرچ اداروں کا فیض کھیت میں کام کرنے والے کسان کے door step پر پہنچائے گا۔وہ سہولت جو پہلے بڑے زمیندار کو حاصل تھی اب وہ ایک چھوٹے

غریب کسان کو حاصل ہو گی۔ ریسرچ ادارے جو ریسرچ کریں گے وہ زمیندار کو جاکر بتائی جائے گی کہ اس طرح ریسرچ کرنی ہے اور اس طرح سے یہ کام کرنا ہے۔ باقی جہاں تک GST کی بات ہے پنجاب گورنمنٹ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کا فیڈرل گورنمنٹ میں ایک ایڈووکیٹ ہے، اگر فیڈرل بجٹ پڑھا ہوا تو انہوں نے بہت سے GST کم کر دیئے ہیں اور مزید GST کم کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں بات ہوئی مسلم لیگ (ن) کی حکومت پر تنقید کی اور خاص کر میاں محمد شہباز شریف پر تنقید کی، اگر کوئی وزیر، وزیر اعلیٰ کی تعریف کرے تو کوئی نئی بات نہیں ہو گی پرانی باتوں میں ایک بات کا اضافہ ہی ہو گا لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس سوسائٹی کے سیکشن سے وہ تعلق رکھتے ہیں انہوں نے شوگر مل والوں کو گنے کی خریداری 180 روپے میں کرائی جبکہ سندھ میں گنے کی خریداری 150 روپے میں ہوئی۔ میں میاں محمد شہباز شریف کو اس کریڈٹ سے محروم نہیں رکھ سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بات ہوتی ہے کہ شہروں کی ترقی پر، بات ہوتی ہے کہ میٹرو بس بن گئی اور بات ہوتی ہے کہ شہر میں پل بن گئے ہیں، میٹرو بس کتنے کی بنی ہو گی؟ یہ کوئی چالیس سے پچاس ارب روپے کی بنی ہو گی۔ میاں محمد شہباز شریف نے 150۔ارب روپے دیہی سڑکوں کے لئے رکھے ہیں تاکہ ہماری rural economy بہتر ہو۔یہاں economist بیٹھے ہیں انہیں پتا ہے کہ اگر rural economy کی 2 فیصد growth ہو تو urban economy کی 6 growth automatically فیصد سے لے کر 8 فیصد تک ہوتی ہے تو میں اس کریڈٹ سے میاں محمد شہباز شریف کو محروم نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! بات ہو رہی تھی pesticide میں adulteration کی تو pesticide میں adulteration 14 percent سے کم ہو کر 3 فیصد ہو گئی ہے۔یہ سب پیرامیٹرز آپ کے سامنے ہیں، آپ خود زمیندار ہیں ان پیرامیٹرز کو سمجھتے ہوں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ 3 فیصد کو بھی ختم کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم اس کے بھی پیچھے ہیں اور اسے بھی ختم کر رہے ہیں۔ کاٹن ایریا میں شوگر مل کی بات ہو رہی تھی اور ہم بھی اس کے خلاف ہیں۔انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو بالکل move کریں گے اور فیڈرل گورنمنٹ کے سامنے یہ معاملہ ضرور اٹھائیں گے۔ کاٹن سیڈ کی بات ہوئی کہ وہ unregistered ہیں تو آپ کی خدمت میں گزارش کرتا چلوں کہ ہم نے آج سے دو سال پہلے پندرہ GM crops کی ورائٹی approve کی ہیں جو کہ کاٹن کی ورائٹی ہے، آج کل وہ bumper

crops دے رہی ہیں۔اب وہ پنجاب میں مل رہی ہیں اور فیڈرل سیڈ ڈیپارٹمنٹ ان کو tag بھی لگا رہا ہے اور certified بھی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر!یہاں پر گندم کی بات ہوئی تو ہم گندم میں self sufficient ہیں۔انڈیا سے ٹریڈ کی بات ہوئی تو اگر ہم انڈیا سے ٹماٹر لیتے ہیں تو وہ seasonal variation کی وجہ سے ہے اور ہمارا پیاز بھی تو انڈیا کو جاتا ہے۔اگر ہم ٹماٹر لیتے ہیں، میرے بھائی بیٹھے ہیں جو کہ اس بارڈر سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ سندھ اور پنجاب کا بارڈر ہے ان کو اچھی طرح علم ہو گا کہ سندھ کا پھلکارہ پیاز اعلیٰ کوالٹی کا پیاز ہے جس کی انڈیا میں بہت ڈیمانڈ ہے اگر وہ انڈیا میں جاتا ہے تو ہم بھی seasonal variation کی وجہ سے کبھی ادھر سے ٹماٹر منگواتے ہیں اور یہ equal basis پر ٹریڈ ہے لیکن اس کے علاوہ انڈیا سے ہمارا کچھ نہیں آتا۔وقت بھی مختصر ہے اور آپ کا حکم بھی ہے تو میں اسی پر اپنی بات ختم کروں گا کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ کسان کی بہتری اور کسان کو زیادہ سہولتیں پہنچانے کے لئے ریسرچ اداروں میں جو ریسرچ ہو رہی ہے اور مزید اس کا فیض کھیت میں کام کرنے والے رحمت علی، محمد بشر اور بوٹے کو اس کے گھر پہنچانے کے لئے کام کر رہا ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کہتے کہ:

فن جو نادار تک نہیں پہنچا
ابھی اپنے معیار تک نہیں پہنچا

جناب سپیکر!یہ فن اور ریسرچ اداروں کا فیض جب تک کھیت میں کام کرنے والے کسان تک نہیں پہنچے گا تو میں اس کو فیض نہیں مانتا اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ یہ فرض میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں انشاء اللہ پورا کرتا رہے گا اس لئے میں درخواست کرتا ہوں کہ کٹوتی کی اس تحریک کو مسترد کر کے جو رقم رکھی گئی ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"8۔ارب 27 کروڑ 74 لاکھ 65 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ "مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب27کروڑ74لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو۔گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"زراعت"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ اب ہم باقی ماندہ مطالبات زر کو قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ1997کے قاعدہ(4)144کے تحت،اب اس کا نام میں نہیں لینا چاہتا تھا لیکن انہوں نے لکھ دیا ہے کہ باقی ماندہ کارروائی guillotineکے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال سے ہو گی۔اب اس کے اطلاق کے ذریعے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21001

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو76لاکھ،33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"افیون"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ہیلتھ پر ہماری جو کٹوتی کی تحریک تھی۔۔۔

جناب سپیکر:آپ کیا فرما رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!ہیلتھ پر تو ہماری کٹوتی کی تحریک تھی۔

جناب سپیکر:میں نے آپ کو پہلے ہی گزارش کی تھی کہ ایک بجے قاعدہ(4)144کا اطلاق ہو جائے گا اور یہ بات کل سے چل رہی ہے،آج کی بات تو نہیں ہے۔میں نے تو آپ کو بات کرنے کا بہت موقع دیا ہے لیکن آپ نے ہیلتھ پر بات ہی نہیں کی،اب تو قاعدہ apply (4)144ہو گیا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دفعہ 144 تو مال روڈ پر لگی ہوئی ہے اور یہاں 145 لگا دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: یہاں (4)144 ہے۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کوئی خوف خدا کھائیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ میں خوف خدا رکھ کر ہی ادھر بیٹھا ہوا ہوں۔اب مطالبہ زر نمبر PC-21002 کو لیتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21002

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 24 کروڑ 71 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 67 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ :

"ایک رقم جو64کروڑ9لاکھ55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 2015-16کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹکٹ یا اشٹام" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اذان ظہر)

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:دیکھیں!آپ ماشاءاللہ بہت زیادہ سمجھدار ہیں،جب question putہو جائے تو اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے کچھ دوست پہلے ہی واک آؤٹ کر گئے ہیں کیونکہ ہم میں سے اکثر و بیشتر لوگ ہیلتھ پر بات کرنا چاہتے تھے،ڈاکٹر سید وسیم اختر بات کرنا چاہتے تھے،اسی طرح سردار شہاب الدین خان بھی بات کرنا چاہتے تھے۔

جناب سپیکر:میں نے تو پہلے ہی آپ سے گزارش کی تھی اور میں نے یہ ruleتین دفعہ پڑھا ہے،کل بھی پڑھا ہے اور آج بھی پڑھا ہے کہ ایک بجے guillotine applyہو جائے گی۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!اس میں ٹائم کا مسئلہ نہیں ہے مسئلہ prioritiesکا ہے جب آپ ایک ایجنڈا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر:priorityتو آپ نے دیکھنی تھی۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!اس میں آپ نے item wiseدیا ہوا ہے کہ سب سے پہلے فلاں ڈیپارٹمنٹ ہے،اس کے بعد پولیس ہے،نمبر2پر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ تھا لیکن آپ نے ہیلتھ کو take upہی نہیں کیا۔آپ نے پہلے ایجوکیشن کو لے لیا اس کے بعد آپ نے ایگریکلچر کو لے لیا۔

جناب سپیکر:نہیں۔ایسا نہیں ہے۔کل بھی آپ یہاں تشریف فرما تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہی طے ہوا تھا کہ جو پہلے چار ڈیپارٹمنٹ ہیں ان پر بات کر لیں گے لیکن آپ نے ہمیں ہیلتھ پر بات نہیں کرنے دی۔ میرے خیال میں ایجنڈا کو جب ترتیب دے دیا جاتا ہے اس کے مطابق اگر ہم چلتے پھر تو بات ٹھیک تھی، اس طرح سے ان دوستوں کو بھی ناراض ہونے کا موقع نہ ملتا اور اس پر سارے بات کر لیتے۔ اس کے ساتھ ہی ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، اب تو rule 144(4) apply ہو گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ cut motion میں آپ نے ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ کی پالیسی پر discussion کرنی ہوتی ہے اور ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ اگر کسی important department پر discussion رہ جائے تو ضمنی بجٹ میں اس پر بات ہو جاتی ہے۔ اب پرسوں جب ضمنی بجٹ پر بات ہو گی تو دوبارہ ان کے پاس ایک دن پورا ہو گا اور اس کے بعد اگلے دن کا جو ٹائم آپ rule 144(4) apply کرنے کے لئے مقرر کریں گے اس وقت تک ان کے پاس بات کرنے کا ٹائم ہو گا۔

جناب سپیکر: ان کو یہ پتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے اس دوران پولیس اور ایجوکیشن پر سیر حاصل بحث کی ہے اور پالیسی discuss کی ہے۔ اب جب ضمنی بجٹ میں cut motions آئیں گی تو یہ ہیلتھ کو پہلے نمبر پر take up کر لیں۔ ان کے پاس اس کے لئے موقع تو موجود ہے اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ آپ دو تین معزز ممبران اپوزیشن کو منانے کے لئے بھیجیں، ان سے گزارش کریں کہ وہ واپس آ جائیں اور آ کر اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لیں۔

جناب سپیکر: میری معزز ممبران حزب اختلاف سے یہ گزارش ہے کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ آپ کے پاس ابھی بات کرنے کا موقع ہے ابھی آپ کو ضمنی بجٹ میں ایک دن بات کرنے کا موقع ملے گا۔ دوسرے تمام ڈیپارٹمنٹس جن کو آپ مناسب سمجھیں، ان پر بھی بات کر لیں۔ آپ تشریف لا رہے

ہیں؟جناب ندیم کامران صاحب!جناب یاور زمان صاحب!آپ پھر تھوڑی سی زحمت کریں اور اپوزیشن کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ وعشر ملک ندیم کامران اور وزیر آبپاشی میاں یاور زمان معزز ممبران حزب اختلاف کو منانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب34 کروڑ8 لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7 کروڑ61 لاکھ18ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو12 کروڑ79 لاکھ88ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قانون موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21008

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو85 کروڑ 74 لاکھ 37ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

مطالبہ زر نمبر PC-21009

جناب سپیکر:Welcome back اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو15۔ارب46 کروڑ76 لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21010

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو26۔ارب93 کروڑ46لاکھ5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21011

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو12۔ارب74 کروڑ48لاکھ23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21012

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب52 کروڑ41 لاکھ33روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16–2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21014

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14 کروڑ 43لاکھ 70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب گھر" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21016

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو63۔ارب6کروڑ11لاکھ65ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21017

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو12۔ارب 59 کروڑ 53لاکھ 73ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21019

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو61 کروڑ76 لاکھ81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21020

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو4۔ارب32 کروڑ96 لاکھ70ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21021

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو18 کروڑ51 لاکھ43ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"امداد باہمی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21022

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 7۔ارب 24 کروڑ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21023

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 76 کروڑ 69 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21024

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 94 کروڑ 20 لاکھ ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21025

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7۔ارب32کروڑ27لاکھ61ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"مواصلات"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21026

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو34کروڑ20لاکھ47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21027

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جوایک ارب49کروڑ18لاکھ81ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ریلیف"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21028

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 4۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21029

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 21 کروڑ 71 لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21030

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 23۔ارب 54 کروڑ 58 لاکھ 54 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2016 کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! "ناں" کہنے والوں کی آواز زیادہ زوردار اور بلند ہے لہٰذا اس مطالبہ زر کی منظوری کے لئے گنتی کروائی جائے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!ان کی "نکی جئی ہاں"

جناب سپیکر: نہیں،اگر آپ کہتے ہیں تو میں دوبارہ سوال put کر لیتا ہوں۔آواز کی بات نہیں بلکہ تعداد کی بات ہے۔"ہاں" کہنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔تشریف رکھیں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21031

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔کھرب79۔ارب27کروڑ6لاکھ،16ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21032

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6کروڑ45لاکھ44ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب،23۔ارب،28کروڑ،78لاکھ،47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال 16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"غلے اور چینی کی سرکاری تجارت"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13034

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ67 لاکھ10 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے سرکاری زمین"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13050

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو6۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015

کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرمایہ کاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-22036

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2کھرب20۔ارب71کروڑ54لاکھ67ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12037

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو48۔ارب68کروڑ14لاکھ93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف معزز ایوان میں تشریف لے آئے)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے "آیا آیا شیر آیا شیر آیا" کی نعرے بازی)

مطالبہ زر نمبر PC-12038

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو5 کروڑ81 لاکھ50ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12040

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12041

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو69۔ارب49 کروڑ17 لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12042

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو60۔ارب55کروڑ31لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-12043

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو11۔ارب35کروڑ5لاکھ90ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2016کو ختم ہونے والے مالی سال16-2015کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا۔ اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 24۔جون 2015 صبح10:00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

بدھ،24۔جون2015

(یوم الاربعاء،6۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد15:شمارہ 11

827

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ24۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون مالیات پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر33بابت2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2015، جیسا کہ اسے ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب2015منظور کیا جائے۔

2۔ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب2015(مسودہ قانون نمبر34بابت2014)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب2015، جیسا کہ اسے ایوان میں پیش کیا گیا، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب2015منظور کیا جائے۔

(بی) منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

منظور شدہ اخراجات برائے سال2016-2015کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھنا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات برائے سال2016-2015کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

(سی) مسودات قانون پر غور وخوض اوران کی منظوری

1۔ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں2015(مسودہ قانون نمبر23بابت2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون(ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں 2015منظور کیا جائے۔

828

2۔ مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015 (مسودہ قانون نمبر 27 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ریونیو، ریلیف واشتمال نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) اسٹامپ 2015 منظور کیا جائے۔

3۔ مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب 2015 (مسودہ قانون نمبر 22 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب 2015 منظور کیا جائے۔

4۔ مسودہ قانون (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015 (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 2015)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015، جیسا کہ سٹینڈنگ کمیٹی برائے تعلیم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان 2015 منظور کیا جائے۔

آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرار دادیں

1۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں پنجاب 2015 کی مدت میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرار داد پیش کریں گے:

قرار داد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 16۔اپریل 2015 کو متداول کئے گئے آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015 (12 بابت 2015) کی مدت میں 15۔جولائی 2015 سے مزید نوے دن کی توسیع کرتی ہے۔"

2۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے آرڈیننس ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب 2015 کی مدت میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل 128(2)(اے) کے تحت قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

829

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 12۔ مئی2015 کو متداول کئے گئے آرڈیننس ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب2015(13 بابت2015) کی مدت میں 10۔اگست2015 سے مزید نوے دن کی توسیع کرتی ہے۔"

3۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب1997 کے قاعدہ127 کے تحت تحریک

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے آرڈیننس (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان2015 کی مدت میں توسیع کے لئے آئین کے آرٹیکل128(2)(اے) کے تحت قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

ایک وزیر درج ذیل قرارداد پیش کریں گے:

قرارداد

"صوبائی اسمبلی پنجاب 12۔ مئی2015 کو متداول کئے گئے آرڈیننس (ترمیم) غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان2015(14 بابت2015) کی مدت میں10۔اگست2015 سے مزید نوے دن کی توسیع کرتی ہے۔"

831

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

بدھ،24۔جون2015

(یوم الاربعاء،6۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِى لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ۝١ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ۝٢
لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٌ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ
فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٍ ۝٤ سَلَٰمٌ هِىَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ۝٥

سورۃ القدر آیات1 تا 5

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا(1)اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟(2) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (3)اس میں روح (الامین)اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں(4) یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے(5)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

در نبی پر پڑا رہوں گا پڑے ہی رہنے سے کام ہو گا
کبھی تو قسمت کھلے گی میری کبھی تو میرا سلام ہو گا
خلاف معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہو گا
خدا بھی ہو گا ادھر ہی اے دل جدھر وہ عالی مقام ہو گا
اسی توقع پہ جی رہا ہوں یہی تمنا جلا رہی ہے
نگاہ لطف و کرم نہ ہو گی تو مجھ کو جینا حرام ہو گا
جو دل سے ہے مائل پیمبر یہ اس کی پہچان ہے مقرر
کہ ہر دم اس بے نوا کے لب پر درود ہو گا سلام ہو گا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تحریک استحقاق نہیں ہے تو اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حضرت پوائنٹ آف آرڈر پر فرمالیں۔ میرے خیال میں بہتر بات تو یہی ہے کہ میرے بولنے سے پہلے آپ ہی بول لیا کریں، while I am speaking آپ اسی دوران پوائنٹ آف آرڈر لیتے ہیں. which is not good for the honourable members.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے پرسوں قرارداد جمع کرائی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: کس کی؟

صوبہ میں ہونے والی لوڈ شیڈنگ کے متعلق قرارداد کو take up کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس وقت جو بدترین لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے جس کی وجہ سے اب اموات سینکڑوں میں نہیں بلکہ ہزاروں تک پہنچ چکی ہیں۔ اس بارے میں مذمتی قرارداد تھی اور ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لئے تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لاء منسٹر نہیں ہیں وہ آجاتے ہیں تو پھر اس کو take up کریں گے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ پورے ملک میں کہرام مچا ہوا ہے اور یہ پاکستان کی تاریخ کا بدترین سانحہ ہے کہ گرمی کی وجہ سے ہزاروں لوگ مر گئے ہیں۔ دنیا میں کسی جگہ ایسا نہیں ہوا جو یہاں پاکستان کے اندر ہو گیا ہے اس لئے ہماری پنجاب اسمبلی کے ایوان کا بڑا concern ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو قرارداد میں نے جمع کروائی ہے اسے take up کیا جائے اور منظور کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مجھے قائد حزب اختلاف کی طرف سے جمع کروائی گئی قرارداد ملی ہے اور میں اس میں ترمیم move کر رہا ہوں۔ سرکاری کارروائی کے بعد قائد حزب اختلاف یہ قرارداد پیش کریں۔ حزب اختلاف اور حزب اقتدار سے تعلق رکھنے والے جو معزز ممبران اس پر بات کرنا چاہتے ہیں وہ بالکل کریں۔ ہم اس قرارداد پر بات کریں گے، اس صورتحال کو

face کریں گے اور جو حقائق ہیں ان کو اس معزز ایوان کے ذریعے پورے ملک کی عوام کے سامنے رکھنا چاہیں گے۔ میں بالکل committed ہوں کہ سرکاری کارروائی کے بعد قائد حزب اختلاف یہ قرارداد پیش کریں۔ ہم اس میں اپنی ترمیم move کریں گے اور اس کے بعد اس پر discussion ہو جائے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جو معاملہ میاں محمود الرشید صاحب نے اُٹھایا یہ بہت ہی اہم ہے۔ مسلسل لاشیں گر رہی ہیں جبکہ ذمہ داری ایک دوسرے کے اُوپر shift کی جا رہی ہے۔ انتہائی poor governance ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ governance کا تو وجود ہی نظر نہیں آتا۔ صوبہ سندھ بھی ہمارے ملک کا حصہ ہے اور ہمارے بھائی بند شہری وہاں پر ہلاک ہو رہے ہیں تو ہمیں اس حوالے سے ہر طرح سے pressure develop کرنا چاہئے تاکہ وہاں پر حالات بہتر ہو سکیں۔ میں یہ بھی تجویز کروں گا کہ اس مقدس ایوان کے معزز ممبران مرحومین کے لئے غائبانہ نماز جنازہ ادا کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قرارداد کے اُوپر بحث کے بعد بالکل غائبانہ نماز جنازہ ادا کی جائے۔ میں ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب سے کہوں گا کہ وہ امامت کرائیں ہم ان کی امامت میں نماز جنازہ پڑھنے کو تیار ہیں۔ اسی طرح ان کو جو poor governance نظر آتی ہے یا بالکل ہی governance نظر نہیں آ رہی تو جب قرارداد پر discussion ہو گی تو ہم پوری کوشش کریں گے کہ ان کو وہ governance نظر آ جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

راجہ راشد حفیظ: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا کہ آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ میں نے ایک تحریک استحقاق جمع کروائی ہوئی ہے تو گزارش کروں گا کہ اسے out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے بھائی! ابھی تک آپ کی تحریک استحقاق میرے پاس نہیں آئی۔ جب آئے گی تو پھر میں بتاؤں گا۔ تشریف رکھیں۔

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

جناب سپیکر: اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔آج کے ایجنڈے پر حسب ذیل کارروائی ہے:

(a) Consideration and Passage of Finance Bill.

(b) Laying of the Schedule of Authorized Expenditures.

(c) Consideration and Passage of Bills.

مسودہ قانون مالیات پنجاب2015

MR SPEAKER: Now, we take up The Punjab Finance Bill 2015. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Sir, I move:

> "That the Punjab Finance Bill 2015 as introduced be taken in to consideration at one."

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ اس stage پر oppose نہیں کر سکتے۔ابھی تشریف رکھیں پہلے مجھے بولنے دیں۔

The motion moved is:

> "That the Punjab Finance Bill 2015 as introduced be taken in to consideration at one."

LEADER OF OPPOSITION (Mian Mehmood-ur-Rasheed): Mr Speaker! I oppose it.

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف نے اس کو oppose کیا ہے۔ میاں صاحب!آپ نے اس کو oppose تو کر دیا اور میں آپ کا یہ حق نہیں چھین سکتا لیکن آپ نے اس بل میں کوئی ترمیم نہیں دی۔

معزز ممبر: شیم، شیم۔

MR SPEAKER: Don’t say like this. Who said this word? Take it back.

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997کے rule-98کی جانب آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔اس میں لکھا ہے کہ:

98. Discussion of Principles of Bills.-(1) On the day on which any of the motions referred to in rule 96 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed,…

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ اس میں general discussionکر سکتے ہیں۔جی، بات کریں۔

قائد حزب اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!بہت شکریہ۔بجٹ عام آدمی کو reliefدینے کے لئے ہوتا ہے۔یہ پورے سال کی آمدن اور اخراجات کا تخمینہ ہوتا ہے۔یہ بجٹ اس ایوان کے سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ منتخب نمائندے اس کی approvalدیں۔ہماری حکومت ہمیشہ عوام کو reliefدینے کا کہتی ہے۔یہ حکومت good governance،انصاف کی فراہمی،روزگار کی فراہمی،جان و مال کے تحفظ،غریبوں کی مشکلات اور دُکھوں کو دُور کرنے کی بات کرتی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس فنانس بل کے اندر اس بات کی غمازی کہیں نظر نہیں آتی۔ صحیح معنوں میں یہ فنانس بل غریبوں کی خواہشات کو کچلنے والا ہے۔اس کے اندر جو taxesلگائے گئے ہیں وہ پنجاب کی governanceکے بارے میں ایک مضحکہ خیز صورتحال پیش کرتے ہیں۔اس فنانس بل کے ذریعے عام لوگوں،مزدوروں،کسانوں،غریبوں کی خواہشات،ان کے جذبات اور احساسات کا خون کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر!اس فنانس بل کے ذریعے Transportation of goodsپر 16فیصد ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی افسوسناک بات ہے۔آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ ہم پورے پنجاب میں سڑکوں کا جال بچھا رہے ہیں اور اس کے لئے بجٹ میں52۔ارب روپے مختص کئے گئے جبکہ دوسری طرف آپ goods،اجناس اور اشیاء کی transportationپر 16فیصد tax لگا رہے ہیں۔اس کا براہ راست اثر عوام پر پڑے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے مہنگائی کا طوفان آئے گا۔اس فنانس بل کی وجہ سے عام آدمی کو reliefدینے کے تمام دعوے ہوا میں اُڑ جائیں گے۔حکومت کے ایسے سارے دعوے غلط ثابت ہوں گے۔اسی طرح Chartered or Cost

Accountants کی services مہیا کرنے والی کمپنیوں اور corporate law consultants پر بھی آپ نے 16 فیصد sales tax لگا دیا ہے۔ کیا یہ tax وہ اپنی جیب سے دیں گے ؟ قطعاً نہیں، یہ ٹیکس بھی عام آدمی پر shift ہو جائے گا۔ ہم لوگوں کو انصاف کی فراہمی کی بات کرتے ہیں۔ ایک عام آدمی پہلے تو اس تصور سے کانپ جاتا ہے کہ اس نے کسی عدالت یا ادارے میں جانا ہے اور کسی وکیل کو engage کرنا ہے۔ اس کی جیب اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ ہزاروں روپے فیس دے کر اپنے case کو pursue کرنے کے لئے کسی وکیل کو engage کرے۔ اس فنانس بل کے ذریعے آپ نے 16 فیصد مزید ٹیکس ان کی practice اور آمدن پر لگا دیا ہے۔ یہ ٹیکس براہ راست عام آدمی جو کہ انصاف کا متلاشی ہے، جو اپنے حقوق و مسائل کے لئے کچہریوں، عدالتوں اور مختلف جگہوں پر دھکے کھاتا پھرتا ہے اس پر shift ہو جائے گا۔ یہ تو انصاف کے دروازے بند کرنے والی بات ہے اور یہ ٹیکس انتہائی ظالمانہ ہے۔ یہ کسی طور پر بھی ان کمپنیوں اور وکلاء پر نہیں بلکہ یہ ٹیکس براہ راست اُن عوام پر ہے جو مسائل کا شکار ہیں، جو انصاف کے متلاشی ہیں، جنہیں انصاف نہیں ملتا، جو عدالت کا دروازہ مجبوری کے عالم میں کھٹکھٹاتے ہیں یہ ٹیکس اُن کی جیبوں سے براہ راست نکالا جائے گا لہٰذا یہ انتہائی ظالمانہ اور انتہائی مضحکہ خیز ٹیکس ہے۔

جناب سپیکر! یہ بل air travelling پر منظور کروایا جا رہا ہے کہ کوئی بھی بندہ جو اِدھر سے دنیا کے کسی حصہ میں سفر کرے گا اُس کو 1500 روپے سے لے کر 10 ہزار روپے تک ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ کسی صوبہ نے یہ ٹیکس نہیں لگایا اور یہ مضحکہ خیز قسم کا ٹیکس ہے اس کو implement کس طرح سے کریں گے ؟ کیونکہ یہ federal subject ہے تو اس ٹیکس کا الزام provincial government پر آنا ایک انتہائی شرمناک بات ہے۔ اب لوگ اسلام آباد سے ٹکٹ کٹوائیں گے یہاں سے فون کال کریں گے، mail کریں گے تو وہاں سے ٹکٹ بن جائے گا۔ ہماری پنجاب حکومت کوئی بھی کام کرنے کے بعد سوچتی ہے۔ آج آپ بڑی گاڑیاں دیکھ لیں 10 لینڈ کروزر یا مرسیڈیز میں سے 9 گاڑیاں اسلام آباد کی رجسٹرڈ ہوں گی، کیوں ؟ اس لئے کہ یہاں پر آپ نے اتنے بھاری ٹیکس لگا دیئے ہیں کہ لوگ اسلام آباد کا رُخ کرنے کے لئے مجبور ہیں اور وہاں سے گاڑیاں رجسٹرڈ کرواتے ہیں اور اس مد میں اضافہ کی بجائے آپ کی income کم ہو جائے گی اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ٹیکس ہے اس سے اخراجات کے اندر فی ٹکٹ 5 ہزار روپیہ اضافہ ہو جائے گا اور لوگ مجبوراً اسلام آباد سے اپنی ٹکٹیں کروایا کریں گے۔

جناب سپیکر! پہلے پراپرٹی کی 10 لاکھ روپیہ تک کی sales and purchase پر CVT پر exemption تھی۔ حکمران غریب کو relief دینے، سہولیات اور لوگوں کی زندگی کو آسان کرنے کی

بہت باتیں کرتے ہیں لیکن یہ قابل شرم بات ہے کہ اس limit کو 10 لاکھ سے بڑھا کر 15 یا 20 لاکھ تک کرنے کی بجائے آپ نے اس exemption کو ختم کر دیا ہے۔ یہ اُن غریبوں پر انتہائی ظلم ہے جو اپنی 15/10 لاکھ روپیہ کی جائیداد کسی مجبوری یا ضرورت کی صورت میں بیچنا چاہتا ہے آپ نے اُس پر بھی شکنجا کس دیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجموعی طور پر یہ جتنے taxes لگے ہیں یہ عوام کے لئے زہر قاتل ہیں۔

جناب سپیکر! حکمرانوں کو چاہئے تھا کہ وہ اپنے اخراجات کم کرتے۔ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا خرچہ پچھلے سال 22 کروڑ روپیہ تھا اور اب انہوں نے 34 کروڑ روپیہ سے زائد خرچہ رکھ لیا ہے یعنی انہوں نے اپنے اخراجات میں 50 فیصد اضافہ کر دیا ہے۔ یہ اپنے اُس خرچہ کو کم کر کے 22 کروڑ روپیہ کی بجائے 15 کروڑ روپیہ کرتے۔ آپ غریب عوام کی جیبوں سے پیسا نکال کر اپنے اخراجات کو 22 کروڑ روپیہ سے 34 کروڑ روپیہ تک لے جاتے ہیں اور دوسری طرف آپ غریبوں پر ٹیکس کی چھوٹی سی exemption کو بھی گوارا نہیں کرتے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنانس بل عوام کو مجموعی طور پر relief دینے کی بجائے عوام کی مشکلات میں اضافہ کرے گا اور حکومت کے good governance اور عام آدمی کی زندگی میں بہتری لانے کے تمام دعوے فراڈ ثابت ہوں گے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فنانس بل جس کے اندر taxes propose کئے گئے ہیں یہ انتہائی ظالمانہ ہے میں اس کو مسترد کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! فنانس بل 2015 کے تحت حکومت نے معصوم عوام کے اوپر ظالمانہ اور قاتلانہ ٹیکس لگانے کی کوشش کی ہے اُس کے بارے میں چند گزارشات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ گزارش یہ ہے کہ حکومتیں عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ٹیکس لگاتی ہیں اور مہذب معاشروں کی اسمبلیوں کے اندر ٹیکس پاس ہوتے ہیں اور اُس کے مطابق وہ ٹیکس عوام کی غربت اور تکالیف کو دور کرنے کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ عوام کا پیسا عوام پر لگا دیا جائے۔ پھر ایک معیار یہ بھی ہوتا ہے کہ جب حکومت اُس ٹیکس کو عوام کی ترقی اور بہبود کے لئے استعمال کرتی ہے تو وہ اسمبلی کے بنائے ہوئے mechanism کے مطابق چلتی ہے تاکہ ٹیکس خرچ کے معیار کو اُس ملک کے احتساب کرنے والے ادارے جانچ سکیں۔ جو ٹیکس استعمال ہو رہا ہوتا ہے وہ ملک کے احتساب کرنے والے اداروں کے معیار پر پورا نہیں اُترتا تو ہم "کرپشن" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ نے عوام سے public money اکٹھی کر کے اُس کو عوام پر اچھے انداز میں استعمال نہیں کر سکے تو اُس کی ایک واضح مثال آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی

ایک رپورٹ سے ہمیں ملتی ہے۔اُن رپورٹس کے اندر کیا ہے؟آپ عوام سے جو ٹیکس اکٹھا کر رہے ہیں آپ اُس ٹیکس کو proper طریقہ سے استعمال نہیں کر سکے،آپ کے ادارے اُن کا آڈٹ کرنے میں بُری طرح ناکام ہو گئے ہیں یعنی آپ کے ادارے کا متعلقہ افسر جو وہاں پر بیٹھا ہوا تھا اُس نے آنکھیں بند کر لیں اور اُس پر جو Chief Executive of the Province بیٹھا ہوا تھا اُس نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر نہ صرف عوام پر بے تحاشا ٹیکس لگایا جا رہا ہے بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اُن اداروں کو بھی مفلوج کر دیا گیا جو کبھی ان سے پوچھ سکتے تھے۔آپ نے فنانس بل پیش کر دیا بہت اچھی بات ہے اس پر debate کرتے ہیں، سارے اس پر بولیں گے لیکن آپ نے جو ٹیکس اکٹھا کیا ہے اُس کا جواب کون دے گا؟آپ عوام سے اس بل کے ذریعہ سے جو tax money اکٹھا کریں گے اُس سے ملک کے اندر بے تحاشا کمپنیاں بنا کر اُن کا پیٹ پالیں گے۔ پچھلے دس سال سے اربوں کھربوں روپیہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو دیا گیا لیکن ان کا آڈٹ ہی نہیں ہوا۔اس کا کوئی سلسلہ ہی نہیں ہے، کہیں ان کا آڈٹ نہیں آ رہا ہے،پبلک اکاؤنٹ کمیٹی کے اندر آ رہا ہے اور نہ ہی کسی اور جگہ پر آ رہا ہے۔آپ نے جب عوام کے ساتھ یہی سلوک کرنا ہے اور ان کو ذبح ہی کرنا ہے تو سیدھی چھری سے کر لیں الٹی سے کیوں کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر!آپ لوگوں نے ہمیشہ یہاں آپ سے مراد حکومت ہے اور حکومت نے ہمیشہ یہی کوشش کی ہے کہ عوام کو کند چھری سے ذبح کرے نہیں تو ویسے ہی ہم گولیوں سے کر لیتے ہیں یہ بھی ایک ذبح کرنے کا طریقہ ہے۔

جناب سپیکر!میں tax collection کے حوالے سے بات کر رہا تھا۔آپ کا تمام شہروں، اضلاع، تحصیلوں اور ٹاؤنز میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا ایک سسٹم ہے۔ میں لاہور شہر کی مثال دوں گا کہ آپ نے لاہور شہر کو ایل ڈی اے کے ہاتھوں یرغمال بنا دیا ہے۔یہاں ٹیکس کیسے اکٹھا ہو رہا ہے؟ ٹیکس اکٹھا کرنے کا جو اختیار ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا تھا لیکن اب چھوٹی چھوٹی دکانوں اور کھوکھوں تک بھی ایل ڈی اے آ پہنچا ہے۔ وہ اپنی ساری properties تو ماشاء اللہ بیچ ہی رہا ہے۔ وہاں پر کرپشن کا بازار کھلا ہوا ہے۔ وہاں پر صبح فائل کا rate کھلتا ہے اور شام کو بند ہوتا ہے اور وزیر اعلیٰ کی اسے ایک کال آتی ہے کہ آپ سے کسی نے زیادہ پیسے تو نہیں لئے تو آگے سے جواب ہوتا ہے کہ زیادہ نہیں لئے لیکن اپنے ضرور لئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا کہا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں مزید وضاحت کر دیتا ہوں۔ وزیر اعلیٰ کی ایک ریکارڈڈ کال آتی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی بھی محکمہ میں اپنی فائل کی posting transfer کے لئے جاتا ہے تو فون آتا ہے کہ کیا آپ کو یہاں پر کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی، کیا آپ سے کسی نے زیادہ پیسے تو نہیں لئے؟ آگے سے ہم جیسے بندے جواب دیتے ہیں کہ زیادہ نہیں لئے لیکن اپنا حصہ ضرور لیا ہے۔ اب کیا ایل ڈی اے کے اندر فرد یا دوسری چیزیں یا کسی فائل کی posting transfer کے لئے جاتے ہیں تو وہاں پر آپ نے عوام پر جو ٹیکس کا ظالمانہ نظام رکھا ہوا ہے اس کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ آپ ٹیکس ضرور لگائیں لیکن justification بھی دیں کہ آپ عوام کو deliver کیا کر رہے ہیں، آپ اس ٹیکس کی رقم سے کیا کرنے جا رہے ہیں، آپ کے پاس پہلے جو اربوں کھربوں روپیہ موجود ہے اس کا کیا کیا ہے اور آپ نے کیا ریلیف دیا ہے؟ آپ اس ایوان کے ساتھ مذاق کرتے ہیں اور یہ تمام ایم پی ایز کے ساتھ مذاق ہے۔ ہیلتھ یا ایجوکیشن کی مد میں پیسے رکھے جاتے ہیں، آپ کیا کرتے ہیں کہ جب سال کا آخر آتا ہے تو مثال کے طور پر اگر آپ نے دو ہزار ملین رکھا ہے، آپ کو پتا ہے کہ میں استعمال نہیں کر سکتا آپ ساتھ ہی اس کو 1250 ملین کر دیتے ہیں، آپ اس کو ایک دم کم کر دیتے ہیں اور utilization کا شور کرتے ہیں۔ آپ نے جب عوام کے ٹیکس کی رقم کے ساتھ یہ ظلم کرنا ہے۔ 30 سے 35 اور 35 سے 40 فیصد سرکاری ہسپتالوں کے اندر عوام کے ٹیکس کی رقم سے ادویات خریدی جاتی ہیں باقی تمام پیسا ان تک نہیں پہنچتا کیونکہ آپ نے وہ پیسا میٹرو پر لگانا ہے، آپ نے وہ پیسا ترکی بھیجنا ہے، آپ نے وہ پیسا چائنا بھیجنا ہے اور آپ چاہتے ہی نہیں کہ عوام پر پیسا لگے۔ اس غربت کا خاتمہ اسی طرح ہو گا جب غریب آدمی اس ملک میں مر جائے گا۔

جناب سپیکر! آپ ٹیکس پر ٹیکس لگاتے ہیں۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف نے یہ کہا کہ پچھلے دنوں آپ نے ایک بھونڈی سکیم چلائی کہ گاڑیوں کی رجسٹریشن پر اتنا ٹیکس ہو گا۔ لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ بھاڑ میں جائیں ہمیں کیا ہے ہم اسلام آباد جا کر رجسٹریشن کرا لیتے ہیں اور لوگ اسلام آباد گاڑیاں لے گئے اور وہاں سے رجسٹریشن کرا لی۔ یہاں حق کس کا مارا گیا اس غریب عوام کا جس پر تھوڑا بہت پیسا خرچ ہونا تھا۔ آپ اپنی ذاتی انا کی تسکین کے لئے ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے غریب آدمی کو press کیا جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! Wind up کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں اس ٹیکس کی طرف آتا ہوں۔ آپ نے یہاں کہا کہ visa processing services including advisory etc. مجھے آپ یہ بتائیں کہ جو غریبوں کے بچے مارے مارے باہر جانے کے لئے پھر رہے ہوتے ہیں انہیں یہاں پر کوئی موقع نہیں ملتا اور وہ یہاں پر اپنا کوئی کاروبار زندگی نہیں کر سکتے۔ وہ جب اپنے consultant کے پاس جائے گا تو آپ نے اس پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے۔ آپ ایک طرف لیپ ٹاپ دے رہے ہیں، آپ کہہ رہے ہیں کہ میٹرک پاس بچے کو لیپ ٹاپ دے دیا جائے اور دوسری طرف جب وہ رو رو کر اور کھپ کر ملک سے باہر جانا چاہتا ہے، ماں کا زیور بیچ کر جانا چاہتا ہے یا کچھ کر کے جانا چاہتا ہے تو آپ اس پر بھی ٹیکس لگا رہے ہیں۔ یہ کون سا نظام لانا چاہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر!آپ نے میڈیا کو کنٹرول کرنے کے لئے میڈیا ہاؤسز پر public relation services including communication services پر بھی ٹیکس لگا دیا۔ آپ کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس ملک کے اندر اگر اللہ تعالیٰ نے آکسیجن بندوں کے لئے free نہ کی ہوتی تو میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ کی پنجاب حکومت اس پر بھی ٹیکس لگا دیتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مہربانی۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ کو ٹیکس کا دائرہ کار بڑھانا چاہئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ وہ لوگ جو ٹیکس نہیں دیتے انہیں tax net میں لے کر آئیں۔ اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے کیونکہ وہ عوام کے لئے استعمال ہو گا لیکن ایک غریب آدمی جو ڈر کے مارے چلا جاتا ہے کہ میں return بھیج دوں آپ نے اس پر بھی 16 فیصد ٹیکس لگا دیا۔ وہ کیا کرے گا اور کہاں سے ٹیکس دے گا؟ لوگوں کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں ہیں، آپ نے فوٹو گرافی پر ٹیکس لگا دیا ہے بلکہ اب تو selfie پر بھی کہہ رہے ہیں کہ ٹیکس لگ رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے سوشل میڈیا پر چل رہا ہے کہ selfie نہ بناؤ اس پر بھی ٹیکس لگ جائے گا۔

جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جو غریب لوگ کسی مجبوری کے تحت لاہور سے کراچی، اسلام آباد یا دوسرے شہروں میں بوڑھے والدین یا بچوں سے ملنے جاتے ہیں آپ نے air ticketing پر ٹیکس لگا دیا یعنی امیر آدمی بھی وہ ٹیکس دے اور غریب آدمی بھی وہ ٹیکس دے۔ اس کا کوئی criterion تو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ وہ آپ کو criterion بتائیں گے۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جو باتیں میرے دو بھائیوں نے ابھی ایوان کی خدمت کے اندر پیش کی ہیں۔ میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔ میں دو تین avenues پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کیا آپ ان کی تردید کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! نہیں۔ میں نے کہا ہے کہ انہوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان کو second کرتا ہوں لیکن repeat نہیں کرتا تاکہ آپ کا اور ایوان کا وقت ضائع نہ ہو۔ میں دو تین باتیں ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم آئندہ اس کی اصلاح کریں۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو taxation ہوتی ہے اور اس دفعہ ٹیکسوں میں بہت زیادہ اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ ٹیکس بڑے طریقے سے لگایا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں جو exchequer اکٹھا ہوتا ہے۔ اس کے لئے بڑے دعوے ہوتے ہیں کہ یہ پنجاب کے غریبوں کے لئے، صاف پانی کی فراہمی کے لئے، سکولوں میں missing facilities کو دور کرنے کے لئے اور پنجاب میں صحت اور صفائی کی سہولیات کو بہتر کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے بہت سے دعوے اس حوالے سے آتے ہیں لیکن میری معلومات ہیں کہ 15-2014 کا جو بجٹ اس ایوان نے پاس کیا تھا۔ اس میں ڈویلپمنٹ بجٹ کے لئے جو کھربوں روپے رکھے گئے تھے یہاں ڈیسک بھی بجائے گئے تھے اور اخبارات میں بڑی سُرخیاں بھی لگی تھیں اس میں سے 30۔اپریل 2015 تک صرف 40 فیصد خرچ ہو سکا تھا۔ 30۔اپریل 2015 کے بعد سارے کے سارے محکمے gear up ہو گئے کہ اب کمائی کا وقت آ گیا ہے تھوڑا وقت ہے اور زیادہ کام کر کے دکھانا ہے۔ اس کے اندر quality and quantity سب bulldoze ہوتی ہے اور assessment یہ ہے کہ کل 25 تاریخ آ جائے گی۔ 25۔جون تک 20 فیصد اور بجٹ پاس ہو گا اور 40 فیصد پچھلا ڈویلپمنٹ بجٹ lapse ہو گا۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہمارے پاس جو رقم پہلے موجود ہے وہ ہم خرچ نہیں کر سکے۔ ہم یہ ٹیکس کیوں لگا رہے ہیں؟ میں منسٹر صاحبہ سے درخواست کرتا ہوں کیونکہ وہ اس subject سے تعلق رکھتی ہیں اور سارے معاملات کو بہت اچھے طریقے سے سمجھتی ہیں گو انہیں منسٹری سنبھالے تھوڑا وقت ہوا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خواتین کیونکہ گھر چلاتی ہیں اور وہ فنانس کو بہتر طریقے سے manage کرتی ہیں۔ یہ ساری صورتحال کو review کریں اور جتنے بھی ٹیکس اس مرتبہ levy کئے گئے ہیں وہ سارے کے سارے withdraw کریں، پچھلی مرتبہ تقریباً 40 فیصد ڈویلپمنٹ

بجٹlapseہوا ہے۔اس بجٹ کو صحیح طریقے سے خرچ کرلیں تو پنجاب کی عوام پر کسی نئے ٹیکس کو لگانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جناب سپیکر!میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو ہم نے ایجوکیشن پر ڈھیر سارا بجٹ رکھا تھا۔یہ تمام چیزیں محکمے خود ہی اکٹھی کرتے ہیں اور یہ اچھی بات ہے کہ محکمے اپنے اپنے targets مقرر کرتے ہیں اور جہاں جہاں پر کمزوریاں ہوتی ہیں وہ اس کو identify کرتے ہیں۔اب ظاہر ہے کہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے، تمام معلومات کمپیوٹر پر سب کے لئے available ہوتی ہیں۔یہ ساری معلومات جو ہم اکٹھی کرتے ہیں یہ کوئی آسمان سے آتیں ہیں اور نہ ہی کوئی فرشتہ ہمیں دیتا ہے یہ انہی سرکاری websites پر موجود ہوتی ہیں اور وہاں سے ہم لیتے ہیں۔ پچھلے سال کتنا ان کو بجٹ دیا گیا تھا اب بھی یہ صورتحال ہے کہ 4727 سرکاری schools کی buildings کو باقاعدہ خطرناک declare کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب! فنانس بل پر آجائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ فنانس کا ہی حصہ ہے۔1563 سکولوں میں صاف پانی نہیں ہے، 2085 سکولوں میں wash rooms نہیں ہیں اور 3388 سکولوں کی چار دیواری نہیں ہے۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب!اس پر آپ پہلے بات کر چکے ہیں۔ فنانس بل پر بات کریں۔یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!26550 طالبات کے لئے 1863 سکولوں میں کوئی wash room نہیں ہے۔یہ لمبی تفصیل اس حوالے سے موجود ہے میں ہیلتھ یا کسی اور محکمے کی بات نہیں کرتا۔

جناب سپیکر:شاہ صاحب! فنانس بل پر آجائیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!آپ میرے بزرگ ہیں،آپ نے مجھے پانچ منٹ کا اشارہ اور تھپڑ بھی دکھایا ہے۔ پچھلے بجٹ میں 28۔ارب 50 کروڑ روپے استعمال نہیں ہو سکے۔ میں کہوں گا کہ میڈم صاحبہ اس کو دیکھ لیں اور اس کو review کریں۔یہ جو نئے ٹیکس لگا کر اتنا سارا بجٹ اکٹھا تو کر رہے ہیں مگر عوام کو کیا دے رہے ہیں؟اس کے بعد انہوں نے تنخواہوں اور پنشن میں 7.5 فیصد اضافہ تجویز کیا ہے بھلا یہ کوئی اضافہ ہے؟ جو مہنگائی کی صورتحال ہے جو آلو،پیاز اور ٹماٹر کی قیمتیں ہیں۔ ٹھیک ہے رمضان بازار لگے ہوئے ہیں اس میں تمام وزراء اور ایم پی اے صاحبان دوڑ رہے ہیں اور ایک ماہ کے لئے یہ ایک اچھی practice ہے کہ کچھ نہ کچھ subsidize چیزیں لوگوں کو مل جائیں گی لیکن باقی جو گیارہ مہینے

صورتحال بنے گی اس میں یہ 7.5 فیصد اضافہ کچھ بھی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پچھلا جو بجٹ lapse ہوا ہے اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں میڈم منسٹر صاحبہ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ پنشن اور تنخواہوں میں کم از کم 25 فیصد اضافہ کر دیں۔ میں یہ بھی ساتھ ساتھ عرض کروں گا کہ آپ کی سربراہی میں فنانس کمیٹی نے ایک فیصلہ کیا ہے اس حوالے سے میں نے تحریک استحقاق بھی دی ہوئی ہے۔ اب یہ فنانس منسٹر بنی ہیں جو اسے دیکھیں گی کیونکہ پورا عملہ ایک سال سے چیخ رہا ہے۔ ہمارے رولز یہ کہتے ہیں کہ آپ کی اتھارٹی اور آپ کا فیصلہ اس حوالے سے فائنل ہے لیکن محکمہ خزانہ اس کو سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ فنانس سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں شاید پچھلے سیکرٹری صاحب نے اعتراض کیا ہو گا لیکن ابھی تک آپ کا یہ فیصلہ شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر جو ملازمین ہیں ان کو پچھلے سال کی طرح اس سال بھی دو تنخواہیں دی جائیں گی، مجھے امید ہے کہ فنانس منسٹر صاحبہ اس مرتبہ بھی اس کا اعلان کریں گی اور اگر نہیں کر رہیں تو میں انہیں request کروں گا کہ وہ ضرور اعلان کریں۔ اس اسمبلی میں ڈسپنسری بھی ہے جس میں ڈاکٹرز اور نرسز آتی ہیں ان کے لئے بھی increase کا فیصلہ کیا گیا تھا لیکن اب ایک سال ختم ہو گیا ہے لیکن ان کی فائل ابھی تک فنانس اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے اندر گھوم رہی ہے اور عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ اس governance پر بھی غور فرمائیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا شکریہ۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! فنانس بل پر ہی بات ہو گی لہٰذا مہربانی فرما کر اسی حد تک ہی بات کیجئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔ جہاں پر civilized societies ہوتی ہیں وہاں پر جب کبھی نئے taxes impose کئے جاتے ہیں یا نئی ترامیم آتی ہیں تو وہ چھ ماہ پہلے اپنی websites پر اس کو display کر دیتے ہیں تاکہ جو tax payers ہیں وہ اپنے آنے والے وقت کے لئے کوئی پلاننگ کر سکیں۔ مگر ہمارے ساتھ یہ ہوتا ہے کہ جس وقت 12۔جون کو یہ budget announce ہوتا ہے اور وہ enforce کرنے کے لئے آرڈر آ جاتا ہے کہ یکم جولائی سے اس کی implementation ہو جائے تو

میں سمجھتی ہوں کہ یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک دم سے جو tax payers ہیں ان پر ایک unexpected burden ڈال دیا جائے۔ جو fiscal policy ہوتی ہے اس کو consistent ہونا چاہئے مگر ہوتا یہ ہے کہ ہر سال ترامیم کی صورت میں نئے taxes کا بوجھ عوام پر لاد دیا جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں 57.8 literacy rate کے قریب ہے اور اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو صرف اپنا نام لکھ پڑھ سکیں وہ بھی literacy کی definition میں آتے ہیں تو ایسے میں جہاں literacy rate پہلے ہی اتنا کم ہے وہاں پر اچانک نئے taxes کا بوجھ لادا جاتا ہے تو عام آدمی اس کو تو comprehend ہی نہیں کر سکتا اس کو سمجھنے میں ہی اسے بہت وقت لگ جاتا ہے، پھر یہ جو نئے ٹیکس لگائے جاتے ہیں اور اچانک لگائے جاتے ہیں ان کی وجہ litigation کے incidents بہت بڑھ جاتے ہیں اور tax collection اس طریقے سے نہیں ہو سکتی۔ اس کی ایک بہت اہم سی مثال ہے کہ پچھلے سال luxury houses پر 500 ملین کا ٹیکس لگایا تھا لیکن اس کی collection صرف 14 ملین ہو سکی۔ وہ کیوں؟ اسی وجہ سے کہ یہ نئے taxes جو بغیر سوچے سمجھے لگائے جاتے ہیں تو ان کی implementation کی بجائے لوگ litigation میں چلے جاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان اس وقت پورے ایشیا میں سب سے heavily tax country ہے۔ اس میں بھی جو indirect taxes ہیں اس کی ratio پچھلے سال کے بجٹ میں 75 percent indirect and 25 percent direct taxes تھی لیکن اس سال اس کو اس سے بھی بڑھا دیا گیا ہے اور 76 percent indirect taxation ہو گئی ہے تو ایک مرتبہ پھر امیروں سے بوجھ اتار کر غریبوں پر ڈالنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔ پاکستان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسی منفرد ریاست ہے کہ جہاں دولت مند لوگ غریب سے جبری وصول کردہ رقم پر عیش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ indirect taxes اسی کی ایک صورت ہیں اور یہ ریونیو collection ہمیشہ کم کرتے ہیں، بڑھاتے نہیں ہیں۔ جس مقصد کے لئے یہ ٹیکس لگا رہے ہیں وہ achieve نہیں ہو گا کیونکہ وہ collection اسی طرح سے کم ہو جائے گی، ٹیکس چوری کرنے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور لوگ ٹیکس دینے کی بجائے ٹیکس چوری کرنے کے طریقے ڈھونڈنے لگ جائیں گے۔ اس کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ پچھلے سال tax collection کا target 164 بلین روپے تھا جبکہ یہ صرف 114 بلین achieve کر سکے۔ میں سمجھتی ہوں یہ جو فنانس بل میں مزید ٹیکس ڈالے گئے ہیں یہ نئے ٹیکس لگانے کی بجائے اس وقت ان کو چاہئے کہ ٹیکس نیٹ کو بڑھائیں کیونکہ اس وقت ان کے پاس

30ہزار ایسے افراد کا ڈیٹا موجود ہے جو کہ بڑے بڑے گھروں میں رہتے ہیں، luxury cars use کرتے ہیں، جن کے بچے expensive schools میں جاتے ہیں اور ہر وقت باہر کے ممالک میں travel کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ سارا ڈیٹا ائرپورٹ اور سکول میں ہر جگہ موجود ہے یہ تقریباً30ہزار کے قریب لوگ ہیں جو کہ ٹیکس نہیں دیتے ہیں۔ ہم لوگ tax collection میں فیل ہو جاتے ہیں اور نئے taxes لگانے کی طرف آ جاتے ہیں۔یہاں میں ایک World Trade Organization کی ایک رپورٹ کا ذکر کرنا چاہوں گی کہ جو انہوں نے fourth trade review of Pakistan کی رپورٹ 24۔مارچ2015 کو چھاپی ہے۔انہوں نے یہ کہا ہے کہ پاکستان میں محصولات کی وصولی کی خاطر خواہ کمی کی ذمہ داری جن عوامل پر عائد ہوتی ہے ان میں سب سے پہلا نمبر ٹیکس چوری ہے اور دوسرا ٹیکس کی مد میں دی گئی جو مراعات ہیں ان کا وسیع دائرہ کار ہے اور تیسرا ٹیکس نیٹ کو بڑھانے میں ناکامی قابل ذکر ہے۔FRO,s ٹیکس میں چھوٹ دینے کا ذریعہ بن جاتا ہے جو کہ طاقتور حلقوں کو خوش کرنے کی پالیسی ہے تو ہم ان چیزوں پر تو focus نہیں کر رہے ہیں جو already existing mechanisms ہیں ان پر focus کرنے کی بجائے ہم لوگ نئے taxes لگاتے ہیں۔ Indirect taxation دو قسم کی ہوتی ہے،ایک progressive اور دوسری regressive ہوتی ہے، progressive سے تو پھر بھی کوئی benefit لیا جا سکتا ہے مگر یہ جو taxation کی گئی ہے یہ regressive taxation ہے اس کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے کیونکہ یہ ٹیکس لوگوں کی income کے مطابق نہیں ہوتا۔ ایک دس لاکھ کمانے والا بھی اتنا ہی ٹیکس دے رہا ہے جتنا کہ پچاس ہزار روپے کمانے والا دے رہا ہے۔ یہ ٹیکس middle class لوگوں کو زیادہ effect کرتا ہے۔ Air fares کا ذکر ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بہت مہربانی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! بس آخری بات ہے یہ air fares کا ذکر ہو رہا ہے تو اس میں ایک امیر آدمی کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا اگر اس کو دس ہزار روپے زیادہ بھی ٹیکس دینا پڑ جائے گا۔ جو ہمارے بھائی UAE میں اور سعودی عریبیہ میں labourers ہوتے ہیں اس کو زیادہ تر use کرنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں، اگر وہ ایک بندہ اپنے پانچ لوگوں کی فیملی کو لے کر travel کرے گا تو اس کو 25ہزار روپے ٹیکس دینا پڑے گا تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت نامناسب taxes ہیں چونکہ وقت کم ہے ورنہ ابھی اور بھی بہت سے points ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی،قاضی صاحب!

قاضی احمد سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!ایک بار پھر بجٹ کی طرح محترمہ وزیر خزانہ نے فنانس بل بھی اعداد و شمار کی بازی گری کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ میں صرف ایک پوائنٹ پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے کسان کا ٹیکسوں کے ساتھ معاشی قتل کیا گیا ہے۔کسان جب اپنی فصل تیار کر لیتا ہے تو سب سے پہلے اُس کو آبیانہ ادا کرنا پڑتا ہے اس کے بعد اُس کو زرعی ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے لیکن زرعی ٹیکس کے بعد اب اُس پر ظالمانہ ٹیکس یعنی زرعی انکم ٹیکس لاگو کر دیا گیا ہے۔ان ٹیکسوں کے بعد جب وہ اپنی پیداوار،اپنی فصل اور اپنی goods کا اپنے صوبے میں صحیح ریٹ نہ ملنے پر اسے دوسرے صوبے میں منتقل کرے تو اس پر 16 فیصد ٹیکس لاگو کیا گیا ہے جو سراسر ناانصافی ہے۔ٹیکسوں کی بھرمار کے ساتھ کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ لوگوں سے جتنے ٹیکس وصول کر رہی ہے اتنا relief بھی مہیا کر رہی ہے؟ ٹیکس اس حد تک لگائیں جس حد تک پنجاب کی عوام برداشت کر سکے۔ایک طرف پنجاب گورنمنٹ سے ریونیو کا ہدف پورا نہیں ہو رہا اور دوسری طرف نئے ٹیکس لاگو کئے جا رہے ہیں۔یہ ٹیکس اُن لوگوں پر نہ لگائیں جو ضروریات یا خواہشات میں ہیں بلکہ یہ ٹیکس اُن لوگوں پر لگائیں جو آسائشات اور تعیشات کے اندر آتے ہیں جو بڑی بڑی کوٹھیاں اور لگژری گاڑیاں رکھنے والے لوگ ہیں۔ غریب عوام کے لئے یہ ٹیکس نہ لگائیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی مہربانی۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!میری یہ آخری بات ہے۔پوری دنیا کے کسی ملک میں یہ غنڈہ ٹیکس دو جگہوں پر عائد نہیں ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جائیں تو اُس کا travelling tax ادا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس نہیں بلکہ بھونڈا مذاق ہے۔ میں رحیم یار خان سے پشاور travel کروں اور اُس کا ٹیکس ادا کروں تو اس کا مطلب ہے کہ میں وہ ٹکٹ پشاور دیا کروں گا۔ یہ وہی اعداد کی بازی گری، ہوشیار بازی اور ہیر پھیر ہے کہ بجٹ منظور ہو جائے گا، فنانس بل منظور ہو جائے گا اور سال کے بعد پتا ہی نہیں چلے گا کہ کتنا خرچ ہوا اور کتنا ٹیکس وصول ہوا؟اس فنانس بل میں جو ٹیکس عائد کیا گیا ہے ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر!اس بجٹ میں جو ٹیکس لگائے گئے ہیں یہ ٹیکس مجھے زندہ رہنے کا خراج نظر آتے ہیں اور یہ عوام کے خون کا آخری قطرہ نچوڑنے کی ایک کوشش ہے۔ جس ملک میں عوام کو ضروریاتِ زندگی اور سہولیات دینے کا یہ حال ہو کہ کل راولپنڈی میں 12 لوگوں کو آوارہ کتوں نے کاٹ لیا جس کی vaccine ہسپتال میں موجود نہیں تھی۔

جناب سپیکر: کیا یہ فنانس بل ہے؟

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ فنانس بل ہی ہے۔

جناب سپیکر: اس کا طریق کار اور ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!آپ سچی باتیں کیوں نہیں سنتے؟

MR SPEAKER: Be relevant.

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ عوام پر خرچ کرنے کے لئے ہے۔

جناب سپیکر: آپ فنانس بل پر بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں اسی پر ہی بات کر رہا ہوں۔ یہ جو آپ لوگوں نے ساڑھے سات فیصد تنخواہیں بڑھائی ہیں، کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس مہنگائی کے دَور میں سرکاری ملازم اس میں اپنے گھر کے اخراجات پورے کر سکے گا؟ آپ نے اس طرح سرکاری ملازمین کو پالنے کی پریشانی بھی عوام پر ڈال دی ہے۔ جب اُن کی تنخواہیں کم ہوں گی اور اُن کے اخراجات کم تنخواہوں میں پورے نہیں ہوں گے تو وہ کیا کریں گے؟ وہ یہی کریں گے کہ اپنی رشوت کا ریٹ بڑھا دیں گے جس طرح آپ نے ٹیکس کا ریٹ بڑھایا ہے اور باقی چیزوں کا ریٹ بڑھایا ہے۔ عوام کے لئے یہ بھی مسئلہ ہے کہ سرکاری ملازمین کو پالنے کا ٹھیکہ بھی آپ نے عوام کو دے دیا ہے۔ اگر آپ اُن کی تنخواہوں میں مناسب اضافہ کریں جس سے اُن کے جائز اخراجات پورے ہوں تو میرا خیال ہے کہ یہ بھی عوام کو indirect relief ہو گا اور وہ ملازمین رشوت کی طرف نہیں جائیں گے۔ دوسرا آپ کہتے ہیں کہ ہم فنانس بل کی بات کریں تو یہ جو آپ نے 16 فیصد goods پر ٹیکس لگایا ہے اس کو ہم غنڈہ ٹیکس نہ کہیں تو اور کیا کہیں؟ آپ نے منڈی سے بازار تک کوئی چیز لے کر جانی ہے تو 16 فیصد ٹیکس دینا ہے، آپ نے اینٹیں، سیمنٹ، کھانے پینے کی چیزیں یا گھر کا سامان شفٹ کرنا ہے تو 16 فیصد ٹیکس دینا ہے لیکن اس کے بدلے حکومت عوام کو relief کیا دے رہی ہے؟ عوام کس relief کے بدلے ٹیکس دیں گے جبکہ اِس وقت ملک میں کرپشن

انتہا پر ہے۔ عوام کو ہسپتال میں پیراسیٹامول کی گولی میسر نہیں ہے، پینے کا پانی میسر نہیں ہے، سیوریج لائنیں اور پینے کا پانی اکٹھا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے لوگ گندا پانی پیتے ہیں اور ہسپتالوں میں آپ کی ٹیسٹ مشینیں خراب پڑی ہیں۔ یہ پیسا ہم کس مقصد کے لئے آپ کو دیں اور کیا یہ پیسا حکومت کی عیاشیوں اور حکومت کی کرپشن کے لئے ہے؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ انتہائی نامناسب طریقے سے اس بجٹ میں taxation کی گئی ہے جو کہ ہم پنجاب کے عوام پر بہت بڑا ظلم ہے۔ باقی جہاں تک good governance کا تعلق ہے تو مسائل آپ کے سامنے ہیں۔ کیا ہم پولیس کو اربوں روپیہ اس لئے دیتے ہیں کہ وہ ہمارے بچوں کو پولیس ناکوں پر ماریں؟ دو ہفتے پہلے راولپنڈی میں دو بچے مارے گئے اور دو دن پہلے فیصل آباد میں دو بچے مار دیئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ فنانس بل پر آئیں اور مہربانی کر کے اس بل پر ہی بات کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! یہ فنانس بل ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پچھلے سال حکومت نے کیا relief دیا ہے کہ اس سال مزید ٹیکس لگا دیا ہے؟

جناب سپیکر: وہ ٹیکس لگا رہے ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! انہوں نے یہ ٹیکس کس وجہ سے لگایا ہے، کیا اپنی عیاشیوں، اپنی کمیشن، میٹرو اور پُلوں کے لئے لگا رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں کچھ باتیں فنانس بل کے بارے میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ یہ جو فنانس بل آج پاس ہونے جا رہا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ عوام کا خون چوسنے کا بندوبست کیا جا رہا ہے اور یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے۔۔۔(شور وغل)

مہربانی کر کے آپ House in order کیجئے۔

MR SPEAKER: Order please, order please and no cross talks.

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! جب بجٹ پیش ہوتا ہے تو اس کے دو حصے ہوتے ہیں۔ ایک ریونیو اور ایک expenditure ہوتا ہے۔ جب ہم کوئی عمارت بنانے جاتے ہیں تو اُس کی پہلے بنیاد رکھی جاتی ہے

پھر اس کی عمارت کی طرف دیکھا جاتا ہے لیکن یہاں پر ایسے ہوتا ہے کہ پہلے ہم عمارت بنا لیتے ہیں بعد میں ہم اُس کی بنیاد کی طرف آتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ فنانس بل بنیاد تھی جس کو ایوان میں پہلے discuss ہونا چاہئے تھا۔ ابھی تک ہم نے پیسا اکٹھا کرنے کا بندوبست کیا نہیں ہے اور بجٹ کل ہی پاس کر لیا ہے جس کی تمام اخباروں میں سُرخیاں لگ گئیں۔ آج کے روزنامہ "جنگ" میں سُرخی لگی ہوئی ہے کہ پنجاب حکومت نے 16-2015 کا بجٹ پاس کر لیا ہے جسے میں سمجھتی ہوں کہ اس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ پہلے ہم اپنی بنیاد کو دیکھیں پھر اس کے اوپر بلڈنگ کو تعمیر کریں۔ اس بجٹ سے صاف پتا چلتا ہے کہ حکومت کی malafide کیا ہے؟ پنجاب کے غریب عوام کو بجائے relief دینے اور سکون دینے کے کہ وہ سکھ کا سانس لے سکیں لیکن آپ نے اُن پر مزید بوجھ ڈال دیا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر پنجاب انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس بل بھی، میں نے دیکھا ہے تو کیا وجہ ہے کہ یہ ہمارے فنانس بل کا حصہ نہیں بن سکا؟ This should have been part of the Finance Bill. میں اپنی محترمہ وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کو فنانس بل کا حصہ بننا چاہئے تھا۔ اس بل کی وساطت سے پہلے آپ 10 فیصد انکم ٹیکس لے رہے ہیں پھر 16 فیصد فنانس بل میں ڈال دیا ہے تو یہ on top of this all آپ 0.90 percent یہ جو پنجاب انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس بل ہے اس کی مد میں آپ لوگوں کا خُون چُوسنے جا رہے ہیں اور پھر on the value of goods imported and exported in Punjab میں سمجھتی ہوں کہ یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے کہ یہ صرف پنجاب پر لگا ہے۔ یہ خیبر پختونخوا میں ہو گا، سندھ میں ہو گا اور نہ ہی یہ بلوچستان میں ہو گا۔ پنجاب کے لوگوں کے ساتھ یہ سراسر زیادتی ہو گی اور یہ ٹیکس ہر انسان پر ہو گا یعنی ہر وہ بندہ جو manufacturing کر رہا ہے، جو produce کر رہا ہے اور جو consume کر رہا ہے۔ آپ نے ہر شخص پر یہ ٹیکس لگا دیا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے یہ جو ٹیکس لگایا ہے through Punjab Infrastructure Development Programme میں سمجھتی ہوں کہ حکومت جو پاور پلانٹس لگانے جا رہی ہے خاص طور پر جو ساہیوال میں 600 میگاواٹ اور کئی اور پلانٹ لگنے والے ہیں تو اس سے ساری سڑکوں کی ٹوٹ پھوٹ ہو گی اور اس کا بل ہمارے غریب عوام ٹیکس کی صورت میں ادا کریں گے۔

جناب سپیکر! میں Capital Value Tax پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے دس لاکھ کی جائیداد پر ٹیکس لگا دیا ہے sales and exemption---

جناب سپیکر: یہ ٹیکس میں نے نہیں لگایااور سپیکر صاحب نے ٹیکس نہیں لگایاجنہوں نے لگایاہے آپ ان کی بات کریں۔(قہقہہ)

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!یہ ٹیکس حکومت نے لگادیاہے۔اس وقت دومرلے کا گھر دس لاکھ روپے کاہےاورایک غریب آدمی ساری زندگی کماکر پھر کہیں یہ گھر۔۔۔

جناب سپیکر: جی،آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر!آپ کی حکومت اب اس پر ٹیکس لگادے اور پھرAir ticketing پر بھی ٹیکس لگادیاہے۔کتنے افسوس کی بات ہے کہ جولوگ اور بچے یہاں سے جاناچاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی محترمہ!آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ۔بہت مہربانی اور شکریہ۔آپ تشریف رکھیں۔جی،سردار شہاب الدین خان صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر!بہت مہربانی۔میں بات شروع کروں گا کہ بڑے اچھے الفاظ سے یہ ٹیکس یعنی کہ ten new such services have been included under the tax net میں حکومت وقت کو گزارش کروں گااور پبلک کو بھی کہوں گا کہ ہمیں ٹیکس نیٹ میں آناچاہئے لیکن جب تک یہ clarify نہیں ہوگا کہ میں ٹیکس دوں،جنوبی پنجاب ٹیکس دےاور وہ خرچ ہو لاہور پر تو میں کیوں ٹیکس دوں۔ جب ٹیکسcollection کا مسئلہ آتا ہے اور پہلے بھی بہت سے taxesغریب کاشتکار،مزدوراور کسان پر لگے ہوئے ہیں۔جہاں سےtax collection ہوتی ہے اگر وہاں ان کے مطابق انہیںservices transfer ہوں تو وہ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں۔اگر ٹیکس دینے کے بعد ٹیکس کا پیسااور ہمارا پیسا صرف میٹرو بس پر لگناہے،underpasses پر لگناہے،لاہور پر لگناہے یاجی ٹی روڈ پر لگناہے تو پھر وہ ٹیکس کیوں دیں؟

جناب سپیکر!اتنا بڑا ظلم،ابھی میرے معزز بھائی نے بات کی کہ ایک کاشتکار زرعی ٹیکس دیتا ہے، پہلے آبیانہ، پھر مالیہ، پھر زرعی ٹیکس اور اب زرعی انکم پر ٹیکس، پچھلے بجٹ پر بات کر چکے ہیں کہ کاشتکار نے جو خرچ کیاہے اسے اس کا پیسا واپس نہیں ملااور وہ ٹیکس نیٹ میں آجائے۔پھر اس کے متبادل میں تاجر طبقے کی بات کروں گااور پہلے میں اپنے ضلع کی بات کرتاہوں کہ جن لوگوں کو ٹیکس نیٹ میں آنا چاہئے وہ لوگ ٹیکس نیٹ میں نہیں آتے اور جو لوگ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے وہ ٹیکس نیٹ میں آتے ہیں۔ مجھے ٹیکس نیٹ میں آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ٹیکس لگائیں لیکن خدارا، خدارا اکٹھے ہونے والے

ٹیکس کو خرچ کرنے کے لئے ایک مضبوط اور فعال mechanism چاہئے۔ جس کا ٹیکس ہو اسی پر خرچ ہو اور یہ نہ ہو کہ تخت لاہور اور نوکر شاہی پر یہ ٹیکس خرچ ہو نہ کہ اس غریب عوام پر۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گی لیکن میری بجٹ تقریر میں اور پچھلے چار پانچ دنوں میں ہم نے کئی initiatives بتائے کہ جو ہم عام آدمی کے لئے اس بجٹ میں propose کر رہے ہیں۔ ایک دو نہیں بلکہ درجنوں initiatives ایسے ہیں چاہے وہ rural roads ہوں، وہ کسانوں کے لئے ٹریکٹرز پروگرام ہو، صاف پانی کا پروگرام ہو اور ایک آدھ نہیں کئی initiatives جو عام آدمی کی بہتری کے لئے، اس کے استعمال کے لئے اور service provision کی improvement کے لئے ہم لے کر آئے ہیں۔ اپوزیشن نے بھی بارہا یہ بات کی ہے کہ service improve کریں، provide بہتر کریں لیکن جب ہم یہ بات clearance کرتے ہیں تو ہم یہ نہیں سوچتے اور شاید بھول جاتے ہیں کہ اس کو فنڈ کرنے کے لئے ہمیں پیسے چاہئیں۔ آج پاکستان کا tax pay GDP ratio دنیا کے lowest levels پر ہے۔ ہم کیسے فنڈ کریں یہ ساری improvement اور ترقی کیسے ہو؟ ہاں یہ valid point ہے کہ ہم ایسے وسائل سے کریں کہ ایک عام آدمی پر بوجھ نہ پڑے۔ ضرور کریں، اگر ہم اپنے بڑے بڑے امیر لوگوں کو exemption دے دیں گے، ان کا contribution عام آدمی کی service provide کرنے کے لئے نہیں ہو گا تو کام کیسے چلے گا؟ ڈویلپمنٹ کیسے آئی گی اور service کیسے improve ہو گی؟ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بالکل clear بتایا ہے کہ resource mobilization strategy کیا ہو گی۔

جناب سپیکر! ابھی اپوزیشن کے ایک معزز ممبر نے بہت ہی اچھی طرح وضاحت سے بتایا کہ International agencies تک یہ کہہ رہے ہیں کہ ہماری ریونیو leakage ہے حالانکہ ہمارے پاس improvement of revenue collection کے بڑے وسائل ہیں۔ اپنی بجٹ تقریر میں exactly یہی strategy ہم نے adopt کی ہے اور ہم نے کہیں بھی tax rate نہیں tax rate بڑھایا۔ کسی ایک چیز کا ہم نے نہیں بڑھایا آپ کسی بھی جگہ پر اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ ہمارا focus رہا ہے un tax اور under tax sector پر کہ جو لوگ ٹیکس نہیں دے رہے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ contribute کریں۔ ہمارا سارا focus under tax sector کو tax rate پر لانا ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے عام آدمی کی service پر ٹیکس لگایا ہے، میں آپ کو بیان کرتی ہوں کہ ہم نے نئی

services پر جو ٹیکس لگائے ہیں ان میں charted accountants lawyers, corporate اور tax consultants پر تو یہ کون سے عام آدمی ہیں جو یہ services استعمال کر رہے ہیں جن کو یہ ٹیکس دینا پڑے گا؟

جناب سپیکر! ہم نے جو services tax sectors پر لگائی ہیں وہ عام آدمی کے استعمال کی services نہیں ہیں۔اس کا incident regressive نہیں ہو سکتا۔وہ ایک well to do آدمی پر tax burden پڑے گا اور دیکھیں let's admit it آپ اعتراض کریں کہ ان کو contribute کرانا ہم سب کی social responsibility ہے۔ایک بات کا اور ذکر کروں گی کہ یہاں پر air tickets پر ٹیکس کی بات ہوئی۔دیکھئے عام آدمی تو air ticket استعمال نہیں کرتا، بالکل clear ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ Federal excise duty already لگی ہوئی ہے۔آپ سے گزارش یہ ہے کہ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی on services taxes پر already لگ رہی ہے اور یہ Provincial domains ہیں۔ ہم نے صرف یہ کیا ہے کہ Provincial domain جو ہمارا ہے ہم اس پر ٹیکس لگا رہے ہیں کہ دیکھیں یہ ہمارا domain ہے اور ہمیں اس پر ٹیکس لگا لینے دیں اس سے ٹکٹ پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ان کی territory نہیں ہے، ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے Services sector already negotiation شروع کر دی ہیں کہ وہ اسے retrieve کرے۔ Provinces کا sector ہے ہمیں اس پر ٹیکس لگا لینے دیں۔اس پر already ہماری ان سے بات چیت شروع ہے تو اس ٹیکس کا price پر فرق پڑنے والا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! بات ہو رہی ہے انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس کی، ابھی ایک اور محترم ممبر نے یہ بات اٹھائی کہ ہم نے انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس لگا دیا ہے جو کہیں نہیں لگا ہوا۔ میں اس بات کی تھوڑی سی وضاحت کرتی چلوں کہ 1994 سے انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس صوبہ سندھ میں لگا ہوا ہے۔اس وقت Principal source of revenue ہے اور ہم نے کوئی نئی چیز نہیں لگا دی اور یہ ٹیکس خیبر پختونخوا میں بھی لگا ہوا ہے جبکہ infect سندھ نے تو اپنا rate بڑھایا ہے۔ ہم نے 0.9 فیصد پر لگایا ہے اور وہ کچھ suggest کر رہے ہیں 1.24، خیبر پختونخوا میں بھی یہ ٹیکس لگا ہوا ہے تو کوئی نیا ٹیکس ایسا نہیں ہے جو ہم لگا رہے ہیں۔ ہماری آپ سے یہ گزارش ہے کہ یہ ٹیکس تو پہلے سندھ والے collect کروا رہے ہیں اور ہمارا ٹیکس لے جا رہے ہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم اس کو اپنے صوبے میں لگائیں تو ہمیں اس پر کچھ وضاحت کرنا ضروری ہے۔ میں یہ بات reiterate کروں گی کہ کوئی tax rate نہیں

بڑھا، میں پھر یہ بات reiterate کروں گی کہ عام آدمی پر taxation کا burden کوئی ایسی service پر ہم نے نہیں لگایا جو عام آدمی یہ claim کر سکے یا چھوٹا taxpayer یہ claim کر سکے کہ اُس پر ٹیکس لگایا ہے۔ جو ٹیکس نئی services پر include ہوا ہے وہ formalized بڑے taxpayers پر ہوا ہے جتنے بھی taxpayer mention ہوئے ہیں ہم نے خود خیال کیا ہے کہ عام آدمی پر burden نہ پڑے اس وضاحت کے ساتھ بات ختم کرتی ہوں اور شکریہ ادا کرتی ہوں۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2015, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. Now we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو شہباز گو، گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"گو عمران گو، گو عمران گو" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please. Order please on both sides.

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Finance Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون انفراسٹرکچر ڈویلپمنٹ سیس پنجاب2015

MR SPEAKER: Now, we take up The Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015. First reading starts. Minister for Finance may move the motion for consideration of the Bill. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015, as introduced, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015, as introduced, be taken into consideration at once."

LEADER OF OPPOSITION*(Mian Mehmood-ur-Rasheed)*: Mr Speaker! I oppose?

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو، گو نواز گو" کی نعرے بازی)

جناب سپیکر: جی، opposed، یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے مہربانی کریں۔

قائدِ حزبِ اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر !میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ نے بڑی خوبصورتی اور جس انداز سے portray کرنے کی کوشش کی انتہائی قابل افسوس بات ہے۔ ہر چیز کا انہوں نے کہہ دیا کہ کسی ٹیکس میں ہم نے اضافہ نہیں کیا آپ نے تو کشمیر کا جو ڈوگرا راج تھا اُس کی مثال پنجاب میں پیدا کر دی ہے۔آپ کیا بات کر رہی ہیں،آپ نے عام آدمی پر 10لاکھ کی جو exemption تھی جو پراپرٹی پر ٹیکس کی limit تھی، وہ بھی ختم کر دی ہے۔ایک لاکھ روپے کی بھی کوئی آدمی sale purchase کرے گا اُس پر بھی ٹیکس ہو گا آپ کیسے کہتی ہیں کہ یہ ٹیکس عام آدمی پر نہیں ہے؟آپ کوئی مال دار آدمیوں کے ٹیکس نیٹ میں اضافہ نہیں کر رہے 32لاکھ لوگ اس وقت پنجاب میں سے 26لاکھ لوگ ہیں یہ Central Board of Revenue کی رپورٹ ہے جو ٹیکس نیٹ میں آنے کے قابل ہیں آسکتے ہیں۔یہ اُس طرف نہیں جاتے،businessmen کی طرف نہیں جاتے، سرمایہ دار کی طرف نہیں جاتے ، امیر لوگوں کی طرف نہیں جاتے ،billionaire اور traders کی طرف نہیں جاتے یہ غریب آدمی کی طرف جاتے ہیں۔انہوں نے جب بھی ٹیکس لگایا ہے کسان پر لگایا ہے، غریب آدمی کے اوپر لگایا ہے اس کا جواب محترمہ وزیر خزانہ دے دیتی تو میں خوش ہوتا کہ دس لاکھ کی جو exemption تھی اُس کی limit کو بڑھانا چاہئے تھا آپ نے اُس کو نہیں بڑھایا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو انفراسٹرکچر سیس بل پاس ہو رہا ہے یہ already 16 فیصد ٹیکس ہم نے۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. Order please.

قائدِ حزبِ اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر !16 فیصد ٹیکس تو پہلے لگا ہوا ہے جو آپ نے ابھی یہ کہا کہ یہ 16 فیصد goods کی transportation پر ٹیکس لگا دیا ہے۔ میں اس کی مثال یہ دیتا ہوں کہ اوکاڑہ سے ایک آدمی 100 من گندم لے کر لاہور آرہا ہے یا 20 من گندم لے کر لاہور آرہا ہے اُس کی price کو 16 فیصد کے حساب سے آپ دیکھ لیں اگر ایک لاکھ اُس کی cost ہے 16 ہزار روپیہ وہ وہاں پر carriage کے علاوہ اُس پر دے گا تو فرق کس کو پڑے گا؟فرق اُس ٹریڈر، ٹرانسپوٹر کو نہیں پڑے گا فرق عام consumer کو پڑے گا، فرق اُس مزدور اور کسان کو پڑے گا جو دو کلو آٹا روز لے کر اپنا گزارہ کرتا ہے وہ آٹا مہنگا ہو گا، چاول مہنگے ہوں گے، کپاس مہنگی ہو گی ہر چیز مہنگی ہو گی۔ دراصل یہ ٹیکس جو ہے۔۔۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"ڈوگرا شاہی نہیں چلے گی" کی نعرے بازی)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"گو عمران گو، گو عمران گو" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: Order please. Order please.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ ساہیوال میں ایک Coal Power Project لگ رہا ہے جس کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے اس Coal Power Project پر جب یہ ورکنگ شروع کریں گے تو ڈیڑھ ہزار ٹرک ملتان روڈ پر ہر وقت گردش میں رہیں گے، سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ پھر کیا ہو گا کہ 660 میگا واٹ بجلی یہاں سے پیدا ہو گی جو نیشنل گرڈ میں جائے گی اور وہاں سے یہ ہمیں ملے گی لیکن اس کی سزا پورے پنجاب کی عوام کو بھگتنا پڑے گی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب آپ نے 16 فیصد goods پر ٹیکس لگا دیا اس کے بعد اس ٹیکس کا یعنی value goods پر 0.90 فیصد کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا کیونکہ اس سے ہر چیز مہنگی ہو گی۔ اس سے مزدور، کسان، عوام اور غریب لوگ پس جائیں گے۔ بزنس کلاس، ٹریڈر کلاس اور بڑے ٹرانسپورٹر کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ اس ٹیکس نے پھر کرپشن کا دروازہ کھولنا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس کسی طور پر بھی عوام کی فلاح کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ عوام کے لئے زہر قاتل ہے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو عمران گو" کی نعرے بازی)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015, as introduced, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے
"گو عمران گو" کی نعرے بازی)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Minister for Finance!

منظور شدہ اخراجات برائے سال2015-16 کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Dr. Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the Schedule of Authorized Expenditure for the year 2015-2016.

MR SPEAKER: The Schedule of Authorized Expenditure for the year 2015-16 has been laid.

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015 (Bill No.23 of 2015)….

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جب سوال put کر دیا جائے تو اصولی طور پر پوائنٹ آف آرڈر ہوتا تو نہیں ہے لیکن آپ کی مرضی ہے۔ جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ کے سوال put کرنے سے پہلے میں کھڑا ہو گیا تھا۔ گزارش یہ ہے کہ اتنی عجلت میں یہ چار پانچ Bills پر legislation ہونے جا رہی ہے یہ عمومی طور پر بجٹ سیشن میں ایسا نہیں ہوتا۔ ہماری جو بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے۔ اس میں بھی ان Bills کا کسی جگہ پر ذکر نہیں ہے۔۔۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: Order please order. ان کی بات سنیں۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آج یہاں Bills lay کرنے ہیں اور پھر ان کو پاس کروانا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں کو اپنی اس روش کو بدلنا چاہئے۔ مانا کہ ان کے پاس اکثریت ہے لیکن جب legislations ہوتی ہے تو ہمارے پاس اس قانون سازی کے لئے ایک سال میں 365 دن ہیں اور ہم کھینچ کر 100 دن پورا کرتے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آج حکومتی بنچوں نے جو چار پانچ مسودات کے حوالے سے شب خون مارا ہے، یہاں پر مسودات رکھ دیئے ہیں اور یہ جلدی سے ان کو پاس کروانے کے چکر میں ہیں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ ان Bills کی approval کے لئے بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کوئی بات نہ ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ شیڈول تو پڑھیں یہ شیڈول کے اندر موجود تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! نہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اپنی عددی اکثریت کے بل بوتے پر ہمیں bulldoze کریں گے اور آپ اتنی جلدی میں یہ پانچ چھ Bills پاس کروائیں گے۔ یہ بجٹ سیشن ہے اب اس میں ضمنی بجٹ بھی آئے گا اس پر cut motion آئیں گی اس پر بات ہو گی اور وہ پاس ہو گا۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ اس بزنس کو drop کریں اور آپ یہ legislation ماہ رمضان المبارک کے بعد رکھیں تاکہ تمام منتخب نمائندے اس legislation میں حصہ لے سکیں، وہ contribute کر سکیں اور وہ اپنا point of view دیں سکیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ آپ چھ سات مسودات قانون آج یہاں پر رکھ دیں، آپ کی اور حکومتی بنچوں کی خواہش ہو کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ سارے Bills پاس ہو جائیں ہم اس کو بالکل oppose کرتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس موقع پر یہ کوئی مناسب طریقہ ہے اگر حکومتی بنچوں والے بضد ہیں کہ یہ Bills آج یہاں پر رکھیں

گے، چیف منسٹر صاحب کی طرف سے نیچے سٹاف کھڑا ہے اور کسی ایم پی اے کو باہر نکلنے نہیں دیا جارہا کہ یہ Bills آپ نے پاس کر کے جانا ہے۔ وہ وہاں پر کاغذ قلم پکڑے ہوئے ہیں، حاضری لگ رہی ہے اور کوئی ایم پی اے دائیں بائیں نہیں جاسکتا۔ باہر پہرے دار کھڑے ہیں اور پہرے داروں کی موجودگی معزز ممبران کی توہین ہے۔ یہ اپنی مرضی سے یہاں پر نہیں بیٹھے بلکہ یہ مجبوراً یہاں پر بیٹھے ہیں۔ انہوں نے یہ طے کیا ہے کہ آج یہ Bills پاس کرنے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: نہیں۔ ایسے نہ کریں۔ آپ میری بات سنیں۔ دیکھیں کہ یہ رپورٹس 11 تاریخ کو lay ہوئی ہیں۔ یہ حکومت نے لے کر آنا ہوتا ہے تو پھر یہ لے کر آئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر حکومتی بنچوں کے کہنے پر Bills پاس کرنے ہیں تو ہمیں Bulldoze کریں گے۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بجٹ سیشن کے دوران جیسے آج کا دن ہے اور جس دن فنانس بل نے lay ہونا ہوتا ہے اور پاس ہونا ہوتا ہے۔ اس میں سرکاری بزنس لیا جاسکتا ہے، یہ rules میں provided ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ bulldoze تو اس وقت کہا جاتا ہے جب آپ کسی بھی بل کو rules suspend کر کے لائیں تو اسے یہ کہا جاتا ہے کہ بڑی جلدی اور عجلت میں bulldoze کر کے یہ بل لایا جارہا ہے۔ ان Bills کی رپورٹس 11۔ جون کو lay ہوئیں یعنی آج سے 13 دن قبل یہ reports lay ہو چکی ہیں۔ اب اگر قائد حزب اختلاف یا ان کے معزز ممبران اپنے بزنس کو صحیح طور پر نہیں دیکھ سکے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 13 دن بعد یہ بل ایجنڈے پر لایا گیا ہے۔ اگر محترم قائد حزب اختلاف یا ان کے معزز ممبران اس میں ترامیم نہیں لا

سکے اور اس پر objections نہیں لا سکے تو آپ consideration کی motion کو oppose کر لیں۔ آپ نے جس طرح سے فنانس بل پر without amendment بات کی ہے تو آپ اس پر بات کر سکتے ہیں۔ میں اپوزیشن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ آپ ان Bills میں کیا oppose کریں گے ؟وہ ٹرانسپورٹر یا وہ لوگ جو بسوں میں overload کرتے ہیں ان کو روکنے اور فائن کرنے کے لئے یہ Motor Vehicle Bill ہے۔

جناب سپیکر!دوسرا بل غازی یونیورسٹی کا ہے تو آپ کیا oppose کریں گے ؟لیکن آپ oppose کرنا بھی چاہتے ہیں تو آپ consideration کی motion کو oppose کریں اور آپ اس پر بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!میں یہ سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب کی رمزیں تو بڑے رانا صاحب ہی جانیں۔ دیکھیں! بات یہ ہے کہ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تو اس میں ڈاکٹر سید وسیم اختر، قاضی احمد سعید اور تمام پارٹیوں کے پارلیمانی لیڈرز وہاں پر موجود تھے۔ وہاں جو بھی discussion ہوئی اس میں کہیں پر ان Bills کے پاس ہونے کا ذکر نہیں آیا۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! میری بات سنیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!وہاں یہ clear بات ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر: میری گزارش سن لیں کہ آپ کے پاس یہ شیڈول آ چکا تھا، آپ کے پاس یہ شیڈول موجود ہے اور آپ کو شیڈول کی کاپی بھجوائی گئی ہے۔ اگر وہ نہ بھجوائی گئی ہوتی تو اور بات تھی۔ ہم اسی کے مطابق چلے ہیں،

(a) Consideration and Passage of Finance Bill;

(b) Laying of the Schedule of Authorized Expenditure;

(c) Other Govt. Business, if any.

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!اس if any میں، جب ہم وہاں ڈیڑھ گھنٹہ بیٹھے رہے اور ہم نے بجٹ سیشن کی تمام جزیات پر بات کی اور day by day بات کی کہ اتنے دن میں یہ ہو سکتا ہے ،اتنے دن میں وہ ہو گا، Private Members Day ہونا چاہئے یا اس کو Monday or Tuesday تک لے جائیں، یہ اجلاس 26۔ جون سے آگے چلا جائے گا اور 30 تاریخ آ جائے گی۔ یہ بات وہاں ہو سکتی تھی کہ ہم نے یہ چار Bills بھی پاس کروانے ہیں اور ہم سرکاری بزنس

میں یہ Bills لے کر آرہے ہیں۔مطلب،ان کا وہاں پر تو ذکر نہیں کیا۔اب یہاں پر اچانک آدھے گھنٹے کے اندر یہ پاس کروانا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوری رویہ نہیں ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ آج ان کو take up نہ کریں لیکن اگر آپ پھر بھی باضد ہیں تو ہم تمام پارلیمانی لیڈروں سمیت بائیکاٹ کر رہے ہیں اور یہ point out کر رہے ہیں کہ عددی اکثریت کے بل بوتے پر آپ ہمیں bulldoze کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: ہم bulldoze نہیں کر رہے۔یہ bulldoze کرنے والی بات غلط ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!دراصل محترم قائد حزب اختلاف چاہتے یہ تھے کہ وہ کسی نہ کسی بہانے بائیکاٹ کریں کیونکہ ان Bills پر ان کے پاس بات کرنے کے لئے کچھ تھا ہی نہیں۔یہ بات آج تک کبھی ہوئی نہیں ہے کہ گورنمنٹ اپنا بزنس اپوزیشن سے اجازت لے کر پیش کرے۔جو دن گورنمنٹ بزنس کے لئے مختص ہے اس میں گورنمنٹ اپنا بزنس لا سکتی ہے اور ان بلوں کے بارے میں ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے تھا کہ 11 تاریخ کو جس دن یہ اجلاس شروع ہوا،ان بلوں کی رپورٹیں ہم نے اس دن کیوں پیش کیں؟اس دن رپورٹیں پیش کرنے کا مقصد یہی تھا کہ بجٹ اجلاس میں جس دن یہ allow ہوگا کہ رولز کے مطابق ہم گورنمنٹ بزنس لا سکتے ہیں تو ہم ان بلوں کو for consideration لے کر آئیں گے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ یہ اپوزیشن کے دوستوں نے فضول ضد کی ہے اور آپ سے میری گزارش ہے کہ آپ دو یا تین معزز ممبران کو بھیجیں کہ وہ ان کو سمجھائیں اور واپس لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: چودھری شیر علی صاحب!،ملک ندیم کامران صاحب!آپ جائیں اور اپوزیشن کے معزز ممبران کو منا کر واپس لے آئیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں 2015

MR SPEAKER: Now, we take up the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015 (Bill No.23 of 2015). First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

None has opposed. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)اسٹامپ 2015

MR SPEAKER: Now, we take up the Stamp (Amendment) Bill 2015 (Bill No.27 of 2015). First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Stamp (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Stamp (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

None has opposed. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Stamp (Amendment) Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Stamp (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Stamp (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Stamp (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون ماس ٹرانزٹ اتھارٹی پنجاب2015

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Mass transit Authority Bill 2015 (Bill No.22 of 2015). First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Mass transit Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Mass transit Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

None has opposed. Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Mass transit Authority Bill 2015, as recommended by the Standing Committee on Transport, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

CLAUSE 15

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Mass transit Authority Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Mass transit Authority Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Mass transit Authority Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون(ترمیم)غازی یونیورسٹی،ڈیرہ غازی خان2015

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015. First reading starts. Minister for Law may move the motion for consideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it. The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015, as recommended by Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER: Second reading starts. Now, we take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Ghazi University, Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ڈپٹی سپیکر: قواعد کی معطلی کی تحریک ہے۔ وزیر قانون، راناثناء اللہ خان لوڈشیڈنگ کے حوالے سے قرار داد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف کی اپنے بزنس میں دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ انہوں نے یہ قرارداد پہلے پیش کی تھی۔ میں اس میں ترمیم پیش کرنی

چاہتا تھا لیکن انھیں میڈیا کے پاس جانے کی جلدی تھی اور وہ اسی جلدی میں اپنی قرارداد کو بھی بُھول گئے ہیں۔

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کراچی اور اندرون سندھ میں شدید گرمی کی وجہ سے سینکڑوں افراد کی ہلاکت پر افسوس کا اظہار

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان کراچی اور اندرون سندھ شدید گرمی کی وجہ سے سینکڑوں افراد کی ہلاکت پر انتہائی دُکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے نیز یہ ایوان بجلی کی مجموعی پیداوار میں اضافہ جو گزشتہ سالوں میں بارہ سے تیرہ ہزار میگا واٹ کے درمیان تھی اب ساڑھے

پندرہ ہزار سے ساڑھے سولہ ہزار تک ہو گئی ہے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔وفاقی حکومت اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی دوست ملک چین کے تعاون سے آئندہ سالوں دسمبر 2017تک بجلی کی پیداوار کو ملکی ضرورت کے levelپر لانے اور لوڈشیڈنگ کے مکمل خاتمے کی کوششوں کو سراہتا ہے۔مزید برآں یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ماہ رمضان میں سحری وافطاری کے اوقات میں بجلی کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان کراچی اور اندرون سندھ شدید گرمی کی وجہ سے سینکڑوں افراد کی ہلاکت پر انتہائی دُکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔نیز یہ ایوان بجلی کی مجموعی پیداوار میں اضافہ جو گزشتہ سالوں میں بارہ سے تیرہ ہزار میگا واٹ کے درمیان تھی اب ساڑھے پندرہ ہزار سے ساڑھے سولہ ہزار تک ہو گئی ہے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔وفاقی حکومت اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی دوست ملک چین کے تعاون سے آئندہ سالوں دسمبر 2017تک بجلی کی پیداوار کو ملکی ضرورت کے levelپر لانے اور لوڈشیڈنگ کے مکمل خاتمے کی کوششوں کو سراہتا ہے۔مزید برآں یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ماہ رمضان میں سحری وافطاری کے اوقات میں بجلی کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔"

اس قرارداد کی مخالف نہیں کی گئی اس لئے یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان کراچی اور اندرون سندھ شدید گرمی کی وجہ سے سینکڑوں افراد کی ہلاکت پر انتہائی دُکھ اور افسوس کا اظہار کرتا ہے اور ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کرتا ہے نیز یہ ایوان بجلی کی مجموعی پیداوار میں اضافہ جو گزشتہ سالوں میں بارہ سے تیرہ ہزار میگا واٹ کے درمیان تھی اب ساڑھے پندرہ ہزار سے ساڑھے سولہ ہزار تک ہو گئی ہے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔وفاقی حکومت اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی دوست ملک چین کے تعاون سے آئندہ سالوں دسمبر 2017تک بجلی کی پیداوار کو ملکی ضرورت

کےlevelپر لانے اور لوڈشیڈنگ کے مکمل خاتمے کی کوششوں کو سراہتا ہے۔مزید برآں یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ماہ رمضان میں سحری وافطاری کے اوقات میں بجلی کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر:واضح رہے کہ کل ضمنی بجٹ پر بحث ہو گی جو معزز ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوادیں۔آخر میں وزیر خزانہwind upتقریر فرمائیں گی۔

آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 25۔جون 2015بوقت صبح10:00بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعرات،25۔جون2015

(یوم الخمیس،7۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد 15:شمارہ 12

887

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ 25۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

889

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

جمعرات،25۔جون2015

(یوم الخمیس،7۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری محمد رمضان قادر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ؕ
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۧ

سورۃ الفاتحۃ آیات 1 تا 7

سب طرح کی تعریف اللہ ہی کو (سزاوار) ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے(1) بڑا مہربان نہایت رحم والا(2)انصاف کے دن کا حاکم(3)(اے پروردگار)ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں (4)ہم کو سیدھے رستے چلا (5)ان لوگوں کے رستے جن پر تو اپنا فضل وکرم کرتا رہا(6) نہ ان کے جن پر غصے ہوتا رہا اور نہ گمراہوں کے (7)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حدودِ طائرِ سدرہ حضور جانتے ہیں
کہاں ہے عرشِ معلیٰ حضور جانتے ہیں
بروزِ حشر شفاعت کریں گے چُن چُن کر
ہر اِک غلام کا چہرہ، حضور جانتے ہیں
پہنچ کے سدرہ پہ روح الامین یہ کہنے لگے
یہاں سے آگے کا رستہ، حضور جانتے ہیں
خدا نے اس لئے قاسم انہیں بنایا ہے
کہ بانٹنے کا قرینہ، حضور جانتے ہیں

حلف

نو منتخب معزز ممبر اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک نو منتخب ممبر جناب محمد ناصر چیمہ پی پی۔97 گوجرانوالہ حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ میں ان سے کہوں گا کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف اٹھالیں پھر اس کے بعد حلف نامہ رجسٹر پر دستخط بھی فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب محمد ناصر چیمہ نے بطور ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب
حلف اٹھایا اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: آپ کو مبارک ہو۔ آپ کوئی بات کرنا چاہیں گے لیکن مہربانی یہ فرمانا کہ آپ اس معزز ایوان کے ممبر ہیں، میری تمام معزز ممبران سے درخواست ہو گی کہ ایک دوسرے کی عزت کا بھی احساس کیجئے اور ایک دوسرے کے لیڈر صاحبان اور قائدین کا بھی لحاظ کیجئے۔ ہم اپنی بات اچھے الفاظ میں کریں بجائے اس کے کہ کوئی ایسے الفاظ اس ایوان میں استعمال نہ کئے جائیں جس سے کسی کی دلآزاری ہوتی ہو۔ شکریہ

جناب محمد ناصر چیمہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے ان جماعتوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے دن رات محنت کر کے مجھے منتخب کروایا ہے اور کامیاب کروایا ہے جن میں پی ٹی آئی، پاکستان عوامی تحریک، پی ایم ایل (ق)، جماعت اسلامی اور تحریک اسلامی وغیرہ شامل تھیں۔ ساتھ ہی میں اپنے صوبہ پنجاب اور ملک پاکستان اور خاص طور پر اپنے حلقہ انتخاب کے حقوق کے لئے اپوزیشن میں بیٹھ کر ان کی بات کروں گا اور جو ملک اور پنجاب کی بہتری میں ہو گا وہی کروں گا۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی بجٹ بابت سال15-2014 پر عام بحث

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں اور آج ضمنی بجٹ برائے سال15-2014 پر عام بحث ہے۔ اب ہم ضمنی بجٹ برائے سال15-2014 پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں اور آخر میں اس کو وزیر خزانہ wind up کریں گی۔ آپ وقت کا لحاظ کیجئے اور جن صاحب نے پہلے بولنا ہے قائد حزب اختلاف کی جگہ میاں محمد اسلم اقبال صاحب ہیں۔ بہر حال ان سے بھی درخواست ہو گی کہ دوسروں کا خیال کیجئے کیونکہ کئی اور مقررین ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے۔ میرے پاس آپ کا ایک نام آیا ہے باقی صاحبان کے بھی نام یقیناً آ رہے ہوں گے۔ آپ خود ہی ذرا وقت کا خیال کیجئے گا۔ کل کے بارے میں بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ کل ہم نے کیا کرنا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میری ایک تحریک استحقاق تھی جو میں نے پرسوں دی تھی اُس کے بارے میں، میں پوچھنا چاہتا تھا کہ آج اگر وہ take up ہو جاتی تو اچھا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کو اُس کے بارے میں تھوڑا سا صبر کرنا پڑے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! صبر میں اجلاس ہی ختم نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: اجلاس ختم ہو نہ ہو اس سے تحریک کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ میرے ساتھ بیٹھئے گا اُس کو طریقے سے کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ کے ساتھ بیٹھ کر کچھ مک مکا کروں؟

جناب سپیکر: ایسی بات نہیں ہے، میں مک مکا والا ہوں اور نہ آپ مک مکا والے ہیں، ذرا خیال کریں مک مکا نہیں ہو گا اچھی بات ہو گی۔ جی، میاں اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ ضمنی بجٹ پر اپنی چند گزارشات آپ کے سامنے رکھ سکوں۔ مہذب معاشروں کی اسمبلی کے اندر جب سالانہ بجٹ بنایا جاتا ہے تو پھر اُس بجٹ کے مطابق اُس پر عمل بھی کیا جاتا ہے۔ وہاں پر اسمبلی کے ووٹ کی اہمیت کو مدنظر رکھا جاتا ہے اُس کے مطابق جب اسمبلی سے بجٹ پاس ہوتا ہے تو پھر من وعن اُس کی utilization کے اوپر

کام کیا جاتا ہے۔ ضمنی بجٹ ہم یہ تو سنتے آئے ہیں جو لڑکا میٹرک یا مڈل کے امتحان میں فیل ہو جائے تو اُس کی سپلی آجاتی ہے اور وہ اپنی سپلی clear کرنے کے لئے امتحان کے اندر reappear ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ جس کی مالیت بھی میں ابھی آپ کو بتاؤں گا۔ حکومت کے تمام وہ کارنامہ ہائے ہیں جو انہوں نے یہاں پر انجام دیئے ہیں اُس کے بارے میں تھوڑی سی detail آپ کو بتاؤں۔ اب میرا خیال ہے کہ بات تو یہ طے ہو گی کہ حکومت پہلے بجٹ میں ناکام ہو گئی اور اب وہ ضمنی بجٹ کے ذریعے اپنے آپ کو ایوان کے اندر پاس کروانا چاہتی ہے۔ 42۔ارب 95 کروڑ 33 لاکھ 74 ہزار روپے کا ضمنی بجٹ انہوں نے اس ایوان کی مہر لگوانے کے لئے رکھا ہے تاکہ ان دونوں volume کے اندر انہوں نے جو گڑ بڑ کی ہے اُس کے اوپر اسمبلی کی سٹیمپ لگ جائے اور وہ پاس ہو جائے۔ اُس کے اندر کیا ہوا ہے پورے ایوان میں کسی نے پڑھا ہے یا نہیں پڑھا وہ ایک الگ بات ہے۔ کوئی اس کو study کر سکا کہ اس کے اندر کیا کیا کچھ ہے، کس کس طرح سے اُن figures کو کونوں کے اندر چُھپا چُھپا کر رکھا گیا تاکہ کسی کی نظر نہ پڑ جائے۔ ہم نے بجٹ پڑھ لیا، اس کو دیکھ لیا، اس پر بحث بھی ہو گی اور بحث بھی کریں گے جو کر سکتے ہیں۔ جتنے ایوان کے معزز ممبر بیٹھے ہیں اگر یہ بجٹ آپ اُن کو اردو میں دے دیں جو وہ پڑھ سکیں، جو دیکھ سکیں جن کو پھر احساس ہو کہ عوام کی جو tax money ہے اُس کے ساتھ یہ کیا سلوک کر رہے ہیں۔ اللے تللے کے وہ تمام اخراجات کی detail ضمنی بجٹ کی volume 1 اور volume 2 کے اندر ڈالی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ صحت کے بجٹ کے حوالے سے بھی انہوں نے ضمنی بجٹ مانگا ہے۔ کچھ گزارشات اُس حوالے سے کروں گا تاکہ یہ پتا چلے کے صحت کے حوالے سے ان کی کیا ترجیحات تھیں۔ کتنا بجٹ رکھا گیا، کتنا بجٹ استعمال ہوا، کتنا بجٹ استعمال نہیں ہو سکا اور کتنے بجٹ کو بیوروکریسی نے figures کو بہتر کرنے کے لئے اُس بجٹ کو reduce کر کے اُس کی percentage نکال کر ایوان کے سامنے پیش کر دی، although بجٹ کچھ اور پیش کیا گیا تھا۔ ہسپتالوں کے اندر جو حالت ہے اس کا تھوڑا سا نقشہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہوں گا تاکہ step by step چیزوں کو میں discuss کر سکوں۔ سرکاری ہسپتالوں پر توجہ دینے کی بجائے حکومت نے اُن کاموں پر توجہ دی جو شاید نظر آتے ہیں میٹرو، انڈر پاس اور فلائی اوور ہو گیا، سرکاری ہسپتالوں کے اندر ڈاکٹروں کی کمی، نرسز کی کمی، بیڈز کی کمی کو حکومت پوری کرنے میں بُری طرح ناکام رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ حکومت کے عہدے داروں اور منسٹرز کے بارہا بلند بانگ دعوؤں کے باوجود ہسپتالوں کے اندر غریب آدمی کو علاج معالجے کی مفت سہولت میسر نہیں ہو سکی۔ اس موجودہ اسمبلی کے اندر جو تینوں بجٹ

2013-14,2014-15اور2015-16پیش کئے گئے ان میں بڑی بڑی باتیں کی گئیں ۔میں ان کے assuranceکے حوالے سے جو انہوں نے پہلا بجٹ 2013-14کے اندر پیش کیا اُس کے اندر انہوں نے کیا دعوے کئے میں پڑھ کر سناؤں گا۔2013-14گزر گیا،2014-15گزر گیا اور2015-16آ گیا اُن میں سے ان کا کوئی وعدہ پورا نہیں ہو سکا اور غریب عوام کے لئے بجٹ تو استعمال نہیں ہوا لیکن ان کی من پسند کمپنیوں کو وہ بجٹ ملا یہ audit report میں ہے جو میں ابھی تھوڑی دیر میں آپ کو پڑھ کر سناؤں گا۔اتنی شہنشاہیت کہ جس کو جو مرضی اور جس طرح مرضی اُٹھا کر دے دیں اور پھر اُن سے پوچھا بھی نہ جائے۔ میرا خیال ہے کہ جمہوری حکومت کے اندر عوام ہوتی ہے، رعایا نہیں ہوتی یہاں پر انہوں نے ہمارے ساتھ سلوک رعایا والا شروع کر دیا ہے۔ جمہوریت کا لبادہ اوڑھ کر ہمارے اوپر شہنشاہیت آ گئی اور ہمیں رعایا سمجھنا شروع کر دیا جبکہ ہم رعایا نہیں ہیں۔ ہم عوام ہیں، یہ جمہوریت ہے تو جمہوریت کی صحیح معنوں کے اندر تعریف بھی وہی کرنی چاہئے جو جمہوریت کے علمبردار دنیا میں گزرے ہیں انہوں نے اس کی تعریف کی ہے۔ میں ایک چھوٹی سی مثال آپ کو دوں گا صوبائی دارالحکومت لاہور جس کے اس وقت سرکاری ہسپتال کے اندر 2ہزار783ڈاکٹرز،2ہزار225نرسز، 8500بیڈز کی اشد ضرورت ہے اور پہلے بھی اسمبلی کے floor پر میں نے یہ بات کی اب پھر کر رہا ہوں کہ ہم کسی ہسپتال میں چلے جائیں سفارش کے بغیر دوائی نہیں مل رہی۔ایم پی اے ،ایم این اے کی سفارش کے بغیر دوائی نہیں مل رہی، بیڈ نہیں مل رہا اور ventilator نہیں مل رہا۔ جنرل ہسپتال جہاں پر لاہور بھر کی head injuries اور دوسرے کیسز آتے ہیں،آپ یقین مانئے ایک جوان بچے کے لئے میں نے کئی دفعہ فون کیا لیکن ventilator نہیں مل سکا۔ جب صوبائی دارالحکومت جہاں وزیراعظم،وزیراعلیٰ اور بڑے فیڈرل منسٹر ہیں۔اس صوبے کے اندر یہ صورتحال ہے تو ڈیرہ غازی خان میں کیا ہو گا، یہ جنوبی پنجاب والے کیوں کھپ ڈالتے ہیں،کیوں رولا ڈالتے ہیں؟ یہ صحیح رونا روتے ہیں، یہ اپنی محرومیوں کا رونا روتے ہیں، یہ صحیح کہتے ہیں کہ ہمیں دکھایا کچھ جاتا ہے اور کیا کچھ جاتا ہے۔ یہ صحیح کہتے ہیں کہ ہمیں بجٹ کے دنوں میں بجٹ تو بہت بھاری بھر کم دکھا دیا جاتا ہے لیکن جب استعمال کرنے کی باری آتی ہے تو اس کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہوں پر استعمال کر لیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ ہم نے ٹوٹل بجٹ کا 35فیصد south belt میں رکھ دیا ہے۔ جمہوری دور کے اندر ان لوگوں میں محرومیاں پیدا ہو رہی ہیں اور ان کی محرومیوں کو دور کرنے کا وقت ہے۔ یہ اگر صوبہ مانگتے ہیں تو ٹھیک مانگتے ہیں، یہ ان کا حق ہے اور پاکستان کا آئین ان کو یہ حق دیتا ہے۔

جناب سپیکر! خادم اعلیٰ نے لاہور کو پیرس اور پیرس سے استنبول بنانے کا جو خواب دیکھا ہوا ہے۔پیرس بنا نہیں اور پیرس سے استنبول میں آ گئے۔یہ شاید پاس پاس ہی لگتے ہیں۔ محکمہ صحت پنجاب کی سرکاری دستاویزات کے مطابق لاہور میں اس وقت 255 وہ تمام چھوٹے موٹے ہسپتال موجود ہیں جن کی میں آگے detail بتاؤں گا جن میں

38 BHUs, 95 Dispensaries, 1 District Hospital, 6 Rural Health Centres, 58 MCH Centres, 42 Teaching Health Facilities, 9 Specialize Hospital

اور چار THQs کام کر رہے ہیں۔ لاہور کے تمام ہسپتالوں میں صرف 4961 ڈاکٹرز اور 4797 نرسیں موجود ہیں۔ان کی کمی میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں آپ کے سامنے بیان کی جبکہ باقی تمام اسامیاں خالی پڑی ہیں۔آپ میٹرو کے ایک کلو میٹر پر 2۔ارب روپیہ تو بڑی آسانی سے لگا دیتے ہیں لیکن ہسپتالوں میں غریب آدمی مرتے جا رہے ہیں وہاں پر آپ کو توفیق نہیں ہوتی کہ ڈاکٹروں کی اسامیاں پوری کر دی جائیں۔آپ 4 کروڑ روپیہ تو ڈی جی،ایل ڈی اے کو انعام کے طور پر میٹرو بنانے پر دے دیتے ہیں لیکن آپ یہ نہیں دیکھتے کہ غریب عوام کس پُرسان حال سے گزر رہی ہے،اس کو ڈسپرین مہیا نہیں ہے۔آپ نے تو شہنشاہیت کی مثال پیدا کر دی ہے کہ جس کو چاہیں جو مرضی دے دیں کیونکہ آپ کا پیسا ہے اور غریب عوام آپ کی خادم ہے۔

جناب سپیکر: ذرا ٹائم کا بھی خیال کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں request کروں گا کہ مجھے تھوڑی بات کر لینے دیجئے۔

جناب سپیکر: باقیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ضرور کریں لیکن میں ضمنی بجٹ پر بول رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بولیں لیکن دوسروں کا بھی خیال کیجئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! سن لیں، سچی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، سنائیں!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف ابھی تک تشریف نہیں لائے اس لئے تھوڑی سی مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کا اپنا ایک استحقاق ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ان کا استحقاق تو نہیں لے سکتا وہ ہمارے لیڈر ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، دوسروں کے ٹائم کا خیال کیجئے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے لاہور کے ہسپتالوں اور ان میں جو کمیاں ہیں ان کی آپ کے سامنے بات کی ہے آپ نے ہیلتھ کا ضمنی بجٹ تو منظور کروانے کے لئے بات کر لی ہے لیکن یہ سوالیہ نشان جو میں میڈم منسٹر کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں کہ کیا یہ بتائیں گی کہ ہسپتال کے اندر کب تک یہ اسامیاں پُر کر لیں گی؟

جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے بھی بات کروں گا کیونکہ یہاں جنوبی پنجاب کے دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ جنوبی پنجاب کے تین بڑے سرکاری میڈیکل کالج ہسپتالوں میں 58 پروفیسر، 46 ایسوسی ایٹ پروفیسر، 55 اسسٹنٹ پروفیسر اور 13 سینئر رجسٹرار، 1600 سے زیادہ نرسیں پیرا میڈیکل سٹاف سمیت دیگر عملے کی اسامیاں گزشتہ کئی سالوں سے خالی پڑی ہیں۔ پھر لاہور کے ہسپتالوں پر اُدھر سے پریشر تو آئے گا۔ جب آپ اُن کو سہولتیں نہیں دیں گے تو پھر مسائل تو پیدا ہوں گے۔ قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور میں پروفیسر کی 16، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی 16، اسسٹنٹ پروفیسر کی 30 اور ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج میں پروفیسر کی 16، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی 9، اسسٹنٹ پروفیسر کی 3 جبکہ شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان میں پروفیسر کی 23، ایسوسی ایٹ پروفیسر کی 13، اسسٹنٹ پروفیسر کی 19 اور سینئر رجسٹرار کی 13 اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ جب آپ ہیلتھ کا بجٹ رکھتے ہیں تو پھر اس کے مطابق اس کی utilization بھی ایوان کو بتایا کریں۔ اس میں فراڈ بازی نہیں ہونی چاہئے اس میں تو بات ٹھیک کی جانی چاہئے۔ 14-2013 کے بجٹ کے مطابق انہوں نے ڈویلپمنٹ کا بجٹ 19۔ ارب 45 کروڑ 58 لاکھ 51 ہزار روپے رکھا۔ اس کی جو saving آئی وہ 45.14 تھی۔ جب انہیں پتا چلا کہ یہ figure تو عوام کے سامنے جائے گی، اسمبلی کے سامنے پیش ہو گی تو انہوں نے یکدم reverse مارا اور اس ڈویلپمنٹ کے فنڈ کو 14۔ ارب 56 کروڑ 12 لاکھ اور 21 ہزار روپے کر دیا۔ انہوں نے اس کا 26.70 فیصد variance کر دیا۔ یہ تو ان کی کارکردگی ہے جو میں آپ کے سامنے بتا رہا ہوں۔ ایک اور 13-2012 کے variance کے حوالے سے 17۔ ارب 25 کروڑ 9 لاکھ 52 ہزار روپے ہے اور اس کی 46.54 فیصد variance بنتی ہے اس کو کم کر کے 11۔ ارب 71 کروڑ 16 لاکھ 76 ہزار روپے کر دیا گیا۔ اسمبلی کچھ اور پاس کرے، یہ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر figures کو تبدیل کر لیں۔ مجھے بتائیں کہ اس ایوان کے اندر آپ بجٹ پاس

کیوں کرواتے ہیں؟ نہ کروائیں، رہنے دیں، یہ خود بنالیں، بیوروکریسی کو کہہ دیں، آپ نے بیوروکریسی کی لکھی ہوئی تقریر پڑھنی ہے۔ بیوروکریسی کو کیاپتا، انہیں تو علاج معالجے کی مفت سہولتیں میسر ہیں، وہ تو غریب آدمی کو میسر نہیں ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم ہیلتھ انشورنس کے حوالے سے عوام کے لئے بہت کچھ کریں گے۔ انہوں نے موبائل ہیلتھ یونٹ کی ناکارہ سکیم کو جاری کیا اور میں اس کی تھوڑی سی detail بتادیتا ہوں۔ میڈم منسٹر اس کو ذرا غور سے سن لیں کیونکہ وہ ان کے رنگ میں اسی طرح رنگی گئیں جبکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری بہن بہت قابل عورت ہے، ماہر معاشیات ہے، ان کا پڑھانے کا بھی تجربہ ہے لیکن مہربانی کرکے ان figures کو بھی دیکھیں کہ آپ کی ناک کے نیچے یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں ہیلتھ انشورنس کے حوالے سے یہ کہہ رہا ہوں کہ:

Unauthorized payment of operational cost without execution of agreement rupees 100.59 million.

جناب سپیکر: کتاب کا نام بھی بتادیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ 13-2012 کے مطابق، اس میں کہا گیا کہ:

During audit of Health Department it was revealed that an amount of Rs.90.59 million was paid to M/S MEDI-URGE @ 250 per patient for providing health, care services, two mobile units, purchased by the Govt. which was subsequently outsourced to M/S MEDI-URGE. The vouched account pertaining to the said payment was not produced to audit.

جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب بیٹھ جائیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ نہ پریشان ہوا کریں، آپ یکدم پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں اور آپ کے بچوں کے فائدے کی بات کر رہا ہوں، آپ نہیں سننا چاہتے تو میں بند کرکے بیٹھ جاتا ہوں۔

The payment was released without entering into an agreement. Mr Speaker!

جناب سپیکر!آپ نے یہاں پر بلند بانگ دعوی کیا کہ ہم موبائل یونٹس بنا رہے ہیں جو لوگوں کو دیکھا کریں گے،آپ نے پیسے کن کو دے دیئے،ان کا تو آپ آڈٹ ہی نہیں کر سکتے۔

The payment was released without entering into agreement with the firm in the absence of the vouched account. Therefore, the authenticity of the expenditure could not be verified.

جناب سپیکر!جب آپ کہتے ہیں کہ ضمنی بجٹ ہمیں دے دو جتنا بھی پیسا ہے ہم خود اس کو کر لیں گے،جو آپ منظور کرواتے ہیں،جو آپ متعلقہ اداروں اور authorities کو دیتے ہیں۔اس بارے تو آپ ان سے پوچھ نہیں سکتے اگلا بجٹ ہم آپ کو کیوں دے دیں؟اسمبلی جواب مانگتی ہے اور آپ ہمیں جواب دیں کہ آپ جو بجٹ دوسروں کو دیتے ہیں تو آپ ان کی performance تو دیکھیں گے، یہ عوام کا tax money ہے اور یہ کسی کے ذاتی پیسے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر!سرکاری ہسپتال کے اندر جو ایک شیڈول دیا جاتا ہے کہ آپ نے مریض سے کیا charge کرنا ہے۔اس کے مطابق آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ کے مطابق پنجاب کے سرکاری ہسپتالوں نے کلینیکل سروسز اینڈ ایڈمشن کی مد میں مریضوں سے 240 ملین روپے سرکاری نرخوں سے زیادہ وصول کئے۔یہ بھی آڈیٹر جنرل پاکستان کی 14-2013 کی رپورٹ کے اندر درج ہے اور اس کا صفحہ نمبر 131 اور 132 ہے۔اس کے اندر وہ تمام details ہیں جو میرا خیال ہے اگر آپ اس کو پڑھ لیں گے تو پتا چل جائے گا کہ عوام کو یہ کس طرح سے deal کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر:جی،آپ کی مہربانی،ٹائم کا کچھ خیال کیجئے۔دوسروں کو بھی موقع ملنا چاہئے۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!آپ ایک Drug Testing Laboratory بنا رہے ہیں۔آپ ضرور بنائیں، کوئی اعتراض نہیں ہے،اچھا قدم ہوگا لیکن جو پہلی بنی ہوئی ہیں DTL جسے Drug Testing Laboratory کہتے ہیں آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے جا رہے ہیں؟آپ نے ایک اخبار کے اندر expression of interest کے حوالے سے ایک اشتہار دیا اور اس ڈیپارٹمنٹ میں پتا چل گیا کہ ایک فیڈرل منسٹر جو ایک خاص منسٹر ہے ان کے بیٹے کو نوازنے کے لئے انڈیا کی چنائی کی کمپنی کے ساتھ آپ agreement کر رہے ہیں۔یہ وہی کمپنی ہے جس نے پی آئی سی کے اندر جب میڈیسن دی تھی تو سینکڑوں اموات واقع ہو گئیں۔آپ اس Drug Testing Laboratory کو ختم کر کے

انڈیا کے ساتھ معاہدہ کرنے جارہے ہیں۔ حکومت کوئی خوف خدا کھائے، پہلے سینکڑوں اموات ہو گئیں،اب آپ نے فیڈرل منسٹر کے بیٹے کو نوازنے کے لئے یہ کام پکڑ لیا۔ وہ یہاں نہیں رہتے ،پاکستان میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے،ان کا باہر کاروبار زندگی ہے اور ان کے بیٹے کو نوازنے کے لئے یہ کام کیا جارہاہے۔ کمپنی پر کمپنی،لوٹ مار اور لوٹ سیل لگادی،ہر جگہ کمپنی جو کام ایک روپے میں ہونے والا تھا وہ ایک لاکھ روپے میں ہونا شروع ہوگیا۔ میں چاہوں گا کہ میڈم منسٹر صاحبہ اس بارے میں بھی تھوڑا سا ضرور جواب دیں۔۔۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! یہ صبح سے ایک ہی تقریر چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں بات کرتا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اب میں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے تھوڑے حقائق آپ کے سامنے رکھوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بڑی مہربانی، اب آپ ذرا تھوڑی سی جلدی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں تھوڑی چیزیں لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ ایل ڈی اے کا ادارہ یعنی لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے آپ نے ایل ڈی اے کی بدمعاشی پورے شہر میں شروع کر دی۔ چھوٹی چھوٹی دکانیں، جو کھوکھے بنے ہوئے ہیں، جو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے under آتے تھے، جہاں سے commercialization fee اکٹھی کی جاتی تھی۔ آپ نے بدمعاشی کر کے ان کے اختیارات کس آئین اور قانون کے تحت واپس لے کر ایل ڈی اے کو دے دیئے؟ وہ پورے لاہور شہر کے اندر دکانیں seal کرتا پھرتا ہے اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ غریب کو دکان سے پکڑا جاتا ہے، اس کے گریبان سے پکڑ کر اسے باہر نکالا جاتا ہے اور اس کا شٹر نیچے کر کے تالا لگا کر اس پر seal لگا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! لوگوں کو دو وقت کی روٹی میسر نہیں اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم نے ٹیکس فری بجٹ دیا ہے۔ آپ نے تو غریب کا جینا حرام کر دیا ہے اور آپ نے غریب ویسے مار دینے ہیں، آپ کو اپنی تسکین کی ذاتی انا کے لئے جو آپ کے منہ سے قول نکل جاتے ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے جو کچھ مرضی کرنا پڑ جائے آپ اپنی ضد ضرور پوری کریں گے۔ آپ ایک ضدی بچے کی طرح ضرور کام کریں گے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب! بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! please چند minutes چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، ایک minute میں مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پچھلے دس سال سے آپ نے ان اداروں کا آڈٹ نہیں کیا، آپ نے ٹاؤنز کو پیسے دیئے، اگر میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں، اگر حکومت ان ٹاؤنز کی کرپشن میں ملوث نہیں ہے تو پھر اس floor پر میڈم منسٹر آپ یہ اعلان کریں کہ ہم لاہور کے تمام ٹاؤنز کا سپیشل آڈٹ کروا رہے ہیں۔ اگر یہ اعلان نہیں کرتے تو میں یہ سمجھوں گا کہ حکومت نے اپنے سیاسی بندوں کو وہاں پر مقرر کیا ہوا ہے، جو لوگوں کا اربوں روپیہ رمضان بازار، سستا بازار اور اتوار بازار کی شکل میں اپنی جیبوں میں ڈال رہے ہیں۔ وہاں پر جو لائٹس آتی ہیں، وہاں پر جو patchwork کیا جاتا ہے، وہاں پر جو سیوریج پڑتا ہے اور وہاں پر پانی کے پائپ پڑتے ہیں ان تمام میں کرپشن ہوتی ہے۔ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ بڑی مہربانی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ صرف مجھے پانچ منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب! آپ ایسے نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ بھی ایسے نہ کریں، آپ مہربانی کریں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! کیا دوسروں کا ٹائم نہیں ہے؟ یہ 371 ممبران کا ایوان ہے۔ یہ صرف میرا اور آپ کا تو نہیں ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! صرف پانچ منٹ دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں۔ صرف دو منٹ میں بات ختم کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ سن لیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، order pleases order in the House. آپ کیا کرتے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ضمنی بجٹ Volume-I گورنمنٹ کی اشتہاری مہم، گورنمنٹ نے اپنی ذاتی ہنستی تصویروں کے اشتہارات غریب کی لاشوں پر لگائے ہیں وہ سنیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ سنائیں، جب آپ کا دو منٹ کا ٹائم پورا ہو جائے گا تو میں bell کر دوں گا۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر:جناب سپیکر!وہ صبح سے باتیں کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:جی،وہ باتیں کر رہے ہیں ،میں بھی سن رہا ہوں۔ جی،آپ مہربانی کریں۔ please carry on.

جناب محمد وحید گل:جناب سپیکر!خیبر پختونخوا کی لاشوں کی باتیں کریں۔۔۔

جناب سپیکر:آپ اُدھر جاکر خیبر پختونخوا میں کر لیں۔ میں تو آپ کو نہیں روکوں گا وہاں جو کرتے ہیں آپ بھی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!کبھی Fund for institutional arrangement for Media and National Narrative کے لئے5 کروڑ روپے،Fund for Media campaign regarding Law and Order Situationکے لئے ایک کروڑ 30 لاکھ روپے،پھر آگے Fund to meet the expenditure of the publicity campaign کے لئے 3 کروڑ75 لاکھ 6ہزار روپے ،پھر Fund for publicity campaign regarding appeal to Gujranwala Awamکے لئے ایک کروڑ9لاکھ 5ہزار روپے، اس کے بعد پھر 4کروڑ روپے کے فنڈز رکھ دیئے گئے۔اب جاتی امرا کے لئے بھی پھر تھوڑا سا سن لیں، انہوں نے کہا ہے کہ جاتی امرا اور ماڈل ٹاؤن کے لئے تو ہم نے ایک پیسا بھی نہیں رکھا۔ایڈیشنل چیف سیکرٹری جو بیسیوں دفعہ چائنا گئے اس کے لئے بھی کروڑوں روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔وہ تو چائنا کے دورے ایسے کرتے رہے ہیں جیسے چنگ چی رکشے پر چائنا آ جا رہے ہوں، چائنا ان کے لئے چنگ چی بنا ہوا ہے ،یہ تو ان کے لئے سمن آباد اور لوہاری دروازے کی طرح ہو گیا ہے،اس طرح اس مد میں بھی عوام کا کروڑوں روپیہ لگا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر:میاں صاحب!تشریف رکھیں۔Time is over now.

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر:بڑی مہربانی،آپ کا بہت شکریہ

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!مجھے ایک منٹ بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر:میں نے آپ کو پہلے ہی دو منٹ دیئے ہیں۔ بہت مہربانی۔ میاں صاحب! بہت شکریہ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! اسی طرح ایچ بلاک میں سکیورٹی کے لئے کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اب آپ میڈیا میں جائیں، بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ میاں صاحب! آپ میری بات نہیں مان رہے، آپ میری بات ہی نہیں سن رہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! دو منٹ اور دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات کو ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے، آپ کیا کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے دو منٹ کہا، پھر ایک منٹ کہا، میں اب آپ کو ٹائم نہیں دیتا، میاں صاحب! اب آپ مہربانی کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ میری بات تو ختم ہونے دیں۔

رپورٹیں

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب آپ ان کو ویسے ہی لکھوا دیں، بڑی مہربانی۔ چودھری عامر سلطان چیمہ مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک التوائے کار نمبر 237 اور 728 برائے سال 2014 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری عامر سلطانہ چیمہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "تحریک التوائے کار نمبر 237/14 اور 728/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 237/14 اور 728/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک التوائے کار نمبر 237/14 اور 728/14 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ، اربن ڈویلپمنٹ اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ کی توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری فقیر حسین ڈوگر مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کورم کی نشاندہی کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ نے مجھے اپنی تقریر مکمل نہیں کرنے دی لہٰذا میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس وقت question put کر چکا ہوں اس کے بعد دیکھوں گا۔

نشان زدہ سوال نمبر 14/2405 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری فقیر حسین ڈوگر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

Starred Question No. 2405/2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

Starred Question No. 2405/2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

Starred Question No. 2405/2014 asked by Dr Syed Waseem Akhtar MPA (PP-271)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: میاں اسلم اقبال صاحب! آپ کورم کی نشاندہی کرتے ہیں؟

کورم کی نشاندہی

میاں محمد اسلم اقبال: جی، کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کورم کی نشاندہی کر دی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہیں ہے لہٰذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔ تمام معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی کی جائے۔ معزز ممبران اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں گنتی کی جا رہی ہے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے لہٰذا کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں نے کورم کی نشاندہی کی تھی کورم پورا نہیں ہے اس لئے دوبارہ گنتی کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ میرا اختیار ہے آپ کا نہیں۔ آپ کی مہربانی، آپ کی بڑی مہربانی۔ میں کہتا ہوں کہ کورم پورا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کورم پورا ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! 84 ممبران ہیں۔

جناب سپیکر: 94 ممبران موجود ہیں. There are 94 members آپ ایسا نہ کریں۔ آپ ٹائم ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ جی، میاں طارق محمود صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پانچ منٹ بعد پھر کورم point out کروں گا۔

جناب سپیکر: وہ آپ کا اختیار ہے آپ کریں، آپ جو مرضی کریں لیکن 94 ممبران ہیں اس سے کم نہیں This I tell you آپ کو اس بات کا پتا ہونا چاہئے کہ گنتی میرا اسٹاف کرتا ہے میں نہیں کرتا۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ جی، میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو ضمنی بجٹ کے حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کو اور آپ کو۔۔۔

(اس مرحلہ پر کچھ معزز ممبران حزب اقتدار ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: آپ کی سیٹوں پر کہیں کانٹے تو نہیں ہیں جو آپ کو بیٹھنے نہیں دیتے، آپ پھر کدھر جا رہے ہیں؟ اگر کورم ٹوٹا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ جی، طارق محمود صاحب!

ضمنی بجٹ بابت سال 15-2014 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کا یہ طریق کار رہا ہے کہ اپنی تقریر کرنے کے بعد چاہے ان کو ایک گھنٹہ ملے چاہے دو گھنٹے ملیں وہ اپنی ساری تقریر مکمل کرنے کے بعد جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے تو ان کا رویہ مناسب نہیں ہوتا۔ سپیکر کی عزت و احترام اپوزیشن اور گورنمنٹ دونوں اطراف کو کرنا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کروانا جانتے ہیں۔ آپ اپنی بات کریں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! انہیں اس بات کا خیال کرنا چاہئے، میں خود دیکھ رہا ہوتا ہوں کہ آپ ان کے تمام معاملات اچھے طریقے سے deal کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے لئے آپ سب معزز ممبران ہیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم سب کو اس ایوان کے وقار کی خاطر اپنی اپنی جگہ پر احترام کرنا چاہئے، جب اجلاس ایک گھنٹہ لیٹ ہوتا ہے پھر بھی دیکھا جاتا ہے تو آپ سے میری یہ گزارش ہے کہ روایات کو قائم رکھنے کے لئے اپوزیشن کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ میاں محمد اسلم اقبال صاحب اپنی تقریر کر چکے ہیں اور انہوں نے extra time بھی لیا ہے اس کے باوجود جب انہیں کہا گیا کہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ آرام سے بیٹھ جاتے، کسی اور کو موقع دیتے انہوں نے یہ طریقہ استعمال کیا کہ کورم پورا نہیں ہے پھر جو میں نے پہلی بار کہا ہے کہ آکر سپیکر کو direct کہنا کہ کورم پورا نہیں ہے حالانکہ کورم پورا ہے، ساری دنیا دیکھ رہی ہے اور میڈیا بھی دیکھ رہا ہے کہ کورم پورا ہے لہٰذا میری گزارش ہے کہ ہمیں روایات کو قائم رکھنا چاہئے، ہمیں اس ایوان کے تقدس کو اور بہتر بنانا چاہئے جو ہم نہیں بنا رہے۔ ہمیں اس کو بہتر کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہماری جو سفارشات ہیں، ہم جو بہتر سمجھتے ہیں اس بارے میں ہمیں ایوان کے اندر اپنا اپنا نقطہ نظر ضرور بتانا چاہئے۔ آج یہ کہہ دینا کہ میٹرو بس پر 2۔ارب روپے جا رہے ہیں۔ کیا اس ملک میں، اس صوبے میں صرف ہسپتالوں کو ہی درست کرنے کی ضرورت ہے؟ اگر لوگوں کو بہتر سہولتیں ملیں گی، اگر بچوں کو کھیل کے میدان ملیں گے، اگر میٹرو بس جیسا منصوبہ ہو گا، مسافروں کو تکلیفیں نہیں ہوں گی تو بیماریاں ختم ہو جائیں گی۔ آج اس لاہور شہر کو دیکھ لیں، میں صبح چوک یتیم خانہ سے گزرا ہوں اسے دیکھ لیں ہماری حکومت نے مثالی کام کئے ہیں جو دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی۔ ایک بھی جو اچھا کام ہوا انہیں خدا نے توفیق نہیں دی کہ یہ کہیں کہ یہ کام اتنا اچھا ہے۔ وہ فاصلہ جو ایک گھنٹے میں طے ہوتا تھا آج وہ پندرہ منٹ میں طے ہوتا ہے۔ جو بہتری کے لئے کام ہوئے اگر آج راولپنڈی میں میٹرو بس کا منصوبہ آیا تو لوگوں کا وقت save ہوا، مزدوروں کو مزدوری کے لئے جانے کے مواقع ملے۔ یہ کہہ دینا کہ آج ہسپتالوں میں حالات اتنے خراب ہیں۔ کیا یہ منصوبہ پی ٹی آئی والے نہیں لا سکتے کہ کالا باغ ڈیم سے سستی بجلی ملتی ہے آؤ ہم قرارداد پیش کرتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنائیں۔ انہیں یہ بات نظر نہیں آتی؟ یہ سب سے اچھا منصوبہ لائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی بہتری کے لئے کام کریں گے۔سندھ میں گرمی پڑی تو یہاں پر ہم نے قرارداد پاس کی۔ جس طرح پنجاب میں ڈینگی کے بارے میں ہماری حکومت نے کام کیا اور اسے ختم کیا یہ دنیا میں ایک مثال ہے۔اس پر وزیر اعلیٰ نے جتنی محنت اور کوشش کی میں کہتا ہوں کہ صبح سے لے کر رات گئے تک ان کی ساری ٹیم کام کرتی رہی۔ کبھی ہم نے سوچا کہ کتنے عرصے میں ڈینگی کو ختم کیا گیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمیں جو کامیابی ملی یہ اسی محنت کی وجہ سے ملی ہے۔آپ جا کر کسی ہسپتال میں دیکھ لیں وہاں ایمرجنسی ملتی ہے، میڈیسن بھی ملتی ہے لیکن بہتری کی ضرورت ہے اور رہے گی، میں کہتا ہوں کہ ہم نے جو BHUs بنائے تھے وہ بڑے عرصے سے پرانے ہو گئے ہیں اب ہمیں انہیں تبدیل کرنا چاہئے اور انہیں بہتر کرنا چاہئے، ہمیں تمام صوبے میں dangerous buildings کے لئے پیسے رکھنے چاہئیں اور تمام بلڈنگز ٹھیک کرنی چاہئیں اور ان کو ٹھیک کرنے کی ضرورت ہے لیکن کسی نے جو اچھا کام کیا ہے اسے چھوڑ کر ساری کی ساری تقریر اور اسی پر اپنا وقت ضائع کر دیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے، غلط ہو رہا ہے۔ جو آڈٹ رپورٹ ہے وہ بھی اسی حکومت نے پیش کی ہے جس نے اپنی خامیاں نہیں چھپائیں اس کا کریڈٹ بھی اسی حکومت کو جاتا ہے کہ وہ آڈٹ میں تمام چیزیں لاتے ہیں۔ ہم بھی پی اے سی میں بیٹھتے ہیں تو ہم بھی کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ ہمیں اس حکومت اور اس ملک کا ایک ایک پیسا خرچ کرنے کے لئے اچھے طریقے سے سوچنا چاہئے۔ میری گزارش ہے کہ ہمیں اس بجٹ میں زمینداروں کے لئے ایک ایسی ٹیکنالوجی متعارف کرانی چاہئے جس میں سستے سے سستا سولر ٹیوب ویل زمیندار کو دیں اور اس ٹیوب ویل کی وجہ سے وہ زمیندار خوشحال ہو سکتا ہے۔ جیسے ہم نے گرین ٹریکٹر دیا اس طرح ضرورت ہے کہ ہم اس ضمنی بجٹ میں اس کو اس کا حصہ بنائیں تاکہ ہم اپنے زمیندار کو خوشحال کر سکیں اور اسے مہنگی بجلی اور مہنگا پٹرول نہ خریدنا پڑے اور وہ اس کی طرف آئے۔

جناب سپیکر!یہاں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ استنبول، یہ ہماری خوش قسمتی ہے اور ہماری حکومت کا یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ ہم اپنے ہی ایک مسلمان ملک ترکی کے ساتھ اپنے تمام پراجیکٹ چلانے لگ پڑے ہیں۔ جس طرح وہ ہماری support کر رہے ہیں، وہ جس دل سے یہاں آ کر اس ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس کی مثال بھی اس سے پہلے کوئی نہیں ہے۔ ہم یہ بھی کہہ گئے کہ ہم فرانس کو چھوڑ کر ترکی آ گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایک مسلمان ملک دوسرے مسلمان ملک کی مدد کرے اور ہم سب مل

کر اپنے معاملات کو چلائیں تو اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے ؟ہم ترکی کے ساتھ مل کر بہت سے منصوبے چلا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر رمضان بازاروں کا بھی ذکر ہوا۔میں challenge کرتا ہوں اور آپ پورے صوبہ کے کسی بھی رمضان بازار میں چلے جائیں تو وہاں پر آپ کو ایک سسٹم نظر آئے گا اور سستی ترین چیزیں ملیں گی۔حکومت نے قیمتوں پر کنٹرول کیا ہوا ہے۔حکومت اس حوالے سے بہت محنت کر رہی ہے اور دل سے چاہتی ہے کہ اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے تو اس پر تنقید کرنا مناسب نہیں۔البتہ جو معاملات خراب ہیں ان پر تنقید ضرور کریں۔میں اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں سے کہوں گا کہ ذرا کسی وقت شوکت خانم ہسپتال کا چکر بھی لگا لیں اور وہاں پر لوگوں کو ذلیل ہوتا ہوا دیکھیں۔اگر کسی غریب آدمی کو کینسر کا مرض لاحق ہو گیا اور وہ شوکت خانم ہسپتال علاج کے لئے چلا جائے تو اسے لمبے عرصے کی چٹ ملتی ہے کہ آپ کا علاج دو سال کے بعد شروع کیا جائے گا۔پنجاب حکومت اس صوبے میں بہتری لانے کے لئے دن رات کوشش اور محنت کر رہی ہے۔

جناب سپیکر!حزب اختلاف کی طرف سے موبائل ہیلتھ یونٹس پر بھی تنقید کی گئی۔ فرض کریں کہ اگر کسی علاقے میں فوری طور پر لوگوں کو علاج معالجہ کی ضرورت ہے تو اس کے لئے موبائل ہیلتھ یونٹس بہترین طریقہ ہے۔موبائل ہیلتھ وین کے ذریعے لوگوں کو بروقت علاج معالجہ کی سہولت میسر کی جا سکتی ہے لہٰذا اس اقدام کو تو appreciate کرنا چاہئے۔یہاں Drug Testing Laboratory کا بھی ذکر کیا گیا۔جس انداز اور تیزی کے ساتھ صوبے میں جعلی ادویات آ رہی ہیں اس کے لئے یہ Drug Testing Laboratory انتہائی ضروری ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب!آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!جنہوں نے کورم توڑا ان کو تو آپ نے زیادہ وقت دیا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تھوڑی سی ایک مجبوری تھی۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر!میری اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے گزارش ہے کہ ہم اپنے رویوں کو بہتر کریں۔ہم سب لوگ وقت پر آئیں،ایک دوسرے کا احترام کریں اور اس ایوان کی کارروائی کو اچھے طریقے سے چلائیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ ایوان میں تو موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: سات منٹ میں آپ اپنی بات ختم کریں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بہتر ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میاں طارق صاحب تو بائیس منٹ بولے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہے۔ مجھے علم ہے کہ انہوں نے کتنے منٹ بات کی ہے۔ مجھے بار بار آپ challenge کرتے ہیں۔ This is not good. Please be careful.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں شاید سات منٹ بات نہ کروں۔ اگر میں یہاں سات منٹ احتجاجاً خاموشی سے کھڑا رہوں تو یہ زیادہ بہتر ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ کچھ points پر بات کروں۔ میاں طارق صاحب نے بات کی ہے اور ابھی شاید وہ اُٹھ کر ایوان سے باہر چلے گئے ہیں۔ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ یہاں پر کوئی نہ کوئی اُٹھ کر خیبر پختونخوا کے ساتھ comparison ضرور کرتا ہے۔ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے بڑی دفعہ یہ comparison کیا گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایک طرف دو سال کا تجربہ جبکہ دوسری طرف 25 سالوں سے زیادہ کا تجربہ ہے لہٰذا دونوں کا آپس میں مقابلہ بنتا نہیں۔ جس بندے نے دو سال پڑھائی کی ہو وہ 25 سال پڑھائی کرنے والے کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے؟ ان کا آپس میں فرق دیکھنا اور سمجھنا بڑا آسان ہے۔ ایک کا دو سال کا تجربہ اور دوسرے کا 25 سالوں کا تجربہ یہ تو زمین آسمان کا فرق ہے۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کی سب سے زبردست بات یہ ہے کہ numbers کو ایک مرتبہ پھر fudge کیا گیا اور ایک مرتبہ پھر numbers کو plus and minus کیا گیا ہے۔ یہاں پر بیٹھے ہوئے 99 فیصد معزز ممبران نے اس کو پڑھا نہیں ہو گا۔ معزز ممبران کی اکثریت کو پتا نہیں کہ ان کتابوں کے اندر کیا لکھا ہوا ہے؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! کیا آپ نے اس بجٹ کو پڑھا ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ محترمہ اتنا شور مچا رہی ہیں۔ پہلے ان سے پوچھ لیں کہ کیا انہوں نے اس بجٹ کو پڑھا ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔ محترمہ! آپ خاموش رہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بیوروکریسی سے یہ numbers fudge کئے جاتے ہیں۔ معزز ممبران کو علم ہی نہیں کہ کیوں numbers بڑھائے جا رہے ہیں، کیوں ضمنی بجٹ لیا جا رہا ہے، کیوں پیسے جمع اور تفریق کئے جا رہے ہیں اور کیوں مختلف جگہوں پر funds allocate کئے جا رہے ہیں؟ Nobody knows anything. Everybody calmly sitting down here. کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ سب ٹھیک ہے۔ ہماری نئی وزیر خزانہ صاحبہ آئی ہیں جو کہ ایک اچھی تبدیلی ہے۔ It is a good change. Hopefully we are hopping مگر انہوں نے بھی وہیں تقریر کی اور وہی سب کچھ کیا جو کہ پچھلی دفعہ ہوا تھا۔ So, hopefully ہم expect کر رہے ہیں کہ ان کے آنے سے کوئی بہتر change آئے گی۔

جناب سپیکر! ہسپتالوں کی بات ہو رہی تھی۔ میں عرض کروں گا کہ صرف لاہور کے ہسپتالوں کا حال جا کر دیکھ لیا جائے۔ ہسپتالوں کے حالات کا نہ صرف اپوزیشن بلکہ حکومتی ممبران کو بھی بخوبی علم ہے۔ اس سچ کا سب کو پتا ہے لیکن حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے لوگوں میں بات کرنے کی ہمت نہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ سچ بات کہی جائے۔ سامنے والی لائن میں سے اگر کسی ایک بندے نے سچ بات کہی تو ان کو اُٹھا کر پیچھے بٹھا دیا جائے گا اور اگر پیچھے والے نے کہی تو اس کو ایوان سے باہر نکال دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: مراد راس صاحب! ضمنی بجٹ کے حوالے سے بات کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں تو آپ کو سچ بات بتا رہا ہوں۔ آپ ذرا میرے ساتھ سروسز ہسپتال چلیں۔ میں بتاتا ہوں کہ سروسز ہسپتال کا کیا حال ہے؟ اگر آپ نے کمرہ لینا ہے تو آپ کو رشوت دینا پڑے گی، ڈاکٹر کو چیک کروانا ہے تو رشوت دینا پڑے گی، آپ نے اپنے بستر کی شیٹ تبدیل کروانی ہے تو آپ کو رشوت دینا پڑے گی یعنی سروسز ہسپتال میں ہر کام کے لئے آپ کو رشوت دینا پڑے گی۔ سروسز ہسپتال یہاں سے صرف دس منٹ دُور ہے۔ یہاں بیٹھ کر باتیں کرنی بڑی آسان ہیں۔ یہاں ابھی میاں طارق صاحب رمضان بازاروں کی بڑی تعریف کر رہے تھے۔ میاں صاحب! میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو رمضان بازار لے کر جاتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ وہاں پر کیسی چیزیں فروخت ہو رہی ہیں۔ یہاں پر کھڑے ہو کر یہ کہنا کہ ہم نے بیس پچیس رمضان بازار لگا دیئے ہیں۔ لاہور کے اندر سوا کروڑ لوگ ہیں باقی صوبے کی طرف بھی توجہ دیں۔ لاہور سے باہر بھی دیکھ لیا کریں۔ ان کا تو لاہور ہی پنجاب ہے۔ یہ لاہور سے باہر کا تو سوچتے ہی نہیں۔ ابھی حکومتی بنچوں کی طرف سے میرے ایک معزز ممبر نے

ترکی کی بڑی زبردست مثالیں دی ہیں۔ہم ترکی جیسا نہیں بن سکتے۔ہم نے اپنے ملک کی صفائی کا contract بھی ترکی کی کمپنی کو دے دیا ہے۔اگر اتنے experiences کے ساتھ مسئلے حل نہیں ہو رہے تو پھر ہم سے رجوع تو کریں،پوچھیں تو سہی اور تجاویز تو لیں۔ہم بھی اس ملک اور صوبے کے خیر خواہ ہیں۔ہم اس صوبے کے دشمن تو نہیں ہیں۔اگر 25 سال کے بعد بھی ان سے مسائل حل نہیں ہو رہے اور سمجھ نہیں آ رہی کہ پولیس کو کس طرح ٹھیک کرنا، سمجھ نہیں آ رہی کہ ایجوکیشن کو کس طرح ٹھیک کرنا ہے، سمجھ نہیں آ رہی کہ ہیلتھ کو کیسے ٹھیک کرنا ہے تو ہم سے بات کریں۔ ہم کوئی اچھی suggestions دیں اگر ان کو ہماری suggestions پسند نہ آئیں تو کوئی بات نہیں مگر ہمارے ساتھ بیٹھیں تو سہی کیونکہ ایک چیز کا تو پتا لگ گیا ہے کہ 25 سال کے بعد بھی کوئی چیز ٹھیک نہیں ہو رہی۔ اگر مجھے 25 سال کے بعد یہاں کھڑے ہو کر کہنا پڑے کہ جی،ابھی بھی ہم سوچ رہے ہیں،ابھی بھی ہم اسے کر رہے ہیں،ابھی بھی ہم ان چیزوں کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں تو بات یہ ہے کہ ہمیں وہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیں وہ سب کچھ چھوڑ کر چلے جانا چاہئے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، میاں محمد اسلام اسلم!

میاں محمد اسلام اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!16-2015 کا بجٹ جس کا تخمینہ 1447۔ارب اور 24 کروڑ روپیہ ہے اس میں ترقیاتی بجٹ 15.9 فیصد بڑھایا گیا ہے میں اسے بہت اچھا اور معیاری بجٹ سمجھتا ہوں اور یہ محترمہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کی efforts ہیں۔ ہمیں جن چیزوں کی ضرورت ہے اُن کی نشاندہی ہمیں مثبت طریقہ سے کرنی چاہئے۔ جس طرح حزب اختلاف کے ہمارے بھائی تنقید برائے تنقید کرتے ہیں اس طرح سے تنقید نہیں کرنی چاہئے بلکہ اُس میں اصلاحی پہلو ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر!میں گزارش کروں گا کہ ہمارا نہری نظام 1902 کا designed ہے جو کہ 4.2 کیوسک فی ہزار ایکڑ کے حساب سے ہے۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب زمینیں آباد نہیں تھیں اور کاشتکاری اتنی زیادہ نہیں تھی۔ میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ اب اس کی نئی 7.6 designing کیوسک فی ہزار ایکڑ ہو چکی ہے تو اس پر عملدرآمد کرتے ہوئے اس کے لئے funding کی جائے تاکہ نئے نظام میں پانی چوری کی کمی ہو سکے۔

جناب سپیکر!میں دوسری گزارش یہ کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لئے 225۔ارب روپے کا package دیا تھا جس میں roads, livestock,

medicines, drinking water, irrigation water and developments کی بہت ساری سکیمیں تھیں تو ایک کمیٹی بنا کر ان کی ratio طے کی گئی تھی جس میں بہاولپور کو 50 فیصد، رحیم یار خان کو 35 فیصد اور بہاولنگر کو 15 فیصد حصہ دیا گیا تھا۔ اس سال اسی حساب سے ڈویلپمنٹ ہوئی اور الحمد للہ کام مکمل ہو چکے ہیں۔ اس ADP میں صرف ضلع بہاولپور کی roads شامل کی گئی ہیں تو میں محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ Serial No. 3934, 3935 and 3936 پر بہاولپور کو یہ roads دی گئی ہیں جبکہ ضلع رحیم یار خان کا 35 فیصد حصہ ہے وہ ہمیں دیا جائے جو کہ طے شدہ ہے۔

جناب سپیکر! اضلاع کی ADP میں تحصیلوں کے ساتھ منصفانہ سلوک نہیں کیا جاتا۔ میں چاہوں گا کہ کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ ہر تحصیل کو اُس کے حساب سے مناسب حصہ ملے کیونکہ ہیڈ کوارٹرز زیادہ funding لے جاتے ہیں اور تحصیلیں پیچھے رہ جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ چولستان کے علاقہ میں ایک لاکھ کی آبادی ہے وہاں پر پرائمری سکول ہیں لیکن ایک بھی ہائی سکول نہیں ہے۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی میٹنگ میں چیف سیکرٹری اور سیکرٹری پی اینڈ ڈی سے بھی یہ گزارش کی گئی تھی تو میں آپ کے توسط سے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ چولستان کے اُس علاقہ کے لئے بچوں اور بچیوں کا ایک ایک ہائی سکول بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو appreciate بھی کروں گا کہ انہوں نے ہمارے علاقہ میں ایک کیڈٹ کالج دیا ہے جو اس سال کی ADP میں شامل ہوا ہے اس پر میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اس سال گندم کی فروخت کا بہت زیادہ مسئلہ رہا۔ میں چاہوں گا کہ ایسی پالیسی بنائی جائے کہ آئندہ گندم کا حشر پچھلے سال جیسا نہ ہو۔ جب ہمارے پاس اپنی گندم وافر مقدار میں موجود ہے تو ہمیں Russia سے گندم خریدنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں چاہوں گا کہ آنے والے ٹائم میں ان باتوں کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے۔

جناب سپیکر! کسان کو ڈیزل اور ٹیوب ویل کی مد میں subsidize کیا جائے اور 12½ ایکڑ زمین پر پہلے جو ٹیکس لگتا ہے اُس کے علاوہ کوئی نیا ٹیکس نہ لگایا جائے۔

جناب سپیکر!تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان سے 100 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے اور ڈویژن بہاولپور سے بھی 100 کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے اور پنجاب کی بڑی تحصیلوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ تحصیل لیاقت پور کو ضلع کا درجہ دیا جائے اور میں اس forum پر دو دفعہ پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی، محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! گزشتہ ضمنی بجٹ کا size تقریباً 21۔ ارب 76 کروڑ سے زائد تھا اور اس دفعہ کا ضمنی بجٹ 100 فیصد اضافہ کے ساتھ تقریباً 42۔ارب روپے سے بڑھ چکا ہے۔ پورا ایوان یہ بات جانتا ہو گا کہ ضمنی بجٹ کی تعریف کیا ہے؟ اس کی تعریف ہے کہ خدانخواستہ کوئی ایمرجنسی یا ناگہانی حالات کی situations میں ضمنی بجٹ کو allocate کیا جاتا ہے۔ جب میں نے اس کتاب کو کھول کر دیکھا تو مجھے اتنی حیرانی ہوئی کہ ہنگامی حالت کیا ہے؟ ہنگامی حالت میں سولنگ، نالیاں، سڑکیں، افسران کے کچن اور رہائش گاہیں وغیرہ۔ یہ ہماری ہنگامی حالت ہے جہاں پر ہمارا ضمنی بجٹ لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بہت اہم بات جس کی آڑ میں ہمارا بے تحاشا پیسا برباد ہو رہا ہے۔پولیس والے head money کی ادائیگی کے نام پر سال میں کروڑوں روپے کا ہاتھ کر جاتے ہیں۔ میں اس ایوان سے یہ مطالبہ کروں گی کہ 2008 سے لے کر آج تک head money کے نام پر جتنی بھی ادائیگیاں ہوئی ہیں اُس پر ایک اعلیٰ سطح کا کمیشن بنا کر audit کرایا جائے تو ساری situation آپ کے سامنے آ جائے گی کہ ہمارا پیسا کس طرح اور کس مد میں استعمال ہو رہا ہے۔اسی طریقہ سے میں آپ کو ہنگامی حالت کی ایک اور مثال دوں گی کہ ضمنی بجٹ کی statement کے صفحہ 540 پر فنانس ڈیپارٹمنٹ کے تین افسروں کے لئے ایک ٹائلٹ اور کچن کے لئے 22 لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ یہ کیسی ہنگامی حالت ہے؟ یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔یہاں ضمنی بجٹ کی تعریف کو تبدیل کیا جائے اور بتایا جائے کہ وہ تعریف نہیں ہے بلکہ اصل تعریف یہ ہے کہ ہنگامی حالت toilets ہوتے ہیں اور ڈیکوریشن ہوتی ہے۔یہاں سادگی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے کہ سادگی اختیار کریں، سادگی ہی ہمارا مقصد ہونا چاہئے اور سادگی میں ہی سب کچھ ہے لیکن آپ یہ سادگی کی مثالیں چیک کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں یہاں پر پنجاب ہاؤس مری کی ضرور بات کروں گی۔ ماشاء اللہ وہ بھی ہنگامی حالت میں ہے جس پر 43 لاکھ روپے خرچ ہو گئے۔ ہمارے 7500 سکول ایسے ہیں جن کی

عمارات خطرناک حالت میں ہیں آپ پنجاب ہاؤس پر لاکھوں روپے لگا سکتے ہیں لیکن ان سکولوں کی مرمت کے لئے حکومت کے پاس پیسا نہیں ہے کیونکہ ان میں ہنگامی حالت نہیں ہے۔ پنجاب ہاؤس مری کی ڈیکوریشن اور فرنیچر ہنگامی حالت ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میرے خیال میں ہمارے خادم اعلیٰ صاحب گزشتہ دو سالوں میں کراچی نہیں گئے لیکن اس کے باوجود کراچی کی سرکاری رہائش گاہ پر ہر سال لاکھوں روپیہ استعمال ہوتا ہے۔اس سال ایک کروڑ46لاکھ روپے پنجاب ہاؤس کراچی کی تزین وآرائش پر خرچ کئے گئے کیا وہاں کتنی ہنگامی حالت ہے؟ جبکہ پچھلے دو سال سے خادم اعلیٰ کراچی گئے ہی نہیں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ کے بارے میں بڑا مشہور ہے کہ وہ انتہائی سادگی پسند ہیں لیکن بجٹ دستاویزات بتاتی ہیں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے 21کروڑ99لاکھ 35ہزار کا بجٹ رکھا گیا تھا۔اس کے برعکس انہوں نے 45کروڑ17لاکھ 6ہزار روپے خرچ کئے یعنی انہوں نے اپنی مختص شدہ رقم سے دو سو فیصد زیادہ استعمال کیا۔ یہ سادگی کی بہت بڑی مثال ہے۔ وزیر اعلیٰ کو چاہئے کہ ایک اچھی مثال قائم کریں اور اپنے اخراجات کو کم کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح entertainment کی مد میں ہنگامی صورتحال کو دیکھیں کہ اس مد میں4کروڑ70لاکھ روپے خرچ کئے گئے جبکہ اس مد میں دو کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے۔ ہمارا صوبہ مقروض ہے اور قرضوں کے اوپر ہم اتنے بڑے بڑے projects announce کرتے ہیں۔اس کے بعد entertainment کی مد میں اور لوگوں کو جو تحائف دے رہے ہیں اس مد میں بھی ہم کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ کیا یہ سادگی کی مثال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بات ضرور کرنا چاہوں گی کہ برادر ملک ترکی کے وزیر اعظم جنوبی پنجاب میں ہسپتال کا تحفہ دے کر جاتے ہیں، انہوں نے تحفہ دیا ان کی بڑی مہربانی۔اس تحفے کی آڑ میں وزیر اعلیٰ نے ذاتی تشہیر پر ایک کروڑ 33لاکھ 25ہزار روپے خرچ کر دیئے۔ انہوں نے تحفہ دیا بڑی اچھی بات ہے لیکن اپنی ذاتی تشہیر کے لئے انہوں نے کروڑوں روپیہ ہنگامی حالت میں خرچ کر دیا کہ میری publicity ہونا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے جو دعوے کئے تھے، دو سال ہو گئے ہیں تو لوگ اب ان کے جھوٹے وعدوں اور تقاریر سے تنگ آ چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری اختر عباس بوسال صاحب!

چودھری اختر عباس بوسال: جناب سپیکر! سالانہ بجٹ 16-2015 ایسے حالات میں پیش کیا گیا ہے کہ جب ملک پاکستان دہشتگردی کے خلاف اور سیلاب جیسی قدرتی آفات میں گھرا ہوا ہے۔یہ بجٹ قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن کا عکاس ہے جس میں صوبہ کی ترقی کے لئے واضح اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا حلقہ انتخاب دریائے چناب کے کنارے واقع ہے جس تیزی سے سیلاب نے پنجاب میں تباہی مچائی تھی اسی تیزی سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے سیلاب زدگان کو دوبارہ آباد کر کے خادم اعلیٰ ہونے کا عملی ثبوت پیش کیا۔ضرورت اس امر کی ہے کہ آئندہ سیلاب سے پہلے بروقت ممکنہ اقدامات کئے جائیں۔کسان اور کاشتکار جو کہ آبیانہ، مالیہ اور دوسرا ٹیکس بروقت ادا کرتا ہے تو ضروری ہے کہ انہیں انکم ٹیکس سے چھوٹ دی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کسانوں اور کاشتکاروں کو بجلی، کھاد اور ڈیزل پر سبسڈی دی جائے جس کے ثمرات کسانوں تک پہنچیں۔ گنے کے کاشتکاروں کو معاوضے کی بروقت ادائیگی کے لئے شوگر ملوں کو پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس ایوان کے تقریباً 50 یا 60 فیصد حضرات جو کہ زمیندار یا کاشتکار ہیں ان کو چاہئے کہ اس کے لئے بھی آواز اٹھائیں کہ زمینداروں کو انکم ٹیکس سے نجات دی جائے یا آبیانہ اور مالیہ معاف کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے سیشن ججز اور سول ججز کی نئی اسامیاں پیدا کر کے پنجاب میں انصاف کی بلا تاخیر فراہمی کا انقلابی قدم اٹھایا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ممبران اسمبلی کی باقی تینوں اسمبلیوں میں تنخواہیں بہتر ہیں۔اسی طرح پنجاب اسمبلی کے ممبران کی تنخواہیں بھی بہتر کی جائیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ معزز ممبران بجٹ پر اپنی جو بھی آراء پیش کرتے ہیں۔ حکومت ان کی آراء سے فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے لیکن یہ ریکارڈ پر ضرور آتی ہیں۔ایسی بات بھی نہیں ہے

کہ وہ تمام آراء اس قابل نہ ہوں لیکن بہت سے معزز ممبران نے بجٹ میں اپنا input دیا ہے۔ وفاقی وزیر خزانہ جناب اسحاق ڈار نے جس طرح قومی اسمبلی میں ترامیم کی ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اسی طرح ہماری وزیر خزانہ نے کسی ممبر کے کہنے پر ترمیم کی ہو۔

جناب سپیکر! آج میں جو بات کرنے لگا ہوں اس میں پنجاب کے اربوں روپے کا فائدہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس وقت عمرہ کا ویزہ ایک سے ڈیڑھ لاکھ روپے میں مل رہا ہے۔ اب عمرہ کا ویزہ کیوں اتنے پیسوں میں مل رہا ہے تو میں اگر figure دوں گا تو ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے لوگ پریشان ہو جائیں گے۔ میں ذمہ داری سے figure دے رہا ہوں کہ پچھلے دو سال میں سوا کھرب روپیہ کس کی جیب میں گیا ہے۔ جب اٹھارہویں ترمیم کے تحت ٹورازم کا محکمہ صوبوں کو مل گیا تو کیا ہمارے صوبہ میں ایسے لوگ نہیں تھے کہ ہم ہر ڈویژن میں ایک processing unit بناتے اور زیادہ نہیں دس ہزار روپے فیس رکھتے تو آپ بتائیں کہ ہماری کتنے ارب روپے کی آمدن ہوتی، اس وقت یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے؟ یہ پیسا صوبے کا پیسا ہے۔ مجھے معلوم ہے کیونکہ میں تجویز دے رہا ہوں۔ آپ کی مہربانی ہو گی تو یہ take up ہو گی۔ آپ اس پر آج یا کل بحث رکھ لیں۔ میں باقاعدہ facts and figures دوں گا۔ صرف رمضان المبارک میں پنجاب سے دو لاکھ آدمی عمرہ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ پیسا کس کی جیب میں جا رہا ہے؟ یہ وہ پیسا ہے جو بڑے آرام سے گھر بیٹھے آ سکتا ہے۔ ہم پورا taxation system with holding tax پر لے گئے۔ مجھے معلوم ہے کہ میں جو بات کر رہا ہوں یہ federal level کی ہے لیکن ہم 95 فیصد withholding پر لے گئے تو انکم ٹیکس کی کیا ضرورت رہ گئی۔ میں آپ کے توسط سے چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس کا جواب ضرور دیں کہ یہ ایک ایسی income ہے جو صرف دو کلرک بٹھانے سے ہو سکتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر ضرور توجہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ اور سیکرٹری خزانہ یہاں موجود ہیں انہوں نے آپ کی تجویز note کر لی ہے۔ جی، قاضی احمد سعید صاحب!

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ بھی بجٹ کی طرح پاس ہو جائے گا۔ میں صرف ضمنی بجٹ کے دو چار ڈیپارٹمنٹس کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ میں کل اسمبلی کی لابی میں بیٹھا تھا تو میری پنجاب کے حکومتی ممبر کے ساتھ تکرار ہو گئی۔ اس نے مجھے کہا کہ تم لاہور میں رہتے ہو، بچے تمہارے لاہور میں پڑھتے ہیں اور بات تم سرائیکی، جنوبی پنجاب اور بہاولپور صوبے کی کرتے ہو تو میں نے اس سے کہا کہ میرے بھائی ہم لاہور میں اس لئے رہتے ہیں اور ہمارے بچے لاہور میں اس لئے پڑھتے ہیں کہ

جنوبی پنجاب کی نسبت یہاں پر ایجوکیشن کی بہت اچھی سہولیات اور ادارے ہیں۔ ہمارے بچے اس لئے ادھر رہتے ہیں کہ یہاں لاہور میں میڈیکل کی facilities جنوبی پنجاب کے حوالے سے بہت زیادہ ہیں۔یہاں تو ہر شخص کو پینے کا صاف پانی میسر ہے۔ میاں محمد اسلام اسلم حکومتی بنچوں سے تعلق رکھتے ہیں، میرے ساتھ والے حلقے سے ان کا تعلق ہے۔ یہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ ہمارے علاقے میں جانور اور انسان ایک ہی جوہڑ سے پانی پیتے ہیں۔ ہمارا یہ حال ہے اس لئے ہم جنوبی پنجاب کی بات کرتے ہیں۔ جہاں تک ضمنی بجٹ کا تعلق ہے آج میں ٹی وی پر ایک رپورٹ دیکھ رہا تھا کہ اپنا نظریہ ہے کہ اتوار بازار ہو، جمعہ بازار ہو یا رمضان بازار ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہاں پر عوام کے پیسے عوام کی ٹیکس شدہ رقم سے جتنے بڑے بڑے سائن بورڈ لگے تھے کیا اس اشتہار بازی کی ضرورت ہے؟ بس ٹھیک ہے رمضان بازار لگ گیا ہے لوگوں کو سہولت میسر ہے یا نہیں ہے؟ لیکن ایک ایم پی اے سے لے کر وزیراعظم اور سپیکر تک کے بڑے بڑے سائن بورڈ لگے ہوئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ جیسے کوئی الیکشن ہو رہا ہے۔ یہ لاہور کا حال ہے۔ ہیلتھ اور آبپاشی کے حوالے سے دو باتیں کرنا چاہوں گا۔ ہیلتھ پر میاں صاحب نے بڑی سیر حاصل بات کی لیکن ان کو بات کرنے سے روک دیا گیا۔ یہ ایوان ہے ہمیں اپنے علاقوں، حلقوں اور اپنی غریب عوام کی بات کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ اگر کوئی وقت بڑھ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہوتا انہوں نے ہیلتھ پر بڑی سیر حاصل بات کی ہے۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کے چند میڈیکل کالج اور ہسپتالوں کا ذکر کیا ہے۔ اگر یہ نیچے THQ,RHC,BHU میں آجائیں تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ وہاں یہ حال ہے کہ گورنمنٹ کے اربوں روپے لگنے کے باوجود ہسپتال ڈاکٹروں اور میڈیکل سے خالی پڑے ہیں اور چھوٹا عملہ روزانہ اپنی تنخواہوں کے لئے ہڑتالیں کرتا ہے، وہ سکولوں اور ہسپتالوں سے غائب ہیں جس کی وجہ بے چارے غریب لوگ تڑپ تڑپ کر جان دے رہے ہیں اور THQ,RHC,BHU ڈاکٹروں سے خالی پڑے ہیں یہ ہمارا حال ہے۔ لاہور میں سینکڑوں کی تعداد میں beds اور doctors نہیں ہیں اور بڑے بڑے associate professors نہیں ہیں اگر لاہور کا یہ حال ہے تو جنوبی پنجاب کا آپ موازنہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! آپ بجٹ پر بات کریں۔

قاضی احمد سعید: محترمہ! میں بجٹ پر بھی آرہا ہوں اور آپ فکر نہ کریں۔ آبپاشی کے حوالے سے کروڑوں، اربوں روپے مانگے گئے ہیں آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آبپاشی ڈیپارٹمنٹ کا جو حال ہے یہ اربوں روپے بھل صفائی کے نام پر لیتے ہیں اور برائے نام بھل صفائی ہے۔ آج کل آپ کو پتا ہے جو حال ہے کہ

ششماہی پانی جنوبی پنجاب کو ملتا ہے اور انہوں نے فی موگہ توڑنے کا ریٹ ایک لاکھ روپے رکھا ہوا ہے، جس کی بناء پر ٹیل پر پانی نہیں پہنچتا۔ محترمہ نے بجٹ کی بات کی ہے تو پھر آپ کے توسط سے سن لیں کہ حکومت کے اخراجات میں گزشتہ برس کی نسبت 188.41 فیصد اضافہ ہو گیا جبکہ کارکردگی میں گزشتہ برس کی نسبت 65.97 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ حکومتی احکامات اور اعلانات پر عملدرآمد کروانے سے سرکار کو بُری طرح ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح ضمنی بجٹ کے حوالے سے وزیر اعلیٰ ہاؤس 104 فیصد، صوبائی وزراء کے اخراجات میں 32 فیصد، وزرائے اعلیٰ کے احکامات اور پالیسی پر عملدرآمد کروانے کے لئے ایس اینڈ جی اے ڈی کے اخراجات میں 52 فیصد، وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات میں گزشتہ برس کی نسبت 64 فیصد اضافہ ہوا۔ صوبائی وزراء کے اخراجات میں VIP flights، اعلیٰ بیوروکریٹس کی meetings اور دیگر بیوروکریٹس کے خصوصی دوروں اللوں تللوں پر اضافی اخراجات کی مد میں سرکاری خزانے میں معمول سے ہٹ کر 73 کروڑ روپے سے زائد اضافی بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو مختص بجٹ کے علاوہ ہیں۔ یہ ضمنی بجٹ کا حال ہے taxes اور ریونیو کے حوالے سے کل بات ہوئی، اس کے اہداف کے حوالے سے بات ہوئی، میری صرف یہی گزارش ہے کہ میرا اس پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ میں مسلسل تیرہواں بجٹ ہے۔ میں دیکھتا آرہا ہوں کہ سرکاری افسران نے بجٹ بنا دیئے اور ضمنی بجٹ بنا دیئے یہ حقیقت ہے۔ ڈاکٹر مراد راس صاحب نے اور میاں صاحب نے بھی صحیح بات کی ہے۔ میں کوئی تنقید نہیں کر رہا ہوں ان کا وژن یہ تھا کہ 95 فیصد محترم معزز ممبران نے study نہیں کی۔ میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو اردو میں بھی چھپنا چاہئے تاکہ آسانی سے تھوڑے وقت میں اگر اس کی study ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب! بہت شکریہ

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! میری یہی گزارشات ہیں کہ جب آپ بجٹ بنائیں اور اہداف مقرر کریں تو ہمیں یہ لالی پوپ نہ دیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے 36 فیصد بجٹ رکھ دیا گیا ہے جب مالی سال کا اختتام ہو تب پتا چلے کہ 12 سے 15 فیصد خرچ ہوا ہے اس میں بھی چھ، سات فیصد ترقیاتی اور چھ، سات فیصد غیر ترقیاتی بجٹ ہے۔ یہ غیر منصفانہ تقسیم ہی رہی تو سرائیکی صوبے کی بات ہو گی اور جنوبی پنجاب کی بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، حاجی خالد سعید صاحب!۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں؟ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!آج ضمنی بجٹ پر بحث جاری ہے اور اس سے قبل کہ میں اپنی بات بجٹ پر اور معروضی حالات پر کروں میں چند باتیں کرنا چاہوں گا کہ جب بجٹ دستاویزات پر بحث ہوتی ہے تو یہ کسی بھی صوبے کی کروڑوں عوام کی خواہشات کا آئینہ دار بجٹ ہوتا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب جن کا comparison باقی صوبوں کے ساتھ ہوتا ہے ہم صوبائیت کی بات نہیں کرتے، ہم وحدانیت کی بات کرتے ہیں، ہم nationalism کی بات کرتے ہیں۔یہاں پر ڈاکٹر مراد راس نے بات کی ہے کہ یہاں پر comparison کرتے ہیں تو comparison تو ہوتا ہے qualities comparison کا ہوتا ہے، comparison ہوتا ہے کہ آپ کس طرح سے چیزوں کو deliver کر رہے ہیں۔ تو صوبے آپس میں comparison کرتے ہیں، بھائیوں کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے۔یہاں انہوں نے کہا کہ دو سال اور پچیس سال کے تجربے میں بڑا فرق ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے مان لیا ہے کہ ان کے پاس governance کرنے کا تجربہ بالکل نہیں ہے۔ انہوں نے خیبر پختونخوا میں جو خونیں بلدیاتی الیکشن کرائے اُس میں 27 بندے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے لہٰذا اِن کو اخلاقی طور پر چاہئے کہ اِن کے وزیر اعلیٰ پرویز خٹک مستعفیٰ ہو جائیں۔ جب ملک پاکستان کو میاں محمد نواز شریف جمہوریت کی گاڑی کے steering پر بیٹھ کر ترقی اور اقتصادی راہداری کی طرف لے جانا چاہتے تھے اُس وقت میرے ملک پاکستان کے خلاف سازش ہوئی جس میں plan کر کے ایک مولوی طاہر القادری کو بلایا گیا اور دوسرے اِن کے لیڈر تھے جو اس سازش کا حصہ تھے۔اُس وقت black عینک لگائے اور بال بنائے ہوئے عمران خان اسلام آباد کی سڑکوں پر۔۔۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر:آپ بجٹ پر بات کریں اور ایسی بات نہ کریں۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!اس وقت اسلام آباد کی سڑکوں پر کنٹینر کے اوپر بیٹھ کر۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!یہ بجٹ پر بات کریں ورنہ ہمیں بھی باتیں آتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی، میں انہیں کہہ رہا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد:اب میاں صاحب سنیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر ہی رہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ پر ہی آ رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے
"رو عمران رو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!ایسا نہ کریں۔ شیخ صاحب!آپ بجٹ پر رہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ پر ہی آ رہا ہوں۔ جب کنٹینر پر بیٹھ کر انہوں نے سیاست۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں،پلیز بجٹ پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میری بات سنیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ہمارے اوپر تنقید بھی کی اور میاں صاحب!نے سپیکر صاحب کو direct انگلیوں کے ساتھ اشارے کئے۔ اب میں نے بات شروع کی ہے تو اِن کو مرچیں لگ گئی ہیں۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں تو آپ کی بات آرام سے سنی جائے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!جب اِن سے کوئی بات چلی نہیں اور جب سازشیں ناکام ہو گئیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!ہم ایسی ایسی باتیں کریں گے تو پھر اِن کو مسئلہ بنے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ الجھی ہوئی زلفیں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر سیاسی تقریر کرنی ہے تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: میاں صاحب!ذرا حوصلے سے بات سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!آپ ٹائم کو مدنظر رکھیں جس طرح دوسروں کا رکھا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!ان کو اب ٹائم کی فکر ہو گئی ہے۔ ٹائم نہ ملنے پر انہوں نے سپیکر صاحب کو اشارے کئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!میں بجٹ کی بات کر رہا ہوں کہ جب ہم نے بہترین بجٹ پیش کر دیا، ملک پاکستان کے اندر economic corridor کھل گئے، جب سازش بے نقاب ہو گئی، عینک اُتر گئی اور بال اُلجھ گئے تو پھر صوبہ پنجاب کے عوام عمران خان صاحب سے پوچھ رہے ہیں کہ:

ہن جے ملیں تے روک کے پُچھاں، ویکھیا ای اپنا حال!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلافِ کی طرف سے

"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

ہن جے ملیں تے روک کے پچھاں

ویکھیا ای اپنا حال!

کتھے گئی اور نگت تیری

سپّاں ور گی چال

تے گلاں کر دیاں غنڈیاں اکھاں

ہوا نال اُڈدے وال

تے کتھے گیا اوہ ٹھاٹھاں مار دے

لہو دا انّاں زور

تے خان صاحب ساہواں ور گی گرم جوانی

لے گئے کیہڑے چور

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!وزیر اعلیٰ پنجاب صوبہ پنجاب کے وہ مسیحا ہیں جو اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرتے ہیں۔اگر ہم اُن کے کئے ہوئے کاموں کو خراج تحسین پیش کریں تو ان بے چاروں کے پیٹ میں مروڑ اٹھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کی تعریف نہ کرو۔میں بتاتا ہوں کہ ایک طرف خیبر پختونخوا میں سیلاب زدگان سے ووٹ مانگ رہے تھے اور ان کا وزیر اعلیٰ کنٹینر پر کھٹک ڈانس پیش کر رہا تھا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے

"مالشیے ٹھاہ، مالشیے ٹھاہ" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!آپ بجٹ پر بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔آپ بجٹ پر بات نہیں کر رہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں good governance کی بات کر رہا ہوں۔ ایک طرف صوبہ خیبر پختونخوا کے عوام مر رہے تھے اور یہ کنٹینر کے اوپر ڈانس کر رہے تھے تو دوسری طرف ہمارا وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب کے اندر سیلاب میں ڈوبنے والوں کی دادرسی کرنے کے لئے وہاں پہنچا ہوا تھا۔ یہ comparison ہے۔اگر یہ کہتے ہیں کہ لیڈرشپ کی تعریف نہیں کرنی۔۔۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں اُن سے بات کر رہا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اب آپ خود اندازہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے بجٹ پر بات کرنی ہے یا نہیں؟ آپ بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ House in order کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں گے تو وہ بھی آپ کی بات سنیں گے ناں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے
"گو نواز گو اور گو شہباز گو" کی نعرے بازی)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اِن کو ایک منٹ کے لئے نعرے لگانے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف عباسی صاحب! اب آپ خاموشی اختیار کریں۔ شیخ صاحب! آپ نے بھی ایسی کوئی بات نہیں کرنی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! انہوں نے نعرے لگانے ہیں تو لگالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کو بتادوں کہ آپ کا ٹائم ختم ہو جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرے لئے تین بندوں نے surrender کیا ہے اور یہ ایوان کی روایات ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب!اُن کے نام ہی لسٹ میں نہیں ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!ان کے نام لسٹ میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے پاس جو لسٹ ہے اُس میں نام نہیں ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!آپ سیکرٹری صاحب سے پوچھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں ہیں۔بس اب آپ wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!جب میں wind up کرنے کے لئے بات کرتا ہوں تو ان کو شور کی پڑ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اب آپ wind up کریں اور بجٹ پر بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ کہتے ہیں کہ آپ میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کی بات کیوں کرتے ہیں؟جب یہ بجٹ وزیر اعلیٰ کا وژن ہے تو ہم اُن کی بات کیوں نہ کریں؟جب صوبہ کے اندر ڈینگی آیا تو اُس وقت یہ چین کی بانسری بجا رہے تھے جبکہ Dr.Farnando جو کہ مسلم لیگی ورکر نہیں ہے اُس نے میڈیا کے سامنے یہ سب کچھ کہا جس کی وجہ سے ہمارے سَر فخر سے بلند ہیں اور اُس بات کو سن کر ہمارا سینہ تنا ہوا ہے۔جب اُن سے پوچھا گیا کہ ڈینگی پر آپ نے 22 سال لگائے مگر وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس کون سی جادو کی چھڑی ہے تو سری لنکا کے ماہر ڈاکٹر نے کہا کہ !Gentleman Unfortunately we have no Shahbaz Sharif. یہ میاں محمد شہباز شریف کے بارے میں ایک سری لنکا کا ڈاکٹر کہہ رہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ جس طرح اِن کو ٹائم دیا گیا ہے اسی طرح ہمیں بھی دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!تین ممبران نے لکھ کر دیا ہے کہ ہمارا ٹائم اِن کو دے دیں اور ہم تقریر نہیں کریں گے۔یہ میرے پاس لکھا ہوا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!یہ کہتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف کے وژن کی بات نہ کرو۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میرے ساتھ بیٹھے ممبران اپنا ٹائم مجھے دے دیتے ہیں تو میں بھی تقریر کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میں اس سے agree ہوں۔ آپ مجھے لکھ کر بھجوادیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: چلیں، ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ میاں محمد نواز شریف کے وژن کی بات نہ کرو۔ اِن کے لیڈر نے بدتمیزی کی اور "اوئے اوئے" کی انتا کر دی جبکہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے صبر کی انتا کر دی۔ وہ جس ماں کا بیٹا ہے انہوں نے اُس کو یہ تربیت دی ہے کہ بیٹا تمہیں کوئی گالی نکالے یا بُرا کہے لیکن تم نے اُس کو دعا اور معافی دینی ہے۔ یہ فرق اِن کی اور ہماری لیڈر شپ میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کی باری ہے۔ میاں صاحب! اب ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ بات کر رہی ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شعر سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ شعر کے ساتھ wind up کر دیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب آپ wind up کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں ان سے کہوں گا کہ وہ صرف ایک منٹ خاموشی اختیار کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ وہ نہیں کریں گے۔ آپ بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میرے قائد نے پاکستان کو مسائل سے نکالا۔ آپ نے ٹائم کی قلت کر دی ہے اور یہ کہتے ہیں کہ میں بات نہ کروں۔ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی نذر شعر کر رہا ہوں۔ میں نے کبھی کسی شاہ کا قصیدہ نہیں پڑھا لیکن اللہ کے فضل و کرم سے یہ ترقی کی منازل طے کرنے والا پاکستان ہے جو اس لیڈر شپ کا طرہ امتیاز ہے کہ:

جس سے تو بات کرے جو تیرا چہرہ دیکھے
اس کو پھر شہر نظر آئے نہ صحرا دیکھے

اور مجھ کو اچھا نہیں لگتا کوئی ہم نام تیرا
کوئی تجھ سا ہو تو پھر نام بھی تجھ سا رکھے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ شیخ صاحب! جی، ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں ضمنی بجٹ کی وہ definition دوں گی جو books میں موجود ہے کہ وہ unanticipated needs ہوتی ہیں that may arise یعنی جو چیزیں predict نہیں کی جا سکتیں کہ آنے والے سال میں جن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ ان چیزوں کے لئے مختص کیا جاتا ہے اور یہ صرف انہی چیزوں پر focus ہونا چاہئے جو ریلیف اور اس طرح کی دوسری صورتحال میں عوام کو مشکلات سے نکالنے کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ یہ roads اور infrastructure پر focus کیا جائے۔ یہ چیزیں وقت سے پہلے plan کی جانی چاہئیں یا اگر سال کے درمیان میں ان کا خیال آ جائے تو پھر کچھ مہینے رُک جانا چاہئے تاکہ اگلا بجٹ آ جائے۔

جناب سپیکر! اس سال بھی یہ 45۔ارب 95 کروڑ 33 لاکھ 74 ہزار روپے کا ضمنی بجٹ لایا گیا ہے اس کی ضرورت کیوں پڑی ہے؟ یہ حکومت کی غلط پلاننگ، wrong allocations, wrong privatization کی وجہ سے اس کی ضرورت پڑ گئی ہے جس کی ایک مثال میں دوں گی کہ ان کی priorities کیا ہیں کہ اس وقت حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں بلوچستان کو ایک کارڈیالوجی ہسپتال gift کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں انہیں رسول اللہ کی حدیث مبارکہ کی یاد دہانی کرواؤں گی کہ "ان سے شروع کرو کہ جن کا نان نفقہ تمہارے ذمے ہو" جب پنجاب کی عوام دل کے امراض میں مبتلا ہے، انہیں سہولیات نہیں مل رہیں اور یہ بلوچستان جا کر اپنے بجٹ کا اتنا بڑا حصہ دینے لگے ہیں تو اگر وہی بجٹ یہاں پر لگائیں تو شاید ضمنی بجٹ کی ضرورت نہ پڑے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو تھوڑی سی مثالیں دینا چاہوں گی کیونکہ وقت کم ہے۔ ان کی priorities کی وجہ سے ضمنی بجٹ مانگا گیا ہے۔ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو purchase of 950 motorcycles کے لئے،

> provision of fund for official visit of delegation of Government of Punjab to China regarding Lahore Orange Line Metro project, entertainment of gifts to foreign dignitaries, Horse and Cattle show, funds for

procurement of animals and birds for Lahore Safari Zoo, funds for construction of Aiwan-e-Quaid-i-Azam, funds to operationalize Murree Safari Train, funds for missing facilities of gymnasium in Punjab, funds for proposed security arrangements for Chinese Consulate General office of China

جناب سپیکر!اس میں کون سا ایسا خرچہ ہے جو کہ ایمر جنسی کی صورت میں چاہئے تھا اور جس کا انتظار نہیں کیا جا سکتا تھا یا جو ریلیف کے لئے استعمال کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر!کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ ضمنی بجٹ ہم سے مانگتے اور ہم اس کو خوشی خوشی approve کرتے،اگر یہ کہتے کہ ہسپتال میں وینٹی لیٹرز نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر روزانہ اتنے مریضوں کی موت واقع ہو جاتی ہے اور انہیں مجبوری کی حالت میں پرائیویٹ ہسپتال میں وینٹی لیٹر استعمال کرنے کے لئے 40ہزار روپے per day کا package ملتا ہے۔ فلاں سکول جیسے کہ پچھلے دنوں اخبار میں آیا کہ ایک سرکاری سکول کی چھت گر گئی جس سے کئی بچے ہلاک ہو گئے تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ بجٹ مانگتے کہ ہمیں فوری طور پر بجٹ چاہئے جس سے پنجاب کے سکولوں کی مخدوش عمارتوں کی فوری مرمت کی جائے تاکہ آئندہ کسی بچے کی ہلاکت نہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!کیا یہ اچھا نہ ہوتا کہ اگر ہم سے یہ بجٹ مانگتے کہ ہر سال چار لاکھ بچے صاف پینے کا پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے ہیں جن کو بچانے کے لئے فوری طور پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگانے کی ضرورت ہے جس کے لئے یہ ضمنی بجٹ دیا جائے۔اگر یہ بجٹ کے لئے پیسے مانگتے کہ جس طرح سے پنجاب میں اور لاہور میں fires اور acid burns کے increasing incidents ہیں کہ برن یونٹ کو فوری طور پر functional کرنا ہے جس کے لئے ہمیں ضمنی بجٹ دیا جائے۔ اگر یہ بجٹ مانگتے trauma centres کے لئے،آج ہزاروں کی تعداد میں road accidents میں لوگوں کی ہلاکتیں ہوتی ہیں اور لوگ معذور ہو جاتے ہیں اور اگر یہاں پر trauma centres موجود ہوں تو incidents کم کئے جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!ہیپاٹائٹس اس وقت پنجاب میں ایک وباء کی صورت میں پھیل رہا ہے اور 70لاکھ سے زیادہ لوگ اس سے متاثر ہیں اور یہ عطائی،dentist اور نائی وغیرہ جو اس وقت موت بانٹ رہے ہیں،اگر ہم سے یہ بجٹ مانگتے کہ ان کی روک تھام اور ہیپاٹائٹس کو کنٹرول کرنے کے لئے بجٹ

چاہئے تو ہم خوشی سے وہ ضمنی بجٹ دیتے۔ ماؤں کی شرح اموات کے معاملے میں ہم دنیا میں lead کر رہے ہیں اور ہر سال ایک لاکھ deliveries میں سے 227 ماؤں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ پانچ سال سے کم عمر کے ایک ہزار بچوں میں سے 112 بچوں کی ہر سال موت واقع ہو جاتی ہے تو اگر ہم ان چیزوں کی روک تھام کے لئے بجٹ مانگتے تو میرا خیال ہے کہ اپوزیشن بھی بخوشی اس کو approve کرتی اور ہم ان کا ساتھ دیتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سوچتے ہیں کہ ان چیزوں کے لئے انہیں بجٹ نہیں چاہئے کیونکہ آج لاہور کی ہر سڑک پر سرکاری ہسپتالوں جن میں جناح ہسپتال، سروسز ہسپتال اور گنگا رام ہسپتال کی طرف سے زکوٰۃ مانگنے کے لئے بینرز لگائے گئے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ اپنی ساری ضروریات اس سے پوری کریں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، علی اصغر منڈا صاحب!۔۔۔ منڈا صاحب چلے گئے ہیں۔

معزز ممبر: جناب سپیکر! وہ ناراض ہو کر چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا، ناراض ہو گئے ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر!

میں تِسی، میڈی روہی تسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

جناب سپیکر! یہ روہی ہی تسی نہیں ہے، روہی ہی پنج دریائی نہیں ہے بلکہ سارا پنجاب ہی پنج دریائی ہے اور پنجاب بھی آج تِسا ہے۔ اس پر میں بعد میں بات کروں گا پہلے تھوڑی سی ضمنی بجٹ پر بات ہو جائے۔

جناب سپیکر! ادھر سے ایک بات ہوئی تھی کہ زنانہ بجٹ ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ موجودہ بجٹ معروضی حالات میں دستیاب وسائل میں بڑا متوازن اور اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور بجٹ پیش کرنے کا جو انداز تھا وہ بڑا مردانہ تھا جس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کا مردانہ انداز بڑا دل نشیں تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کوئی اچھی روایت نہیں ہے تاہم میں یہ کہوں گا کہ شاید ہمارے ذمہ داران anticipate نہیں کر سکتے یا کچھ معروضی حالات ایسے بن جاتے ہیں جن میں ضمنی بجٹ

پیش کرنا ایک مجبوری بن جاتا ہے۔ بہر حال اس کو ایک معمول نہیں بننا چاہئے اور practice نہیں ہونی چاہئے کہ ضمنی بجٹ کو ایک معمول بنالیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے ابتدا میں جو شعر پڑھا ہے وہ ایک روہی کے معروف شاعر کا ہے اگر آج وہ زندہ ہو تو میں اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ بہر حال بجٹ متوازن بھی ہے، اچھا بھی ہے اور معروضی حالات میں بہتر ہے جبکہ ترجیحات بھی اچھی ہیں لیکن میری نظر میں ترجیحات، کیونکہ میں ایک پسماندہ علاقے سے پسماندہ طبقات کا نمائندہ ہوں، غریبوں کی، مزدوروں کی اور کسانوں کی آواز، اسمبلی کے اندر بھی اور اسمبلی کے باہر بھی۔ ہمارے بجٹ میں جو focus ہے، جو ترجیحات ہیں وہ اس طرح سے نہیں ہیں جس طرح سے کہ 70 فیصد عوام کا جو کہ زراعت پیشہ ہیں جن میں غریب بھی ہیں اور چھوٹے کاشتکاروں کے ساتھ ساتھ ہمارا focus تعلیم، ٹیکنالوجی، زراعت اور صحت پر بھی ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! زراعت کو اگر آپ دیکھیں تو پانی کی بھی کمی ہے۔ ایک ڈکٹیٹر نے ہمارے دریاؤں کا سودا کر دیا، دوسرے ڈکٹیٹر نے ہمارے ڈیم freeze کر دیئے اور تیسرے ڈکٹیٹر نے ڈیم خود بنانے کی بجائے بھارت کو کھلی چھٹی دے دی کہ بھئی آپ ڈیم بناتے جاؤ اور ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ بھارت ڈیم پر ڈیم بنائے جا رہا ہے جس سے پانی کی کمی پنجاب کے اندر بھی اور سارے پاکستان کے اندر ہو گئی ہے۔ کالا باغ ڈیم جو ایک سازش کا شکار ہو گیا وہ ہماری زندگی بھی ہے اور موت بھی ہے۔ اب میں زراعت پر تھوڑی سی بات کروں گا کہ پانی کی کمی water allowance سارے پنجاب میں کہیں زیادہ کہیں کم sweet zone میں زیادہ brackish zone میں کم ہے۔ میں جس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں پر 2.82 water allowance فی ہزار ایکڑ ہے انتہائی کم ہے۔ ہمارا علاقہ brackish zone ہے زراعت پیشہ لوگ اس سے بڑی مشکلات میں ہیں، پینے کا پانی صاف ملتا ہے اور نہ ہی زراعت کے لئے وہ قابل کاشت ہے۔ آپ کی توجہ چاہوں گا اور وزیر زراعت، وزیر آبپاشی اور وزیر خزانہ بھی توجہ فرمائیں۔ ہم نے ہندوستان سے 42۔ارب روپے کی سبزیاں اور فروٹ پچھلے سال درآمد کئے ہیں اگر ہم توجہ کریں اپنے کاشتکار کو support price دیں جس طرح کہ انڈیا support price دیتا ہے۔ وہاں پر 32 خوراک کی اشیاء پر support price ہے ہمارے ہاں صرف گندم کو support price دی جاتی ہے وہ بھی کاشتکار کو نہیں پہنچ پاتی۔ آج کاشتکار 900 روپے میں، 1000 روپے میں، 1100 روپے میں گندم بیچنے پر مجبور ہے جس میں ہماری حکومت کی ناقص پالیسی بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر! میرا مطالبہ ہو گا کہ کاشتکار کے جو inputہیں cost of productionہیں اُن کے پیداواری اخراجات کو کم کیا جائے۔پیداواری اخراجات کیا ہیں اُس پر اُس کے سارے اہل خانہ، بیوی بچے جو دو چار ایکڑ کے مالک ہیں محنت کرتے ہیں اُن کی مزدوری کو شامل کیا جائے اور اُن کا منافع شامل کیا جائے جس طرح صنعت کار اپنا منافع لیتے ہیں۔آخری بات کرنے کا موقع دیں wind upکرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جلدی wind upکرلیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اگر ہمارا کاشتکار خوشحال ہو گا کیونکہ اگر یہاں پر گنا پیدا نہ ہوتا، چاول پیدا نہ ہوتا، کپاس پیدا نہ ہوتی اور گندم پیدا نہ ہوتی تو ہمارے ملک کی معیشت ڈوب چکی ہوتی۔یہ کاشتکار ہی ہے جو ملک کی معیشت کو سنبھالے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!آخری بات تو مجھے کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!میں لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنا چاہوں گا میں یہاں پر targetedایم پی اے کھڑا ہوں۔ میرے خلاف ایک سیاسی دہشت گرد ایم این اے کمالیہ اسد الرحمٰن نے 50,60آفیسرز، ایم این ایز،ایم پی ایز اور ڈی سی او کی ملی بھگت سے میری بہت بے توقیری کی اور ننگی گالیاں دیں۔یہاں پر آپ نے میری تحریک استحقاق بھی killکر دی، تحریک التوائے کار بھی killکر دی۔ بہر حال میں لاء اینڈ آرڈر پر بولنے پر مجبور ہوں اور احتجاج پر بھی۔ مجھے آج تین مہینے ہو گئے ہیں میں آئی جی صاحب کو بھی ملا ہوں انہوں نے بھی بڑی بے دلی سے بے توجہی سے میری بات سنی۔ میں حیران ہوں جب مجھے ایک ایم پی اے کو انصاف نہیں مل سکتا تو عام لوگوں کو انصاف کیسے مل سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!صرف آخری بات۔ میرے حالات کو دیکھ کر وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے بُلایا، مجھ سے اظہار ہمدردی کیا اور اس caseکو اپنے ہاتھ میں لے کر dealکرنے کا وعدہ کیا ہے۔اب میں انتظار کر رہا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنا وعدہ پورا کرتے ہیں اگر نہیں کرتے تو میں اس سیاسی دہشت گرد کی کرپشن کو بے نقاب کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت بہت شکریہ۔جی، محمد عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضمنی بجٹ بیوروکریسی کا عوام کے پیسے پر عوام کے وسائل پر سیدھا سیدھا ڈاکا ہے۔ جو اخراجات ان کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ان کی کوئی justification نہیں ہے کہ ضمنی بجٹ میں آئے۔اس کی کوئی ایمرجنسی ضرورت نہیں ہے کہ ہم کہہ سکیں کہ اس سے عوام کو کوئی ریلیف ملا ہو گا یا عوام کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا گیا ہو۔ یہ اربوں روپیہ ٹوٹل بیوروکریسی کی عیاشیوں پر اور حکمرانوں کے شاہانہ طرز زندگی پر خرچ کیا گیا جو کہ پنجاب کی عوام کی امانت تھی اُس کو بے دردی سے لوٹا گیا اور لوٹنے کے بعد اس ایوان سے recommendation اور approval مانگی جا رہی ہے۔کیا خرچ کرنے کے بعد ایسا ہو سکتا ہے؟ ہر سال ہم اربوں روپیہ جو ضمنی بجٹ میں recommend کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں ڈاکا ڈال کر بعد میں کہنا یہ ڈاکا ہم نے ڈال لیا ہے اب اس کو legalize کر لو۔ ہم اس کی حوصلہ شکنی کرنے پر مجبور کہ جن مدوں میں یہ خرچ کئے گئے وہ Municipalities ہیں Autonomous Bodies ہیں تو یہ ایسے ادارے ہیں جن کو چاہئے کہ یہ پیسے گورنمنٹ کے خزانوں میں جمع کروائیں۔ان اداروں میں اربوں روپے کی کرپشن ہے۔ میں انتہائی ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں ٹی ایم اے راولپنڈی سے صرف ناجائز تجاوزات کی مد میں کروڑوں روپیہ مہینہ کماتے ہیں۔انہوں نے ناجائز تجاوزات میں جو footpaths اور roads گھیر کر لوگوں کو دیئے ہوئے ہیں۔اس مد میں کروڑوں روپیہ ماہانہ اور اربوں روپیہ سالانہ یہ ادارے کماتے ہیں۔ عوام کو کیا دیتے ہیں؟ میں صرف ایک ادارے ٹی ایم اے کی بات کر رہا ہوں۔ پچھلے ہفتے بارہ لوگوں کو آوارہ کتوں نے کاٹ لیا ٹی ایم اے کہاں تھی؟ اُس کو آپ اربوں روپیہ دے رہے ہیں۔ ہسپتالوں کی حالت دیکھیں آپ ہسپتال میں جائیں تو لگتا ہے شاید آپ کسی غلیظ ترین جگہ پر آگئے ہیں وہاں جو ڈاکٹروں کا رویہ ہے ،پیرا میڈیکل سٹاف کا رویّہ ہے اور اس کے علاوہ وہی نیلی پیلی میڈیسن دی جاتی ہیں۔ میرے حلقے میں پچھلے ہفتے تین اموات ہوئی ہیں 22 سال کی ایک خاتون صرف وینٹی لیٹرز نہ ہونے کی وجہ سے جاں بحق ہو گئی جبکہ اُس ہسپتال میں 13 وینٹی لیٹرز موجود ہیں لیکن پیسے نہیں ہیں اس لئے 13 میں سے چھ serviceable ہیں اور سات خراب ہیں۔جب میں نے ایم ایس سے پوچھا کیوں خراب ہیں انہوں نے کہا میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ اگر ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کے لئے ضمنی بجٹ میں پیسے لگائیں تو ہمیں تکلیف نہ ہو۔ جب میں budget book پڑھتا ہوں تو تزئین وآرائش، wash rooms کی construction، فلاں پل کی construction ان کے

بغیر گزارہ ہو سکتا ہے اگر آپ تزئین وآرائش اپنے offices کی، اپنے گھروں کی، محلوں کی نہ بھی کریں تو گزارہ ہو سکتا ہے لیکن یہ جو عوام سڑکوں پر مر رہے ہیں یا ہسپتالوں میں مر رہے ہیں یا ناکوں پر پولیس مار رہی ہے ان کی طرف توجہ دیں۔ اگر پیسے ہیں تو عوام پر لگائیں میں دعوے سے کہتا ہوں یہ کوئی ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کے نہ ہونے سے عوام کو فرق پڑتا ہے۔ اربوں روپیہ نوکر شاہی پر خرچ ہوا ہے یا حکومت کے شاہانہ اخراجات پر، حکمرانوں کے شاہانہ طرز زندگی کی روایت کو خدا کے لئے ختم کریں، خدا کے لئے اس پیسے کو عوام کا پیسا سمجھیں، امانت سمجھیں اس کو بے دردی سے نہ لٹائیں کہ اربوں روپیہ ہم نے لالے تللوں پر خرچ کر دیا اور عوام سڑکوں پر ہیں، کلرک سڑکوں پر ہیں، سرکاری ملازمین سڑکوں پر ہیں آپ نے ساڑھے سات فیصد اُن کی تنخواہیں بڑھائیں اس مہنگائی کے دور میں آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مناسب فیصلہ تھا؟ اگر یہاں پیسے خرچ کرتے تو ہمیں تکلیف نہ ہوتی کہ چلو سرکاری ملازمین کو relief ملے گا، رشوت کا ریٹ کم ہو گا وہ عوام کو تنگ نہیں کریں گے۔ اگر آپ سرکاری ملازمین کو پورے پیسے نہیں دیں گے، اُن کے اخراجات کے لئے مناسب تنخواہیں نہیں دیں گے تو وہ کیا کریں گے ؟ ڈاکا ماریں گے ، چوری کریں گے، وہ رشوت کی طرف آئیں گے تو سارا بوجھ عوام پر پڑے گا۔ میں ظالمانہ اخراجات کو ڈاکا کہتا ہوں سیدھا سیدھا عوام کے پیسے پر ڈاکا ہے۔ آپ لوگوں نے راولپنڈی میں میٹرو بنائی، میٹرو بننے کے بعد پرسوں پہلی بارش ہوئی اُس کی حالت جا کر دیکھیں سارے elevators بیٹھ گئے ہیں اور عوام کا اربوں روپیہ ڈوب گیا ہے۔ میں آپ کو اس کی تصویریں دکھا سکتا ہوں۔ یہ تو ہم لوگوں کی priorities ہیں اور اس حکومت کو صرف وہ چیزیں نظر آتی ہیں جس میں انہیں اپنا کمیشن نظر آ رہا ہو، جس میں اِن کے لوگ oblige ہو رہے ہوں، جو عوام کے مسائل ہیں جو عوام کی تکالیف ہیں اور جن پریشانیوں سے عوام گزر رہے ہیں خدا کے لئے بجٹ بناتے ہوئے ان کو اپنی priorities بنائیں اور یہ دیکھیں کہ عام آدمی کی ضرورت کیا ہے ؟ آپ عام آدمی کو کن کن جگہ پر ریلیف دے سکتے ہیں آپ یہ دیکھتے ہیں کہ کس جگہ پر زیادہ بڑی چیز نظر آئے گی۔ عوام کو اُس کا فائدہ ہو یا نہ ہو یہ bridge اور روڈ پر آپ نے 9۔ارب روپیہ لگا دیا۔ خدا کے لئے اس وقت صوبے میں ہو کیا رہا ہے اور اسے کیوں لوٹا جا رہا ہے ؟

جناب سپیکر! پبلک ہیڈ میں 4۔ارب 97 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ ہمیں تو نہیں پتا چلا کہ یہ کہاں خرچ ہوا؟ ہسپتالوں اور علاج معالجہ میں تو کوئی فرق نہیں پڑا۔ ہسپتال تو اسی طرح ہیں بلکہ ان کے مسائل میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ یہ جو اربوں روپیہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر انتہائی سختی سے کنٹرول کرنا چاہئے اور ضمنی بجٹ نام کی کوئی چیز اس کے اندر نہیں ہونی چاہئے۔ اگر خدانخواستہ کوئی ناگہانی آفات

آ جائیں، کوئی قدرتی آفات آ جائیں تو وہ unavoidable خرچے ہیں لیکن یہ شاہانہ اخراجات کو کنٹرول کریں اور جتنا ہو سکتا ہے عوام کا پیسا عوام پر لگانے کی کوشش کی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بات کے آغاز سے قبل ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر مراد راس صاحب نے اپنی تقریر میں میرے ایوان کی معزز خواتین ممبران کو "آنٹی" کہہ کر پکارا ہے میں اس پر احتجاج کرتا ہوں کیونکہ قومی اسمبلی کے اندر اس لفظ کو expunge کر دیا گیا تھا۔ یا تو ہمیں بھی آنٹی کہنے کی اجازت دی جائے ورنہ اس لفظ کو expunge کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ اپنی بات کریں، مہربانی کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! قومی اسمبلی کے اندر یہ بات ہو چکی ہے اور یہ لفظ expunge کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اپنی بات بھی کروں گا یا پھر ہمیں بھی آنٹی کہنے کی اجازت دی جائے۔ میں ضمنی بجٹ پر اپنی بات کا آغاز اس شعر سے کرنا چاہتا ہوں

غالب گر جواز لائے ہیں مے کے واسطے
اب انہیں یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

جناب سپیکر! جب حکومت اپنے بجٹ کی ترجیحات کا تعین کرتی ہے کہ جن جن مدات میں ضرورت ہوتی ہے ان میں فیصلہ کیا جاتا ہے کہ وہاں مزید اخراجات کئے جائیں تو پھر اس کو ضمنی بجٹ کا نام دیا جاتا ہے جس پر اپوزیشن نے کل سے اس ایوان کو صرف تنقید برائے تنقید کرنے کے لئے چن رکھا ہے۔ اس میں دانش سکولوں پر جو تنقید کی گئی میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ سوچ ہے جس نے اس ملک کی، صوبے کی اگر یہ اسی طرح چلتا رہا تو اس نے ایک game changer بننا ہے کہ ایک کلاس جو تصّور نہیں کر سکتی تھی کہ اپنے بچے کسی اچھے سکول میں داخل کروا سکے تو اُن کو وزیر اعلیٰ نے یہ موقع دیا ہے اور اس کے لئے چنا بھی جنوبی پنجاب ہے۔ یہاں وہ لوگ جو یہ بات کرتے ہوئے نہیں تھکتے کہ جنوبی پنجاب میں تعلیمی ادارے معیاری نہیں ہیں وہاں دانش سکولوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ وہ کلاس جس کے یہ لوگ نمائندے ہیں یہ ان سکولوں کو، ان چینیوں کو تحفظ دینا چاہتے ہیں اور ان کو بڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے

ہیں۔یہ لوگ دانش سکول کی آڑ میں اس پر تنقید کر کے دراصل اُن چیزوں کو بڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے دانش سکول پر تنقید کی جاتی ہے کہ اگر یہ دانش سکول چلتے رہے تو غریبوں کے بچے کل آ کر اس ملک کی اشرافیہ کا حصہ دار بنیں گے، وہ اس ملک کی بیوروکریسی کا حصہ دار بنیں گے، وہ اس ملک کی ruler class میں اپنا حصہ مانگیں گے اور پیچھے آنے والوں کو یہ سبق دے جائیں گے کہ آؤ ہم اپنا حصہ مانگ سکتے ہیں ہم خالی ہاتھ نہیں رہیں گے اور ہم اس ملک کے وسائل میں اپنا حق مانگیں گے اس لئے یہ دانش سکولوں پر تنقید کرتے ہیں کہ یہاں صرف ان لوگوں کا حق رہے جو صدیوں سے اس ملک میں حکمران رہے ہیں اور اس پر حکومت کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ میری قیادت کے منصوبے ہیں جن سے جَل کر صرف تنقید برائے تنقید ہوتی ہے۔ کبھی میٹرو پر تنقید ہوتی ہے، کبھی دانش سکول پر تنقید ہوتی ہے، کبھی نئی بننے والی یونیورسٹیوں پر تنقید ہوتی ہے اور کبھی میڈیکل کالجوں پر تنقید ہوتی ہے۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اپوزیشن نے بجٹ اجلاس میں پوری تنقید کی ایک مہم چلائی ہے تو میں اپنی قیادت کی نذر ایک شعر کرتا ہوں کہ:

تیری اقامت کی درازی سے گلہ ہے سب کو
ورنہ شہر میں تجھ سے لوگوں کا جھگڑا کیا ہے

یہ ساری جو اکھاڑ پچھاڑ ہے اس کے پیچھے صرف ایک ہی وجہ ہے، ایک ہی جواز ہے کہ کسی طرح سے ان کو کام کرنے سے روکا جائے اگر روکا نہیں جا سکتا تو کم از کم اس کی speed slow کی جائے۔ اصل میں یہی ساری theme ہے، یہی دھرنے، یہی ساری چیزیں اور کمبل چھیننے کے لئے جو سارا میلہ سجایا ہے یہ سارا اسی وجہ سے ہے۔

جناب سپیکر! اب میں آپ کی توسط سے محترمہ وزیر خزانہ کو یہ تجویز دینا چاہتا ہوں کہ زراعت پر جو انکم ٹیکس لاگو کیا گیا اس کی Ceiling 80 ہزار روپے رکھی گئی ہے جبکہ کاروباری لوگوں کے لئے یہ Ceiling 4 لاکھ روپیہ ہے۔ یہ ایک discrimination ہے کہ جو شخص زراعت سے منسلک ہے اس کا ٹیکس 80 ہزار روپے کی اوپر کی آمدن سے شروع ہو جائے گا اور جو کاروبار سے منسلک ہے اس کا

4لاکھ روپے سے شروع ہوگا۔اس کوredress کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ زراعت پیشہ لوگ تو پہلے ہی پسے ہوئے ہیں ان کیceiling اگر زیادہ نہیں کی جاسکتی تو کم از کم کاروباری لوگوں کے مطابق 4لاکھ روپے تک تولائی جائے پھر ٹیکس شروع کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں دوسری بات صاف پانی کے حوالے سے کرنا چاہوں گا کہ صاف پانی کا منصوبہ بہت اچھا منصوبہ ہے۔ان علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی ٹھیک ہے چونکہ یہ فلٹریشن پلانٹ لگنے ہیں یہ پینے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے لیکن ان علاقوں میں جہاں زیر زمین پانی انتہائی کڑوااور ناقابل استعمال ہے تو وہاں یہ پلانٹ پورا کام نہیں کر سکتے۔ ہمیں جو بتایا گیا ہے کہ اب آئندہ واٹر سپلائی سکیموں کی بجائے صرف فلٹریشن پلانٹ لگیں گے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو بھیredress کیا جائے۔ جن علاقوں میں پانی کڑوا ہے کیونکہ ایک فلٹریشن پلانٹ پر بھی اتنی ہی لاگت آتی ہے جتنی ایک واٹر سپلائی پر آتی ہے اس لئے جہاں پانی کی ضرورت دیگر استعمال کے لئے ہے، جانوروں کے استعمال کے لئے ہے اور گھر کے استعمال کے لئے بھی ہے تو وہ ضروریات واٹر فلٹریشن پلانٹ پوری نہیں کر سکتا اس لئے ضروری ہے کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:امجد علی جاوید صاحب!please wind up کریں۔

جناب امجد علی جاوید:جناب سپیکر!آپ مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔ میں نے ضمنی گرانٹ پر بات کرنی ہے کہ یہ ضمنی گرانٹ کیوں آتی ہیں اور کیوں فنڈزlapse ہوتے ہیں۔ ہر ضلع کے اندر جو ایک وائسرائے کو ڈی سی او کا نام دے کر بٹھادیا گیا تو یہ ان کی وجہ سے ہے۔ میں اپنے ضلع کی طرف آتا ہوں کہ ہمارا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک چھوٹا سا ضلع ہے وہاں پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہے،وہاں صحت کے لئے آنے والے فنڈز ان لوگوں کے اپنےlethargic رویہ کی وجہ سے واپس ہوئے۔ میڈیسن خرید کا فنڈ واپس ہوا، وہاں ایمبولینس کی خرید کا فنڈ واپس ہوا،وہاں ہسپتال کے لئے خریدے جانے والے آلات کا فنڈ واپس ہوا،وہاں جو ہسپتال کے سٹاف کی جو منظوری دی گئی تھی ان کیSNE جاری ہونے کے باوجود ڈی سی او نے این او سی نہیں دی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،بہت شکریہ۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!آپ بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!شکریہ۔آج کی ہماری بحث میرے خیال میںone point ایجنڈے پر ہے۔ وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ کے جو43۔ارب روپے ہیں ان کو یہ ایوانapprove کرے بلکہ گورنمنٹ کی نااہلی پر ضائع کئے گئے43۔ارب روپے ہیں ان کوapprove

کیا جائے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ یہ 43۔ارب روپے یا ضمنی بجٹ کی basically کیا ضرورت تھی، ایسی کون سی مشکلات تھیں اور ایسے وہ کون سے مسائل تھے جو پچھلے سال کے بجٹ کے اندر نہیں آئے اور ان کی ضرورت ہوئی؟ میں اپنے سوال کا جواب بھی خود ہی دینے کی کوشش کرتا ہوں کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے گیارہ energy visit to China ہیں جو حکومت پنجاب کو تقریباً گروڑ کے آس پاس کے پڑے ہیں وہ ہم approve کرا رہے ہیں اور ہم اجازت دے رہے ہیں لیکن ان گیارہ visits میں کیا out put ہوئی ہمیں نہیں پتا، National Grid یا Provincial Grid کتنی بجلی زیادہ آئی ہمیں نہیں پتا لیکن ہم نے کروڑوں روپے ان کے خرچے پر لگا دیئے ہیں۔ایک ستلج کاٹن ملز ہے اس کی مد میں MCB کو payment دی ہے۔ ستلج کاٹن ملز کس کی ہے ہمیں نہیں پتا، MCB کو گورنمنٹ نے payment کیوں کی ہمیں نہیں پتا لیکن ہم اس پر ربڑ سٹیمپ لگا رہے ہیں کہ 60 لاکھ روپے دے دیئے جائیں، I am sure منسٹر صاحبہ نے یہ سارا thoroughly پڑھا ہو گا تو یہ صفحہ نمبر 35 اور volume-I پر payment ہوئی ہے۔ ہم نے وومن ڈے کی celebration کے لئے 4 کروڑ روپے کی approval دے دی۔ کیا 2014 میں یا 2015 میں انٹرنیشنل وومن ڈے تھا اور اس سے پہلے یہ نہیں تھا؟ میرے خیال میں 1960 سے انٹرنیشنل وومن ڈے شروع ہوا تھا۔ اگر انہوں نے celebration day منانا تھا تو پہلے بجٹ میں رکھ دیتے تو ضمنی بجٹ میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم اس وقت CM Driver Pools Funds کی approval دے رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ بھی وہی، سٹاف بھی وہی اور گاڑیاں بھی وہی، middle of the year بیٹھے بیٹھے آپ کو ایک دم خیال آ گیا کہ ڈرائیور زیادہ ہونے چاہئیں یا کم ہونے چاہئیں ہم وہ بھی approve کر رہے ہیں۔ایک سب انجینئر صاحب ہیں جو کہ loan basis پر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو گئے ہیں، گورنمنٹ ہی صاحب کو ادھار کر رہی ہے یعنی میں اپنے ہی ملازم کو ادھار دے رہا ہوں۔ وہ بھی ضمنی بجٹ میں یکدم بیٹھے بیٹھے یاد آ جاتا ہے کہ ہمیں ایک سب انجینئر چاہئے۔اب ایک سب انجینئر صاحب loan basis پر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو جا رہے ہیں۔ بھائی! تم گورنمنٹ کے ملازم ہو اور loan کیا؟ اب انسان بھی لون کریڈٹ پر چلنا شروع ہو گئے ہیں اور ہم اس کی بھی ضمنی بجٹ میں approve کر رہے ہیں۔ میں تو نہیں approve کر رہا، اگر گورنمنٹ کرنا چاہے تو بالکل کرے اور یقیناً گر بھی دے گی۔اس کے علاوہ ایک اور بڑی interesting چیز یہ ہے کہ ہم Provincial Excise کی مد میں بھی 5 کروڑ روپے مانگ رہے ہیں۔ ہم نے Revenue Collection targets achieve ہی نہیں کئے، اس سال وہ ہم نے کم کر دیئے ہیں لیکن ہمیں

5کروڑ روپےProvincial Exciseکے لئےاور چاہئیں۔I am sure کہ یہcollectionوغیرہ میں ہو گا۔یہ پہلے بھی میرے ساتھی نے بتایا کہ یہ کوئی ساڑھے نو سوbikesخریدی گئی ہیں تو بات یہ ہے کہ ہم ان کو بھیapproveکرنے جا رہے ہیں۔ بھائی!اگر آپ کو پتا نہیں تھا کہ ہم نےProvincial Taxاکٹھا کرنا ہے،آپ نےtargetدیا ہوا ہے۔یہambitious targetہے تو آپ اس کے اندر یہ بات بھی ڈال دیں کہ ہم نے گاڑیاں لینی ہیں،ہیلی کاپٹرز لینے ہیں اورbikesلینے ہیں۔Middle of the yearآپ کو یاد آیا کہ950 bikesہوں تورevenue recoveryہو گی۔اگر ہو بھی جاتی تو بڑی بات تھی،پھر وہtarget missکر گئے۔ہم نے اس دفعہtargetsاور کم کر دیئے ہیں۔ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں اور ہم اتنیcollectionتو کر ہی نہیں سکتے۔Procurement کے لئے بھی پیسے middle of the year یاد آ گئے ہیں ہم اس کی بھیapprovalکر رہے ہیں۔کمال بات ہے،interestingبات یہ ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں میٹرو کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں،دانش سکول کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں،اورنج لائن کے لئے کوئی پیسے نہیں ہیں کیونکہ وہpet projectsہیں،ان کی to the last digit appropriation or misappropriation ہو چکی ہوئی ہیں۔اس کھاتے کا باقی عام محکموں کے ساتھ کوئی لین دین نہیں ہے،ان کےhandlersاور ہیں اس لئے ضمنی بجٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ جتنے پیسے رکھے گئے تھے اس پر کسی کو سوال پوچھنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔یہ ضمنی بجٹvolume-Iکے اندر دکھائیں کہ یہ والی رقم ہے۔ہر ڈیپارٹمنٹ نے اپنی کی ہوئی ہے۔پنجاب کا پچھلے سال کاunder utilize budgetہے اور وہon recordبات ہے لیکن پھر بھی ہم ضمنی بجٹ دے رہے ہیں،بھائی!پورا بجٹ لگا لیں تو اوپر مانگیں تو بات سمجھ میں آتی ہے۔یہ بجٹ پورا نہیں لگا یہ ریکارڈ کی بات ہے اور سیاسی تقریر نہیں ہے لیکن پھر بھی ہم43کروڑ روپے کیapprovalکے لئے یہاں پر کھڑے ہو کر بحث کر رہے ہیں۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا کہthis is a fruitless and useless exerciseریسکیو1122نے چندہ سکیم شروع کی ہوئی ہے اخبار میں اشتہار آیا ہے کہ آپ اپنا چندہ1122کو دیں۔ایک واحد سروس جو بلا تفریق آپ فون کریں تو آپ کے گھر کے سامنے ہوتی ہے۔بے شک وہ ایکڑ کا گھر ہے یا دو مرلے کا گھر ہے یا وہ بندہ سڑک پر پڑا ہو،کوئی discriminationنہیں ہے بالکلindiscriminate،آپ اپنی گورنمنٹ کے نعرے دیکھ لیں، دانش سکول بنا کر یہshowکیا جا رہا ہے کہ غریب کا بچہ اچھے سکول میں پڑھے،غریب کی بات ہو رہی ہے،"سڑکیں"غریب آدمی اپنی سواری چلائے،"روزگار سکیم"گاڑی غریب کے لئے،غریب،

غریب، غریب ایک سروس جو actually indiscriminately ہے میں نے دوبارہ سے کہا ہے، اگر کسی امیر کا accident ہو گیا ہے، وہ 1122 پر فون کر رہا ہے اور وہ اسی ٹائم پر پہنچ رہی ہے۔ وہ فون کر کے یہ نہیں پوچھتا کہ غریب پڑا مر رہا ہے یا امیر پڑا مر رہا ہے، وہ کہیں گے کہ کہاں پہنچنا ہے اور کس طرح پہنچنا ہے۔ ان کا چندہ سکیم کے لئے اخبار میں اشتہار آیا ہوا ہے۔ کاش! اس کا ضمنی بجٹ آتا۔ انہوں نے بالکل ٹھیک بات کی تھی، اس پر کوئی تبصرہ کرتا ہے؟ ہم نے اشتہار بازی پر ضمنی بجٹ approve کرنا ہے اور اس پر کروڑوں روپے تو ضرور لگے ہیں۔ اشتہار بازی غریب کے لئے، خادم اعلیٰ کے لئے، پنجاب گورنمنٹ کے لئے، وہی رقم ہم 1122 کو دے دیں لیکن ہم چندہ مانگ رہے ہیں۔ حکومت اپنے محکمے کے لئے چندہ مانگ رہی ہے کہ چندہ ان کو دے دیں تاکہ 1122 سروس چلتی رہے۔ اگر خدانخواستہ کسی کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو جائے تو وہاں پر یہ سروس بحال رہ سکے۔ ACS energy کے سلسلے میں کئی دفعہ چاہا گیا، وہ ایک دفعہ چلے جاتے یا وزیراعلیٰ خود وڈیو کانفرنس کرتے۔ کیا چاہنا وڈیو کانفرنس ہو نہیں سکتی؟۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! بہت شکریہ۔ جی، ملک احمد خان بھچر صاحب!

ملک احمد خان بھچر: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہ 39۔ارب کا ضمنی بجٹ ہے جو کہ پیش کیا گیا اور پاس بھی ہو جائے گا۔ اس سال جس میں crisis آیا ہے وہ ایک ہی شعبہ میں آیا ہے۔ میں یہ سارے Heads دیکھ رہا تھا ایک روپیہ بھی اس کے لئے ضمنی بجٹ میں نہیں مانگا گیا۔ اصل crisis جو پورے سال میں آیا ہے وہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں آیا ہے۔ دھان کی فصل سے لے کر گندم تک آ جائیں جس طرح کسان اس پورے سال میں crisis سے گزرا ہے تو میرے خیال میں اس وقت مظلوم ترین طبقہ پاکستان اور پنجاب کا وہ کسان ہے اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، یہ ساری رقم انہوں نے ضمنی بجٹ میں سے خرچ کی ہے۔ اس وقت منسٹر صاحب بھی تشریف فرما ہیں، ہمارا علاقہ پبلک ہیلتھ سے کافی related ہے۔

جناب سپیکر! آپ کا راجن پور بھی hard area ہے، خوشاب کے بھائی بھی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا بھی hard area ہے۔ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں 5۔ارب روپے رکھنے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن اس کا جو خرچ ہوا ہے، کم از کم میں اپنے ڈسٹرکٹ کے حوالے سے عرض کروں گا کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہوا۔ میں نے منسٹر صاحب کو ذاتی طور پر بھی اس سلسلے میں گزارش کی تھی، ان کے کہنے کے مطابق میں نے اپنے ڈسٹرکٹ میں بھی رابطہ کیا تھا لیکن ان لوگوں نے ہمارے ساتھ تعاون

نہیں کیا۔یہ کم از کم ہمیں اس کی تفصیل ہی بتادیں کہ واٹر سپلائی سکیمیں جو پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں آتی ہیں جس کی تفصیل وزیر موصوف نے بھی پوچھی تھی،آج وزیر موصوف تشریف فرما ہیں لہٰذا میری ان سے گزارش ہے اور تجویز ہے کہ ان واٹر سپلائی سکیموں کی رپورٹ منگوائیں جو اس وقت بند پڑی ہیں۔ ضمنی بجٹ کے اعداد شمار میں ہم جتنا بھی چلے جائیں یہ ضمنی بجٹ پاس ہو جانا ہے لیکن ہمارا جو main شعبہ ہے وہ agriculture based ہے،یہاں پر ہمارے بہت سے agriculture based لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر!میں آج اس بات پر بڑا خوش ہوا ہوں کہ انہوں نے میری پچھلی بات کو support کیا ہے اور agriculture based لوگ آج اس مسئلے پر بولے ہیں۔اس وقت زمینداروں کی پوزیشن یہ ہے کہ کپاس کی بجائی اور بے موسمی بارشیں شروع ہو چکی ہیں،اس کی وجہ سے کسان دوبارہ متاثر ہو رہا ہے۔ایک طرف آپ اپنے اخراجات کے heads کو دیکھیں،پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے لئے جو پیسا رکھا گیا،رورل پنجاب کے جو hard areas ہیں جہاں پر اس کی ضرورت تھی،کم از کم میرے ڈسٹرکٹ میانوالی میں مجھے کوئی ایسا منصوبہ نظر نہیں آرہا جہاں پر یہ رقم خرچ کی گئی ہو۔مجھے کوئی ایسی چیز بھی نظر نہیں آرہی جس پر میں یہ کہہ سکوں کہ یہ ضمنی بجٹ جو خرچ ہو چکا ہے میانوالی میں بھی خرچ کیا گیا ہوگا۔میں نے ایک اور ہیڈ کو بھی دیکھا ہے roads and bridges کے لئے تقریباً 10۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں،اس سلسلے میں بھی میں پھر اپنے ضلع کی بات کروں گا کہ میرے ضلع میانوالی میں ایک انڈر پاس ہے۔

جناب سپیکر!آپ خود بھی شاید دیکھ کر آئے ہوں گے کیونکہ آپ بھی وہاں گئے تھے،جب بارش ہوتی ہے تو وہ بھی بند ہو جاتا ہے۔وہاں پر جتنے دن بارش رہے وہ انڈر پاس بند رہتا ہے،ضمنی کا تو مطلب یہ ہے کہ آپ crisis میں یہ رقم خرچ کریں۔ایگریکلچر میں crisis آیا،آپ خود زمیندار ہیں آپ کو اچھی طرح سے پتا ہے پورا سال زمیندار کا crisis میں گزرا ہے۔اس وقت بھی زمیندار 900 اور ایک ہزار روپے من گندم بیچ رہا ہے۔میری پچھلی دفعہ بھی یہی بات تھی،اس دفعہ بھی یہی بات ہے کہ جب تک آپ زمیندار اور کسان کی حالت کو درست کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو اس وقت تک رورل پنجاب خوشحال نہیں ہوگا۔آپ بے شک میٹرو بنائیں،دانش سکول بنائیں ہمیں اس سے بھی کوئی اختلاف نہیں ہے،ہماری جو دیہی سڑکیں ہیں ان کی implementation اگر صحیح ہو جائے تو ہم اس کو بھی appreciate کریں گے۔یہ بالکل صحیح منصوبہ ہے لیکن میں ایک چیز عرض کروں گا کہ تعلیم کے شعبہ

میں آرٹیکل25، بلدیات، آرٹیکل(A)140اور اگر ٹوٹل پاکستانیوں کے حقوق کو دیکھیں تو آرٹیکل199 ہے۔اس وقت ان تینوں آرٹیکلز کی مکمل طور پرviolation ہو رہی ہے۔ایک آدمی کو اپنے بنیادی حقوق نہیں مل رہے، آپ محکمہ صحت میں چلے جائیں، محکمہ تعلیم میں چلے جائیں وہاں پر انہیں ان کے حقوق نہیں ملتے۔ ہمیں جو نظر آتا ہے ہم نے وہ بات کرنی ہے، ہم نے گورنمنٹ کالج یا ایچیسن کالج کی بات نہیں کرنی، ہمارے اضلاع میں ہمارے بچوں کاexpressionکب تک بہتر ہو گا؟ جب تک ہمارے بچوں کو اس levelکی تعلیم نہیں ملے گی اور اس وقت تک ان کا مسئلہ حل نہیں ہو گا۔انہوں نے اب ہائی سکول کے لئے دس کلو میٹر کیterritoryرکھ دی ہے، منسٹر صاحبہ تشریف فرما ہیں اور یہ دس کلو میٹر والی بات مجھے محکمہ تعلیم والوں نے بتائی ہے۔

جناب سپیکر! آپ بھیhard areaسے تعلق رکھتے ہیں میں اپنی منسٹر صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ ہمارے علاقہ جات میں اس قسم کی روایات ہی نہیں ہیں کہ ہم اپنی بچیوں کو اتنی دور پڑھنے کے لئے بھیجیں۔آپ خود بتائیں کہ پرائمری کے بعد بچی کی عمر کیا ہو جاتی ہے؟ پورے پنجاب میں یہ روایات نہیں ہیں کہ ہم اپنی بچیوں کو دس کلو میٹر دور پڑھنے کے لئے بھیجیں۔خدارا ان چیزوں کو آپ redressکریں اور ground realityپر آئیں۔یہاں پر جو ہم fruitlessبات کرتے ہیں، ایک دوسرے کی قیادت پر تنقید کرتے رہتے ہیں، ہر بندے کے پاس ایک دوسرے کی قیادت کے حق میں اور مخالفت میں اتنا مواد ہوتا ہے کہ اگر آپ ایک دن اس کی بحث کے لئے رکھ دیں تو بھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔ میرے خیال میں تو وہ خود اپنی قیادت کوexposeکرتے ہیں، وہ جو بھی کام کر رہے ہیں ان کو کرنے دیں جب کوئی کام ہو جائے گا تو عوام کو نظر آ جائے گا۔

جناب سپیکر! رورل پنجاب کے حوالے سے میں دوبارہ اتنا عرض کروں گا کہ دو تین چیزیں ہیں جو میں منسٹر صاحبہ کے نوٹس میں بھی لانا چاہتا ہوں، ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہوئی ہے کہ پہلی دفعہ پنجاب میں اسی شعبے سے تعلق رکھنے والی وزیر خزانہ بنی ہیں۔ان سے ہم گزارش یہ کریں گے کہ کم از کم اپوزیشن کے جوrural basedاورagriculture basedلوگ ہیں ان کی تجاویز لے لیں، اگر ان کو وہ تجاویز پسند آ جائیں تو ٹھیک ہے اگر نہ پسند آئیں ہماری تو پھر وہی بات ہو گی، ایک مثال دے کر میں اپنی بات ختم کر دوں گا۔ایک بادشاہ ایک گوئیے سے خوش ہوا، اس نے گانا اچھا گایا، بادشاہ نے کہا یہ جاگیر تمہاری، یہ اشرفیاں تمہاری، ہر چیز تمہاری تم لے لو۔وہ اپنے گھر گیا اور بیوی کو بتایا کہ میرے پاس تو اتنی جاگیر آ گئی ہے، دس دن گزر گئے، پندرہ دن گزر گئے لیکن اس کے پاس کچھ بھی نہ آیا تو وہ دوبارہ بادشاہ کے

پاس گیا،اس نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں آیا۔ بادشاہ نے کہااس میں لینا دینا کیا تم نے ہمیں خوش کیا ہم نے تمہیں خوش کر دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر!وہ نماز پڑھنے گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں نوید علی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خان تشریف لے آئی ہیں۔ محترمہ!آپ نماز چھوڑ کر تو نہیں بھاگ آئیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!میں نماز کے لئے جا ہی رہی تھی کہ واپس آ گئی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نماز زیادہ ضروری ہے، چلیں، فرمائیں!آپ اپنی بات کر لیں آپ کو دوبارہ موقع مل گیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نےconsider کیا۔آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔جہاں تک میں سمجھتی ہوں ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے اور ضمنی بجٹ کو اس وقت خرچ کیا جانا چاہئے جب اس کی اشد ضرورت ہو۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ جیسے ہی میں نے ضمنی بجٹ volume–I statement کو دیکھا تو اس کے index کے اندر مجھے کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ کیا واقعی ہم نے کسی ایسےissue کو take up کیا ہے یا کسی ایسی آفت کے لئے خرچ کیا ہو، عوام کے فوریrelief کے لئے ہم نے اس بجٹ کو کہیں پر استعمال کیا ہو۔اگر اس کے index میں سے صرف ایک ڈیپارٹمنٹ کی بات کروں، جنرل ایڈمنسٹریشن پر ہی اگر میں بات کر لوں تو2۔ارب روپے کے قریب ضمنی بجٹ میں اس ڈیپارٹمنٹ کے لئے خرچ کئے گئے ہیں۔ پاکستان میں اور صوبہ پنجاب کے اندر جس طرح سے افسر شاہی کو ہم نے پھلتے پھولتے دیکھا ہے، ایک عرصہ دراز سے ہم دیکھ رہے ہیں اور جمہوریت کی بات ہم کرتے ہیں لیکن ہمارے اندر کبھی یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ کیا ہم عوام کی بھلائی کے لئے،ان مقاصد کے لئے یہ ذمہ داری اللہ پاک نے ہمیں دی ہے کیا ہم پوری کر رہے ہیں؟ بالکل نہیں، افسر شاہی اس قدر حاوی ہے کہ اگر ضمنی بجٹ کی statement کو غور سے دیکھا جائے تو ایک بڑی رقم کا استعمال صرف اور صرف اس افسر شاہی کو خوش کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ابھی میرے بہت سارےcolleagues نے یہاں پر بات کی ہے کہ افسر شاہی کے گھروں کی تزئین وآرائش کے لئے ان کے کچن کیrenovation کے لئے اور اسی طرح

کی بہت ساری چیزیں جو ہمیں دیکھنے کو ملی ہیں۔ خدارا جیسے ایک تبدیلی ایک change جس کی ہم اس سائیڈ سے بات کرتے ہیں، منسٹر صاحبہ کی صورت میں ہمیں نظر آئی ہے تو کیا ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ ضمنی بجٹ کا جو مقصد ہے جس کو فوت کر دیا گیا ہے، اس بجٹ میں ہمیں کہیں نظر نہیں آتا کیا future میں ہم کبھی دیکھیں گے ؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس وقت ایک خاتون فنانس منسٹر ہمارے پاس موجود ہیں اور ہم سب بھی excited ہیں کہ future میں ہمیں ایسی کوئی چیز نظر آئے جو کچھ change لائے، جو روایات ہمارے اندر اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے کرنا کیا ہے اور کیا کرنا چاہئے، ہم صرف یہ دیکھتے ہیں کہ ہمارا interest کیا ہے۔ ہمیں interest سے بالاتر ہو کر یہ چیزیں دیکھنی ہیں۔ میں یہاں پر جی او آر۔I کا ذکر کروں گی کہ چند سالوں میں جس طرح سے جم خانہ کلب میں رش بڑھا تو وہاں کے آفیسرز نے دیکھا کہ اب ہماری یہاں کوئی جگہ نہیں ہے تو انہوں نے اپنے exclusive club کی demand شروع کر دی اور چند سالوں میں وہاں پر کروڑوں روپیہ اس افسر شاہی کی خواہش پر خرچ کر کے ایک exclusive club کا قیام عمل میں لایا گیا پھر اس کے بعد وہاں پر آڈیٹوریم اور سوئمنگ پول بنے۔ وہاں پر عام عوام تو کیا ہمارے منسٹرز کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ان کا کلب use کر سکیں۔ کیا ہمارا ضمنی بجٹ خرچ کرنے کا یہ مقصد ہے اور کیا یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے ہم نے ضمنی بجٹ خرچ کیا ہے ؟ میں یہاں پر کچھ چیدہ چیدہ باتوں کا ذکر ضروری سمجھتی ہوں جو کہ میں نے اسی ضمنی بجٹ کی سٹیٹمنٹ والیم۔1 سے دیکھی ہیں۔ ہم نے یہاں پر دیکھا ہے کہ ایک جگہ لکھا گیا ہے کہ صرف اور صرف چائنا کے گیارہ visits اس لئے کئے گئے کہ انرجی کرائسز کو دور کیا جا سکے، کیا انرجی کرائسز دور کرنے کے لئے ابھی تک کوئی واضح پالیسی سامنے نظر آئی ہے، کیا عوام سڑکوں پر نہیں رلے، کیا آج ہم نے لوڈ شیڈنگ ختم کر دی ہے، پھر ہم نے یہ ضمنی بجٹ کیوں خرچ کیا؟ کیا صرف اس لئے کہ غیر ملکی دورے کئے جا سکیں اور صرف اور صرف ایڈیشنل چیف سیکرٹری کے ذاتی دوروں پر ایک بڑی رقم خرچ کی گئی ہے۔ ہم اپنی performance show کرنے کے لئے advertisement کرتے ہیں، ہم جو بہتری لا رہے ہیں اس کے لئے advertisement کرتے ہیں۔ کیا ہمیں یہ نہیں پتا کہ ہر سال ہمارے پاس ایک برکتوں والا ماہ رمضان آنا ہے، کیا اس کی planning پہلے نہیں ہونی چاہئے اور کیا اس کی تشہیر ضمنی بجٹ کے through ہی کی جانی چاہئے ؟ اگر غور کیا جائے تو یہ ایک بہت چھوٹی سی بات لگتی ہے لیکن اگر گہرائی میں جایا جائے تو ہمیں اس کے پیچھے یہ چیز نظر آتی ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، بجٹ کے لئے ہماری کون سی

planning ہے ؟بجٹexpertise یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے سارا سال بڑی محنت کر کے بجٹ بنایا ہے۔کیا یہ وہ محنت ہے جس مہینے کا ہمیں پتا ہے کہ رمضان میں ہمیں یہ expenditures کرنے ہیں کیا اس کی تشہیر ضمنی بجٹ کے through کرنی چاہئے ؟

جناب سپیکر!میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح ضمنی بجٹ کے through عوام کے خون پسینے کی کمائی کا زیاں ہو رہا ہے اس کی اور واضح مثال کیا ہو گی کہ ہمیں پورے سال کے لئے جو بجٹ allocate کیا جاتا ہے ہم اس کا 50/40 فیصد بجٹ خرچ نہیں کر پاتے اور ضمنی بجٹ کی مد میں اتنا سارا بجٹ خرچ کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر!میں اس روّیے کو condemn کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آنے والے سال میں شاید کچھ بہتری آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں منیب احمد صاحب!۔۔۔نہیں ہیں۔محترمہ شازیہ طارق صاحبہ!

محترمہ شازیہ طارق: جناب سپیکر!شکریہ۔آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کا موقع دیا،میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ عائشہ غوث صاحبہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ہماری آبادی کا نصف حصہ خواتین پر مشتمل ہے،خواتین کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے جو30۔ارب16 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ نہایت ہی کم ہے۔ میری تجویز ہے کہ اس رقم کو بڑھا کر کم از کم 40۔ارب روپے تک رکھا جائے۔خواتین کے لئے جو پندرہ فیصد کوٹا رکھا گیا ہے اسے بڑھا کر کم از کم بیس فیصد تک کیا جائے۔عمر میں جو تین سال تک رعایت رکھی گئی ہے اسے بڑھا کر کم از کم پانچ سال تک رکھا جائے۔پنجاب میں بسنے والی اقلیتیں جن میں ہندو،مسیح، سکھ ،بدھ مت ،پارسی اور دوسرے لوگ شامل ہیں ان کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے جو ایک ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے یہ نہایت ہی کم ہے۔اقلیتوں کی تعداد کم از کم ڈیڑھ سے دو کروڑ پر مشتمل ہے اور یہ ایک ارب روپے کی رقم نہایت ہی کم ہے یہ تو اونٹ کے منہ میں زیرہ ڈالنے کے برابر ہے۔اس رقم کو کم از کم 5۔ارب روپے تک بڑھانا چاہئے۔

جناب سپیکر!شاعر ہمارے ملک و قوم کا سرمایہ ہیں۔ہمارے اکثر لیڈر اور سیاستدان اپنی تقاریر میں شعروں کا ہی سہارا لیتے ہیں،تقریر کا آغاز اور اختتام بھی شعروں سے ہی کرتے ہیں جیسا کہ نزو علی فرتاش نے کیا خوب لکھا ہے کہ :

سلام ان سادہ دل لوگوں پہ جن کی سادگی یہ ہے
وطن کے گیت لکھتے ہیں کرائے کے مکانوں پہ

جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ شاعر جو کرائے کے مکانوں میں رہ کر چاہے امن ہو، جنگ ہو یا جیسے بھی حالات ہوں وہ ہمارے لئے وطن کے گیت لکھتے ہیں ان کے لئے بھی ایک ہاؤسنگ سکیم بنائی جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آصف محمود صاحب!

جناب آصف محمود: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے اس بھرے اور پھلتے پھولتے ایوان کے اندر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ حکومت نے بجٹ سے ہٹ کر جو مزید 39۔ارب روپیہ خرچ کیا ہے اس پر مجھ سے پہلے ہمارے بہت سارے ممبران نے بڑی detail میں ان کے مقاصد بھی بیان کئے اور جو ضمنی بجٹ کا اصل مقصد ہوتا ہے وہ بھی انہوں نے بتایا کہ وہ اس میں کہیں پر نظر نہیں آتا۔ میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات کہوں گا کہ یہ جو اربوں روپے کا ضمنی بجٹ حکمرانوں نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے اندر، گاڑیاں خریدنے کے لئے خرچ کیا ہے اور وہ بھی اس صورتحال کے اندر کہ جب پاکستان کے اندر لوڈ شیڈنگ کے نتیجے میں ہزاروں لوگ مر رہے ہیں۔ کل اسی ایوان کے اندر جس طرح شرمناک قسم کی قرارداد منظور ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم سب کے لئے شرمندگی کا باعث ہے کہ ایک طرف تو ہزاروں لوگ مر رہے ہیں اور ہم یہاں پر وفاقی حکومت کے قصیدے پڑھ رہے ہیں۔ یہاں پر بہت سارے لوگوں نے دھرنے کو مورد الزام ٹھہرایا اور وفاقی وزیر نشانہ بناتے ہیں کہ دھرنے کی وجہ سے پاکستان کی اکانومی disturb ہوئی۔ انہوں نے پارلیمنٹ کے اندر جو زبان استعمال کی تھی میں وہ تو نہیں کروں گا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ خالی منسٹری نہیں ہوتی بلکہ کوئی بجلی بھی ہوتی ہے، کوئی پانی بھی ہوتا ہے کوئی تھوڑی سی انسانیت بھی ہوتی ہے۔ ہزاروں لوگ مر رہے ہیں آپ نے انرجی کے اندر جو پیسے رکھے تھے یہ روایت بن گئی ہے کہ ایک block allocation رکھ دی جاتی ہے اس کے بعد ایک اکاؤنٹ ہیڈ سے چیز نکالنی دوسرے میں ڈال دینی یہ clearly indicate کرتا ہے کہ حکومت کی کوئی پلاننگ نہیں ہوتی اور کوئی strategy نہیں ہوتی۔ میرے بہت سارے ساتھیوں نے وزیر خزانہ کی تعریف کی یہ بڑی اچھی بات ہے کہ چلیں خواتین کو آگے آنا چاہئے لیکن میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان کو دس دن پہلے charge ملا اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب آپ اتنی بڑی رقم ضمنی بجٹ میں لے

کر آ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ جو بجٹ بک ہے جو تقریر کرنی ہے وہ صرف سیاسی نعرے ہیں اور اس کے اندر حقائق نہیں ہوتے۔

معزز خواتین ممبران حزب اقتدار: نہیں۔ نہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں خاموش ہو جاتا ہوں اور وہ جو بولنا چاہ رہی ہیں میرا ٹائم ان کو دے دیں اور وہ کھڑی ہو کر مائیک کے اندر بات کر لیں۔ ہم گفتگو کر رہے ہوتے ہیں اور ادھر سے مسلسل commentsآ رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ جی، آپ بات کریں۔

جناب آصف محمود: خدارا اس چیز کو سمجھیں کہ عہدہ آپ کے پاس ہے ہم یہاں آپ پر تنقید کرنے اور آپ کی خامیوں کو highlightکرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر! چنگے کم دی تعریف وی کر دیا کرو۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ تو ایک روایت بن گئی ہے کہ ہمیں پانچ پانچ، سات سات منٹ کا موقع ملتا ہے یہاں پر لوگ بڑی تیاری کر رہے ہوتے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے میں نے دو سال میں دیکھا کہ کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہوتی جیسے صبح میرے ایک سینئر ساتھی نے بات کی کہ بجٹ کے اندر کوئی ترمیم نہیں ہوتی کسی تجویز کو شامل نہیں کیا جاتا۔ ہمیں جب موقع ملتا ہے اور ایوان میں کھڑے ہوتے ہیں تو ہم بھی سوچتے ہیں کہ چلیں حلقوں کے اندر جو محرومیاں ہیں ان پر تھوڑی سی نظر ڈال دیں۔ میں نے اس دن بھی بات کی تھی اور دوبارہ پھر ایک دفعہ یاد دہانی کے طور پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈھوک سیداں راولپنڈی کے اندر دو کالج ہیں جن میں تھوڑی سی رقم چاہئے۔ آپ نے اربوں روپیہ اس ضمنی بجٹ کے اندر مانگ لیا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ دو کالج جو پچھلے چھ سات سال سے نامکمل پڑے ہوئے ہیں ان پر اس قوم کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوا ہے اگر اس کے لئے اٹھارہ بیس لاکھ روپے رکھ کر ان کو مکمل کر دیتے تو بڑا ہی اچھا ہوتا۔ میرے حلقہ پی پی۔9 کے اندر پنجاب حکومت کا کوئی سرکاری ہسپتال موجود ہے اور نہ ہی کوئی ڈسپنسری موجود ہے۔ اگر ان چیزوں کے لئے رقم مانگ لیتے تو بہت اچھا ہوتا کہ چلیں لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے یہ رقم استعمال ہوتی نہ کہ حکمرانوں کی شاہ خرچیوں کے لئے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب احمد شاہ کھگہ صاحب!

جناب احمد شاہ کھگہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنی بڑی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی توجہ اپنے حلقہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میں اتنا پڑھا لکھا نہیں اس لئے مجھے figures تو دیئے نہیں۔ میں آج اپنی بہن سے دل کی بات کرنا چاہتا ہوں اور اپنے حلقے کے مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

معزز ممبران: چھوٹی بہن۔

جناب احمد شاہ کھگہ: ٹھیک ہے ۔چھوٹی بہن۔ ویسے بہن کا رشتہ مقدس ہوتا ہے خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی۔ میں پہلی مرتبہ منتخب ہو کر اسمبلی میں آیا ہوں۔ میں پنجابی میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر! الحمدللہ موجودہ حکومت دا ایہہ تیسرا بجٹ اے۔ اللہ تعالیٰ ایس گورنمنٹ نوں توفیق دیوے تے ایہہ اچھے کم کرے۔ اک گھر دا سربراہ مثلاً میں اپنے گھر دا سربراہ آں تے میرے تھلے نو دس افراد نیں تے ایس گھر نوں چلانا بڑا مشکل ہوندا اے۔ ایسے طرح ایڈا وڈا صوبہ چلانا وی مشکل اے۔ ایہہ اللہ تعالیٰ دی دین ہوندی اے۔ میری دعا اے کہ ایہہ اچھے طریقے نال صوبے نوں چلاون تے اچھے کم کرن جس طرح باقی حکومتاں نے وی کیتے نیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہن دی توجہ ایس مسئلے دے ول دلانا چاہناں کہ جہڑے تن بجٹ میں سنُے نیں ایناں توں میں بڑا تلاش کیتا اے۔ اپنی تنخواہ وچوں پیسے بھر کے وی تلاش کیتا اے لیکن ایس بجٹ وچ میرے حلقہ پی پی۔229 دا مینوں کوئی حصہ نہیں ملیا۔ میں جدوں وی اپنے حلقے دے گمشدہ بجٹ دی تلاش کیتی اے تے ایہہ مینوں کدی لاہور تے کدی پنڈی ملیا اے۔ ایس بجٹ وچ مینوں پورا پنجاب ملیا اے لیکن حلقہ پی پی۔229 بالکل نئیں ملیا۔ میں کڑ واہٹ آلی گل وی کرناں چاہناں۔ میرے حلقے دے لوکاں نیں مینوں ایس اسمبلی دا ممبر بنایا اے۔ میں ایہہ سُنیا سی کہ جہڑے اسمبلی دے ممبر بن جاندے نیں اوہ قانون پاس کر دے نیں تے ترقیاتی کماں وچ حصہ لیندے نیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ اردو میں بات کر لیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بہتر ہے۔ میں نے تو پوری کوشش کی کہ اس ایوان کی کارروائی میں اپنا حصہ ڈالوں اور مسلسل ایوان میں حاضر بھی رہا لیکن میرے حلقے کا گمشدہ بجٹ مجھے نہیں مل سکا۔ میری محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ اس موجودہ مالی سال میں میرے حلقے کے ترقیاتی کاموں کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں۔ یہ پورے صوبہ پنجاب کا بجٹ ہے، میرا علاقہ بھی پنجاب میں واقع ہے لہٰذا

ہمیں ہمارے حصے کا بجٹ دیا جائے۔ ہمارے علاقے کی عوام کو پینے کا صاف پانی چاہئے، تعلیم کی سہولتیں چاہئیں اور سڑکوں کی ضرورت بھی ہے۔ الحمد للہ بہت سارے کام پچھلے دور حکومت میں ہو بھی چکے ہیں۔ ہم پچھلے پچیس، تیس سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن علاقے میں کچھ نہ کچھ ترقیاتی کام ہوتے رہتے ہیں لیکن بد قسمتی سے پچھلے tenure میں ہمارے ایم پی اے کو فنڈز نہیں دیئے گئے اور حلقہ پی پی۔229 میں صرف ڈیڑھ کلو میٹر سڑک دی گئی جو کہ ناکافی ہے۔ اب دو سال مجھے بھی ہو چکے ہیں لیکن میرے حلقے کے لئے کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ اس حکومت کو توفیق دے اور یہ اچھے اچھے کام کرے اگر اچھے کام کئے جائیں تو دنیا ان کو یاد رکھتی ہے۔ میرا حلقہ پی پی۔229 بھی پنجاب کا حصہ ہے۔ وزیر اعلیٰ سے ہمارا سیاسی اختلاف تو ہو سکتا ہے لیکن وہ اس پورے صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں اگر گھر میں باپ بیٹے سے اختلاف کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا روٹی پانی بند کر دیا جائے۔ میرے حلقے میں ڈیڑھ لاکھ لوگ بستے ہیں۔ ان لوگوں کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے حلقے میں اربوں روپے لگا دیئے جائیں بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ وہاں ہمارے علاقے میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔ متعلقہ محکمہ نے اپنے سروے میں بتایا کہ اس علاقے کا پانی کڑوا اور زہریلا ہے لہٰذا اس علاقے کے لوگوں کو صاف اور میٹھا پانی مہیا کرنے کا فوری طور پر انتظام کیا جائے او راس موجودہ مالی سال کے بجٹ میں اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ بے شک یہ خود اپنے کسی آدمی سے وہاں پر کام کروا دیں۔ ہمیں تو صرف علاقے کے لوگوں کی بھلائی درکار ہے۔ یہ صوبائی اسمبلی کی membership وراثتی نہیں اگر حکومت اچھا کام کرے گی تو لوگ میرے بجائے ان سے دل لگائیں گے، ان کے امیدوار کو کامیاب کرائیں گے اور مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ میرا مقصد صرف یہی ہے کہ میرے حلقے میں پینے کا صاف، میٹھا پانی اور تعلیم کی سہولتیں مہیا کی جائیں۔ اسی طرح ہمارے علاقے میں زراعت پیشہ لوگ بہت مشکلات میں ہیں۔ پاکپتن کی غلہ منڈی بہت چھوٹی ہے۔ یہ صرف چار ایکڑ پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے ہمارے اکثر لوگ ساہیوال اور عارف والا جاتے ہیں۔ اگر پاکپتن میں نئی غلہ منڈی کا قیام کر دیا جائے تو حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔ میرے حلقے میں کھیلوں کے لئے کوئی گراؤنڈ نہیں رکھا گیا۔ علاقے میں سڑکیں ہیں لیکن ان کی مرمت نہیں کی جاتی۔ میرے حلقہ پی پی۔229 میں کرتار پور سیروآنہ ایک ایسا گاؤں ہے جس میں پختہ سڑک نہیں باقی تمام علاقے میں الحمد للہ پختہ سڑکیں ہیں۔ وہ سب سڑکیں پچھلے ادوار میں بنائی گئیں لیکن ان کی مرمت نہیں کی جا رہی۔ میں اپنی بہن وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ ان سڑکوں کی

مرمت کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔ مجھے یہ شوق نہیں کہ میرے نام کی تختی لگے بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے علاقے میں ترقیاتی کام ہو جائیں۔انہوں نے جان بوجھ کر ہمیں ignore کیا ہوا ہے اور ہمیں فنڈز نہیں دیئے تو پھر بھی ہم خاموش ہیں لیکن اگر یہ حلقہ سہواًرہ گیا ہے تو میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ہم بھی صوبہ پنجاب کے باسی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ پی پی۔229 کے لئے بھی فنڈز مختص کئے جائیں وگرنہ میں یہ سمجھوں گا کہ یہ بجٹ میں نے دیکھا اور نہ ہی سُنا ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ملک محمد احمد خان صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔بجٹ پر discussion کے لئے چونکہ وقت بہت مختصر دیا گیا تھا اس لئے میں نے اپنی بجٹ تقریر میں سے کچھ چیزیں روک لیں تاکہ ضمنی بجٹ کے موقع پر وہ آپ کے گوش گزار کر سکوں۔بجٹ بہت اچھا، متوازن اور people friendly ہے۔اس میں بہت سارے ایسے پراجیکٹس رکھے گئے ہیں جو کہ عوام کے لئے انشاء اللہ بہت سے فائدے لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر!دو باتیں بڑی بنیادی اور ضروری ہیں۔آپ پنجاب کے 70 فیصد عوام کو ان کے بنیادی حقوق نہیں دیں گے تو پھر سوال اُٹھیں گے۔ میں پچھلے دو سال کے اندر، چوبیس مہینوں میں دیکھنا چاہ رہا ہوں کہ وہ relevant departments کہاں ہیں جو کہ crisis میں کسان کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں؟ کئی فصلیں آئیں لیکن کسان کو اس کی صحیح قیمت نہیں مل سکی۔اگر Agricultural Marketing Department کے پاس یہ صلاحیت نہیں تو پھر ضمنی بجٹ میں یہ چیز report ہونی چاہئے تھی۔ میں نے سارا ضمنی بجٹ دیکھا لیکن مجھے کسی جگہ پر agricultural crisis جس سے کسان اس وقت دوچار ہے کو meet کرنے کے لئے اُٹھائے گئے اقدامات نظر نہیں آئے۔کسان کی حالت اس وقت یہ ہے کہ وہ شدید ترین قرضوں کے نیچے دب چکا ہے اور وہ بجلی کے بل ادا نہیں کر سکتا۔آپ ساؤتھ کے صادق آباد سے لے کر قصور تک دیکھ لیں ہر دیہات میں یہی مسئلہ ہے۔لوگوں کے بجلی کے میٹر کٹ رہے ہیں،لوگوں کے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور ان میں ایک عجیب بے چینی کی کیفیت ہے۔اب میں اس کو exploit نہیں کرنا چاہتا لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔ میں صرف نشاندہی نہیں کر رہا بلکہ way forward بھی دے رہا ہوں۔On a very honest approach میں بتانا چاہ رہا ہوں کہ موجودہ حکومت کیسے اسی ضمنی بجٹ کے اندر اس کو deal with کر سکتی تھی۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب آپ ایک فصل لینے کے لئےmonopolist کو چھوڑ دیں گے، اب آلو کون نہیں کھاتا؟ غریب اور امیر سب کھاتے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہم آلو کیmarket price کوsustainable سستا رکھنے کے لئے آلو کےgrowers کا قتل عام کر دیں؟ آلو کا کاشتکار ایک ایکڑ پر 80 یا85 ہزار روپے اس امید پر خرچ کرتا ہے کہ میں تیس پینتیس یا چالیس ہزار روپے ایک ایکڑ سے منافع کماؤں گا۔ وہ اپنے آلو اُٹھا کر پھرے لیکن 200 روپے کی بوری فروخت نہ ہو۔ یہ کیسا نظام ہے، کس سے پوچھیں اور کس سے انصاف مانگیں؟

جناب سپیکر! معزز وزیر خزانہ یہاں بیٹھی ہیں یہ ضرور اس بات کوensure کریں کہ کاشتکار کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمت مل سکے۔ مختلف اضلاع کے اندر مختلف issues ہیں۔ کچھ اضلاع میں کپاس کاissue ہے اور کہیں پرsugarcane کا مسئلہ ہے۔ شوگر ملیں کسان کو گنّے کے پیسے نہیں دے رہیں۔ ملز مالکان اپنی پوری ملوں کو بنکوں کے حوالے کر کےliquidation میں چلے گئے ہیں۔ ملز مالکان نے کسانوں کے جو واجبات دینے تھے وہ اُن سمیت اپنی ملیں بنکوں کے حوالے کر کے چلے گئے ہیں اور کسان اپنے ہاتھوں میں CPR لے کر مارے مارے پھر رہے ہیں۔ یہ موجودہ حکومت کسان کے ووٹ سے منتخب ہوئی ہے اور آنے والے وقت میں بھی کسان میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ہوں گے۔ آپ ان کسانوں سے جا کر بات تو کریں۔ آپtransport of goods پرtax levy کر رہے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اگر آپtransportation of goods پر ٹیکس لگائیں گے تو ٹرک والا یہ ٹیکس کسان سے ہی لے گا۔ کسان سے بجلی کا یونٹafford نہیں ہوتا اور وہDAP کھاد مہنگے داموں خریدتا ہے۔ آپ حالات کے مطابق کھڑے ہو کر کچھ تو کسان کی دادرسی کریں۔ ہم ان کے پورے بجٹ پر، ان کے وژن پر، ان کے ڈویلپمنٹ کےinfrastructure پر، ان کے سکولوں کے کاموں پر، ہسپتالوں کے لئے کاموں پر،transportation کی بہتری کے اُوپر اور اس کے علاوہ بھی جو کچھ موجودہ حکومت کر رہی ہے اس پر ان کو شاباش دیتے ہیں، تائید کرتے ہیں اور اس پورے مشن میں پوری پارلیمانی پارٹی ان کے ساتھ ہے۔

> This Parliamentary Party consists of at least 70 percent of the representatives which have to go back and they have to answer before farmers about this.

جناب سپیکر! میری درخواست ہو گی کہ ایک ضروری، اہم ترین اور بنیادی مسئلہ سمجھ کر حکومت وقت اس بارے میں کوئی سنجیدہ efforts کرے۔ I have heard that لیکن

میں اپنی بات آپ کے سامنے کرنا چاہوں گا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ شاید کسی بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کچھ decisions ہوئے جس کے آپ بھی ممبر تھے.Finance Minister is here یہ پنجاب اسمبلی آئینی According to Articles 87 and 88 of the Constitution طور پر ایک مقتدر ادارہ ہے۔ دیکھیں، میں یہاں پر separation of powers کا کوئی لیکچر دینے کھڑا نہیں ہوا لیکن میں یہ کہنے لگا ہوں کہ separation of powers کا concept, modern governance کا ایک بنیادی، اہم اور ایک significant part ہے۔ Legislature علیحدہ ہوتی ہے، Executive علیحدہ ہوتا ہے، Parliamentary over sight کا concept ضرور ہوتا ہے اور Judiciary علیحدہ ہوتی ہے۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کی rulings آ گئی ہیں کہ Financial matters of the legislature جو component ہے اُس کو deal کرنے کے لئے اُن کی فنانس کمیٹی ہوتی ہے اور آپ کا Article 88 of the Constitution ہے وہ demand کرتا ہے اور میں یہ آپ کی موجودگی میں پہلے پڑھ چکا ہوں، دوبارہ repeat نہیں کروں گا کیونکہ وہ پہلے ہی proceedings کا حصہ ہے۔آپ نے ہمارا پورا مدعا سُننے کے بعد اُس وقت کے وزیر خزانہ سے کہا تھا کہ آپ مجھے صبح تک اس کی رپورٹ دیں گے۔ اب ہوا کیا؟ یہ case of willful defiance ہے This is not a case. کہ جہاں پر آپ کو کسی کی منظوری کی ضرورت ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے willful defiance ہے۔

> And Finance Department has basically willfully denied what this Assembly on the floor of the House has already approved, Sir!

جناب سپیکر! یہ کیسے ہو گا؟ ہم بجٹ پاس کر رہے ہیں اور اپنی فنانس کمیٹی کے فیصلوں کو اتنا بے توقیر کرا رہے ہیں۔ یہ روز بروز گرتی ہوئی انحطاط پذیری اور یہ معاملات آپ کو کل کو بھگتنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ میں آپ کے سامنے یہ 5 documents رکھنے لگا ہوں۔ نمبر1، یہ فنانس کمیٹی کا decision ہے۔ نمبر2، اس پر لاء ڈیپارٹمنٹ کی opinion ہے۔ نمبر3، اس پر سپیکر پنجاب اسمبلی نے ایک speaking order pass کیا جو relevant ہے میں صرف وہ آپ کو پڑھ کر سنا دیتا ہوں تاکہ اس میں تھوڑی سی clarity آ جائے۔ سپیکر پنجاب اسمبلی نے اس ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے اپنے ایک آرڈر میں لکھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں، یہ کہہ رہے

ہیں کہ یہ فنانس کمیٹی کے اختیارات نہیں ہیں کہ وہ اسمبلی کے معاملات کو خود چلائے۔ مدعا یہ ہے کہ کیا فنانس کمیٹی پنجاب اسمبلی کے اپنے معاملات کو خود چلا سکتی ہے؟1976 میں اسی طرح کا ایک مسئلہ اُٹھا اُس پر اسی اسمبلی کی ایک کمیٹی بیٹھی اور اُس کمیٹی نے ایک کیس بھیجا جو کہ کورٹ میں گیا۔ اُس کورٹ کا ایک decision آیا وہ decision بھی اس کے اندر ہے میں آپ کو وہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ فنانس کمیٹی کا اختیار ہے کہ وہ...Charged Expenditure آپ نے بھی بجٹ پاس کیا ہے۔

Hon'ble Finance Minister would be in a better position to reply when she would be replying it.

جناب سپیکر! یہ اُس پر بات کر سکیں گی کہ کیا آپ یہاں سے اسمبلی کے اخراجات منظور کرواتے ہیں؟ یہ Charged Expenditures ہیں۔ یہ اختیار بھی فنانس کمیٹی کے پاس ہے کہ ایک سو روپیہ یا ایک لاکھ روپیہ یا دس لاکھ روپیہ، وہ جتنے اخراجات کا تعین کرے گی وہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک محمد احمد خان صاحب! آپ اپنی بات کو مختصر کر کے بتائیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے مجھے یہ وقت عنایت فرمایا۔ میں کسی point of order پر بات نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ہم آپ کے passions کی تو دلیل دیتے ہیں کہ ہمارے ڈپٹی سپیکر جیسا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ مجھے پتا ہے کہ آپ نے یہی کہنا ہے کہ معزز ممبران کی تنخواہیں ابھی تک کیوں نہیں بڑھائی گئیں؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو پھر کیا بات ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کے اندر جتنی بصیرت ہے اور آپ جتنے حوصلے کے ساتھ سنتے ہیں۔ ہم تو آپ کی بڑی تعریف کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب!آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔ مجھے اندازہ ہے کہ آپ یہی کہنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر!میں قطعاً یہ نہیں کہنا چاہتا۔ آپ مت بڑھائیں تنخواہیں۔ میرا تو کوئی issue ہی نہیں ہے کہ آپ تنخواہ بڑھائیں یا نہ بڑھائیں۔ میرا سر دست مسئلہ یہ ہے کہ یہ ایک مقتدر ایوان ہے، یہ عوام کی representative body ہے، Constitution کے اندر اس کے provided mandate کو willful defiance نہیں ہونی چاہئے، یہ ہے میرا مدعا۔جب Charged expenditure ہو گا تو اُس کے لئے بھی آپ اسمبلی سے منظوری نہیں دیں گے تو 2012 سے بارہا آپ کے different forums پر یہ بات سامنے آچکی ہے۔

جناب سپیکر!میری آپ سے یہ گزارش ہے اور آپ کی وساطت سے میں معزز وزیر خزانہ سے یہ request کروں گا کہ kindly take into the notice of your department. اور آپ اس کو دیکھیں کہ یہ matter ہے کیا اور جو ہم کہہ رہے ہیں اگر وہ غلط ہے تو Hon'bly we will concede to it کہ جو ہمارا مدعا تھا وہ غلط ہے اور اگر ہمارا مدعا درست ہو اور یہ فنانس کمیٹی کا ہی اختیار ہو اور سپیشل کمیٹی نمبر 6 جس کے اندر یہ مدعا پہلے گیا میں اُس کا ممبر نہیں تھا۔

> I was called there as a co-opted member. I went there, so the proceedings and I set there in a very disgraced manner.

کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بندہ پوری اسمبلی کے بلانے پر اسمبلی کی میٹنگ کے اندر آنے کو تیار نہیں تھا۔

جناب سپیکر!میں کوئی تنخواہیں بڑھانے کا مدعی نہیں ہوں۔ مت بڑھائیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میں تنخواہ نہ بھی لوں تو میں چل سکتا ہوں۔ یہ کوئی میرا مسئلہ نہیں ہے۔یہاں پر جتنے معزز ممبران بیٹھے ہوں گے اُن کا یہ مسئلہ نہیں ہو گا۔ سب معزز ممبران اپنی جیب سے پیسے خرچ کر کے آتے ہیں، الیکشن لڑ کے آتے ہیں، لاکھوں کروڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں تو ہم یہ 45/40ہزار روپیہ کی تنخواہ نہیں لیتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ آپ اس ایوان کی توقیر کے custodian ہیں۔آپ اس پر آج special meeting کر لیں۔2012 سے pending مسئلہ آپ کے سامنے پڑا چلا آ رہا ہے۔یہاں کی روایت رہی ہے کہ ہر بجٹ پر اسمبلی کے ملازمین کو کوئی ایک آدھا بونس دیا جاتا تھا?Where is it یہ سارا دن فائلوں کے پلندے اُٹھا کر ہمارے پیچھے پھرتے ہیں۔یہ سمجھ سے بالاتر ہے۔آپ کے 35 departments ہیں سب نے one time اُن کو pay and scale کے matter پر دے دیا۔Prisons Department نے کیا،Excise Department نے کیا،Wild Life Department نے کیا،Forestry نے کیا،Education نے کیا۔او بھائی!

Punjab Assembly is an independent entity. The Speaker passes an order, who can define that? But I am not the Chairman or sitting at their chair, Sir!

جناب ڈپٹی سپیکر:ملک محمد احمد خان صاحب!یہ معاملہ میرے notice میں ہے انشاء اللہ بہت جلد اس پر کوئی نہ کوئی result نکلے گا۔

ملک محمد احمد خان:جناب سپیکر!شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر:جی،احمد خان بلوچ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن(جناب احمد خان بلوچ):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر!شکریہ۔پچھلے بجٹ کی تقریر میں اتنی جلدی تھی کہ پانچ منٹ بھی بڑی مشکل سے ملے تھے۔ کچھ ایسی ضروری چیزیں تھیں جو رہ گئی تھیں اور یہی سوچا تھا کہ رہ جانے والی چیزوں کو انشاء اللہ ضمنی بجٹ پر پیش کریں گے۔

جناب سپیکر!میں سب سے پہلے تعلیم کے معاملہ پر آتا ہوں۔اس میں مجھے شکایت یہ ہے کہ 10۔ارب روپیہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے رکھ دیا گیا ہے اور پچھلی دفعہ 7.5۔ارب روپیہ تھا۔ مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کو جو 10۔ارب روپیہ دیا گیا ہے اس کو check کرنے کا بھی کوئی طریقہ ہے،اس کو کون check کرتا ہے اور کبھی اس کا audit ہوا ہے؟ یہ دیہاتوں میں جا کر سکولوں کے لئے پیسے دیتے ہیں۔اس فاؤنڈیشن کا ایک چیئرمین ہے جو all in all ہے، جو مرضی ہے وہ کر لے،وہاں اُس کی ایک ٹیم ہے۔اُس کا نمائندہ جاتا ہے جو کسی سے نہیں پوچھتا۔ڈی سی او کو پتا ہے،ای ڈی او کو پتا ہے اور نہ ہی عوامی نمائندے کو پتا ہے۔وہ اپنی مرضی سے سکول کھول دیتا ہے،اس

میں کرپشن کا راستہ نکلا ہوا ہے وہ 50/50 کر کے آ جاتے ہیں۔ بغیر check and balance یہ 10.50۔ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے، مہربانی کریں اس کا audit ہونا چاہئے۔اس میں ایک کمیٹی ہونی چاہئے متعلقہ ڈی سی او اس کمیٹی میں شامل ہو، ای ڈی او بھی کمیٹی کا ممبر ہو اور اگر ہو سکے تو جس علاقہ میں یہ سکول کھولتے ہیں وہاں کے عوامی نمائندے کو بھی اس میں شامل کریں۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ میرے حلقہ کے فلاں سکول میں اتنی تعداد ہے اُن کے لئے ہمیں اتنے کمرے چاہئیں۔انہوں نے جو سکول فائنل کئے ہوئے ہیں اُن کے کوائف تک پورے نہیں ہوتے لیکن وہاں جا کر show کر آتے ہیں کہ یہ سکول کھل گئے ہیں۔ یہ 10.50۔ارب روپیہ کوئی تھوڑا پیسا نہیں ہے۔ یہ 10.50۔ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے تو اگر اس پیسا کو زراعت پر خرچ کر دیا جاتا تو اس سے کتنے کسان خوشحال ہو جاتے۔

جناب سپیکر! اس کی کسی کو ذمہ داری دی جائے، اس کی کمیٹی بنائی جائے اکیلا چیئرمین پنجاب کا یہاں مقرر ہے سب کچھ اس پر نہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ پیسے ضائع ہو رہے ہیں۔ مہربانی کر کے اس کا آڈٹ کیا جائے اور اس کو چیک کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ میرے پورے حلقہ میں بوائز ڈگری کالج نہیں ہے۔ میں نے کروڑوں روپے کا چار ایکڑ رقبہ محکمہ کے نام کر دیا لیکن افسوس یہ ہے کہ مجھے کالج نہیں ملا۔ مجھے تو وہ طریقہ ہی نہیں ملتا کہ میں رقبہ واپس لوں۔ مہربانی کریں اور میرے حلقہ کے لئے اس کالج کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کی بات کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں چیک کر لیں جو بھی زرعی ملک ہے وہاں کسانوں پر ٹیکس لاگو نہیں۔ان پر زرعی ٹیکس لاگو ہے، انکم ٹیکس لاگو ہے اور نہ ہی inputs پر ٹیکس ہوتا ہے۔یہاں زرعی آلات پر بھی ٹیکس ہے، جعلی ادویات کی وجہ سے کاشتکار بے چارہ تباہ ہو رہا ہے ان پر بھی جو ٹیکس لگتا ہے وہ بھی کاشتکار سے وصول ہوتا ہے۔یہاں پر کون سا ٹیکس ہے جو کاشتکار نہیں دیتا۔ ہم جب بھی یہاں اجلاس میں آتے ہیں، یہ ایوان کاشتکاروں کا ایوان ہے واپس جاتے ہیں تو کسان ہم سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے لئے کیا لائے ہو۔ ہم کہتے ہیں کہ ٹیکسوں کا تحفہ لے کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہر دفعہ ایک نیا ٹیکس لے کر جاتے ہیں۔آپ کاشتکار پر ظلم نہ کریں۔ ہمارا ہمسایہ ملک انڈیا ہے اس کو دیکھ لیں۔ وہاں پر کوئی ٹیکس نہیں ہے۔ وہاں DAP کھاد کی قیمت ایک ہزار روپیہ فی بوری ہے، یوریا چار سو روپیہ فروخت ہو رہی ہے اور یہاں ہمیں چار ہزار روپے میں DAP مل رہی ہے اور دو ہزار روپے سے کم یوریا نہیں ملتی۔ وہاں جو اجناس ہوتی ہیں اس کی گورنمنٹ ذمہ دار ہے۔ کاشتکار کا ایک دانہ بھی ضائع نہیں

ہوتا، جو اجناس ہوتی ہے وہ کسی بھی قسم کی ہو حکومت اٹھاتی ہے اور ان کو پیسے دیئے جاتے ہیں۔یہاں پر گندم خرید کرنے والا کوئی نہیں ہے، کاٹن کو کوئی نہیں پوچھتا اور آلو زیادہ ہو جائے تو اس کو کوئی نہیں پوچھتا۔اگر اس کو نہ سنبھالا گیا اور کاشتکار تباہ ہو گیا تو یہ ملک کے لئے تباہی کا باعث ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بلوچ صاحب!wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پبلک پراسیکیوشن (جناب احمد خان بلوچ): جناب سپیکر! میں آخری بات کر کے ختم کرتا ہوں کہ صحت کے معاملہ میں ہمارے پاس اکلوتا ہسپتال نشتر ہسپتال ہے۔وہاں پر پورے جنوبی پنجاب کے مریض آتے ہیں۔وہاں ایک کارڈیالوجی سنٹر ہے۔آپ وہاں جا کر حالت دیکھیں، وارڈز کی حالت دیکھیں صفائی ہے اور نہ ادویات ہیں۔وہاں پہلے پروفیسرز صبح و شام چکر لگانے آتے تھے لیکن اب کوئی پروفیسر نہیں آتا۔انہوں نے اپنے کلینکس کھولے ہوئے ہیں۔وہ ایجنٹوں کے ذریعے مریضوں کو وہاں بھجواتے ہیں۔خدا کے لئے کم از کم نشتر ہسپتال کو تو سنبھال لیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہاں کمیٹی بنا کر اچانک چیک کریں اور دیکھیں کہ نشتر ہسپتال کا حال کیا ہو گیا ہے۔مہربانی کریں اور اس ہسپتال کو سنبھالیں۔یہ غریبوں کے لئے بہت ضروری ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں یہاں سب سے پہلے ایک بات کو mention کرنا چاہتی ہوں۔مجھے بہت دنوں سے تکلیف ہے وہ میں یہاں share کرنا چاہتی ہوں۔یہاں حکومتی بنچوں والے سمجھتے ہیں کہ یہ نواز شریف صاحب کا پاکستان ہے، ہم کہتے ہیں کہ یہ عمران خان کا پاکستان ہے لیکن ایک چیز پر ہم سب متفق ہیں اور اس میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے کہ یہ جناح کا پاکستان ہے۔جناح ہمارے بھی ہیں اور آپ کے بھی ہیں۔مجھے بہت تکلیف ہوئی جب میں نے دیکھا کہ ہائی کورٹ ہو یا سیکرٹریٹ ہو وہاں اردلی جو خدمت گزار ہوتے ہیں ان کا dress code جناح کیپ اور شیروانی ہے۔وہ جن کو serve کرتے ہیں وہ necktie لگا کر سوٹ پہن کر بیٹھے ہوتے ہیں۔جناح کے پاکستان میں جناح کے ساتھ یہ سلوک برداشت نہیں ہوتا۔میرے خیال میں اس ایوان کے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے لوگ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ یہ جناح کا ملک ہے اور جناح سب کے ہیں۔یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ جناح کیپ پہن کر ہم کوٹ ٹائی والوں کو serve نہیں کریں گے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! یہ عمران خان کو پہنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! تشریف رکھیں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! یہ بہت چھوٹی بات ہے۔ میں یہی بات تو کہہ رہی ہوں کہ یہ جناح کا پاکستان ہے۔ ہم آپ کی بات نہیں کر رہے۔ میں نے یہ بات ایک پاکستانی کی حیثیت سے محسوس کی اور آپ سے share کی ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے پہلے سالانہ بجٹ پر بحث کی اور آج ہم ضمنی بجٹ پر بات کر رہے ہیں۔ میرے دوستوں نے اِدھر سے بھی اور اُدھر سے بھی facts and figures کے مطابق بات کی۔ اب تھوڑی بات reality پر ہو جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ کے جو بڑے مسائل سامنے آتے ہیں۔ اگر اس میں سے ایک چیز ہٹا دی جائے تو بہتری آ جائے گی اور وہ block allocation ہے۔ اس کی وجہ سے سارے مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ نے ایک محکمہ میں block allocation کی اس کو خرچ کرنے کی صوابدید محکمہ کے پاس نہیں ہوتی۔ اس کے بعد یہ ہوتا ہے کہ ہم صحت، پولیس یا کسی بھی محکمہ کا بجٹ اٹھا کر جہاں مرضی ہو خرچ کر لیتے ہیں۔ ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہم جو بجٹ بنا رہے ہیں وہ کس کے لئے ہے۔ اگر ہم نے بجٹ کو جاننا ہے تو یہاں کی بحث سے اندازہ نہ لگائیں کہ بجٹ کیسا ہے۔ آپ عام آدمی کو دیکھیں کہ اس بجٹ سے اسے کیا فائدہ یا نقصان ہوتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی گورنمنٹ ہسپتال میں جاتا ہے تو اس کو کیا سہولیات ملتی ہیں۔ میں عام شہری ہوں اور عوامی نمائندہ بھی ہوں اس لئے مجھے لوگوں کے ساتھ ہسپتالوں میں بھی جانا پڑتا ہے اور ان کے مسائل بھی سننے پڑتے ہیں۔ میں یہ نہیں سمجھتی کہ گورنمنٹ ہسپتالوں کا قصور ہے مگر وہ over burdened ہیں۔ اگر ہم جناح ہسپتال کو دیکھ لیں تو وہاں پر ایک ایک bed پر تین تین مریض لیٹے ملیں گے۔ انہیں سفارش کے بغیر ایک Panadol نہیں ملتی، ڈاکٹر دیکھتے نہیں اور ٹوٹی ہوئی ٹانگ یا زخمی ترین حالت میں لوگ ہوتے ہیں وہ کال کرتے ہیں کہ آپ یا تو فون کر دیں یا تشریف لے آئیں تاکہ ہمارا مریض attend ہو جائے۔ ہمارے پاس Burn Units نہیں ہیں۔ پچھلے دنوں اسلام آباد میں میری ایک دوست کے شوہر کا ایکسیڈنٹ ہوا، انہیں PIMS میں لے جایا گیا۔ ان کے پاس سی ٹی سکین مشین تھی اور نہ ventilators تھے۔ اسی دن اسلام آباد میں میٹرو بس کا افتتاح بھی تھا۔ وہ انہیں جب وہاں سے لے کر الشفاء تک پہنچے ہیں تو اس وقت تک ان کا internal bleeding سے 50 فیصد brain damage ہو چکا تھا اور وہ دو دن بعد انتقال کر گئے۔ ہم میٹرو کے against نہیں ہیں اور ہم کسی سکول کے against نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میرا اعتراض یہ ہے کہ بیدیاں روڈ پر منڈانہ گاؤں ہے جہاں پر کوئی سرکاری اور پبلک ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ اللہ نہ کرے وہاں کوئی بیمار پڑ جائے یا کسی کو وہاں سے باہر لے جانا پڑے تو پانچ ہزار روپے پر ایک پرائیویٹ گاڑی یا ٹیکسی ملتی ہے اکثر لوگ وہیں دم توڑ جاتے ہیں۔ میں نے خود visit کیا ہے۔ آپ سب کے علم میں ہو گا کہ بیدیاں روڈ پر بڑے بڑے شاہی قسم کے فارم ہاؤسز بنے ہوئے ہیں لیکن اسی بیدیاں روڈ پر 40 گاؤں بھی ہیں۔ یہ میں لاہور کی بات کر رہی ہوں لاہور سے باہر کی بات نہیں کر رہی۔ ان 40 گاؤں میں پینے کے پانی کا یہ عالم ہے کہ لوگ انتہائی خراب پانی پی رہے ہیں۔ وہاں میڈیکل یونٹس نہیں ہیں اور پبلک ٹرانسپورٹ نہیں ہے۔ ہم وہاں اپنی پارٹی کی طرف سے میڈیکل کیمپس لگاتے ہیں۔ ہم نے اپنے ذاتی خرچ سے وہاں ڈسپنسری کھولی ہے اور کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ کام ریاست کا ہے۔ لاہور میں موجود علاقہ میں گورنمنٹ کا focus کیا ہے؟ لاہور ایک میٹروپولٹین سٹی ہے۔ آپ یہاں تمام اعلیٰ چیزیں دیکھتے ہیں وہ کریں لیکن آپ ایک عام آدمی کو بھی تو وہ ریلیف دیں جو اس کا حق ہے۔ گورنمنٹ سکولوں کی حالت دیکھیں وہ بھی تسلی بخش نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں آپ کی بات کرتی ہوں جو بہت اہم ہے۔ میں پہلے سال سے بات کر رہی ہوں کہ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب گورنمنٹ سے کہا کہ ہمارے بلڈوزرز خراب اور پرانے ہو چکے ہیں سیلاب اور بارشوں کا موسم آنے والا ہے بند نہیں ڈالے جائیں گے آپ ہمیں نئے بلڈوزرز فراہم کریں۔ انہوں نے کہا کہ پرانے بلڈوزرز بیچ دیں اور وہ پیسے ہمیں دیں ہم آپ کو نئے بلڈوزرز دیں گے۔ وہ پرانے بلڈوزرز 36 کروڑ میں بک گئے اور وہ رقم اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب گورنمنٹ کے سپرد کر دی۔ اس کے بعد جب سیلاب کا وقت بالکل سر پر آ گیا تو محکمہ نے حکومت سے کہا کہ وہ بلڈوزرز کہاں ہیں تو بتایا گیا کہ ان سے تو laptops لے لئے گئے ہیں۔ جب عوام پانی میں ڈوب جاتی ہے تو پھر پانچ پانچ لاکھ کے چیک بانٹنے سے فرق نہیں پڑتا اور long coat پہن کر پانی میں کھڑے ہونے سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ فرق تو اس سے پڑتا ہے کہ جرائم ہونے سے پہلے، سیلاب کے آنے سے پہلے اور قدرتی آفات کے آنے سے پہلے ان کو روکا جائے اور عام آدمی کو relief دیا جائے۔ آخر میں اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے ایک شعر پڑھوں گی کہ:

مٹ جائے گی مخلوق تو انصاف کرو گے
منصف ہو تو حشر اٹھا کیوں نہیں دیتے
شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے آج خاص طور پر ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لینے کے لئے وقت دیا ہے۔ ابھی کچھ دن پہلے ہم نے پنجاب کا بجٹ پاس کیا ہے اور آج ہم ضمنی بجٹ پر بحث کر رہے ہیں۔ ضمنی بجٹ unanticipated اخراجات ہوتے ہیں یا کوئی ایمرجنسی کی صورت میں ایسے اخراجات کرنے ہوتے ہیں جن کی منظوری پہلے سے نہیں لی جاتی یہ unforeseen اخراجات ہوتے ہیں لیکن یہاں پر جب میں اپنے پنجاب کی کتابوں میں ضمنی بجٹ کو دیکھتی ہوں تو یہ وہ اخراجات ہیں جو کہ unseen نہیں ہیں، یہ وہ اخراجات ہیں جو کہ unanticipated نہیں ہیں یہ حکومت کو بالکل پتا تھا کہ یہ اخراجات انہوں نے کرنے ہیں لیکن انہوں نے ان اخراجات کو بجٹ میں نہیں دکھایا تاکہ بہت بڑا بجٹ نہ لگے اور اس کا volume بہت بڑا نہ لگے اس لئے ان چیزوں کو انہوں نے روک دیا تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ عوام کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی اور بددیانتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں کرنا چاہوں گی کہ ضمنی بجٹ ایسے لگتا ہے جیسے کرپشن کا پلندہ ہے۔ ہم نے اپنی ذات، اپنے مفادات، اپنی شخصیت اور اپنے افراد کے لئے ان چیزوں کو استعمال کیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس میں، میں نے بہت ساری چیزیں دیکھی ہیں جن کی ہمیں ضرورت نہیں تھی وہ صرف personal use کے لئے ہیں، media campaign کے لئے ہیں یعنی ایسے اخراجات ہیں جو کہ ایمرجنسی نہیں تھی اور آپ نے بہت بڑی رقم اس میں خرچ کر دی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے سال کا جو بجٹ تھا اس میں تقریباً ہر محکمے نے 50 فیصد بجٹ استعمال ہی نہیں کیا وہ بجٹ جو ہم نے almost 50 percent approve کیا تھا اس ایوان نے approve کیا تھا وہ ہم استعمال ہی نہیں کر سکے ہمارے پاس capacity ہی نہیں تھی کہ ہم اس کو استعمال کر سکتے اور اس کی بہت بڑی وجہ block allocations تھیں اور جب آپ block allocations کرتے ہیں تو وہ حکومت کا صوابدیدی فنڈ ہوتا ہے جہاں اس کا دل چاہے وہ اس کو خرچ کر لے۔ اسی طرح جب میں index کو دیکھ رہی تھی وہاں میں نے دیکھا کہ آپ نے ضمنی بجٹ میں ایجوکیشن، ہیلتھ، پولیس، minorities، سپیشل ایجوکیشن، وومن اور نہ ہی سوشل ورک کی مد میں کچھ مانگا ہے اور اُن

محکموں کے لئے مانگا گیا ہے جو کہ پبلک ویلفیئر کے لئے نہیں ہیں بلکہ وہ ان کے personal interest کے مطابق ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ ایجوکیشن کے لئے بجٹ مانگتے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت کو یہ یاد دلانا چاہتی ہوں کہ 50 فیصد ایجوکیشن بجٹ استعمال ہی نہیں ہوا۔ انہوں نے ہیلتھ، سپیشل ایجوکیشن اور پینے کے صاف پانی کے لئے کچھ نہیں مانگا کیونکہ بہت سے ایسے حلقے ہیں جہاں پر water purification plants نہیں ہیں اس کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کے لئے کچھ نہیں مانگا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ آپ نے پچھلے سال human rights and minorities کے حوالے سے 30 کروڑ block allocation رکھی تھی اور اس میں سے آپ نے صرف 2 کروڑ روپے استعمال کئے اور اب آپ پھر ضمنی بجٹ میں 3 ملین مانگ رہے ہیں اس میں آپ نے پھر 3 ملین اخراجات کر دیئے ہیں۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آئی وہ رقم آپ سے خرچ نہیں ہوئی اور اب پھر اس ضمنی بجٹ میں 3 ملین مانگ رہے ہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ پینے کا صاف پانی بہت بڑی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں minorities کے حوالے سے ضرور ذکر کرنا چاہوں گی کہ بہار کالونی ایک ایسا علاقہ ہے جہاں سے میں خود تعلق رکھتی ہوں میں وہاں پی پی۔153 میں رہتی ہوں اور وہاں پر عرصہ دراز سے سیوریج ڈرین پر کام ہو رہا ہے۔ اب منسٹر صاحبہ آپ کی توجہ میں اس پر ضرور دلانا چاہوں گی کہ آپ ایک خاتون ہونے کے ناتے اس بات کو ضرور سمجھیں گی کہ وہ سیوریج ڈرین کی وجہ سے بہت سے بچے بیمار ہو رہے ہیں۔ جب برسات کا موسم آتا ہے تو یہ گندا پانی لوگوں کے گھروں میں چلا جاتا ہے، یہ انڈسٹریل ایریا ہے، کیمیکل والا گندا پانی لوگوں کے گھروں میں جاتا ہے اور چار سال سے اس ڈرین پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ جب میں اسمبلی میں شور مچاتی ہوں تو پھر وہاں پر دو چار اینٹیں لگ جاتی ہیں اس کے بعد پھر خاموشی ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے حکومت اگر اس طرح کے کام کرے گی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ تحسین فواد صاحبہ!

محترمہ تحسین فواد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا وزیر خزانہ پنجاب کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے انتہائی متوازن بجٹ پیش کیا۔ میں ڈاکٹر عائشہ کی نذر ایک شعر کرنا چاہتی ہوں:

اس کے لکھے ہوئے دستور کے ہر لفظ کو دیکھا
اس میں تو محبت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مسلم لیگ (ن) کی قیادت پاکستان کو اندھیروں سے نجات دلانے کے لئے دن رات محنت کر رہی ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ توانائی کے بحران پر قابو پانے اور عوام کو لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات کے لئے انشاء اللہ بھرپور کردار ادا کرے گی۔ ہماری قیادت کا مقصد پنجاب کو ایک ایسا صوبہ بنانا ہے جہاں ایک عام آدمی کی تعلیم اور صحت تک آسانی سے رسائی ہو سکے۔ ہم خادم اعلیٰ پنجاب کے بہت شکر گزار ہیں کہ انہوں نے راولپنڈی کے عوام کے ساتھ بہت پیار کیا اور کارڈیالوجی ہسپتال، کڈنی ہسپتال اور میٹرو بس جیسا منصوبہ دے کر عوام کو ایک باعزت اور باوقار سواری مہیا کی۔ میں جب بھی اس floor پر بات کرتی ہوں تو راولپنڈی کے لئے پانی کی ضرور بات کرتی ہوں کیونکہ راولپنڈی میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے، خاص طور پر کینٹ ایریا میں ایک دن چھوڑ کر ایک دن پانی آتا ہے، صرف ایک گھنٹہ پانی آتا ہے اگر اس دوران لائٹ چلی جائے تو عوام کے لئے بڑا مسئلہ ہوتا ہے اور عوام بہت پریشان ہے اس لئے میری وزیر خزانہ سے التجا ہے کہ راولپنڈی کے لئے پانی کے حوالے سے specially فنڈ رکھا جائے۔ بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ آباد، مسلم لیگ (ن) زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا منور غوث صاحب! ڈھلوں صاحب! کیا آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! جی، کرنی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منور غوث صاحب! پہلے ڈھلوں صاحب بات کر لیں اس کے بعد آپ کر لیں۔ جی، ڈھلوں صاحب!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ پاکستان کی سابقہ تاریخ میں اگر پاکستان کی روایات کو دیکھا جائے تو پاکستان میں سب سے بہترین تبدیلی لانے والے وہ لوگ ہیں جو آج میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف ہیں۔ یہ میاں نواز شریف کی ہمت تھی کہ انہوں نے اس ملک کو ایٹمی طاقت بنایا، اس ملک میں جب دو سال کے اندر موٹروے بنائی گئی تو اس وقت بھی لوگ کہتے تھے کہ اس ملک میں یہ موٹروے کیوں بنائی جارہی ہے جبکہ آج پاکستان کی پوری قوم موٹروے پر سفر کرنے کو ترجیح دیتی ہے۔

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ آج میرے قائد میاں محمد شہباز شریف تعلیمی میدان میں وہ تبدیلیاں لے کر آئے ہیں کہ آج پاکستانی قوم ایک نئے سفر کی طرف گامزن ہے۔ آج پنجاب میں تعلیم کے فروغ کے لئے دانش سکولوں کا اجراء، بچوں کو انعامات، بچوں کو بہتر تعلیم دینا اور جن بچوں کی پنجاب میں بہتر پوزیشن آئی، انہیں غیر ملکی یونیورسٹیوں میں پندرہ دن کا stay کروایا گیا۔ سب سے بڑی بات کہ پنجاب میں جب بچے اچھی پوزیشن لیتے ہیں تو مری جاکر ان بچوں کو گارڈ آف آنر پیش کرنا اس لئے کہ "میرے بچو تم کل کا پاکستان ہو" یہ تبدیلی پاکستان کے کسی صوبے میں کوئی بھی نہیں لا سکا اس لئے کہ تعلیم ضروری تھی اور بچوں کی تعلیم اور اس سفر کو آگے لے کر چلنا ضروری تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات کرتے ہیں کہ میٹرو بنادی لیکن دو لاکھ کے قریب بچے، خواتین اور بزرگ مسافر جو پیرودھائی میں کھڑے ہو کر ویگنوں کا سفر کرتے تھے اور دو دو گھنٹے میں اسلام آباد پہنچتے تھے لیکن آج آپ اُن سے جاکر پوچھیں کہ راولپنڈی اور اسلام آباد کا سفر صرف بیس روپے میں ہے۔ یہ پاکستان کی اور وہاں کے لوگوں کی ایک بنیادی ضرورت تھی۔ یہ میٹرو کی بات کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ ویگنوں میں دھکے کھائیں، یہ چاہتے ہیں کہ خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی جائے، یہ چاہتے ہیں کہ بزرگ بسوں اور ویگنوں میں دھکے کھاتے رہیں اور چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ترقی نہ ہو سکے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ میٹرو بنانا ہماری غلطی ہے تو یہ غلطی ہم انشاء اللہ تعالیٰ بار بار کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! Wind up کریں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس پر صرف ایک چھوٹی سی نظم پڑھنا چاہتا ہوں جو پنجابی کی ہے اور یہ میں نے خود تیار کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،آپ نے خود محنت کی ہے تو جلدی جلدی پڑھیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: میں عرض کرتا ہوں کہ:

****
****
****
****
****
****

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اِن کے آخری الفاظ حذف کئے جاتے ہیں۔جی، میاں صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟[**********]

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،اِن کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کسی کی لیڈرشپ کے بارے میں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! وہ الفاظ میں نے کارروائی سے حذف کروادیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ایک علیحدہ بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے الفاظ حذف کروادیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا کسی کی لیڈرشپ کے بارے میں ایسے بات کرتے ہیں؟ یہ سارے ایک حمام میں ننگے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔نہیں۔ڈھلوں صاحب! تشریف رکھیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! یہ ہم سے سچی باتیں نہ کروائیں ورنہ یہ کانوں میں روئی لے کر بیٹھیں گے اور تنگ ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! میں نے وہ الفاظ بھی کارروائی سے حذف کروادیئے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر![**********]

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ بھی حذف کئے جاتے ہیں اور ڈھلوں صاحب کے الفاظ بھی کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں اِس سے کہتا ہوں کہ تم گریبان کے بٹن کھول کر دیکھو پھر تمہیں پتا چلے گا کہ اندر کتنا گند ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ نے بات کرنی ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ سے ایک request کرنا چاہوں گا۔ صرف ایک منٹ کے لئے اجازت دے دیں۔(شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ بات کریں۔ ڈھلوں صاحب! اُن کی بات سنیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں گزارش کرنی ہے۔ غیر ملکی نشریاتی ادارے نے ایک تحقیقاتی رپورٹ پیش کی ہے جس میں انہوں نے ایم کیو ایم کو بھارتی ایجنسی "را" کے ساتھ مل کر پاکستان میں دہشت گردی کے حوالے سے اور اُن کے جو leaders اور workers ہیں اُن کی وہاں ٹریننگ کے حوالے سے بات کی ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ بڑا serious اور پاکستان کی سالمیت کا issue ہے جبکہ اُن کے لوگ اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر لاء منسٹر صاحب ایوان میں تشریف لاتے ہیں تو میں آپ کے توسط سے اُن سے گزارش کروں گا کہ اس ایوان کو اس مسئلے پر بحث کرنی چاہئے، وفاقی حکومت کے ساتھ اس matter کو take up کرنا چاہئے اور اس کو seriously لینا چاہئے کیونکہ یہ پاکستان کی، ہماری اور ہماری آنے والی نسل کی سالمیت کا مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ وہ جو مرضی کرتے رہیں۔ آپ وہاں کے کور کمانڈر کراچی اور ڈی جی رینجرز کی reports بھی پڑھ لیں۔ اس کے علاوہ وہاں پر ایک ایس پی نے کھڑے ہو کر بات کی تھی جس کے بعد انہیں suspend کر دیا گیا تھا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو عام matter نہ سمجھا جائے اور اگر لاء منسٹر صاحب تشریف لاتے ہیں تو اس حوالے سے ایوان کو بات کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے اس حوالے سے اپنا اسمبلی بزنس بھی جمع کروا دیا ہے لہٰذا میں گزارش کروں گا کہ کل اس کو take up بھی کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب آتے ہیں تو بات کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں۔

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں معزز ممبران اسمبلی کی مشکور ہوں کہ آپ نے ضمنی بجٹ برائے سال15-2014 کی بحث میں بھرپور حصہ لیا ہے۔جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ انتہائی ناگزیر وجوہات کی بناء پر ضمنی بجٹ بنایا جاتا ہے۔اس سال کا کل ضمنی بجٹ 42۔ارب 95کروڑ 33لاکھ 74ہزار روپے ہے جس میں بڑی رقم 18۔ارب 97کروڑ 99لاکھ 68ہزار روپے سیلاب سے متاثرہ عوام کی بحالی پر خرچ کی گئی یعنی کہ ضمنی بجٹ کا کل 43فیصد unexpected natural calamity پر خرچ کیا گیا۔یہاں پر بار بار یہ باتیں کی گئیں کہ یہ mismanagement ہو رہی ہے جبکہ یہ unexpectedاخراجات تھے۔اگر ہم ان سیلاب زدگان کا ٹھیک طرح ساتھ نہ دیتے تو پھر ہم قوم کو کیا منہ دکھاتے؟سولہ اضلاع ایسے تھے جو سیلاب سے بہت زیادہ متاثر تھے جن کے لئے ہم بڑااچھاpackageلے کر آئے۔ہم نے83ہزار593لوگوں کو عید سے پہلے partial repairکے لئے جن کے گھر تباہ ہو گئے تھے اُن کو25ہزار روپے دیئے۔74ہزار988 لوگوں کو دوسرے مرحلے میں دیئے۔اس کے ساتھ ساتھ جن لوگوں کی standing crops destroyہو گئی تھیں اُس کی مد میں171ہزار سے زیادہ افراد کو10ہزار روپے کی paymentکی گئی۔ وہ غریب لوگ جن کے پاس زمینیں نہیں تھیں جن کا سیلاب کی وجہ سے livelihood affectہو گیا تھا ایسے84ہزار288افراد کو Livelihood Allowanceدیا گیا۔

جناب سپیکر!میں دوبارہ گزارش کروں گی کہ جو ضمنی بجٹ آیا ہے اُس کا 43فیصد ہم نے سیلاب زدگان پر خرچ کیا ہے۔اس کے علاوہ major areas میں جہاں ضمنی بجٹ آیا ہے وہ Provincial Excise Stamps تھے کیونکہ ہم نے صوبائی ایڈمنسٹریشن میں reform کا ایک processشروع کیا تھا اُس کی مد میں یہ unexpectedاخراجات ڈالے ہیں۔اس کے علاوہ کچھ ایسے ضمنی اخراجات تھے جو تنخواہوں کی adjustment وغیرہ کے حوالے سے تھے اور supplementary books میں آپ نے خود بھی دیکھا ہے کہ ڈاکٹروں اور specialists کی تنخواہیں وغیرہ ہیں۔آپ نے cut motionsمیں

Services and General Administration Department, Housing, Urban Development & PHED, Roads bridges, Loans to Municipalities and Autonomous Bodies etc.

پر باتیں کیں جن پر آج تفصیلی بات نہیں کرتے لیکن کل detail میں ان پر بات ہو جائے گی۔ایک بات میں ضرور highlight کروں گی جو بار بار اٹھائی جارہی ہے۔پوائنٹ یہ ہے کہ ہماری جو Autonomous Bodies ہیں اُن پر بہت زیادہ اخراجات ہو گئے ہیں۔ایک آدھ چیز میرے خیال میں ایوان کے سامنے لانا بہت ضروری ہے وہ یہ کہ ہم نے جو Apparel Park بنایا ہے یورپین یونین سے ہمیں GSP plus کی facility ملی ہے جس کو ہمیں ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ٹیکسٹائل میں value addition ہمارے لئے export کا ایک ذریعہ ہے جو کہ یہ opportunity اگر ہم نے صرف اس وجہ سے miss کر دی کہ ہم اگلے سال بجٹ میں اس کو رکھوائیں گے تو یہ مناسب بات نہیں تھی۔یہ ہماری economic development growth کو compromise کرتی اس لئے ہم نے اس کو خاص طور پر ضمنی اخراجات میں ڈالا۔ باقی چیزوں کی تفصیلات آگے بتادی جائیں گی۔اس کے علاوہ ہمارے ایک معزز ممبر نے audit books دکھا کر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے context میں ذکر کیا جو انہوں نے 2012-13 کے حوالے سے بات کی تھی۔ اس حوالے سے میری گزارش یہ ہے کہ یہ current fiscal year سے pertain نہیں کرتا اور دوسری بات یہ کہ یہ رپورٹ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں in any case discuss ہونے والی ہے لہٰذا اس پر بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ چائنا کے trips خاص طور پر ACS کے چائنا کے trips کو بار بار اٹھایا گیا جس کو میں brief انداز میں آپ سے یہ کہنا چاہوں گی کہ جو انوسٹمنٹ پاکستان میں آئی ہے وہ unprecedented اور historic ہے جس کے لئے ہمیں کچھ نہ کچھ تو محنت کرنی تھی اس کے لئے ہمیں projects finalize کرنے تھے،اس کی negotiations کرنی تھیں اور اس مد میں تیاریاں کرنی تھیں۔کیا اس پر کوئی انوسٹمنٹ نہیں ہوتی اور کیا ہم اگلے سال کے لئے اٹھا رکھتے کہ چلیں اگلے بجٹ میں ڈالیں گے،یہ ساری انوسٹمنٹ ابھی رُک جائے؟اگلے سال بجٹ آئے گا تو اس میں اس کی تیاریوں کی مد میں پیسے رکھے جائیں گے اور تیاریاں کی جائیں گی تو اس طرح economic growth نہیں ہو گی۔ہم نے کچھ initiatives لئے ہیں جس کے لئے ہم خاص طور پر اس مد میں justified سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر!آخر میں،کیونکہ ہم تھوڑا سا جلدی wind up کرنا چاہ رہے ہیں تو معزز ممبران اسمبلی کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔۔۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!اگر لاہور کے ٹاؤنز میں آڈٹ کے متعلق بھی منسٹر صاحبہ بتادیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!آپ انہیں wind up کرنے دیں اور ان کی بات سنیں۔ جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر!ایک چیز جو میں یہاں کہنا چاہوں گی کہ حسب روایت اسمبلی کے تمام افسران اور سٹاف کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنہوں نے اس بجٹ سیشن کی کامیابی میں ہمارے لئے ہر ممکن مدد فراہم کی ہے۔ میں ان کے لئے دو مہینے کی تنخواہ as honorarium کا اعلان کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!ساتھ ہی ساتھ پھر میں تمام حکومتی اور اپوزیشن معزز ممبران کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں جنہوں نے pre budget session سے لے کر آج تک بجٹ بحث میں بہت بھرپور انداز میں حصہ لیا ہے، ہمیں مختلف آراء سے نوازا ہے، اپنی ترجیحات بتائی ہیں اور ہمیں اپنی suggestions دی ہیں I am grateful to you

جناب سپیکر!میں آخری بات یہ کہنا چاہوں گی کہ دیکھئے ہم نے ایک مشن اٹھایا ہے اور وہ مشن یہ ہے کہ ہم نے economic development کرنی ہے، growth لانی ہے، service provisions کو improve کرنا ہے اور میں بہت appreciate کرتی ہوں کہ بجٹ کے ابتدائی سیشن میں قائد حزب اختلاف نے کہا تھا کہ وہ ہمارے ان مقاصد میں ہمارا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کو دعوت دیتی ہوں کہ come in help us out دیکھئے ہم نے growth strategy بنائی ہے اور ہمارا مشن clear ہے۔ ہم نے بہتر سے بہتر ترقی اس صوبے میں لے کر آنی ہے اور service delivery improve کرنی ہے۔اللہ ہمارا ساتھ دے اور آپ بھی ہمارا ساتھ دیجئے۔ شکریہ، پاکستان پائندہ باد

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!لاء منسٹر صاحب تشریف لے آئے ہیں تو میں نے ایم کیو ایم کے حوالے سے بات کی تھی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!اس حوالے سے آپ کوئی تحریری طور پر لے کر آئیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اگر میاں محمد اسلم اقبال صاحب سمجھتے ہیں کہ بہت ضروری بات ہے تو ٹھیک ہے آپ اجازت دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ میاں صاحب نے ایم کیوایم کے حوالے سے بات کی ہے۔ میاں صاحب!اس کے لئے آپ کوئی قرارداد لے کر آئیں جس پر بات کریں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!میں نے request کی تھی کہ ایم کیوایم کے حوالے سے جو برطانیہ کے نشریاتی ادارے نے تحقیقاتی رپورٹ پیش کی ہے اور ایم کیوایم انڈیا کی ایجنسی "را" سے اپنے بندوں کو trained کرواتی رہی ہے اور اس پر منی لانڈرنگ کے بھی بہت بڑے الزامات ہیں تو اس حوالے سے میں نے کہا تھا کہ ہم یہاں اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں تو اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے ممبران کو اس پر discussion کرنی چاہئے کیونکہ یہ پاکستان کی سالمیت کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب!اس پر رولز کے مطابق ایک قرارداد لے کر آئیں۔آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے کہ کل مورخہ 26۔جون 2015 کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔Cut Motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی 30-11 تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 144(4) کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 26۔جون 2015 صبح 9-00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

جمعتہ المبارک،26۔جون2015

(یوم الجمع،8۔رمضان المبارک1436ھ)

سولھویں اسمبلی:پندرہواں اجلاس

جلد 15:شمارہ 13

969

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ26۔جون2015

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال15-2014

ضمنی مطالبات زر برائے سال15-2014پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر1

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو5کروڑ44لاکھ26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلداول کے صفحات 1تا2ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر2

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو29کروڑ70لاکھ9ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد اول کا صفحہ 3 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر3

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو14کروڑ3لاکھ94ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلداول کے صفحات 4تا5ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر4

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو1۔ارب92کروڑ 92لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدانتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلداول کے صفحات 6تا50ملاحظہ فرمائیں۔

970

مطالبہ نمبر5

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو4۔ارب 97کروڑ7لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کے صفحات51تا56ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر6

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو28کروڑ69لاکھ 7ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کے صفحات57تا60ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر7

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 29کروڑ 14لاکھ6ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدمتفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کے صفحات 61تا71ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر8

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو56کروڑ11لاکھ38 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدسول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کے صفحات72تا75ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر9

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو18۔ارب 57کروڑ99لاکھ 68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلداول کے صفحات76تا78ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر10

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو37لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلداول کا صفحہ 79ملاحظہ فرمائیں۔

971

مطالبہ نمبر11

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب62کروڑ78لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کے صفحات 80تا154ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر12

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو75لاکھ84ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کا صفحہ 155 ملاحظہ فرمائیں

مطالبہ نمبر13

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو42لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014جلداول کے صفحات 156تا157ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر14

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو9۔ارب 12کروڑ68لاکھ 83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدشاہرات وپل برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلداول کے صفحات 158تا180ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر15

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو2۔ارب 51کروڑ17لاکھ 57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدقرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014جلداول کے صفحات 181 تا183 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر16

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدافیون برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلد دوم کا صفحہ 1ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر17

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدمالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014جلد دوم کے صفحات 2 تا4 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر18

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدجنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014جلد دوم کے صفحات5 تا9 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر19	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدر جسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014جلد دوم کا صفحہ 10 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر20	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مداخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلد دوم کا صفحہ 11 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدآبپاشی وبحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلد دوم کے صفحات12تا22ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر22	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدنظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلد دوم کے صفحات23تا29ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات وسزایافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلد دوم کے صفحات30تا34ملاحظہ فرمائیں۔

973

مطالبہ نمبر24	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل اداا خراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مدپولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014جلد دوم کے صفحات 35تا51ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر25	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب گھر برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلددوم کا صفحہ 52 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر26	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ما سوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلددوم کے صفحات 53 تا 63 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر27	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ما سوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلددوم کے صفحات 64 تا 168 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر28	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ما سوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلددوم کے صفحات 169تا177 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر29	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ما سوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلددوم کے صفحات 178تا179 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر30	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطاکی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈسے قابل اداخراجات کے ما سوادیگراخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15–2014 جلددوم کے صفحات 180 تا 190 ملاحظہ فرمائیں۔

974

مطالبہ نمبر31	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 191 تا 192 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر32	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 193 تا 195 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر33	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد دوم کا صفحہ 196 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر34	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 197 تا 198 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر35	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد دوم کا صفحہ 199 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر36	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلد دوم کے صفحات 200 تا 202 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر37 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلددوم کے صفحات 203 تا 498ملاحظہ فرمائیں۔

975

مطالبہ نمبر38 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلددوم کے صفحات 499 تا 501ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر39 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلددوم کے صفحات 502 تا 503ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر40 **ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 جلددوم کے صفحات 504 تا 551حظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 15-2014 ایوان کی میز پر رکھا جانا

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 15-2014 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

977

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پندرہواں اجلاس

جمعتہ المبارک،26۔جون2015

(یوم الجمع،8۔رمضان المبارک1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز،لاہور میں صبح 9بج کر55منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور احمد چشتی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیٰطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ ۝١ وَوَضَعۡنَا عَنكَ وِزۡرَكَ ۝٢ ٱلَّذِيٓ
أَنقَضَ ظَهۡرَكَ ۝٣ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ ۝٤ فَإِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ
يُسۡرًا ۝٥ إِنَّ مَعَ ٱلۡعُسۡرِ يُسۡرًا ۝٦ فَإِذَا فَرَغۡتَ فَٱنصَبۡ ۝٧
وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرۡغَب ۝٨

سورۃ الم نشرح آیات 1 تا 8

(اے محمد)کیا ہم نے تمہارا سینہ کھول نہیں دیا؟(بے شک کھول دیا)(1)اور تم پر سے بوجھ بھی اتار دیا(2) جس نے تمہاری پیٹھ توڑ رکھی تھی(3)اور تمہارا ذکر بلند کیا(4)ہاں(ہاں)مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے(5) (اور)بے شک مشکل کے ساتھ آسانی بھی ہے(6)تو جب فارغ ہوا کرو تو(عبادت میں)محنت کیا کرو(7)اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جایا کرو(8)

وماعلینا الالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو اک آسرا یہی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے
عطا کیا مجھ کو دردِ اُلفت کہاں تھی اس پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر239/15جناب احسن ریاض فتیانہ صاحب کی ہے۔اس تحریک التوائے کار کا جواب آنا تھا۔

رحیم یار خان میں ساڑھے تین ارب روپے سے مکمل ہونے والی سیوریج سکیم فلاپ ہونے سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!شکریہ۔ اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ رحیم یار خان نے ایک عدد میگا سیوریج سکیم مالیتی تقریباً2.50۔ارب روپے سے تعمیر کی۔ یہ سکیم جون 2012میں مکمل ہوئی چونکہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے پاس disposal کو چلانے کے لئے عملہ اور بجلی کے بلوں کی ادائیگی کے لئے اُس وقت بجٹ نہ تھا تاہم disposal stations کو چالو رکھنے کے لئے مفاد عامہ کے تحت ٹی ایم اے نے سکیم takeover کی تاکہ عدم ادائیگی کی وجہ سے disposals بند نہ ہو جائیں۔ سکیم مکمل ہونے کے فوری بعد۔۔۔

جناب سپیکر: گوندل صاحب!آپ figure کہیں غلط تو نہیں پڑھ گئے اور 3.50 ساڑھے تین کی بجائے 2.50 پڑھ گئے ہوں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!نہیں،یہ 2.50۔ارب ہی ہے جو میرے پاس لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر:اِدھر ساڑھے تین لکھا ہوا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین):جناب سپیکر!میرے پاس 2.50۔ارب ہی ہے۔

جناب سپیکر:جی،ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!سکیم مکمل ہونے کے فوری بعد چند نقائص سامنے آئے جن میں سے میگا سیوریج سکیم کے functional ہونے کے فوری

بعد بستی کمور disposal کے پاس 500 فٹ 72 قطر کی لائن بیٹھ گئی جس کی متبادل سیوریج لائن محکمہ نے ڈال دی ہے۔ سیریل نمبر1 درج بالا settlement کے بعد دو عدد مزید settlement سامنے آئیں جن کو مرمت کیا گیا جو کہ غیر تسلی بخش ثابت ہوئیں۔ آخری settlement 1.3 کلومیٹر لمبائی میں مورخہ 14-05-06 کو ہوئی جس کے بعد disposals مکمل طور پر بند ہو گئے۔ ٹی ایم اے رحیم یار خان نے عارضی طور پر دو عدد man holes پر مشینری نصب کی جس کا discharge 18 کیوسک ہے جبکہ بائی پاس پائپ میسرز ٹیکنیکل ایسوسی ایٹ پرائیویٹ لمیٹڈ نے نصب کئے۔ یہ بائی پاس انتظام ضرورت کے مطابق کافی نہ ہے جس کی وجہ سے peak hours میں گندا پانی شہر میں نکل آتا ہے جس کو ٹینکرز کے ذریعے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ اب یہ معاملہ کنٹرول سے باہر تھا اس لئے settlement کے ذریعے سے ماہ مئی 2014 سے اب تک ٹی ایم اے رحیم یار خان ایک کروڑ روپے سے زائد POL بائی پاس انتظام کی تعمیر و مرمت کی مد میں خرچ کر چکی ہے۔ عارضی پمپنگ سٹیشن دن کے وقت پانی خالی نہ کر سکتا ہے جس کی وجہ سے disposal چک نمبر111/P اور بستی امانت علی سے گندا پانی کھیتوں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ تمام تر کوششوں کے باوجود اس وقت پانی کنٹرول نہیں ہو رہا تھا اور بانو بازار صادق آباد، لکڑ منڈی، ریلوے چوک، کانجو محلہ، شاہی روڈ، قمر آباد اور بغداد کالونی میں گندا پانی گلیوں میں نکل آنے کی وجہ سے سسٹم choke ہو رہا تھا اور تقریباً 70 فیصد آبادی اس کی وجہ سے متاثر ہو رہی تھی۔ بستی امانت علی disposal جو کہ اصل ڈیزائن کے مطابق ختم ہونا تھا، اب تک ختم نہ ہوا ہے اور اس سے گندا پانی قریبی زمینوں میں پھینکا جا رہا ہے۔ مین سیور لائن کمہاراں، چک نمبر72/NP، خانپور روڈ، گلشن اقبال اور ٹبی لاڑاں وغیرہ میں بھی کچھ مسائل پیش آ رہے تھے۔ مندرجہ بالا نقائص کی تحقیق کے حوالے سے CMIT, ECSP, Anti corruption اور PMDFC اس پراجیکٹ کا visit کر چکے ہیں جن میں سے CMIT دو دفعہ اس سکیم کی انکوائری کے لئے رحیم یار خان آئی لیکن اب تک زمینی طور پر اس سکیم کو درست طور پر چالو کرنے کی پیشرفت نہیں ہے بہر حال اس وقت محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور ٹی ایم اے مل کر اس سکیم کو درست طور پر چلانے کے لئے ہمہ وقت تگ و دو کر رہے ہیں اور انشاء اللہ یہ سکیم اسی سال بہتر انداز میں چالو کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر430/15 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کوpendingکر دیں۔

جناب سپیکر: جی،وہ خود تو موجود نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر!on his behalfکر دیں۔

جناب سپیکر: ویسےon his behalf نہیں ہو سکتا بہر حال کیااس تحریک التوائے کار کوpendingکر دیاجائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر!اس تحریک التوائے کار کوpendingکر دیاجائے۔

جناب سپیکر: جی،اس تحریک التوائے کار کا جواب نہیں آیالہٰذااس تحریک التوائے کار کوpending کیا جاتاہے۔اگلی تحریک التوائے کار جناب احمد خان بھچر صاحب کی ہے یہ تحریک التوائے کار ابھی پڑھنی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے۔جی،فرمائیں!

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی جانب سے پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے حوالے سے تحریک التوائے کار اور ایم کیو ایم کا بھارت کی ایجنسی "را" کے ساتھ مل کر دہشت گردی سے متعلق قرارداد کو فوریtake upکرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!ابھی تحریک التوائے کار کا وقت چل رہا تھا بہر حال ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے جس پر ہم نے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے لہٰذا میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو فوریtake up کیا جائے۔معاملہ یہ ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے آٹھویں جماعت کی جیوگرافی کیbookکے اندر پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ میں سرائیکستان لکھا ہوا ہے جو کہ انتہائیseriousمعاملہ ہے۔کل سارا دن مختلف ٹی وی چینلز پر یہ بات چلتی رہی اور کوئی تسلی بخش جواب حکومت کی طرف سے، محکمہ ایجوکیشن یا پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے نہیں

آیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کیسی good governance ہے کہ ایک انتہائی قابل اعتراض معاملہ یعنی اگر آپ نے پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنا ہے اور صوبہ الگ بنانا ہے جس کا بہت سے لوگوں کا مطالبہ ہے تو political stunt کے طور پر کر لیں۔ یہاں اس ایوان کے اندر مسلم لیگ (ن) نے بھی قرارداد پاس کر لی تھی لیکن کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ میری تحریک التوائے کار کو take up کر کے اس matter پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کدھر ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ ابھی process ہو رہی ہے اور میرے پاس آپ کی تحریک التوائے کار نہیں آئی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اس کے ساتھ ایم کیو ایم کے بارے میں ایک قرارداد ہمارے فاضل ممبر میاں محمد اسلم اقبال نے کل جمع کروائی ہے اُس پر بھی میرا خیال ہے کہ حکومتی بنچوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ Rule 115 پڑھ لیں جس میں سات دنوں کا notice ضروری ہے۔ اگر آپ اس کو کسی اور طریقے سے take up کرنا چاہتے ہیں تو وہ گورنمنٹ اور آپ کا مسئلہ ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! گورنمنٹ سے پوچھ لیا جائے کیونکہ اس میں سنگین قسم کے انکشافات اور واقعات ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس آئے گی تو میں دیکھ لوں گا۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ پوچھ لیں کہ اگر انہیں کوئی اعتراض ہے تو بتادیں کہ وہ نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر: جو کام آپ کے کرنے کا ہے وہ آپ مجھے کہہ رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوری قوم کے سامنے اس طرح کی ساری باتیں آ رہی ہیں تو میرا نہیں خیال کہ اس پر حکومتی بنچوں کو کوئی اعتراض ہو گا۔ اب اس قرارداد میں تحقیقات کا مطالبہ ہے اس لئے وہ پاس ہونی چاہئے کیونکہ اس سے پہلے بھی الطاف حسین نے ہمارے ریاستی اداروں کے بارے میں ہرزہ سرائی کی تھی، "را" کے حوالے سے بات کی تھی اور فوج پر تنقید کی تھی جس کے متعلق میں نے قرارداد جمع کروائی تھی لیکن وہ بھی take up نہیں ہو سکی لہٰذا وزیر قانون یہاں تشریف

رکھتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد میں انتہائی اہم matter ہے جس کے اوپر آج کل پوری قوم بلکہ پوری دنیا میں discussion جاری ہے۔ یہ ایوان صرف "ہاں یاناں" کے لئے نہیں بیٹھا ہوا بلکہ اس پر ہمارے جذبات واحساسات نہ صرف پوری قوم بلکہ پوری دنیا کے سامنے جانے چاہئیں کہ ہم اس طرح کی کسی بھی کوشش کو زبردست طریقے سے رد کرتے ہیں اور اس کے خلاف تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہیں۔اس قرارداد میں بھی یہی کہا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میں لاء منسٹر صاحب سے پوچھ لیتا ہوں لیکن آپ کے ممبران قومی اسمبلی اور اُدھر صوبائی اسمبلی میں بھی ہیں وہاں اگر آپ اُن کو کہتے تو میرے خیال میں مناسب تھا کیونکہ یہ متعلقہ صوبے کا کام ہے۔ ابھی تو آپ اُن پر ثابت کریں گے اُس کے بعد کچھ یہاں لائیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!آپ بتائیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!یہ بھی تو پاکستان کا صوبہ ہے۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھے بیٹھے بات نہ کیا کریں۔آپ کی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں کوئی شک نہیں کہ جن دونوں معاملات کو محترم قائد حزب اختلاف نے point out کیا ہے وہ دونوں انتہائی اہمیت کے حامل ہیں لہٰذا میں اُن سے گزارش کروں گا کہ قرارداد اور تحریک التوائے کار کی کاپی میں بھی حاصل کر کے دیکھ لیتا ہوں۔ سرکاری کارروائی کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں تو اُن دونوں کو take up کیا جا سکتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

ضمنی مطالبات زر برائے سال 15-2014 پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہے؟ اگر Rules suspend کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 کے مطالباتِ زر پر بحث اور رائے شماری گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 پیش کیا جائے گا۔ ضمنی بجٹ برائے سال 15-2014 میں ضمنی مطالبات زر کی تعداد 40 ہے، حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 40 ضمنی مطالبات زر میں سے چار

ضمنی مطالبات زر صبح 11.30 بجے تک حسب ذیل ترتیب سے Cut Motions پیش کی جائیں گی۔
مطالبہ زر نمبر 15 قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات، مطالبہ زر نمبر 4,5 اور 14 ہے۔
وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 15 قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر15

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 51 کروڑ 17 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ارب 51 کروڑ 17 لاکھ 57 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات" وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

ضمنی مطالبہ زر نمبر 15 میں کٹوتی کی تحریک جن ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے ان میں میاں محمود الرشید، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد علی خان دریشک، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، سردار علی رضا خان دریشک، ملک تیمور مسعود، جناب محمد آصف، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ ناہید نعیم، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، میاں ممتاز احمد مہاروی، جناب وحید اصغر ڈوگر، ڈاکٹر نوشین حامد، جناب خرم شہزاد، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب محمد صدیق خان، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب عبدالمجید خان نیازی، محترمہ نگہت انتصار، چودھری مونس الہیٰ، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ،

ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، خواجہ محمد نظام المحمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید علی اکبر محمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور جناب احسن ریاض فتیانہ ہیں۔ جی، کون یہ cut Motion پیش کریں گے ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"2۔ارب 51کروڑ 17لاکھ 57ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 15 قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"2۔ارب 51کروڑ 17لاکھ 57ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 15 قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/خود مختار ادارہ جات کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اسے oppose کیا گیا ہے۔ آپ کے پاس ساڑھے گیارہ بجے تک کا وقت ہے اور آپ نے جتنی بھی بات کرنی ہے اس کے لئے آپ نے ان چاروں مطالبات زر پر کٹوتی کی تحاریک کے لئے وقت تقسیم کرنا ہے تو اس حساب سے وقت کی تقسیم کر لیں کیونکہ پھر منسٹر صاحبہ نے wind up بھی کرنا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! آپ نے جو وقت طے کیا ہے انشاء اللہ اس کے اندر ہی بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر وقت پر مکمل نہ بھی ہوا تو آپ نے پھر آرا چلا ہی دینا ہے ناں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں آرا نہیں چلاتا، میں اس کا نام ہی نہیں لیتا بلکہ میں تو Rule 144(4) میں جاتا ہوں اور اس کا تو نام نہیں لیتا جو آپ کہنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید)جناب سپیکر! باہر بھی 144 ہے اور اندر اس ایوان میں بھی 144 ہے۔(قہقہہ)

جناب سپیکر: باہر کی 144 میری نہیں ہے بلکہ آپ نے خود کی ہے۔جی، شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں پہلی بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم دیکھیں کتنی ہے؟ یعنی اربوں روپے کی رقم ضمنی بجٹ کے اندر ڈالی جاتی ہے جو کہ financial management کی زبوں حالی کا پتا دیتی ہے۔جب بجٹ بناتے ہیں تو اس وقت foresee کرنا چاہئے،اس کے مطابق اگر کوئی تھوڑی بہت کمی بیشی ہو تو وہ آدمی کر لے اور جو دو چار، پانچ یا دس کروڑ روپے کی رقم اوپر نیچے ہو جاتی ہے تو وہ ٹھیک ہے لیکن یہاں ضمنی بجٹ کے اندر آپ دیکھ لیں کہ اربوں روپے سے زائد کے اخراجات ہیں۔ اسمبلی کے اندر تو صرف یہ ضابطے کی کارروائی ہے، حکمرانوں کی مجبوری ہے، یہ جمہوریت کی وجہ سے ہے اور جمہوری نظام ہے لیکن حکمران totally غیر جمہوری ہیں۔ان کے پیش نظر صرف یہ ہے کہ بس یہاں اس اسمبلی سے ایک دفعہ منظوری ہو جائے تو پھر اس کے بعد کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔اسمبلی کے اندر کوئی midterm review ہوتا ہے نہ ہمیں کوئی پتا چلتا ہے اور سال کے بعد پتا چلتا ہے کہ بجٹ کے اندر وہ رقم اِدھر سے اُدھر ہو گئی اور اُدھر سے اِدھر ہو گئی اور اس مد کے اندر اتنے سارے اخراجات ہو گئے جو کہ اربوں روپے کے ہو گئے ہیں۔اب یہ اخراجات ہو گئے ہیں تو ہم "بین بجائیں گے "تو اس کا فائدہ کچھ نہیں ہو گا۔ظاہر ہے کہ اکثریت کی بنیاد پر اس کے اوپر انگوٹھا لگے گا لیکن یہ چیزیں اس حوالے سے ضرور دیکھنے والی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے پچھلے سال بھی اس پر کافی واویلہ کیا تھا کہ مختلف پراجیکٹس بنائے جاتے ہیں لیکن ان کی تکمیل نہیں ہوتی اور وہ ہوا کے اندر اُڑ جاتے ہیں۔کروڑوں اور اربوں روپے کی قرضے کی رقم ہوتی ہے جو غریب عوام نے paid کرنے ہوتے ہیں اور غریب عوام کے خون پسینے اور ٹیکسوں کی کمائی ہوتی ہے۔یہ دو تین مدات میں receipts کو اس طرح بے دردی سے استعمال ہونے کے بعد کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، واویلہ کرتے ہیں اور کوئی شنید شُنائی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! میں بہاولپور کی ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں حکومت کی طرف سے یہی خود مختار میونسپلٹیز/لوکل گورنمنٹ کے تحت ماضی کے اندر صاف پانی کی سپلائی، صاف پانی کا بڑا شور وغل ہوا اور صاف پانی کے معاملے کو بھی سیاسی exploitation کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے کہ ہم نے صاف پینے کا پانی فراہم کرنا ہے۔

جناب سپیکر!میں پچھلی دو تین اسمبلیوں سے دیکھ رہا ہوں کہ ہر حکومت کس طرح بڑا واویلہ کرتی ہے لیکن اس میں اربوں روپے کھا پی کر ڈکار مار دیا جاتا ہے اور معاملہ ویسے کا ویسا ہی رہتا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ بہاول پور میں 56 ٹربائنیں ہیں ایک، دو، تین، چار نہیں بلکہ 56 ٹربائنیں dig out ہو گئیں، بجلی کے کھمبے اور ٹرانسفارمر لگے کہ ان کے ذریعے سے صاف پانی نکلے گا۔ ظاہر ہے نیچے سے صاف پانی نکلا اور بڑی بڑی نہروں اور دریائے ستلج کے ساتھ یہ ٹربائنیں لگائی گئیں اور اس مقصد کے لئے راستے کے اندر storage tank بھی بنائے گئے۔

جناب سپیکر!میں خود اس حوالے سے شاکی ہوں کہ میں ایک دن گھر سے باہر نکلا تو میں نے دیکھا کہ میرے گھر کی بنیاد کے ساتھ ساتھ مزدور کھدائی کر رہے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا کام کر رہے ہو تو سپر وائزر آ گیا اور مجھے کہا کہ ڈاکٹر صاحب!ہم آپ کو صاف پانی کی سپلائی فراہم کریں گے۔ یہ کوئی آٹھ سال پرانی بات کر رہا ہوں اور انہوں نے پلاسٹک کے پائپ اٹھائے ہوئے تھے۔ مجھے نہیں پتا کہ وہ کس کو الٹی کے تھے اور انہوں نے میرے گھر کی پچھلی دیوار کے ساتھ تین چار فٹ کا پائپ زمین سے نکال کر کھڑا کر دیا کہ بس ابھی کچھ دنوں کے اندر پانی آ جائے گا اور آپ نے اپنے گھر کی fitting خود کرنی ہے۔ اس کے بعد صاف پانی ٹربائنوں کے ذریعے آئے گا، storage tank ہیں اور موٹریں لگی ہیں جو آپ کو پانی سپلائی کریں گی۔ بڑا خوبصورت نقشہ اس سپر وائزر نے پیش کر کے مجھے بتایا کہ آپ کو صاف پانی ملے گا۔

جناب سپیکر! سات آٹھ سال گزر گئے ہیں اور اب وہ پائپ تو موجود ہے جو میرے گھر کے پیچھے کھڑا ہے اور اسی طرح کے پائپ شہر کے اندر بہت سارے گھروں کے باہر لگے ہیں لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ ان پائپوں سے صاف پانی کی بجائے "لال بیگ" نکل رہے ہوتے ہیں اور وہ لال بیگ نکل کر ہمارے گھروں کے اندر گھس رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: لال بیگ؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!لال بیگ یعنی کاکروچز۔ جن پائپوں سے صاف پانی نکلنا تھا اس میں سے لال بیگ نکل رہے ہیں۔ میں جب اس سیشن کے اندر آیا ہوں تو میں نے اس پر واویلہ کیا، ڈی سی او، ٹی ایم او اور متعلقہ جتنے بھی افسران تھے، پی ایچ اے کے لوگوں کو بھی بلوایا۔ میں نے کہا کہ ڈی سی او ہاؤس کے اندر میٹنگ رکھیں تاکہ بار بار لوگ نہ آئیں اور تسلی کے ساتھ بات کریں۔ اب ہم میٹنگ میں بیٹھے اور ایجنڈے کا top on موضوع یہ تھا کہ یہ جو 56 ٹربائنیں لگائی گئی تھیں اور ان پر ٹرانسفارمرز لگائے

تھے جن میں سے چھ ٹرانسفارمرز چوری ہو گئے ہیں۔ ہم بحث کر رہے تھے کہ ان کے پرچے درج ہو گئے ہیں یا نہیں تو ٹی ایم او نے رپورٹ کیا کہ بڑی تگ و دو کے بعد بالآخر وہ پرچے درج ہو گئے ہیں۔ ہم ابھی اس تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ چوری ہونے والے چھ ٹرانسفارمرز recover ہو جائیں اور احتیاطاً پھر ہم نے یہ کام کیا ہے کہ باقی 50 کے قریب ٹرانسفارمرز اُتار کر سٹور کے اندر رکھ لئے ہیں۔ یعنی جس کام کے لئے اتنا بڑا پراجیکٹ تھا وہ تو پتا نہیں کہاں گم ہو گیا، اب ہم ٹرانسفارمر چوری اور پولیس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ وہ اس معاملے کو آگے چلائیں کیونکہ جو منصوبہ انہوں نے بنایا تھا اُس کو چلانے کے لئے اُس کے اندر پوسٹیں ہی نہیں رکھی گئیں کہ کون اُس کا switch on/off کرے گا اور کون اُس کو look after کرے گا۔ منصوبہ بنا دیا گیا اس میں low quality کے pipes لگائے گئے اور کروڑوں روپے کا کمیشن نیشنل بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ یا جس نے بھی اس کو pursue کیا وہ کھا پی کر ڈکار مار گیا۔ اب نئے منصوبے آ گئے ہیں کہ ہم ہر یونین کونسل کے اندر Water Filtration Plant لگائیں گے اور اُس کے ذریعے سے صاف پانی دیں گے، اس کا بھی یہی حشر ہو گا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے؟ میں کوئی الزام تراشی نہیں کرنا چاہتا ہم سب اس ایوان کے ممبر ہیں ہمیں یہ چیزیں look after کرنی چاہئیں۔ میں نے وزیر موصوف پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، سیکرٹری لوکل گورنمنٹ، سیکرٹری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے بھی بات کی سارے تشویش کا اظہار کرتے ہیں، پریشان ہوتے ہیں اور سارے اس کو redress کرنے کی باتیں کرتے ہیں لیکن یہ معاملہ redress ہوتا نظر نہیں آتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب اس طرح کا معاملہ ہے تو کیوں اسمبلی اس طرح کے جو مطالبات زر ہیں ان کی منظوری دے۔

جناب سپیکر! میں دو تین دفعہ ایوان میں Question Hour کے اندر یہ باتیں کہہ چکا ہوں کہ اب ٹیکنالوجی ترقی کر چکی ہے satellite کے ذریعے آپ سروے کر سکتے ہیں آپ زمین کے اندر نیچے دیکھ سکتے ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ ہم شہروں کی master planning کر لیں جس طرح سے پیسے ضائع ہوتے ہیں۔ میں بہاولپور سے ہوں اور وہاں کے منظر نامے کو دیکھتا ہوں ایک علاقے کے اندر ہم تین تین دفعہ sewerage کی پائپ لائنیں ڈالتے ہیں پیچھے سے محلہ بڑا ہو جاتا ہے ہم 20 انچ کی پائپ لائن ڈال رہے ہیں کیونکہ یہ اس کو cater کرے گی وہ 20 انچ کی پائپ لائن ڈال دی گئی ہے اور آگے جا کر دیکھتے ہیں کہ 15 انچ کی main pipeline ہے اب پیچھے سے جو subsidiary آئے گی وہ 20 انچ کی آئے گی اور جس طرح ہی آگے pipeline میں ملے گی وہ 15 انچ کی ہے اور جب وہ full throttle سے چلے گی، دیکھ لیں اس طرح کا سسٹم چل رہا ہے اور ابھی بھی اسی طرح ہو رہا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ

اس mismanagement کو کس نے چیک کرنا ہے جبکہ سب اس پر agree کرتے ہیں۔ میں نے ڈی او سی سے بات کی انہوں نے کہا ڈاکٹر صاحب میں نے تو ڈیڑھ کروڑ روپیہ بہاولپور کی Master Planning کے لئے رکھا ہے لیکن فائل اوپر جاتی ہے پتا نہیں کہاں سارے معاملات کی اٹک پھٹک ہو جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو اس طرح کی serious چیزیں کرنے والی ہیں اگر ہم نہیں کر پاتے تو کیوں اتنا سارا خرچہ کرتے ہیں؟ یہ خرچہ ضائع ہو جاتا ہے میں یہ باتیں بہت درد مندی سے کرتا ہوں کہ اس کو کیا جائے۔ اسی حوالے سے میرے پاس ضمنی بجٹ کا 1 volume ہے اس کا صفحہ نمبر 55 اور 56 ہے بہت ساری نوازشات لاہور شہر پر ہوتی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں ایک کروڑ سے اوپر آبادی ہے، Capital City ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کا حلقہ انتخاب ہے اور ظاہر ہے اگر یہ ٹھیک نہیں ہو گا تو مستقبل میں ووٹ کیسے ملیں گے؟ یہ سب باتیں ہم سمجھتے ہیں لیکن کوئی انصاف بھی تو ہونا چاہئے اب آپ دیکھیں کہ میرے سامنے ہے یہ 1,2,3,4,5,6 دفعہ ایک سال کے اندر اربوں روپیہ ان کو دیا گیا۔ کس لئے دیا گیا؟ یہ اس کے اندر انہوں نے ٹوٹل کر کے دیا ہے۔ یہ 5۔ارب 5 کروڑ 80 لاکھ روپے کی ٹوٹل رقم بنتی ہے جو ضمنی گرانٹ کے ذریعے سے ان کو دی گئی ہے۔ یہ کیا اَنے کی ونڈ ہے؟ ہم وہاں جنوبی پنجاب کے اندر اس طرح کے حالات کو face کر رہے ہیں۔ میں بہاولپور شہر کی بات کرتا ہوں، بہاولپور شہر کے اندر ابھی بھی میونسپل کارپوریشن ہے اور کئی یونین کونسل ایسی ہیں جہاں راستے نہیں ہیں، کچی جگہ ہے، سیوریج نہیں ہے، پانی نہیں ہے، بجلی نہیں ہے۔ جب یہاں یہ نوازشات دیکھتے ہیں تو میں نے بجٹ میں اپنی گفتگو کے اندر اس لئے عرض کیا تھا این ایف سی آپ کو ملتا ہے آپ اس پر ڈی ایف سی کریں۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مجھے یہ اپنا درد بیان کرنے دیں District Finance Commission Award ہونا چاہئے ہر ضلع کو اُس کا حصہ ملنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی یہ اکیلے وزیر اعلیٰ پنجاب کا ہی شہر ہے باقی کسی کا نہیں ہے یہاں عوام نہیں رہتی آپ کیا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو علاقوں کا حصہ ہے اُن کو دیا جائے اسی لئے ہم اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں میں آج پھر اس مطالبے کو دہراتا ہوں کہ بہاولپور صوبہ کو بحال کیا جائے تاکہ ہم

اپنے صوبہ کی خود ترقی کر سکیں۔ جنوبی پنجاب کی عوام چیختی ہے مری کے اندر تو آپ 200۔ارب روپے کا پراجیکٹ دے دیتے ہیں ہم چیختے ہیں کہ ڈی جی خان کے اندر ایک recreation point فورٹ منرو ہے اُس کا پچھلی دفعہ بڑا واویلا کیا تو 50لاکھ روپے دیئے کہ یہ لیں 50لاکھ روپیہ فورٹ منرو کی ڈویلپمنٹ کے لئے اور کمال مہربانی کے ساتھ مری کو 200۔ارب روپیہ دیا جارہا ہے۔ میں اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس ایوان میں بہت سارے وہ معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں جنہوں نے پچھلی اسمبلی کے اجلاس میں بہاولپور صوبہ کی بحالی اور جنوبی پنجاب صوبہ بنائے جانے کی قرارداد متفقہ طور پر منظور کی اُس میں جتنی بھی پارٹیاں تھیں سب نے وہ قرارداد باری باری پڑھی رانا ثناء اللہ صاحب گواہ ہیں یہ اُس وقت بھی قانون و پارلیمانی امور کے وزیر تھے۔ان کی سربراہی کے اندر اجلاس تھا وہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوئی اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اُس کی منظوری دی تھی۔ بہاولپور صوبہ بحالی کا وفد جس کا سیکرٹری جنرل میں اب بھی ہوں اُس وقت بھی تھا ہم باقاعدہ میاں محمد شہباز شریف سے ملے اور اُن سے discussion ہوئی وہ agree ہوئے کہ ٹھیک ہے بہاولپور صوبہ کی بحالی اور جنوبی پنجاب بنائے جانے کی قراردادیں دو بنتی ہیں یہ پہلے ایک پیش کر رہے تھے اب دو پیش ہوئیں جو متفقہ طور پر منظور ہو گئیں۔یہ دونوں قراردادیں فیڈرل گورنمنٹ میں چلی گئیں اور وہاں سیاست کی نذر ہو گئیں کیونکہ وہاں سیاست کی اوپر نیچے باتیں ہوتی رہیں حالانکہ پیپلز پارٹی بھی اُس کی advocacy کر رہی تھی یہ جو اس طرح کی دو عملیاں ہیں اور اس طرح کی چکر بازیاں ہیں یہ نہیں ہونی چاہئیں۔ میں ایوان سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اسی معاملے پر میں نے اسمبلی کے اندر بار بار قرارداد جمع کروائی ہے میں کس کو کہوں وہ پیش ہی نہیں ہونے دی جاتی۔ مجھے پھر لہ آجاتا ہے میرے گھر کے اندر کہ جی آپ کی قرارداد رولز فلاں فلاں کے تحت مسترد کی جاتی ہے پیش نہیں ہو سکتی۔ میں نے اُس میں ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں کیا جو قرارداد آپ نے پچھلی اسمبلی میں پاس کی تھی آپ ہی اُس وقت سپیکر تھے یہی ایوان تھا کچھ معزز ممبر بدلے ہیں سب نے قرارداد متفقہ پاس کی آج سب کی زبانیں بند ہیں۔ وزیر موصوف جناب اقبال چنڑ صاحب جو ہمارے علاقے کا فخر ہیں تشریف فرما ہیں یہ بھی ہمارے بڑے ایڈووکیٹ ہوتے تھے اب یہ بھی [****] خاموش ہو جاتے ہیں وزارت کی قلعی لگی ہے یہ بھی خاموشی سے بیٹھے ہیں ہماری محرومیاں ہیں ہمیں ہمارا حق نہیں دیا جاتا۔

جناب سپیکر: [****] کے الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر !جب آپ ہمیں ہمارا حق نہیں دیتے تو یہ اربوں روپے کا جو آپ نے بجٹ پیش کیا ہے یہ کیوں دیا جارہا ہے۔ میں تو اس کی منظوری دینے کے لئے تیار نہیں ہوں اور میں اس کے اندر انشاءاللہ شریک نہیں ہوں گا ۔ میں اس کو oppose کروں گا لیکن مجھے معلوم ہے اکثریت کی بنیاد کے اوپر یہ قصہ کہانی پاس ہو جائے گا لیکن میرے علم میں اذان دینا تھی میں نے اذان دے دی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر:شاہ صاحب!ابھی اذان کا وقت ہوا نہیں۔جی، میاں اسلم اقبال صاحب!

میاں محمد اسلم اقبال:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!بہت شکریہ۔آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں ضمنی گرانٹ کے حوالے سے کچھ بات کر سکوں اور جو municipalities خود مختار ادارہ جات کی مد میں 2۔ارب 51 کروڑ 17 لاکھ 57 ہزار روپے کی جو کل رقم باسلسلہ مطالبہ زر نمبر 15 قرضہ جات برائے municipalities خود مختار ادارہ جات کم کر کے ہمارا وژن ہے اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!میں ایک چھوٹی سی بات یہاں پر کرنا چاہوں گا جب ضمنی بجٹ کے حوالے سے کل بجٹ تقریریں ہو رہی تھیں تو اُس ضمنی بجٹ کے اندر میں نے پہلے ہیلتھ کے معاملات کو take up کیا تھا۔ سیکرٹری اسمبلی صاحب اٹھے اور انہوں نے آپ کو فرمایا کہ ہیلتھ کے حوالے سے ضمنی بجٹ کے اندر ایک روپیہ بھی استعمال نہیں کیا گیا اور مجھے کہا گیا کہ آپ اس کے اوپر ایسے ہی بول پڑے ہیں کہ ایک روپیہ بھی ضمنی بجٹ کے اندر نہیں رکھا گیا۔ میرا خیال ہے کہ میں تیاری کر کے آتا ہوں، میرا خیال ہے کہ میں ساری کتابیں پڑھتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر:یہ پتا نہیں۔آپ نے کہاں سے اخذ کیا ہے، میں نے تو آپ سے ایسی بات نہیں کی۔

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!نہیں۔آپ نے نہیں کی۔ ہمارے سیکرٹری اسمبلی صاحب نے فرمایا۔

جناب سپیکر:سیکرٹری اسمبلی کو یہاں بولنے کا کیا اختیار ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میری گزارش سن لیں۔

جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!میں نے پھر page number نکال کر ان کی تصحیح کی ہے۔ کم از کم اس بات کا تو خیال رکھا جائے کہ اگر آپ paging غلط کرتے ہیں، کل میں نے میڈم منسٹر صاحبہ سے بھی request کی کہ جو page number ہے اس کے فلاں فلاں page پر تمام demands کو

غلط لکھا گیا ہے لیکن کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہم بجٹ کے اندر جو مرضی لکھ دیں، آپ یہی سمجھتے ہیں کہ یہاں کسی نے پڑھنا تو ہے نہیں۔ میں نے کل اسی وجہ سے بات کی تھی کہ اس کو اردو میں چھاپیں تاکہ سب کو سمجھ آئے کہ یہ کیا ہے، اس کو اپنی زبان میں چھاپیں۔ پھر رانا صاحب نے کل مہربانی کرتے ہوئے پوچھا بھی تھا کہ اگر آپ اس پر بولنا چاہتے ہیں تو بات کر لیں۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑی مہربانی کر کے یہ پوچھا کہ اگر آپ نے بات کرنی ہے تو اس cut motions پر کر لیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ سیکرٹری صاحب نے جو فرمایا وہ کیا چیز ہے کیونکہ میں پریشان ہو گیا کہ میں رات کو کون سی کتاب پڑھتا رہا کہ یہ چیز مجھے نظر نہیں آئی۔ شاید روزے کی وجہ سے کچھ چیزیں آگے پیچھے ہو گئی ہوں۔ میں نے ریکارڈ نکال کر ان کو دیا ہے۔ یہ اپنے ریکارڈ کی تصحیح کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں mixing ہو گئی ہے۔ آپ 13-2012 بھی پڑھتے رہے ہیں، 14-2013 بھی پڑھتے رہے ہیں اور 15-2014 بھی پڑھتے رہے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں سارا پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر: اسی وجہ سے کوئی صفحے آگے پیچھے ہو گئے ہوں گے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! آپ کے آفس کے باہر بات ہوئی ہے، بہر حال میں اب اس کو repeat نہیں کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا حق ہے آپ میرے ساتھ آ کر بات بھی کر سکتے ہیں میں اِن کو بلا کر وہاں پوچھوں گا۔ یہ آپ کا حق ہے۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم کسی مان کے ساتھ آپ کے آفس میں جاتے ہیں، جس دن آپ منع کریں گے ہم کبھی نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ کیوں؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہم تو ایک مان کے ساتھ آتے ہیں کیونکہ آپ custodian ہیں، آپ کے ساتھ دل کی بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو کب منع کیا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! میں ذاتی کام کے لئے کبھی آپ کے پاس نہیں آیا۔ ایوان کے لئے بزنس جمع کراتے ہیں اور آپ کو آکر request کرتے ہیں کہ یہ بزنس ہے اگر آپ take up کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا تو۔۔۔

جناب سپیکر: میں ضرور آپ کی موجودگی میں سیکرٹری صاحب سے بھی پوچھوں گا کہ آپ نے کیوں غلط بتایا ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال: جی، مہربانی۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس بجٹ کے حوالے سے ایک چھوٹی سی بات کی ہے کہ جو آپ نے اربوں روپیہ اس ایوان سے آج منظور کروانے کے لئے ضمنی بجٹ کی مد میں رکھا ہے تو پہلے ہم ان اداروں کی کارکردگی کے حوالے سے بات کو سمجھ لیں کہ ان کی کارکردگی کیا ہے اور ان کو آپ پیسے دے کیا رہے ہیں، کیوں دے رہے ہیں؟ آپ نے اس ضمنی بجٹ کے اندر کافی جگہوں پر بہت کچھ لکھا ہے کہ فلاں مد میں دیئے گئے، فلاں اتھارٹی کو دیئے گئے۔ آپ کے کچھ معاملات رہتے ہوں گے جن کو پورا کرنے کے لئے یہ دیئے گئے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں specially لاہور کے حوالے سے بات کروں گا کہ لوکل گورنمنٹ میں جو ادارے آ رہے ہیں جس میں ایل ڈی اے ہے، واسا ہے، TEPA ہے، TMAs ہیں کیونکہ ان کو بھی پیسوں کا بہت بڑا share دیتے ہیں اور دوسری اتھارٹیاں بھی ہیں۔ جب آپ کسی بھی ادارے یا اتھارٹی کو پیسے دیتے ہیں تو پھر ان پیسوں کا جو آڈٹ ہے، ان کا جو استعمال ہے اس ایوان کے پاس طاقت ہے کہ وہ ان کو چیک کرے۔ یہ آپ نے ایک میکنیزم بنایا ہوا ہے تاکہ جو پیسے آپ نے یہاں سے پاس کر کے بھیجے ہیں اس پر نظر رکھ سکیں، آپ نے جو گرانٹ منظور کر کے بھیجی اس گرانٹ کے بارے میں ان اداروں سے پوچھا بھی جائے کہ یہ پیسے کن کن جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہمارے اسمبلی کے ممبران کا بنیادی حق ہے اور ہم آپ کے توسط سے حکومتی بنچوں سے request کرتے ہیں کہ اس کو دیکھا جائے۔ میں نے کل میڈم منسٹر صاحبہ سے request کی کہ آپ نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ، TMAs کو پیسے بھیجے ہیں ہم as parliamentarians یہ کہتے ہیں کہ ان ٹاؤنز کے اندر اور ان ڈسٹرکٹ کے اندر خورد برد ہوئی۔ آپ مخصوص تین، چار، پانچ ویسے لاہور کے دس ٹاؤنز ہیں لیکن 9 ٹاؤنز direct پنجاب گورنمنٹ کے under آتے ہیں۔ ویسے تو کنٹونمنٹ میں بھی گرانٹ دی جاتی ہے۔ اگر آپ ان ٹاؤنز کا سپیشل آڈٹ کروا دیں چونکہ تقریر لکھی لکھائی تھی اور انہوں نے پڑھ کر جان چھڑا لی۔ میں نے درمیان میں کھڑا ہو کر request بھی کی کہ آپ مہربانی کریں اور ان ٹاؤنز کا آڈٹ کروائیں تاکہ آپ کو پتا چل

جائے۔آپ نے پہلے بھی ایک آڈٹ کروایا تھاوزیراعلیٰ کی تصویر کے ساتھ اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات آئے کہ پتا نہیں کتنے اربوں، کھربوں روپے کی کرپشن ہو گئی لیکن وہ فائل کہاں ہے، وہ آڈٹ کہاں ہے اور وہ کون سی ایسی مجبوریاں تھیں جن کی بناء پر وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف بھی خاموش ہو گئے؟

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اب پھر 2010 سے لے کر 2015 تک کا سپیشل آڈٹ، آپ پورے پنجاب کا چھوڑ دیں صرف لاہور کے کچھ ٹاؤنز کا کروادیں۔ میری اس بات کی طرف کوئی دھیان نہیں کرتا اور کہتے ہیں کہ ہمیں یہ گرانٹ منظور کر دیں۔ آپ کہتے ہیں کہ جلدی سے پیسے منظور کر دیں تاکہ وہاں جو ہمارے سیاسی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ جلدی جلدی اپنی جیبیں بھر لیں۔ میں آپ کو تازہ مثالیں دوں گا۔ چند روز پہلے سستا بازار رمضان بازار کے حوالے سے ایک دم ہلچل مچی۔ آپ سپیشل مجسٹریٹ بلاتے ہیں اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر اندر کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے اس نے کوئی price غلط لگائی ہو گی یا کچھ غلط کام کیا ہو گا۔ پندرہ دن شور وغل ہوتا ہے، واویلا ہوتا ہے اور اس کے بعد جب آخری عشرہ ہوتا ہے تو پھر سب کو آزاد کر دیا جاتا ہے کہ جو تمہارا دل کرتا ہے کرو۔ پہلے عشرے میں پکڑتے ہیں، دوسرے عشرے میں تھوڑا کم ہوتے ہیں اور آخری عشرے میں آزاد کر دیتے ہیں۔ جب آپ لوگوں کے کاروبارِ زندگی میں خلل پیدا کرتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ معاملات خرابی کی طرف جاتے ہیں۔ یہ بازار سستے ہوں گے، اچھے ہوں گے اور بہتر ہوں گے لیکن کیا آپ نے کبھی سوچا ہے کہ اس ٹاؤن کے اندر جو ٹی ایم او بیٹھا ہوا سول ورک کروا رہا ہے کیا کوئی ایسا نظام ہونا چاہئے کہ اس کو چیک کیا جا سکے اور اس کا آڈٹ کیا جا سکے؟ وہاں بندر بانٹ ہوتی ہے، اُس ٹی ایم اے کے اندر بیٹھ کر آپ کے متعلقہ لوکل بندے چیف منسٹر کا نام استعمال کرتے ہیں کہ ہم وزیراعلیٰ کو جا کر ٹی ایم او کی شکایت لگائیں گے لہٰذا وہ اپنی percentage نکال کر دوسرا پیسا ادھر کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہی عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ ٹی ایم او کے دفتر کے رجسٹر اٹھا کر دیکھ لیں۔ وہ کاغذوں میں لائٹس منگواتے ہیں، گلیوں میں لگ جاتی ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کاغذوں میں تین جگہوں کا patch work کروا دیا جاتا ہے، دس جگہوں کا لکھ لیا جاتا ہے اور اس کا کوئی پتا نہیں ہوتا۔ جب کہا جاتا ہے کہ آڈٹ کے لئے جائیں جانا پڑے گا تو کہتے ہیں کہ جناب بارش ہوئی تھی اکھڑ گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس کو کون چیک کرے گا؟ آپ کو یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں نظر آتی ہیں لیکن اس میں اربوں روپے involve ہیں۔ آپ ایل ڈی اے کو پیسے دیتے ہیں جو خود مختار ادارہ ہے،

جو گورنمنٹ کی آنکھ کا تارا ہے، بڑا پیارا ہے، کماؤپُوت ہے، بڑے پیسے کما کر دیتا ہے، بڑے بڑے پراجیکٹ کرتا ہے اور خواب دکھاتا ہے۔اس کا بھی تو آڈٹ کروادیں۔ کچھ تو کروادیں۔

جناب سپیکر: جی،آپ کے پاس PAC-I ہے وہ کچھ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! جو آپ نے پچھلے آڈٹ کروائے ہوئے ہیں۔ فائل نیچے رکھ کر حکومت اوپر بیٹھی ہے وہی نکال دے، کچھ تو نکال دے؟ PAC-I کے اختیارات تو ختم ہو گئے تھے، وہ وزیراعلیٰ نے فائل رکھ لی۔آپ نے اشتہارات کیوں دیئے تھے کہ ہم نے کرپشن پکڑ لی، ہم کسی کو نہیں چھوڑیں گے اور ہم سڑکوں پر رگڑ کر ان سے پیسے لیں گے۔آپ کو منع کس نے کیا ہے؟ آپ پیسے لیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ چلیں آپ کی کوئی مصلحت ہو گی، آپ نے کسی مجبوری کے تحت کچھ نہیں کیا۔ جی، ٹھیک ہے وزیراعلیٰ کی کوئی مجبوری ہو گی لیکن جو 2010 سے 2015 تک کے آڈٹ کے معاملات ہیں وہ تو تھوڑی سی مہربانی کر دیں۔آپ اپنی نوازشات اپنے ورکرز پر کر رہے ہیں اور حکومتی ملی بھگت کے ساتھ ان سے کرپشن کروا رہے ہیں تاکہ ان کی جیبوں میں پیسا جائے اور آپ کا ورکر پیٹ بھر کر سویا رہے۔ان کی قصہ کہانیاں لاہور کی گلیوں میں مشہور ہیں کہ کیسے پیسے لیتے ہیں، کس دیدہ دلیری سے لیتے ہیں، ٹھیکیدار سے پیسے کس طرح لیتے ہیں، آپ کا ٹی ایم او کس طرح سے لیتا ہے؟ یہ لاہور کی سڑکوں اور گلیوں کے اندر مشہور ہے اور حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم پر ایک پائی کرپشن کا کوئی الزام نہیں لگ سکتا۔ واقعی ایک پائی کا کہاں لگے گا جہاں کھربوں کی بات ہو۔جہاں اربوں اور کھربوں کی بات ہو تو وہاں پائی تو بے چاری ویسے منجی تے پے جاندی اے چارپائی ہو جاندی اے"

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ واسا کے حوالے سے ان کو فنڈز دیتے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے، آپ فنڈز دیں، پبلک کو سہولتیں دیں اور ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ایل ڈی اے کی جانب سے اعلان ہوا ہے کہ ہم 2035 کے اندر لاہور کو دنیا کا ایک بہترین شہر بنائیں گے۔اب 2015 جا رہا ہے لیکن پینے کو پانی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور کی ڈیڑھ کروڑ کی آبادی میں ہیپاٹائٹس اتنا زیادہ ہے کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس پانی سے نہیں ہوتا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس پانی سے نہیں ہوتا، صحیح بات ہے۔آپ اپنی جا کر تصحیح کروائیں، پھر گندا پانی پیا کریں اور اس کے لئے پیسے بند کر دیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش سنیں کہ یہ تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی انفارمیشن ہے کہ پانی سے ہیپاٹائٹس نہیں ہوتا۔ جی، ٹھیک ہو گئی بات، آپ ٹھیک کہتے ہو۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر!۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے floor ان کو دیا ہے۔ آپ cross talk نہ کریں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں واسا کے حوالے سے عرض کرنا چاہ رہا تھا۔ منسٹر صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں اور میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ نے ان واسا کے دفاتر کے اندر سب ڈویژن لیول پر اپنے سیاسی بندوں کو دفتر دے دیا اور "ایس ڈی او" کا دفتر باہر تھڑے پر لگ گیا ہے۔ اس کے اندر اس نے اپنے لیڈران کی بڑی بڑی تصویریں لگا لیں، ان کی مرضی سے حلقے کا پانی کھلے گا اور ان کی مرضی سے پانی بند ہو گا۔ آپ نے وہاں ان کو بٹھا کر اتنا تنگ کر دیا کہ اگر کسی نے اپنے گلی محلے کا سیوریج کھلوانا ہو تو ان کی سفارش کے بغیر نہیں کھلتا اور آپ ان کو کہہ رہے ہیں کہ واسا خود مختار ادارہ ہے۔ آپ ان کو کہہ رہے ہیں کہ ہم لاہور کے اندر پمپ لگا رہے ہیں۔ دیکھیں! کہتے ہیں کہ لاہور کے اندر پانی 800 سے 850 فٹ نیچے چلا گیا ہے تو آپ نے اس کا متبادل پلان کیا بنایا ہے؟ میں نے پہلے بھی یہ discuss کیا کہ جیکا نے رپورٹ بنائی کہ اگر ہم BRB نہر سے پانی صاف کر کے اور pumping کر کے لاہور شہر کے آدھے حصے کو دیں تو ٹیوب ویل بند کر دیں اور پھر جہاں دریائے راوی سے پانی آؤٹ کرتے ہیں اس کو treat کر کے پھر وہ پانی آپ ادھر نہر میں ڈال دیں تو کم از کم نہر کا پانی بھی پورا ہو جائے گا اور لاہور کا واٹر لیول بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ آپ اس طرف تو توجہ نہیں کرتے لیکن آپ لاہور کو 2035 کے اندر میگا سٹی بنانے جا رہے ہیں۔ جدھر پانی نہیں ہو گا وہاں پر کیا ہو گا یہ ہماری نسلوں کا زوال ہے۔ اگر آج ہم نہیں سوچیں گے تو پھر کون سوچے گا؟ کوئی ایسا پراجیکٹ بناتے جس پر ہم بھی کھڑے ہو کر کہتے کہ کیا بات ہے حکومت نے زبردست پراجیکٹ بنایا ہے اور آنے والی نسل کے لئے بنایا ہے۔ یہ feasibility ہے اور جیکا والے جاپانی آپ کو پیسے دینا چاہتے ہیں، آپ لینا نہیں چاہتے اور آپ کے اور معاملات ہیں۔ آپ جن افسروں کو آگے کر دیتے ہیں وہ اپنی جیبیں کھول کر بیٹھ جاتے ہیں کہ ہماری جیبوں کے اندر کیا آئے گا اور ہم کس طرح سے اس کو کریں گے؟ آپ کے پاس کوئی انرجی والا آ جائے تو آپ اس کے ساتھ بھی یہ سلوک کرتے ہیں، اگر وزیر اعلیٰ سے direct مل لیں تو بڑی اچھی بات، اگر کسی بندوں کے ذمہ ڈال دیا تو پھر وہ بندہ بھی بندوں کے ذمہ ہو گیا۔

جناب سپیکر!آپ ایجوکیشن کی مد میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو پیسا دیتے ہیں، میرے حلقے کا سکول ،good governance کی بہترین اور جیتی جاگتی مثال ہے۔بچوں اور بچیوں کا سر سید پرائمری سکول،لاہور شہر کا حلقہ،قومی اسمبلی کے سپیکر صاحب کا حلقہ،کرائے کی بلڈنگ میں تھا۔کرائے داروں نے خالی کروایا ہے اور بچے سڑک کنارے بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔یہ ہے good governance،بہترین حکومت، عوام کی حکومت،ہماری جیبوں کے لئے،آپ تو بڑے دعوے کرتے ہیں۔آپ کو کس طرح کہیں کہ اس گرانٹ کو منظور کر دیا جائے؟اپنی آنکھوں کے سامنے ظلم ہوتا دیکھیں اور یہاں پر آکر ہم ڈیسک بجا کر یہ کر دیں تو میں نہیں سمجھتا کہ ہمیں کرنا چاہئے۔آپ کے پاس بہت اچھے ایماندار آفیسرز ہیں اور یہ نہیں ہے کہ سارے ایک جیسے ہیں۔پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں لیکن جب آپ کی ناک کے نیچے یہ ہو رہا ہے تو ڈیرہ غازی خان میں کیا ہو رہا ہو گا؟آپ تو ایک دانش سکول بنا کر بھڑکیں مارتے ہیں اور وہاں پر 200 بچہ پڑھتا ہے لیکن surrounding دس سے بیس ہزار بچہ جو اس ضلع کا ہے وہ کدھر جائے گا؟

جناب سپیکر!گزارش یہ ہے کہ آپ ہمارے حلقہ کے دو پوائنٹ لکھ لیں، میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے کہوں گا اور مجھے امید ہے کہ وہ اس پر بڑی مہربانی کریں گے۔ٹی ایم اے سمن آباد، سستے بازار کے لئے ایک ندیم شہید روڈ ہے اس کے left اور right سستا بازار بنا دیا گیا ہے اس میں ٹوٹل 20 فٹ کا فرق ہے، میاں صاحب کے حلقہ میں آتا ہے اور میرا حلقہ joining ہے۔۔۔

جناب سپیکر:انہیں تو اعتراض نہیں ہے؟

میاں محمد اسلم اقبال:جناب سپیکر!نہیں،انہیں اس پر اعتراض ہو گا باقی میں نہیں کہہ سکتا۔اس پر تو انہیں اعتراض ہے جو وہاں پر کیا گیا ہے۔اس 20 فٹ کی سڑک کے left اور right نیشنل بنک کالونی کے باہر دونوں سائیڈ پر سستا بازار بنا دیا گیا ہے۔وہاں کوئی جگہ نہیں بنتی otherwise اگر کوئی parliamentarian جا کر visit کر لے تو وہ بھی کہے گا کہ یہ یہاں پر بنتا نہیں ہے اور بھی جگہ ہے، grounds ہیں اور اس کے ارد گرد کے علاقے ہیں وہاں پر بنالیں۔سڑک کے ساتھ کوئی 300 فٹ کے قریب وہ step بنتی ہے اور اس 300 فٹ پر 73 لاکھ روپیہ لگا دیا گیا،یہ ریکارڈ کی بات ہے پھر وحدت کالونی سستا بازار کے اندر لاکھوں روپے لگا دیئے یعنی پچھلے دور کے اندر وہاں پر 54 یا 56 لاکھ روپے لگائے گئے، پچھلے دور سے مراد جو اس اسمبلی سے تھوڑا سا پہلے کا تھا۔ادھر کچھ بھی نہیں ہوا،کوئی پوچھتا نہیں ہے اور پیسے payment fudge کر کے اور سلپیں بنا کر payments بھی کر دی گئیں۔میں یہی رونا رو رہا

ہوں کہ یار آپ لوگ بہت اچھے ہوں گے لیکن ان کا بھی تو پوچھ لیں جو آپ کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔اگر آپ کہتے ہیں کہ ہمارا ہاتھ نہیں ہے، وزیراعلیٰ کا ہاتھ نہیں ہے اور منسٹر کا ہاتھ نہیں ہے تو پھر ان کے گریبان پر ہاتھ ڈالو۔اگر آپ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہو تو پھر ٹھیک ہے۔پھر تو ہم یہی کہیں گے کہ آپ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور آپ اس لئے یہ نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کو ایک روپیہ کر دیا جائے اور اس گرانٹ کو منظور نہ کیا جائے۔یہ اللے تللے کے اخراجات ہیں، یہ ذاتی تسکین کو پورا کرنے کے لئے اخراجات ہیں، یہ اپنے سیاسی لوگوں کے پیٹ اور جیب بھرنے کے لئے ہیں، یہ بیوروکریسی کے نام نہاد چمچے کڑچھے جو نیچے والے ہیں ان کا پیٹ بھرنے کے لئے ہے لہٰذا اس گرانٹ کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ڈاکٹر مراد راس صاحب آپ نے بھی بات کرنی ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔فرمائیں۔

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ۔مجھے ایک اور موقع ملا ہے کہ کم از کم چیزوں کو point out کیا جائے کہ کس طرح سے لوٹ مار ہو رہی ہے، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، کوئی کچھ کہنے والا نہیں ہے۔آج ماشاء اللہ یہاں پر منسٹر صاحبان کی بھی لائن لگی ہوئی ہے، بڑی خوشی کی بات ہے کہ سب آئے ہوئے ہیں، آج تو یہاں بیٹھنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔

محترمہ شمیم اختر المعروف شہزادی کبیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔No point of order. Have your seat.

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو جو فنڈز دیئے جا رہے ہیں، اس پر بات کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اس وقت محکمے کے جو حالات ہیں اگر ان کو دیکھا جائے تو پھر لگتا ہے کہ پیسے دیئے ہی نہیں جا رہے۔جب ہم یہاں آکر کتابوں میں دیکھتے ہیں تو کروڑوں اربوں کی بات ہے۔آپ اگر گلی محلے کے level پر جا کر دیکھیں، میرے بھائی میاں محمد اسلم اقبال نے بھی بڑی خوبصورت باتیں یہاں پر کی ہیں، بہت سی چیزیں point out کر دی ہیں جو کہ مجھے دوبارہ point out کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔مگر میں یہ چاہوں گا کہ کچھ باتیں ہمیں ضرور بتائی جائیں کیونکہ ابھی تو ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے الیکشن بھی ہونے ہیں۔پیسے ملنے ہیں نہیں ملنے یہ سب آگے کی باتیں ہیں، جہاں تک انہوں نے لاہور کے

آڈٹ کی بات کی ہے، میں تو کہتا ہوں آپ بے شک سارے لاہور کا آڈٹ نہ کریں صرف گلبرگ ٹاؤن کا آڈٹ کر لیں۔ میری حکومت سے اتنی request ہے کہ آپ گلبرگ ٹاؤن کا ایک دفعہ آڈٹ کروالیں آپ کو پتا چل جائے گا کہ وہاں پر کیا تباہی مچائی جا رہی ہے۔ ہماری تو simple سی request ہوتی ہے جو ہم انہیں جا کر کہتے ہیں، دو سال سے اوپر ہو گئے ہیں ان سے کہا ہے کہ گارڈن ٹاؤن کے طارق بلاک، بابر بلاک کے اندر صرف ٹیوب لائٹس لگا دیں لیکن وہ کہتے ہیں ہمارے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں اور ہمارے پاس ٹیوب لائٹس بھی نہیں ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے اڑھائی سال سے اوپر ہونے والے ہیں لیکن ان دو سالوں میں ٹیوب لائٹس کے لئے پیسے نہیں آئے۔ جس وقت انہوں نے patch work کرنا ہوتا ہے یعنی جس کام کے لئے ان کی کوئی مرضی ہوتی ہے پھر وہ اس سپیڈ سے لگے ہوتے ہیں کہ جس طرح automatic کسی نے کوئی بٹن دبا دیا ہے۔ جب انہوں نے اپنے فائدے کے لئے کوئی کام کرنا ہوتا ہے تو اس کام کو ایک دن نہیں لگتا۔ مکہ کالونی کے رمضان بازار میں آپ میرے ساتھ چلیں، وہاں پر جو حالات ہیں، وہاں پر جو کچھ مل رہا ہے اور جس حالت میں مل رہا ہے وہ کھانے کے قابل نہیں ہے، گورنمنٹ کا کوئی بھی نمائندہ میرے ساتھ آ جائے میں ان کو دکھا دیتا ہوں۔ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو تعلیم کے لئے جو پیسے ملتے ہیں، یہ بات میں پہلے بھی کر چکا ہوں، دوبارہ بھی کروں گا۔ اتحاد کالونی میں گورنمنٹ سکول اتنی بُری حالت میں تھا کہ وہ گر گیا، ہم نے اس کے لئے funds raising کی سکول کی عمارت تعمیر کی لیکن ای ڈی او سکول لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ بچے سڑک کراس کر کے کینٹ والی سائیڈ پر جا کر درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ یہ بات اس معزز ایوان میں پچھلے دس دنوں میں تیسری دفعہ point out کر رہا ہوں لیکن ابھی تک ہمارے ساتھ کسی نے contact نہیں کیا البتہ ہم تو سو دفعہ contact کرنے کی کوشش کر چکے ہیں۔ ہم باتیں کرتے ہیں کہ "پڑھا لکھا پنجاب" ابھی تو میں گلبرگ لاہور کے حالات بتا رہا ہوں کہ وہاں بچے درخت کے نیچے بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ آپ تو سکول لینے کے لئے تیار نہیں ہیں آپ آگے سے ہنستے ہیں، شرم آنی چاہئے۔

محترمہ نسیم لودھی: جناب سپیکر! جھوٹ ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو میرے ساتھ چلیں، یہاں بیٹھ کر بولنا بڑا آسان ہے، یہاں بیٹھ کر طعنے دینا بھی بڑا آسان ہے، آپ میرے ساتھ چلیں اور جا کر دیکھیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے، یہاں بیٹھ کر تعریفیں کرنا بڑا آسان ہے۔ اب میں WASA کی طرف آتا ہوں، میرے بھائی نے WASA کی بھی بات کی، ان کا جس وقت دل چاہتا ہے سیوریج ڈال دیتے ہیں یا سیوریج میں

bandageلگا دیتے ہیں۔ میں نے کل بھی بات کی تھی کہ جیل روڈ سے لے کر فیروزپور روڈ کو ٹھیک کرنے پر 7۔ارب روپے لگ گئے ہیں، لاکھوں لوگوں کی زندگیاں آسان ہو جاتیں اگر یہ پیسا سیوریج پر لگا دیا جاتا۔ مگر اس کی کوئی ضرورت نہیں، پیسا وہاں پر لگا دیا گیا ہے جہاں اس کی ضرورت نہیں ہے۔اس سیوریج کو ڈالے ہوئے تیس سال سے اوپر ہو گئے ہیں ، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے، ہم پیسا تو ان کو دیتے جا رہے ہیں لیکن وہ پیسا جا کہاں رہا ہے؟ وہاں سیوریج کا پانی، پینے والے پانی میں mixہو رہا ہے، آپ میرے ساتھ مکہ کالونی، اتحاد کالونی چلیں وہاں کا پانی پی کر تو دکھائیں؟ آپ میرے ساتھ گلبرگ میں چلیں، وہاں کی جتنی کچی آبادیاں ہیں ان کے نلکوں کا پانی دیکھیں، اس پانی سے تو لوگ اپنے برتن دھونے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ یہ تو کہتے تھے کہ ہم اپنے فلٹریشن پلانٹ لگائیں گے، ہم پانی کو ٹھیک کر دیں گے اتنے زیادہ فنڈز جو اس مقصد کے لئے رکھے گئے تھے وہ کدھر ہیں؟ آپ اس بات کا جواب دے نہیں رہے اور گھڑی ہوئی باتیں یہاں پر کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ سوال لکھ کر دیں میں اس کا جواب لوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں تو اس کے لئے بھی تیار ہوں۔

جناب سپیکر: آپ سوال دیں میں اس کا جواب لے کر دوں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! دو چیزیں جو سب سے ضروری ہیں، میری requestہے کہ اگر ان کا ایک دفعہ آڈٹ کروا دیا جائے تو سب پتا چل جائے گا، آڈٹ نہیں ہو گا تو کچھ پتا نہیں چلے گا۔ میں آپ کو بتاؤں کہ چوری کہاں پر ہو رہی ہے، چھوٹی چھوٹی جگہوں پر ہو رہی ہے، آپ نے شادی کے لئے جو دس بجے کا ٹائم رکھا ہوا ہے اس کے متعلق میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ٹاؤن کے لوگوں نے انہیں جا کر پکڑا، دوسری پارٹی نے پیسے دیئے انہوں نے ان کو چھوڑ دیا، جنہوں نے پیسے دیئے ان کو اسی وقت چھوڑ دیا، یہ میرے سامنے ہوا ہے لوگوں نے مجھے فون کیا کہ ہماری غلطی سے دو ڈشیں بن گئی ہیں، آپ فون کر دیں، میں نے کہا میں تو فون نہیں کروں گا لیکن وہاں پر انہوں نے پیسے دیئے اور بات ختم ہو گئی۔ اتنی چھوٹی چیزوں پر وہاں پر رشوت لی جا رہی ہے، رشوت دی جا رہی ہے، ہر قسم کا غلط کام ہو رہا ہے کیونکہ ان کے کنٹرول میں اتنی زیادہ چیزیں آ گئی ہیں کہ اب ٹاؤن والوں کو کھلی چھٹی مل گئی ہے کہ وہ جو مرضی کریں کیونکہ ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آپ ایک ٹی ایم او لگاتے ہیں، اس کی چھٹی ہو جاتی ہے لیکن میرے ٹاؤن کے اندر ایک ہی ٹی ایم او تیسری دفعہ آ گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دو سال کے اندر اندر وہ تیسری دفعہ کیسے آ گیا ہے، آپ کیوں اپنے لوگوں کو باری باری لے کر آ جاتے ہیں؟ اچھے لوگ بھی ہوں

گے ضرور ہوں گے مجھے نہیں پتا مگر باری باری کیوں وہی لوگ واپس آ جاتے ہیں، کن کی سفارشوں پر وہ لوگ واپس آ رہے ہیں، کون ان کی سفارش کر رہا ہے؟ ہم تو کسی کی سفارش نہیں کر رہے، مجھے آپ اس بات کا جواب دیں۔ وہی لوگ دوبارہ لگتے ہیں، وہی سب کچھ ہو رہا ہے، وہی رمضان بازاروں کا ڈھول پٹ رہا ہے۔ سیور یج، پانی، سکولوں کے ابھی تک وہی حالات ہیں، سب چیزیں وہی ہیں۔ یہ تو ابھی میں لاہور شہر کے دل گلبرگ کی بات کر رہا ہوں جو لاہور کا اس وقت سنٹر ہے، لاہور کے باہر کیا ہو رہا ہو گا۔ یہاں پر جو معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کو اپنے حلقوں کا پتا ہے کہ وہاں پر کیا حالات ہیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی معزز ممبران خواتین نے

"خیبر پختونخوا میں جا کر دیکھیں" کی آوازیں لگائیں)

جناب سپیکر! یہاں پر بیٹھ کر طعنے کسنا اور باتیں کرنا بڑی آسان بات ہے۔

جناب سپیکر: جو کام آپ کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! بالکل بھی نہیں۔ میں تو facts پر بات کر رہا ہوں، اگر میری کوئی ایک بات جو میں نے یہاں پر کہی ہو، سچ نہ ہو میں نے facts پر بات نہ کی ہو تو میرے خلاف یہاں پر کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں یہاں پر گورنمنٹ سے صرف ایک request کروں گا کہ یہاں پر اپوزیشن کے گنتی کے جو ایم پی ایز بیٹھے ہوئے ہیں، پہلے ان کا حق دے دیں اس کے بعد دس کروڑ عوام کا جو حق ہے وہ تو دینا ہی پڑے گا، پہلے یہاں پر at least ہمارا جو حق بنتا ہے وہ ہمیں ضرور دیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: یہ خیال رکھیں ساڑھے گیارہ بجے تک کا ٹائم ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں چھوٹی بات ہی کروں گا زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: اس سے پہلے آپ جتنی بات کر سکتے ہیں کر لیں کیونکہ اس کے بعد وزیر خزانہ نے wind up بھی کرنا ہے۔

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!میں چھوٹی بات ہی کروں گا۔

جناب سپیکر:ساڑھے گیارہ بجے تک کاٹائم ہے۔جی،سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل:جناب سپیکر!ہم نے ضمنی بجٹ میںMunicipalities and Autonomous Bodies پرcut motion دی ہوئی ہے۔ہم پچھلے چند سالوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کمپنیز کاایک بڑانیاtrendنکلاہےاور میرے خیال میں شاید تھوڑےاور سالوں میں صوبہ پنجاب سے پنجاب کمپنی بن جائے اگر نہیں بنے گی تو ہمارے پاس گوشت کی کمپنی ہے،ہمارے پاس صاف پانی کی کمپنی ہے،ہمارے پاس دودھ کی کمپنی ہے،ہمارے پاس گنداٹھانے کی کمپنی ہے،ہمارے پاس ہرچیز کی کمپنی ہے جس کاalreadyایک محکمہ بھی ہے۔وزیر خوراک بیٹھے ہوئے ہیں شاید تین کمپنیاں توان کےunder بھی ہیں۔یہاں پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اس وزارت،اس وزیر یااس محکمے کاکیاکام ہے اگراس کے نیچے چار، پانچ یاچھindependent companiesچل رہی ہیں،کیاوزیر اعلیٰ کااپنے محکمے پر اتنابھی اعتماد نہیں ہے؟پھر یہ وزراءlast possible movementتک انہی محکموں کوdefendکرتے ہیں کہ اس سے زیادہefficientاس سے زیادہ اچھیperformanceدینے والااور کوئیinstitutionہوہی نہیں سکتااور انہی محکموں کے اندر ہی کمپنیاں ہیں۔ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی بھی ہے زراعت بھی کمپنی بن گئی ہے،آپ کمپنیاں رکھ لیں یامحکمے رکھ لیں۔محکموں کے اندر کمپنیاں ہیں اور وہ independentہیں وہ direct report کسی اور جگہ پر ہی کرتی ہیں اور یہاں پر یہ وزراء سیکرٹری صاحبان کے ساتھ مل کر ان کوdefendکرتے ہیں کہ یہ سب سے اچھا چل رہاہے چونکہ یہ municipalitiesکی بات تھی اس میں پنجاب میونسپل ڈویلپمنٹ کمپنی بھی ہے جو کہ پیسے بھی مانگتی ہو گی،اپنی performance بھی دکھاتی ہو گی۔اس کے جوTORsہیں یاجوانہوں نے کام کرناہے اس کے اندر سب سے پہلےclean drinking water for allہے۔بھائی!صاف پانی کے لئے بلین روپے رکھے ہیں توانہوں نے کون ساصاف پانی دیناہے؟اتنی زیادہ overlappingکوئی پوچھنے والاہی نہیں ہے۔آپ نے ایک طرف صاف پانی کمپنی بنادی دوسری طرف میونسپل فنڈ کمپنی بنائی ہے اور وہ بھی صاف پانی دے گی۔کس کو پانی دے گی اور کتنی دفعہ پانی دے گی؟پانی ویسے ہی ختم ہو رہاہے میرے خیال میں پانچ سالوں میں یااس سے بھی پہلے خدانخواستہ شاید پانی رہے ہی نہ۔پھر اس کے لئے بھی ایک کمپنی بن جائے گی جو واٹر مینجمنٹ کمپنی ہو گی،وہ ابھی بنالیں کیونکہ یہاں پر مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ اگر صاف پانی کمپنی بھی صاف پانی پینے کے لئے دے رہی ہے،میونسپلٹی بھی صاف پانیinitiativeدے رہی ہے،کسی نے نہیں سوچا۔انہوں

نے آگے ایک اور اپنا شاہکار سکرپٹ لکھا ہے کہ Develop KPI for local government, انہیں key performance indicator 2015-16 میں ایک دم یاد آ گیا کہ key performance indicators بھی ہوتے ہیں۔ پہلے پانچ سال password کمپنیز تھا اب اگلے پانچ سال password KPI ہو گا ہر چیز کے KPI بنیں گے، ہر کوئی KPI بنائے گا، صاف پانی کے KPI، گوشت کے KPI، پانی کے KPI، دودھ کے KPI، ہم نے اگلے پانچ سالوں کے لئے billions justified کر لئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! آگے Municipal Assets Management ہے۔ کس محکمے کو نہیں پتا کہ اس کے پاس کیا ہے، کتنی گاڑیاں ہیں، کتنی کرسیاں ہیں، کتنے میز ہیں، کتنی دیواریں ہیں، کتنی چھتیں ہیں؟ کس کو نہیں پتا، کیا کوئی مانے گا؟ ماشاء اللہ کافی وزراء بیٹھے ہیں آپ کسی سے بھی پوچھ لیں ہر ڈیپارٹمنٹ کی یہ pride enjoy ہے کہ ہمیں پتا ہے کہ ہمارے پاس کیا ہے۔ کتنے لوگ ہیں، کہاں کہاں دفتر ہے کتنی گاڑیاں ہیں کتنے ڈرائیور ہیں کتنے نائب قاصد ہیں، ہر چیز کا پتا ہے far accounted ہے۔ یہ کمپنی ایک دفعہ دوبارہ سے asset management کرے گی۔ اگر آپ asset management کی true definition دیکھیں تو وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔ وہ تو actual business ہے کسی چیز کی ضرورت ہے تو آپ اس کو دے دیتے ہو اس کے بعد profit لیتے ہو اور واپس لے لیتے ہو۔ کیا اب سرکاری دفاتر یا سرکاری میونسپلٹیز asset management بھی کریں گی؟ ان کی کارکردگی میں ایک fighting plan بھی ہے۔ کیا fighting plan ہے ہمیں بھی اس کا پتا لگ جائے۔ اس fighting plan کے لئے بجٹ کے اندر پیسے ہوں گے اگر بجٹ میں نہیں ہیں تو پھر ضمنی بجٹ میں ہوں گے کہیں نہ کہیں تو وہ پیسے ہوں گے۔ کتنے ہوں گے، کوئی پتا نہیں؟ کس لئے چاہئیں کوئی پتا نہیں لیکن چونکہ میونسپل فنڈ ڈویلپمنٹ کمپنی نے لکھ دیا ہے کہ یہ کرنا ہے تو اس کے پیسے دینے پڑیں گے۔ پوچھے گا کون؟ آپ نے ابھی کہا کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں، میرے خیال میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں اگلے پانچ سات سال بعد ہی شاید کوئی Para آ جائے اور وہ بھی اگر ناپسندیدگی میں چلا جائے تب۔ ہم یہاں پر کھڑے ہو کر یہ بات کیوں نہ کریں کہ ان کے پیسے کم کر دینے چاہئیں؟ سارے ممبران نے یہ باتیں کیں میں بھی اس کے اندر آپ کے سامنے لے کر آ رہا ہوں کہ اگر ایک چیز چل رہی ہے تو اسے دوبارہ سے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ ماشاء اللہ یہاں پر سارے کھڑے ہو کر وژن کی باتیں کرتے ہیں۔ یہ کیا وژن ہے؟ صاف پانی بھی مل رہا ہے دوسرے بھی پانی دے رہے ہیں۔ سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی ایک ارب

روپے میں6600پوائنٹس سے کوڑا اٹھاتی تھی اور اب 9۔ارب روپے میں 6600پوائنٹس سے کوڑا اٹھاتی ہے۔ ہم 8۔ارب روپے زیادہ دے رہے ہیں لیکن کوڑا اٹھانے کا ایک point بھی زیادہ نہیں بڑھایا گیا۔ وہ بھی لوکل گورنمنٹ کے under آتا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ رات کو ایک دو بجے کے قریب بڑی اچھی گاڑیاں چل رہی ہوتی ہیں فٹ پاتھ اور سڑک صاف کر رہی ہیں لیکن 8۔ارب روپیہ زیادہ دے رہے ہیں۔ آپ جھاڑو پکڑا دیں بے چارہ غریب تو کچھ بھی کرنے کو تیار ہے اس سے سڑک صاف کروالیں۔ آپ جو ایک باہر کی کمپنی کو 8۔ارب دے رہے ہیں وہ بھی biased ہے میں اس پر بھی نہیں جاتا ہے میرا صرف ایک سوال ہے کہ پہلے ایک ارب روپے میں 6600پوائنٹس سے گند اٹھتا تھا اب 8۔ارب روپے بڑھا کر بھی 6600جگہوں سے گند اٹھتا ہے۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! House in order کر دیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں کیا کہہ سکتا ہوں؟

جناب سپیکر: ایوان کو کیا ہے؟ House in order ہے۔ آپ اپنی بات کریں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! ہر کسی نے اپنی اپنی ایک individual request کی ہے میری بھی آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کو request ہو گی وہ جس طرح بہتر سمجھیں پیسے لگائیں۔ وہ لگا سکتے ہیں لیکن صرف ایک چیز پر request ہی ہے کہ جہاں پر اس طرح کی duplication ہے، جہاں پر repetition ہے، جہاں پر ضرورت نہیں ہے وہاں پر نہ لگا کر کچھ اور کر لیں۔ کوئی بہتری کر لیں ان میں سے کوئی تو مشورہ دے سکتا ہے کسی سے پوچھ لیں۔ وزیر اعلیٰ وزراء سے پوچھ لیں، وزراء ایم پی ایز سے پوچھ لیں، ہم سے نہ پوچھیں۔

جناب سپیکر: آپ سے مشورہ کریں گے تو وہ دائیں کو کہیں گے تو آپ کہیں گے کہ نہیں بائیں کو ہی جانا چاہئے۔ وہ آپ سے مشورہ کیوں کریں؟ ان کے پاس مشیر بہت ہیں۔

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! نہیں۔ نہیں۔ خدانخواستہ ہم سے کیوں پوچھیں گے۔ میں تو یہی کہہ رہا ہوں کہ ہم سے مشورہ نہ لیں بلکہ اپنوں سے ہی مشورہ لے لیں لیکن at least کچھ تو صحیح کر لیں اور اگر مشورہ بھی نہیں لینا تو کم از کم اپنا ایوان in order ہی کر لیں۔ وہ بڑے بڑے دعوے نہ کریں جو ایک چیز کے لئے ہو رہا وہی دوسرا بھی کر رہا ہے، کوئی تھوڑا سا وژن لے آئیں، کوئی تھوڑی سی تو

enforce side لے آئیں بھائی!اگر ایک چیز پر کسی نے already مل مار لیا ہوا ہے تو میں نے اس پر کام نہیں کرنا ۔اتنی سی request ہے آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جی، قاضی صاحب!آپ ذرا دو چار منٹ بات کر لیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!میں دو چار منٹ میں بات کر لیتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!میں نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: قاضی صاحب!ذرا پیچھے دیکھیں محترمہ کھڑی ہیں۔ میرے خیال میں پہلے ان کی بات سن لیں وہ دو چار منٹ میں اپنی بات ختم کر لیں گی پھر آپ بولتے جائیں۔

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر!جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!میں مختصراً بات کروں گی چونکہ میرے بھائیوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس میں کافی explain کیا ہے۔اس وقت یہاں پر جس کو جمہوری حکومت کہا جاتا ہے اس کو یہ credit جاتا ہے کہ پچھلے سات سال سے جمہوریت کی نرسری لوکل گورنمنٹ کے دفاتر پر تالے لگے ہوئے ہیں۔اس حکومت کو یہ بہت بڑا credit جاتا ہے کہ ان کی وجہ سے لوکل گورنمنٹ کے دفاتر کو پچھلے سات سالوں سے تالے لگے ہوئے ہیں اور یہ بہت appreciate able بات ہے۔ان جمہوریت کے چیمپئن کی وجہ سے پچاس ہزار سے زائد منتخب عوامی نمائندوں کو فارغ کر دیا گیا اور ان کی جگہ 37 ایڈمنسٹریٹرز کو یہ responsibilities دے دی گئی ہیں۔ ضلعی حکومتوں کے کام میں گھر گھر انصاف مہیا کرنا، صحت و تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا، صاف پانی مہیا کرنا، چور بازاری روکنا اور دوسری بے تحاشا بنیادی چیزوں کو کنٹرول کرنا شامل ہے۔افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبے پنجاب میں یہ تمام چیزیں ایک فرد واحد کنٹرول کر رہا ہے۔ان سب چیزوں کا کنٹرول ایک فرد واحد کی بند مٹھی میں ہے جو کہ اس مٹھی کو کھولنا ہی نہیں چاہتا۔ سپریم کورٹ نے بھی اس مٹھی کو کھولنے کے احکامات دیئے لیکن یہ شخص کسی طرح سے بھی ان احکامات پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پنجاب حکومت میں one man show ہے اور وہ اس کو قائم رکھنے کے لئے لوکل باڈیز کے انتخابات میں تاخیر کرتے جا رہے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ سپریم کورٹ کی طرف سے دیئے گئے احکامات کے مطابق ستمبر میں لوکل باڈیز کے الیکشن کروا دیں گے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ لوکل باڈیز

الیکشن کے حوالے سے ان کے کیا تحفظات ہیں،انہیں کیا خوف لاحق ہے اور یہ کیوں پچھلے سات سالوں سے بلدیاتی انتخابات کو delay کر رہے ہیں اور میں آپ کو تھوڑا سا بتاؤں گی کہ یہ کس وجہ سے خوفزدہ ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ!جلدی سے wind up کر لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!بلدیاتی اداروں کو کاغذی طور پر اربوں روپے منتقل کئے گئے لیکن پھر یہ فنڈز واپس تخت لاہور کے پاس آ گئے ہیں اور جو تھوڑے بہت فنڈز استعمال ہوئے ہیں وہ بھی بیوروکریسی کی کرپشن کی نذر ہو چکے ہیں۔ پچھلے سات سالوں سے یونین کونسل کی سطح پر کسی قسم کا کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ میری وزیر اعلیٰ سے گزارش ہے کہ وہ لاہور،اسلام آباد اور مری سے باہر نکل کر دیہاتوں کی طرف بھی جائیں۔ دیہات میں ہمارے ملک کی 70 فیصد آبادی رہتی ہے اگر وزیر اعلیٰ کسی دیہات میں جا کر وہاں کے حالات دیکھیں تو پھر انہیں علم ہو گا کہ وہاں کے لوگ کس کرب میں مبتلا ہیں؟

جناب سپیکر!سال 2011 میں اس وقت کے آڈیٹر جنرل پاکستان نے صوبہ پنجاب کی حکومت کو ایک خط لکھا تھا کہ لوکل گورنمنٹ کو ملنے والے ڈیڑھ سو ارب روپے کا آڈٹ کرایا جائے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج تک اس کا آڈٹ نہیں ہوا بلکہ 2011 سے لے کر اب تک تقریباً 500۔ارب روپے لوکل گورنمنٹ کو مزید دیئے گئے جس کا کوئی حساب وکتاب نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔اب تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!مجھے مختصر بات تو کرنے دیں۔

جناب سپیکر: آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں کیونکہ ابھی بہت سے معزز ممبران نے بھی بات کرنی ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!مجھے اپنی بات تو مکمل کرنے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں،آپ جلدی سے wind up کر لیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!اگر لوکل گورنمنٹ کے منتخب نمائندے موجود ہوتے،ان کے ذریعے یہ فنڈز خرچ ہوتے تو پھر پائی پائی کا حساب بھی موجود ہوتا۔رواں سال 7 ہزار ملین روپے کی خطیر رقم سڑکوں کی تعمیر کے لئے ضلعی حکومتوں کو دی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!تشریف رکھیں۔اب میں floor قاضی احمد سعید کو دیتا ہوں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ کیا طریق کار ہے؟ میں آپ کے اس رویہ پر احتجاجاً ایوان سے walk out کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، قاضی احمد سعید کی باری تھی لیکن اس کے باوجود میں نے آپ کو ان سے پہلے بات کرنے کا موقع دیا اور آپ اپنی بات بھی کر چکی ہیں۔ آپ مہربانی کر کے ایسے نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف احتجاجاً ایوان سے walk out کر گئیں)

قاضی احمد سعید: جناب سپیکر! بجٹ پاس ہو گیا اور ضمنی بجٹ بھی پاس ہو جائے گا۔ آج ضمنی بجٹ کے حوالے سے اربوں روپے اس ایوان سے پاس کرائے جائیں گے۔ میں آج مختصراً صرف دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا اور یہ دونوں باتیں میرے حلقہ سے متعلق ہیں۔ امید ہے کہ آفیشل گیلری میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ اور سیکرٹری پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بھی موجود ہوں گے۔ ہم ساؤتھ پنجاب، سرائیکستان، جنوبی پنجاب یا بہاولپور صوبہ کی بات اس لئے کرتے ہیں کہ یہ حکمران سارے منصوبے لاہور اور دوسرے بڑے شہروں میں بنا رہے ہیں۔ سرائیکی کی مثال ہے کہ "تہاڈے کنّے کوئی سل بچ وبجھے تے ساڈے کنّے بُھکا سٹا ہے" میں صرف چند تجاویز دینی چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں۔ ٹی ایم اے لیاقت پور کی بہت بُری حالت ہے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ اب میں خاکروبوں کی بات پر آ گیا ہوں۔ تحصیل لیاقت پور کی سب تحصیل خان بیلا پچاس ہزار آبادی پر مشتمل ہے جبکہ وہاں پر صفائی کا کوئی انتظام نہیں۔ جب ٹی ایم او لیاقت پور سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ صرف تین خاکروب تعینات ہوئے ہیں۔ اسی طرح شہر امین آباد میں چار سال پہلے دو کروڑ روپے کی لاگت سے سیوریج سسٹم بنایا گیا۔ یہ سیوریج سکیم مکمل تو ہو گئی لیکن working میں نہیں ہے۔ ہم اسی لئے واویلا کرتے ہیں کہ آپ لوکل باڈیز کے الیکشن کرائیں۔ آپ نے تو اپنے من پسند لوگ ٹی ایم ایز اور میونسپل کمیٹیوں میں بٹھائے ہوئے ہیں اور وہ مالی سال کے دوران ترقیاتی کاموں، صفائی اور sanitation کے حوالے سے کروڑوں روپے ہڑپ کر جاتے ہیں۔ ابھی یہاں کہا جائے گا کہ ضمنی بجٹ میں Loans to Municipalities and Autonomous Bodies کے لئے 2۔ارب 51 کروڑ 17 لاکھ 57 ہزار روپے کی رقم کی منظوری دی جائے تو میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ اس محکمہ کے لئے اس رقم کی منظوری بالکل نہ دی جائے بلکہ اس رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر!وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے بڑی مہربانی کی اور اسمبلی کے ملازمین کے لئے دو تنخواہوں کا اعلان کیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس میں ڈسپنسری کے سٹاف کو بھی add کر لیں۔ پنجاب اسمبلی کی ڈسپنسری میں ڈاکٹر اور جو دوسرے ملازمین ہیں ان کے لئے بھی تنخواہ کا اعلان کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں آخری گزارش یہ کروں گا کہ اگر ہماری باتوں پر توجہ نہ دی گئی اور ہمارے علاقے میں ترقیاتی کام نہ کرائے گئے تو ہم سال بھر اسمبلی کے اندر اور باہر یہی کہتے رہیں گے کہ:

ساڈی دھرتی اُگے پُھل کپاہ دے چٹے کھیر
اساں لیر کتیر، اساں لیر کتیر

جناب سپیکر: مہربانی۔جی، محترمہ وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!ضمنی بجٹ میں Loans to Municipalities and Autonomous Bodies پر بحث ہو رہی ہے۔ میں گزارش کرتی چلوں کہ 111.9 ملین روپے لوکل گورنمنٹ کو loans کے تحت دیئے گئے ہیں۔ معزز ممبران حزب اختلاف نے لوکل گورنمنٹ کی functioning پر بات کی اور اس کی strengthening کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ میں یہاں یہ کہنا ضروری سمجھتی ہوں کہ یہ priority ہماری بھی ہے۔ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کرانا ہماری commitment ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب democracy کے تحت لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہوئے تو وہ پاکستان مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے ہی کرائے ہیں تو یہ ہماری priority ہے۔ صرف یہ نہیں بلکہ Local Government Act,2013 کی بنیاد پر ان کو strengthen and restructure کرنا بھی ہماری priority میں شامل ہے۔ آپ مختلف ممبران نے جو concerns raise کئے ہیں، لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے تحت اگر restructuring ہو گئی تو وہ سارے address ہو جائیں گے بلکہ ان کو نہ صرف ہمیں restructure کرنا ہے بلکہ ان کی financial feasibility and sustainability بھی ہماری priority ہے۔ ہم وسائل میں reforms لے کر آنا چاہتے ہیں جس سے ہم ان کو sustainable and viable local governments میں تبدیل کر سکیں، ان کی capacity build کر سکیں، صوبائی فنانس کمیشن کی تشکیل بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہے اور صوبائی فنانس کمیشن کا award بھی ہماری ترجیحات میں شامل ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک Autonomous Bodies کا تعلق ہے تو ان میں service delivery economic development and employment ہماری حکومت کی ترجیحات میں ہے۔ جن پر ہم نے ضمنی بجٹ خرچ کیا ہے اُن میں ایک important head اُتارِ پاک کا ہے اس حوالہ سے میں نے کل بھی تھوڑی بہت بات کی ہے کہ یورپین یونین کی طرف سے جو ہمیں GSP+status ملا ہے اُس کے حوالہ سے value addition کی طرف ہمارا focus ہے، صوبہ کی earnings بڑھانے کے لئے support بلکہ employment generate کرنے کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ جن major heads میں ہم نے خرچ کئے ہیں اُن میں Lahore Waste Management Company, Rawalpindi Waste Management Company صفائی اور service delivery improvement کی ترجیحات کو reflect کرتی ہے۔ان میں ایک important head Self Employment Scheme through Punjab, Small Industries Corporations ہے۔ میں اس بارے میں آپ کو تھوڑا سا بتانا چاہوں گی کہ ہم self employment کے لئے یہ بلاسود چھوٹے قرضہ جات دینا چاہ رہے ہیں جن کی حد 10ہزار روپیہ سے 50ہزار روپیہ تک کی ہے اور یہ بلاسود چھوٹے قرضہ جات "اخوت" کے through دیئے جا رہے ہیں۔ ابھی تک اس مد میں 11.6 billion rupees disburse ہو چکے ہیں جس کے 6لاکھ 42ہزار لوگ beneficiaries رہ چکے ہیں جن میں خواتین بھی ہیں اور یہاں پر یہ بات بھی highlight کرنا ضروری ہے کہ ان قرضہ جات کا recovery rate بھی 99.9 فیصد سے زیادہ ہے۔ ہماری حکومت کا self employment کا جو بہت ہی important aim ہے یہ پیسے اُس کے لئے رکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس پر زیادہ لمبی بات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بجٹ تقریر کے دوران اور باقی discussions میں بھی یہ بات آ چکی ہے کہ ہم نے جتنی بھی supplementary استعمال کی ہے چاہے وہ پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ہو، چاہے وہ روزگار ہو تو ہم نے growth and service slavery کا جو وژن اپنے سامنے رکھا ہوا ہے یہ سب کچھ اُس کے تحت ہے تو آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس cut motion کو مسترد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اب سوال یہ ہے کہ:

"2۔ ارب51 کروڑ17لاکھ57ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر15قرضہ جات برائے میونسپلٹیز، خود مختار ادارہ جات وغیرہ کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2۔ ارب51 کروڑ17لاکھ57ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"قرضہ جات برائے میونسپلٹیز، خود مختار ادارہ جات وغیرہ"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!ابھی پانچ منٹ ٹائم باقی ہیں تو شاہرات کی مد لے لیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے کہا تھا کہ اس آرڈر میں لئے جائیں گے اُس وقت آپ نے مجھے بتایا نہیں، تو چلیں کرتے ہیں اب۔جی، محترمہ وزیر خزانہ!آپ مطالبہ زر نمبر14پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 14

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب12 کروڑ68 لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"شاہرات اور پُل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب12 کروڑ68 لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے ادا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات اور پُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

ضمنی مطالبہ زر نمبر 14 میں کٹوتی کی تحریک جن ممبران کی طرف سے موصول ہوئی ہے ان میں میاں محمود الرشید، جناب محمد عارف عباسی، جناب اعجاز حسین بخاری، جناب احمد خان بھچر، جناب محمد سبطین خان، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس، جناب احمد علی خان دریشک، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی، سردار علی رضا خان دریشک، ملک تیمور مسعود، جناب محمد آصف، محترمہ سعدیہ سہیل رانا، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ ناہید نعیم، راجہ راشد حفیظ، جناب اعجاز خان، میاں ممتاز احمد مہاروی، جناب وحید اصغر ڈوگر، ڈاکٹر نوشین حامد، جناب خرم شہزاد، جناب مسعود شفقت، جناب ظہیر الدین خان علیزئی، جناب جاوید اختر، محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ شُنیلا رُوت، جناب محمد صدیق خان، ڈاکٹر صلاح الدین خان، جناب عبدالمجید خان نیازی، محترمہ نگہت انتصار، چودھری مونس الہیٰ، سردار وقاص حسن مؤکل، چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار محمد آصف نکئی، جناب احمد شاہ کھگہ، ڈاکٹر محمد افضل، محترمہ باسمہ چودھری، محترمہ خدیجہ عمر، قاضی احمد سعید، سردار شہاب الدین خان، مخدوم سید مرتضیٰ محمود، میاں خرم جہانگیر وٹو، خواجہ محمد نظام المحمود، رئیس ابراہیم خلیل احمد، مخدوم سید علی اکبر محمود، محترمہ فائزہ احمد ملک، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور جناب احسن ریاض فتیانہ ہیں۔جی، ڈاکٹر صاحب! آپ اس پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب12 کروڑ68 لاکھ83ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر14 شاہرات اور پُل کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"9۔ارب12 کروڑ، 68 لاکھ83ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 14 شاہرات اور پُل کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ (ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا):جناب سپیکر!I oppose

جناب سپیکر:جی،شاہ صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں اس پر بھی یہی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاہرات کی تعمیر کوئی ایسی emergent چیز نہیں ہوتی۔اگر کسی علاقہ میں سیلاب یا calamity آ جائے تو اور مصیبت ہو گی تو چلیں آپ اُس میں کام کرنے کے لئے کچھ پیسا ضمنی بجٹ کے طور پر لگا دیں اور بعد میں اسمبلی سے اُس پر انگوٹھا لگوا لیں۔گزارش یہ ہے کہ یہ میرے سامنے Volume-1 ہے اس کے صفحہ نمبر 158 تا180 تک 227 پراجیکٹس ضمنی بجٹ میں ڈال دیئے گئے ہیں اور بڑی خوبصورتی سے یہ بات رکھی ہے کہ باقی پیسے 7۔ارب 7 کروڑ اور 14 لاکھ روپیہ کی رقم کی ہم نے بچت کی ہے اور ہم نے بچت میں سے یہ پیسا لگا دیا ہے اور ہمیں اس حوالہ سے مزید 9۔ارب اور 12 کروڑ روپیہ درکار ہیں۔حقیقت ہے کہ انہوں نے شاہرات کے ان پراجیکٹس پر جو خرچ کیا ہے اس پر 16۔ارب 19 کروڑ روپیہ کی خطیر رقم انہوں نے ضمنی بجٹ کے اندر دکھائی ہے اور یہ ان کی مجبوری ہے کیونکہ یہ چیزیں audit کے اندر locate ہو جاتی ہیں ورنہ ان کا بس چلے تو یہ سب چیزیں چُھپا کر خاموشی کے ساتھ چُپ کر کے کر جائیں اور کسی کو خبر بھی نہ ہو لیکن ان کی مجبوری بن جاتی ہے تو سال بعد یہ چیزیں ہمارے سامنے آ جاتی ہیں۔میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں،آپ اس کو نکال کر دیکھ لیں میں نے اس کو پڑھ کر underline کیا ہے جن میں سے متعدد پراجیکٹس لاہور کے ہیں۔پلڈاٹ نے ڈویلپمنٹ گرانٹ پر لاہور کے ایک ہوٹل میں سیمینار رکھا تھا میں بھی اُس میں شریک تھا۔انہوں نے پنجاب کے اندر ڈویلپمنٹ گرانٹ کی distribution اور اُس کے خرچے کا پورا حساب کتاب پیش کیا۔انہوں نے multimedia پر display کیا جہاں انہوں نے ڈسٹرکٹ وار اُس کی distribution دکھائی۔انہوں نے سب سے پہلے لاہور دکھایا۔میں لاہور کی ترقی کے خلاف نہیں ہوں لیکن غریب علاقوں کی قیمت کے اوپر یہ کرنا قابل قبول نہیں ہے۔لاہور کا انہوں نے جو صفحہ لگایا ہوا تھا وہ سارے کا سارا صفحہ بھرا ہوا تھا اور بہاولنگر baseline سے اوپر ایک line، بہاولپور baseline سے اوپر تین چار لائنیں اور رحیم یار خان baseline سے اوپر پانچ چھ لائنیں۔۔۔

جناب سپیکر:ڈاکٹر صاحب!wind up کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!میں wind up کر رہا ہوں۔میرے پاس ایک کتاب موجود ہے۔میں جنوبی پنجاب اور ایوان کے سب بھائیوں کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ 227 پراجیکٹس بنے

ہیں اور بہاولپور میں صرف پانچ بنے ہیں۔ یہ جنوبی پنجاب کی ترقی کی بڑی رٹ لگاتے ہیں۔یہاں پر تقریریں ہوتی ہیں لیکن بہاولپور کی صرف پانچ روڈز ہیں۔اقبال چنڑ صاحب بھی اسے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے لئے 33 اور بہاولپور کے لئے 5 یہ کل 38 روڈز بنتی ہیں۔ میں یہ بات کہنے پر مجبور ہوں کہ "اساں قیدی تخت لاہور دے" میں ٹوکن واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف ڈاکٹر سید وسیم اختر نے ضمنی بجٹ کی کتاب ایوان میں پھینک دی اور ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس میں اللہ اور رسول کا نام بھی کہیں لکھا ہوگا۔ خدا کے بندے کیا کر رہے ہیں، آپ بیٹھیں۔ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب! شاہ صاحب نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے لیکن آپ ان کو منا کر لے آئیں۔

محترمہ شُنُیلا رُوت: جناب سپیکر! محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ بھی واک آؤٹ کر کے گئی ہوئیں ہیں۔ان کو بھی ایوان میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر کو بھی ایوان میں لے آئیں۔جی، منسٹر صاحب! آپ اس کے متعلق کیا کہیں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! اس کٹوتی کی تحریک کے حوالے سے میں وضاحت کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے بڑے جذباتی انداز میں بات کی ہے لیکن انہوں نے تمام facts ایوان کو نہیں بتائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر حزب اختلاف ڈاکٹر سید وسیم اختر ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! شکریہ۔خدیجہ عمر صاحبہ کو بھی کہنا تھا۔اگر وہ میری بات سن رہی ہیں تو ایوان میں تشریف لے آئیں۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! میں وضاحت کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس کٹوتی کی تحریک میں کچھ چیزوں کو highlight کیا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ کچھ چیزوں کو وہ شاید نظر انداز کر گئے ہیں یا ان کی نظر نہیں پڑی۔

جناب سپیکر: آپ جو کہہ رہے ہیں مجھے پہلے ہی یہ شک تھا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب تنویر اسلم ملک): جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کیوں پیش ہوتا ہے؟ definitely سال کے دوران کچھ ایسی ضروریات بھی پیش آ جاتی ہیں جیسے کوئی pending liabilities ہوتی ہیں اور کوئی کورٹ کے آرڈرز ہوتے ہیں۔ انہوں نے جن سکیموں کی نشاندہی کی ہے اگر ہم اس کے breakup میں جائیں تو اس میں اکثر سکیمیں ongoing ہیں جنہیں فنڈز دیئے گئے ہیں تاکہ ان کو fast track پر مکمل کیا جائے۔ انہوں نے جنوبی پنجاب کا حوالہ دے کر واک آؤٹ کیا ہے۔ میں ان کا احترام کرتا ہوں یہ ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں لیکن اس ضمنی بجٹ میں جو ایک بہت اہم چیز تھی اس کی انہوں نے نشاندہی نہیں کی وہ خادم اعلیٰ پنجاب رورل روڈز پروگرام ہے جس پر اسی ضمنی بجٹ کے ذریعے اپریل2015 میں آغاز کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ KPRRP کے متعلق پورا ایوان گواہی دے گا کہ یہ پروگرام rural economy کے حوالے سے وزیر اعلیٰ کا ایک بہت بڑا initiative ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر ہم نئے سال کا انتظار کرتے تو شاید بہت وقت گزر جاتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو appreciate کرنا چاہئے کہ 15 بلین کی خطیر رقم سے اپریل2015 میں اس پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ یہ فیز ستمبر میں مکمل ہونا ہے لیکن وزیر اعلیٰ کی direction کے بعد جو پانچ کلو میٹر سے کم کی روڈز ہیں ان کو اس 30۔ جون سے پہلے مکمل کیا جائے گا نہیں تو ہمیں اگلے بجٹ کا انتظار کرنا پڑتا۔ یہاں اسمبلی میں ہر وقفہ سوالات میں متعدد سوالات اٹھتے تھے کہ ہماری rural roads کے حالات بہت خراب ہیں۔ اس کے بجائے کہ ہم اگلے مالی سال کے بجٹ کا انتظار کرتے ہم نے ضمنی بجٹ میں زیادہ رقم KPRRP کے لئے مختص کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا initiative ہے۔ انشاء اللہ 52۔ارب روپیہ فیز۔I اور فیز۔II میں تمام دیہی علاقوں میں اور بالخصوص اس میں جنوبی پنجاب اور شمالی پنجاب کے لئے equality کے ساتھ فیصلہ کیا گیا ہے۔ الحمد للہ پورے پنجاب میں اس پروگرام کو نہ صرف appreciate کیا جا رہا ہے بلکہ وزیر اعلیٰ کا اس پر اتنا focus ہے کہ انشاء اللہ اگلے تین سال میں اس کو ڈیڑھ سو سے دو سو ارب تک بڑھایا جائے گا۔ یہ ہماری rural economy میں بہت بڑا سنگ میل ثابت ہو گا۔ اس کے علاوہ بہت ساری سکیمیں ongoing ہیں۔ انہوں نے دو چار سکیموں کی بات کر دی ہے لیکن اگر آپ تفصیل میں جائیں گے تو road sector ایک ایسا sector ہے کہ سال کے دوران بھی عوامی نمائندوں کی طرف سے یا عوام الناس کی طرف سے ایسے بہت سے issues highlight کئے

جاتے ہیں جن کو ہنگامی طور پر take up کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں کوئی تخفیف نہ کی جائے اور اسے جلد منظور کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"9۔ارب12کروڑ68لاکھ83ہزار روپے کی ضمنی رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر14شاہرات وپُل کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب12کروڑ68لاکھ83ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات وپُل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ ضمنی مطالبات زر پر کٹوتی کی تحریک کے ذریعے کارروائی 11:30 بجے تک جاری رہے گی اور باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت ایک چیز (جس کا میں ذکر نہیں کرنا چاہتا) اسے apply کر کے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم قاعدہ(4)144 کے تحت اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب92کروڑ92لاکھ89ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو4۔ارب97کروڑ7لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 1

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو5کروڑ44لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو29کروڑ70لاکھ9ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 14 کروڑ 3 لاکھ 94 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 86 لاکھ 97 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 12 کروڑ 91 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ما سوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو56کروڑ11لاکھ38ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔آپ سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو18۔ارب57کروڑ99لاکھ68ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو37لاکھ39ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 62 کروڑ 78 لاکھ 56 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: "ہاں"۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: "ہاں"۔۔۔

جناب سپیکر: کیا اپوزیشن والے بھی "ہاں" کہہ رہے ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جی، ہماری طرف سے بھی "ہاں" ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو متفقہ طور پر منظور کیا جاتا ہے۔

(مطالبہ زر متفقہ طور پر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 75 لاکھ 84 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹورز اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: غور سے سن لیں ورنہ مجھے نام لینا پڑے گا پھر اچھے رہیں گے؟

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو42لاکھ25ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جوایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ایفون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "گو شہباز گو" کی نعرہ بازی)

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق (جناب طارق مسیح گل) کی طرف سے "گو عمران گو" کی نعرہ بازی)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔آرڈر پلیز۔Gill sahib! You shall go, you shall go آپ اب House سے باہر چلے جائیں اور پانچ منٹ کے بعد آپ واپس آئیں گے۔آپ باہر چلے جائیں۔

(اس مرحلہ پر جناب طارق مسیح گل ایوان سے باہر چلے گئے)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر18

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر23

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر24

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"پولیس"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"عجائب گھر"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جی، طارق گل صاحب واپس آ جائیں۔

(اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور وانسانی حقوق جناب طارق مسیح گل ایوان میں تشریف لائے)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر30

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر31

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر32

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30 جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر:اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 38

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 39

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 40

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2015 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ وزیر خزانہ محکمہ خزانہ سے متعلق منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 2014-15 کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Dr Ayesha Ghaus Pasha): Mr Speaker! I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2014-15.

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2014-15 has been laid.

میاں محمد اسلم اقبال، ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتے ہیں۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قواعد کی معطلی کی تحریک

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے کے حوالے سے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

ایم کیو ایم کا بھارت کی ایجنسی "را" کے ساتھ مل کر دہشت گردی سے متعلق تحقیقات کا مطالبہ

میاں محمد اسلم اقبال: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں غیر ملکی نشریاتی ادارے کی تحقیقاتی رپورٹ پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور رپورٹ میں سامنے آنے والے حقائق کی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے اور انڈیا کی ایجنسی "را" سے تربیت حاصل کرنے کے الزامات پہلے بھی لگ چکے ہیں لہٰذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جائے۔اگر الزامات سچ ثابت ہوں تو آرٹیکل 6 کے تحت الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں کا ٹرائل کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں غیر ملکی نشریاتی ادارے کی تحقیقاتی رپورٹ پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور رپورٹ میں سامنے آنے والے حقائق کی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے اور انڈیا کی ایجنسی "را" سے تربیت حاصل کرنے کے الزامات پہلے بھی لگ چکے ہیں لہٰذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جائے۔اگر الزامات سچ ثابت ہوں تو آرٹیکل 6 کے تحت الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں کا ٹرائل کیا جائے"۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں اسے oppose تو نہیں کرتا لیکن میں اس قرارداد میں میاں محمد اسلم اقبال کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اسے اس طرح ترمیم کر لیں تو ٹھیک ہے ورنہ پھر مجھے ترمیم پیش کرنا ہو گی۔انہوں نے اپنی قرارداد کے second portion میں بجا طور پر یہ درست لکھا ہے کہ ایک اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جائے اور ساتھ ہی یہ لکھا ہے کہ اگر الزامات سچ ثابت ہوں اور جو first Para ہے اُس میں بھی انہوں نے یہ لکھا ہے کہ یہ الزامات پہلے بھی لگ چکے

ہیں۔اس تناظر میں غیر ملکی نشریاتی ادارے کی رپورٹ کو تحقیقاتی رپورٹ لکھنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے وہ ایک رپورٹ ہے اور ایک خبر ہے۔اُس کا verified report ہونا ہمارے علم میں ہے اور نہ ہی اس معزز ایوان کے علم میں ہے۔

جناب سپیکر!دوسرا میں یہ چاہوں گا کہ جو سامنے آنے والے حقائق ہیں حقائق پر تحقیقاتی کمیشن قائم نہیں ہوتا حقائق تو حقائق ہوتے ہیں یہ الزامات ہیں جیسا کہ انہوں نے آگے جا کے اس میں بیان کیا ہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ اس میں غیر ملکی نشریاتی ادارے کی رپورٹ اور اُس کے بعد رپورٹ میں سامنے آنے والے الزامات کی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔یہ میاں محمد اسلم اقبال اس کو اگر اس طرح سے کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریر مناسب ہو جائے گی۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کو ترمیم کر لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس کے اندر یہ اضافہ چاہتا ہوں کہ جس نے اس دہشت گرد گروہ کو جنم دیا،ان کو پیدا کیا،ان کی پرورش کی اور جو ان کو اپنے ساتھ حکومتوں میں اپنے مقاصد کے لئے کہ جس کے ذریعے سے انہوں نے کراچی کو روشنی سے اندھیروں میں دھکیلا ہے اُس کی بھی مذمت شامل کی جائے تاکہ یہ on record رہے کہ کون کون لوگ ان کی سرپرستی کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: مہربانی، جی اس قرارداد میں ترمیم کی گئی ہے اس لئے سوال یہ ہے کہ:

> "پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان متحدہ قومی موومنٹ کے بارے میں غیر ملکی نشریاتی ادارے کی رپورٹ پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور رپورٹ میں سامنے آنے والے الزامات کی تحقیقات کا مطالبہ کرتا ہے۔ایم کیو ایم پر دہشت گردوں کی مدد کرنے اور انڈیا کی ایجنسی "را" سے تربیت حاصل کرنے کے الزامات پہلے بھی لگ چکے ہیں۔
>
> لہٰذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اعلیٰ سطحی تحقیقاتی کمیشن قائم کیا جائے اور اگر الزامات سچ ثابت ہوں تو آرٹیکل(6) کے تحت الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں کا ٹرائل کیا جائے۔"
>
> (ترمیم شدہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قائدِ حزبِ اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر:جی،میاں صاحب!

قائدِ حزبِ اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں نے صبح بھی اس پنجاب ٹیکس بک بورڈ کے معاملے پر توجہ دلائی تھی اور تحریک التوائے کار بھی جمع کروائی ہے اور یہ تحریک التوائے کار رانا ثناء اللہ صاحب کو بھی بھجوائی ہے کہ پنجاب کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کا پنجاب ٹیکس بک بورڈ نے آٹھویں جماعت کی کتاب کے اندر اُس کا نقشہ پیش کیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر:جی،میاں صاحب!آپ تحریک التوائے کار پیش کریں۔

ٹیکسٹ بک بورڈ پنجاب کی شائع کردہ آٹھویں جماعت کی جغرافیہ کی کتاب میں پاکستان دشمن مواد چھاپنے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کا مطالبہ

قائدِ حزبِ اختلاف(میاں محمود الرشید):جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے معاملہ ہے کہ قومی اخبارات مورخہ 15-06-26 کی خبر کے مطابق پنجاب ٹیکس بک بورڈ نے آٹھویں جماعت کے جغرافیہ کی کتاب میں سرائیکستان اور صوبہ ہزارہ کے نقشے چھاپ دیئے ہیں اور کشمیر کے مقبوضہ حصے کو آئین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بغیر اجازت لئے متنازعہ لکھ دیا ہے۔اشاعت کے لئے منظوری بھی نہیں لی اس خبر سے پاکستان بالخصوص پنجاب میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور عوام پاکستان اور سول سوسائٹی نے اس پر شدید احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ پنجاب ٹیکس بک بورڈ کی کتابوں میں ایسا بے بنیاد اور پاکستان دشمن مواد چھاپنے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے لہٰذا میری استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر:جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان):جناب سپیکر!اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ یہ انتہائی تشویش کا معاملہ ہے کہ جو یہ چیز سامنے آئی ہے اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب already probe کا حکم دے چکے ہیں۔24 hours میں اس پر ایک detailed probe اور انکوائری رپورٹ سامنے آجائے گی تو اس لئے میری معزز ایوان سے بھی اور قائد حزب اختلاف سے گزارش ہو گی کہ وہ اس پر جواب کے لئے ٹائم دے دیں اور اس تحریک التوائے کار کو pending فرما دیا جائے۔

جناب سپیکر:جی،اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے جب جواب موصول ہو گا پھر اس کو لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!یہ جو نوٹس لیا گیا ہے اور 24 گھنٹے کے اندر رپورٹ پیش کرنے کا کہا گیا ہے میں اس فیصلے کی تحسین کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اسی "نوائے وقت" اخبار کے اندر خبر ہے اُس میں انہوں نے یہ بھی دیا ہے کہ دوسری تیسری جماعت کی کتاب کے اندر انہوں نے اس طرح نقشے کو بنایا کہ آزاد کشمیر کو متنازعہ declare کیا ہوا ہے یہ بھی قابل مذمت ہے۔یہ چیز بھی اُس کے اندر incorporate کر دی جائے اور دونوں چیزوں کے بارے میں رپورٹ لی جائے۔میں اس پر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ الحمد للہ رانا صاحب نے اس پر positive attitude رکھا ہے اور یہ اچھی بات ہے میں اس کی تحسین کرتا ہوں۔

جناب سپیکر:آپ بھی اس پر تحریک التوائے کار دے دیں۔آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(60)/2015/1251. Dated: 26th June, 2015. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

"In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Rafique Rajwana,** Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f June 26, 2015 (Friday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the 26th June, 2015

MALIK MUHAMMAD RAFIQUE RAJWANA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

INDEX

PAGE NO.

A

AAMIR SULTAN CHEEMA, CH.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Adjournment Motions No. 237 and 728 of 2014 902
ABDUL ALEEM, SYED
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 602
ABDUL RAZZAQ DHILLON, CH.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 959
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Anti-Pakistan material in text book of geography of 8th class 1032
-Demand for grant of relief to victims of heavy rains and hailing in PP-32 Sargodha 758
-Diseases of kidneys and liver 669
-Embezzlements in Punjab Arts Council 667
-Failure of a sewerage scheme in Rahim Yar Khan 979
-Grab of land of Irrigation Department in Jampur (Rajanpur) 666
-Sexual assault on children 756
-Theft of diesel and petrol provided for WASA generators 757
AGENDAS FOR THE SESSIONS HELD ON- 505,607,655,745,
-18th, 19th, 22nd, 23rd, 24th, 25th, 26th June, 2015 827,887,969
AHMAD SHAH KHAGGA, MR.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 945
AHMED KHAN BALOCH, MR. *(Parliamentary Secretary for Public Prosecution)*
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 952
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Question No. 2338/2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113) 565
AHMED KHAN BHACHER. MR.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 937
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 787

PAGE NO.

AHMED SAEED, QAZI
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 916
-The Punjab Finance Bill 2015 847
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 783
-Education 712
-Police 723
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 1007

AKHTAR ABBAS BOSAL, CHAUDHRY
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 915

AKHTAR ALI, BAO
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 594

ALIASGHARMANDA,ADVOCATE,CH. *(Parliamentary Secretary for S & GAD)*
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 535

ALI RAZA KHAN DRESHAK, SARDAR
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 628

ALIA AFTAB, DR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 519

ALLAUDDIN, SHEIKH
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Diseases of kidneys and liver 670
DISCUSSION ON-
-ANNUAL BUDGET (2015-16) 523

AMJAD ALI JAVAID, MR.
DISCUSSION ON-
-SUPPLEMENTARY BUDGET (2014-15) 932
Privilege motion REGARDING- 794
-Damage to political goodwill of MPA by DCO & AC Toba Tek Singh

ASIF MEHMOOD, MR.
DISCUSSION ON-

PAGE NO.

-Supplementary Budget (2014-15) 943

AWAIS QASIM KHAN, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 636

AYESHA GHAUS PASHA, DR. *(Minister for Finance)*

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 647

-Supplementary Budget (2014-15) 963

-The Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015 856

-The Punjab Finance Bill 2015 835,852

DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-

-Agriculture 779

-Education 672

-Police 722

DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-

-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 984, 1008

-Roads & Bridges 1010

SCHEDULE OF-

-The Authorized Expenditure (2015-16) *(Laid in the House)* 862

supplementary Schedule OF- 1029

-Authorized Expenditures (2014-15) *(Laid in the House)*

AZRA SABIR KHAN, MRS.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 646

B

BILLS *(Considered and passed by the House)*-

-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015 878-880

-The Mass Transit Authority Bill 2015 871-878

-The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015 866-868

-The Punjab Finance Bill 2015 835-856

-The Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015 856-862

-The Stamp (Amendment) Bill 2015 869-871

BUDGET-

-General discussion on Annual Budget (2015-16) 509-565

D

DEMANDS FOR GRANTS-

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET

PAGE NO.

FOR THE YEAR 2015-16 regarding-

-Administration of Justice 814
-Agricultural Improvement & Research 823
-Agriculture 779,807
-Charges on account of Motor Vehicles Acts 813
-Civil Defence 820
-Civil Works 817
-Cooperatives 816
-Communications 818
-Development 822
-Education 671
-Fisheries 816
-Forests 812
-General Administration 814
-Government Building 824
-Government trade in medical stores and coal 821
-Health Services 815
-Housing and Physical Planning 818
-Industries 817
-Investment 821
-Irrigation and Land Reclamation 813
-Irrigation Works 822
-Land Revenue 809
-Loans to Government Servants 821
-Loans to Municipalities/Autonomous Bodies etc. 823
-Miscellaneous 820
-Miscellaneous Departments 817
-Museums 815
-Opium 808
-Pension 819
-Police 722,779
-Prisons and settlements for convicts 814
-Provincial Excise 809
-Public Health 815
-Registration 812
-Relief 818
-Roads and Bridges 823
-Stamps 810
-State trading in food grains and sugar 820
-Stationery and Printing 819
-Subsidies 819
-Taxes and Duties 813
-Town Development 823
-Veterinary 816

DISCUSSION AND VOTING ON DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY

	PAGE NO.
BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-	
-Administration of Justice	1022
-Agricultural Development & Research	1020
-Agriculture	1024
-Charges on account of Motor Vehicle Acts	1022
-Civil Defence	1027
-Civil Works	1018
-Communications	1026
-Cooperatives	1025
-Developments	1027
-Education	1024
-Fisheries	1025
-Forests	1021
-General Administration	1015
-Government trade in food grains and sugar	1027
-Government trad in medical stores and coal	1019
-Health Services	1024
-Housing & Physical Planning	1026
-Industries	1017
-Irrigation and Land Reclamation	1022
-Irrigation Works	1028
-Land Revenue	1021
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc.	984, 1010
-Miscellaneous	1019
-Miscellaneous Departments	1017
-Museums	1023
-Opium	1020
-Other Taxes and Duties	1017
-Police	1023
-Prisons and settlements for convicts	1023
-Provincial Excise	1016
-Public Health	1016
-Registration	1021
-Relief	1018
-Roads & Bridges	1010
-Stamps	1016
-State Buildings	1028
-Stationery & Printing	1018
-Subsidies	1026
-Town Development	1028
-Veterinary	1025
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget (2015-16)	509,552,567,587,611
-Supplementary Budget (2014-15)	892-965
-The Punjab Finance Bill 2015	835

PAGE NO.

-The Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015 856

E

EHSAN RIAZ FATYANA, MR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 538
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Education 703
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORTS regarding-
-Adjournment Motion No. 1119/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA (PP-86) 564
-Adjournment Motions No. 237 and 728 of 2014 902
-Privilege Motions No. 12/2013, 15,20,25,31/2014 and 1, 4, 5 , 7, 8, 10, 11, 12, 14, 15, 16/2015 566
-Question No. 2338/2014 asked by Mian Tariq Mehmood, MPA (PP-113) 565
-Starred Question No. 2405 of 2014 raised by Dr. Syed Waseem Akhtar 903
-The issue of LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig as raised in Starred Question No. 269 of Mrs. Ayesha Javed MPA, (W-317) 586

f

FAIZA AHMED MALIK, MRS.
DISCUSSION ON-
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 803
-Education 701
FAIZA MUSHTAQ, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 598
FAQEER HUSSAIN DOGAR, CH.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Starred Question No. 2405 of 2014 raised by Dr. Syed Waseem Akhtar MPA 903
FARAH MANZOOR, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 645
FARZANA NAZIR, DR.
DISCUSSION ON-
624
-ANNUAL BUDGET (2015-16)
FARRUKH JAVED, DR. *(Minister for Agriculture)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE

PAGE NO.

YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 804

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-*** 665
-On sad demises in result of load-shedding

FOZIA AYUB QURESHI, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 567

h

HASEENA BEGUM, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 597

HASHIM JAWAN BUKHT, MAKHDOOM
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 560

HUSSAIN JAHANIA GARDEZI, SYED
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Privilege Motions No. 12/2013, 15,20,25,31/2014 and 1, 4, 5 , 7, 8, 10, 11, 12, 14, 15, 16/2015 566

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 566
-Privilege Motions No. 32/2014 and 2, 13/2015

I

IHSAN UL HAQ BAJWA, MR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 614

IJAZ AHMAD, SHEIKH
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 919

IMRAN ZAFAR, HAJI
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 589

ISHFAQ AHMED, CHAUDHERY
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 627

J

JAFAR ALI HOCHA, MR.
DISCUSSION ON-
571

PAGE NO.

-Annual Budget (2015-16)
JAVED AKHTAR, MR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 591

K

KHADIJA UMAR, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 533
-Supplementary Budget (2014-15) 913
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Education 709
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 1005
KHALID MAHMOOD WARAN, SARDAR
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 616
KHURAM SHAHZAD, MR.
DISCUSSION ON-
-ANNUAL BUDGET (2015-16) 521

L

LEADER OF THE OPPOSITION
-See under Mehmood-ur-Rasheed, Mian
LUBNA REHAN, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 578

M

MARGHOOB AHMAD, MIAN
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 543
MASHHOOD AHMAD KHAN, RANA *(Minister for School Education Additional Charge of Higher Education, Youth Affairs, Sports, Archeology and Tourism)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Education 714
MEHMOOD UL HASSAN, RANA
DISCUSSION ON-

PAGE NO.

-Annual Budget (2015-16) 618

MEHMOOD-UR-RASHEED, MIAN *(Leader of the Opposition)*

ADJOURNMENT MOTION regarding-

-Anti-Pakistan material in text book of geography of 8th class 1032

DISCUSSION ON-

-Schedule of the Authorized Expenditure (2015-16) 863

-The Punjab Infrastructure Development Cess Bill 2015 857

-The Punjab Finance Bill 2015 835

points of order REGARDING- 833

-Demand for taking up the Resolution about Load-Shedding 981

-Resolution about Punjab map, MQM's linkage with RAW for terrorism

MINISTER FOR AGRICULTURE

-See under Farrukh Javed, Dr.

MINISTER FOR ENVIRONMENT PROTECTION ADDITIONAL CHARGE OF HOME DEPARTMENT

-See under Shuja Khanzada, Col (Retd)

MINISTER FOR FINANCE

-See under Ayesha Ghaus Pasha, Dr.

MINISTER FOR HOUSING, URBAN DEVELOPMENT & PUBLIC HEALTH ENGINEERING ADDITIONAL CHARGE OF C&W

-See under Tanveer Aslam Malik, Mr.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS

-See under Sana Ullah Khan, Rana

MINISTER FOR SCHOOL EDUCATION ADDITIONAL CHARGE OF HIGHER EDUCATION, YOUTH AFFAIRS, SPORTS, ARCHEOLOGY AND TOURISM

-See under Mashhood Ahmad Khan,Rana

MOTION regarding-

-Suspension of rules for presentation of a resolution 880, 1029

MUHAMMAD AHMAD KHAN, MALIK

DISCUSSION ON-

-Supplementary Budget (2014-15) 947

MUHAMMAD AKBAR HAYAT HARAJ, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 596

MUHAMMAD ALI KHOKHAR, MALIK

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 552

MUHAMMAD ARIF ABBASI, MR.

DISCUSSION ON-

-Supplementary Budget (2014-15) 930

PAGE NO.

-The Punjab Finance Bill 2015 848

MUHAMMAD ASHRAF, CH.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 634

MUHAMMAD ASIF BAJWA, ADVOCATE, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 546

MUHAMMAD ASLAM IQBAL, MIAN

DISCUSSION ON-

-Supplementary Budget (2014-15) 892

-The Punjab Finance Bill 2015 838

DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-

-Agriculture 796

-Education 681

-Police 731

DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-

-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 991

MOTION regarding-

-Suspension of rules for presentation of a resolution 1029

QUORUM-

-Indication of quorum of the House during sitting held on 25th June, 2015 904

Resolution REGARDING-

-Demand for investigation of terrorism by MQM's in association with Indian agency "RAW" 1030

MUHAMMAD FAYYAZ, MAHAR

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 597

MUHAMMAD ISLAM ASLAM, MIAN

DISCUSSION ON-

-Supplementary Budget (2014-15) 911

MUHAMMAD NASIR CHEEMA, MR.

-Oath of office 891

MUHAMMAD RAFIQUE, MIAN

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 568

-Supplementary Budget (2014-15) 927

MUHAMMAD SAQIB KHURSHID, MR.

DISCUSSION ON-

-Annual Budget (2015-16) 554

MUHAMMAD SIDDIQUE KHAN, MR.

PAGE NO.

DISCUSSION ON- 641
-Annual Budget (2015-16)
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 790
-Education 702
-Police 725

MUHAMMAD TAUFEEQ BUTT, MR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 587

MUHAMMAD UMAR JAFFAR, MR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 583

MUHAMMAD WAHEED, MALIK, HAJI
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 642

MURAD RAAS, DR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 509
-Supplementary Budget (2014-15) 909
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Education 674
-Police 760
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 998

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SESSIONS HELD ON- 508,610,664,754, 832,890,978
-18th, 19th, 22nd, 23rd, 24th, 25th, 26th June, 2015

NABILA HAKIM ALI KHAN, MS.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 940
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Police 763

PAGE NO.

NABIRA INDLEEB, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 600
NADIA AZIZ, DR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 621
NAJMA AFZAL KHAN, DR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 514
NAUSHEEN HAMID, DR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) **516**
-Supplementary Budget (2014-15) 925
-The Punjab Finance Bill 2015 844

Nazar Hussain, mr. ***(PARLIAMENTARY SECRETARY FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS)***
ADJOURNMENT MOTIONS (Answers) regarding-
-Demand for grant of relief to victims of heavy rains and hailing in PP-32 Sargodha 758
-Diseases of kidneys and liver 669
-Embezzlements in Punjab Arts Council 667
-Failure of a sewerage scheme in Rahim Yar Khan 979
-Grab of land of Irrigation Department in Jampur (Rajanpur) 666
-Sexual assault on children 756
-Theft of diesel and petrol provided for WASA generators 757
NIGHAT SHEIKH, MS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 549

NOTIFICATION of-
-Prorogation of 15th session of 16th Provincial Assembly of the Punjab commenced on 10th June, 2015 **1034**

PAGE

NO.

O

OATH OF OFFICE by-
-Muhammad Nasir Cheema, Mr. (PP-97) **891**

P

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COLONIES

-SEE UNDER ZAHID AKRAM, CHOUDHARY

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR COOPERATIVE
-See under Shaheen Ashfaq, Ms.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR HUMAN RIGHTS & MINORITIES

-SEE UNDER TARIQ MASIH GILL, MR.

Parliamentary Secretary for Law & Parliamentary Affairs

-SEE UNDER NAZAR HUSSAIN, MR.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR PUBLIC PROSECUTION
-See under Ahmed Khan Baloch Mr.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR S & GAD

-SEE UNDER ALI ASGHAR MANDA, ADVOCATE, CH.

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR WOMEN DEVELOPMENT

-SEE UNDER RASHIDA YAQOOB, MS.

PAGE NO.

points of order REGARDING- 833
-Demand for taking up the Resolution about Load-Shedding 981
-Resolution about Punjab map, MQM's linkage with RAW for terrorism

Privilege motion REGARDING- 794

-DAMAGE TO POLITICAL GOODWILL OF MPA BY DCO & AC TOBA TEK SINGH

Prorogation- 1034

-NOTIFICATION OF PROROGATION OF 15TH SESSION OF 16TH PROVINCIAL ASSEMBLY

OF THE PUNJAB COMMENCED ON 10TH JUNE, 2015

Q

QUORUM-
INDICATION OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTINGS HELD ON-
-18th June, 2015 551
-25th June, 2015 904

R

RAHEELA ANWAR, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 637
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 780
RAHEELA KHADIM HUSSAIN, MRS.
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-The issue of LDA Employees Housing Scheme Thokar Niaz Baig as raised in Starred Question No. 269 of Mrs. Ayesha Javed MPA, (W-317) 586
RAMESH SINGH ARORA, MR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 575
RASHIDA YAQOOB, MS. (*Parliamentary Secretary for Women Development)*
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 611

PAGE NO.

RECITATION From the Holy Quran and its translation presented in the House in sessions held on - 507,609,663,753, 831,889,977
-18th, 19th, 22nd, 23rd, 24th, 25th, 26th June, 2015

report ***(LAID IN THE HOUSE)*** REGARDING- 566
-Privilege Motions No. 32/2014 and 2, 13/2015

Resolutions REGARDING-
-Demand for investigation of terrorism by MQM's in association with Indian agency "RAW" 1030
-Show of grief on sad demises in Karachi and interior Sindh due to intensive heat 881

RUKHSANA KOKAB, MS.
DISCUSSION ON-
-ANNUAL BUDGET (2015-16) 595

S

SAADIA SOHAIL RANA, MRS.
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 954
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Police 726

SAIRA IFTIKHAR, MS
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 555

SALAH-UD-DIN KHAN, DR.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 529

SANA ULLAH KHAN, RANA *(Minister for Law & Parliamentary Affairs)*
BILLS *(Discussed upon)*-
-The Ghazi University Dera Ghazi Khan (Amendment) Bill 2015 878
-The Mass Transit Authority Bill 2015 871
-The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill 2015 867
-The Stamp (Amendment) Bill 2015 869
MOTION regarding-
-Suspension of rules for presentation of a resolution 880

	PAGE NO.
Resolutions REGARDING-	1030
-Demand for investigation of terrorism by MQM's in association with Indian agency "RAW"	881
-Show of grief on sad demises in Karachi and interior Sindh due to intensive heat	
SCHEDULE OF-	
-The Authorized Expenditure (2015-16) *(Laid in the House)*	862
SHAHABUDDIN KHAN, SARDAR	
DISCUSSION ON-	
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-	
-Agriculture	792
-Education	693
-Police	765
SHAHEEN ASHFAQ, MS. (*Parliamentary Secretary for Cooperative)*	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget (2015-16)	572
SHAZIA TARIQ, MRS.	
DISCUSSION ON-	
-Supplementary Budget (2014-15)	942
SHOUKAT ALI LALEKA, MR.	
DISCUSSION ON-	
-Annual Budget (2015-16)	581
SHUJA KHANZADA, COL (RETD) *(Minister for Environment Protection Additional Charge of Home Department)*	
DISCUSSION ON-	
DEMAND FOR GRANT OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-	
-Police	767,771
SHUNILA RUTH, MS.	
DISCUSSION ON-	
-Supplementary Budget (2014-15)	957
-The Punjab Finance Bill 2015	849
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-	
-Education	696
-Police	728
SUPPLEMENTARY BUDGET-	
-General discussion on Supplementary Budget (2014-15)	**892**

PAGE NO.

supplementary Schedule OF-
-Authorized Expenditures (2014-15) *(Laid in the House)* **1029**

SURRIYA NASEEM, MS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16)
639

T

TAMKEEN AKHTAR NIAZI, MRS.
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16)
573

TANVEER ASLAM MALIK, MR. *(Minister for Housing, Urban Development & Public Health Engineering Additional Charge of C&W)*
DISCUSSION ON-
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Roads & Bridges
1013

TARIQ MASIH GILL, MR. *(Parliamentary Secretary for Human Rights & Minorities)*
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16)
632

TARIQ MEHMOOD, MIAN
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15)
905

TEHSEEN FAWAD, MRS.
DISCUSSION ON-

PAGE NO.

-Supplementary Budget (2014-15) **960**

U

UZMA QADRI, SYEDA
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) **558**

V

VICKAS HASSAN MOKAL, SARDAR
DISCUSSION ON-
-Supplementary Budget (2014-15) 934
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 799
-Education 689
DEMAND FOR GRANT OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 1001
QUORUM-
-Indication of quorum of the House during sitting held on 18th June, 2015 551

W

WASEEM AKHTAR, DR SYED
DISCUSSION ON-
-The Punjab Finance Bill 2015 842
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET FOR THE YEAR 2015-16 regarding-
-Agriculture 784
-Education 705
DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET FOR THE YEAR 2014-15 regarding-
-Loans for Municipalities/Autonomous Bodies etc. 985
-Roads & Bridges 1011

PAGE NO.

Fateha khwani ***(CONDOLENCE)-***
-On sad demises in result of load-shedding 665

Z

ZAHID AKRAM, CHOUDHARY (*Parliamentary Secretary for Colonies)*
DISCUSSION ON-
-Annual Budget (2015-16) 531
EXTENSION IN TIME LIMIT FOR SUBMISSION OF REPORT regarding-
-Adjournment Motion No. 1119/2014 moved by Mr. Amjad Ali Javed MPA (PP-86) 564